

کا خیال آجائے۔ ایسی نماز درست نماز ہوگی ان اولیاء اللہ کا خیال آئے گا تو نماز ہوگی
لیکن دوسرے فرقہ والوں نے اس کو شرک قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ
وہ قرآن مجید کو نہیں سمجھتے اللہ تعالیٰ نے نماز صرف اس لئے فرض کی ہے کہ تم اولیاء اللہ
کے محبت میں جاؤ۔ نماز اپنی عبادتی پر عراب ہے اس لئے فرض نہیں کی۔ نماز چنانچہ اس
لئے فرض ہوئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں اور اولیاء اللہ کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ میرے ذکر کیلئے فرض ہے کافی ہیں۔ میرا ذکر تم کرنا کہہ دیتا لیکن اولیاء اللہ کا ذکر ضرور
کرنا۔ نماز فرض ہے اور اسی میں عبادت پڑھتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ
(الحمد للہ) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ اسی میں ہی
پڑھتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ (الحمد للہ) ہم کو یہ عبادت چاہئے۔ اللہ تعالیٰ
نے اعلان فرمادیا کہ درست اور قائم نماز وہی ہوتی ہے جس میں انبیاء علیہم السلام،
حدیثین، شہداء اور صالحین کا ذکر کیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہے۔ حق کی
خیر کی نشانی ہے۔ وَصَلُّوا زُفْقَابَهُمْ لِنَفْقُوْا (البقرہ ۳۳) اور یہی وہی ہوتی روزی
میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو جگہ میں انیس رزق دھار کر
ہوں وہ اس کو حج کر کے نہیں رکھتے۔ وہ ذخیرہ اوروں کی نہیں کرتے وہ میری مخلوق میں
تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ وہی تقسیم کرتا رہتا ہے۔ اب اس تقسیم کرنے کا طریقہ دیکھو
اس کے علم میں آجائے کہ ہاں۔ ایک آدمی سستی ہے اور یہ ہے وہ غنہ شفی سے جا
کر اس کی دکان دیتا ہے۔ ایک دوسرا طریقہ ہے کہ اس محل کے بعد ہر تقسیم ہو گا۔
لوگوں میں کھالے پینے کی چیزیں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ وہی بھی محل سے تقسیم کرتے
ہے یہی محلی سے تقسیم کرتا ہے۔ یہی ختم لا کر تقسیم کرتا ہے۔ یہی پینے چکے خیر طرے

یہی تقسیم کرتا ہے۔ میں نے ایک صوفی کی کتاب میں پڑھا ہے کہ بعض لوگ بھوکے
ہندوں کو کھانا کھلا کر لاییت کی محال میں لے کر لیتے ہیں۔ بھوکے کو کھانا کھلا دینا بھی
ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ یہی ایک بہت اہم ہے کہ جب تک کوئی بھوکے والا نہ ہو
اس وقت تک ملکہ آجائیں نہیں ہے۔ جب ہماری کسی دلی سے نہایت ہو جائے گی بولی کا
قرب حاصل ہو جائے گا ہم ان کو مل کر کھاتے دیکھیں گے وہی جب کسی پر کرم
کرتا ہے تو اسے عجم ہونے دیتا ہے کہ راقی کو اس طرے سے تقسیم کرنا۔ پھر اس سرحد کی
طوئیں آسان ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ حضرت خوالہ نظام الدین علیہ السلام رحمت اللہ علیہ
کے پاس روز روز چنانچہ رات کا قیام رات دہے سے پہلے سستی لوگوں میں تقسیم فرمادیا
کرتے تھے۔ پھر یہی کیا جانتے نہیں تھی کہ وہ فکر دوسرے سے نہ کیلئے چاہ کر سکے۔ چنان
کا طریقہ تھا اس لئے کہ کل اللہ تعالیٰ اور عطا کرے گا۔ ایک بڑی مشہور بات ہے کہ
رات کے حضرت باقی باللہ رحمت اللہ علیہ کے پاس مہمان آئے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف
چہار رحمت اللہ علیہ کے سرحد کریم ہیں۔ اور شیخ مولا محبت رحمت اللہ علیہ جن کو
شیخ عقیق بھی کہا جاتا ہے کے کئی مرشد کریم ہیں آپ کو بھی ان سے ہی سند خلافت ملی
ہے۔ حضرت باقی باللہ رحمت اللہ علیہ کے پاس رات کے مہمان آئے تھے لیکن ان کی مہمان
نوازی کے لئے کمر میں خود راقی کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اتنا یہ اعلیٰ والا ہے لیکن
مکرم میں نہ آئے۔ نہ وہی اور نہ ہی سامان ہے کہ مہمانوں کو کھانا دیا جاسکے۔ آپ باقی
کی دکان پر شریف لے گئے۔ اسے عجم دیا کہ آگاہ ہو کہ وہ روزی کیا کرے۔ مہمانوں کو
کھانا کھا دو۔ اس کے عرض میں آپ کو کچھ کچھ اٹھیں گے وہ میں تمہیں عطا کر دوں
گاہ آپ کوئی عام بندہ نہ ہو تو وہ ضرور یہ کہہ کر اس کے اپنے مکرم میں روزی نہیں ہے یہ

مجھے کیا دے گا۔ جس وہ تاجانی مولیا، اٹھ کھڑے، اٹھ کھڑے کہنے لگا کہ میری صاحب یہ
 سونا مجھے قبول ہے۔ وہ آدمی رات اٹھا آتا تو کچھ عرصہ تو کمر کیا، سامنے نکلا اور وہی
 تاجانی اور وہ کھانا کے حضرت باقی باہر رحمت اللہ علیہ کے مہمانوں کیلئے پہنچ گیا۔
 مہمانوں کو کھانا کھلا اور وہاں چلا گیا۔ کچھ دیر وہی جہان رحمت اللہ علیہ کے حضرت باقی
 باہر رحمت اللہ علیہ نے تاجانی کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ جو بھی
 مانگے گا میں تمہیں عطا کروں گا، مگر کیا چاہے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور مجھے
 آپ اپنے جیسا ہی عطا دیں۔ حضرت غریب باقی باہر رحمت اللہ علیہ سوچ میں پڑ گئے اور
 فرمایا کرتے کیا ہوا ہے اس نے پھر عرض کر دیا کہ حضور مجھے اپنے جیسا ہی عطا دو،
 غریب حضرت باقی باہر رحمت اللہ علیہ اس کی طرف توجہ دے دیکھ رہے ہیں لیکن وہ
 تاجانی سر پیچھے کھڑے تھے تا موشی بیٹھا ہے اب وعدہ تھا کہ عطا طلب کرے گا میں
 تمہیں عطا کروں گا لیکن غریب صاحب سوچ رہے تھے کہ یہ درخواست کئی کر سکے گا۔
 بہر حال وعدہ پورا کرنے کیلئے تاجانی کو بازو سے پکڑا اور اپنے حجرے میں لے
 گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ دونوں دروازے پر سے غلطیاً باہر نکلے تھے مگر حضرت
 کو یہ پچھانا مشکل ہو گیا کہ کون سا ہے اور کون سا ہے۔ دونوں ہی ہاتھیں ہم
 مثل اٹھارے رہے تھے۔ یہ فیض عارفو سے ہماری دعا سچتر آن مجھے نے جان فرمایا ہے۔
 اور یہ فیض انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ عارفو میں حضور
 کی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کو
 مبارک میں آرام فرما رہے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کر رہے ہیں۔ جن دن اور تین

رات گزر گئے۔ جب مدینہ شریف پہنچے تو لوگوں کو پچھانا مشکل ہو گیا کہ نبی پاک
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کون سے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون
 سے ہیں۔ دونوں ہاتھیں ہم مثل اٹھارے رہے ہیں۔ لباس بھی ایک ہی طرح کا ہے۔
 چال بھی ایک ہی طرح کی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 جب یہ حال دیکھا تو سوچا کہ کہیں لوگ مجھے ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ سمجھ
 لیں آپ نے اپنی دستار مبارک انار کی اور اس سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کو کھسکا کی طرح بلانا شروع کر دیا تاکہ لوگوں کو سمجھ آ جائے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کون سے ہیں اور نظام کون سا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔
 قَاتِلُوا أَهْلَ بَيْتِ الْحَبَشَةِ أُولَئِكَ كَانُوا فِي السَّعَةِ (انجیل ۴) صرف وہ جان سے جب وہ دونوں عارف
 میں تھے قرآن مجید نے جس کو نبی فرمایا ہے۔ یہ فیض عارفو سے ہماری دعا۔ جب
 ایک بندہ اس حد تک قریب حاصل کر لیتا ہے تو جو اس کے دل میں بھی خیال پیدا ہوتا
 ہے اسے دیکھنے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح سے پکار رہا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ عارفو میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے
 ویسا لگ رہی ہے۔ مجھے جھوک بھی گئی ہوئی ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
 لَمَّا خُفَّتِ الْبُحْبُوحُ صَلُّوا الْقُدُّوسَ عَارِفُو رُكُوعًا مَقَامًا بِمُحَلَّاهِ صَدْرُكَ وَهِيَ حَقٌّ
 ایک تو اس کا مطلب ہے کہ یا اوردادہ MAIN GATE اور دوسرا اس کا سنی ہے
 اور میان حصہ CENTRAL PART اب اگر یہاں عارفو کا اور ازہر فرمایا گیا ہے تو
 پھر بھی ٹھیک ہے اور اگر عارفو اور میان کیا گیا ہے تو پھر بھی درست ہے۔ حضرت سیدنا
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں

خاک کے صدر مقام پر کیا لینے چاہوں۔ فرمایا کہ ہاں ایک۔ چہرہ ہاں کاپانی لی ہو گئے
 تمہاری بیاس اور بھوک ختم ہو جائے گی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے سوچا کہ میں جب خاک میں داخل ہوا تو وہاں کوئی چشت نہ تھا لیکن آپ نے
 اجازت نہیں کی کہ آپ صدر مقام کی طرف چل جائے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ میں
 نے کسی نہیں دیکھا تھا کہ جو حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ وہی طریق سے ادا
 کرو۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے تبارک و تعالیٰ کو اس طریق سے انوکھے دوختے چارے ہاں
 کے بھوک ختم ہو گئی۔ دیکھو وہاں کے آپ فرماتے ہیں کہ میں ختم کے وقت چلا
 گیا تو دیکھا کہ آجی وہاں پر چہرہ ہاں کاپانی دور سے بھی زیادہ سفید اور شہدے
 بھی زیادہ بھٹکا تھا۔ میں نے پانی یا تو میری بھوک اور بیاس بھی ختم ہو گئی۔ حضرت ابو
 بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب
 میں یہاں آیا تھا تو چہرہ ہاں کاپانی یہاں سے چارے ہاں کاپانی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تو نے بھوک بیاس کا ذکر
 کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم فرمایا کہ تیرے دروس میں سے ایک چھوٹا سا نار
 CHANNEL نامی یہ فرشتہ کے پیچھے سے گزرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے
 فرشتے نے تیرے دروس میں سے ایک چھوٹی عمر لڑکی اور عاتقہ دنگ بچھاری دھری کی کریم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ انھیں اپنے
 صلہ القربہ سے دور رکھو۔ چلے جاتے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فرماتے ہیں کہ مجھ پر وقت طاری ہو گئی۔ تمہاری یہ اور عرض کیا کہ ولینے جنتہ اللہ
 ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا مقام کیا ہے۔

قدانی فغضب۔ میں غضبناک فرمایا کہ صرف ایک ہی نہیں تھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا
 مقام اس سے بھی زیادہ ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مقام
 کب حاصل کیا کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر حکم بلا جان
 و جان تسلیم کیا۔ آپ نے جب اسلام قبول کیا آپ کے پاس چالیس ہزار عباد و عباد
 و رہنم تھے وہ ان کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر دینے ساری
 عورت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہاتھ پڑھتی تھیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم فرما دیں اللہ تعالیٰ اسی طریق سے کروتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد ماجد کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی شک نہیں
 ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہے یا کہ نہیں ہے۔ آپ نے شروع سے ہی اللہ تعالیٰ کو مانا ہے۔
 آپ نے کسی بھی عورت سے کبھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کوئی
 بات نہیں کہی۔ اور وہاں کے طور پر آپ جان فرماتی ہیں کہ جب مجھ پر انعام قریشی
 ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ تم اپنے باپ کے
 گھر چل جاؤ۔ میں نے چھانی کے عالم اپنے والد صاحب کے گھر آگئی اور میری ماں نے
 مجھے پکارتے دیکھا تو وہ بھی بے چین ہو گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے دیکھا تو یہ چھان کر یہ میری بیٹی آجی بے چارہ کیوں اُٹھ رہی ہے۔ آپ فرماتی ہیں
 کہ کتنے ہی روز گزر گئے تھے کہ میں میرا بچہ نکلتی ہوئی تھی۔ جب والد صاحب کی
 محبت بھری آواز میرے کانوں میں آئی تو مجھے رونا آ گیا۔ سو کرے، بچکیاں
 آئیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ رکھا
 فرمایا کہ کھلے والے کے اور یہ جھوٹا ہاتھ اچھا ہے۔ وہ جھوٹا ہاتھ کراۓ ہے۔ آج

میری بی بی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در سے روٹی ہوئی کیوں آئی۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کھانے کی
پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑا کیا ہے اور وہاں اپنے کمر بھی لٹا ہے حضرت
سیدہ صبیحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بس بی بی! میں نے آج تک کبھی
پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلقہ اتاری بات بھی نہیں سنی۔ حضور نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بی بی سے حلقہ اتار فرمایا کہ ہمارے رسول اللہ
تعالیٰ منہا میرے بچہ کا کھانا ہے، اس ناطہ سے بی بی بچہ کا کھانا ہوتا ہے، لیکن حضرت
سیدہ صبیحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچہ کے کھانے سے بھی نبی پاک صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف بات نہیں سنی۔ آپ نے یہ بتا دیا کہ نبی پاک صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات ایسی ہو کر جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں کوئی کمی (معاذ اللہ) کا پایہ ۱۰۰۰۰۰۰۰۰ میں نے بھی سنا کہ اور انہیں کیا۔ یعنی
معتد وہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کوئی کمی (معاذ اللہ) نہیں ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے والد اکرم نے یہ
بات کی تو میری زبان بند ہو گئی۔ پھر میں نے کوئی بات اس وقت تک نہیں کی جب
تک میرے حق میں قرآن کریم کی آیات مبارک نازل نہیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے
جو حق لوگوں کی نگاہوں میں بیان کی ہیں آپ دیکھیں کہ یہ سب آیتانے چل
رہے ہیں کیا صاحب زبیب آستانہ میں وہ نگاہیں موجود ہیں۔ حضرت قبلہ و اکمل
صاحب نے فرمایا تھا کہ حق بننا کس طرح سے ہے تو یہ جو میں نے آخری بات
بتائی ہے کہ جب تک آپ کسی کام میں نہیں جاتا اس وقت تک یہ فیصلہ جاری نہیں ہوتا

کوئی بندہ وہی نہیں جتنا جب تک کہ وہی کوئی کھانے والی کھانے کی اولی کے ذریعہ
سے ہی ملتی ہے جس طرح سے حضرت سیدہ صبیحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کھانا
مفتشیں۔ تمام تمام تمام تر فیصلہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملے
جنا۔ آپ نے یہ حضرت سیدہ صبیحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روایت فرماتے اس
طرح سے یہ چلے چلے تمام سب اس طرح سے جاری ہوئے۔ کسی کو حضرت علی
مولا نے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مل گیا کہ کوئی حضرت سیدہ صبیحہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے جاری ہو گیا۔ کسی کو فیصلہ حضرت سیدہ صبیحہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے جاری ہوا۔ کسی کو حضرت ابوبکر صلی اللہ تعالیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل گیا۔ جس طرح سے وہاں ہی علوم حاصل کرنے کے لئے
کاٹی۔ پھر بعد میں میں چاہتا ہوں کہ اس طرح سے قرآنی علوم کے حصول کے لئے
ان آستانوں پر حاضر رہا یعنی ضروری ہے۔ بعد میں جب حق تعالیٰ ہے کہ جب وہ
قرآنی دستور پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فَیُفَرِّقُوا عَنِ الْفِتْنَةِ وَاللَّوْنِ الْفُطْنِ

خطاب علامہ ابو علی محمد صاحب

۱۹-۱۱-۰۷

پھر میری عبادت روزہ ہے۔ (الحديث)

وہ زبان جس کو سب کوئی کہتی تھیں

وہی کہانہ حکوت پہ لاکھوں سلام

مقی کیسے بنتا ہے

تَمَتُّدًا وَتَحْلِيًّا عَلَى رُؤُوسِهِ الْفِي الْكُفْرِ وَالْمُتَمَدِّدِ لِلَّهِ ذِي الْعَلَمِينَ أَعْلُوهُ
بِالْبُذِّ مِنَ الشُّبُهَاتِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الطَّلَاةُ
وَالشَّامُ عَلَيَّكَ يَا مَسِيحِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَلْبِ وَالْأَسَدِ بَكَتْ
يَا مَسِيحِي يَا حَبِيبِي اللَّهُ

جو ۱۹۲ تا ۱۹۴ کرم سے جو

جو جو گا جو سے کرم سے جو

موجود حاضرین امتین سے حلقی آج بھی تقریر کی ہے اور پچھلے سال کے
روز عالمی امی الدین صاحب کی رہائش گاہ پر حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب سے
دینی مسئلہ تقریر کی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مقلد ہے جو
نئی پاک علیہ اسلوبہ اسلام کے علم کتب پر ایمان رکھتا ہو اور جو علمین سے اسے
باتا ہو۔ اسی طرح سے آج امام احمد راجم صاحب نے فرمایا کہ علم کتب پر یقین
رکھنے والا مقلد ہوتا ہے۔ قرآن فرمایا کہ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ
ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی مزہ ہے۔ وہ جلت
کے وارث ہوتے ہیں۔ قرآن سے وہی جانتے پاتے ہیں جو حق ہیں اور خدا تعالیٰ کی
تکلیف کرتے ہیں۔ مگر ماضی پر وہ فیر صاحب نے بھی جو بھی ہوئی ہے اور کچھ میں نے
بھی پڑھی ہے۔ یہی بھی باتیں بیان ہوئی ہیں یا پھر یہاں لوگوں کو کہہ دیجئے۔ یہ
موجود ہیں۔ آگہ گئی، جتنی ہے۔ اور وہی دیتی ہے۔ وہ کہہ سکتا ہوں یہ آگہ کے

اثرات ہیں۔ ظاہری نشان ہیں۔ مظاہر ہیں Manifestations ہیں۔ یہ آگہ
کے وجود میں آنے کی جہتیں ہیں۔ آگہ کے وجود کی وجہ پیش کرنا ضروری ہوگی۔
تقویٰ دل کی پاکیزگی حلیت الہی اور ادب رسول علیہ السلام ہے۔ کل نماز روزہ، حج،
زکوٰۃ اور قربانی وغیرہ میں تقویٰ نہیں ہے لیکن تقویٰ میں کل نماز روزہ، حج،
زکوٰۃ اور قربانی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ اعمال سالو یعنی کل نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور
قربانی وغیرہ۔ حلقی میں بھی ہیں لیکن اس میں تقویٰ نہیں ہے۔ حضرت سیدنا
مصدق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقیوں کے نام ہیں۔ آپ میں تقویٰ ہے اور ساتھ ہی
کل نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور قربانی وغیرہ تمام اعمال سالو بھی ہیں۔ جس طرح سے
ہے کہ مقلد نماز پڑھتے ہیں، مقلد زکوٰۃ دیتے ہیں، یا پڑھتے ہیں، کسی کو بھی پٹانے والی چیز
نہیں ہے۔ ان متحین کا ہم نہیں ہے اس ٹیکری کا پتہ نہیں ہے کہ جہاں سے مقلد بنتے
ہیں۔ مقلد کس خط سے بنتے ہیں جب آپ کو پکار کر کہتے ہیں تو آگہ بھی ہے۔
قرآن مجید میں ہے کہ جب دو شخص ایک دوسرے سے گڑبڑی جاتی ہیں تو آگہ پیدا
ہوتی ہے۔ وہ چار اکہ میں نکالے سے حرارت پیدا ہوتی ہے آپ اپنے دونوں
ہاتھوں کو تھیں میں گڑبڑی تو دونوں ہاتھ کو ہوتا ہے۔ آٹھائی ٹکری گڑبڑ سے ہی پیدا
ہوتی ہے۔ یہ پروفیر صاحب جانتے ہیں کہ جب دو آدمی ایک میں گڑبڑ کاتے ہیں تو
ٹکری پیدا ہوتی ہے۔ آپ انہیں سے اس کی نقل کر لیتے ہیں تو آگہ پیدا ہوتی ہے۔
آگہ کو گڑبڑ سے پیدا ہوتی ہے مقلد کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ مقلد کس طرح سے فنا
ہے۔ سورج سے آنے والی شعاعوں کے ساتھ پڑے پڑے کچھ ہیں تو اس کچھ سے پڑھنا
کا اثر نظر نہیں آتا۔ لیکن اگر سورج کی شعاعوں کے ساتھ ایک کھوب جسے کھوب دیا تو
سورج کی وہی شعاعیں جب کھوب میں سے گزر کر پڑے پڑے پڑتی ہیں تو وہ آگہ پیدا

رہے تھے۔ بارہا ان رشید نے دیکھا تو یہ خوش ہوا کہ ایسی نئی عمارت ہے جسے آج میں بھی اس سے ایک گز بڑے لوگوں۔ وہ حضرت پہلولی دادا رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچے اور پوچھا کہ بابا کیا یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس کے محل کار ہوں۔ پوچھا کہ کیا کچھ دو گے۔ فرمایا ہاں غریب لوگوں کو بھی تو فرمایا کہ ایک کروڑ دینار۔ بارہا ان رشید نے عرض کیا کہ بابا میں اس روز صرف ایک سو پچیس قیامت حتیٰ آج ایک کروڑ دینار فرمایا کہ بیوہ نے کینہ دیکھے سو ادا کیا تھا اور تو مجھے کہہ دو کہ آپ نے پسند کر کے آ رہا ہے اب پسند کے مطابق قیامت ہے۔ روزِ محرم پسند کرتے والوں کے ہاتھ تو پیچھے ہی نہیں ہیں۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت پہلولی دادا رحمۃ اللہ علیہ میں یہ تصرف کہاں سے آیا۔ آپ میں یہ طاقت کہاں سے آئی۔ یہ طاقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا کی آپ نصیب پڑے ہیں میں آپ کی نسبت شریف بن کر ہی اس کے مطابق عرض کر رہا ہوں آپ نے پڑھا ہے۔

انکو اب تک دینے چاہئے وہاں دیں دی سرت کوئی اور نہیں

ان سو بیایا تیری مرضی اسے میرا نے کوئی زور نہیں

اس کے پہلے مصر سے ملتا تھا ہے اور اب یہ تنہا کس طرح سے پوری ہوگی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے اس میں میرا کوئی زور نہیں ہے۔ سو بیایا تیری مرضی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے حق بتانا چاہتے ہیں تو حق بتادیں۔ میرے بچے کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حق بتاتے ہیں تو میں حق ہوں۔ چنانچہ وہ بیٹھا ہوا ہے اس کو طرزِ میر سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب فرماتے ہیں۔ ہر نعمت کی طرزِ دہریں سے عطا ہوئی ہے۔ میں نے نعمت خواہان اور نعمت کو خواہر سے پوچھا ہے کہ آپ کس طرح سے انعام دہا لیتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جب مخاطب فرماتے ہیں ہر نعمت میں پہلی ہے وہ نعمت کبھی نہیں ملتا ہے۔

ہو ان تمام کا تو حق ملے ہیں

ہو آپ کی مرضی تو نعمت حق ہے

زور بخینہ حق کی ابتدا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم انعام دیتا ہے جس طرح اسے آپ نے پڑھا ہے کہ

تیری قربت آگے اسے ساتھ تو کس لکھوئے ہاں ہے

ہے حق جس کمل دالے والی روشن ہوئی گواہیں

حق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری قربت کو روشن کرتا ہے۔ حق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے حق نہیں ایمان عطا کرتا ہے۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ یہ حق کہاں سے ملتا ہے۔

حق آگے کا تو مومن بن جائے گا لیکن حق کہاں سے ملے گا۔ وہ کون کی دکان سے

میں اسے حق ملتا ہو اس کا چھوٹا کھانا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص مجھ

سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ مجھ سے محبت نہیں کر سکتا جب تک کہ پہلے میں اس

سے محبت نہ کر لیں۔ اگر ایمان ادا ہوگا تو حق میں جائے گا۔ بس ایمان تو حق نہیں ہو سکتا کیا

کوئی ایسا ہوگا۔ ہندو، بدھ، صاب بھی حق میں ہو سکتا ہے نہیں ایمان اس میں ایمان نہیں

ہے۔ اگر بے ایمان ہندو خیرات بھی کرے یہ وہ بددعا بھی کہے۔ خیرات کے سرے

پتھر کے ان کو قصیدہ دلاؤ۔ ان کا کار بار نہ سب دے گا۔ مجھے کام ہیں۔ لیکن

وہ مومن نہیں ہے۔ پسند حق بھی نہیں ہے۔ مومن اور پھر حق حق معنی صلی اللہ علیہ وسلم

سے ملتا ہے۔ حق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حق ملتا ہے۔

اگر یہ حق آگے کا تو میں ایمان والا بھی ہوں گا ایمان آنے کا تو پھر حق بھی ہوں گا۔

حق سے ملنا ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وقت ہاتھ میں لگی

تکوار نے جا رہے ہیں۔ پوچھا کہ کیا ارادہ ہے کہاں جا رہے ہیں فرمایا کہ میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو (نصوا بائ) اقل کرنے جا رہا ہوں وہ ہمارے خداؤں کو بھلا
کہتے ہیں اب دیکھنے کو جتنی کہیں سے جتا ہے اور کس طرح سے جتا ہے۔ ایمان
کہاں سے آتا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اقل سے جا رہے ہیں اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی ایک
دیس۔ غزوانہ بنی نضیر بنی حنظلہ بنی غنم حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ با عمر بن ہشام میں سے ایک خط کو دیکھا اس سے اس کو حضرت
خط فرمایا وہی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جی تو کہہ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ
تکوار گئے میں ڈال کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ کر کھڑے ہو کر
پڑھ رہے تھے۔ کس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان عطا کیا کس نے ان
کو ایمان عطا کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی
نبی آتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کون سی تحسیر پڑھ لی تھی کون سا خطہ کر لیا تھا۔ کیا لازمی پڑھ لی تھی۔ صرف
دعا کے واسطے صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فاروق اعظم بنا دیا۔ دیکھ میں سے ایک
دان لکال کر دیکھ میں ہر ساری دیکھ کا جی پڑھ گیا ہے۔ آپ کو یہ کچھ آجانتے
کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح سے بڑے ہیں تو یہ جھیں کچھ
آجائے گی کہ جتنی کہیں سے اور کس طرح سے جتا ہے۔

آگاہ جنگ دہنے جانے والی اہل نبی حسرت کوئی اور نہیں

نہ سوچتا تیری مرضی اسے میرا نے کوئی دور نہیں

اب آقا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی ہے۔ میرا تو کوئی دور نہیں ہے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں گے تو میں دینے شریف پہنچ جاؤں گا۔ میری حسرت
پوری ہو جائے گی۔ آپ نے اتنی ساری کھوت شریف پڑھی ہیں لیکن اس میں وہی
بات ہے کہ۔

بے وطن نہیں ملے والے دامیری روغن ہوئی گور نہیں

ایک اور محل ہے حضور علیہ السلام اور اسلام کے چار سو سال بعد کی بات ہے
خطبہ برکات خواتین لا اعظم رتہ اللہ علیہ بھی آپ نے سنائی ہے کہ۔

چراں دے دی عقد بین دے میں ایسا دے

حضرت سرکارِ نبوت الاعظم رتہ اللہ علیہ وسلم پھر پورا اہتمام کوئی تیار پڑھتے تو نہیں
آقا۔ دو کوئی خطہ کرنے کی غرض سے نہیں آیا تھا۔ وہ گھیر پڑھتے تو نہیں آیا تھا۔ وہ
کوئی حق تو تھا۔ وہ تو چار تھا اور چوری کی غرض سے ہی آیا تھا۔ اس پر حضرت سرکار
نبوت الاعظم رتہ اللہ علیہ وسلم پڑھ گئے حضرت حضرت علیہ السلام حاضر ہوئے کہ سرکار
قلب عطا فرمایا۔ حضرت سرکارِ نبوت الاعظم رتہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت
اور تو کوئی نہیں یہ ایک آدمی چھپا بیٹھا ہے اس کو لے جاؤ۔ حضرت سرکارِ نبوت الاعظم
رتہ اللہ علیہ وسلم اس چور پر نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ چلو تم قبضہ بن جاؤ ایک چور
حقین کا بھی سر ہلا دینا کہ بڑا ہے۔ کیسا جا رہا ہے کہ اس پر حضرت سرکار
نبوت الاعظم رتہ اللہ علیہ وسلم کی فکر اور نگاہ پڑ گئی ہے۔ اسی سالانا مہاجریم صاحب
بیان فرمایا کہ گئے ہیں کہ سرکارِ نبی اوقات جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ
عالیہ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے میرے حبیب علیہ السلام کا
اتحاد لیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے کچھ نہیں مانگا۔ عرض کیا باط
جبری است کہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے ستر چار مرتبہ پوچھا کہ اسے میرے حبیب

علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے تو ستر چار مرتبہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کر دیا کہ اللہ تعالیٰ امت کو عقل دے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو عقل دینے کی طاقت نہ رکھتے تھے کیا آپ خود فکر ہیلائے ہیں۔ آتے ہیں اس میں کوئی کار ہلائے ہیں اس میں درجہ ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عقل میں آئے گا خیال ہیلائے فرماتے ہیں وہ کچھ اور یہاں آجاتا ہے۔ راستے میں چند وعائے بھی ہیں۔ شراب نوشی کے علاوے بھی ہیں مینا کمر بھی ہیں۔ جوا کھیلنے کے اسے بھی مسموم ہے ہیں آپ کہیں ان کی طرف مائل نہیں ہونے۔ لوگ وہاں سب وجہ دولت تلاش ہے ہیں۔ آپ کو ان تمام آفات سے بچا کر یہاں کون لایا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو مرکار ہلائے ہیں۔ اور وہی مرکار ہیں جو بندے کو عقلی دیتے ہیں۔ بندے کو سوسن دیتے ہیں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ ایمان نہیں لائی پہلے تو وہ مجھے بھی گالیاں دیتی تھی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی برا بھلا کہتے شروع کر دیا ہے میری ماں اور میری والدہ ماجدہ کو ایمان عطا فرمادیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چاہو تو ایمان لے آئی ہے۔ لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان عطا فرمادیا۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فکر نہ ہونے لگے تو وہی والدہ جو پہلے گالیاں دیتی تھی وہ غسل کر رہی تھی اور جب دروازہ کھٹکا تو وہ میرے آواز آئی کہ بیٹا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کھٹکا تو میں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدموں میں بیچ کر رکھ کر شریف پڑھوں گی۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ایمان عطا فرمادیا۔ وہ کچھ بھی نہیں گئی وہ صاحبہ بھی نہیں گئی۔ جنت کی وارث بھی نہ گئی تو اس کو کس نے ہلاک کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہلاک پہلے بھی عرض کیا ہے کہ شریعت شریف

میاں شریعت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آواز دے چاہا تھا ہے۔ فکر تسلیم کرنے کا وقت ہو گیا۔ میاں شریعت صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود فکر تسلیم فرمایا کرتے تھے اور عزم دیا کرتے تھے کہ قرآن مجسم کو بیٹے اور اطفال کو دے دو۔ آپ نے لا لگاری کو عزم فرمایا کہ وہ چار بار حج جیسے ہیں ان کو فکر پہلے دے دو۔ انہوں نے بات چوری کرتی ہے ان کو کہیں اور نہ ہو جائے۔ وہ چاروں کھڑے ہو گئے دوست بہت ہو کر عرض کرنے لگے کہ یہ صاحب سم افقی چور ہیں شریعت میں چوری کی غرض ہے ہی آتے تھے پہلے لٹاؤ بھی دیکھ لیا تھا کہ جہاں بات سم ہے چوری کرنا تھی۔ لیکن مہاراجا اب آپ عزم اپنا لایا۔ بانیوں ہمارے کہیں (بال) کاٹ دیں۔ ہماری والدہیں کو سخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق احوال دیں۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فقر میں عی چار نکسوں کو دلی دعا کر دکھایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائے اولیاء اللہ تھی ہمارے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اولیاء میں یہ طاقت اور تصرف عطا فرمایا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایمان بھی عطا فرماتے ہیں کسی کو دلی بھی دیتے ہیں دلی میں عقل دیتے دلی تو تھی وہی عطا فرماتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا کہ کوئی اور حق نہیں ملتا یہ صرف اللہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ یہ حق ملتی رہتی ہے۔ میں نے جو کچھ بھی علماء سے سنا وہ سبھی ہونے کے اثرات تھے۔ حق بننے کی وجہ نہ تھے۔ حق کی Cause تھی۔ اسے اسطرح فرماتے ہیں۔

وہ نہ تھے نہ کچھ نہ قہود نہ اول نہ کچھ نہ

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اس صورت نول میں جان آکھان

جان آکھان کہ جان جہان آکھان

جاک آگئیں تے اب دی میں شان اکھاں
جس شان جیسی غیور سب شان
ان شانوں میں سے مٹی ہوا بھی ایک شان ہے کہ وہ سچے سچے صلی اللہ علیہ
و سلم سے بنی ہے۔

بھانغا کا بچی ہے وہ نہیں اس میں کوئی مفر متر
جہاں سے ہو سبک آ کے ہوئے یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حق تعالیٰ یا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے نکلتے رہے ہیں یا نبی پاک صلی اللہ علیہ
و سلم کی حلقہ سے وہی کے در سے نکلتے رہے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی چیز حق تعالیٰ
بنائی۔ ظاہری حیات طیبہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقویٰ عطا فرماتے تھے۔ اور
اب در پر وہ اولیاء اللہ کی حلقہ سے تقویٰ لے رہے تھے کہ ان کو اللہ عظیم رحمۃ اللہ علیہ میں
بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حلقہ ہے۔ میاں صاحب شریعہ صاحب شریعتی
رحمۃ اللہ علیہ میں بھی اعتراف یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حلقہ ہے۔ حضرت سرکار
سائیں بابا حضرت نعمت اللہ شریعتی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ پہلے بھی لکھی بار عرض کیا ہے۔
آپ اپنے آستانہ عالیہ کے شان دروازے میں کھڑے تھے آپ کی کار بار پر گھر رہی
تھی۔ گھنٹے جانے کا آواز دھنکا ایک جہاں آئی کار کھڑی ہوئی اس نے حضرت سرکار سائیں
بابا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی طرف دیکھا۔
اس نے عرض کیا کہ سائیں کیا آپ یہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں میری
رہائش کا وہ تھا ہے اس نے عرض کیا میرا نبی کریم دیں چندہ منت میرا انکار کر لیں
میں ان کی آوازوں۔ وہ چلا گیا حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے انتظار
میں گاڑی رکھادی۔ وہ واپس آیا تو عرض کرنے لگا کہ سائیں مجھے اپنا مقام بتائیں۔

مجھے اپنے سر پر کر لیں۔ فرمایا کہ پہلے ہی جیت کر لیتے۔ یہاں چندہ چاہا اور واپس آگئیں
میں کیا سخت تھی۔ عرض کیا کہ میں کرانے کا قائل ہوں۔ ایک کھنکھ کے لئے ایک لاکھ
روپیہ لیتا ہوں۔ میں نے یہاں ہزار روپیہ لیا تھا۔ میں ایک شخص کو قتل کرنے پہاڑ تھا۔
آپ کی انہیں گاؤں چمکی کر جہاں بدل گیا۔ میں نے جو شخص قتل کر لے، ان کی جی ۱۰۰ روپے
کر لے کیا تھا۔ وہ رقم میں واپس کر کے آگئیں اب آپ مجھے اپنا دست کر لیں۔ میں
نے داؤد شریف آستانہ عالیہ سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہی وہی دو سائیں بابا
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شخص کا اعتراض نہیں ہے اس سے یہ چھوڑا اس نے اپنی
پیکہائی بنائی۔ میں نے یہ چھوڑا کہ اب میرا کیا مقام ہے۔ اس نے تاکا کہ اب میں
آگاہوں کی سیر کرتا ہوں۔ اس کا قائل کو قتل کرنے سے بایا۔ یہ وہ کارخانے ہیں جہاں
سے تقویٰ ملتا ہے جب تک بندہ ریخت نہیں کرتا کسی ہی صاحب کار پر نہیں ہوتا وہ تقویٰ
ہوئی نہیں ملتا۔ جس نے ریخت نہیں کی وہ ایسے ہی مرنے کی جس طرح سے ابو جمل
مر گیا۔ جس کے گھر میں ریخت کا طوق نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت بابا بدایا رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہوا کہ یہ وہاں لے
جس روئے ہی میری رہائی ہے مگر جو سائیں گئے ہوتے ہیں اور جہاں ان کے بنے پاوری
نے تقریر کر لی ہے آپ نے اس جلسہ میں پاوری کے سامنے جا کر بیٹھ جانا ہے۔
حضرت بابا بدایا رحمۃ اللہ علیہ نے یہودیوں سے یہودیوں سے یہودیوں سے یہودیوں سے یہودیوں سے
میں بچنے گئے۔ پاوری صاحب آئے انہوں نے تقریر شروع کی لیکن بات نہ سنی۔ اس
نے حوالہ دے کر تقریر شروع کی پھر بھی کام نہ ہوا۔ دو تین بار تقریر کا حوالہ دیا لیکن وہ
کوئی بات بھی نہ کر سکے۔ یہودی بنی ۱۰۰ روپے اس کی تقریر سنے کیلئے آئے ہونے
تھے پاوری صاحب سے کوئی بات نہیں رہی تھی۔ یہودی بھی مارے فحشے میں تھے

کہ یہودی کو علم ہے کہ وہ جھوٹ ہے، وہ اپنے ایمان ہے اس کو علم ہے کہ جنت کی جالی کلمہ شریف ہے، پھر بھی وہ اپنی ضد پر اٹکا ہوا ہے اور ایمان اس کو نصیب نہیں ہو رہا آج اس نے یہ کیوں تسلیم کیا ہے اور آج اس نے کیوں کلمہ پڑھا ہے آج اس نے تسلیم کیا ہے کہ اللہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام سے انکار کر رہا ہے۔ اس کا سامنا علم اس کے کام آ گیا ہے۔ اس کو ایمان بھی نصیب ہو گیا ہے۔ آج اس کا دل بھی پار ہو گیا ہے۔ آج وہ بھی حق بن گیا ہے۔

کیوں مارے مارے پھرتے ہو کسی اٹھ والے سے ملو

مب شیخ کی نظیریں چاہائیں کہ وہاں حسین ہو جاتے ہیں

اگر کوئی تاویذ آدمی کی شیخ کے پاس جائے گا تو وہ بکریوں کی طرح بھٹکے گا لیکن شیخ تو اس کو دیکھے گا۔ شیخ کی نظریں تو اس پر چڑ جائیں گی۔ غالباً حضرت سکوت میں مواظبت تاویذ تھے۔ لیکن نبی علیہ السلام کی نظریں تو اس پر نہ جمیں۔ اصل شعر میں ہے کہ۔

کیاں بارے بارے پھرتے ہو کسی اٹل والے سے مل لو

باب پنج سے انگریزی مل جائیگی کرواد حسین ہو جاتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ نظریوں کا جائزہ کی بجائے نظریہ پر جانیں بکھریں کہ جس طرح سے
میں نے عرض کیا ہے کہ ایسا کچھ شیخ کے پاس جائے تو اس کی ضرورت ہی نہیں پھر وہ
اپنے شیخ سے نظریں کی طرح مل جائے گا۔ اس لئے کہ ہے کہ نظریوں کا جائزہ کی بجائے
نظریہ پر جانیں بکھریں پھر وہ مل جائے تو جتنی چیزیں مل جائے گی۔

من کر کے دل دے آکھو ایہ مسکے لوں

۵۶ کرم کھاؤ وچا اے عطا تا

جب عطا ہو جائے گی تو منگی بن جائے گی۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ تمہیں غوث ملے ہیں

کہ قلب طاعت ہے۔ دُعا طاعت ہے۔ بگو بھی طاعت ہے لیکن یہ ہے کہ بندہ کو
 جنت میں داخل دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک کوئی میں آکر گیا۔ لوگوں نے مولوی
 صاحب سے فتویٰ پوچھا مولوی صاحب نے بتایا کہ کنوئیں سے ساتھ ڈول پانی نکال
 دو۔ لوگوں نے پانی نکال دیا اور پھر مولوی صاحب کے پاس آئے مولوی صاحب
 نے فرمایا کہ کنوئیں کا پانی صاف ہے اس سے آگے لوگ پانی کا گھاس لے گئے تو مولوی
 صاحب نے دیکھا کہ پانی میں پال ہے۔ پوچھا کہ ابھی پانی صاف نہیں ہوا ہے کہ
 کہاں ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ کنوئیں میں عی ہے۔ فرمایا کہ اسے غسل ملے
 پہلے کتے کو باہر نکالو پھر ساتھ ڈول پانی نکالو۔ دو کتا ہمارے اندر سے کون نکالے
 گا۔ یہ دو مسئلے صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہمارے اندر کے کتے کو نکالنے کی۔ ہمارے
 نفسِ امارہ سے وہ ہمارے اندر کا کتا ہے اس کو نفسِ سلیمان ملے گا ہے اس کو نفسِ
 مر جنت ملے گا ہے وہ دو مسئلے صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اگر قرآن اس پر شاہد ہے۔
 وَتَزَكِيهِمْ وَتَجْلِبُهِمُ الْكِبَرُ۔ حق اور برائی نہیں ملتا۔ حق کے لئے جلیاں آتے مسئلے
 صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ان کی مرضی سے ہوا کرتا ظاہری طور سے دُعا وال دیرینہ
 طاعت ہے لیکن صحت سے کہ فرمائی۔ ہاتھ بھر دیا ہے کہ ۔

۱۸۰۰ء میں

$$\forall x \in \mathcal{F} \subset \mathcal{E} \quad l(x) \geq 0$$

تہذیبِ ملوثہ بنی ہوئی ہے۔ جسکی عظمیٰ طور پر عرض ہے کہ ہر حقوقی طور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع میں آئی ہے۔ تقاضا بھی اسی ہے کہ گلہ بازانہ وجہ و ذریعہ کو نکال دیا اور قربانی بھی فوراً مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

۲۰۸
باز در مصطفی او را یها است
با او اعدا پیش مصطفی است

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مطلب ہے کہ جو جتنی بات ہے وہ نور
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے اور جو بات ہے وہ اس نور کی حاشیہ ہے۔
جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا وہ بھی جتنی سمجھ جائے گی۔ حضرت
مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَلِدْ فَهِيَ كَالْأَنْثَىٰ ذَاتِ الْوَلَدِ ۚ إِنَّكُمْ رَجَعْتُمْ إِلَىٰ خُلُقِكُمْ ۖ ذُنُوبَكُمْ وَأَعْيُنُكُمْ وَأَلْسِنُكُمْ وَأَفْئِدُكُمْ ۖ مَا تُدْرِكُونَ الْإِبْرَاهِيمَ وَنُوحًا وَلَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ وَتَبَتِ الْمَدَائِدُ ۖ وَالْجَنَّةُ خَالِدَةٌ أُولَٰئِكَ فِيهَا ۖ وَالْكَافِرُونَ ۖ

اللہ ہی نور و سلوک و مقام دیکھے جس سے شہر نور پیدا ہوئے۔ زمین اسی کی محبت میں
ساکن ہے۔ انسان اس کے عشق میں محو ہے۔ ہر جسم میں اسی کے عشق کا ذوق ہے۔ ہر دل
میں اس کا شوق ہے۔ ہر زبان اسی سے ڈرتی ہے۔ ہر سر میں اسی کا سوا ہے۔ اس کے
خالق نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اس کی
تقریب فرمائی ہے۔ اسی کی بدولت ہر شے کا وجود ہے۔ اور اسی سے آسمانوں میں چاندنی
ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرماتا ہے آمین۔
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

وَقَدْ عَلِمْنَا إِلَى السَّالِغِ الْعَيْنِ.

23-11-07 خطاب آستانه عالی قضاییه



حصہ - 22



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۷
۴	ملا کے خدا مہینے	۵۶
۵	رب وی اوہی کر دا	۷۹
۶	مومن کے لئے انعام	۹۶
۷	برکات صحبت صالحین	۱۱۵
۸	فضائل اولیاء	۱۵۶
۹	اوصاف اولیاء	۱۶۱
۱۰	غیر شریعت اور بے ادب ولی نہیں ہوتا	۱۶۲
۱۱	اولیاء اللہ کو قیامت میں حسب خواہش نعمتیں عطا ہوں گی	۱۶۴
۱۲	انوار اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم	۱۶۷
۱۳	تارک ثواب ولی نہیں ہو سکتا	۱۶۸
۱۴	حیات شہداء	۱۷۲
۱۵	حیات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم	۱۷۳
۱۶	شفاعت اولیاء	۱۷۶
۱۷	کن لوگوں کی صحبت حرام ہے	۱۸۳
۱۸	کشف اولیاء	۱۹۰

نعت شریف

ہے کلام الہی میں شمس و شمس تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
 قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
 تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
 کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
 وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
 کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بجا کی قسم
 ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امن
 تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
 یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
 مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم
 تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پر بھروسہ تجھی سے دعا
 مجھے جلوہ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم
 میرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
 تو رحیم ہے ان کا کرم ہے کواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم
 یہی کہتی ہے بلبل باغ جتاں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیان
 نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّالِقِينَ** (۱۱۹) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو“ مومنین کو خطاب ہے ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ جو مومن ہے تو اس میں نماز، روزہ بھی ہے طہارت بھی ہے تقویٰ بھی ہے، اعمال صالحہ بھی ہیں لیکن پھر بھی ان کو حکم ہے کہ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ایمان والے تو ہیں لیکن اب اپنا ایمان بچانے کے لئے اپنا تقویٰ و طہارت قائم رکھنے کے لئے ان سے فرمایا گیا ہے کہ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ ورنہ شیطان تم پر حاوی ہو جائے گا۔ تمہیں ورغلا دے گا۔ تمہیں اٹنے راستے پر ڈال دے گا۔ تذکرہ الاولیاء کے مصنف نے یہ تحریر کیا ہے کہ ہر قیمتی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اسے سڑانگ روم میں رکھا جاتا ہے۔ اٹم بم سخت پھرے میں رکھا جاتا ہے۔ AIR BASE کی حفاظت اور نگرانی کے لئے فوج متعین کی جاتی ہے۔ سب سے بڑھ کر ہماری قیمتی چیز ہمارا ایمان ہے۔ ہم اپنے ایمان کو شیطان کے حملے سے کس طرح بچا سکتے ہیں۔ فرمایا کہ ذکر اولیاء اللہ سے ایمان کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ ایمان کا لشکر ذکر اولیاء اللہ ہے۔ صالحین کے ذکر پر نزول رحمت ہوتی ہے جس سے ہمارے ایمان کو تقویت ملتی ہے۔ ہم شیطان کی زد سے بچ جاتے ہیں صدیق کی پہچان یہ ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا جانتا ہے۔ معراج شریف کا واقعہ اس کی دلیل ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آ گیا ہوں تو کچھ مسلمان بھی تذبذب میں تھے کہ یہ کس طرح سے ممکن ہے۔ ابو جہل جس کا نام عمر بن ہشام ہے اسے موقع مل گیا اس نے سوچا کہ اگر ابو بکر بھی یہ نہ مانیں تو باقی مسلمان تو

بہت جلد اپنے ایمان سے پھر جائیں گے۔ وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہنے لگا کہ ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ وہ تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آ گیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں جاسکتا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ ابو جہل نے تمہیں باریہ بات دہرائی تو حضرت سیدنا صدیق اکبر نے تینوں بار فرمایا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ جب ابو جہل کو یقین ہو گیا کہ ابو بکر نہیں مانیں گے تو کہنے لگا کہ تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوری جواب دیا کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی ہے تو یہ سچ ہے وہ اس سے بھی بڑی بات فرمائیں میں وہ بھی بلاتاں مانتا ہوں کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ واقعہ معراج کی تصدیق کرنے سے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق اکبر بن گئے اور عمر بن ہشام جو ابو الحکمت کہلاتا تھا دانش ور کہلاتا تھا، وہ ابو جہل بن گیا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے حق میں نظر نہیں آتی تھیں۔ مسلمان وہاں بھی تذبذب میں تھے کہ کس طرح سے ان شرائط کو تسلیم کر لیں۔ وہاں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان شرائط کو تسلیم کیا ہے تو بالکل ٹھیک ہی کیا ہے۔ وہ سچے نبی ہیں علم غیب رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح مبین قرار دیا۔ سچا وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو مانتا ہے۔ سب سے اعلیٰ و ارفع سچے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی بچوں کے ساتھ شامل ہونے کا حکم فرما رہے ہیں لہذا سچے وہ ہیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا جانتے ہیں اور ان ہی کے ساتھ ہو جانے کا اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں (نعمو باللہ) نقص نکالیں وہ جھوٹے ہیں۔ جو کہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ مالک و مختار نہیں ہیں علم غیب نہیں رکھتے وہ

جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔

وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
(الانعام ۶۸) ”اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ
بیٹھ“ محبت صدیق سے ہی بچت ہے۔ پھر فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا
إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ ۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ
ڈھونڈو۔ وسیلہ مرشد کریم ہے۔ جس کی کسی ولی سے نسبت ہے اس کیلئے بشارت ہے
کہ آلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ (یونس: ۶۲) سن لو
بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم“ اللہ کے ولی کو نہ تو اپنے لئے
کوئی ڈر ہوتا ہے اور نہ اس کو اپنے دوستوں کے لئے کوئی غم ہوتا ہے۔

حضرت ابو محمد علم الدین چشتی صامری قادری سراجی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر
چشتی منزل مدارس ضلع امرتسر (انڈیا) جو برصغیر کی تقسیم کے بعد فیروز والا ضلع
کو جرانوالہ میں رہائش پذیر ہوئے آپ نے ایک کتاب (رسالہ) بعنوان برکات
محبت صالحین تالیف فرمائی ہے۔ کتاب کے آخری صفحہ پر درج ہے کہ ”الحمد للہ کہ
یہ کتاب مورخہ ۳ ذوالحجہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۵۵ء بروز شنبہ ختم ہوئی۔
فقیر محمد علم الدین غفرلہ یعنی اس تالیف لطیف کو شائع ہوئے پچاس سال سے زائد
عرصہ گزر چکا ہے۔ اس کتاب میں اولیاء اللہ کی پہچان عرفان، عظمت ان کے
فضائل اوصاف حمیدہ تصرفات اور ان کی محبت سے حاصل ہونے والے فیوض
وبرکات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں باقاعدہ حوالہ جات دے کر جس انداز میں
بیان کیا گیا ہے۔ یہ اس کا خاص اور منفرد وصف ہے۔ بڑی جانفشانی اور محنت شاقہ
سے حوالہ جات حاصل کر کے مدلل اور سیر حاصل مفصل طریقہ سے درج کئے گئے
ہیں۔ سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ یہ مؤلف کی اولیاء اللہ سے محبت اور عشق کا

انکھار ہے۔ ایسے کو ہر نایاب بار بار نہیں ملتے کتاب کے مطالعہ سے اولیاء اللہ کی محبت دل میں جاگزین ہوتی ہے۔ میں نے اس کتاب کو حرف بحرف پڑھا ہے۔ اولیاء اللہ سے متعلق ان حقائق کو عوام الناس کے استفادہ کے لئے اس کتاب کے مندرجات میں سے چند آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ پچاس سال سے زائد عرصہ کے بعد یہ نادر گینہ پھر منظر عام پر آجائے اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وسیلہ نجات کا بانیسواں حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی 24-05-08

فون نمبر: 0302-7125492

یا اللہ ﷻ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
یا رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں

بعد مرنے کے لحد میں اُجالا ہوگا

بیتان بشر

بیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد جمیل دہلوی دامت برکاتہ العالیہ

یہ محفل میلاد شریف قری بلالہ سے ہر ماہ تیرے پختے بروز جمعہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

برائے ایصالِ ثواب

وسیلہ نجات فری لائبریری

میں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

کلی نمبر 10، محلہ بولہ لیل، آباد فون 8802301 سہیل 7189203

دارالرحمن رحمت اللہ علیہ

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

معزز حاضرین: سیالکوٹ کے ایک عیسائی پادری ولیم مسیح نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں اس نے مسلمانوں کو بالخصوص دیوبندیوں اور وہابیوں کو چیلنج کیا ہے اور ان کی کتب سے حوالہ دے کر بات کی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ ”محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکز مٹی ہو گئے ہیں“ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ”محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“۔ اور حفظ الایمان میں اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ ”محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا علم، زید، بکر، بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے“۔ اب وہ عیسائی پادری یہ کہتا ہے کہ جب تمہارے نبی مرکز مٹی ہو گئے ہیں اور ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بچوں اور پاگلوں جیسا ہے تو پھر ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لو کیونکہ تمہارے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ ہیں۔ وہ اندھوں کو بینائی بخشتے تھے۔ کوڑھیوں کو تدرستی بخشتے تھے۔ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ انہوں

نے اپنی ماں کی کود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتا دیا تھا اور اپنی ماں کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا تھا۔ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔ لہذا آؤ مسلمانو! ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لو جو زندہ ہیں۔ باختیار ہیں اور علم والے ہیں۔ ورنہ مردہ، بے اختیار اور بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی رہو گے۔ عیسائی پادری کے اس چیلنج کا جواب دیوبندی اور وہابی مولویوں کی طرف سے نہیں آیا۔ شاید 23 سال سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ ہماری آج کی اس نشست میں اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص کرم اور عطا سے یہ عرض کرتی ہے کہ کیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ یہ قرآن وحدیث سے ہی ثابت کرنا ضروری ہے جس طرح سے اس عیسائی پادری نے قرآن مجید کے حوالہ سے بات کی ہے ورنہ ہم سو بار بھی یہ پڑھتے رہیں کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

تو وہ کہیں گے کہ یہ تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے یہ کوئی قرآن یا حدیث کی بات نہیں ہے۔ ہمیں تو قرآن سے ثابت کرو کہ تمہارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ میں نے اعتراض کیا ہے قرآن مجید سے اور آپ جواب دیتے ہیں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اس طرح سے کوئی بات نہیں بنے گی۔ آپ قرآن کی زبان سے بتائیں کہ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ زندہ ہیں۔ اس سے قبل سید شبیر حسین شاہ صاحب محمود آباد کالونی کی تقریر ریکارڈ ہو چکی ہے اور آج میں بھی اس ضمن میں کچھ عرض کرتا ہوں اللہ کرے کہ یہ ہمارا مسئلہ حل

ہو جائے۔ پہلی بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَيُزَكِّيهِمُ الْكِتَابَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمُ (البقرة ۱۲۹) ”اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب سمجھائے۔“ وَيُزَكِّيهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران ۱۶۴)

”اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔“ وَيُزَكِّيهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة ۲) اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔“ اسی طرح سے ایک دو مقامات پر اور بھی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک کرتے ہیں۔ کوئی اپنی طرف سے پاک نہیں ہوتا۔ جس کو بھی پاکیزگی اور طہارت عطا ہوئی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے عطا ہوئی ہے۔ بات پھر وہیں رہ جاتی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آیت مبارکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے ہوں۔ اب جو بعد میں آنے والے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے۔ سورۃ جمعہ میں بطور خاص یہ بات آئی ہے کہ وہ تمہیں بھی پاک کرتے ہیں اور جو تمہارے بعد میں آئیں گے انہیں بھی پاک کریں گے۔ وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (الجمعة ۳) ”اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان لوگوں سے نہ ملے۔“ اب وہ زندہ ہوں گے تو پاک کریں گے۔ اور اگر وہ خود ہی فوت ہو کر مٹی میں مل گئے اور مٹی ہو گئے تو پھر وہ کس طرح سے پاک کریں گے۔ آپ کے ہاتھ کو میل لگ جائے کوئی غلاظت لگ جائے تو پانی ہوگا تو ہاتھ صاف ہوگا۔ اگر پانی ہی نہیں ہے تو پھر صاف کس طرح سے ہوگا۔ لہذا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں تو ہمیں طہارت بھی عطا فرمائیں گے اور ہمیں ایمان بھی عطا فرمائیں گے ہمیں تقویٰ بھی عطا فرمادیں گے۔ سورۃ جمعہ میں آیت مذکورہ بالا میں ہے کہ وہ جو زمانہ کے لحاظ سے ان

سے ملے ہوئے نہیں ہیں ان کو بھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پاک کرتے ہیں۔ ساری دنیا و کائنات میں پاکیزگی، طہارت اور ایمان کی روشنی، نعت اور منقبت جو بھی ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم سے ہے۔ انہی کی نظر عنایت ہے ہم نعت پڑھتے ہیں۔ منقبت پڑھتے ہیں۔ ہمیں طہارت، پاکیزگی اور ایمان ملتا ہے۔ نعت شریف پڑھنے کا طرز خود نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں۔ یہ قاری غلام رسول صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ انہوں نے رات عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے طرز عطا فرمائیں۔ جب یہ صبح اٹھے تو ان کی زبان پر طرز چل رہی تھی۔ دس بارہ مرتبہ قرآن مجید میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک شان بیان ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہد ہیں۔ وَكَوْنُ الرُّسُولِ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرہ ۱۴۳) ”اور یہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے نگہبان اور گواہ“۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَاكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (النساء ۴۱) تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔ قیامت کے روز جب تمام امتیں انکاری ہو جائیں گی کہ یا اللہ ہمارے پاس تو کوئی نبی آیا ہی نہیں ہے۔ ہمیں کسی نے ہدایت نہیں دی۔ اگر کوئی راہنمائی کرنا ہمیں ہدایت کی راہ دکھاتا تو ہم ضرور ہدایت پا جاتے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے فرمائیں گے کہ اب تم بتاؤ کہ میں نے تمہیں ان کی طرف بھیجا کہ ان کو راہ ہدایت دکھائیں انہیں صراط مستقیم دکھائیں تو آپ نے کیوں یہ فریضہ ادا نہیں کیا۔ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے پوری کوشش کی۔ ان کو تبلیغ کی لیکن یہ نہیں مانتے تھے تو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے فرمائیں گے کہ اپنا گواہ لاؤ۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام

کے حق میں کوئی دیں گے کہ یا اللہ انہوں نے تبلیغ کی تھی۔ کواہ کون ہوتا ہے جو موقعہ پر موجود ہو اور اپنی آنکھوں سے سارا ماجرا دیکھ رہا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام امتوں کے لئے کواہ ہوں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے کواہ ہوں گے۔ کیا مردے بھی کواہ ہوتے ہیں۔ کواہ زندہ ہوتا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی شان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات طیبہ کے پہلے سے ہونے والے واقعات بھی جانتے ہیں۔ ظاہری حیات طیبہ کے زمانہ کو بھی جانتے ہیں اور قیامت تک بلکہ بعد از قیامت تک کے لئے کواہ ہیں۔ لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور حیات ہیں اور حیات رہیں گے۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَ أَنْتُمْ تَقْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَةُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ (ال عمران ۱۰۱)

”اور تم کیوں کفر کرو گے۔ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول تشریف لایا۔“ اس آیت مبارکہ میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں موجودگی ظاہر ہوتی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ امت موجود ہو اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی باقی نہ رہے۔ امت قیامت تک کے لئے موجود ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں موجود ہیں۔ یہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر کفار کے تیرہ سرکردہ مقتول لیڈروں کو ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا تھا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ کیا اب تمہیں خبر ہوئی ہے کہ میں سچا نبی ہوں تو ان مردوں نے بھی کوئی دی تھی کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیا مرے ہوئے کافر یہ کوئی دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔ تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے کواہ نہیں ہو سکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کواہ ہیں شاہد ہیں

اور مردہ کبھی کواہ نہیں ہوتا۔ یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر فرمایا۔ وَمَا كَانَ
 اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ (الاحقاف ۳۳) ”اور اللہ تعالیٰ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب
 کرے جب تک اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تم ان میں ہو“۔ سابقہ امتوں پر
 عذاب آتے رہے ہیں کہیں پتھروں کی بارش ہوئی۔ حضرت لوط علیہ السلام پر پہاڑ اٹھا
 کر کے گرایا گیا۔ قوم نوح علیہ السلام کو پانی میں غرق کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ
 السلام پر طرح طرح کے عذاب آئے۔ ان کو عذاب الیم فرمایا گیا۔ پوری کی پوری قوم
 ہلاک کر دی گئی۔ پوری کی پوری بستیاں تباہ کر دی گئیں۔ لیکن امت محمدی پر اس قسم کا
 اجتماعی عذاب نہ آیا ہے اور نہ ہی آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا میں فرمایا
 ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں
 موجود ہیں ان کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا۔ امت محمدی پر عذاب نہ آنے کا
 مطلب ہی یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات اور زندہ ہیں۔ اگر خدا نخواستہ ہم
 یہ تصور کر بھی لیں کہ (معاذ اللہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ تو
 ذرا اپنے معاشرے کی طرف نظر بھر کر دیکھیں کہ ہم میں اب وہ کون سا عیب یا گناہ
 نہیں ہے جو سابقہ اقوام میں تھا جس کی وجہ سے وہ اقوام ہلاک ہوئیں۔ ہر گناہ ہر
 عیب ہونے کے باوجود اگر (اللہ تعالیٰ معافی دے) ہم پر کوئی عذاب الیم نہیں آ رہا
 ہے تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حیات اور زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ
 رَسُولٌ مِّنْ أَهْبِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ
 رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ (التوبہ ۱۲۸) ”بے شک تمہارے پاس اشریف لائے تم میں سے وہ
 رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے
 والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان“۔ اس آیت مبارکہ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی حیات اور زندہ ہونے کی دلیل ہے۔“ فرمایا کہ تم میں تمہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا ہے۔ اس میں تشریف لایا تھا۔ نہیں فرمایا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی کی طرف اشارہ ہے فرمایا کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عربی قریشی کہ جن کے حسب نسب کو تم خوب جانتے ہو۔ ان کو پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت۔ زہد و تقویٰ، طہارت و تقدس اور اخلاق حمیدہ سے بھی خوب واقف ہو۔ یہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ہی ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا ہی ذکر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کا ذکر نہیں ہے۔ یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اَلنَّبِيُّ اُولٰٓئِیْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب ۶) ”یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔“ مالک اور ملکیت کا تعلق زندگی سے ہے۔ ملکیت تو موجود ہو لیکن مالک موجود نہ ہو تو ایسی ملکیت کس کی تصور ہوگی۔ امت موجود ہے اور اس امت کے مالک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر (نمود باللہ) مردہ تصور کر لیا جائے تو یہ بات بعید از قیاس ہے لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَهِیْدًا وَّ مَبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا۔ (الفتح ۸) ”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں۔ شاہد کوادھی ہوتا ہے جو شہادت دیتا ہے کوادھی دیتا ہے اور کوادھ زندہ ہی ہوتا ہے۔ ایک قتل ہو جائے اور کوئی اس کی کوادھی دے کہ فلاں شخص قتل ہوا ہے لیکن میں اس کے قتل کے وقت سویا ہوا تھا تو ایسے کوادھ کی کوئی کوادھی منظور نہیں۔ پھر وہ کہے کہ قتل تو ہوا ہے لیکن میں موقعہ پر موجود نہیں تھا تو پھر بھی اس کی کوادھی قبول نہیں ہوگی۔ کوادھ وہی تصور ہوگا کہ جب قتل ہو رہا ہو اور وہ موقعہ پر موجود بھی ہو اور

قتل ہوتے دیکھ بھی رہا ہو کہ قاتل نے کس طرح قتل کیا ہے۔ کون سے آلہ سے قتل کیا ہے۔ قاتل نے کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پروفیسر صاحب، میری تقریر ریکارڈ کر رہے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں میں بتا سکتا ہوں کہ ان کے کپڑے کیسے ہیں، ٹیپ ریکارڈر کیسے پکڑا ہوا ہے۔ کس طرح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سر پر ٹوپی ہے کہ رومال باندھا ہوا ہے۔ سرور نے کون سی نعت پڑھی ہے۔ میں موقعہ کا کواہ ہوں اور بتا سکتا ہوں۔ آپ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ کس نبی علیہ السلام نے کس طرح سے تبلیغ فرمائی۔ قرآن مجید کا ایک اور بھی انداز ہے کہ فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ قَتَلَ رَبُّكَ بَعَادَ ۝ اِزْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ اَللّٰهُ لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَتَمُودَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَنكَرُوا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ (الفجر ۱۳-۶) کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا۔ وہ ارم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا۔ اور ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں اور فرعون کہ جو مٹا کرتا۔ جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی۔ پھر ان میں بہت فساد پھیلایا تو ان پر تمہارے رب نے عذاب کا کوڑا بقوت مارا۔ یہ انداز یہ اسلوب سوالیہ ہے کہ ”کیا تم نے نہ دیکھا“ لیکن علماء کرام اور مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ یہ سوال اسی سے ہی ہو سکتا ہے کہ جو موقعہ پر موجود ہوا اور پچشم خود دیکھنے والا ہو۔ جیسے میں کہوں کہ سرور کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تم نے لاہور میں کون سی نعت پڑھی تھی۔ آپ میں سے کوئی بھی نہیں بتا سکتا لیکن سرور بتا سکتا ہے میں بھی بتا سکتا ہوں۔ پھر میں اس سے یہ پوچھوں کہ کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ میں نے وہاں کیا بات کی تھی۔ اسی لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ جانتا ہے۔ کہ میں نے وہاں

کیا تقریر کی تھی۔ کیونکہ یہ موقعہ پر موجود تھا۔ مجھے پتہ ہے کہ اس نے وہاں کون سی نعت پڑھی تھی کیونکہ میں وہاں موجود تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا جا رہا ہے کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پتہ نہیں ہے کہ قوم عاد اور قوم ثمود کیا کرتی تھی۔ فرعون کیا کرتا تھا۔ ان کو عذاب کس طرح سے دیا گیا۔ پھر فرمایا: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفَيْلِ (الفیل ۱) ”اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔“ فرمایا کہ اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں دیکھا کہ میں نے ان ہاتھی والوں سے کیا کیا۔ حالانکہ ان دنوں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شکم مادر میں تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا میں جلوہ گری نہیں ہوئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ابھی شکم مادر میں تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت بھی دیکھ رہے تھے۔ اور جب ابھی شکم مادر میں بھی جلوہ گری نہیں ہوئی تھی اس سے بھی لاکھوں ہزاروں سال پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قوم ثمود اور قوم عاد کو عذاب ہوتے دیکھ رہے تھے۔ لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت شاید کو آج نہیں مان رہے ہیں۔ حالانکہ قوم ثمود اور قوم عاد کے واقعات لاکھوں سال قبل ہو گزرے ہیں۔ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمائے ہیں اور ان کے شاہد اور گواہ ہیں۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ ۲۵۵) ”جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔“ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اور وہ اپنے علم میں سے جسے چاہے عطا کر دے۔ یا اللہ آپ نے اپنا علم کس کو عطا کیا ہے۔

فرمایا کہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء ۱۳۲) ”اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کیا ہوا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعد کیا ہو گا یہ تمام علم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کر دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر جانتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے سب کچھ جانتے ہیں۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے بھی پہلے جو کچھ ہو چکا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ جانتے ہیں۔ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بعد میں بھی جو کچھ ہوا ہے وہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ ہم سے جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ بھی جانتے ہیں اور جو ہمارے بعد ہونا ہے وہ بھی جانتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر زمانہ میں زندہ ہیں۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کب سے نبی ہیں فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی مٹی اور گارے میں تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو کوندھا جا رہا تھا۔ تو کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت زندہ نہیں تھے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ جو رہے تھے تو زندہ تھنا۔ پروفیسر صاحب آپ کب پروفیسر بنے تھے۔ پہلے یہ عبدالغفار ضرور تھے لیکن پروفیسر نہیں تھے۔ یعنی صفت بعد میں پیدا ہوتی ہے اس کا موصوف پہلے موجود ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی تھے۔ نبی ہونا صفت ہے اس لئے ذات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی موصوف تخلیق آدم سے بھی قبل موجود تھی۔ اگر نبوت دیکھ رہے تھے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اس سے بھی پہلے ہوں گے۔ پھر إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

اٰمَنُوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب ۵۶) ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو“۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر درود بھیجا جا رہا ہے تو ذات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے قبل ہونا ضروری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ایسی ہے کہ نہ اس کی ابتدا کا پتہ ہے اور نہ ہی اس کی انتہا کا پتہ ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے زندہ ہیں لوگ کہتے ہیں کہ مر گئے۔ ابو جہل بھی نہیں مرا ہے۔ ابو لہب بھی نہیں مرا ہے وہ تمنا کرتے ہیں کہ ہم مرجائیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو مارتا نہیں ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَٰهِدًا عَلَیْكُمْ (الہمز ۱۵) ”بے شک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں“۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہد ہیں تمہارے قریب ہیں جس طرح سے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اگر تمہیں کانٹا بھی چبھ جائے تو اسی لمحہ میرے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پتہ چل جاتا ہے۔ تمہیں کوئی تکلیف ہو جائے بخار ہو جائے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فوری طور پر پتہ چل جاتا ہے سر درد ہو جائے تو ان کو پتہ چل جاتا ہے۔ وہ اتنے قریب ہیں، اور حیات بھی ہیں۔ آج کل ہر فرد کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہے۔ تکالیف زیادہ ہیں سکھ کم ہیں دکھ زیادہ ہیں۔ ہر کسی کے دکھ درد سے متعلق نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگاہ ہیں۔ وہ حیات ہیں تو ان کو پتہ ہے۔ پھر یہ کہ حیات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کی رحمت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ رحمت میں چار صفات کا ہونا

ضروری ہے۔ پہلی صفت یہ ہے کہ رحمت کرنے والا زندہ ہو۔ اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو وہ ہمیں کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ کس طرح سے رحمت بن سکتا ہے۔ رحیم کا زندہ ہونا ضروری ہے تاکہ وہ رحمت کر سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ قریب بھی ہو۔ اگر رحم کرنے والا نیو یارک بیٹھا ہو اور مجھے یہاں اس کی رحمت کی ضرورت ہے تو پھر مجھے اس کے ہونے کا کیا فائدہ مل سکتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اسے میری ضرورت کا علم ہو میری غرض کا علم ہو میرے مسئلہ کو جانتا ہو اور پھر وہ میری غرض کو میرے مقصد کو پورا کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہو۔ میری مرض کا علاج جانتا بھی ہو۔ یہ نہیں ہے کہ اسے پتہ چل جائے کی ٹی بی ہے، کینسر ہے، ایڈز کا مرض ہے یا کوئی دوسری مرض ہے لیکن وہ اس کا علاج نہ کر سکتا ہو تو پھر بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تشخیص ہوگئی لیکن علاج نہ کر سکے تو کیا حاصل۔

تا تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ شود

سانپ ڈس جائے تو اسے ایسی دوائی لگائیں جس سے فوری آرام آ جائے اسے تریاق کہتے ہیں وہ عراق میں بنتا ہے۔ کسی کو یہاں پاکستان میں سانپ ڈس جائے تو کوئی کہے کہ فوری طور سے عراق سے تریاق منگوائیں میں اس کو ابھی تندرست کرتا ہوں۔ اب عراق سے بذریعہ ہوئی جہاز بھی چار گھنٹے لگ جاتے ہیں اتنے میں مریض تو مر جاتا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی ہستی ہیں جو قریب ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عارثو میں سانپ نے ڈس لیا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوری طور سے لعاب دہن لگایا شفا عطا فرمائی ہے۔ اب بھی وہ تصرف ہے اگر کسی کو سانپ ڈس جائے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم آج بھی اسے فوری اور مکمل شفا عطا فرما سکتے ہیں۔
 پہلے بھی بات ہو چکی ہے کہ ایک فرد کو کینسر ہو گیا اور آخری سٹیج تک پہنچ گیا۔ ڈاکٹروں
 نے لاعلاج قرار دے دیا۔ وہ نعت خواں اصغر چشتی صاحب ہیں۔ وہ رات کو روپا اور
 گنگنا یا۔ نعت شریف پڑھی۔

ہونگا کرم یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیرے بن میرا کوئی نہیں ہے
 یہ نیازی صاحب کی ایک طویل نعت شریف ہے۔ رات کو جب وہ اصغر چشتی
 صاحب سوئے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور اپنے ساتھ
 دو ڈاکٹر بھی لے کر آئے۔ فرمایا کہ اس مریض کا آپریشن کرو۔ ڈاکٹروں نے اس
 کے گلے کا آپریشن کیا جو خون نکلا وہ نیچے فرش پر گر اس صبح ہوئی تو بیوی آئی کہ کسی چیز کی
 ضرورت ہو تو وہ لے کر آئے۔ اس نے جب خون گرا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا کہ
 یہ خون کیسا ہے۔ کہنے لگا کہ رات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے
 انہوں نے میرا آپریشن کرایا ہے۔ اور اب میں بالکل صحت یاب ہو چکا ہوں اور
 مجھے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ تم 63 سال کی عمر سے پہلے فوت بھی نہیں ہو گے۔ اب
 وہ تمام ڈاکٹر صاحبان جن کے وہ زیر علاج رہا ہے جنہوں نے اسے لاعلاج قرار دیا
 تھا، اس کے ٹیسٹ کئے تھے، جنہوں نے ان ٹسٹوں کے Analysis کئے تھے وہ
 سب حیران ہیں کہ رپورٹ کے مطابق ایسے مریض کا زندہ بچ جانا ممکن نہیں۔ یہ سب
 کچھ کس طرح سے ہوا ہے۔ وہ اس کو بلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ وہ کس طرح سے
 صحت یاب ہوا ہے تو وہ بتاتا ہے کہ مجھے میرے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 صحت عطا فرمائی ہے۔ وہ رحمت اللعالمین ہیں ان کے علم میں ہے کہ میری نعت
 پڑھنے والا، میری صفت و ثناء کرنے والا اصغر چشتی کہاں ہے۔ اس کی مرض کیا ہے اور

اس کا علاج کیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا علاج کیا ہے۔ یہ کام زندہ کرتا ہے کہ مردہ۔ ایسا تصرف زندہ کو ہوتا ہے۔ لہذا میرے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ حیات ہیں۔ آج سے ہزاروں سال قبل کی بات ہے۔ حضرت علامہ بوصری رحمۃ اللہ علیہ کو قانع ہو گیا زندگی سے مایوس ہو گئے۔ آپ نعت کو اور نعت خواں تھے۔ آپ نے قصیدہ بردہ شریف لکھا ہے۔ آپ نے وہ قصیدہ لکھا تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرمایا اور فرمایا کہ بوصری مجھے وہ قصیدہ سناؤ جو تم نے میری شان میں لکھا ہے۔ اس نے وہ قصیدہ سنایا تو کمال کی بات یہ ہے کہ ان کو ایک شعر یاد نہ رہا۔ وہ بھول گئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود صحیح فرمائی کہ یہ مصرعوں پڑھو۔ پتہ چلا کہ وہ قصیدہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں تھا کیونکہ عطا بھی تو انہی کی طرف سے تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوئے اور انعام کے طور پر اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت حضرت علامہ بوصری رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر پھیرا تو وہ صحت یاب ہو گئے۔ صبح ہوئی تو باہر نکلے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ بوصری مجھے بھی وہ قصیدہ سناؤ۔ پوچھا کہ کون سا قصیدہ فرمایا کہ جو رات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا ہے اور چادر مبارک بھی عطا فرمائی ہے۔ چادر سے یہ قصیدہ بردہ شریف بنا ہے۔ اور اس کا نام ہی قصیدہ بردہ شریف چل رہا ہے۔ اور اسی نام سے مشہور ہے۔ ہر مسجد میں ہر محفل میں بڑے ذوق شوق اور وجد آفریں لہجے میں پڑھا جاتا ہے۔ کیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علامہ بوصری رحمۃ اللہ علیہ کو شفا عطا فرمائی ہے۔ جی ہاں انہیں صحت عطا فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں

وہ جانتے ہیں کہ بومیری کو کیا مرض ہے اس کا کیا علاج ہے۔ اس نے کیا نعت لکھی ہے اور اس میں سے کون سا شعر اس کو بھول گیا ہے۔ یہ زندہ ہونے کا ثبوت ہے۔ یہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثبوت ہے۔

ہر آڑے وقت رحمت عالم کو یاد کر

تجھ سے بہت قریب ہے رحمت رسول (ﷺ) کی

رحمت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک صفت ہے۔ صفت تو زندہ رہے اور موصوف فوت ہو جائے یہ کس طرح سے ممکن ہے لہذا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ پھر یہ ہے کہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُكَ (النساء ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے حضور حاضر ہوں“۔ آپ اپنی سفارش کے لئے مردہ کے پاس جائیں گے یا زندہ کے پاس جائیں گے۔ مشہور بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری وصال شریف کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بظاہر وصال پا چکے ہیں اور قبر شریف میں ہیں۔ عرض کرتا ہے کہ مجھے ان سے ملا دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس اعرابی کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو لے کر قبر اقدس پر چلے گئے۔ اعرابی نے قبر انور پر کھڑے ہو کر یہی آیت مبارکہ پڑھی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں۔ مہربانی فرمائیں میری بخشش کرائیں۔ قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی تمہارے گناہ معاف ہیں اور

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ آواز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھی۔ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا بین ثبوت ہے۔ اب بات یہ ہے کہ ہر کوئی تو مدینہ شریف نہیں جاسکتا۔ روضہ اقدس حاضری نہیں دے سکتا تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ یہاں پر اپنے دل میں معافی مانگیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے گناہ ہوا ہے مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں وہ میرے دل میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور ان سے عرض کرتا ہوں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں پھر اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ”نہیں“ فرماتے ہی نہیں ہیں۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور ”لا“ کہتا نہیں عادت رسول اللہ (ﷺ) کی

جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مردہ کہتے ہیں (نعوذ باللہ) جب وہ بھی روضہ اقدس پر پہنچتے ہیں وہ بھی عرض کرتے ہیں۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔ ”وہ بھی انہیں ”یا“ کہہ کر پکارتے ہیں اور ”یا“ اسی کے لئے بولا جاتا ہے جو زندہ ہو اور حاضر ہو۔ پھر یہ ہے کہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران ۱۰۳) ”اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا“۔ مفسرین نے جو اس رسی کی تفسیر بیان کی ہے اس میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ رسی سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن ہے۔ اور دامن اسی کا ہی پکڑو گے جو زندہ ہوگا۔ لہذا نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کا دامن پکڑ لو تو تم ایک قوم بنے جاؤ گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں یہ تو ارکان اسلام میں سب سے اول رکن ہے اور مسلمان ہونے کیلئے اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ ”نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ ترجمہ میں لفظ ”ہیں“ آتا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر معاذ اللہ وہ فوت ہو چکے ہیں بقول ان لوگوں کے وہ مٹی میں مل گئے ہیں تو ترجمہ ہونا چاہئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے۔ اس لئے تمہارے ایمان کی بچت اسی میں ہے کہ آپ ترجمہ کریں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جس ہستی کا کلمہ پڑھتے ہیں اسے کلمہ میں زندہ کہتے ہیں اور ویسے ان کو مردہ کہتے ہیں ذرا انصاف کی بات تو کریں۔ کلمہ شریف زندہ والا ہے۔ اس کا خطاب زندہ کو ہے۔ گرائمر کے لحاظ سے بھی یہ زندہ اور موجود کے لئے ہے۔ وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى۔ (النحی ۴) ”اور بے شک کچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آنے والے گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ اگر کوئی فوت ہو جائے تو اس کے لئے آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے تو خراب ہو گئی وہ بہتر کیسے ہو گئی۔ ایک شخص زندگی میں جو بہتر ہے پھر بیمار ہو گیا حتیٰ کہ فوت ہی ہو گیا۔ اس کی بیماری والی گھڑی جو بعد میں آئی وہ زندگی والی صحت والی گھڑی سے بہتر کیسے ہو گئی۔ پھر جب وہ مری گیا تو بیماری والی گھڑی سے بھی بدتر گھڑی اس کے لئے آ گئی۔ لہذا زندہ ہو تو آنے والے گھڑی پہلے سے بہتر تصور کی جاسکتی ہے اور پہلے سے کچھلی گھڑی بہتر ہو سکتی

ہے لیکن اس کے لئے زندہ ہونا اور زندہ رہنا ضروری ہے۔

سدا نہ باغیں بلبل بولے تے سدا نہ باغ بہاراں

سدا نہ ماپے حسن جوانی تے سدا نہ صحبت یاراں

یہ ہمارے لئے ہے کہ ہماری جوانی ہمارا حسن ہماری دوستی رشتہ داریاں ہمیشہ قائم نہیں رہتیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ نہیں ہے ان کے لئے تو ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ ہر لمحہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نئی شان ہے۔ ہر گھڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت بڑھ رہی ہے اور یہ اس کے لئے ہی ممکن ہے جو زندہ ہو۔ یہ تو قرآن مجید کے حوالہ سے چند آیات مبارکہ عرض کی ہیں کہ جن سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے اور اب چند احادیث مبارکہ ہیں کہ جن سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک تو یہ ہے کہ جس طرح پہلے عرض کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال شریف کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر اقدس پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہوں میری شفاعت فرمائیں تو قبر انور سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اعرابی تمہارے گناہ معاف ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اب قبر انور سے جو آواز آئی ہے تو یہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو کلام فرما رہے ہیں کیا کبھی مردے بھی بولتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ غسل اور کفن کرنے کے بعد میرا جنازہ پڑھ کر میری میت کو درختی صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے اور قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو روضہ اقدس میں دفن کر دینا ورنہ جہاں دل میں آئے وہاں دفن کر دینا۔ وصیت کے مطابق آپ کی چار پائی کو لے جا کر در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھ دیا گیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے اب ”یا“ کہنے والوں میں نو (9) عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ تصدیق شدہ جنتی ہیں۔ اور ”یا“ حاضر شکم مخاطب کے لئے بولا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ ہماری عرض کو سن بھی رہے ہیں۔ جب صحابہ نے عرض کیا تو روضہ اقدس کے دروازہ کا تالا کھل گیا۔ دروازہ بھی کھل گیا اور آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو۔ یہ دروازہ کس نے کھولا۔ یہ تالا کس نے کھولا اور یہ اَدْخِلْ حَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ۔ دوست کو دوست سے ملا دو کس نے فرمایا کہ کس کی آواز تھی۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھولا۔ تالا کھولا کیا یہ کام مردے بھی کیا کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں وہ (نعوذ باللہ) مردہ نہیں ہیں۔ یزید کے زمانہ حکومت میں اس نے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ مسجد نبوی میں کھوڑے باندھ دیئے گئے۔ مدینہ منورہ کے رہائشی ادھر ادھر بھاگ گئے۔ ایک صحابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ اقدس میں چھپ گئے۔ تین روز تک وہاں چھپے رہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے وقت قبر انور سے آذان کی آواز آتی تھی۔ پھر تکبیر کی آواز آتی تھی نماز

میں امامت کی آواز آتی تھی میں بھی اس جماعت میں شامل ہو جاتا تھا۔ جماعت میں شامل اصحاب زندہ تھے تو آذان۔ تکبیر اور نماز باجماعت ہوتی تھی۔ معراج کی رات جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی کہتے ہیں کہ درود شریف پڑھ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں۔ وہ امتی ہو کر قبر میں نماز یا درود شریف پڑھ رہے ہیں تو جو ان کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہ اپنی قبر میں کیوں نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مودن تھے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہری وصال فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے غمگین ہوئے کہ وہ مدینہ شریف کو چھوڑ کر ملک شام چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خواب میں زیارت فرمائی اور فرمایا کہ تم میرے کیسے ساتھی ہو کہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں۔ اس کی خواب میں تشریف لائے اور اسے بلایا۔ جو زندہ ہوتا ہے وہی بلاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا علم غیب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں۔ ہمیں تو اتنی بھی خبر نہیں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ کہاں ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں چلتے پھرتے ہیں کہاں رہتے ہیں۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت کے لئے ایک بہت اہم واقعہ ہے۔ دو عیسائی مسلمانوں جیسی شکل و صورت بنا کر مدینہ شریف میں آئے۔ صوفیانہ لباس پہنے

ہوئے ہاتھوں میں تسبیح۔ بغل میں مصلیٰ قرآن لئے ہوئے آئے اور حکام سے اجازت مانگی کہ ہم نے دنیا ترک کر دی ہے۔ اپنا سارا وقت عبادت میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہمیں مسجد نبوی میں بیٹھے رہنے کی اجازت دی جائے۔ انہوں نے مسجد نبوی کے قریب ترین کمرہ لے لیا۔ بظاہر وہ بڑے عبادت گزار بنے رہے لیکن درپردہ انہوں نے اپنے کمرے سے روضہ اقدس کی طرف سرنگ کھودنا شروع کر دی۔ دن کو کھودتے رہتے اور رات کو وہ مٹی کہیں دور پھینک آتے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم جسم اقدس کو نکال کر لے جائیں گے۔ بعد میں یہ شور مچا دیں گے کہ مسلمانوں تمہارا نبی تو اپنی قبر میں ہے ہی نہیں۔ جب وہ سرنگ کافی کھودی جا چکی تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم انور تک پہنچنے والی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے بادشاہ مصر حضرت نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا کہ دو کتے مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ آپ ان کو آ کر روکو۔ دو تین دن تک اسے یہی خواب آتی رہی۔ اس نے سمجھ لیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یا فرما رہے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھ کچھ ارباب اختیار کو لیا اور مدینہ شریف پہنچ گیا۔ اعلان کر دیا تمام اہل مدینہ کی میرے ہاں دعوت طہام ہے۔ تمام لوگ حاضر ہوں کوئی باقی نہ رہے۔ اور نہ ہی کوئی عذر کرے۔ تمام لوگ آتے رہے۔ بادشاہ ان کا استقبال کرتا رہا صرف یہ دیکھنے کے لئے وہ آدمی کون ہیں۔ سارے لوگ حاضر ہو گئے لیکن صرف وہی دو افراد نہ آئے۔ دعوت ختم ہو گئی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کوئی فرد باقی رہ گیا ہے جو دعوت میں نہ آیا ہو۔ بتایا گیا کہ دو بندے ایسے ہیں جو عام لوگوں سے ملتے نہیں ہیں۔ صرف اپنی عبادت میں مصروف رہتے

ہیں۔ اپنے کمرے میں ہی رہتے ہیں۔ وہ بہت نیک پارسا ہیں۔ دعوتوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو بلاؤ۔ وہ آئے تو بادشاہ نے پہچان لیا کہ یہ تو وہی دو کتے ہیں جن کی مجھے خواب میں شکلیں دکھائی گئی ہیں۔ پوچھا کہ آپ کہاں رہتے ہیں۔ بتایا کہ ہم اپنے حجرے میں ہی رہتے ہیں ہمیں دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم دعوتوں وغیرہ میں نہیں آتے۔ ہمیں کھانے پینے سے کوئی غرض نہیں ہے۔ بادشاہ خود ان کے کمرے میں چلا گیا۔ انہوں نے بڑے انداز سے چٹائیاں بچھائی ہوئی تھیں اور ایسے سلیقہ سے کمرہ سجایا ہوا تھا کہ کسی کو شک تک نہیں ہو سکتا تھا کہ اصل حقیقت کیا تھی۔ وہ چٹائیاں وغیرہ سب ہٹا دی گئیں تو مصلی کے نیچے گڑھا نظر آیا۔ تلاش و بشار کے بعد پتہ چلا کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور کی طرف سرنگ کھود رہے تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا نکال کر لے جائیں گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ تھے تو انہیں پتہ چل گیا کہ وہ عیسائی کس مشن پر کام کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو از خود بھی ان کو پکڑ سکتے تھے۔ لیکن نور الدین زنگی کو یہ کام سونپ دیا تاکہ تمام دنیا کو پتہ چل جائے اور آج ہم تک بھی یہ بات پہنچی۔ اگر نور الدین زنگی سے یہ فریضہ سرانجام دینے کا حکم نہ ہوتا تو آج ہمیں بھی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت نہ ملتا۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ کسی حکومتی اہل کار نے چالیس افراد کو مقرر کیا اور اہل کاروں کو اور پہرے داروں کو حکم دیا کہ یہ بندے ایک کام سرانجام دینے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان کے کام میں کوئی شخص مخل نہ ہو اور یہ جو کرنا چاہتے ہیں ان کو کرنے دیا جائے۔ ان کو بھی کام دیا گیا تھا کہ گڑھا کھود کر نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو باہر نکال کر لے جائیں۔ ابھی انہوں نے پہلی ہی ضرب فرش پر لگائی تھی کہ وہاں ایک گڑھا پیدا ہو گیا اور وہ تمام افراد اس گڑھے میں دفن ہو گئے۔ ان کا نام و نشان نہ ملا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دو عیسائیوں سے بھی ایسا ہی سلوک کر سکتے تھے۔ لیکن نور الدین زنگی کو بلا نے کا یہ مقصد تھا کہ یہ قصہ مشہور ہو جائے اور ہم کو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت مل جائے۔ آپ حضرات کو علم ہے کہ مگر نکیر صرف دو ہی ہیں اور وہی دونوں ہر قبر میں جاتے ہیں۔ یہ تو نہیں ہے کہ ہر مردے کے لئے دو مگر نکیر علیحدہ سے ہوں۔ ہر دو سیکنڈ کے بعد ایک فوت ہو جاتا ہے اور آئندہ چند سالوں بعد ہر سیکنڈ میں ایک فرد فوت ہو جائے گا۔ پھر زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک سیکنڈ میں دو افراد فوت ہو جایا کریں گے۔ پوری دنیا میں فوت ہو رہے ہیں اور ہر جگہ وہی مگر نکیر ہر قبر میں پہنچ رہے ہیں۔ امریکہ، چین، جاپان، پاکستان، فرانس۔ ہر جگہ جہاں بھی قبر بن رہی ہے وہیں مگر نکیر پہنچ جاتے ہیں۔ وہ زندہ ہیں تبھی تو پہنچ رہے ہیں۔ اور جس قبر میں جہاں کہیں وہ پہنچ رہے ہیں وہاں ہر قبر میں ان سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جاتے ہیں اور ہر مردے سے ایک ہی سوال پوچھا جاتا ہے۔ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُتَعَدِّ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو ہستی تمہارے سامنے موجود ہے ان سے متعلق دنیا میں کیا کہتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ موجود ہیں تو سب کو علم ہو گا کہ میں ان سے متعلق دنیا میں کیا کہتا رہا ہوں۔ اور یہ جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مر گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں پھر وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کچھ کہتے ہی نہیں ہیں تو قبر میں کیا جواب دیں گے۔ جب ہم قبرستان میں جاتے ہیں تو

کہتے ہیں کہ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ۔ اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو۔ ہم تو قبرستان کے تمام مردوں کو بھی زندہ مانتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طاہری وصال شریف کا وقت قریب آیا تو حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاس موجود تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی فراقت سے متعلق بتایا تو وہ رونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کوئی بات کہی تو آپ مسکرا نے لگیں۔ طاہری وصال شریف ہو گیا۔ بعد میں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہیں قسم ہے کہ سچ بتاؤ کہ تم روئی کیوں تھی اور پھر مسکرائی کیوں تھی۔ آپ نے فرمایا اگر قسم نہ دی ہوتی تو میں نے یہ راز کسی کو کبھی بھی نہیں بتانا تھا۔ اب آپ کو بتاتی ہوں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں تو مجھے رونا آ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو ہی آ کر مجھے سے ملے گی تو میں ہنسنے لگی اور یہی ہوا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد سب سے پہلی ہستی جس نے وصال فرمایا ہے وہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اپنے متعلق ہی نہیں بلکہ دوسروں کی زندگی اور وصال کو بھی جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت تھا۔ کئی برسوں تک بارش نہ ہوئی۔ قحط سال ہو گئی۔ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور بارش کی دعا کیلئے درخواست کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دعا فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں زیارت سے نوازا۔ فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہہ

دو کہ بارش ہو جائے گی لیکن میری امت پر زیادہ سخت رویہ نہ رکھیں۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی سختی سے شریعت کا نفاذ کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات میں تو یہ حکم فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی خوش خبری بھی دے رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخت طبیعت کو نرمی کی طرف مائل بھی فرما رہے ہیں۔ جب یہ پیغام سنا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شریعت کا نفاذ کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے بیٹے سے غلطی ہوئی تو آپ نے شریعت کے حکم کے مطابق اس کو اسی (80) درے مارنے کا حکم فرمایا۔ چالیس درے لگنے پر وہ فوت ہو گیا۔ اور فرمایا کہ باقی چالیس درے اس کی قبر پر لگائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر والی زندگی بھی بالکل اسی طرح سے ہے کہ جس طرح ظاہری حیات طیبہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں بھی سنتے ہیں دیکھتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف کے مطابق جب آپ درود شریف پڑھتے ہیں تو آپ قبر انور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہوتے ہیں۔ آپ ان کے پاس بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارا درود شریف سنتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف پڑھنے والے کو جانتے ہیں پہچانتے ہیں اس کا نام جانتے ہیں اس کے والد کا نام جانتے ہیں اس کے قبیلہ اور ذات برادری کو جانتے ہیں۔ اس حد تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

علم رکھتے ہیں۔ یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو کوئی آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں دس ہزار مرتبہ اس خوش نصیب پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ جو زندہ ہوتا ہے وہی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی حیات کو بچھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آپ اپنے دل میں درود شریف پڑھیں کہ کوئی دوسرا نہ سنے۔ اتنا آہستہ پڑھا ہوا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سن لیتے ہیں اس سے بڑی حیاتی اور کیا ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات سے ہی کائنات میں حیات ہے۔ اس عیسائی پادری نے جو یہ کہا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یہ تو ان کا عقیدہ اور ایمان ہی نہیں ہے یہ تو مسلمان کہتے ہیں اور ان کا ایمان ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں ورنہ عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کر دیا ہے ان کو سولی پر چڑھا دیا ہے وہ خود مر گئے ہیں اور اپنی ساری قوم کیلئے قربانی دے کر اس کو بخشوا گئے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مر کر اپنی ساری امت کے گناہ بخشوا دئے ہیں وہ خود مر کر ہمارے گناہوں کا کفارہ کر گئے ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یہ اسلامی نظریہ ہے۔ عیسائی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عیسائی کو اسلام قبول کرنے کی توفیق فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 08-11-07

دوسری نشست:

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس عیسائی پادری نے جو کہا ہے کہ ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ اور یہ کہ ”ان کا علم بچوں اور پاگلوں جیسا ہے“ اس کا حوالہ اس نے وہابیوں اور دیوبندیوں کی کتب سے دیا ہے۔ کئی سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن کسی وہابی یا دیوبندی مولوی یا عالم نے اس کا جواب نہیں دیا ہے۔ ہم نے پچھلی نشست میں بات کی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں آج اس پر بات ہوگی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں کیا چیز ہے وہ کیا دے سکتے ہیں ان کا اختیار کتنا ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شعر کہے۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

بیان کریں تو عیسائی پادری یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تو تمہارے اپنے بنائے ہوئے اشعار ہیں۔ آپ قرآن و حدیث کے حوالہ سے بات کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم با اختیار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہمارے لئے تو بہت بڑا شعر ہے ہم اس بات کو مانتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہر شعر قرآن مجید کی آیت مبارکہ یا کسی نہ کسی حدیث شریف کا ترجمہ اور تفسیر ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس عیسائی پادری کی نظر میں ایسے اشعار کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تمہارا شاعر ہے اور تم اس کے گیت گاتے ہو مجھے قرآن اور حدیث کا حوالہ دے کر ثابت کرو کہ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام با اختیار نبی ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ قدرت میں کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کب سے نبی ہیں۔ فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور گارے میں تھے۔ ان کی تخلیق ابھی نہیں ہوئی تھی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ اب دیکھیں آپ سب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں آپ سے یہ سوال کروں کہ سب سے پہلے تمہارے محلہ میں کون پیدا ہوا یا یہ کہ تمہاری آبادی میں سب سے پہلے کون آباد ہوا۔ تمہارے بازار میں سب سے پہلی کون سی دکان بنی۔ تو آپ کو اس کا کچھ علم نہیں ہے۔ آپ کے محلہ میں سب سے پہلے کون فوت ہوا۔ آپ کو کچھ علم نہیں ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم ہے کہ کائنات کی تخلیق میں سب سے پہلے کون سی چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ ہم اپنے محلہ اور گلی سے متعلق کوئی علم نہیں رکھتے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پوری کائنات کا علم ہے۔ فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کو پیدا فرمایا۔ اور پھر اس نور کے پرتو سے پوری کائنات بنی۔ سورج چاند ستارے عرش فرش۔ جنت دوزخ جو کچھ بھی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پرتو سے بنی ہے۔ دیوبندی وہابی جو کہتے ہیں کہ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے اور یہی ان کی بات عیسائی پادری نے دہرا کر ان کو چیلنج کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب کچھ ہے ہی ان کا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کی تشریح یوں بیان کی ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے اٹھنی کا سب ہے انہی سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

قرآن مجید سے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ آپ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا

کچھ عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوثر کیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفسر قرآن ہیں۔ وہ مفسر اعظم ہیں۔ سب سے زیادہ وہ قرآن مجید کو جانتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ کائنات میں جو کوئی چیز بھی کسی کام کی ہے وہ کوثر میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمادی ہے۔ کوثر کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ کائنات کی اپنی حد مقرر ہے اور کائنات کی ہر چیز کی حد ہے۔ سورج چاند ستارے جنت دوزخ ہر چیز کی حد ہے لیکن کوثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ یا اللہ وہ کون سی چیز ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ فرمایا کہ وہ میری ذات ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ میں نے اپنے آپ کو بھی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ جس کا رب خود ہو جائے تو اسے پھر کون سے کمی رہ جاتی ہے۔ کوثر عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی بھی وہی ہے جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے۔ ہر شخص اپنی مرضی کا غلام ہے۔ آپ اپنی مرضی سے یہاں آئے ہیں۔ اپنی مرضی کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ بھی مل گئے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی مل گئی تو باقی کیا چیز رہ گئی جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہو ہی نہیں سکتی۔

مَا إِنْ مَّحَدَّثْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مَلَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى (القحطی ۴)
”اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ

والسلام تیری آنے والی ہر گھڑی پہلے سے بہتر ہے اب بات کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی ہو۔
 مرضی خدا بھی ہو اور ہر آنے والی گھڑی بھی پہلے سے بہتر ہو تو پھر کیا کی رہ جاتی ہے۔
 یہاں آ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ہر آنے والی گھڑی کس طرح سے بہتر ہو
 سکتی ہے۔ یہ ملکیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ابتدا ہے یہ انتہا نہیں ہے۔ وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔
 حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت میں رہتے اور ہر ممکن خدمت گزاری کرتے۔ ایک روز حضور کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم خوش ہوئے اور فرمایا کہ سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رُبِيعَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اے
 ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرا دل چاہے آج مجھ سے مانگ لو۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ
 جس کے قبضہ اختیار میں ہر چیز ہو اور وہ دے سکے کی طاقت بھی رکھتا ہو فرمایا کہ مانگنا
 تیرا کام ہے اور دینا میری شان ہے۔ کائنات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واحد
 ذات ہے جو یہ فقرہ کہہ سکتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو۔ کیونکہ کائنات میں جو کچھ بھی
 ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں ہے۔ صرف کائنات ہی نہیں
 بلکہ اس کے علاوہ بھی جو کچھ ہے وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں
 ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ یاد
 رکھو کہ جو ایسا کہتے ہیں ان کے اپنے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

اصالت کل۔ سیادت کل۔ امارت کل۔ امامت کل

حکومت کل۔ ولایت کل۔ خدا کے یہاں تمہارے لئے

ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں دے دی ہے۔ مالک
 کل نے ان کو مختار کل بنا رکھا ہے۔ وَمَا أَمَّاكُمُ الرَّسُولُ فَخَلُّوْا وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ

فَاسْتَهْوَا (الشرع) ”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔“ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا مالک، مختار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنا دیا ہے۔ اور ان کو مکمل اختیار ہے کہ جب چاہیں، جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں اور مومنین کو حکم ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرمائیں وہ لے لیں اور جس چیز سے وہ منع فرمادیں اس سے منع ہو جائیں اس کی طلب نہ رکھیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی عطا کرتے ہیں جس میں تمہارا قاعدہ ہے اور اسی چیز سے منع فرماتے ہیں جو تمہارے حق میں بہتر نہیں ہوتا۔ سب کچھ عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں کہ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (والضحیٰ 10) ”اور منگتے کو نہ جھڑکو“۔ اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے تمام خزانوں کے مالک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں لہذا جو بھی سوالی آئے وہنا کام نہ جائے۔ ہر ایک سوالی کے سوال کو پورا فرمائیں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در اقدس سے خالی لوٹا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہی ہیں۔

قَلَا وَ رَبِّ الْعَرْشِ جِسْ كُو جُو مَلَا اِن سَ مَلَا

بُنْتی ہے کوئین میں نعت رسول اللہ کی

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور ”نہ“ کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی

وہ پادری ہمیں یہ کہتا ہے کہ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ چھوڑ دیں اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کر عیسائی ہو جائیں۔ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو کیا حکم دیتے ہیں۔ وَ اِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي اِسْرَءٰیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَلِّیًا لِّمَآ بَیْنَ یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا

بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْلِى اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف ۶) ”اور یاد کرو جب عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔ ان کا نام احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ میں نے پیدائشی اندھوں کو آنکھیں دی ہیں ان کو بینائی عطا کی ہے۔ میں نے کوزھیوں کو تندرستی دی ہے۔ میں نے مردوں کو زندہ کیا ہے۔ میں نے مٹی کے پرندوں میں پھونک مار کر انہیں زندگی دی ہے میں نے یہ سب کچھ تمہیں اپنے قریب لانے کیلئے کیا ہے تاکہ تم مجھ سے کوئی حجاب نہ کرو۔ اور مجھ کو سچا نبی جانو۔ اب میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ جب تم مجھے سچا مانتے ہو۔ مجھ پر یقین رکھتے ہو تو یہ بات یاد کر لو کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں اور دنیا کا سردار آنے والا ہے جس کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ تم اس پر ایمان لے آنا۔ وہ عیسائی پادری جو مسلمانوں کو عیسائی بن جانے کی دعوت دے رہا ہے۔ وہ اپنے نبی علیہ السلام کے حکم پر کیوں عمل نہیں کر رہا ہے۔ اس کے نبی علیہ السلام اسے مسلمان ہونے کا حکم دے گئے ہیں تو وہ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ یہ بات پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکی ہے اور وسیلہ نجات میں چھپ چکی ہے کہ یونس گل بھی عیسائیوں کا پادری تھا۔ اس نے بہت مسلمانوں کو عیسائی بھی کیا ہے۔ وہ اپنی عیسائیت میں اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ تم کیا کرتے پھرتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ میں انجیل کی تبلیغ کرتا ہوں۔ مسلمانوں کو عیسائی کر رہا ہوں۔ فرمایا کہ تم کو انجیل خود کو نہیں آتی تو نے تبلیغ کیا کرنی ہے۔ اور اس یونس پادری کو انجیل میں سے ایک آیت دکھائی کہ جس کا مطلب یہ تھا کہ

میں دنیا سے جانے والا ہوں اور دنیا کا سر وار آنے والا ہے اور میری حیثیت ان کے سامنے یہ بھی نہیں ہے کہ میں ان کے بوٹوں کے تھے کھول سکوں۔ یونس گل نے عرض کیا کہ یا روح اللہ یہ تو آیت مبارک میری نظر سے گزری نہیں ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا حکم ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لو۔ مختصر بات ہے کہ اس یونس گل نے کلمہ پڑھ لیا۔ مسلمان ہو گیا ہے اور اب وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شاخاں ہے بڑی اچھی نعت پڑھتا ہے۔ یہ سیالکوٹ کا پادری بھی اس سے سبق سیکھے اور اپنے نبی علیہ السلام کا کلمہ چھوڑ کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔ یہی اس کے لئے بہتر ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ ”جو میری قبر انور کی زیارت کرتا ہے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کو دیکھنے سے جنت مل جاتی ہے۔ تو عیسائی پادری کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو کر روضہ انور کی زیارت کر لے تو اس کی بخشش ہو جائے گی اسے جنت مل جائے گی ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں آگ کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔ عَنْ كَسْبِ سَيِّئَةٍ وَ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرہ ۸۱) ”جو گناہ مکائے اور اس کی خطا سے گھیر لے۔ وہ دوزخ والوں میں ہے۔ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔“ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ بَنِي إِسْرَءِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۚ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ

لَمْ يَسْهَوْا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَفَلَا يَتُوبُونَ
إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (المائدہ ۴۷-۴۸)

”بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے تو یہ کہا تھا
اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو۔ جو میرا رب اور تمہارا رب۔ بے شک جو اللہ کا
شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔ اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور
ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۝ بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں کا تیسرا
ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا۔ اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر
میں گے ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف
اور اس سے بخشش مانگتے اور اللہ بخشنے والا مہربان۔“ عیسائی تین خدا مانتے ہیں۔ وہ
حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی خدا کہتے ہیں۔ God Father۔ اللہ تعالیٰ
ہے God Mother حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور God Son حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر گناہ
معاف کر دیتا ہے لیکن وہ شرک کو نہ برداشت کرتا ہے۔ اور نہ ہی معاف کرتا ہے۔ بلکہ
وہ فرماتا ہے لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (آل عمران ۱۳) ”اللہ کا
کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے“ اس لئے ہم اس عیسائی پادری
کو دعوت دیتے ہیں کہ شرک سے باز آ جائے۔ تین خداؤں کی بجائے صرف ایک خدا
کو ماننے اور اس کی عبادت کرے جو اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے ورنہ اگر عیسائی
ہی مر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے دردناک عذاب میں مبتلا
رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

تیسری نشست:

معزز حاضرین! پچھلے چند دنوں سے سیالکوٹ کے عیسائی پادری کے شائع کردہ پمفلٹ کے جواب میں عرض کر رہے ہیں۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بات کی ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے پر بھی عرض کیا ہے۔ آج میں نے جو عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کتنا ہے۔ اللہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کچھ عطا ہو جائے تو وہ میں آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ دیوبندیوں اور وہابیوں کے مطابق جس طرح سے کہ حوالہ دے کر اس عیسائی پادری نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا علم تو (نعموذا اللہ) زید، بکر، بچوں اور پانگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء ۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے“۔ اب ذرا سمجھو کہ اس علم کی انتہا کیا ہوگی۔ جو کچھ تمہیں علم نہ تھا وہ تمہیں عطا کر دیا گیا۔ علم عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جس کو علم عطا کیا جا رہا ہے وہ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور پھر یہ کہ جو کچھ بھی علم ان کے پاس نہ تھا وہ سب کچھ عطا کر دیا گیا اب وہ کون سا علم باقی ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہوگا۔ اس علم کی حد بندی کون کر سکتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے گئے تھے۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ (البقرہ ۳۱) ”حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے“ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ تمام نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ ان کے علاوہ ستر ہزار زبانیں بھی حضرت آدم علیہ السلام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سکھائی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی وہ علم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا جو حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا نہیں گیا تھا۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے کوئی علم بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوشیدہ نہیں رکھا۔ ہر علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی انتہا کو یا اس کی آخری حد کو نہیں پہنچ سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ کے علم کی انتہا ہے اور نہ ہی اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی کوئی انتہا ہے۔ کیونکہ ان کو سارا علم اللہ تعالیٰ نے ہی عطا فرمایا ہے۔ یَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ۔ (البقرہ-۲۵۵) ”جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے حکم میں سے مگر جتنا وہ چاہے“۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جو کچھ تم سے پہلے ہو چکا اور جو کچھ تمہارے بعد میں ہوگا۔ وہ اپنا علم کسی کو نہیں دیتا مگر جس کو وہ چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا سارا علم کس کو دینا چاہا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا سارا علم عطا فرمایا ہے اور کوئی علم باقی نہیں رکھا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ۔ (الکوثر-۲۳) ”اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتانے میں بخل نہیں کرتے۔ جو کچھ کوئی پوچھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیتے ہیں اور علم کو بتانے میں کوئی بخل نہیں فرماتے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی علم ہی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بتانا ہے اور کیا نہیں بتانا ہے۔ کیا بخل کرنا ہے اور کیا بخل نہیں کرنا ہے۔ جو کچھ بھی ان کے علم میں ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما رہے ہیں۔ اور ان کے علم میں ہر چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کُلِّی علم عطا فرما دیا ہوا ہے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ ہیں ان کے رحمۃ العالمین ہونے کیلئے ان میں چار صفات کا ہونا ضروری ہے ایک تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہوں اس پر بات ہو چکی ہے۔ دوسری بات کہ وہ آپ کے پاس ہوں۔ اگر کوئی نبی یا رک بیٹھا ہوا ہے تو وہ آپ پر

کیا رحمت کر سکتا ہے۔ مجھے یہاں پانی کی ضرورت ہے۔ میں اگر بیمار ہوں تو مجھے دوائی کی ضرورت ہے اگر وہ میرے پاس نہیں ہے تو کون میری تیمارداری کرے گا کون دوائی دے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اسے میری ضرورت کا علم ہو اسے میرے مرض کا علم ہو، اسے میری غرض کا بھی علم ہو۔ اگر اسے میری غرض کا ہی علم نہیں ہے تو وہ مجھے کیا دے گا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ وہ مالک و قادر بھی ہو۔ میری غرض پوری کرنے پر قادر ہو اسے پتہ چل جائے کہ مریض کو کینسر ہے لیکن وہ دوائی نہ دے سکتا ہو۔ تو پھر بھی کوئی قائدہ نہیں دے سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ ہر ایک کے قریب بھی ہیں۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (الاحزاب ۶) ”اور یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے ہر ذرہ کو جانتے ہیں۔ ہر کسی کی غرض اور ضرورت کا علم رکھتے ہیں۔ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہیں اور فریادیں فرماتے ہیں۔ منافقین نے طعنہ دیا کہ حضور نبی کریم کو علم غیب نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا تم میرے علم غیب پر طعنہ کرتے ہو۔ آج جو تمہارا دل چاہے پوچھ لو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ مشہور حدیث پاک ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اگر کسی پرندے نے بھی قیامت تک پر مارنا تھا وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتا دیا پھر جس کو جتنا یاد رہا سو رہا۔ مغرب کی نماز تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دست بستہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مانتے ہیں

صاحب علم غیب مانتے ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگ طعنہ دیتے تھے کہ یہ اپنے باپ کا نہیں ہے۔ اس نے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ یہ میاں بیوی کا اتنا راز ہے کہ کوئی اس کو نہیں جان سکتا۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس راز کو جانتے ہیں۔ فرمایا کہ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا ہے تو حلالی ہے۔ ایک دوسرے نے بھی پوچھ لیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا کہ تو حرامی ہے۔ اس نے تلواریں نکال لی اور اپنی والدہ کے سر پر کھڑا ہو گیا کہ تم بتاؤ میں کس کا بیٹا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حرامی فرمایا ہے تم مجھے سچ بتاؤ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کہا کہ جو ماں کو قتل کرنے کے درپے ہو وہ حلالی کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ تیرا باپ اس اہل نہیں تھا میں نے ایک چرواہے سے دوستی کر لی جس سے تم پیدا ہوئے۔ میاں بیوی یا عورت مرد کے جو تعلقات ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں مگر اس لئے نہیں بتاتے کہ تمہارا حیا اور شرم رکھتے ہیں تمہارا پردہ فاش نہیں فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بندے کے گناہ اور ثواب کو جانتے ہیں ہر ایک کی اوقات جانتے ہیں۔ ایک نے پوچھ لیا کہ میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا کہ تو جہنم میں جائے گا وہ ایک منافق تھا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف فرمادیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مانتے ہیں اور نبی کے معنی ہی غیب جاننے والا ہوتا ہے۔ علم غیب وہ ہوتا ہے جس کا ہم اپنے حواس خمسہ سے پتہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے پانچ حواس ہیں۔ دیکھنا، سنا، سونگھنا، چکھنا اور چھونا۔ ہم ان سے جس علم کا پتہ نہ کر سکیں وہ علم غیب ہے۔ حواس خمسہ کے احاطہ میں نہ آنے والا علم، علم غیب ہوتا ہے اور یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو حاصل ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ٹی وی نے علم غیب ثابت کر دیا ہے کو پوری دنیا کی خبریں آپ اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ یہ علم غیب نہیں ہے۔ علم غیب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبرستان میں تشریف لے گئے فرمایا کہ ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے آپ اپنے ٹی وی، اور کیمرے سیٹ کر کے پورا زور لگالیں اور یہ دیکھنے کی کوشش کریں کہ کس قبر میں کیا ہو رہا ہے آپ یہ نہیں کر سکتے۔ تمہارے سیٹلائٹ، تمہاری شعائیں خواہ کتنی ہی طاقتور ہوں وہ قبر کے اندر کے حالات کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر خدا کرے کہ کبھی ایسا ہو جائے تو تمہیں یہ علم ہو جائے گا کہ سچا مذہب کون سا ہے اور جھوٹے کون ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں کہ ان کی آنکھوں کے سامنے کوئی حجاب کوئی پردہ نہیں رہتا وہ جس طرح سے قبر کے باہر دیکھ رہے ہیں اسی طرح سے قبر کے اندر بھی دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا کہ ساری کائنات میرے سامنے میری ہتھیلی پر ایک رائی کے دانہ کی طرح ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ دیکھو کہ اعتراض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح سے پتہ ہے کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ انہوں نے اس کو بلاچوں چڑاں تسلیم کیا بلکہ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عذاب کیوں ہو رہا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہے کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات بھی ہے کہ ان کو عذاب کیوں ہو رہا ہے یہ ایک ایسا راز ہے اور علم ہے کہ سائنس کے تمام تر طاقتور آلات بھی اس کا پتہ نہیں لگا سکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ دونوں مردے اپنی اپنی زندگی میں کیا کرتے رہے ہیں۔ فرمایا ایک پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اس کی جھینٹوں

کا خیال نہیں کرتا تھا کہ ان سے کپڑے پلید ہو رہے ہوتے تھے اور دوسرا چٹل خور تھا۔ وہ اپنی زندگی میں چٹلی کھایا کرتا تھا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے مرنے کے بعد بھی علم ہے کہ وہ چٹل خور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی سبز ٹہنی منگوائی اور اس کو پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ ان دونوں ٹہنیوں کو الگ الگ ان دونوں کی قبروں پر رکھ دیا۔ فرمایا کہ یہ سبز ٹہنیاں ذکر الہی کر رہی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ذکر کر رہی ہیں۔ یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں کہ وہ ذکر الہی کر رہی تھیں کہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہی تھیں۔ فرمایا کہ ان کے ذکر کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف ہو رہی ہے۔ عذاب میں کمی آگئی ہے۔ اس عیسائی پادری کے حوالہ جات کی بنا پر ایسا علم تو پاگلوں اور جانوروں کو بھی ہے۔ بتائیے وہ کون پاگل ہے اور وہ کون سا جانور ہے جس کو ایسا علم حاصل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ پہاڑ کو وجد آ گیا وہ ہلنے لگا نہایت طویل و عریض پہاڑ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاؤں مبارک سے پہاڑ کو تھوکر ماری فرمایا رک جا کہ تم پر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ اگر یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری حیات طیبہ کے آخری ایام کی بھی ہو تو پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہ چودہ سال قبل ہی فرما رہے ہیں کہ آپ شہید ہوں گے۔ یعنی کون سی موت آئے گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت بھی تیرہ سال ہے۔ یعنی پچیس سال قبل ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو بتا رہے ہیں کہ آپ بھی شہید ہوں گے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب ہے یہ کہتے ہیں کہ ایسا علم زید، بکر، پاگل اور جانور کو بھی ہے تو لے آؤ اپنے تمام زید اور بکر اور پاگل اور جانور اور دیکھو کہ ایسا علم کس کس کو ہے تو تمہیں سمجھ آ جائے گی۔ پانچ علم ایسے ہیں کہ جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا کون کب اور کہاں مرے گا۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ بارش کب ہوگی۔ قیامت کب آئے گی۔ جنگ بدر کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز پیشتر ہی فرمایا کہ باقاعدہ جگہ پر نشان لگائے کہ فلاں اس جگہ پر مرے گا فلاں اس جگہ پر مرے گا۔ ستر کفار کے نام لے کر ان کے مرنے کے جگہ پر نشان لگا دیئے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جنگ بدر میں ستر کافر مرے گے۔ بلکہ نام بھی لئے اور اس کے مرنے کی جگہ کی بھی نشان دہی فرمائی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جس کافر کے لئے جو جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان زد کی تھی وہ کافر وہیں پر ہی مرا پڑا تھا۔ کون مرے گا۔ ابو جہل کہاں مرے گا۔ یہاں مرے گا۔ کب مرے گا۔ کل مرے گا۔ یہ حدیث پاک سب ہی بیان کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ علم غیب نہیں ہے۔ یہ عقیدہ ہمارا ہے کہ ذاتی علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور عطا سے ہر علم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے۔ جنگ بدر میں ستر کفار گرفتار ہوئے ان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے جنگ میں شامل ہوئے تھے۔ مشورہ ہوا کہ ان گرفتار شدہ قیدیوں کا کیا جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ان سے جرمانہ لے کر ان کو آزاد کر دیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی یہی چاہتے تھے کیونکہ وہ قیدی کوئی عام نہیں

تھے۔ وہ قریشی تھے، خاندانی تھے۔ اور اسلام لانے کے بعد وہ اسلام کے لئے اور اس کی تقویت کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو قتل کرنے کے خواہاں نہ تھے۔ یہ حق و باطل کی پہلی جنگ تھی جس میں حق کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ اور مسلمانوں کو کفار پر غلبہ حاصل ہوا۔ کفار اپنی بڑی طاقت ہونے کے باوجود دل سکھتے ہوئے۔ قیدیوں میں سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ بھی جرمانہ ادا کریں اور آزادی حاصل کر لیں انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب آپ گھر سے چلے تھے تو آپ نے اپنی زچہ محترمہ سے کہا تھا کہ یہ سونا لے لو اور اس کو مکان کے کلاں کو نے میں دفن کر لو۔ اگر میں زندہ واپس نہ آؤں تو اس سے بچوں کی کفالت کرنا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ اس سونے سے متعلق مجھے اور میری بیوی کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ وہ نبی کے معنی جانتے تھے ہمیں تو نبی کے معنی جو اصل میں عربی لغت کے مطابق ہیں وہ آتے ہی نہیں ہیں۔ جنگ بدر کے بعد جو کفار بچ کر بھاگ گئے انہوں نے مکہ شریف جا کر بتایا کہ ہماری بہت کرکری ہوئی ہے ہم بہت ذلیل و خوار ہوئے ہیں۔ اسلمہ بھی ہمارے پاس تھا۔ طاقت بھی ہمارے ساتھ تھی۔ جنگجو اور بہادر بھی ہم تھے۔ لیکن چند مسلمان ہم پر حاوی ہو گئے۔ اسلمہ ان کے پاس نہیں تھا۔ افرادی قوت بھی ان کے پاس نہ تھی۔ ہمیں بہت بری شکست ہوئی ہے۔ دو آدمی تھے جن کے عزیز جنگ بدر میں مارے گئے تھے یا پکڑے گئے تھے وہ اسی طرح کی باتیں آپس میں کر رہے تھے۔

صرف وہی دونوں تھے اور کوئی ان کی باتیں سننے والا وہاں موجود نہ تھا۔ ایک نے کہا کہ اس شکست کا صرف ایک ہی طرح سے مداوا ہو سکتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیا جائے۔ دوسرے نے کہا کہ یہ کام میں کر دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ مجھ پر جو قرضہ ہے وہ اپنے ذمہ لے لے اس کی ادائیگی وہ کرے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں اگر پکڑا جاؤں یا مارا جاؤں تو میرے بچوں کی حفاظت اور کفالت کا بھی کوئی ذمہ اٹھائے۔ پہلے نے کہا کہ میں تمہاری دونوں شرائط کو اپنے ذمے لیتا ہوں۔ تمہارا قرضہ بھی اتار دوں گا اور تیرے بچوں کی کفالت بھی کروں گا۔ اس نے تلواریں کر لی اور خنجر کو زہر آلود کر لیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے مدینہ شریف پہنچ گیا۔ جب مسجد نبوی کے باہر پہنچا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پہچان لیا کہ یہ بڑا نوسر باز ہے یہ ضرور کسی سازش کے تحت آیا ہو گا۔ انہوں نے پکڑ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کر دیا۔ پوچھا کہ کس طرح سے آیا ہے۔ کہنے لگا کہ میرا بیٹا جنگی قیدیوں میں شامل ہے میں اس کے لئے آیا ہوں کہ کسی طرح سے اسے آزادی مل سکے۔ فرمایا تو پھر یہ تلواریں خنجر ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی۔ کہنے لگا کہ راستے میں کسی خطرہ کے پیش نظر یہ ساتھ لایا ہوں۔ فرمایا کہ تم نے فلاں پہاڑی پر فلاں شخص کے ساتھ جو مشورہ کیا تھا اور جس پر وگرام کے تحت تم یہاں آئے ہو اس سے متعلق کیا خیال ہے۔ وہ کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں ہم جھوٹے ہیں اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کا علم غیب مان کر کلمہ پڑھ لیا۔ اور آج لوگ ان تمام قرآنی آیات اور احادیث کو پڑھ کر بھی کہتے ہیں کہ معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے۔ اور ان کا

علم تو زید، بکر، بچوں اور پاکوں جیسا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ دین کی کون سی خدمت ہو رہی ہے۔ جنگ یرموک کے موقعہ پر یا کسی اور جنگ کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جھنڈا فلاں کو دے دینا۔ وہ بھی شہید ہو جائے تو جھنڈا فلاں کو دے دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں اور جو کچھ میلوں دور جنگ میں ہو رہا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ اب فلاں شہید ہو گیا ہے اور جھنڈا فلاں صحابی کے ہاتھ میں آ گیا ہے جو ترتیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کی روانگی کے وقت فرمائی تھی بالکل اسی طرح اسی ترتیب کے ساتھ عمل ہو رہا ہے اسی ترتیب شہید ہو رہے ہیں اور فرمایا کہ اب جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیف اللہ کے پاس ہے اب مسلمان فتح یاب ہوں گے۔ جب اسلامی لشکر واپس آیا تو اہل مدینہ کو پہلے سے علم تھا کہ جنگ اس طرح سے ہوئی ہے اور اس طرح سے فتح ہوئی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی تمنا تھی کہ میں شہید ہو جاؤں لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سیف اللہ فرمادیا تھا اور سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کو کوئی توڑ نہیں سکتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ شہید نہیں ہوئے اور طبعی موت نصیب ہوئی۔ یہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے ان کے غلاموں کی کیا بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور سینکڑوں میل دور ایران کے محاذ پر جنگ ہو رہی ہے۔ آپ خطبہ کے دوران ارشاد فرماتے ہیں کہ **يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ اے ساریہ پہاڑ کی جانب دیکھو۔ دشمن تمہارے عقب سے تم پر حملہ آور ہو رہا ہے۔** حضرت

ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز سنی پہاڑ کی طرف دیکھا کہ دشمن آپ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس کا مقابلہ کیا اور فتح حاصل ہوئی۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں داخل ہوں گے۔ انہوں نے کب جانا ہے کتنے سالوں بعد جانا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل از وقت بتا رہے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشی تو ہوئی لیکن عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ سے بھی پہلے جاؤں گا فرمایا کہ ہاں تو مجھ سے بھی پہلے جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کبھی نہیں بڑھوں گا۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلِبُوا بَيْنَ يَدَيْهِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ (الحجرات ۱) ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہوگا کہ جس سواری پر میں سوار ہوں گا اس کی مہار تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ اس لئے تو جنت میں مجھ سے بھی پہلے داخل ہو جائے گا۔ اور ایک فقرہ جو ہمیشہ ہی بولتے ہیں اور اس کا ذکر اکثر کرتے ہیں فرمایا کہ جب تو جنت میں چلے گا تو تیرے قدموں کی چاپ میں اب سن رہا ہوں۔ یہ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ آواز کو نہ جانے ابھی کئی کروڑوں اربوں سالوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ کیا یہ علم کسی پاگل کو ہے۔ کسی بچے کو ہے۔ جب حضرت فاطمہ الزہراء کو پتہ چلا کہ سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں جائیں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں میں سب سے پہلے وہ کون عورت ہے جو جنت میں

جائے گی۔ فرمایا حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترکھان کی بیوی سب سے پہلے جنت میں جائے گی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمائیں تو میں اس سے ملاقات کروں اور دیکھوں کہ اس کا کیا اخلاق ہے کیا کردار ہے کیا طریقہ کار اور کیا سلیقہ زندگی ہے اس میں کیا وصف ہے کہ اس کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ اس کو یہ عظمت کس وجہ سے ملی ہے آپ تشریف لے گئیں۔ دروازہ کھٹکٹایا تو اندر سے آواز آئی کہ کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں انہوں نے عرض کیا کہ آپ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا آنا مبارک لیکن میرے خاوند نے مجھے اجازت نہیں دی ہے کہ میں کسی کے لئے دروازہ کھولوں۔ میرا خاوند گھر پر نہیں ہے۔ وہ شام کو آئے گا تو میں اس سے اجازت لے لوں گی آپ کل تشریف لے آنا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسرے روز تشریف لے گئیں اور ساتھ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لے گئے۔ آپ نے دروازہ پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی کہ آپ کے ساتھ بھی کوئی دوسرا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میرا بیٹا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی میرے ساتھ ہے۔ عرض کیا کہ میں نے تو صرف آپ اکیلی کے لئے اجازت لی تھی اس لئے میں مجبور ہوں دروازہ کھول نہیں سکتی۔ آپ بڑے مہربانی کل تشریف لائیں تو میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بھی اجازت لے لوں گی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس چلی آئیں۔ آپ ذرا غور کرو کہ جن عورتوں نے جنت میں جانا ہے ان کے کیا اوصاف ہیں۔ تیسرے روز حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے گئیں۔ اس نے دروازہ کھولا اور خوش آمدید کہا۔ بڑی

خوشی کا اظہار فرمایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تم سارا دن کیا کام کرتی رہتی ہو۔ عرض کیا کرتی ہے کہ کوئی کام نہیں۔ گھر کا کوئی کام ہوا تو کر لیا۔ نہیں تو فارغ گھر میں بیٹھی رہتی ہوں جو خاوند حکم دیتا ہے وہ بجالاتی ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ ایک روٹی پکی ہوئی ہے۔ کچھ کچا آٹا ہے اور ایک چھڑی پڑی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ روٹی کیسی ہے آٹا کیسا ہے اور یہ ان کے پاس چھڑی کیوں رکھی ہوئی ہے عرض کیا کہ میرا خاوند جب گھر میں آئے اور اسے بھوک سخت لگی ہو تو میں یہ روٹی پیش کروں گی۔ اگر وہ تازہ روٹی مانگے گا تو آٹا کو بندھا ہوا تیار ہے میں فوری طور سے روٹی پکا دوں گی۔ اگر اسے کسی وجہ سے مجھ پر غصہ آ جائے تو اسے مجھے مارنے کے لئے چھڑی ڈھونڈنا نہ پڑے۔ ایک روایت کے مطابق ایک رسی بھی پڑی ہوئی تھی۔ اگر خاوند کو مارنا پڑے تو چھڑی تیار ہونا کہ جلدی مجھے مار سکے۔ آپ ذرا غور کرو کہ آج کل کی جو عورتیں ہیں کیا ان میں اس قسم کا شعور یا ادب موجود ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ جنت میں سب سے پہلے کس عورت نے جانا ہے اور اس کا کیا وصف ہے اسے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوش خبری دی کہ وہ جنت میں سب سے پہلی جانے والی عورت ہے۔ وہ بھی رونے لگی کہ میری کیا کثرت ہے کہ میں آپ بھی سے پہلے جنت میں چلی جاؤں۔ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس سواری پر میں سوار ہوں گی اس کی مہار تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ اس لئے تو جنت میں مجھ سے بھی پہلے داخل ہو جائے گی۔ یہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات کی باتیں ہیں۔ ابھی حال کی بات ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں رمضان شریف کے مہینہ میں گیا اس کی خواہش تھی

کہ وہ وہاں کے لوگوں کو اظہاری کرائے۔ جو خوش نصیب رمضان المبارک میں مدینہ شریف گئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہاں اظہاری کا کیا سماں ہوتا ہے۔ اپنا دسترخوان بچھانے کے لئے پیشگی اجازت لینا ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ اجازت ملنے پر دسترخوان بچھانے کے لئے بھی جگہ کا انتخاب بھی حکومت کی اجازت سے ہوتا ہے۔ ہر کوئی اپنا دسترخوان نہیں لگا سکتا۔ اس شخص نے دسترخوان کے لئے اجازت طلب کی لیکن اس کی درخواست منظور نہ ہوئی۔ وہ بہت دل شکستہ اور غمگین سا ہو کر وہاں بیٹھا تھا۔ وہ رونے لگا اور التجا کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کی مہمان نوازی کروں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت فرمائیں میری آرزو پوری فرمائیں۔ ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ شیخ صاحب آپ کیوں رورہے ہیں نہ تو وہ شخص ان کو جانتا ہے اور نہ ہی یہ اس کو جانتا ہے۔ بڑا حیران ہوا کہ اس کو کیسے علم ہے کہ میں شیخ ہوں۔ فرمایا کہ شیخ صاحب یہاں مسجد نبوی میں آپ کو موقعہ نہیں ملے گا۔ آپ کے شہر فیصل آباد میں ایک مسجد غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ہے اور وہ ٹھنڈی کھوہی والی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ آپ وہاں لنگر پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتے ہیں ایسا ہی ثواب ملے گا کہ جس طرح سے تم مسجد نبوی میں لوگوں کو اظہاری کرارہے ہو۔ اب جناب وہ شیخ صاحب روزانہ ایک من آنا پکا کر اس کے ساتھ حلیم یا حلوہ بنا کر لوگوں کو لنگر کھلا رہا ہے۔ وہ روزانہ ایک من آٹے کی روٹیاں تقسیم کر رہا ہے۔ اس کی تمنا پوری کرنے کا طریقہ بتانے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مقرر فرمایا۔ یہ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہے کہ کس کی کیا خواہش ہے۔ اور وہ کس طرح سے

پوری ہو سکتی ہے۔ ہر ماہ اس شیخ صاحب کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور وہ اس خرچہ پر بہت خوش ہے۔ رفیق چشتی ایک نعت خوان ہے اس کے گھر میں ایک محفل تھی۔ اس کے والد صاحب نے بات بتائی کہ ایک وہابی نے اس سے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔ اتنے میں اندر سے ایک ٹرے میں کچھ کھانے پینے کے لئے آیا جس کو اچھی طرح کپڑے سے چھپایا گیا تھا۔ اس کے والد صاحب نے کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ کپڑے کے نیچے کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ جس نے اس کو اندر سے بھیجا ہے جس نے اس کو پکایا ہے کیا اس کے علم میں ہے کہ اس میں کیا ہے۔ کہنے لگا ہاں اسے علم ہے۔ پوچھا کہ کیا اس کیلئے یہ کوئی غائب ہے کہنے لگا نہیں تو پھر فرمایا کہ جن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پوری کائنات بنی ہے اور پوری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایک رائی کا دانہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں تو کیا کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے اوجھل ہے اور پھر یہ کہ ہر چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پر تو سے بنی ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات نہیں ہوگی کہ میرے نور سے کیا کیا بنا ہے۔ یہ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

و ما علینا الا البلاغ المبین۔

خطاب برہانس بشیر احمد بٹ صاحب 10-11-2007

ملہ کے خدامینے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

معزز حاضرین! نعت خوانان نے مختلف شعراء کا کلام پڑھا ہے لیکن تمام نعت شریف
میں تمام کلام میں ایک قدر مشترک تھی اور وہ تھی محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ
منورہ کی تڑپ۔ ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ جس کا لب لباب یہ ہے کہ جہاں
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہیں پر ہی خدا ہے۔ ہم یہ پڑھ بھی لیتے ہیں اور سن بھی
لیتے ہیں لیکن اگر کوئی بد عقیدہ ہم سے اس کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں طلب
کرے تو ہمیں اس کا جواب آنا چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با
سعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا گھر بھی اسی مقدس شہر میں ہے۔ کافروں کی
کارستانوں ظلم و ستم جبر و تشدد کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ
مکرمہ چھوڑنے کی اجازت فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مکہ کو خیر باد
کہہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کو اپناتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ عنہم نے بھی اپنا گھریا چھوڑ دیا۔ عزیز واقارب کو چھوڑ دیا۔ دوست احباب کو بھی
چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بہت پیارے لگے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں شہر مکہ کو چھوڑ دیا۔ ہم آج بھی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ

اپنے گھر کی زیارت نصیب فرما۔ اس شہر مکہ مکرمہ کی بڑی عظمت ہے۔ آج ہی نہیں بلکہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل ہی اس شہر کی تعظیم شروع ہو گئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چالیس سال قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قیادت میں فرشتوں سے یہ اپنا گھر بنوایا تھا۔ پھر ہر دور کے اندر یہ شہر قابل تعظیم رہا۔ ہر دور کے مسلمان کے دل میں اس شہر کی عظمت برقرار رہی۔ ہر نبی علیہ السلام نے اس گھر کا طواف کیا ہے۔ ہر نبی علیہ السلام کی امت بھی اس گھر کا طواف کرتی رہی۔ کفار اور مشرکین بھی اس شہر کی تعظیم کرتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے۔ فرمایا کہ اگر کوئی میرا امتی سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کا انبار لے کر اس شہر مکہ میں داخل ہو۔ مسجد حرام میں اس کا قدم داخل ہو اور وہ ایک نظر بیت اللہ شریف کو دیکھے تو اس سے قبل کہ اس کی نظر لوٹ کر آئے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اسلام میں بھی اس گھر کی عظمت کوئی کم نہیں ہے۔ اسلام میں اس گھر کی بہت تعظیم ہے اس میں لگے ہوئے حجر اسود کی بھی بہت تعظیم ہے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طواف کعبہ فرما رہے ہیں ان کے پیچھے امام الاولیاء حضرت علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے فرمایا اے کالے رنگ کے پتھر تو یہ نہ سمجھ لینا کہ تو بڑی عظمت والا پتھر ہے کہ میں تیرا بوسہ لینے پر مجبور ہوں۔ تو کوئی قیمتی پتھر ہے کہ میں تمہیں چومتا ہوں۔ تو بڑی شان والا پتھر ہے کہ میں تمہیں بوسہ دیتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر میری آنکھوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لعل نبی مختار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہاری طرف نہ دیکھتا اور نہ ہی کبھی تجھے بوسہ دیتا۔ میں

تمہیں صرف اس لئے بوسہ دیتا ہوں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تجھے بوسہ دیتے دیکھا ہے، یہ ساری باتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی ہیں۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ مسلم ہیں۔ اس گھر کو عظمت کیوں حاصل نہ ہو کہ اس کی نسبت رب العالمین کے ساتھ ہے۔ اس کا نام بیت اللہ شریف ہے۔ گھر کی اپنی کوئی عزت نہیں ہوتی گھر کی عزت اس گھر کے مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہمارا رب وہ ہے جو مُبْتَحَانَ رَبِّی الْعَظِیْمُ ہے جو مُبْتَحَانَ رَبِّی الْاَعْلٰی ہے تو اس کا گھر بھی عظیم ہے اس کا گھر بھی اعلیٰ ہے اس کا گھر بھی بڑی شان والا ہے۔ لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اس شہر کو چھوڑنے والوں کو یوں خطاب فرمایا وَمَنْ یَخْرُجْ مِنْ بَیْتِهِ مُهَاجِرًا اِلٰی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (النساء 100) ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرنا اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے جھنڈ میں ایک چھوٹی سی بستی کہ جس کو کبھی بثر ب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کو اپنا مسکن بنالیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اپنے قدمین شریفین لگائے۔ اس بستی کی مٹی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کو بوسہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کی تاثیر کو تبدیل کر دیا۔ اسے بثر ب سے مدینہ منورہ بنا دیا۔ بثر ب کے معنی بیماروں کا گھر جہاں صحت مند آنے والے لوگ بھی بیمار ہو جاتے ہیں آج بھی مدینہ منورہ میں مسجد قبلتین کی طرف جائیں تو راستہ میں وہ وادی آتی ہے کہ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ لو کو یہ بثر ب کی سر زمین ایسی تھی کہ جہاں آنے والے صحت مند لوگ بھی بیمار ہو جاتے تھے۔ اب اس نے میرے قدموں کا بوسہ لے لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ الفاظ عشاق کے لئے آج

بھی شفا کا درجہ رکھتے ہیں فرمایا: غُبَارُ الْمَلِیِّنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجَزَاءِ لَوْ كَوَّاسَ مَدِیْنَةِ مَثِی
 کو اللہ تعالیٰ نے کوڑھ کی مرض کیلئے شفا بنا دیا ہے۔ اس مٹی میں ہر مرض کی شفا رکھ دی
 ہے اس لئے اب اس مٹی کو قد میں شریفین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہو گئی
 ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نسبت والی چیز میں شفا رکھ دی ہے۔ شاید کسی کے دل میں یہ بات
 آئے کہ یہ تو صرف محبت اور عشق کی باتیں ہیں ان کا ثبوت کوئی نہیں ہے حضرت اسماء
 بنت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بڑی ہمشیرہ
 ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو اس کی
 وراثت میں سے مجھے ایک جیبہ ملا۔ یہ وہ جیبہ تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیبتن
 فرمایا کرتے تھے۔ مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے بخاری شریف میں بھی یہ حدیث
 مبارکہ موجود ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ طیبہ میں اعلان فرما دیا کہ
 اے مریضو تمہیں اب کسی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بیمار
 ہو جائے تو وہ میرے پاس آ جائے۔ مدینہ شریف کے بیمار لوگ حاضر ہو گئے۔ حضرت
 اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیبہ مبارک کو پانی میں ڈالا اور وہ پانی مریضوں کو پلاتی
 رہیں جس جس مریض نے بھی وہ پانی پیا اسے شفا مل گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مدینہ منورہ کو مسکن بنالیا۔ آپ کی اتباع میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے
 بھی مکہ مکرمہ کو چھوڑا اور مدینہ شریف چلے گئے۔ جن لوگوں نے مکہ مکرمہ کو نہ چھوڑا۔
 ہجرت نہ کی اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بہت بُرے لگے۔ بعض نے اس لئے ہجرت نہ کی کہ
 یہاں پر اللہ تعالیٰ کا گھر موجود ہے۔ دور دراز سے لوگ اس کا طواف کرنے آتے ہیں۔
 بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا

آدمی نکلا اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے اللہ کی طرف اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اب میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ آپ سب اپنے گھروں میں رہائش پذیر ہیں۔ اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ اللہ کا گھر کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا گھر مکہ مکرمہ شریف میں موجود ہے جس کو کعبۃ اللہ کہا جاتا ہے۔ جس کو بیت اللہ شریف کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں تھا تو میں بھی مکہ مکرمہ میں تھا لیکن اب میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسکن مدینہ منورہ بن گیا ہے۔ جو ہجرت کر رہے ہیں وہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ شریف کا سفر کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ صرف میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نہیں جا رہے ہیں بلکہ وہ میرے پاس بھی آ رہے ہیں کیونکہ میں وہیں ہوتا ہوں جہاں کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں۔ آیت مبارکہ بتاتی ہے کہ جو آدمی ہجرت کر کے نکلا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ جہاں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں وہیں پر ہی خدا ہے۔ مفسرین نے لَا اَقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد) ”مجھے اس شہر کی قسم“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم کھائی۔ وَانْتَ حِلُّ بِلَدِنَا الْبَلَدِ (البلد) ”اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں تشریف فرما ہیں“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب مدینہ شریف میں تشریف فرما ہیں تو اللہ تعالیٰ شہر مدینہ کی قسم اٹھاتے ہیں۔ شہر مکہ میں اللہ کا گھر موجود تھا۔ حجر اسود بھی وہیں موجود تھا۔ آب زم زم بھی وہیں موجود تھا۔ صفا مروہ جو شعار اللہ ہیں وہ بھی وہیں موجود تھیں۔ سب کچھ ویسے کا ہی ویسا وہاں موجود تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اس شہر مکہ کی قسم نہیں اٹھائی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت شہر مکہ

میں ہوئی۔ شہر مکہ مولد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنا تو اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم کھائی۔ اور یہ قسم اس وقت تک تھی کہ اَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ”جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں موجود تھے۔ وجہ قسم امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو چھوڑا۔ مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنالیا تو پھر قسم بھی مدینہ شریف کی ہوئی کیونکہ وجہ قسم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ہے وہ اب مدینہ منورہ میں ہیں۔ تمام مفسرین نے متفقہ فیصلہ دیا ہے کہ اب اس آیت مبارکہ کا اطلاق مدینہ منورہ پر ہوتا ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے تو شہر مکہ کی قسم تھی اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو شہر مدینہ کی قسم ہے۔ جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں اسی جگہ کی قسم ہے۔ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (النساء ۱۰۰) ”اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتا۔ پھر اس کو موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جہاں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں وہیں پر ہی خدا ہے۔ جہاں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں وہاں خدا نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے ہمارا عقیدہ یہ ہے اور ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ اس کے واجب الوجود ہونے سے خالی نہیں ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ Omni Present ہے لیکن وہ لگا کہاں پر ہے وہ ہر جگہ سے نہیں لگا۔ ایک سادہ سی مثال ہے کہ ساری زمین کے نیچے پانی موجود ہے۔ ہم یہاں فرش پر بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا اس فرش کے نیچے پانی موجود ہے کہ نہیں ہے۔ باہر گلی میں جو سڑک بنی ہوئی ہے اس کے نیچے پانی ہے کہ نہیں ہے۔

سطح زمین کے نیچے پانی ہر جگہ موجود ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل زمین کا یہ خشک حصہ موجود نہیں تھا۔ پوری روئے زمین پر پانی تھا۔ ہر چیز کی ابتداء پانی سے ہوئی۔ ہر چیز کی تخلیق اور پیدائش بھی پانی سے ہوئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو زمین کو خشک ہونے کا حکم فرمایا۔ زمین کا ایک چوتھائی حصہ خشک ہو گیا۔ اور سب سے پہلے زمین کا جو حصہ پانی سے باہر آیا وہ جگہ وہ ہے جہاں آج بیت اللہ شریف یعنی اللہ تعالیٰ کا گھر موجود ہے کعبہ موجود ہے۔ مفسرین اس کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں کہ کعبہ کا معنی ہی ابھر ہوئی جگہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں وضو کے فرائض بیان کئے گئے ہیں وہاں پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَأَرْجِلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (النساء ۶۱) ”اور گئوں تک پاؤں دھو“ اس ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اس سے پہلے وضو کر لیا کرو۔ اس میں چار چیزیں ہمارے لئے فرض قرار دے دی گئی ہیں اور ان میں چوتھا فرض ہے۔ وَأَرْجِلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھولیا کرو۔ ٹخنے کی جو ہڈی ہوتی ہے۔ اسے عربی میں کعب کہا جاتا ہے۔ اور یہ ابھری ہوئی جگہ ہوتی ہے۔ اس لئے پانی سے جو جگہ سب سے پہلے ابھری اس کا نام ہی کعبہ رکھ دیا گیا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ساری زمین کے نیچے پانی موجود ہے۔ آپ گلی میں جا رہے ہیں تو آپ کے پاؤں کے نیچے پانی موجود ہے۔ اگر آپ کو یہاں لگ رہی ہو آپ کو پانی کی ضرورت ہو تو کیا آپ گلی میں سے پانی حاصل کر سکتے ہیں نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کا تعلق اس پانی تک پہنچنے کا نہیں ہے اس پانی سے آپ کا رابطہ نہیں ہوا ہے۔ آپ کو اس جگہ تک جانا ہوگا کہ جہاں پر سوراخ کر کے۔ بور کر کے پانی تک رسائی حاصل کر لی گئی ہے۔ یہ ہینڈ پمپ ہو یا کہ موٹر لگی ہوئی ہو یا کہ ٹیوب ویل لگا ہوا ہو اس کے ذریعہ سے پانی نکل رہا ہو گا تو آپ یہ پانی

حاصل کر سکیں گے اگرچہ پانی ہر جگہ موجود ہے لیکن پانی حاصل کرنے کیلئے آپ کو اس مقام تک جانا پڑے گا جہاں پر زمینی پانی سے تعلق پیدا ہو چکا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ آپ اپنے گھر میں تھے تو کیا وہاں اللہ تعالیٰ موجود نہیں تھا۔ آپ آستانہ عالیہ پر کیوں آئے آپ اس محفل میں کیوں آئے آپ ان حضرت صاحب کے قدموں میں کیوں آئے وہ صرف اس لئے ہے کہ ان کا تعلق خدا سے ہو چکا ہے۔ لہذا ان کے پاس آنے سے تمہیں بھی خدا ملے گا اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ملیں گے اب جو یہ کہے کہ پانی تو تیرے قدموں کے نیچے موجود ہے اور اگر تو پانی لینے کیلئے نکلے کے پاس جائے گا تو مشرک ہو جائے گا۔ بدعتی ہو جائے گا وہ خود پاگل ہے بے وقوف ہے اس کو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہئے۔ جس طرح سے وہ کہتے ہیں کہ خدا تو ہر جگہ موجود ہے پھر تم دانا صاحب کیا لینے جاتے ہو۔ آپ ان سے کہہ سکتے ہیں کہ پانی تو ہر جگہ موجود ہے پھر تو نکلے کے پاس کیوں جاتا ہے جو تیرا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے۔ اگر مادیت میں آپ کو پانی تک پہنچنے کیلئے جو طریقہ اختیار کرنا پڑے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ میں ہر جگہ موجود ہوں لیکن مجھ تک پہنچنے کیلئے تمہیں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ تک آنا پڑے گا۔ یہ تو میں نے ایک مثال دی ہے۔ لیکن قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے کہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ (النساء: ۶۴) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ تمہارے حضور حاضر ہوں۔ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ آپ میں سے اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے زیادتی کرے اس کا کوئی حق چھین لے تو اس کو معافی مانگنے کے لئے کس کے پاس جانا پڑے گا۔ جس کے ساتھ زیادتی کی ہے اسی کے پاس جائے گا۔ کسی دوسرے کے پاس تو نہیں جائے گا۔ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے

زیادتی کرنے والا اس کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ مجھ سے زیادتی ہوئی ہے آپ
 خدا را مجھے معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو، ظلم سے
 مراد کہ تم نماز نہیں پڑھتے ہو تم روزہ نہیں رکھتے ہو۔ تم نے اعمال صالحہ کو ترک کر دیا
 ہے۔ نیکی کرنا چھوڑ دیا ہے اور گناہ آلود زندگی بسر کرنا شروع کر دیا ہے۔ تم نے کوئی جھوٹ
 بولا ہے تم نے کوئی غیبت کی ہے تم نے چوری کر لی ہے، اور اب تمہیں یہ احساس ہوا کہ تم
 نے رب العزت کا جرم کیا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے محرم ہیں تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ سے ہی
 معافی مانگنی چاہئے۔ اصول کی بات یہی ہے کہ اسے معافی مانگنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے
 رجوع کرنا چاہئے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف جانا چاہئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ
 کیا فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا گھر تو مکہ مکرمہ میں ہے
 اور بے شک ہے لیکن اگر کوئی میرا بھی مجرم ہے تو اسے میرے پاس نہیں آنا چاہئے بلکہ
 معافی لینے کے لئے تمہارے پاس حاضر ہونا ہے۔ یہ درست ہے کہ **وَإِذَا سَأَلَكَ
 عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ السَّائِلِ إِذَا دَعَانِ**۔ (البقرہ ۱۸۶) اور اے
 محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک
 ہوں۔ دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ ”جب کوئی آدمی مجھ
 سے سوال کرتے ہیں تو میں اس کے سوال کو سنتا ہوں۔ سوال کا سن لینا اور بات ہے اور
 اس کو مان لینا اور بات ہے۔ فرمایا کہ میں سب کی سن لیتا ہوں اگر گھر میں کوئی مجھ سے
 سوال کرے تو میں سن لیتا ہوں۔ کوئی جہاں کہیں سے بھی مجھے پکارے میں سب کی پکار
 کو سن لیتا ہوں لیکن میں مانتا صرف اس کی ہوں جو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔ تم کہیں بھی بیٹھ کر مجھے یاد کرو مجھ سے سوال کرو۔ تو
 میں اس کو ضرور سن لیتا ہوں لیکن میں اسے قبول کروں یا نہ کروں لیکن اگر آپ میرے

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آ جاؤ گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرما دیں گے کہ یا اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور میرا غلام ہے اس کو معاف کر دے تو پھر لَوَجَلُوا اللّٰهُ تَوَابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۴) اللہ کو بہت تو بہ قول کرنے والا مہربان پائیں ”ل“ تاکید کے لئے آیا ہے کہ یقیناً تم اللہ تعالیٰ کو تو بہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان پاؤ گے۔ تم پر رحمت کے دروازے یقیناً کھل جائیں گے۔ جب تم میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آ جاؤ گے۔ یہ جہ ہے کہ جس کیلئے ہم مدینہ منورہ کی تڑپ کیوں رکھتے ہیں۔ وہاں کیوں جاتے ہیں۔ مجھے اسی اپریل (2007) میں مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ کچھ دوست آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ہم گنبد خضرا کے سامنے کھڑے ہو کر جب دعا مانگتے ہیں تو وہاں کی جو انتظامیہ ہے ان کے جو علماء ہیں اور ان کی مقرر کردہ جو پولیس ہے وہ ہمارے رخ کو موڑ کر کعبۃ اللہ کی طرف کر دیتے ہیں کہ دعا جب مانگتی ہے تو اپنا رخ بیت اللہ شریف کی طرف کرو۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا نہ مانگو۔ کیا اس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کر کے دعا مانگتی جائے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو امام مدینہ کا لقب ملا ہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بسر کی ہے۔ آپ کی پیدائش بھی مدینہ منورہ میں ہوئی اور اپنی ساری زندگی مدینہ شریف میں ہی گزار دی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھ کر حدیث شریف پڑھائی ہے۔ آپ درس حدیث دے رہے ہیں کہ وقت کا بادشاہ بھی مدینہ منورہ میں حاضر ہوا۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف کھڑے ہو کر دعا مانگ رہا ہے۔ وہاں پر اسی نسل سے آدمی موجود تھا کہ جو آج بھی روضہ رسول صلی اللہ

علیہ وسلم پر کھڑے ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف رخ کر کے دعا مانگنے نہیں دیتے۔ اس پہرہ دار نے کہا کہ اے بادشاہ سلامت یہ شرک ہے۔ آپ بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے دعا مانگیں وہاں کھڑے ہو کر جب بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرتے ہیں تو روضہ رسول کی طرف پشت ہو جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ مجھے تمہاری بات سمجھ میں نہیں آئی۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں ان سے مسئلہ پوچھ لیتے ہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ مسئلہ پیش ہوا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اے بادشاہ صرف مسئلہ بتا دوں یا اس کو قرآن مجید سے ثابت کروں۔ عرض کیا کہ اگر نص قطعی سے ثابت ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہی آیت مبارکہ (النساء ۶۴) پڑھی اور پوچھا کہ اے بادشاہ سلامت اگر آپ کے پاس کسی کا کوئی پیغام رسان آئے کسی کا بھیجا ہوا آدمی آئے اور اسے یہ ہدایت ہو کہ تمہاری طلب تو میں نے ہی پوری کرنی ہے لیکن تمہیں اس وقت عطا ہوگی جب تم فلاں آدمی کے پاس جاؤ گے مثال کے طور پر آپ سے کسی نے زیادتی کی ہے اور وہ آپ سے معافی مانگنے کیلئے آتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ میں تمہیں معافی تب دوں گا کہ جب تم پیر و مرشد کے پاس جاؤ گے۔ حالانکہ اس نے جرم آپ کا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر پیر و مرشد معاف کر دیں گے تو میں بھی تمہیں معاف کر دوں گا۔ حقیقت میں معافی آپ کی طرف سے ہے لیکن آپ نے اس کی نسبت کا خیال کیا ہے۔ اس کی نسبت کو مد نظر رکھ کر ادب کیا ہے اس کا احترام کیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا جرم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی نسبت کا خیال کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے بادشاہ سلامت

اگر تمہارے پاس کسی کا بھیجا ہوا آدمی آئے اور اسے حکم ہو کہ تم بادشاہ سلامت کے پاس جاؤ وہاں سے تمہیں معافی ملے گی۔ اب وہ آدمی آپ کے پاس آئے تو آپ یہ بتائیں کہ وہ آدمی آپ کے سامنے آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گا یا وہ آپ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو گا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ یقیناً میری طرف منہ کر کے کھڑا ہو گا۔ اگر میری طرف پشت کرے گا تو میں اسے سزا دوں گا۔ کہ مجھ سے معافی بھی مانگ رہا ہے۔ اور میری طرف پشت کر کے کھڑا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جس کے پاس آئیں گے اسی کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں گے۔ جب قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ جَاءَ وَكَانَ اَعْلٰی مَحْبُوْبًا عَلٰی الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ یہ ظلم کر کے تیرے پاس آ جائیں ان کو میں تیرے پاس بھیج رہا ہوں۔ یہ آپ اپنی مرضی سے نہیں آرہے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تم نے جرم میرا کیا ہے۔ حقیقت میں معاف بھی میں ہی کروں گا لیکن ان کو معافی تب ملے گی جب میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی سفارش کریں گے۔ ہم اپنے جرائم کی معافی لینے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ بھی رہے ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت کر کے بھی کھڑے ہوں۔ اور یہ بھی عرض کر رہے ہوں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف کر دیں۔ ہماری سفارش فرمادیں ہم پر کرم فرمادیں۔ لہذا بات یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز ہیں سب کچھ وہیں پر ہے۔ ہم بیت اللہ شریف کی عظمت کے منکر (معاذ اللہ) نہیں ہیں۔ ہم کعبۃ اللہ کی تعظیم کے انکار نہیں ہیں۔ بیت اللہ شریف کی شان کا ہم کبھی انکار نہیں کرتے۔ لیکن ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ کعبۃ اللہ کی تعظیم کے علمبردار کبھی کعبہ کے کعبہ کی تعظیم کر کے دیکھو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کیلئے تشریف

لے گئے۔ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو کفار نے ان کو روک لیا۔ اور پیغام دیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کفار تمہیں اگر شک ہے کہ میرے ساتھ بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہیں یہ تم پر حملہ نہ کر دیں تو تم ہمارے ہتھیار اپنے پاس جمع کر لو۔ ہم خالی ہاتھ آئیں گے۔ صرف تین روز مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت دے دو۔ ہم بیت اللہ شریف کی زیارت اور طواف سے فارغ ہو کر واپس چلے جائیں گے۔ لیکن کفار نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا گیا تو مکہ مکرمہ کے تمام بڑے بڑے روسا بڑے بڑے چوہدری لیڈر اور سردار حرم پاک میں موجود تھے۔ ان میں سے بیشتر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ دار تھے۔ وہ سب آپ کے استقبال کیلئے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے بڑے خوشی کا اظہار کیا۔ پوچھا کہ حضور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس لئے آئے ہیں۔ فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن کر آیا ہوں ان کی طرف سے قاصد بن کر آیا ہوں۔ تمہارے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ ہم مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کریں گے پھر واپس مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔ عمرہ اور طواف کعبہ کیلئے ہمیں تین دن کی اجازت دے دو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ پتھر پر لکیر ہے ہم بالکل آپ کو اجازت نہیں دیں گے۔ اس سال واپس چلے جاؤ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناامید ہو کر واپس جانے لگے تو مکہ مکرمہ کے سرداروں نے آپ کو پیش کش کی کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھو کہ کعبہ تیرے سامنے ہے تم ہمارے عزیز ہو آپ جتنا چاہو طواف کر لو۔ حجر اسود کے بو سے لے لو سچی

کرلو۔ ملتزم سے لپٹ کر دعائیں مانگ لو۔ زم زم پی لو۔ جتنے دن تم رکنا چاہو رک جاؤ تمہارے لئے اجازت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اونا دانو تم نے کس طرح سے یہ جان لیا کہ میں اپنے آقا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کعبہ کا طواف کر سکتا ہوں۔ کعبہ شریف تو ہمارے لئے صرف اسی صورت میں معظم و محترم ہے کہ کعبے کا کعبہ آگے آگے ہو اور ہم ان کے غلام پیچھے پیچھے ہوں۔ کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ فرمایا کہ جس کعبہ کی زیارت کرنے کیلئے جس کعبہ کا طواف کرنے کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں ہے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی اس کا طواف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آپ نے طواف کعبہ کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے آئندہ آنے والے عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سبق دے دیا کہ اگر بیت اللہ شریف کی بھی تعظیم کرنی ہے تو وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کرنی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے تعظیم کرنی ہے کیونکہ بیت اللہ شریف مسجد الحرام میں بھی اللہ تعالیٰ موجود ہے تو اس لئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں۔ عموماً یہی ہوتا ہے کہ جہاں کسی کا مکان ہے اس مکان کا مکین بھی وہیں موجود ہوتا ہے۔ لیکن فرمایا کہ یہاں ایسی شرط نہیں ہے میرا گھر تو مکہ مکرمہ میں ہے لیکن میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رہتا ہوں۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں تھے تو میں بھی مکہ مکرمہ میں تھا اور اب وہ مدینہ شریف میں ہیں تو میں بھی مدینہ شریف میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار کتابیں نازل ہوئی ہیں ان میں سے تورات، زبور، اور انجیل پہلی تین بڑی کتب ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ یہ تینوں کتابیں پوری کی پوری لکھی لکھائی کتب کی شکل میں نازل

ہوئیں ایک ہی دفعہ پوری کتاب عطا ہوئی اور اپنی کتاب لینے کیلئے اس نبی علیہ السلام کو ایک خاص مقررہ مقام پر جانا پڑا۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی بیان فرمائی ہے۔ **وَإِذْ عَلَّمْنَا مُوسَىٰ آيَاتِنَا وَلَقَدْ قَالَ لَمَّا رَأَىٰ الْكَوْثُرَ ۖ إِنِّي لَأَخَذْتُ لَكَ الْكَوْثُرَ ۖ فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ ۖ اذْهَبْ ۖ إِنَّكَ كَذَّابٌ ۖ** (البقرہ ۵۱) اور جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا۔ **اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ لیا کہ چالیس روزے رکھ کر کوہ طور پر آؤ تو تمہیں ایک کتاب عطا کی جائے گی۔** حضرت موسیٰ علیہ السلام کتاب لینے کیلئے کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا مخصوص مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے کوہ طور پر تھا۔ جب بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے تو انہیں اس مخصوص مقام پر جانا پڑتا تھا۔ انہیں اپنی کتاب توریت لینے کیلئے بھی وادی سینا کوہ طور پر جانا پڑا۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہے کہ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجھ سے ہم کلام ہونے کیلئے طور پر آنا پڑتا ہے لیکن اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تیری عظمت ہے یہ تیری شان ہے کہ جہاں تو ہوگا وہیں میں بھی ہوں گا۔ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر آپ مکہ مکرمہ میں ہوں گے تو قرآن وہاں نازل ہوگا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہوں گے تو قرآن مدینہ شریف میں نازل ہوگا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوں گے تو قرآن وہاں نازل ہوگا۔ قرآن ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ قدرت والا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ چاہتا تو دوسری تین کتابوں کی طرح قرآن مجید بھی یکبارگی نازل کر دیتا۔ کفار مکہ نے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ کبھی ایک آیت آتی ہے کبھی دو آیات آتی ہیں۔ یہ کیسا قرآن ہے اگر آپ سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو سارا قرآن ایک ہی دفعہ نازل کیوں نہیں ہوتا۔ پورا قرآن مجید ایک ہی دفعہ نازل کر کے دکھائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے یہ مطالبہ تسلیم نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی دفعہ توریث ملی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک ہی دفعہ صحیفے عطا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ایک ہی دفعہ اور مخصوص مقام پر کتاب عطا ہوئی حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی ایک مقام مخصوص پر بلا کر ایک ہی دفعہ کتاب عطا ہوئی۔ لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہ کسی مخصوص مقام کی پابندی اور نہ ہی ایک دفعہ میں پورا قرآن عطا کرنے کی پابندی لگائی گئی۔ بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہیں قرآن بھی موقعہ کی مناسبت سے نازل ہو رہا ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عارحرا میں ہیں تو وہاں قرآن نازل ہو رہا ہے اگر عازثور میں تشریف فرما ہیں تو قرآن وہاں نازل ہو رہا ہے اگر مدینہ شریف کے راستے میں چل رہے ہیں تو قرآن وہاں نازل ہو رہا ہے اگر ہاتھ مبارک میں تلواریں تو قرآن وہاں نازل ہو رہا ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام کرنے کیلئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بستر مبارک پر تشریف فرما ہیں تو وہاں قرآن نازل ہو رہا ہے۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے وہیں میرا کلام بھی ہو گا۔ اور جہاں کلام ہوتا ہے وہیں متکلم یعنی کلام کرنے والا بھی ہوتا ہے جس طرح سے میں کلام کر رہا ہوں تو میں یہاں پر موجود ہوں۔ یہ ایک عام فہم مثال ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جب اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کلام ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہیں پر ہی موجود ہوتا ہے جہاں اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں ان کے لئے کوئی مخصوص جگہ نہیں ہوتی ہے۔ اس میں بہت حکمت ہے۔ ایک تو حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر مجھ سے ملنا ہے مجھ سے کچھ عطا حاصل کرنی ہے تو تمہیں بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا ہوگا ورنہ تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ دوسری حکمت یہ

ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے شادی کر کے واپس آئے اور وادی سینا میں داخل ہوئے تو سردی کا موسم تھا رات کا وقت تھا۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت صفورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سردی لگی۔ دور سے ایک روشنی نظر آئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم آرام کرو میں آگ لے کر آتا ہوں۔ آپ اس روشنی کی طرف چل رہے ہیں اور وہ روشنی آپ سے دور سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اور جب وہ روشنی ایک جگہ رک گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس تک پہنچ گئے تو حکم ہوا۔ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاصْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِی الْمَقْلَبِ طُوًی۔ (طہ ۱۲) ”اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں۔ تو اپنے جوتے اتار ڈال، بے شک تو پاک وادی طویٰ میں ہے۔“ حکم ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ ایک پاکیزہ وادی میں ہیں اس لئے اپنے جوتے اتار دیں۔ وہ پاکیزہ وادی کیوں بنی کہ وہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا نور نازل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جلوے نظر آ رہے ہیں وہ وادی مقدس بن گئی وہ ایک جگہ مخصوص کر دی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنا ہوتی تھی وہ اسی جگہ پر تشریف لے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجھے ملنے کے لئے وادی سینا میں کوہ طور پر آنا پڑتا تھا۔ لیکن اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ہوں گے میں وہیں آ جاؤں گا۔ اگر میرے کلام سے سینا کی وہ وادی مقدس بن گئی ہے تو اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں تیرے جلوے ہوں گے جہاں تیرے قدم لگیں گے میں بھی وہیں موجود ہوں گا۔ میرے بھی جلوے نظر آئیں گے۔ میرا کلام بھی نازل ہو گا۔ اس لئے پوری سرزمین عرب کو میں طور سینا سے زیادہ متبرک کر دوں گا یہی وجہ ہے کہ ہم صرف مکہ مکرمہ اور

مدینہ منورہ شریف کا ہی احترام نہیں کرتے بلکہ ان کی طفیل پورے عرب کا احترام کرتے ہیں۔ وہ سارا علاقہ ہی نسبت والا ہے۔ جن لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مکہ مکرمہ کو نہ چھوڑا وہ کہہ سکتے تھے کہ یا اللہ تیرا گھر تو یہاں موجود ہے۔ صفا مروہ بھی یہاں موجود ہیں۔ مقام ابراہیم علیہ السلام بھی یہیں پر موجود ہے۔ پھر ہم اس شہر کو چھوڑ کر کیوں جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو بھی عظمت والی چیزیں یہاں موجود ہیں ان کی عظمت اپنی جگہ لیکن میرے لئے ان کی کوئی وقعت نہیں ہے مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اچھی لگتی ہے۔ فرمایا کہ اگر تم میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع نہیں کرتے ان کی اتباع میں مکہ مکرمہ کو نہیں چھوڑتے ہو تو نہ تمہاری نماز قبول ہے۔ نہ تمہارا روزہ قبول ہے نہ تمہارا حج قبول ہے نہ تمہارے طواف قبول ہیں نہ تمہاری سعی قبول ہے۔ فرمایا: ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ وَهٰیْ اَنْفُسُهُمْ پر ظلم کرنے والے ہیں وہ ایمان سے خارج ہو چکے۔ فرشتوں نے جب ان کی جان نکالی فرمایا کہ اے ظالم روح نکل کیا تو جانتی نہیں تھی کہ اب مکہ مکرمہ میں رہنا تیرے لئے حرام تھا۔ کیونکہ یہاں اب نہ ہی غذا تھا اور نہ ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف تشریف لے گئے تو خدا بھی وہیں تھا۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو بھیجا کہ مکہ مکرمہ میں رہ جانے والوں جنہوں نے میری اتباع میں ہجرت نہیں کی ان کو یہ آیت مبارکہ سنا دو۔ قریش میں سے ایک بہت ضعیف شخص تھے جو سفر نہیں کر سکتے تھے اگرچہ ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا تھا۔ اَلَا الْمُسْتَضْعِفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُوْنَ حِجْلًا وَلَا يَهْتَلُوْنَ سَبِيْلًا (النساء ۹۸) ”مگر وہ جو دبا لئے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جائیں۔ بوڑھے بیمار مرد

عورتیں اور بچے اس حکم میں نہیں ہیں وہ محذورین کی فہرست میں ہیں۔ اب وہ بزرگ صرف اس وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتے کہ وہ ضعیف ہیں۔ سواری پر بھی بیٹھ نہیں سکتے۔ طویل سفر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ جب اس نے یہ آیت مبارکہ سنی تو اپنے بچوں کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بچو! میری ساری جائیداد لے لو مجھے کسی بھی ذریعے سے مدینہ شریف پہنچا دو۔ بچوں نے کہا کہ ابا جان آپ کیلئے اشتیاقی حکم آ گیا ہے کہ جو مردوں میں کمزور ہیں۔ سفر نہیں کر سکتے وہ مکہ مکرمہ میں ہی رکے رہیں۔ ان کا مکہ مکرمہ میں ہی رکے رہنا اللہ تعالیٰ کو قبول ہے اس نے کہا کہ اس حکم کے آنے کے بعد اب مکہ مکرمہ میں ایک رات بھی گزارنا میرے لئے حرام ہے۔ اب میں مدینہ شریف ضرور جاؤں گا۔ آپ مجھے لے جائیں تو تمہارے مرضی ہے ورنہ میں چار آدمیوں کو اجرت دے کر چار پائی پر لیٹے لیٹے مدینہ شریف چلا جاؤں گا۔ بیٹوں نے جب سنا تو انہوں نے خود ہی والد کی چار پائی اٹھالی اور مدینہ شریف کی طرف چل دیئے۔ مکہ مکرمہ سے چند کلو میٹر دور وادی نعیم میں پہنچے تو والد نے آواز دی کہ اے میرے بیٹو! چار پائی نیچے رکھ دو۔ میرا وقت آخر آ گیا ہے۔ میری تم سے جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ آپ کو اہ رہنا اور اس نے اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے اور دوسرا میرا ہاتھ ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کر رہا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کیلئے اپنی پوری کوشش کی ہے لیکن زندگی نے وقایہ کی ہے اور اسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان بچھا کر رہا ہوں۔ اب میری بخشش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ ہے۔ باپ فوت ہو گیا۔ بیٹے خالی چار پائی لے کر واپس آ گئے۔ مدینہ منورہ میں یہ خبر پہنچ گئی۔ مکہ مکرمہ میں بھی

یہ خبر پہنچ گئی۔ لوگ طعنہ دینے لگے کہ بڑا عاشق بنا پھرتا تھا کیا وہ اپنے محبوب کے پاس پہنچ گیا۔ کیا اسے ہجرت کا مزہ آ گیا اسے اس کا ثواب مل گیا کفار نے طعنے دینا شروع کر دیئے۔ مدینہ منورہ کے لوگوں کو افسوس ہوا کہ کاش وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ جاتا اور اسے ہجرت کا ثواب مل جاتا۔ مکہ کے لوگوں نے مذاق اڑایا اور مدینہ شریف والوں نے افسوس کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ دونوں باتیں پسند نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ جو آدمی اپنے گھر سے چل پڑا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی نیت سے ثُمَّ يَلْزِمُهُ الْمَوْتُ تَوَابًا اگر اسے راستہ موت بھی آ جائے تو میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا اعلان کرتا ہوں۔ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ اس کو پوری ہجرت کا ثواب مل جائے گا۔ کیونکہ وہ پوری نیت کر کے گھر سے نکل پڑا تھا۔ اس نے وہیں پر بیعت کی تھی جہاں اس کو موت آ گئی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اس طرح بیعت ہو سکتی ہے اور یہ عقیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کو حدیبیہ کے مقام پر عطا کیا تھا۔ جب یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہاتھ مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ فرمایا اور اس کے اوپر اپنا دوسرا ہاتھ مبارک رکھ کر اسے اپنا ہاتھ مبارک فرمایا اور یہ اشارہ فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں میں ان کی طرف سے ان کو بیعت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ادا تہی پسند آئی فرمایا۔ يَذَّالِلَهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (فتح ۱۰) ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اس لئے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ کتنی شان والا ہے۔ نیچے ہاتھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور درمیان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ہے۔ ادھر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیض عطا فرما رہے ہیں اور ادھر خدا کے فضل سے فیض مل رہا ہے۔ اس لئے ہی قرآن مجید کو جمع کرنے کیلئے وہی ہاتھ منتخب کیا گیا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **يَذُكُّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** لہذا قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی وہیں ہوتے ہیں جہاں ان کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا تعلق ختم کر کے کعبہ شریف کے اندر بھی بیٹھ جائے تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ابو جہل کہاں رہتا تھا۔ ابولہب کہاں رہتا تھا۔ یہ سارا دن حرم شریف کی دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھنے والے لوگ تھے۔ سارا سارا دن حرم شریف میں گزارتے تھے تو کیا ان کی اس کعبہ سے نسبت رکھنے کی وجہ سے ان کی بخشش ہو گئی۔ ان کی بخشش نہیں ہوئی صرف اس وجہ سے کہ وہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت اور تعلق توڑ بیٹھے تھے۔ آج ہم جہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا تعلق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے جو آج بھی ہماری بخشش اور نجات کا ذریعہ ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہی سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب علامہ عبدالرحیم صاحب آستانہ عالیہ نقشبندیہ (16-11-07)

حضرت علامہ عبدالرحیم صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی وہیں ہوتے ہیں جہاں اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں۔ بڑی اچھی تقریر انہوں نے فرمائی ہے ایک میری بھی اس میں گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر تین مقامات پر اپنی شان کے مطابق موجود ہوتے ہیں حالانکہ وہ ہر جگہ موجود ہے وہ Omni-Present ہے۔ لیکن وہ تین جگہ پر ملتا ہے۔ وہ اپنے کرم

اور رحمت کے ساتھ ملتا ہے اس میں ایک تو ہے کہ جس طرح حضرت علامہ عبدالرحیم صاحب نے فرمایا کہ مکہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم ہجرت کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ یعنی کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ شریف کی طرف ہجرت کرو کہ اللہ اور اس کے رسول مدینہ شریف میں ملتے ہیں۔ وہ کعبہ میں نہیں ملتے دوسری جگہ وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے پاس ملتا ہے۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ**۔ (التوبہ ۱۲۳) اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ ”متقی وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے دلوں میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
اوشہد در حضور اولیاء

جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا ہے وہ کسی اللہ والے کے ساتھ بیٹھ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنے والا بن جائے گا۔ تیسری جگہ وہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔ وہ جگہ وہ ہے کہ جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اپنی قدرت سے تشریف فرما ہوتے ہیں وہ بیٹھنے سے پاک ہے لیکن اپنی قدرت کے ساتھ اپنی بے نیازی کے ساتھ وہ جلیس ہوتے ہیں جلیس تسلی اور آرام کے ساتھ بیٹھنے کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی تکلیف۔ تھنغ نہیں ہوتا۔ جلیس کا لفظ آتا ہے۔ محفل میلا دالتی صلی اللہ علیہ وسلم میں خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی شان کے مطابق تشریف لاتے ہیں۔ بات وہی ہے کہ جہاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہیں خدا ہے۔ ان تینوں جگہ پر اللہ تعالیٰ ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ لفظ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين**

اقتباس از خطاب برہانش پشیر احمد بٹ صاحب (08-12-07)

مومن کے لئے انعام

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِبِ وَأَصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! بہت اچھی نعت خوانی ہوئی ہے۔ ایک نعت میں بھی آپ
کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو کہ میرا ایمان بھی ہے۔ میرا علم بھی ہے۔ میری روشنی
بھی ہے۔ وہ میرا سب کچھ ہے، اور وہ یوں ہے کہ:

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو ان کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے

اسی دید سے بننے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی

اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

پچھلے کئی روز سے مختلف علماء کرام سے اور دیگر دوسرے اصحاب سے بھی یہ سن رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کیلئے ایک بہت بڑا انعام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔ ہم اس کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔ اگر ان کی گنتی کرنا چاہیں تو ہم ان کو گن نہیں سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو عطا کر کے کوئی احسان نہیں جتلا یا۔ اگر احسان جتلا یا ہے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جتلا یا ہے کہ اے مومنو میں نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہیں اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرما دیا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کا چہرہ بھی کرو۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کے لئے خوشی بھی کرو۔ اور یہ خوشی منانا ہر اسی چیز سے بہتر ہے جو تم جمع کر سکتے ہو۔ اور جو کوئی بھی آپ عمل کر لیں۔ نماز پڑھیں روزے رکھیں، قربانی کریں لیکن یہ آیت مبارکہ بتا رہی ہے کہ میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منانا سب سے افضل ہے۔ اب بات یہ ہے کہ ہم اس انعام کا چہرہ چاہتے تو کریں۔ ہم اس انعام کی خوشی بھی منائیں لیکن وہ انعام ہے کیا۔ میں نے تو اکتانکس پڑھی ہے۔ مجھے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس میں میرے لئے کیا فائدہ ہے۔ وہ سامنے ایک کوٹھی ہے بڑی اچھی عمارت ہے خوبصورت ڈیزائن کی گئی ہے عالیشان دیدار ہے Worth Looking ہے۔ ہمارے دائیں بائیں آگے پیچھے کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں لیکن ان کی خوبصورتی سے مجھے کیا غرض ہے کہ ان میں سے میری ملکیت تو کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ پر انعام ہیں اور میرے لئے بڑی ہستی ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں وہ

ہمارے لئے انعام ہیں تو اس انعام میں ہمارے لئے کیا فائدہ ہے۔ کائنات میں تمہارے لئے سب سے بہتر تمہارا ایمان ہے۔ اگر ایمان نہیں ہے تو پھر جتنا چاہیں خرچ کر لیں۔ حج کر لیں نمازیں پڑھ لیں، روزے رکھ لیں، کوئی چیز بھی قبول نہیں ہے۔ کوئی عمل بھی قبول نہیں ہے۔ ایمان کہاں سے ملتا ہے۔ ایمان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں سے ملتی ہے کوئی ایسی دکان نہیں کوئی ایسی جگہ نہیں کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو مجھے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دے۔ حدیث شریف بتاتی ہے کہ پہلے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی خوش نصیب سے محبت کرتے ہیں پھر وہ غلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی ہی عطا سے ہے۔ اور اسی سبب سے ایمان بھی ان کی ہی عطا سے ہے اس سے بڑا اور کیا انعام ہو سکتا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے دل میں اپنی محبت پیدا فرما کر مجھے مومن بنا دیا ہے۔ ہم سب کو مومن بنا دیا ہے اور جن کو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نہیں ہے اس کا ایمان بھی نہیں ہے۔ کوئی عمل خواہ کتنا ہی عظیم ہو۔ نماز، حج، زکوٰۃ، روزے، قربانی، طواف ہو، بیت اللہ شریف کی زیارت ہو، جہاد ہو کہ شہادت ہو، حفظ ہو کہ تفسیر ہو۔ اگر ایمان نہیں ہے تو ان میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اسی ایمان کا سامان اور سبب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس لئے ہم ان کے گیت گاتے ہیں اور شکرانہ کے طور سے گیت گاتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ہم پر کتنا کرم اور احسان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایمان عطا فرما دیا ہے۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ کتب میں پڑھا ہے اور علماء کرام سے سنا ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی۔ وہ جنت میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سری لکا

اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہدہ میں اتار دیا۔ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔
 دونوں میں دوری ہو گئی۔ وہ تین سو سال روتے رہے۔ بجدے کرتے رہے، طواف
 کعبہ کرتے رہے، روتے رہے گڑ گڑاتے رہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا (الاعراف ۲۳)
 ”اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ برا کیا“ عرض کرتے رہے۔ لغزش کی معافی نہیں
 ملی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام ایک فقرہ کہہ دو تو میں
 ابھی تیری بخشش کرتا ہوں۔ یا اللہ حکم فرمائیں وہ فقرہ عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے القاء
 فرمایا کہ تو کہہ دے کہ الہی بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے۔ جیسے ہی
 حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش
 دے تو اسی لحاظ ان کی بخشش ہو گئی۔ ہم تو یہ نہیں کہہ سکتے لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے
 ان کی شان کے مطابق لغزش ہوئی۔ ہم تو خطا کے پتلے ہیں ہم سے صحیح طور سے غلطیاں
 ہوتی ہیں۔ بے شمار ہوتی ہیں۔ اگر ان غلطیوں کی وجہ سے گرفتاری شروع ہو جائے
 تو شام تک انسان کیا حیوان بھی پکڑے جائیں۔ ان گناہوں کی معافی کس سے ہے۔
 دل میں نام ہو شرمندہ ہو اور گڑ گڑا کر آنسو بہاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ یا
 اللہ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اسی لحاظ سارے گناہ معاف
 فرما دیتا ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش ہو گئی۔ معافی مل گئی تو حضرت حوا
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی حضرت آدم علیہ السلام سے ملا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام
 نے ہماری تعلیم کے لئے عرض کیا کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہستی ہیں۔ جن
 کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لینے سے میری بخشش ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ
 اے آدم علیہ السلام اگر ان کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اے آدم علیہ السلام میں تمہیں بھی
 پیدا نہ کرتا۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق نہ ہوتی تو پھر ہم کہاں سے ہوتے۔

ہماری حیاتی اور زندگی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہے۔ خواہ کوئی عالم ہے خواہ کوئی جاہل ہے خواہ کوئی بادشاہ ہے کہ گدا ہے کوئی جو کچھ بھی ہے ان کی تخلیق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہوئی ہے۔ فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ یہ سورج، چاند، ستارے، یہ سمندر یہ آسمان یہ زمین، یہ جنت اور اس کی تمام بہاریں، حوریں، علمان فرشتے ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا اگر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے۔ آپ دیکھیں کہ اب انعام کیا ہے۔ آپ کے بچے ہیں تو وہ بھی انعام ہیں۔ آپ کی روزی بھی انعام ہے آپ کی دولت ہے تو وہ بھی انعام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب کچھ میں نے تمہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے دیا ہے۔ اس کا چرچا کرو۔ اس کا شکر ادا کرو نعمت پر مہی ہے کہ میرا رشتہ ان سے کل بھی تھا اور آج بھی ہے لیکن میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ میرا رشتہ ان سے نہیں ہے بلکہ ان کا رشتہ مجھ سے ہے۔ یہ ان کا کرم ہے پہلے بھی عرض کیا ہے ایمان کو تازہ کرنے والی بات ہے اس لئے اس کا بار بار دہرانا بھی ضروری ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کاپی آئی ہے جس میں ستر ہزار بندوں کے نام درج ہیں جو بغیر حساب کتاب کے بخش دیئے جائیں گے اور جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بہت تھوڑے ہیں یہ تو گرین ویو کالونی میں ہی آ جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی فرمائیں ان میں اضافہ فرمائیں اسے تو گرین ویو کالونی میں ہی آ جائیں گے۔

باقی فیصل آباد اور پھر پاکستان اور پوری دنیا میں کتنے ہی ہوں گے جب سے یہ عالم

دنیا شروع ہے اور جب تک رہے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی آتے رہیں گے انکا کیا بنے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی فرمائیں اور جنتی اور بھی بنائیں۔ دیکھو کہ آپ جنت کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قربانی وغیرہ سے لیتے ہو لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ ستر ہزار جو ہیں ان میں سے ہر بندہ ستر ستر ہزار بندوں کو لے کر جنت میں جائے گا۔ یہ نبی پاک صلی علیہ وسلم کا کرم اور اختیار ہے۔ ستر ہزار ضرب ستر ہزار یہ پانچ ارب بن جاتے ہیں۔ نبی پاک صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانچ ارب جنتی بنا دیئے ہیں۔ اتنے افراد بھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کو جنتی بنا دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ ارب جنتی بن گئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں ان میں اضافہ فرمائیں۔ فرمایا کہ پانچ ارب بندوں میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ہزار بندوں کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ 350 سکھ بن جاتے ہیں یا کہ پدم بن جاتے ہیں ایک بہت بڑا ہندوستان بن جاتا ہے۔ ہماری Calculation سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ عرض کی کہ اور جنتی بنائیں۔ فرمایا کہ اب ہندوستان تو ختم ہو گئے ہیں میں بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈالتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں، ایک اور ڈال دیا۔ پھر ایک بک اور ڈال دیا۔ پانچ بک ڈال دیئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ سنو کہ جنتی بنانے والی ہستی کون ہے۔ یہ انعام ہے جو کوئی دوسرا دے نہیں سکتا۔ یہ کرم صرف اور صرف نبی پاک صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کر سکتے ہیں۔ اپنے علم اور عمل کو نہ دیکھا اگر جنت لینا چاہتے ہو تو نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بک مبارک کو دیکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کو دیکھو۔
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک بک اور ڈال دیں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں
دوسرے نمبر پر ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس کریں۔ اب
سب جنت میں چلے جائیں گے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بک کی عظمت کو مان جائیں گے وہ ضرور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حضرت سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا
اگہا رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں روک نہیں رہا
ہوں۔ میرا ایمان کو اسی دیتا ہے اور مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ کائنات کی وسعت کو دیکھو اور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بک مبارک کی وسعت کا اندازہ کرو۔ حدیث مبارکہ میں
یوں بھی ہے کہ یہ ساری کائنات میری ہتھیلی پر ایسے ہے کہ جیسے ایک رائی کا دانہ ہو۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذره ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل و غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ساری کائنات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
سمندر میں ایک بلبلہ ہے۔ اور بلبلہ اسی پانی سے بنتا ہے کہ جس میں وہ تیرتا ہے۔ حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ
اے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سنو کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہتے ہیں کہ میرے
ایک بک میں پوری کائنات آجاتی ہے۔ اس شکرانے میں ہم میلاؤ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم منائیں اس کی خوشی کریں۔ اس کا چہ چا کریں۔ ہم پندرہ بیس سال سے یہی باتیں
کر رہے ہیں اور تو ہمیں کوئی بات آتی نہیں ہے۔ اور ہمارے قائدے کی بات بھی
یہی ہے اور تو کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خوشی مناؤ اور چہ چا بھی کرو۔
میں چہ چا کر رہا ہوں اور آپ یہ چہ چا سن رہے ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ جی بار بار وہی
بات ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی بار بار قرآن مجید پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں اور اس میں
بار بار یہی آتا ہے کہ خوشی مناؤ اور چہ چا کرو۔ اس حکم کے تحت ہم خوشی بھی مناتے ہیں
اور چہ چا بھی کرتے ہیں۔ کیا تمہیں یہ سن کر خوشی نہیں ہو رہی ہے کہ آپ جنتی بن گئے
ہیں۔ کیا تمہیں یہ خوشی نہیں ہو رہی ہے کہ آپ اس وقت جنت میں بیٹھے ہوئے
ہیں۔ کیا تمہیں خوشی نہیں ہو رہی ہے کہ آپ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدموں میں بیٹھے ہیں۔ تمہیں جنتی کس نے بنایا ہے۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے کرم نے بنایا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بک مبارک کی عظمت کو
ابھی مان لو گے تو ابھی جنتی بن جاؤ گے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ نہ آج تک کسی نے اس پر فتویٰ لگایا ہے اور نہ لگ سکے گا۔ ایک ہستی ہے کہ جس کا میں اب ذکر کرتا ہوں۔ اس نے اس پر جتنا عمل کیا ہے شاید ہی کسی نے اتنا عمل کیا ہو اور نہ ہی کسی سے اتنا عمل ہوا ہے اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی کر سکتا ہے۔ وہ ہستی حضرت امیر اہم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ جب قربانی کا حکم آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ سنت امیر اہم علیہ السلام ہے فرمایا کہ جو شخص ایک نیک کام کو شروع کرتا ہے نیک کام کی ابتداء کرتا ہے۔ پھر بعد میں آنے والے اس کی تقلید کرتے ہیں جو جتنا ثواب تقلید کرنے والوں کو ملتا ہے اتنا ہی ثواب اس کام کی ابتداء کرنے والے کو ملتا ہے۔ اور تقلید کرنے والے کا ثواب اس کے پاس ہی رہتا ہے۔ حضرت سیدنا امیر اہم علیہ السلام نے ایک قربانی کی ہے اور اس سنت پر عمل کتنا ہو رہا ہے اور کتنا قیامت تک ہوتا رہے گا۔ جتنی بھی قربانیاں آپ کر رہے ہیں اور قیامت تک آنے والے کرتے رہیں گے ان کی قربانی کا ثواب حضرت سیدنا امیر اہم علیہ السلام کو بھی ملتا رہے گا۔ ایک قربانی کرنے کا ثواب اتنا ہے کہ قربانی کے جانور پر جتنے بال ہوتے ہیں اتنی ہی نیکیاں قربانی کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔ ہر سال کتنی قربانیاں ہوتی ہیں ان کا کوئی شمار نہیں ہے ان سب کا ثواب حضرت سیدنا امیر اہم علیہ السلام کو مل رہا ہے۔ جس کے نامہ اعمال میں اتنی قربانوں کا ثواب لکھا جا رہا ہے۔ اور لکھا جاتا رہے گا۔ حضرت امیر اہم علیہ السلام بھی قیامت کے روز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جھولی پھیلا کر کھڑے ہوں

گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں تو میری بخشش ہوگی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

اتنے زیادہ اعمال کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کا سہارا لے رہے ہیں ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ لینے کی کوشش کر رہے اور انشاء اللہ ہمیں دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ ملے گی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد منانے والے سے خوش ہیں فرمایا کہ وہ میرا میلاد منا کر خوش ہو رہا ہے اور میں اس سے خوش ہو رہا ہوں۔ صدیق حسن خان بھوپالی اہل حدیث کے امام ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جس کو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا کر خوشی نہ ہو وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آج ہم محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے ہیں۔ جھنڈیاں لگائی ہیں۔ روشنی کی ہوئی ہے۔ پنڈال کو سجایا ہوا ہے تو آج کے اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو کیا اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو زمین پر نہیں اتارا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ستارے اتارے ہیں ہم نے روشنی کے ققمیے لگا دیئے ہیں۔ ولادت باسعادت کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین جھنڈے لگائے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا بیت اللہ شریف پر لگایا گیا۔ ہم نے آج جھنڈیاں لگائی ہیں کہ سنت حضرت جبرائیل علیہ السلام ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر جھنڈے لگائے ہم نے

جھنڈیاں لگا کر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور سنت پر عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو ہوا ہے وہ بدعت نہیں ہے۔ بلکہ یہ سنت الہی پر عمل ہو رہا ہے۔ اس وقت پنڈال میں بڑا نور چھلایا ہوا ہے دیکھنے والے اہل بصیرت دیکھ رہے ہیں، ولادت باسعادت کہ موقع پر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم اطہر سے اور اس کمرہ ولادت سے اتنا نور نکلا کہ اس بند کمرے میں رہتے ہوئے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شام کے محلات اور بصرہ کی گلیوں کو روشن دیکھ لیا۔ وہ نور کس نے نکالا وہ اللہ تعالیٰ نے نور پیدا فرمایا اور آج اسی نور کے صدقہ میں ہماری محفل روشن ہو رہی ہے۔ جنت سے حوریں تشریف لے آئیں جنتی عورتیں تشریف لے آئیں۔ فرشتے حاضر ہو گئے اور درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام چیزیں جو ولادت باسعادت کے موقعہ پر اس کمرہ میں موجود تھیں وہ آج اس محفل میں بھی موجود ہیں۔ محفل سے نور نکل رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دیکھنے والی آنکھ عطا فرمائے قربان ہوں اس آنکھ پر جو اس نور کو دیکھ رہی ہے۔ مجھے ان لوگوں کی زیارت ہے کہ جنہوں نے محافل میں نور نکلتے دیکھا ہے اور مجھے ان لوگوں کی بھی زیارت ہے جنہوں نے محافل سے خوشبو نکلتے ہوئے سونگھی ہے، ولادت باسعادت کے موقعہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی جماعت لے کر حاضر ہوئے۔ کیا اس محفل میں فرشتے نہیں اترے ہیں مشرق سے آئے ہیں مغرب سے آئے ہیں شمال جنوب سے آئے ہیں پوری محفل کو گھیر لیا ہے۔ اور پہلے آسمان تک پوری جگہ کو گھیر لیا ہے۔ نور بھی ہے خوشبو بھی ہے فرشتے بھی ہیں جنت کی کیاری بھی بنی ہوئی ہے۔ فرشتے ہمیں نظر آئیں یا نہ آئیں حدیث شریف کے مطابق فرشتے آئے ہوئے ہیں۔ ایسے خوش نصیب بھی موجود ہیں جو فرشتوں کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔

محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ گرین و یو کالونی کی گلی نمبر 5 میں صاحبزادہ مشتاق الحسن دامت برکاتہ العالیہ کے پلاٹ میں محفل میلاد ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ وہ سب محفل کی غرض نہیں آئے تھے۔ ان میں کچھ اپنی اپنی غرض لے کر آئے تھے۔ ان سے متعلق کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ کوئی کس غرض سے آیا تھا۔ جو بھی جس غرض سے بھی آیا لیکن وہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا۔ وہاں رحمت کی بارش ہوئی اس رحمت کے صدقہ میں ان کی بھی بخشش ہوگئی۔ اور ان کے پاس بیٹھنے والا بھی شقی نہیں رہتا سعید بن کر گھر جاتا ہے۔ انشاء اللہ ہم سب کی بخشش ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بہاریں بار بار لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محفل میلاد منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ چودہ سو سال سے یہی باتیں ہو رہی ہیں۔ ولادت با سعادت ہوئی تو بت سجدہ میں گر گئے۔ آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ بیت اللہ شریف جھک گیا۔ یہی باتیں آپ بھی اپنے گھر میں اپنی بیوی بچوں کو ساتھ بٹھا کر کر لیں۔ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس میں سے جو کچھ آپ کو یاد رہ جائے وہ آپ واپس اپنے گھروں میں جا کر اپنی بیوی بچوں سے کر لیں۔ حضرت درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر تشریف لے گئے۔ دروازہ پر دستک دی۔ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم

خود شریف لائے یہ میری خوش نصیبی ہے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بلایا ہوتا میں خود حاضر ہو جاتا۔ فرمایا کہ تمہارے گھر میں کون ہے اور تم کیا کام کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ میں اور میرے بیوی بچے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ فرمایا کہ تم کیا کام کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور نہیں کر رہے تھے۔ ہم اکٹھے مل بیٹھ کر صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے۔ اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ اس نے اپنا اتنا اعلیٰ و ارفع نبی عطا فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم دے کر پوچھا کہ سچ بتاؤ کیا واقعی تم یہی باتیں کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم واقعی یہی کچھ کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منا رہے تھے۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں تو سوچا کہ خود آ کر دیکھوں کہ ایسا کیوں ہے۔ فرمایا کہ جو کوئی بھی قیامت تک حضرت عامر انصاری کی طرح عمل کرے گا اس کے گھر کی طرف بھی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ یہ سنت الہی ہے۔ میثاق والی آیت مبارکہ میں بھی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والی دعا میں بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت میں بھی ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواب میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جنتیوں کو بلایا کسی جہنمی کو نہیں بلایا۔ انبیاء علیہم السلام کو بلا کر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔ جنتیوں کو کیوں بلایا۔۔۔ تاکہ یہ سب کو معلوم ہو جائے کہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے ہی صرف جنتی ہیں۔ ایک سوال کرنا

ہوں کہ آپ یہاں محفل میلاد میں پہنچ کر جنتی بنے ہیں یا کہ جب آپ اپنے گھروں سے محفل میں آنے کے لئے نکلے تھے اسی وقت ہی جنتی بن گئے تھے۔ آپ اسلام آباد سے آئے ہیں رحیم یار خان سے آئے ہیں ساہیوال، کوہرانوالہ سے چلے ہیں لیکن کوئی ایسی مجبوری بن گئی ہے۔ کوئی کام بن گیا ہے کہ آپ محفل میں نہیں پہنچ سکے لیکن آپ کی یہ نیت تھی کہ میں نے محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچنا ہے تو آپ کو اپنی اس نیت کی وجہ سے وہی ثواب مل جائے گا جو کہ محفل میں شریک ہونے سے ملتا ہے۔ آپ وہاں بھی جنتی بن جاتے جس طرح کہ محفل میں شریک ہو کر جنتی بنے ہیں یہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ جب واپس اپنے گھروں میں جائیں تو اپنے اہل و عیال کو بٹھا کر یہی باتیں ان کو بتائیں جو آپ سن کر جا رہے ہیں۔ آپ جنتی بن کر جا رہے ہیں گھر پر پہنچتے ہی جو آپ کو دیکھے گا وہ بھی انشاء اللہ جنتی بن جائے گا۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت ویکھن جا

جے کوئی مل پوے بھیا تے توں وی بھیا جا

محفل میلاد میں آنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب گناہ معاف ہو گئے تو پھر گرفتاری کس بنا پر ہوگی۔ جب کوئی محفل میلاد میں آتا ہے تو گناہ لے کر آتا ہے جب محفل میں شریک ہوتا ہے تو اس کی بدیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں اور جب واپس جاتا ہے تو جنتی بن کر جاتا ہے۔ جب کوئی مدینہ شریف کی حاضری کے لئے جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم میں آنے اور اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔
 میلاد کی خوشی منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی محفل کے آغاز میں نعت خوانی ہوئی
 ہے اس کے لئے ہم پر بڑا اعتراض بنتا ہے کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ یہ بدعت ہے۔
 اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت جہنم میں لے جائے گی۔ حضرت حسان بن
 ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ایک نعت عطا ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمائیں تو میں
 عرض کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ممبر شریف کو باہر صحن میں رکھا
 جائے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوپر ممبر شریف پر بٹھایا۔ خود
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف فرما ہوئے۔ نہایت انکساری کے ساتھ
 حوصلہ افزائی کے لئے تشریف فرما ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اور دوسرے عشرہ مبشرہ بھی تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم
 بھی تشریف فرما ہیں اور یہ بتایا جا رہا ہے۔ کہ جس ممبر پر تو حید بیان ہو سکتی ہے اسی
 ممبر پر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 زیادہ حسین کسی ماں نے کوئی جنا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی بتایا ہے کہ جس طرح سے آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی۔ ہم نعت شریف پڑھتے ہیں تو سنت حسان پر عمل
 کرتے ہیں اور جب ہم نعت شریف سنتے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر
 عمل کرتے ہیں۔ نعت شریف پڑھنے والے سرور صاحب، ذوق صاحب، رضوی

صاحب اور دوسرے ان کے ساتھی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے والے بن گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت شریف سنی ہے تو ہم نے بھی نعت شریف سنی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی آپ نے خوش ہو کر نعت خوان کو پیسے دیئے ہیں یہ بھی سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی عمل ہوا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف کی رات ایک چادر عطا ہوئی وہ چادر مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوڑھ لی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کالی کملی بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ چادر اس ہستی کو عطا فرما دینا جو اس کا استعمال جانتا ہو اور ساتھ ہی اس کے استعمال سے متعلق بھی بتا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو وہ چادر عطا فرمائی اور پوچھا کہ اس چادر کو کس طرح استعمال کرو گے، صحابی نے جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس چادر مبارک کا یہ استعمال نہیں فرمایا ہے۔ دوسرے صحابی کو چادر مبارک عطا فرما کر پوچھا کہ اس کا استعمال کیا کرو گے اس نے بھی عرض کر دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں یہ اس چادر کا استعمال نہیں ہے۔ ہوتے ہوتے آخر پر وہ چادر مبارک حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوئی اور ان سے بھی پوچھا گیا کہ آپ اس چادر کا کیا استعمال کریں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہوں پر دے دوں گا یہ بھی انعام ہے۔ اللہ کرے کہ ہم بھی اس کالی کملی کے نیچے آجائیں۔ ہم جس شہر میں رہتے ہیں یہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا

محمد سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسکن ہے ہم ان کے کرم کے سایہ میں بیٹھے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خوش نہ ہو وہ مومن ہی نہیں ہے۔ جو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خوش ہو جائے وہ مومن ہے۔ آپ یہ سن کر خوش ہوئے ہیں کہ نہیں۔ جی بہت خوش ہوئے ہیں اب اس خوش ہونے کی فضیلت سنو۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر فرمائی تو ایک آدمی کو بہت مزہ آیا وہ خوش ہو گیا اسے وہ تقریر بہت اچھی لگی۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ وصال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور پوچھا کہ تم ذوالنون مصری وہی ہو جو لوگوں کو کچھ اور عمل کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور خود کچھ اور عمل کرتے تھے۔ عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ فرمایا کہ میں تمہیں معاف کرنا ہوں کہ تیری تقریر سے میرے ایک بندے کو مزہ آ گیا تھا۔ اس مزہ آنے کی وجہ سے میں نے اسے بھی بخش دیا اور اس کی بخشش کی وجہ سے میں تمہیں بھی بخشتا ہوں اور تم دونوں کی وجہ سے میں اس محفل کے تمام شرکاء کو بھی بخش دیتا ہوں۔ یہاں تم سارے ہی خوش ہوئے ہو وہاں تو صرف ایک آدمی خوش ہو گیا تھا۔ وہاں ایک آدمی کی وجہ سے ساری محفل بخشی گئی۔ یہاں تو سارے خوش ہو گئے ہیں پھر اس محفل کی بخشش کا کیا کہنا۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خوش ہونا ایمان کی نشانی ہے تمہارے مومن ہونے کی نشانی ہے۔ یہی حضرت محدث اعظم مولانا محمد سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ ہماری باتیں سب پرانی ہیں لیکن انعام نیا ہے۔ یہ بھی کرم ہے ہر بار باتیں پرانی ہوں گی لیکن ہر بار انعام نیا ہی ملے گا۔ یہ کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ محفل میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق

عطا فرمائے لیکن توفیق بھی وہ خود ہی عطا فرماتے ہیں۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

بڑی مہربانی فرمائی کہ علماء کرام بھی تشریف لائے اور ہماری محفل کو رونق بخشی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو علماء حق ہیں سچی بات کرتے ہیں علم رکھتے ہیں ان کی زیارت کو یا ایسے ہی ہے کہ جس طرح سے مجھے دیکھ لیا۔ ان سے مصافحہ کرنا کو یا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کرنا ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا کو یا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ علماء حق علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں جب تک کوئی بندہ اس علم کی وجہ سے عالم کا ادب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس بندے کے گناہ لکھنا بند کر دو۔ علماء کرام ہیں۔ اولیاء اللہ ہیں۔ سادات ہیں یہ بڑے کرم والے ہوتے ہیں۔ ایک بندے کے خواہ اسنے گناہ ہوں کہ جتنے سارے بندوں کے گناہ ہوں گے تو حدیث شریف بیان کرتی ہے کہ جب وہ کسی سید زادے کا ہاتھ ادب سے چوم لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اک دیدار مرشد دا باہو میتوں لکھ کڑوڑاں جہاں ہو

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم بے عمل ہیں لیکن عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر ہمارے دل خوش ہو جاتے ہیں۔ ہم غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ امتی کے معنی ہی غلام کے ہوتے ہیں۔ سورۃ فتح کی دوسری آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ

الصلوة والسلام میں نے تمہیں فتح مبین عطا فرمائی تیرے وسیلہ اور تیری نسبت کی وجہ سے تیرے پہلے جو غلام ہو گزرے ہیں اور جو تیرے غلام بعد میں آئیں گے میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ آپ غلام بننے کی کوشش کرو۔ برابری کی کوشش نہ کرو کہہ چکا ہوں۔ وہ بھی میں بھی ان جیسا ہوں۔ یا یہ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہم جیسے ہی ہیں۔ وہ بھی بشر ہیں۔ وہ کسی کے بیٹے ہیں اور ان کی بھی اولاد ہے۔ وہ مر گئے ہیں مٹی ہو گئے ہیں یہ اپنے آپ کو مٹی میں ملانے والی بات ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ وہ شاہد ہیں۔ شاہد وہ ہوتا ہے جو موقعہ کا کواہ ہوتا ہے جس طرح سے میں کو اسی دیتا ہوں کہ صاحبزادہ محمد مشتاق الحسن دامت برکاتہ العالیہ میرے پاس بٹھا ہوا ہے اسی طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کواہ ہیں شاہد ہیں اور ہم میں سے ہر ایک ان کی نظر میں ہے یہ مان جاؤ تو بات بن جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نورمان جاؤ تو اور بھی زیادہ بات بن جائے گی علم غیب والے مان لو گے تو اور بھی زیادہ بات بن جائے گی۔ حاضر ناظر مان جاؤ شفیع مان جاؤ تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ جب تک شفیع نہیں مانو گے کوئی بات نہیں بنے گی۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر یہ نہ مانیں گے اگر قیامت کو مان گیا

وما علینا الا البلاغ المبین
خطاب چوتھی سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

برکات صحبت صالحین

بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَالسَّلَامُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى خُصُوصًا عَلَى
سَيِّدِ الْوَرَى صَاحِبِ قَابِ قَوْسَيْنِ أَوَّاذْنِي بِدْرِ اللُّجِّ شَمْسِ الصُّخْرِ
نُورِ الْهَلٰى مُحَمَّدِ الْمُجَبِّىِّ الَّذِى كَانَ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الطِّينِ وَالْمَاءِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِى الْمَرَجَاتِ الْعُلَى

خدا در انتظار حمد مانیت	محمد ﷺ چشم درو ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ پس	محمد ﷺ حامد حمد خدا پس
محمد ﷺ از تو ہے خواہم خدا	خدا یا از تو عشق مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں اشرف المخلوقات بنا کر
اپنے محبوب علیہ السلام کے امتی ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ کسی حمد کرنے والے کی حمد
اس کی ذات بلند کی بارگاہ تک نہیں پہنچتی۔ بلکہ اس کی عزت و جلال کے پردوں سے
پرے ہی پرے رہ جاتی ہے۔ اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ فرمائی ہے۔ اور
اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے۔ وہ ذات پاک آپ ہی حلد اور آپ ہی محمود ہے۔ تمام
مخلوقات حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیونکہ جو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں۔ جو قیامت کے دن لواء الحمد کے اٹھانے والے
ہیں۔ جس کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور میں تمام مخلوقات میں سے افضل و اکمل اور مرتبہ

میں سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن و جمال و کمال کے جامع ہیں۔ ان کا قدر سب سے بلند اور ان کی شان و شرف سب سے عظیم۔ ان کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور اس کی ملت سب سے زیادہ راست اور درست ہے حسب میں سب سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے شریف۔ اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ جب کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ یعنی پیدا نہ ہوئے تھے۔ قیامت کے دم وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے حق میں یوں فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن ہم ہی پیچھے چلنے والے ہیں اور ہم ہی آگے جانے والے ہیں میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔ اور میں ہی اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاتم النبیین ہوں۔ لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ جب قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے اول میں ہی نکلوں گا۔ اور جب وہ گروہا گروہ جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہی ہوں گا۔ اور جب وہ خاموش کئے جائیں گے تو ان کی طرف سے خطیب اور کلام کرنے والا میں ہی ہوں گا۔ اور جب وہ بند کئے جائیں گے تو ان کی شفاعت میں ہی کروں گا۔ جب وہ رحمت اور کرامت سے ناامید ہوں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری دوں گا۔ اس دن تمام کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی۔ ان پر اور ان کے تمام بھائی نبیوں اور مرسلوں اور ملائکہ مقررین اور تمام اہل اطاعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ والسلام تحیۃ و برکت نازل ہو۔ جو ان کی شان بلند کے لائق ہے، جس قدر کہ ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں۔ اور غافل اس

کے ذکر سے غافل رہیں۔“ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں:-

خیر الوریٰ امام رسل منظر اتم	اور خداداد ہرچہ جزا مستحسلی ازو
اوجانِ جملہ عالم و حق جانِ جاں شمار	حق ما بغیر واسطہ ذات او مجو
حق در ازل برآمد آئینہ وجود	آئینہ معقیقش آؤرد زو برو
آئینہ را مقابل آئینہ چوں نہند	انجا لطیفہ است اگر لعلجوی نگو
از ازل آنچہ در دوم افتد بود بعکس	گر دو دورست باز ازیں چوں فتدورو
نقش وجود راست نشیند بایں طریق	بناس ایں دقیقہ مزین دم بکفتگو

مطلب یہ کہ!

آپ دو جہان کے بزرگ، رسولوں کے امام اور خدا تعالیٰ کی صفات کے منظر کمال ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہیں۔ اور تمام جہان آپ کے نور سے روشن ہے۔ آپ تمام عالم کی جان ہیں۔ اور حق تعالیٰ کو یا جان کی جان ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ کی تلاش آپ کی ذات اقدس کے وسیلے کے بغیر نہ کرنی چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ نے عالم ازل میں اپنے آئینہ وجود کے روبرو حقیقت محمدیہ کا آئینہ کیا۔ اور جس طرح ایک آئینے کے سامنے دوسرا آئینہ رکھے سے اس کا پورا عکس دوسرے آئینے میں ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح صفات الہی کا عکس آئینہ حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ظاہر ہو گیا۔ جس کی حقیقت اور تفصیل بیان کرنے کی مجال نہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد و نعت کے بعد جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمال خداوندی کا آئینہ ہیں۔ تو جان لینا چاہئے کہ حضرات اولیائے کرام جمال مصطفائی کا آئینہ اور نجات دارین کا سفینہ

ہیں کیونکہ خاتم النبیین حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں آپ کے جانشین ہیں۔ اور آفتاب نبوت سراج منیر کے انوار و فیوض سے منور ہو کر اس کی تبعیت میں جہان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

ہر کس کمال اولیاء را شناخت این نعمتے لئے بہار شناخت
پس شکر طفت و حب ایثار نگزید میداں یقین کہ او خدا را شناخت
جس آدمی نے اولیاء اللہ کے کمالات کو نہ پہچانا۔ اور خدا تعالیٰ کی اس بے بہا نعمت کی قدر نہ کی اور ان کی محبت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کیا تو یقین جانئے کہ اس نے خدا تعالیٰ ہی کی شناخت نہ کی۔

پس اولیاء اللہ کی محبت اور ہم نشینی افضل ترین عبادت اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب کا وسیلہ ہے۔ کیونکہ سو سال تک خود بخود عبادت اور ریاضت کرنے سے وہ خیر اور برکت حاصل نہیں ہوتی۔ جو مرد کامل کی ایک پل کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ تنہا علم کا رگر نہیں ہوتا تنہا صحبت کا رگر ہوتی ہے۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا۔ کہ آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم یعنی صلحاء سے محبت رکھتا ہو۔ اور ان کے علم عمل کو نہ پہنچا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

”مولانا عبدالرحمن جامی تحفۃ الانس میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک آدمی اپنی گناہ گاری کی وجہ سے نجات سے مایوس ہو جائے گا۔ اس کو نہایت غمگین اور درماندہ دیکھ کر مولا کریم ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے بندے تو فلاں

محلے میں فلاں بزرگ کو جانتا ہے اور فلاں محلہ میں فلاں عارف کو پہچانتا ہے۔ عرض کرے گا باری تعالیٰ ہاں جانتا اور پہچانتا ہوں۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے بندے میں نے اپنے فضل سے اس عارف کے طفیل تجھے بخش دیا۔ پس جب صلحا کی شناخت ہی مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ تو پھر ان کی محبت، اطاعت اور نیک سیرت کا اختیار کرنا اور ان سے مہر و محبت سے پیش آنا کتنے درجات کا باعث ہوگا۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو خدا تعالیٰ سے دوستی اختیار نہیں کر سکتا۔ تو اس کے دوستوں سے دوستی اختیار کر۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے دوستوں کی دوستی بھی اسی کی دوستی ہے۔

فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ بندے سے کہے گا کہ اے آدم کے بیٹے! تو نے دنیا میں زہد اپنی عزت نفس کے واسطے اختیار کیا تھا۔ کیا تو نے میرے لئے کسی سے دشمنی اور کسی سے دوستی بھی کی تھی۔

اس لئے بندہ خطا کار امید دار رحمت پروردگار عاجز محمد علم الدین بن میاں خیر الدین صاحب قادری عطاء اللہ عنہما نے کتاب برکات صحبت صالحین جو اولیاء اللہ کے فضائل محبت اور صحبت کے فیوض و برکات پر مشتمل ہے تالیف کی تا کہ خدا تعالیٰ کے مقبول اور برگزیدہ بندوں کے ذکر خیر اور الفت کی وجہ سے اس ناجیز کی عاقبت بخیر اور اللہ تعالیٰ کے رستے کے سالکوں اور حق تعالیٰ کے طالبوں کیلئے سامان خوشنودی و راحت ہو۔

غرض نقشے است کہ از مایا ماند کہ ہستی رائے نیم بجائے
مگر صاحب دے روزے رحمت کند در حق ایں مسکین دعائے
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ الْيَقِيْنِ
بِالصَّالِحِيْنَ وَ اجْعَلْ لِي لِسَانَ صَلِقٍ فِي الْآخِرِيْنَ وَ صَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی
رَسُوْلٍ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَ اصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
أَمَّا بَعْدُ

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔
(پارہ نمبر 11 سورت نمبر 9 آیت 119) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ تعالیٰ
سے ڈرو۔ اور صادقین یعنی اولیاء اللہ کے سچے گروہ کے ساتھ رہو۔ کیونکہ ان کی دوستی
اور محبت دین و دنیا میں برکات اور نجات کا سبب ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔ ۔
یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگ خارہ مر مر شوی چوں بصاحب دل رسی کو ہر شوی
صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند
سایہ یزداں بود مرد خدا مردہ این عالم دزدہ آں خدا
دامن او گیر زور اے یگماں تارسی از آفتِ آخر زماں
اولیاء اللہ کی ایک پٹا کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے افضل
ہے۔ اگر تو سنگ خارہ یعنی ناجیز پتھر ہے تو اولیاء اللہ اور صالحین کے فیض صحبت سے
سنگ مر مر بن جائے گا۔ بلکہ صاحب دل کی صحبت کی برکت سے گراں بہا موتی بن
جائے گا نیک کی صحبت تجھے نیک اور بد کی صحبت تجھے بد بنا دے گی۔ اللہ تعالیٰ کا
ولی خدا تعالیٰ کے لطف و کرم کا سایہ ہوتا ہے۔ یہ جہان فانی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی
ذات باقی ہے۔ مطلب یہ کہ ولی اللہ کے فیض صحبت سے تو بھی خدا تعالیٰ کا مقبول
ہو جائے گا۔ اور تجھے ابدی زندگی نصیب ہو جائے گی۔ اس لئے تو ولی اللہ کا دامن
رحمت جلدی سے تھام لے۔ تاکہ اس کی متابعت کی برکت سے تجھے آخرت کے

عذاب سے نجات حاصل ہو جائے۔

محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں:-
اَصْحَبَ اَرْبَابَ الْقُلُوبِ حَتَّى تَصِيرَ لَكَ قَلْبٌ لَا بُلْكَ مِنْ شَيْخٍ حَكِيمٍ
عَامِلٍ بِحُكْمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَهْتَبُكَ وَيُعَلِّمُكَ وَيُنصِّحُكَ۔ (شیخ اربابی ص ۱۵۸)
یعنی اہل دل کی صحبت اختیار کرنا کہ تو بھی صاحب دل ہو جائے۔ تیرے
لئے ایک ایسے شیخ کی ضرورت ہے۔ جو سمجھدار اور حکم خداوندی کی تعمیل کرنے والا ہو۔
نا کہ تجھے مہذب بنائے۔ علم پڑھائے۔ اور نصیحت کرے۔

از سینہ محو کن ہمہ نام و نشان غیر لا کے کہ میدہد از دے نشان ترا
اپنے دل سے خدا تعالیٰ کے سوا غیر کا نام و نشان مٹا دے۔ مگر سوائے اس
کے جو تجھے اس کی معرفت کا رستہ بتائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدَاوَةِ وَالْعِشْيِ يُرِيْلُونَ وَجْهَهُ۔ (پارہ نمبر ۱۵ سورت کہف آیت نمبر ۲۸)
اے محبوب کریم! جو لوگ صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ اپنے نفس کو
ان کے ساتھ رو کے رکھ۔ یعنی ان کی صحبت اختیار کر۔ کیونکہ انسان کی پیدائش کی غرض و
عامت محض عبادت الہی ہے۔ جیسا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ
(پارہ نمبر ۲۷ سورت الذاریات آیت نمبر ۵۶) کے فرمان باری سے ثابت ہے۔ یعنی
ہم نے جن اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور مقربین بارگاہ الہی کی
صحبت اور جمال و احوال کے مشاہدے سے انسان کے دل میں نورِ عرفان اور
خدا تعالیٰ کی عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

زندگی آمد بمائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی
 ایں جہان و آں جہاں قانی شود غیر یادش جملہ نادانی بود
 یاد او سرمایہ ایمان بود ہر گدا یاد او سلطان بود
 یاد او اگر موتیں جانت بود ہر دو عالم زیر فرمانت بود
 انسان کو زندگی محض خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے عطا ہوئی ہے۔ کیونکہ اس
 کی عبادت کے بغیر زندگی سراسر شرمندگی ہے۔ یہ زندگی اور یہ جہان قانی ہے۔ اس
 لئے اس کی یاد سے غافل رہنا نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد ایمان کا سرمایہ ہے۔ ہر گدا
 اور مسکین اس کی یاد سے بادشاہ بن جاتا ہے۔ اگر اس کی یاد تیری جان کی رفیق بن
 جائے تو دونوں جہان تیرے فرمانبردار ہو جائیں۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ نے اپنے تابعدار بندوں کی صحبت اختیار کرنے کا اس
 لئے حکم فرمایا تا کہ ان کی ہم نشینی اور فیض صحبت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب
 حاصل ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو ہمیشہ عبادت اور ذکر الہی میں مشغول
 رہنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے قرب روحانی حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ حدیث قدسی انا مع عبیدی اذا ذکرنی و تحوگت بی شفتہ۔
 (بخاری) سے ثابت ہے۔ یعنی میرا بندہ جب مجھے دل اور زبان سے یاد کرتا ہے تو
 میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ یعنی اس کی مدد کرتا ہوں۔ نیکی کی توفیق دیتا ہوں۔ اور
 اس پر اپنی رحمت اور رعایت فرماتا ہوں۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشید در حضور اولیاء
 از حضور اولیاء گریگلی تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کلی
 نور حق ظاہر بود اندر ولی نیک میں باشی اگر اہل ولی

جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی اور قرب حاصل کرنا چاہے۔ وہ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ جو تو اولیاء اللہ کی صحبت ترک کر دے گا۔ تو تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ تو ناقص ہے کامل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولی میں خدا تعالیٰ کا نور جلوہ گر ہوتا ہے۔ اگر تو اہل دل ہے۔ تو بنظر عقیدت ملاحظہ کر لے۔

قطب العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

یقین بدائے کہ تو با حق نسیہ شب و روز چوں ہمنشین تو باشد خیال نام خدا وصال حق طلبی ہمنشین نامش باش ہمیں وصال خدا را بیاد نام خدا یقین رکھ! کہ رات دن تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب روحانی حاصل ہے۔ جب کہ اس کا ذکر خیر تیرا ہم نشین ہے۔

اے عزیز! اگر تو اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے۔ تو اس کے نام مبارک کا ہم نشین رہ۔ یعنی خدا تعالیٰ کی یاد کثرت سے کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر خیر سے تجھے اس کا قرب روحانی حاصل ہو جائے گا۔ "مروی ہے۔ کہ ایک دفعہ رابعہ بھری موسم بہار میں گوشہ نشین تھیں۔ اور بابر تشریف نہیں لاتی تھیں۔ آپ کی خادمہ نے عرض کیا۔ اے سیدہ! بابر تشریف لائیں۔ اور قدرت حق کے آثار دیکھیں۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ تو خود اندر آتا کہ صانع حقیقی کو ہی دیکھے میرا شغل صانع کا مشاہدہ ہے۔ نہ کہ صنعت کا۔ (تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار)

حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ باوجود اتنے علم و فضل ہونے کے حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہتے تھے۔ اور آپ کے بہت معتقد تھے۔ ایک بار امام صاحب کے شاگردوں نے آپ سے کہا۔ کہ آپ خود عالم محدث اور مجتہد ہیں۔ اور ہر

علم میں آپ کو وہ دستگاہ حاصل ہے۔ جو کسی دوسرے کو نہیں۔ پھر آپ ایک دیوانے کے پیچھے پیچھے کیوں پھرتے ہیں۔ یہ بات آپ کی شان کے لائق نہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ تم سچ کہتے ہو۔ جن علموں کے تم نے نام لئے ہیں۔ میں ان کو ان سے بہتر جانتا ہوں۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پس امام احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیچھے پیچھے پھرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ ”حَلَّيْنِي عَنْ رَبِّي“۔ مجھے میرے خدا تعالیٰ کی باتیں بتائیے۔ (تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم باب العلم میں لکھتے ہیں۔ کہ پہلے زمانے میں پرہیزگار علمائے ظاہر، علمائے باطن اور صاحبِ دل لوگوں کی بزرگی اور فضیلت کے قائل تھے۔ مثلاً امام شافعی رضی اللہ عنہ شیبان چرواہے کے سامنے ایسے ادب سے بیٹھتے۔ جیسے لڑکا مکتب میں استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔ اور ان سے پوچھتے۔ کہ فلاں فلاں امر میں ہم کیا کریں۔ لوگ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کہتے۔ کہ آپ جیسا شخص ایک جنگلی آدمی سے پوچھتا ہے۔ آپ فرماتے۔ جو تم نے سیکھا ہے۔ اس کی اس شخص کو توفیق ملی ہے۔ اور امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ۔ معروف کرنی کے پاس آیا جلیا کرتے تھے۔ حالانکہ علم ظاہر میں وہ ان دونوں کے پلے کے نہ تھے۔ اور ان دونوں سے پوچھا کرتے تھے۔ کہ ہم کیسے کریں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پوچھا گیا۔ کہ جب ہم کو ایسا امر درپیش ہو۔ کہ اس کو قرآن اور حدیث سے نہ پاویں۔ تو کس طرح کریں آپؐ نے فرمایا۔ نیک بختوں کے سوال کرو۔ اور ان کے مشورے پر منحصر کرو۔ (طبرانی بروایت ابن عباسؓ)

اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔ کہ علمائے ظاہر زمین اور ملک کی زینت ہیں۔ اور علمائے باطن آسمان اور ملکوت کی۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے

ایک روز میرے مرشد حضرت سری سقطی ولی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ جب تم میرے پاس سے اٹھتے ہو۔ کس کے پاس بیٹھتے ہو۔ میں نے کہا۔ حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فرمایا کہ بہتر۔ ”ان کا علم اور ادب اختیار کرنا“۔ اور کیا اچھا کہا گیا ہے کہ ۔

زاہل مدرسہ اسرار معرفت میرس کہ نکتہ داں نشو و کرم گر کتاب خورد
مدرسہ والوں سے معرفت الہی کے بھید نہ پوچھ۔ کیونکہ کاغذ کا کیرا اگر کتاب
کھالے تو عالم نہیں بن جاتا۔ اقبال کہتے ہیں۔ ۔

گلا تو کھنٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ
حدیث دل کسی درویش بے گلیم سے پوچھ خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ
یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسمعیل کو آدابِ فرزند
پھر کہتے ہیں اللہ والوں کے پاس جاؤ۔ کیونکہ ان کے پاس جانے سے خدا
تعالیٰ کی معرفت اور دونوں جہان کی سعادتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ۔

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرانا زینوں میں
جلا سکتی ہے شمعِ مردہ کو موجِ نفس ان کی الہی کیا رکھا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا درِ دل کی ہے تو کر خدمتِ فقیروں کی نہیں ملتا یہ کوہِ بادشاہوں کے خزانوں میں
نہ پوچھاں خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو پد بیضائے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہِ ناز سا جس کے نگارے کو وہ رونقِ انجمن کی ہے انہیں خلوتِ گزینوں میں
کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو یہ وہ ہے جسے رکھتے ہیں نازک آگینوں میں
سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق بھلا اے دل حسین کوئی بھی ہے ایسا حسینوں میں
اولیاء اللہ کے دل انوارِ الہی کی تجلی گاہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث قدسی اس کی

تائید کرتی ہے لَا يَسْغِيَنَّ أَرْضِيَّ وَلَا سَمَائِيَّ وَلَكِنْ يَسْغِيَنَّ عَبْدَ الْمُؤْمِنِ۔
 (مظاہر الحق مشکوٰۃ باب فضائل الفقراء) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری گنجائش نہ میری
 زمین رکھتی ہے، نہ میرا آسمان! لیکن مری مومن کے دل میں میری گنجائش ہو سکتی ہے،
 عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کا اس طرز ترجمہ کیا ہے۔

گفت پیغمبرؐ کہ حق فرمودہ است من نہ گنجم بچ در بالا و پست
 درد دل مومن بگنجم اے عجب در مرا جوئی در آں دلہا طلب
 تو دل آں آلودہ را پداشتی لا جرم از اہل دل برداشتی
 آں دے کہ از آسمان ہا ہر تراست آں دے ابدال یا پیغمبر است
 حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے میں زمین و آسمان
 میں نہیں سما سکتا لیکن مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔ اگر میری معرفت حاصل کرنا
 چاہے ہو۔ تو اہل دل حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر کرو۔ اے نادان! تو اس
 گوشت کے لوتھڑے کو ہی دل سمجھتا ہے۔ اسی لئے اہل دل بزرگوں سے نفرت کرنا
 ہے۔ یا رکھا وہ دل جو آسمان اور زمین سے برتر ہے۔ وہ حضرت انبیاء علیہم السلام یا
 اولیاء اللہ کا دل ہے۔

اور فرمایا: وَلَا تَطْرُقُوا السُّبُلَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَنَاوَةِ وَالْعِشْيَةِ
 يُسْرِلُونَ وَجْهَهُ (پ: ۷، اس انعام آیت نمبر ۵۲) اے محبوب! اور ان لوگوں کو اپنی
 مجلس مبارکہ سے نہ نکال جو اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور اس کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ صبح اور
 شام اس دعا اور ذکر سے رضائے الہی طلب کرتے ہیں۔

شیخ ابو یعقوب نہر جوڑی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ مرید کی حفت

کیا ہے۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ يَلْعَنُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
يُؤْمِنُونَ وَجْهَةً۔ یعنی جو لوگ اپنے رب تعالیٰ کا صبح اور شام ذکر کرتے ہیں اور اس
سے رضائے الہی طلب کرتے ہیں۔ (تفسیر حسینی)

اس آئیہ شریفہ میں ذاکرین اور صالحین کی محبت اختیار کئے رہنے کا حکم
فرمایا۔ اور ان کی محبت ترک کرنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ ان کے اعمال خالصاً توبہ
اللہ ہوتے ہیں۔ اور یہاں کاری ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔

جس کا عمل ہے بے ریا اس کی جزا کچھ اور ہے۔ حورو خیام سے گذر بادہ و جام سے گذر
تیرا امام بے سرور تیری نماز بے حضور۔ ایسے امام سے گذر ایسی نماز سے گذر
پھر صالحین اور نیکو کاروں کی بے غرض اور خالصاً توبہ اللہ دوستی اور محبت کے
فوائد و برکات یوں ارشاد فرمائے: اَلَا خِلَاءٌ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا
الْمُتَّقِينَ (آیت ۴۷، پ ۲۵، زخرف) قیامت کے دن کفر اور معصیت کے دوست
بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ مگر پرہیزگار لوگ وہاں بھی اسی طرح ایک
دوسرے کے دوست اور ہمدرد رہیں گے۔ جس طرح دنیا میں تھے۔ پرہیزگار لوگوں
سے ان کی دلجوئی اور تسلی کے لئے کہا جائے گا۔

يُعْبَادُ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُونَ (پ ۲۵، زخرف آیت ۶۸)
اے میرے بندو! آج کے دن نہ تم کو کوئی خوف ہے اور نہ تم رنج کرو گے۔ تفسیر حسینی
میں لکھا ہے۔ کہ اس دن کافر کہ جن کی دوستی کفر اور معصیت پر اعانت کے واسطے
تھی۔ آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ بلکہ يَلْعَنُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا کے ارشاد باری
کے مطابق ایک دوسرے پر لعنت کرے گے۔ لیکن مومن اور پرہیزگار کہ جن کی محبت

اور دوستی ایک دوسرے سے خدا تعالیٰ کی رضا اور اطاعت کے واسطے تھی۔ اس دن بھی دوست رہیں گے اور ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ تاویلات کاشی میں مذکور ہے کہ دوستی چار قسم کی ہوتی ہے۔ اول دوستی حقیقی کہ محبت روحانی ہے۔ اور وہ روحوں کے تناسب اور تعارف کے سبب سے مستند ہے۔ جیسے انبیاء اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، شہدا رحمۃ اللہ علیہ، اصفیاء کی ایک دوسرے سے محبت ہوتی ہے۔

دوسری محبت قلبی: اس کی اسناد و اوصاف کاملہ اور اخلاق فاصلہ کے تناسب کے سبب سے ہے۔ جیسے صالحین اور ابرار لوگوں کی ایک دوسرے سے محبت ہوتی ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ امتوں کی محبت اور پیروں کے ساتھ مریدوں کی محبت اور ارادت ہوتی ہے۔ اس قسم کی دونوں محبتوں میں دین اور دنیا میں کوئی تخل نہیں آتا۔ اور ان دونوں محبتوں سے ظاہری اور باطنی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

تیسری محبت عقلی: کہ دنیا مصلحتیں آسان ہوئے کے واسطے تھی۔ جیسے تاجروں اور خادموں کی محبت۔

چوتھی محبت نفسانی: جو خسی خواہشوں اور نفسانی لذتوں کے سبب سے تھی، چونکہ قیامت کے دن ان دونوں قسم کی محبتوں کے اسباب قانی اور زائل ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ دونوں محبتیں بھی قانی اور زائل ہو جائیں گی۔ بلکہ جب ایک دوسرے سے تمنا اور غرض حاصل نہ ہوگی۔ تو وہ دوستی دشمنی کے ساتھ مل جائے گی۔

تفسیر حقانی میں آیت **قَالُمَا بَرَاتِ اَمْرًا** (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ النازعات آیت نمبر ۵) کی شرح میں لکھا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کی ارواح طیبات اور ان میں سے بعض عالم علوی کے مدبر امور بھی ہیں۔ چنانچہ

احادیث صحیفہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہارے آگے جاتا ہوں۔ کہ تمہارے لئے تیاریاں کروں۔ اور اسی طرح سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس عالم میں ارواح مومنین کے مرنی اور مدبر امور ہیں۔ بلکہ جو لوگ ایمان اور اعمال میں صالحہ سے منور ہو کر اس جہان میں جاتے ہیں، وہ اپنے ان آنے والے عزیزوں اور دوستوں کے لئے جنت میں تیاریاں کیا کرتے ہیں۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ارواح طیبات گروہ ملائکہ میں مل جاتی ہیں۔ پھر ملائکہ کی طرح وہ بھی تدبیر عالم سفلی میں مصروف ہوتی ہیں۔ دیکھئے صالحین اور نیکو کار لوگوں کی دوستی اور محبت کتنی بابرکت ہے۔ کہ وہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کے لئے جنت کی آرائش فرماتے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ہیچوں بلبل دوستی گل گزریں تا شوی باخزمین گل ہم نشیں
زاغ چوں مردار راشد ہم نفس یار او مردار خواہد بود و بس
اے عزیز! بلبل کی طرح پھولوں کی دوستی اختیار کرنا کہ پھولوں کا کنارہ کے پاس تیرا مقام ہو کو چونکہ مردار کے ساتھ الفت اور محبت رکھتا ہے اس لئے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اس کا انجام مردار کے ساتھ ہوتا ہے

اصحاب کبف کا کتاب صالحین کی محبت اور فیض محبت سے اس مرتبے کو پہنچا کہ خداوند عالم نے ان کے ذکر خیر کے وقت اسے بھی یادآوری کا شرف بخشا۔ اور ارشاد فرمایا۔ وَيَقُولُونَ سُبْحَةً وَتَا مِنْهُمْ كَلْبُهُمْ (پارہ ۱۵ سورۃ کبف آیت نمبر ۲۲) اور کہیں گے سات ہیں۔ اور آتھواں ان کا کتاب ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

سبک اصحاب کبف روزے چند بچے نیکاں گرفت مردم شد
پیر نوح با بدایا نبشت خاندان نبوتش گم شد
یعنی اصحاب کبف کے کتے نے چند دن نیکیوں کی صحبت اختیار کی تو وہ ان
کے فیض صحبت سے انسان بن گیا۔ برخلاف اس کے جب حضرت نوح علیہ السلام ک
ایٹا بدوں کے پاس بیٹھا تو اپنی ثابت اعمال سے خاندان نبوت کا اہل ہونے کے
عالی درجے سے محروم رہا۔

قرآن حکیم شاہد ہے کہ صحبت صالحین سے صرف ادنیٰ کو ہی اعلیٰ سے فیض
حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ کاملوں کی بھی راہنمائی ہوتی ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے جانے کا ارشاد ہوا اور آپ نے ان
کے پاس جا کر فیض صحبت حاصل کرنے کی التجا فرمائی۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے
فرمایا آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے۔ اور میرے معاملات میں صبر نہ فرمائیں گے۔
کیونکہ مولا کریم نے جو علم مجھے عطا فرمایا ہے وہ آپ کو نہیں دیا۔ اور جس بات کا آپ کو
علم عطا نہیں فرمایا اس پر صبر کرنا مشکل ہے۔ الغرض حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو اس شرط پر اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی کہ آپ ان کی کسی
بات پر اعتراض نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ ان کے ساتھ ہو لئے۔ اور جب
حضرت خضر علیہ السلام نے دریا کو عبور کرنے کے وقت پہلے تو یتیم بچوں کی کشتی توڑ
دی۔ اور پھر ایک خوبصورت کھیلنے والے بچے کو مار ڈالا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ رہ
سکے۔ اور قان کے اس فعل پر اعتراض فرما دیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو شرط
یاد دلائی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کی اور فرمایا۔ کہ اگر اس کے بعد میں

آپ سے کسی بات کے متعلق سوال کروں تو مجھے اپنی صحبت سے علیحدہ فرمادینا۔ اور جب تیسری دفعہ حضرت خضر علیہ السلام نے بلا مزدوری صالحین والدین کے یتیم بچوں کی گری ہوئی دیوار بنا کر ان کا آبائی خزانہ چھپا دیا۔ تو آپ نے پھر اعتراض فرمایا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام نے ہذا اَفِرَاقِ بَيْنِي وَبَيْنِكَ (پارہ ۵ سورۃ کہف آیت نمبر ۷۸) یعنی اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ فرما کر امور پیش آمدہ کی تاویل بتا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رخصت فرمادیا۔

اس مبارک اور ذوقی قصہ ہے اہل اللہ کی تابعداری کرنے کے علاوہ ثابت ہوا (۱)۔ کہ خدا تعالیٰ کے عطا فرمودہ علوم لدنی بھی ہیں۔ جو ماسوائے خاصان حق کے دوسرے سے مخفی ہیں۔ جن کا انکار جہالت ہے اور ان کے علوم کے اسرار و رموز سے مستفید ہونے کے لئے اہل اللہ کی صحبت درکار ہے، کیونکہ ۔

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ ہے جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے (۲) جب مرد کامل کی صحبت اور معیت نصیب ہو جائے تو اس کے ظاہری اعمال پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ خواجہ حافظ شہورازی کہتے ہیں۔ ۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مزار کوید کہ سالک بے خبر بنود ز راہ و رسم منزلہا اگر مرشد کامل ارشاد فرمائے تو شراب سے مصطفیٰ بھی رنگ لے۔ کیوں عارف کامل احکام شریعت سے بے خبر نہیں ہوتا۔

(۳)۔ صحبت صالحین ایک بڑی نعمت ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنْ سَأَلْتَكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ هَاقَلَا تُصَاحِبْنِي۔ (سورۃ کہف آیت نمبر ۷۶) اگر میں اس کے آپ سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں۔ تو مجھے اپنی صحبت کیا اثر ہے علیحدہ فرمادینا۔

(۴)۔ جن یتیم بچوں کی شکستہ دیوار بنا کر ان کے آبائی خزانہ کو چھپا دیا تھا اس کی وجہ بیان فرمائی۔ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا (سورۃ کہف آیت نمبر ۸۲) ان کے والدین صالح تھے تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ ان بچوں کی ساتویں پشت میں والدین صالح اور اولیاء اللہ تھے جس سے ثابت ہوا کہ نیک اور صالح والدین کی اولاد کا احترام کرنا چاہئے۔ جبکہ نیک آدمی کے بعد پشتوں تک خدا تعالیٰ اس کی اولاد کو نیک صلہ دیا کرتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

(۵)۔ بد اعمال اور شرکش ہونے والے لڑکے کو مار دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ قَارِذَنَا اَنْ يَّيْدِلَهُمَا زُهْمًا خَيْرًا مِنْهُ ذِكْوَةٌ وَّ اقْرَبُ رَحْمَةً (پارہ ۱۶ سورۃ کہف آیت نمبر ۸۱) پس ہم نے ارادہ کیا کہ خدا تعالیٰ انہیں اس کے بدلے نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص اور مقبول بندوں کے ارادوں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ عارف رومی کہتے ہیں۔
گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از خلقم عبد اللہ بود
عارف باللہ کی بات دراصل اللہ تعالیٰ کی بات ہوتی ہے اگرچہ بظاہر وہ ایک نیک بندے کی زبان سے نکلتی ہے۔ حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ رَبُّ اشْعَثَ اَغْبَرَ مَلْفُوعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَا بَرَّةَ (بخاری و مسلم عن ابی ہریرۃ) بہت سے غبار آلود بالوں والے دنیا داروں کے دروازوں سے روندے ہوئے ایسے (نیک) لوگ ہیں۔ کہ اگر وہ کسی بات کے ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو پروردگار عالم (اپنے فضل سے) انہیں سچا فرما دیتا ہے۔ حافظ شیرازی کہتے ہیں۔

خاکسارانِ جہاں را بھارت مگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اس دنیا کے مساکین اور خاکسار لوگوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو تمہیں
کیا خبر ہے کہ شاید اس گردوغبار میں کوئی شاہ سوار ہی پوشیدہ ہو۔

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں۔ کہ انسانوں میں بعض نفوس ایسے بھی ہوتے
ہیں۔ کہ ان کے قوائے خیالیہ وحشیہ انوار و لمعان روحانی کی وجہ سے ضعیف ہو جاتے
ہیں۔ اور ان کی قوت ملکیہ ان پر یہاں تک غالب ہوتی ہے۔ کہ اگر ان کو طبقہ ملائکہ
میں شمار کیا جاوے۔ تو کچھ بعید نہ ہو۔ اور ان کی روح علوم و معارف الہیہ کے لئے
ایک آئینہ پر جلا ہوتی ہے۔ تب ان پر بلا تو سط و غیرہ عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے
ہیں۔ اور اسی کو علم لدنی کہتے ہیں اگرچہ سب انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

برایک کے مراتب متفاوت ہیں۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
میں بھی خضر صفت آدمی ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں جن کو ابدال و ادوار و اقطاب
کہتے ہیں۔ مگر جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہ سمجھ لینا کہ بااثر بیعت اور ہے طریقت
اور ہے نماز، روزہ حلال و حرام کے ہم پابند نہیں۔ وغیرہ ذالک محض وسوسہ شیطانی اور
خرافات ہے، معاذ اللہ اقطاب و ابدال ایسے منہیات کے مرتکب ہوتے ہیں؟

الغرض

بزرگان دین کی محبت گناہگاروں کے لئے مغفرت کا وسیلہ ہوتی ہے جیسا
کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرشتوں کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا
لوگوں کی تلاش کرنا پھرتا ہے۔ اور جب ذکر کی کوئی مجلس دیکھ لیتا ہے۔ تو دوسرے
فرشتوں کو بھی جو اسی غرض کے لئے ذکر کی مجلس کی تلاش میں تھے۔ بلا کر اس مجلس کو
آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ جب مجلس ختم ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

عالی میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ باری تعالیٰ ان سے اہل مجلس کا حال پوچھتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ وہ تیری مدح و ثنا کرتے ہیں تکھ سے جنت طلب کرتے اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے مجھے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں نہیں۔ اگر تجھے جنت اور دوزخ سے اور زیادہ پناہ مانگتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فرشتو! میں تم کو کواہ کرتا ہوں۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے۔ فَبِهِمْ فَلَانْ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالْ هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْفِيْ جَلِيْسُهُمْ۔ (بخاری عن ابی ہریرۃ)

ان ذکر کرنے والوں میں فلاں آدمی شامل نہیں تھا۔ کیونکہ وہ کسی دوسرے کام کے لئے آیا تھا۔ اور یوں ہی ان میں بیٹھ گیا تھا۔ اس لئے وہ مغفرت کے لائق نہیں۔ مولے کریم فرماتا ہے۔ وہ ذکر کرنے والے ایسے لوگ ہیں۔ کہ ان کا ہم نشین بھی میری رحمت سے محروم اور بد بخت نہیں رہتا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔
جامعہ کعبہ را کدے بوسند اور نہ از کرم میلہ نامی خد
با عزیزے نشست روزے چند لاجرم ہیچوں او گرامی خد
لوگ کعبہ شریف کے غلاف کو اس لئے چومتے۔ کہ وہ ریشمی اور زیادہ قیمتی کپڑے سے بنا ہوا ہے۔ بلکہ اس کا احترام اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ خانہ کعبہ کے ساتھ مس ہو کر متبرک ہو گیا ہے۔

اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب فرمائی گئی ہے۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت اور قرب دوام رکھنے والوں

سے صحبت رکھو۔

چو ازل شب آہنگ خواب آورم بہ تسبیح نامت شتاب آورم
اگر نیم شب سر بر آرم ذ خواب نرا خوانم و ریم از دیدہ آب
وگر پامدا دست را ہم بہ تست ہمہ روز قاشب پناہم بہ تست
اے خدا تعالیٰ: جب میں سونے کا ارادہ کروں تو تیرے ہی نام کی مالا چپوں۔
اگر آدھی رات کو آنکھ کھل جائے تو تیرا ہی نام لوں۔ اور آنکھوں سے آنسو بہاؤں۔
اگر صبح صادق ہو جب بھی دل میں تیری ہی صحبت باقی رہے اور صبح سے لیکر شام تک تمام
دن تیری ہی پناہ میں رہوں۔ اسی لئے فرمایا۔ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا
قَالُوا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ جَلْقُ الذِّکْرِ۔ (ترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب
تم بہشت کے باغوں سے گزرو تو وہاں سے میوے کھاؤ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
نے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہشت کے باغ کیا ہیں۔ ارشاد فرمایا۔
اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے۔ اور ان کو جنت کے باغ اسلئے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر
کے ذریعے آدمی بہشت کے باغوں میں داخل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں کی زیارت اور صحبت اختیار کرنے سے دل میں
نور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور غفلت کافور ہو کر باوجود حق غالب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اسماء
رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنت یزید سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا۔ اَلَا اَنْتُمْ کُمْ بِخِیَارِ کُمْ قَالُوا بَلٰی یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ قَالَ خِیَارُ کُمْ اَلْبَیِّنْ اِذَا رُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ) میں تمہیں نیک
بندوں کی علامات بتاؤں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ حضور بتائیں،
فرمایا تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جن کی زیارت سے خدا تعالیٰ یاد آ جائے۔

مظاہر الحق مشکوٰۃ جلد چہارم باب حفظ اللسان میں لکھا ہے کہ وہ لوگ تعلق اور اختصاص میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے مرتبے کو پہنچتے ہیں کہ آثار و انوار اس کے (خدا تعالیٰ کے) ان کے احوال و اطوار سے ایسے ظاہر ہیں کہ جب ان کے جمال با کمال پر نظر پڑتی ہے تو خدا تعالیٰ یاد آتا ہے۔ بسبب ظہور علامت اور عبادت کے جو ان کے چہرے سے ظاہر ہوتی ہے اور بعضوں کے نزدیک معنی اس کے یہ ہیں۔ کہ دیکھنا ان کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مانند ہے۔ جیسا کہ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ عالم کے منہ پر نظر کرنی عبادت ہے اور کبھی صالح کے منہ پر نظر کرنے سے نور ایمان دل کو روشن کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيِّ عِبَادَةٌ یعنی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخ انور کو دیکھنا عبادت ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خانہ اقدس سے نکلتے تھے اور لوگوں کی نظر ان کے چہرہ اقدس پر پڑتی تھی تو بلا تامل کہتے تھے۔ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَشْرَفَ هَذَا الْفَتٰی لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَكْرَامَ هَذَا الْفَتٰی لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَعْلَمَ هَذَا الْفَتٰی لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَشْجَعَ هَذَا لَفَقٍ پس ان کو دیکھنا کلمہ توحید کے کہنے کا باعث ہوتا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے خوب کہا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا اقبال کہتے ہیں۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر علم و حکمت از کتب دین از نظر
کیما پیدا کن از مشتے گلے یوسہ زن بر آستان کاٹے
ترجمہ: اے ساربان! دین کتابوں میں تلاش نہ کر کیونکہ علم و حکمت تو کتابوں اور دین اہل
نظر بزرگوں کی نظر سے پیدا ہوتا ہے۔ تو بھی اپنی مٹھی بھر خاک یعنی خاکی سے کیما پیدا

کر اور کسی مردِ کامل کی آستانہ بوسی اور شرفِ صحبت سے فیض حاصل کر۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں۔ کہ
آپ نے ارشاد فرمایا: إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْلًا فِي الدُّنْيَا وَقَلَّةَ مَنْطِقٍ
فَاقْصِرْ لَوْ مَنَّةً فَإِنَّهُ يُلْقَى الْحِكْمَةَ (مشکوٰۃ بحوالہ یحقی) جب تم کسی ایسے آدمی کو
دیکھو جسے دنیا میں بے رغبتی عطاء کی گئی ہو۔ اور کم کو ہو۔ اور لغو وغیرہ سے پرہیز کرتا
ہو۔ تو اس کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں حکمت یعنی معرفت الہی سکھائے گا۔ اور حکمت سے
مراد یہاں نیکو کاری اور راست گفتاری ہے۔ اور وہ عالمِ عالِ مخلصِ کامل ہے۔ پس
واجب ہے ہر شخص پر کہ ایسے برگزیدہ بزرگ کی محبت اور ہم نشینی اختیار کرے۔ کیونکہ
ایسا عارفِ خلیفہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ (مظاہر الحق)

حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن آپس
میں فی سبیل اللہ محبت اور صحبت رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے سامنے ارشاد
فرمائے گا۔ اَيُّنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمِ اُظْلِمُ فِي ظِلِّي يَوْمَ ظِلِّ اِلَّا ظِلِّي
(مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) آپس میں صرف میری بزرگی کی وجہ سے محبت کرنے
والے لوگ کہاں ہیں۔ آج کے دن ان کو میں اپنے سایہ رحمت (عرش) میں جگہ دوں
گا۔ کیونکہ سوائے میرے سایہ کے آج سایہ نہیں۔

اور فرمایا ایک شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے فی سبیل اللہ ملنے کا ارادہ
کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کے رستے میں بٹھا دیا۔ اس فرشتہ نے اس آدمی سے
پوچھا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔

اس نے جواب دیا۔ اس بستی میں ایک مسلمان بھائی سے ملنے جا رہا ہوں۔
فرشتے نے کہا کیا اس آدمی پر آپ کا کوئی حق یعنی قرض ہے جسے لینے جا رہے ہو۔ کہا

نہیں صرف رضائے الہی کیلئے ملاقات مقصود ہے۔ فرشتے نے کہا میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ اور تیرے پاس خوشخبری دینے آیا ہوں۔ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحْبَبَكَ كَمَا أَحَبَّتَهُ فِيهِ (مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) جس طرح تو اس آدمی سے محبت کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے اس کے برگزیدہ اور نیک بندوں کی محبت اور ہم نشینی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ ان کی حکومت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ عارف روی فرماتے ہیں۔

زانکہ عشق مردگاں پابند نیست چونکہ مردہ سوئے ما آئندہ نیست
عشق زندہ در لسان و در بصیر بردے باشد ز غنچہ تازہ تر
عشق آں زندہ گزین کو باقی است در شراب جاں فزایت ساقی است
عشق آں بگویی کہ جہا انبیاء یافتہ از عشق ادکار کیا
تو گویا را بداں شیاز نیست بر کریمیاں کار ہا دشوار نیست
یعنی تو ہمیشہ زندہ رہنے والے حقیقی قیوم خدا تعالیٰ کو عشق اختیار کر کیونکہ
قانی چیز کا عشق بھی قانی ہوتا ہے۔ اور قانی دوست مردہ ہونے کی وجہ سے عالم آخرت
میں ہماری امداد نہیں کر سکتا۔ زندہ یعنی خدا تعالیٰ کا عشق جان اور آنکھ میں ہر وقت غنچہ
سے بھی زیادہ تر و تازہ رہتا ہے۔ تو اس ذات پاک کا عشق اختیار کر۔ جس کا حضرات
انبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا۔ اور یہ گمان نہ کر۔ کہ مجھے اس شہنشاہ حقیقی تک رسائی
حاصل نہ ہوگی۔ وہ کریم ہے۔ اور اپنے دوستوں اور محبت کرنے والوں کو شرف قبولیت
اور معرفت عطا فرماتا ہے۔

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ ایک آدمی حضور پر نور صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کہ آپ اس شخص کیلئے فرماتے ہیں۔ جو ایک قوم یعنی علما اور صلحاء سے محبت رکھتا ہے۔ لیکن ان کی محبت یا علم و عمل کو نہیں پہنچ سکا۔ ارشاد فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی وہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کو دوست رکھتا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ حشر کیا جاوے گا۔ اور قیامت کے دن ان کا رشتہ ہوگا۔ اگرچہ محبت کمال تو وہی ہے۔ جس میں کسی کی تابعداری اور متابعت کی جاوے۔ لیکن اصل انجذاب اور اعتقاد مورت معیت اور اتحاد کا ہے۔ اس میں بشارت ہے۔ صلحاء علما، اتقیا اور اولیاء اللہ کے دوستانوں اور محبت رکھنے والوں کو اس لئے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ ان کے زمرہ میں اٹھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، کہ ظاہر حدیث کا عموم ہے۔ جو صالح اور بد بخت سب کے لئے شامل ہے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِيلِهِ کہ انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔

پس اس میں ترغیب اور ترہیب ہے۔ اور وعدہ اور وعید (مظاہر الحق) اِلٰہ العالمین! اس ناچیز مؤلف کو بھی جو علم و عمل سے عاری ہے۔ اور تیرے مقبولوں سے محبت رکھتا اور تیرے محبوب کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت اور تیری رحمت اور عنو و کرم کا امید دار ہے اپنے فضل و کرم سے اپنے مقبولوں میں شامل فرما۔ آمین! اُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّی اللّٰهُ يَرْزُقُنِيْ صَلاَحًا مِّنْ صَالِحِيْنَ سے محبت کرنا ہوں۔ اگرچہ اپنے اعمال و کردار کے لحاظ سے ان میں شامل نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ کی جناب سے امید دار ہوں کہ وہ نیکیوں کی محبت والفت کی وجہ سے مجھے بھی صلاحیت اور نیکی کی توفیق عطا فرمادے۔

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا حضور قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا نیک اعمال کئے ہیں۔ اس نے عرض کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوست رکھا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْيَيْتَ تَوَاسِیْہِہٖ سَاطِحٌ ہُوَ جَسَدٌ مِّنْ حَبِطٍ رَّکَّہٗ۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو مسلمان ہونے کے بعد کبھی اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا کہ اس کلمے کے سننے سے خوش ہوئے، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ۔

دیدم گلے تازہ چند دستہ برگید از گیاه بستہ
گفتم کہ چیست گیاه ناچیز نام صف گل نشید اونیز
بکر لیست گیاه وگفت خاموش صحبت نکند کرم فراموش
گر نیست جمال درنگ و بونیم آخر نہ گیاه باغ او نیم

ترجمہ: میں نے پھولوں کے چند دستے گھاس کی ٹہنی سے بندھے ہوئے ایک گنبد پر لٹکے ہوئے دیکھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ناچیز گھاس پھولوں کے برابر کس طرح بیٹھ گیا گھاس نے زبانِ حال سے رد کر کہا۔ سعدی خاموش رہ، کریم النفس لوگ اپنے ہم نشینوں کو نہیں بھولتے۔ اگرچہ میں پھولوں کی طرح خوبصورت اور خوشبودار نہیں ہوں۔ لیکن گھاس تو انہیں کے باغ کا ہوں۔ مطلب یہ کہ چونکہ میں باغ میں پھولوں کا منشی اور ساتھی تھا۔ اس لئے اس بلندی پر آتے ہوئے بھی پھولوں نے مجھے اپنے ساتھ ہی رکھا۔ کسی صاحبِ دل نے خوب کہا۔

مور مکین مو سے داشت کہ در کعبہ رسد دست بر پائے کپڑ زوونا گاہ رسید
اے مکین چوٹی نے خانہ کعبہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ اور بیت اللہ شریف
کے کپڑ کے پاؤں میں چٹ کر پہنچ گئی۔

اے عزیز! مندرجہ بالا حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
دریافت فرمانے پر سائل نے صرف اتنا عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوست رکھتا ہوں، اور جانی اور مالی عبادتیں اس لئے ذکر نہ کیں
کہ یہ سب محبت کی شاخیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی صفت بیان
فرماتا ہے۔ **يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ**، وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان
سے محبت فرماتا ہے۔ **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ**، اے
محبوب ان سے فرما دو! کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری تابعداری
کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ یعنی تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ اور سچی محبت
کی علامت یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری اور تابعداری کی جائے۔ جیسا کہ رابعہ
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ۔

تَصِي إِلَهَ وَأَنْتَ تَظْهَرُ حُبَّهٖ هَذَا الْعَمَرِي فِي الْقِيَامِ بِلِيَعِ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا أَطْعَمَهُ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ
تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی محبت کا بھی دعویدار ہے، مجھے اپنی
جام کی قسم یہ بات عجیب اور نادر ہے اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اپنے اللہ تعالیٰ کا
تابعدار ہوتا۔ کیونکہ محبت ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

عبداللہ بن کثیری اپنی تفسیر میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے لائے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور گھر میں مجھے آپ کے دیدار کے سوا چین نہیں آتا اس لئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چین پاتا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ مرنے کے بعد کیا کروں گا۔ جب کہ آپ علیحدہ بلند مراتب میں ہوں گے۔ اگر میں جنت میں داخل ہوا تو ڈر ہے کہ شاید آپ کی زیارت نہ کر سکوں۔ آپ نے اس کو اس بات کا جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی تابعداری کی پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق رضی اللہ عنہ اور شہید اور صالحین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یا در ہے کہ اس معیت سے مراد یہ ہے کہ اعلیٰ درجے والے نچلے درجے میں تشریف لائیں گے۔ اور نچلے درجے والوں کے ساتھ بہشت کے باغوں میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا شکر اور اس کی حمد و ثناء بیان کریں گے۔ اور جنت کے ناز و نعمت میں خوش ہوں گے اور چین کریں گے (مظاہر الحق و شفا قاضی عباس)

اس حدیث اور پہلی حدیث الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ سے لازم آتا ہے کہ ان کے محبت ان کے ساتھ ہیں۔ اور جو کوئی ان کے ساتھ ہے۔ بد بخت نہیں ہوتا۔ پس اس گروہ کی محبت نہایت ضروری ہے حق تعالیٰ ان لوگوں کی صحبت میں داخل کرے۔ گرد و مٹاں گرد گرے کم رسد بونے رسد گر چہ بونے ہم ہنشد رویت ایشان پس است ترجمہ: پاس جا مستوں کے گردیں گے نہ مے تو بوسہی ہو اگر حاصل نہ ہو کافی ہے پھر دیدار ہی۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۳۳۵)

حضور پر نور حبیب رب غفور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوءِ كَحَامِلِ الْمَسْكِ وَنَافِخِ الْكِبْرِ (بخاری مسلم عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ) ہم نشین نیک و بد کی مثال مشک یعنی کستوری اٹھانے والے اور مشک پھونکنے والے کی ہے کہ کستوری اٹھانے والے سے یا تو تو مشک کی مفت خوشبو پاوے گا یا مشک خریدے گا مگر لوہار کی بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا۔ یا دھوئیں کی بدبو سے تجھے پریشان کرے گا۔ مطلب یہ کہ ہم نشین بد مال جان اور ایمان کا نقصان کرتا ہے اور نیک آدمی کی صحبت سے دین اور دنیا کے فائدے حاصل ہوئے ہیں۔

اس مرد خدا آگاہ و خدا مست کی صحبت

دینی ہے گداؤں کو شکوہ جم و پرویز

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَبَتْ مُحِبَّتِي لِلْمُتَابِعِينَ فِي الْمُنَاجِلِينَ فِي الْمُنَازِلِينَ فِي الْمُنَازِلِينَ فِي الْمُنَازِلِينَ۔ میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہوگی۔ جو آپس میں میری رضا کے لئے محبت کرتے ہیں۔ اور میرے لئے ہی ایک دوسرے کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔ میرے ذکر کے لئے آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں۔ اور میری رضا اور عبادت کے لئے آپس میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں۔

اور ترمذی شریف میں روایت ہے کہ جو لوگ آپس میں فی سبیل اللہ محبت کرتے ہیں ان کے لئے سبز نور کے ممبر ہوں گے۔ جن پر نبی اور شہید رشک فرما دیں گے۔ مطلب یہ کہ انبیاء اور شہداء کو کسی چیز پر رشک ہوتا، تو ان پر ہوتا، حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا۔ اے ابی ذر رضی اللہ عنہ ایمان کی کون سی دستاویز زیادہ مضبوط ہے۔ ابی ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنا اور دوست رکھنا۔ اگرچہ ایک طرف سے کسی نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو۔ یعنی غائبانہ محبت (فقیر کہتا ہے جیسا کہ ہم عاجزوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے آل و اصحاب اپنے مشائخ کرام اور دیگر اولیاء اللہ سے غائبانہ محبت ہے۔

اور ایک دوسرے سے خدا تعالیٰ کیلئے بغض رکھنا، یعنی نیکوکاروں کا خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور بدکاروں سے نفرت رکھنا۔ (راوۃ یحییٰ فی شعب الایمان) اور ترمذی شریف میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ایک مسلمان کسی مسلمان مریض کی خبر گیری یا مسلمان بھائی کی ملاقات کیلئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بلا واسطہ یا اپنے ملائکہ کی زبانی ارشاد فرماتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں تیری زندگی خوش ہوئی تو نے ہر قدم پر ثواب پایا۔ اور جنت حاصل کی اور بڑا مرتبہ پایا۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اَلْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنِ يُخَالِدُ (رواہ احمد ترمذی، ابو داؤد، یحییٰ) یعنی ہر آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اس بات پر غور کرے۔ کہ وہ کس سے دوستی اختیار کرتا ہے۔ اس لئے مولا کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور چوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حریص کی صحبت اور دوستی حرص اور لالچ کا سبب ہوتی ہے۔ اور زاہد کی دوستی اور محبت

انسان کو دنیا سے بے رغبت بنادیتی ہے کیونکہ انسان کی طبیعتیں ایک دوسرے کی اقتدار اور عادت اختیار کرنے کی عادی ہوتی ہیں اور ایک کے عیب دوسرے میں سیرایت کر جاتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکلی یا عیبری کہ از بوئے طاوین تو مستم
بگفتا من گلے نا چیز نمود لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ مستم

ترجمہ: ایک حمام میں میرے ایک دوست نے مجھے خوشبو دار مٹی عطا کی میں نے حیران ہو کر اس خوشبو دار مٹی سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عبر کیونکہ میں تیری روح افزا خوشبو سے مست ہو گیا ہوں۔ اس نے جواب دیا اے سعدی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک نا چیز مٹی تھی لیکن خوبی قسمت سزے کچھ عرصہ پہلے پھول کی صحبت میں بیٹھ گئی۔ میرے ہم صحبت پھول کے جمال اور خوشبو نے مجھ میں وہی تاثیر پیدا کر دی۔ ورنہ میں تو وہی نا چیز مٹی ہوں جو پہلے تھی۔

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا بتاؤ سب اچھا عمل جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا ہو کیا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا نماز یا زکوٰۃ دوسرے نے کہا جہاد آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا۔ اَنَّ الْاَعْمَالَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی الْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ (راوۃ احمد و ابو داؤد) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر اور پیارا عمل حب فی اللہ اور بغض اللہ ہے کیونکہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھتا ہوگا۔ وہ انبیاء، اولیاء اور صلحا سے بھی محبت رکھے گا۔ اور ان کی اطاعت اور اتباع بھی کرے گا۔ اور دین کے دشمنوں

کو بھی دشمن جانے لگا۔ اور راہِ خدا تعالیٰ میں جہاد اور قتال کے گاہیں سب عبادتیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں آگئیں اور اس بات میں تعارض نہ رہا کہ نماز اور زکوٰۃ اور جہاد سے محبت فی اللہ افضل ہے (مظاہر الحق)

خواجه حافظ شیرازی کہتے ہیں۔

روضہِ خلد میں خلوتِ درویشاں است مایہِ محتشمی خلوتِ درویشاں است
قصرِ فردوس کہ رضوانش بدربانی یافت منظرے از جنیں زہمتِ درویشاں است
آنچہ زر میبود از پرتو آں قلبِ سیاہ کیمیائے ست کہ در صحبتِ درویشاں است
گنجِ قاروں کہ فرد میرود از قبر ہنوز خواندہ باشی کہ از غیرتِ درویشاں است
حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان و ملک ہمہ در بند گئے حضرتِ درویشاں است
درویشوں کی محبت جنت کا باغ اور دین دنیا میں عزت کا سرمایہ ہے۔ جنت کا محل جس کی دربانی رضوانِ جنت کو عطا ہوئی درویشوں کی محبت ہے۔ جس کے سایہ اور پر تو سے سے سیاہ دل نور ایمان سے منور ہو جاتے ہیں۔ وہ درویشوں کی محبت کیمیائے جنت ہے۔ قارون کا خزانہ جو خدا تعالیٰ کے قہر سے ناکال زمین میں دھنس رہا ہے۔ تجھے یاد ہے کہ وہ درویشوں ہی کی غیرت کا نتیجہ تھا۔ اے حافظ اس جگہ ادب سے بات کر کیونکہ تمام بادشاہ اور سلطان درویشوں کی بارگاہِ عالی کے ادنیٰ غلام ہیں۔

مسند احمد ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ مَا أَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلَّهِ إِلَّا أَكْرَامَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی کسی آدمی نے کسی بندے کو اللہ تعالیٰ کیلئے دوست رکھا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی۔

عارف رومی فرماتے ہیں:-

اشقیا تعظیم مسجد سے کتند درجائے اہل دل جد سے کتند

ایں حقیقت آں مجاز است اے خراں نیست مسجد جز درون سردراں
 مسجدے کہ ادا اندروں اولیاء است بجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست
 ترجمہ: سنگ دل لوگ مسجد کی تعظیم کرتے ہیں اور صاحب دل لوگوں کی بے ادبی۔
 اے نادانوں! یہ مسجد جس کی تم تعظیم کرتے ہو مجازی مسجد ہے۔ اور حقیقی مسجدیں تو
 اولیاء اللہ کے دل ہیں۔ اور حقیقت میں جو مسجد اولیاء اللہ کے دل میں ہوتی ہے وہی
 سب کی بجدہ گاہ ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے قلوب کی خوشنودی سے اللہ تعالیٰ کی رضا
 اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر دو بندے آپس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت
 رکھیں۔ ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں ایک
 دوسرے کی شفاعت کرنے یا جنت میں باہم مل کر رہنے کیلئے جمع فرما دیگا اور ارشاد
 فرمایگا۔ هَذَا لِيْنِيْ كُنْتُ تُحِبُّهُ فِیْ (یعنی فی شعب الایمان) یعنی بزبانی فرشتے
 کے یا بلا واسطہ ہر ایک کو ان دونوں میں سے کہے گا کہ یہ وہ بندہ ہے جس کو تو میری رضا
 کے لئے دوست رکھتا تھا۔

محبت آدمی رکھتا ہے جس سے قیامت میں وہ ہوگا ساتھ اس کے
 ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے مجھے فرمایا اے ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تجھے اصول اسلام یعنی اسلام کی جڑ
 سے آگاہ کروں گا کہ اس کی وجہ سے تو دین و دنیا کی بھلائی کو پہنچے اور وہ یہ کہ تو ذکر
 کرنے کے لئے اپنے لئے اہل ذکر کی مجلسوں کو اختیار کر۔ اور جب تنہا بیٹھے تو جہاں
 تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہ اور جس کو دوست بنائے اللہ تعالیٰ کیلئے دوست بنا

اور جس کو دشمن رکھے اللہ تعالیٰ کیلئے دشمن رکھ لے۔ اے ابو زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جب انسان اپنے گھر سے اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کیلئے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ الہ العالمین! اس آدمی سے محض تیری رضا کیلئے باہم ملاقات کی تو اس پر اپنی رحمت اور مغفرت فرما۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاکید فرمایا۔ اے زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں تک ہو سکے میری اس نصیحت پر کاربند رہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ کتاب الادب بحوالہ یحییٰ فی شعب الایمان) نیز ارشاد فرمایا بہشت میں یا قوت کے ستون ہیں اور ان پر زمرہ کے بالا خانے ہیں اور ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور وہ بالا خانے اور دروازے ستاروں کی طرح روشن اور چمکدار ہیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں کون رہیں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ آپس میں محض خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے محبت اور صحبت رکھتے ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عثمان علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَکْثَرُوْا مِنْ الْاِخْوَانِ فَإِنَّ رَبَّكُمْ حَتَّىٰ تَكْرِيْمٌ يَسْتَحْيِي اَنْ يَّعْلَبَ عَبْلُهُ بَيْنَ اِخْوَتِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ یعنی بہت سے بھائی بناؤ۔ اور عمدہ معاملات اور آداب کے ساتھ ان کے حقوق ادا کرو۔ کیونکہ تمہارا زندہ اور کریم خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندے کو اس کے بہت سے بھائیوں کے درمیان قیامت کے دن عذاب کرتا ہوا شرم کھائیگا۔ یعنی عذاب نہ کرے گا۔ (فقیر کہتا ہے کہ شیخ سعدی نے خوب کہا ہے۔ کرم بین و لطف خداوندگار گناہ بندہ کرد است و حق شرمسار لیکن دوستی اور محبت کا ہونا خدا تعالیٰ کے لئے چاہیئے۔ نہ کہ نفس کی خواہش یا مراد کے

حاصل ہونے یا کسی اور غرض وغیرہ کیلئے ہوتا کہ حفظِ ادب کے ساتھ وہ ہندہ مشکور ہو۔ اور مالک بن دینار نے اپنے داماد منیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ کو فرمایا۔ اے منیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرا ہر وہ بھائی اور دوست کو جس کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تجھے اس جہان کا فائدہ نہ ہو تو اس کی صحبت اختیار نہ کر کیونکہ ایسے شخص کی صحبت تم پر حرام ہے۔ کیونکہ کسی کی صحبت اختیار کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دینی فائدہ حاصل ہو۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ مِنْ تَمَامِ التَّقْوَىٰ تَعْلِمُ مَنْ لَا يَعْلَمُ۔ یعنی پرہیزگاری کا کمال یہ ہے کہ ایسے شخص کو علم سکھائے کہ جو شخص علم نہ رکھتا ہو اور سبکی بن معاذ کہتے ہیں کہ ہر دوست وہ ہے جس کو اپنے حق میں دعا خیر کرنے کی وصیت کرنی پڑے۔ بلکہ ایک گھڑی صحبت کا حق ہمیشہ دوست کے حق میں دعا کرنے کا متقاضی ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْمَرْءُ عَلَيَّ دَيْنٍ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِكُ۔ انسان وہی دین اور راستہ رکھتا ہے جو اس کے دوست رکھتے ہیں۔ خوب نگاہ کرنی چاہئے کہ اس کی دوستی کن لوگوں سے ہے۔ اگر نیکوں کی صحبت رکھتا ہے۔ اگر چہ بد ہے۔ نیک ہے۔ اگر بدوں کی صحبت اور مجلس اختیار کئے ہوئے ہے۔ اگر چہ نیک ہو مگر بد ہے۔ اگر بدوں کی صحبت اور مجلس اختیار کئے ہوئے ہے۔ اگر چہ نیک ہو مگر بد ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ہمنشین دوستوں کے افعال پر راضی ہے۔ اور جب بد کے ساتھ راضی ہو گا تو وہ بد ہی ہو گا۔ اگر چہ نیک ہو اور حکایت ہے کہ ایک آدمی کعبے کے گرد طواف کرتے ہوئے کہتا تھا۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اَخَوَاتِي فَقِيلَ لَمْ تَدْعُ لَكَ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ۔ اے میرے پروردگار! تو میرے بھائیوں کو نیک کر دے اس سے کہا گیا تو اس مقام شریف پر پہنچ کر کیوں اپنے حق میں دعائے خیر نہیں کرتا۔ اس نے کہا۔ اِنَّ لِيْ اَخَوَانًا اَرْجِعُ اِلَيْهِمْ فَاِنْ صَلَحُوا صَلَحْتُ

مَعَهُمْ وَإِنْ فَسَلُوا. فَسَلْتُ مَعَهُمْ۔ میرے بھائی ہیں۔ کہ جب میں ان کی طرف واپس لوٹوں گا تو اگر میں نے ان کو نیک پایا تو میں بھی نیک رہوں گا۔ اگر میں نے ان میں فساد پایا تو میں بھی ان کے فساد کی وجہ سے مفسد ہو جاؤں گا۔ جب میرے نیک ہونے کی بنا نیکوں کی صحبت پر موقوف ہے۔ تو میں اسی لئے دعا کرتا ہوں کہ میرا مقصود ان سے حاصل ہو۔ کیونکہ نفس کو دوستوں کی عادتوں سے تسکین ہوتی ہے۔ اور انسان جس گروہ میں بھی رہے اس گروہ کی عادتیں اور کام اختیار کر لیتا ہے۔ اور طبع عادت میں صحبت بڑی تاثیر کرنے والی ہے ہر چیز میں صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ اور صحبت کی تاثیر تمام عادتوں کو بدل دیتی ہے اسی لئے صوفیائے کرام کے مشائخ پہلے ایک دوسرے سے صحبت کا حق طلب کرتے ہیں۔ اور مریدوں کو اس پر حصر دلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ صحبت ان پر فرض ہو جاتی ہے۔ (اس لئے کہ زرا علم تاثیر نہیں کرتا۔ نری صحبت تاثیر کرتی ہے) نیز فرماتے ہیں۔ کہ مرید کے لئے سب چیزوں سے مشکل ترین صحبت ہوتی ہے۔ الاحالہ صحبت کے حق کو ملحوظ رکھنا فرض ہے۔ کیونکہ تمہارا مرید کے لئے باعث ہلاکت ہے اس لئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
 الشَّيْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْآتَمِينَ أَبْعَدُ۔ یعنی شیطان اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو تنہا ہو اور وہ دو سے دور بھاگتا ہے۔ اور خدائے عزوجل نے فرمایا۔
 مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُمْرٌ أَبْعَدُ جَعَلَنِي آدَمُ فِي رَازِرٍ كَتَمْتُ هَوْنًا۔
 چوتھا ان کا خدا ہوتا ہے پس کوئی آفت مرید کے لئے اس کے تنہا رہنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور صحبت شرط یہ ہے۔ کہ ہر ایک کا اس کے رتبے اور مقام کے لحاظ سے ادب و احترام کرے۔ اور باہمی کینہ نہ ہو۔

چغلی اور خیانت سے بچے اور قوالاً و فاعلاً کسی کی مخالفت نہ کرے۔ کیونکہ جو بھی

صحبت خدا تعالیٰ کے لئے ہوگی تو بندہ سے اگر کوئی قول اور فعل نامناسب بھی ہو جائے گا۔
 تو اس سے دوستی اور محبت میں فرق نہ آئے گا۔ میں نے شیخ ابو قاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ
 سے پوچھا کہ محبت کی شرط کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو محبت میں اپنا حکم (یعنی
 خواہش نفسانی اور ذاتی نفع) تلاش نہ کرے۔ اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور حصول
 معرفت الہی و اصلاح نفس کیلئے محبت اختیار کرے (اور صاحبِ حکم (یعنی خود عرض)
 کیلئے محبت سے تنہائی بہتر ہے۔ ”انہما کلامہ“ رحمۃ اللہ علیہ علی سائر العارفین۔ آمین)
 اے عزیز از جان! اس بات کو پہنچان کہ محبت صالحین کے فیوض و برکات
 حیاتِ دنیوی تک ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام فرماتے ہیں۔ اَذْفُو مَوْتًا كُمْ وَسَطَ قَوْمٍ صَالِحِينَ فَإِنَّ الْمَيِّتَ يَنْفَعُ ذِي
 مِنْ جِلْدِ السُّوءِ كَمَا تَنْفَعُ الْحَيُّ (فتاویٰ عزیز جلد دوم ص ۱۲۸) یعنی اپنے
 مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو، کیونکہ مردے کو بری میت سے اتنی ہی
 اذیت اور تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ دنیا کی زندگی میں بڑی ہمسائے سے زندہ آدمی کو
 تکلیف ہوتی ہے۔

قطب العارفین جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ طریق
 سلوک میں مریدوں کے واسطے کون سی چیز قائدہ مند ہے۔ ارشاد فرمایا، اہل اللہ اور
 صالحین کی حکایات کیونکہ اہل ارادت کے دل ان کی باتوں کے سننے سے قوی
 ہوتے ہیں۔ عرض کیا کلام الہی سے اس کے متعلق آپ کے پاس کیا ثبوت ہے فرمایا۔
 وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نَنْبِئُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي
 هٰذَا الْحَقِّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (سورہ صافات آیت نمبر ۱۲۰) اور انبیاء

علیہم السلام کے تمام حالات ہم آپ کے پاس بیان فرماتے ہیں تاکہ آپ کے قلب اقدس کو استقامت بخشیں جب ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین یا رقصہ خوانوں سے اولیاء اللہ کی حکایت سکر خلاف شرح اسباب توڑ کر طریق سلوک اور اللہ تعالیٰ سے دل کو جوڑ لیا تو حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سن کر ارشاد فرمایا کہ چڑیا (یعنی قصہ خوان نے کلنگ یعنی ابوسلیمان دارانی فاضل اجل اور نیک اصل کا شکار کیا۔) (روض الریا حسین فی حکایات الصالحین امام یافعی کی رحمۃ اللہ علیہ) اس کی وجہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کی باتیں اور ذکر خیر سننے کے وقت دلوں پر رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد دوم میں حضرت صفوان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں: عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِيلُ الرُّوحَةِ (اولیاء اللہ کے ذکر خیر کے وقت خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ جس کی برکت سے معصیت کی ظلمت دور ہو کر دل نور ایمان و عرفان سے نور علی نور ہو جاتا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی قدس سرہ العزیز محبت صالحین کو روحانی بیماریوں کا علاج بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اے سعادت و شرافت کے نشان والے آدمی کو جب کوئی ظاہری مرض لگ جاتی ہے۔ اور اس کے کسی عضو کو آفت پہنچتی ہے تو بہت کوشش اور مبالغہ کرتا ہے۔ تاکہ وہ مرض دفع ہو جائے۔ اور وہ آفت دور ہو جائے لیکن مرض قلبی نے جو ما سوائے حق کی گرفتاری سے مراد ہے۔ اس پر غلبہ پایا ہوا ہے۔ جو نزدیک ہے کہ اس کو ہمیشہ کی موت تک پہنچا دے۔ اور ہمیشہ کے عذاب میں اس کو گرفتار کر دے اس کے دور ہونے کا فکر نہیں کرتا۔ اور اس کے دفع کرنے میں کوشش نہیں کرتا۔ اور اس گرفتاری کو مرض نہیں

جانتا۔ اور اگر جانتا ہے اور پھر فکر نہیں کرتا تو بڑا ہی پلید ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس مرض کے سمجھنے کیلئے عقل معادور کا رہے کیونکہ عقل معاش اپنی کوتاہ اندیشی سے ظاہر بنی پر لگی ہوئی ہے۔ اور عقل معاش جس طرح باطنی امراض کو قافی عیش و عشرت کے باعث مرض خیال نہیں کرتی۔ اسی طرح عقل معاد بھی ظاہری امراض کو عاقبت کے ثوابوں کی وجہ سے مرض نہیں جانتی۔ عقل معاش کی نظر کوتاہ اور عقل معاد کی نظر تیز عقل معاد انبیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نصیب ہے۔ اور عقل معاش دو متمندوں دنیا داروں کا حصہ ہے۔ اور دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور وہ اسباب جو عقل معاد کو برانگیختہ کرنے والے موت کا ذکر آخرت کے احوال کا یاد کرنا اور ان لوگوں میں بیٹھنا ہے۔ جو دروازہ آخرت کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔

وام ترا از گنج مقصود نشان : مگر نہ رسیدیم تو شاید مری
در جمعہ: تجھے گنج مقصود بتلایا ہم نے - ملا اگر نہیں ہم کو شاید تو پالے
(مکتوب ۲۱۸ جلد اول)

پھر فرماتے ہیں:- ”جانتا چاہئے۔ کہ جس طرح ظاہری مرض احکام شریعہ کے بمشکل ادا ہونے کا باعث ہے۔ مرض باطنی بھی اسی دشواری کو مستلوم ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَلَعَوْهُمْ إِلَيْهِ - مشرکوں پر وجہات جس کی طرف تو بلاتا ہے۔ بہت بھاری ہے۔ اور فرماتا ہے۔ إِنَّهَا لَكَيْسَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ - بے شک نماز بھاری ہے۔ مگر ”خاشعین“ پر ظاہری مرض میں قوی اور اعضا کی کمزوری اس دشواری کو مستلوم ہے۔ اور مرض باطنی میں یقین کا ضعف اور ایمان کی کمی اس دشواری کا موجب ہے۔ ورنہ تکلیف شرعی میں آسانی سہولت اور تخفیف ہے۔ اور

آیت کریمہ: **يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ**۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے۔ اور تنگی نہیں چاہتا۔ اور آیت کریمہ: **يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا**۔ اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف کرنا چاہتا ہے۔ اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے اور دونوں اس مطلب پر گواہ ہیں:-

خوشید نہ مجرم ار کے بنیا نیست

ترجمہ: ”اگر کوئی نہیں بنیا گناہ و رنج کا پھر کیا ہے“

پس اس مرض کے دور کرنے کا فکر ضروری ہے۔ اور حاذق طبیوں کی طرف التجا کرنا فرض عین ہیں۔ ”وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ“۔ قاصدوں کا کام حکم پہنچا دینا ہے۔ ”والسلام“۔

اے شرافت اور نجابت کے مرتبہ والے۔ تمام نصیحتوں کا خلاصہ دینداروں اور شریعت کے پابندوں کے ساتھ میل جول رکھنا ہے۔ اور دین اور شریعت کا پابند ہونا تمام اسلامی فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ و طاعت والجماعت کے طریقہ ہدایت کے سلوک پر وابستہ ہے۔ ان بزرگوں کی نجات کے بغیر نجات محال ہے۔ اور ان کے عقائد کے اتباع کے بغیر خلاصی دشوار ہے۔ تمام عقلی، نقلی اور کشفی دلیلیں اس بات پر شاہد ہیں۔ اگر معلوم ہو جائے۔ کہ ان بزرگوں میں سے سیدھے راستہ سے ایک رائی کے برابر بھی الگ ہو گیا ہے۔ تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے۔ اور اس کی ہم نشینی کو زہر مار خیال کرنا چاہیے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ اس فقیر نے کہہ کر۔ لکھ کر نیک صحبت کی ترغیب میں کوتاہی نہیں کی۔ اور بُری صحبت سے بچنے کے لئے مبالغہ کرنے میں اپنے آپ کو معاف نہیں رکھا۔ کیونکہ فقیر اسی کو اصل عقیم جانتا ہے۔ اور

آگے قبول کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ بلکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ فَطَوَّبِي لِمَنْ جَعَلَهُ اللَّهُ مَبْحَاثَةً مَظْهَرِ الْخَيْرِ۔ پس اس شخص کیلئے مبارک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر کا مظہر بنایا۔ (مکتوب ۲۱۳ دفتر اول)

حضرت خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ کہ چند درویش ایک جگہ جمع ہوئے اس ساعت کی نسبت جو جمعہ کے روز میں دعا کی۔ قبولیت کیلئے مقرر ہے۔ گفتگو شروع ہوئی کہ اگر میسر ہو جائے تو اس وقت خدا تعالیٰ سے کیا مانگنا چاہیے۔ کسی نے کچھ کہا۔ کسی نے کچھ۔ جب میری باری آئی تو میں نے کہا۔ کہ ارباب جمعیت کی صحبت طلب کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس میں تمام سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔۔۔۔۔۔

اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام صحبت ہی کی بدولت تمام اولیائے رحمۃ اللہ علیہ امت میں سے افضل ہیں۔ اور کوئی ولی کسی صحابیؑ کے مرتبے کو نہیں پہنچا۔ اگرچہ اوّل قرن ہو۔ (مکتوب نمبر ۶۹/۷۰ دفتر سوم) پھر ماتے ہیں:-

حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو۔ کہ درویشوں کی محبت اور اُن کے ساتھ اُلُفّت و ارتباط رکھنا اور اس طائفہ علیا کی باتوں کو سننا اور اُن کے اوضاع و اطوار کی خواہش رکھنا حق تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت اور بڑی دولت ہے۔ حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:- اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا۔ جس کے ساتھ اُس کی محبت ہوگی۔ پس اُن کا محبت اُن کے ساتھ ہے۔ اور قرب کی بلند درگاہ میں اُن کا طفیلی۔ (مکتوب نمبر ۳۶ دفتر دوم)

اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف

میں لکھا ہے۔ کہ ”صحبت نیکان بہ از کار نیک و صحبت بدان بدتر از کار بد۔“

(اخبار الاخبار شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۳)۔

یعنی نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر اور بدوں کی صحبت بُرے کام سے بدتر ہوتی ہے۔ و نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

واعظم اسباب تجدید ایمان و تازہ گردانیدن آں صحبت صالحین
و نظر بجمال ایشان است۔ خصوصاً آنہای کہ از خود قانی و بحق
باقی باشند۔ و خدائے تعالیٰ شناسائی قدرایں نعمت روزی
گرواند۔ و مطالعہ کتب ایں قوم نیز نافع ترین اسباب است
دریں باب و باللہ التوفیق۔ و ضمیم الصواب۔“

ترجمہ: اور ایمان کی تازگی اور تجدید کا سب سے بڑا سبب صحبت صالحین اور ان کے
جمال باکمال کی زیارت کرنا ہے۔ خصوصاً ان بزرگوں کی زیارت جو اپنے آپ سے
قانی اور اللہ تعالیٰ سے باقی ہیں۔ یعنی فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہونے کا مرتبہ رکھتے ہیں۔
خدائے تعالیٰ اس نعمت عظمیٰ کی اپنے فضل و کرم سے شناخت عطا فرمادے اور اس (قوم
صالحین) کی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی افضل ترین اسباب تازگی (ایمان) ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ ہی ہمیں نیکی کی توفیق دینے اور راہ ہدایت کی راہنمائی فرمانے والا ہے۔
(مکتوبات شیخ نمبر ۳۷۷ در فضیلت دعا قنوت)

فضائل اولیاء

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
تَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ؕ لَهُمْ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى
الْاٰخِرَةِ ۚ لَا يَبْدِلُ اللّٰهُ ذٰلِكَ ۗ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ ؕ (پارہ نمبر ۱۱ سورہ یونس)

ترجمہ: سن لو کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے، اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں کہ علم اشتقاق میں یہ بات مانی گئی ہے کہ ”و۔“ ”ل۔“ ”ی۔“ کا مادہ قرب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور ولی کی جمع والیاء آتی ہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ”انبیاء“ تنوی معنی سے ولی قریب کو کہتے ہیں آدمیوں میں بھی اگل قرابت کو ولی کہتے ہیں بولتے ہیں یہ اس کا ولی ہے ولی اللہ اللہ تعالیٰ کا قریب لیکن اللہ تعالیٰ کی کسی سے نہ رشتہ کی قرابت ہے نہ جسمانی کیونکہ وہ جسم بلکہ مسکن سے بھی پاک ہے پس اس کی قرابت جو ہے ”نور روحانی“ ہے۔ جس کی تفسیر خود اس نے اپنے کلام پاک میں متحد مقامات پر اور خود اس جگہ آپ فرمادی۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ کہ جو ایمان اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہیں۔ یعنی جن کی قوت نظریہ اور عملیہ مکمل ہیں۔ اس لحاظ سے ہر مومن دیدار کو ولی اللہ کہا جاسکتا ہے۔ اور کبھی اس پر ایک اور قید بڑھائی جاتی ہے کہ اس کی روح پر اس کے تقرب اور اس کے ذکر فکر سے ایک نور رانیت خاص ہوتی ہے پھر اس کے مراتب کا استیما ہو جاتا ہے۔ تو اس کو محویت کا ایسا مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ جس میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہو جاتا ہے مگر یہ خواہ کسی مرتبہ میں پہنچے اور کوئی حالت کشف و کرامت ظہور خرق عادات اس پر طاری ہو۔ یہ بندگی کے حلقے سے باہر نہیں ہوتا۔ نہ تقویٰ کا لباس اس کے تن سے جدا ہوتا ہے پھر وہ جو آجکل بے نماز شراب خوار بھنگ نوشن طحہ نمش صوفیہ کرام کے بھیس میں دنیا کو ٹھکے پھرتے ہیں۔ اور پھر سینکڑوں ڈھمل یقین ان کے مرید ہو کر ان کی پرستش کرتے اور ہزاروں افسانے ان کے مشہور کرتے پھرتے ہیں۔ محض ایک شیطانی دام سے ۔

کار شیطان میکندنا مش ولی
گرولی این است لعنت پرولی
ترجمہ: کام شیطان کے کرنا اور ولی کہلاتا ہے۔ اس لئے شیطانی ولی پر خدا تعالیٰ کی
لعنت ہو۔

اولیاء اللہ کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ فرمایا ہے۔ کہ
بعد مردن نہ ان کو کسی مصیبت آئندہ کا خوف ہوگا۔ اور نہ کسی گذشتہ بات پر حزن
(غم) ہوگا۔

دریں سے خانہ ہرینا زبیم مقتب لرزد
مگر یک ہیضہ عاشق کہ ازوے لرزہ بر سنگ است
اس شراب خانہ دنیا میں۔ شراب کی ہر صراحی کو توال کے خوف ہے کانپتی
ہے۔ مگر سوائے عاشق الہی کے جام توحید کے کہ اس سے پتھر بھی کانپتا ہے۔ یعنی صر
عاشق صادق یعنی اولیاء اللہ کو کسی چیز کا خوف نہیں۔ بلکہ خود اس کی خدا داد بیعت سے تما
حقوق کے دل کانپتے ہیں۔ اور نیز استغراق اور قرب الہی کی وجہ سے ان کے دل ایسے
ہو جاتے ہیں۔ کہ جن میں خوف و حزن کے لئے جگہ ہی باقی نہیں رہتی۔ کیسی ہی
مصائب پیش آئیں اور کتنی ہی سختیاں آجائیں۔ مگر وہ مجتہد شائعی بحال باکمال ہیں لکھا
ہے۔ کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے نفس کے دشمن ہوں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی محبت
میں اپنی نفس کشی کریں۔ اور کشف الاسرار میں اولیاء اللہ کی یہ صفت لکھی ہے۔ کہ وہ
لوگ عنوان شریعت اور برہان حقیقت ہیں۔ ان کا ظاہر تو احکام شریعت سے آراستہ
ہے اور ان کا باطن انوار فقر سے پیراستہ۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ اولیاء اللہ وہ لوگ
ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے واسطے باہم دوستی کریں۔ اور اس بات کی تائید کو یہی کلام کافی

ہے۔ وَجَبَتْ مُحِبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ۔ (مشکوٰۃ) یعنی میری محبت آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھنے والوں کے لئے واجب ہوگئی۔ اور ان لوگوں کو سخت مقاموں میں کچھ خوف نہیں۔ اور روز قیامت کے ہولوں سے غمگین نہ ہوں گے۔ اور بعض کے نزدیک پرہیزگار مسلمان اولیاء اللہ ہیں۔ لَهِمُ الْبَشَرِي سے بعض کے نزدیک اچھے خواب ہیں۔ بیان میں ہے۔ کہ خوشخبری یہ ہے۔ کہ مسلمان مرنے سے پیشتر بہشت میں اپنی جگہ دیکھ لے۔ مدراک میں لکھا ہے کہ خوشخبری سے مراد ان مسلمانوں کے ساتھ لوگوں کی محبت اور ان کی نیک نامی ہے۔ اور حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز نے کہا ہے کہ ولی کو دو بیٹا رہیں دنیا میں معرفت عقیقی میں سرفرازی کا خلعت یہاں مجاہدہ کا سرور وہاں مشاہدہ کا نور یہاں صفا اور وفا وہاں رضا اور بجا۔

قرآن حکیم فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا کو ولی کے دربار میں اور ولی کی طرف پھیر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ اِنَّ الْاٰمِنِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (پارہ ۱۶ سورۃ مریم) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے قریب ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے واسطے مخلوق کے دلوں میں دوستی ظاہر کر دے۔ یعنی بغیر کسی ظاہری سبب اور ذریعے کے مخلوقات کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے۔ کیونکہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ارشاد فرماتا ہے، میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ، پس جبرائیل علیہ السلام بھی اسے دوست رکھتے ہیں اور اہل آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ فلاں بندے کو دوست رکھتا ہے تم بھی اسے دوست رکھو، پس آسمان کے رہنے والے اسے دوست رکھتے ہیں پھر اس بندے کی محبت زمین پر ڈال دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین کے رہنے والے لوگ بھی اسے دوست بنا لیتے ہیں۔ (مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

سلطان العارفین حضرت خواجہ عثمان علی جمویری المعروف داتا گنج بخش صاحب
 لاہوری قدس سرہ العزیز کشف المحجوب شریف میں فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے
 اولیا ہیں جنہیں دوستی اور ولایت سے خاص کر دانا گیا ہے۔ اور وہ اس کے ملک کے والی
 ہیں وہ نفس کی خواہشات کی اطاعت سے پاک ہیں۔ ان کی ہمت اور محبت جز خدا تعالیٰ
 کے نہیں ہم سے پہلے گزشتہ زمانے میں تھے۔ اب بھی ہیں۔ اور قیامت تک ہوتے
 رہیں گے۔ کیونکہ اولیاء نبی کریم علیہ السلام کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں۔
 آسمانوں سے ان کے قدموں کی برکت سے بارش نازل ہوتی ہے زمین میں نباتات
 ان کے قدموں کی برکت سے اگتی ہے۔ مسلمانوں کو کافروں پر فتح انہیں کی برکت سے
 حاصل ہوتی ہے وہ چار ہزار کے قریب چھپے ہوئے ہوتی ہیں جنہیں مکتوم کہتے ہیں۔ وہ
 ایک دوسرے کو نہیں پہنچاتے اپنے آپ سے اور مخلوق سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور
 تین سو اور ہیں جنہیں اخیر کہتے ہیں اور چالیس اور ہیں جنہیں ابدال کہتے ہیں۔
 سات اور ہیں کہیں ابرار کہتے ہیں چار اور ہیں جنہیں اوقار کہتے ہیں تین اور ہیں جنہیں
 نقیاء کہتے ہیں اور ایک اور ہے جسے قطب یا غوث کہتے ہیں۔ یہ سب ایک دوسرے کو
 پہنچاتے ہیں اور کاموں میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ تمام اہلسنت والجماعت کا
 اس پر اتفاق ہے۔ اور جب ولی سے خرق عادت باتوں کا ظہور ہوتا ہے تو اسے کرامت
 کہتے ہیں مگر ولی کیلئے اظہار کرامت شرط نہیں، اگر ولی کرامت کو ظاہر بھی کر دے تو اس
 کی ولایت میں فرق نہیں آتا۔ مگر اس شرط کتمان یعنی چھپانا ہے اور اولیا ء اللہ خدا تعالیٰ
 کے ملک کے مدبر اور منتظم ہیں۔ جہاں کا بندوبست ان کے سپرد اور جہان کے احکام
 ان کی ہمتوں سے پورے ہیں ان کی رائے سب رایوں سے زیادہ صحیح اور ان کا دل
 خدا تعالیٰ کی مخلوق پر سب سے زیادہ شفیق ہونا چاہئے اس لئے کہ خدا تعالیٰ تک پہنچے

ہوئے ہوتے ہیں۔ اوتا کو ایک رات میں تمام جہاں کے گرد گھومنا چاہئے اگر کسی جگہ پران کی آنکھ نہ پڑے تو دوسرے ہی روز اس میں خلل واقع ہو جائے گا اور پھر وہ اپنے قطب کی طرف توجہ کریں گے۔ تاکہ وہ اپنی توجہ کی ہمت اس پر کرے۔ اور اس کی توجہ کی برکت سے وہ فساد بحکم الہی دوں ہو جاتا ہے۔

اوصاف اولیاء

ابوعلی جرجانی فرماتے ہیں ولی وسیع ہے جو اپنے حال سے قافی اور خدا تعالیٰ کے مشاہدے میں باقی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے آرام نہ پاوے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مروسے سے فرمایا تو ولی ہونا چاہتا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا دنیا اور آخرت کی طرف رغبت مت کر اس لئے کہ دنیا کی طرف رغبت کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے منہ موڑنا ہے اور قافی چیز کی طرف رغبت کرتا ہے اور عقیقی کی طرف رغبت کرنی باقی چیز کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے منہ موڑنا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا اور آخرت میں اپنا دل نہیں لگانا چاہئے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ چاہئے، سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ ولی کون ہوتا ہے فرمایا جو خدا تعالیٰ کا مرو نہی کے نیچے صبر کرتا ہے کیونکہ جس دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ہوگی۔ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے حکم کی بہت تعظیم ہوگی۔

غیر شریعت اور بے ادب ولی نہیں ہوتا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا۔ فلاں فلاں شہر میں ایک ولی ہے۔ آپ اس کی زیارت کرنے کو شریف لے گئے۔ جب مسجد میں پہنچے تو وہ بھی گھر

سے مسجد میں آیا۔ اور مسجد میں ہی تھوک پھینک دی۔ آپ وہیں سے واپس آ گئے۔ اور ارشاد فرمایا، کہ اگر یہ خدا تعالیٰ کا ولی ہوتا تو شریعت کی حفاظت کرتا اور مسجد میں نہ تھوکتا۔ بلکہ اس کی عزت کرتا تا کہ خدا تعالیٰ اس پر ولایت کا حق نگاہ رکھتا۔

آپ فرماتے ہیں اسی رات میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے ابویزید جو کام تو نے کیا اس کی برکتیں تجھ کو پہنچیں چنانچہ اگلے ہی روز مجھے وہ وجہ نصیب ہوا۔ جو تم دیکھ رہے ہو۔

اسی طرح ایک شخص ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا۔ اور اس نے پہلے بایاں پاؤں مسجد میں رکھا آپ نے فرمایا اس کو ہٹا دو اس لئے کہ جو شخص اپنے دوست کے گھر میں آنا چاہتا ہے اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنا بایاں پاؤں پہلے دوست کے گھر میں رکھے۔

ان دونوں حکایتوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کیلئے حفظ شریعت ضروری ہے اور جو شخص بے ادب اور پابند شریعت نہ ہو۔ اس کی محبت اور ہم نشینی حرام اور دین و دنیا میں خسارے کا باعث ہے۔ انتہا کلامہ رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ کی شان میں مولیٰ کریم رؤف الرحیم ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاٰیٰتِیْنَ قَالُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَظْلَمُوْا تَنْزِلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَخْزَنُوْا وَابْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنتُمْ تُوعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیَآءُ کُمْ فِی الْحَیٰوةِ ۝ اَللّٰی ۝ وَفِی الْاٰخِرَةِ ۝ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهٰی اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَلْعَوْنَ ۝ نَزَّلَا مِنْ غَفُوْرٍ الرَّحِیْمِ ۝ (پارہ ۲۴ سورۃ حم مجدہ) بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر اس پر قائم بھی رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے تم نہ ڈرو اور نہ کچھ رنج کرو۔ اور اس بہشت کا مژدہ سنو کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست

تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور تم کو جو ماگوں وہاں ملے گا۔ یہ مہمانی ہے غفور الرحیم کی طرف سے۔

تفسیر حقانی میں لکھا ہے کہ استقامت سے یا تو دین تو حید پر قائم رہنا مراد ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے ملائکہ وقت موت یا زندگی میں یا قبر میں یا حشر میں ہر جگہ آویں گے۔ مرنے کے بعد جب حجاب جسمی دور ہو جاتا ہے تو ملائکہ کا مشاہدہ عام ہو جاتا ہے۔ احادیث میں ہے کہ مرنے کے بعد جب دنیا کی طرف سے پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور دوسرا عالم منکشف ہو جاتا ہے تو فرشتوں کی اس بشارت سے رنج و غم دور ہو جاتا ہے۔

اولیاء اللہ کو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شیطان کے دست برد سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود اقرار کیا ہوا ہے۔ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غَوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ۔ (پارہ نمبر ۲۳ سورۃ زمر) شیطان نے کہا اے باری تعالیٰ! تیری عزت و جلال کی قسم! میں تمام مخلوق کو گمراہ کر دوں گا۔ سوائے تیرے ان نیکو کار اور پاک باز مخلص بندوں کے جو ان میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ط وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِيلًا۔ (پارہ نمبر ۱۵ اے) یقیناً جو میرے بندے ہیں۔ ان پر تجھ غلبہ نہیں ہے۔ اور کفایت ہے تیرا رب کا راز ہے۔

اولیاء اللہ کو قیامت میں حسب خواہش نعمتیں عطا ہوں گی

اولیاء اللہ کو قیامت کے دن خدا تعالیٰ ان کے حسب مراد نعمتیں عطا فرما دے گا جیسا کہ وہ خوف فرماتا ہے۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّلٰتِ وَصَلَقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ۔

(پارہ نمبر ۲۳ سورۃ زمر) اور جو سچی بات لے کر آیا۔ اور جس نے اس کو سچا جانا۔ وہی پرہیز گار ہیں۔ ان کے لئے جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس موجود ہوگا۔ یہ بدلہ بختوں کا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّةِ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ۔ (پارہ نمبر ۲۵ سورۃ شوریٰ) وہ جو لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام بھی کئے۔ وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔ اور جو چاہیں گے اپنے رب تعالیٰ سے پائیں گے۔ یہی وہ بڑا فضل ہے اور جنت الفردوس ان کی عزت اور احترام کے لئے ان کے قریب لائی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيفٍ ۚ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝ دَخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۚ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۴ سورۃ ق) اور پرہیز گاروں کے لئے جنت قریب لائی جائے گی۔ اور ارشاد ہوگا۔ یہ وہ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ کچھ دور نہیں ہوگی۔ ہر ایک رجوع کرنے والے حکم الہی کی یاد رکھے والے کے لئے (اور) جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرا۔ اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔ اس کے لئے حکم ہوگا۔ کہ سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ دن ہے ہمیشہ رہے گا۔ ان کو وہاں جو چاہیں گے ملے گا۔ اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔ اولیاء اللہ یعنی کامل مومنوں اور مومنات کے لئے قیامت کے دن ان کا نور ایمان مشعل رہا ہوگا۔ جس کی روشنی میں وہ قیامت کے خطرناک گذرگا ہوں اور اندھیروں سے بفضل الہی سلامتی سے گذر جائیں گے۔ منافق مرد اور عورتیں ان سے معلومت اور عطاءئے نور کی درخواست کریں گے۔ مگر اپنی بدیاہلی اور بد اعمالی کی وجہ سے کہ دنیا میں تو ان کی فضیلت اور کرامت کے قائل نہ

تھے۔ ان کے فیض اور حصول نور سے محروم رہیں گے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَا لَكُمْ الْيَوْمَ جُثَّتْ تَجْرِي مِنْ تَهْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِيَيْنَ فِيهَا ذَالِكُ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا نَظَرُوا نَافِقِينَ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۝ فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ ينادونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۝ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَابْتِغْتُمْ وَغَرَّكُمْ آلَا مَائِي حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ۔

(پارہ ۲۷ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ: (اے محبوب رحیم صلی اللہ علیہ وسلم) جس دن کہ آپ دیکھیں گے۔ کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کے آگے اور ان کی دائیں طرف سے ان کی روشنی ایمان دوڑتی چلی جا رہی ہوگی۔ اور اس وقت سن سے کہا جاوے گا۔ آج کے دن تم کو مڑدہ ہے ایسے باغوں کا جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں جس میں تم ہمیشہ رہا کرو گے۔ یہ ان کی بڑی کامیابی ہے۔ جس دن کہ منافق مرد اور عورتیں ایمانداروں سے کہیں گے۔ ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تمہاری روشنی میں چلیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے لوٹ جاؤ۔ پھر روشنی ڈھونڈ کر لاؤ۔ پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گا۔ جس میں دروازہ ہوگا۔ جس کے اندر کے رخ تو رحمت اور باہر کے رخ (جدھر کفار ہوں گے) عذاب ہوگا۔ اور اس دن (منافق) پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے بے شک! لیکن تم نے اپنے آپ کو خود خرابی میں ڈال لیا تھا۔ اور ہم پر مصیبت کے آنے کا انتظار کرتے تھے۔ اور شک میں پڑ گئے تھے۔ (ان بے جا)

آرزوؤں نے ہی تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ یہاں تک کہ حکم الہی آن پہنچا۔ اور تم کو فریب دینے والے نے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیا۔

پھر اولیاء اللہ کی فضیلت اور شفاعت کے معجزات کی ترویج میں ارشاد ہوا۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتِمِّمْ وَلَنَا نُورٌ نَارَ غُفْرَانَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَلِيلٌ (پارہ ۲۸ سورہ التحریم) جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام اور آپ کے ساتھ ایمانداروں کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور (ایمان) ان کے آگے آگے اور دائیں طرف دوڑتا چلے گا۔ کہتے جائیں گے کہ اے پروردگار ہمارے ہماری روشنی پوری فرما۔ اور ہم سب کو بخش دے۔ بیشک تو ہر ایک بات پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرما کر ان کو عزت بخشے گا۔ جیسا کہ خود فرماتا ہے۔ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (پارہ ۲۸ سورہ تغابن) اور عزت اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔

انوارِ اولیا

اے عزیز! اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا (حقیقی) نور ہے یعنی آسمانوں اور زمین کا تمام نور اسی کے فیض کا عطیہ ہے جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے۔ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (پارہ ۱۸ سورہ نور) حضور نبی کریم علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے نور ہیں فرمایا۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ (پارہ ۶ سورہ مائدہ) تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرقانِ حمید بھی نور ہے فرمایا وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورٌ مُبِينًا (پارہ ۶ سورہ نساء) اور ہم نے تمہاری طرف نور مبین یعنی قرآن حکیم نازل فرمایا مومن کامل ولی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔ اَقَمَنَّ شَرَحَ اللّٰهُ صَلَوَۃَ لِاِسْلَامٍ فَهُوَ عَلٰی نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ (پارہ ۳۳ سورۃ الزمر) کیا جو شخص کہہ کھولا ہے اللہ تعالیٰ نے سینہ اس کا واسطے اسلام کے پس وہ اور نور کے ہے رب اپنے سے بھر فرمایا۔ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ (پارہ ۸ سورۃ الانعام) اور اس کو یعنی ولی اللہ کو نور عطا کیا جس کیلئے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ اور فرمایا، هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (پارہ ۲۲ سورۃ اہزاب) اللہ تعالیٰ وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے بھی، تاکہ تم کو کفر کی اندھیروں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لائے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اَتَّقُوا عَنْ قَرٰسَةِ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ (ترمذی) مومن کاں یعنی ولی اللہ کی فراست سے ڈور۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

تارکِ نوافل ولی نہیں ہو سکتا

حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے مولے کریم کا ارشاد ہے۔ مَنْ عَادِلِيَّ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيَّ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيَّ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى اَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَيَبْصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَلْهُهُ الَّذِي يَلْطِشُ بِهَا وَرَجُلُهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا وَاِنْ سَأَلْتَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيْدَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيَّ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُلَاءَ مِنْهُ (مشکوٰۃ کتاب الاعوات بحوالہ بخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) یعنی جو شخص میرے ولی کو ایذا دے بیشک میں اس کو لڑائی کے ساتھ خبردار کرتا ہوں، اور کسی چیز کے ساتھ

میرے بندے نے میری طرف نزدیکی حاصل نہیں کی ہوئے اس چیز کے کہ وہ میرے نزدیک بہت محبوب ہو۔ یعنی میں نے اپنے بندے پر فرض کیا ہو، اور میرا بندہ فغلوں کے ساتھ ہمیشہ میری نزدیکی ڈھونڈتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ دوست رکھتا ہو، میں اس کو اور جس وقت کہ دوست رکھتا ہوں، میں اس کو پس ہوتا ہوں میں شتوائی اس کی کہ سنتا ہے ساتھ اس اور ہوتا ہوں میں آنکھ اس کی کہ دیکھتا ہے ساتھ اس کے۔ اور ہاتھ اس کا کہ پکڑتا ہے ساتھ اس کے، اور پاؤں اس کا کہ چلتا ہے ساتھ اس کے اور اگر مانگتا ہے مجھ سے یہ بندہ البتہ دیتا ہوں میں اس کو اور اگر پتاہ پکڑتا ہے ساتھ میرے البتہ پتاہ دیتا ہوں میں اس کو، اور نہیں توقف کرتا اور تردد کرتا میں کسی چیز سے کہ کرنے والا ہوں میں اس کو مانند تر دو میرے کے قبض کرنے جان مومن کے ہے۔ نا خوش رکھتا ہے وہ موت کو اور حال یہ ہے کہ میں نا خوش رکھتا ہوں نا خوشی اس کی کو اور چارہ نہیں اس کو مرگ سے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ تعالیٰ بندے میں حلول کر جاتا ہے کیونکہ یہ تو شرک ہے بلکہ صوفیائے کرام کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مقام میں انسان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور صفات انسانیہ فنا ہو کر حجابات دور ہونے کے بعد صفات الہی سے متصف ہو جاتا ہے۔ اس کی پوری شرح یہ آیت مبارکہ کر رہی ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ ج وَ مَنۡ أَحْسَنُ مِّنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُۥ عَابِدُونَ (پارہ سورۃ بقرہ) رنگ دیا ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے اور کون ہے بہتر خدا تعالیٰ سے رنگ میں اور ہم اسی کیلئے عبادت کرنے والے ہیں۔ اور پھر فرمایا۔ فَطَرَتِ اللّٰهُ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (پارہ سورۃ روم) یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی طرف فطرت یعنی صفت پر پیدا فرمایا ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز مکتوب نمبر ۵۳ فتر سوم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ فنا کے یہ معنی نہیں کہ وجود زائل ہو جائے اور نہ ہی بجا کے یہ معنی

ہیں کہ ممکن سے امکان بالکل زائل ہو جائے اور اس کو جوہ حاصل ہو جائے۔ یہ محال عقلی ہے اور اسکے قائل ہونے سے کفر لازم آتا ہے۔ بلکہ اس کے معنی امکانیت کے بانی رہنے کے باوجود خلق و پیدائش کے یعنی صفات بشریت سے نکال کر صفات الہی سے موصوف ہونے کے ہیں۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا: کہ

(۱)۔ ولی اللہ کو ایذا دینے والا خدا تعالیٰ کا دشمن اور اس کا دوست خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے۔

(۲)۔ ولی اللہ کے لئے شریعت کی پابندی فروری چیز ہے۔ غیر شرع اور تارک صوم بیان فرماتا ہے۔ تَرَاهُمْ رُكْعًا مُّجْتَمِعًا يَتَسَوَّوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا مِّمَّا هُمْ فِيهِ وَجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ (پارہ ۲۶ سورۃ فتح) حضور علیہ السلام کے ساتھیوں کی نشانی یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے رکوع اور سجود کرتے ہوئے دیکھو گے۔ ان کے انوار ان کے چہروں و بچوں کے اثر سے ظاہر ہیں۔

(۳)۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور قرب حاصل کرنے کیلئے ادائے فرائض کے نفل پڑھنے والے اپنے خاص بندوں کی شان میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ يَتَسَوَّوْنَ لِرَبِّهِمْ مُّجْتَمِعًا وَقِيَامًا (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان) اور وہ جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔ سنتوں اور نفلوں سے جی چرانے والے لوگ ولی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے تمام اولیاء اللہ جماعت المسلمت والجماعت میں ہی ہوئے ہیں۔

(۴)۔ اولیاء اللہ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے۔ اَوْ اِذَا مَسَّالَكَ عِبَادِيَ عَنِّيْ قَائِلِيْنَ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَلِئِ اِذَا دَعَا (پارہ ۲ سورۃ البقرہ) اے محبوب! اور جب میرے بند میرے متعلق آپ سے سوال کریں

(تو فرما دیجئے) کہ میں تو پاس ہی ہوں۔ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں۔ یعنی اس کی دعا قبول فرماتا ہوں کیونکہ غلبہ محبت و اطاعت الہی کی وجہ سے ان کے تمام افعال رضائے الہی کے مطابق ہو جاتے ہیں۔

خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ۔

میں حقیر گدایانِ عشق را کہ اس قوم شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلمہ اند
گدائے میکدہ ام لیک وقتِ مستی میں کہ ناز بر فلک و حکم پر سیارہ کنم
حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہشتیوں میں ادنیٰ درجے کا وہ آدمی ہو
گا۔ جو بہشت میں اپنی عورتوں نعمتوں خادموں اور تختوں کو ایک ہزار سال کی
مسافت سے ملاحظہ کرے گا۔ اور ان کا گرامی تر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہوگا جو
اللہ تعالیٰ کے منہ مبارک کو صبح اور شام دیکھے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارک پڑھی۔
وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (پارہ ۲۹ سورۃ التیمۃ) اس دن بہت سے
تروتازہ چہرے اپنے رب تعالیٰ کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ احمد ترمذی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اولیاء اللہ کے دل ذکر الہی سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وصال کے
وقت انہیں خطاب ہوتا ہے۔ یَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي اِلَىٰ رَبِّكِ
رَاضِيَةً مَُّرْضِيَةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَاَدْخُلِي جَنَّتِي۔ (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ فجر)
اے تسلی یافتہ اور آرام پکڑنے والی جان لے آ۔ اپنے رب کریم کی طرف چل کہ تو اس
سے راضی ہو وہ تجھ سے راضی (لے آ) میرے (نیک اور بزرگ) بندوں میں جاں۔
اور میری بہشت میں آرام فرما۔ پس

ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول اور برگزیدہ بندوں کی شمولیت کے
باعث دخول جنت ہے۔ ”جَعَلْنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ“۔

حیات شہداء

شہید بھی ولی اللہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان عزیز بھی قربان کر دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (پارہ نمبر ۲ سورۃ بقرہ) اور ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ مردے نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن وہ تمہیں نظر نہیں آتے۔ (تفسیر حقانی) اور فرمایا وَتَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْقِهِمْ أَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (پارہ نمبر ۲ سورۃ آل عمران) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ ان کو مردہ نہ سمجھنا (بلکہ وہ زندہ ہیں) اپنے رب تعالیٰ کے پاس موجود ہیں۔ ان کو روزی دی جاتی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی عنایت سے بخشا ہے۔ اس میں خوش و خرم رہتے ہیں۔ اور جو ان کے عزیز دوست ابھی مرکز ان کے پاس نہیں پہنچے ہیں۔ ان کی طرف سے بھی خوشی پاتے ہیں۔ کہ ان پر کوئی رنج و خوف نہیں۔ ان کو اپنے دنیاوی دوستوں اور عزیزوں سے علاقہ ہمدردی اور محبت باقی رہتا ہے۔ جس پر ان کو ان لوگوں کی طرف سے بھی بخشش و عنایت کا اطمینان دلایا جاتا ہے۔ (مقدمہ تفسیر حقانی)

کشتگانِ مخبرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بشت ثبت است بر حریدۂ عالم دوام ما

حیات اولیاءؒ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْشِيَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْلَمُونَ (پارہ نمبر ۱۴ سورۃ نحل) جو نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار بھی ہو۔ دنیا میں بھی اس کو زندگی اچھی بسر کرائیں گے۔ اور آخرت میں بھی ان کے کاموں کا بدلہ نیک دیں گے۔

پھر فرمایا۔ اَفَحَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ تَوْسُوًا ؕ مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَكْمُرُونَ (پارہ نمبر ۲۵ سورۃ جاثیہ) کیا گناہ کرنے والے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں اور نیک کام کرنے والے لوگوں کے برابر کر دیں گے۔ جن کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ کون سا بندہ ثواب اور مرتبے میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مکرم ہوگا۔ قَالَ الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ تَكْبِيْرًا وَ الذِّكْرٰثُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مِنْ الْمَغَازِي فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَ يَنْخَضِبَ وَ مَا فَاْنَ الذَّاكِرَا اللّٰهَ اَفْضَلُ مِنْهُ زَرْجَةٌ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی عن ابی سعیدؓ) وہ مراد مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد بکثرت کرتے ہیں۔ (سب سے افضل ہیں) عرض کیا۔ کیا جہاد کرنے والے آدمی سے بھی یہ افضل ہیں۔ فرمایا۔ اگر مجاہد اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں مارے حتیٰ کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔ اور وہ خود شہید ہو کر خون سے رنگین ہو جائے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کی بکثرت یاد کرنے والا ولی اللہ درجہ میں

اس سے افضل ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں۔ انبیاء و صدیقان از شہداء افضل اند و اولیاء اللہ ہم در حکم شہداء اند۔ کہ جہاد نفس ہا کردہ اند۔ کہ جہاد اکبر است (مذکرہ الموتی و القبور ص ۳۰) یعنی انبیاء اور صدیق رضی اللہ عنہ (حیات برزخی میں) شہیدوں سے افضل ہیں۔ اور اولیاء اللہ بھی حیات شہداء کے حکم میں شامل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جہاد نفس کئے ہیں جو کہ جہاد اکبر ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے جنگ جوک سے واپسی کے وقت فرمایا تھا۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ (احیاء العلوم بحوالہ بیہقی عن جابر رضی اللہ عنہ) ہم نے جہاد اصغر میدان جنگ سے جہاد اکبر یعنی مجاہدہ نفس کی طرف رجوع فرمایا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کا مقصود یہ تھا۔ کہ جہاد اصغر میں دشمن یعنی کفار نظر آتے ہیں۔ لیکن جہاد اکبر یعنی مجاہدہ نفس میں خواہشات نفسانی کا لشکر نظر نہیں آتا۔ اور ایسے دشمن سے لڑنا اور اس کے مکروں سے بچنا جو نظر سے غائب ہو۔ بہت مشکل ہے۔

تفسیر جینی میں ہے۔ کہ موت خواہش نفس اور حیات محبت الہی کے باعث ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ حیات معرفت سے زندہ ہیں۔ حیات معرفت کی تین علامتیں ہیں اول خلق سے عزت دوسرے حق تعالیٰ کے ساتھ خلوت۔ تیسرے ہمیشہ زبان اور دل سے ذکر کرنا۔ نیز حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ کہ نیک مردہ جب قبر میں داخل کیا جاتا ہے۔ تو اس کے دل میں سورج غروب ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ پس اپنی آنکھیں ملتا ہوا بٹھرا ہے۔ اور کہتا ہے کہ۔ دَعُونِيْ اُصَلِّيْ مجھے چھوڑ دو۔ تا کہ میں نماز پڑھ لوں۔ (مشکوٰۃ کتاب الایمان بحوالہ ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ)

اسی طرح ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک خیمہ کھڑا کیا اسے علم نہ تھا کہ

یہاں قبر ہے تو اس نے صاحب قبر کو سورۃ تَبَارَكَ الَّذِي پڑھتے ہوئے سنا حتیٰ کہ اس نے تمام سورۃ کو پڑھ کر ختم کر دیا۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ "فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ" ۱ سورۃ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتَّىٰ خَهِمَا۔" اس نے جب حضور علیہ السلام کے پاس یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورۃ عذاب قبر سے بچانے والی ہے۔ (مشکوٰۃ باب فضائل القرآن بحوالہ ترمذی) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے کے بعد ان کے حیاء کی وجہ سے چادر اوڑھ کر جاتی تھی۔ اِلَّا وَاَنَا مَشْلُوكَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ (مشکوٰۃ) اسی طرح جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ پلٹتے وقت اپنے دفنانے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ اِنَّهُ يَسْمَعُ خَصَقَ نَعَالِهِمْ اِذَا نَصَرَفُوْا (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مومن کمال یعنی ولی اللہ حیات میں۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات سب سے اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (یعنی عن انس رضی اللہ عنہ) اور فرمایا قَبِيْلُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرْزَقَ (ابن ماجہ) پس اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔ اور آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج اپنے روضہ اقدس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ فِيْ قَبْرِهٖ (مسلم بن انس رضی اللہ عنہ) پس جب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی حیات بعد الوقات ثابت ہے تو ان کے تصرفات بھی بظائری الہی بدستور باقی ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شب معراج چھٹے آسمان سے پچاس نمازوں کی تخفیف کرانے کے لئے حضور علیہ السلام کو بارگاہ ایزدی میں بار بار واپس بھیجا حتیٰ کہ

نمازوں کی تعداد پچاس سے پانچ رہ گئی ہے۔ (بخاری شریف باب المعراج)

شفاعت اولیاء

آمد سر مطلب اولیاء اللہ کی صحبت اور محبت دین دنیا میں سعادت مندی اور نجات کا سبب ہے اور ان کی خوشنودی اور خدمت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور مختفرت کا باعث ہے۔ تاجدار عرب و عجم مالک رقاب ام حضور پر نور سید یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت ہیں۔ کہ قیامت کے دن بدکار یا دوزخی صفت باندھ کر اہل جنت یعنی صالحین رحمۃ اللہ علیہ کے راستے میں بھیک مانگنے والے اور سوال کرنے والے لوگوں کی طرح کھڑے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ دنیا میں غریب لوگ امراء کے راستے میں سوال کرنے لے لئے کھڑے ہو جایا کرتے ہیں پس ایک بہشتی آدمی وہاں سے گزرے گا تو دوزخیوں میں سے ایک شخص اس بہشتی سے عرض کرے گا۔ یَا قَلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا لِذِیْ سَقِیْبُکَ شَرِبْتُہٗ وَ قَالَ بَعْضُہُمْ اَنَا الَّذِیْ وَ هِیْثُ لَکَ وَ ضَوْءٌ قِیْشَفُ لَہٗ فَبَدَّ خِلَہٗ الْجَنَّةُ (مشکوٰۃ شریف النعمان باب الخوض والتفاد بحوالہ ابن ماجہ عن انس رضی اللہ عنہ) اے قلاں نے کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں وہی آدمی ہوں جس نے تجھے ایک دفعہ پانی پلایا تھا۔ اور ایک اور دوزخی اسے کہے گا کہ میں وہ شخص ہوں جس نے تجھے وضو کیلئے پانی دیا تھا پس وہ بہشتی اس دوزخی کی شفاعت کر کے اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اس حدیث کی شرح میں مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ فاسق اور گناہگار اگر خدمت و لہذا دائل اطاعت اور تقویٰ کی دنیا میں کریں گے تو نتیجہ اس کا پاویں گے اور ان کی لہذا و شفاعت سے جنت میں جاویں گے۔ کہا مظہر نے کہ اس میں رغبت دلائی مسلمانوں سے احسان

کرنے کی خصوصاً صلحاء سے اور ان کی ہم نشینی کرنے پر اور ان کی صحبت پر کہ ان کی صحبت زمیئت ہے دنیا میں اور نور ہے عقیقی میں شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید و ہم

بداں را بہ نیکان بہ بخشد کریم

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حیات العلوم جلد چہارم باب فقر اور زہد میں بحوالہ ابن حبیب بروایت انس رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن فقیر کو بلا کر اللہ تعالیٰ ایسی طرح معذرت فرمادے گا۔ جیسے آدمی ایک دوسرے سے آپس میں عذر کرتے ہیں۔ ارشاد فرمادے گا۔ کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی۔ میں نے دنیا تجھ سے اس لئے علیحدہ نہیں رکھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا۔ بلکہ اس لئے کہ تیرے لئے یہاں عزت و فضیلت موجود کر رکھی تھی۔ میرے بندے اب تو ان صفوں میں جا اور پہچان پر کہ جس نے تجھ کو دنیا میں میرے واسطے کھلا ہو، یا پہنایا ہو اور اس کی غرض سوائے میری رضا کے اور کچھ نہ ہو تو اس کا ہاتھ پکڑ لے۔ اس کام میں نے تجھ کو اختیار دیا۔ اور اس وقت لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ کہ عرق منہ تک آیا ہوگا۔ یہ شخص صفوں کو چیرے گا اور دیکھے گا۔ کہ کس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا تھا۔ جس کو ایسا دیکھے گا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کے جنت میں لے جاوے گا۔ اور فرمایا کہ فقیروں کی شناخت بہت کیا کرو۔ اور ان سے نعمت حاصل کیا کرو اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان کے پاس کیا دولت ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ان سے یہ کہا جاوے گا کہ دیکھو جس نے تم کو ایک ٹکڑا کھلایا ہو یا ایک گھونٹ پانی دیا ہو۔ یا کوئی کپڑا پہنایا ہو تو اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں پہنچا دو۔

اسی لئے نیک لوگوں کی خدمت کرنے کے متعلق امام ربانی مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ عنہ مکتوبات فتر سوم ص ۴۷ میں فرماتے ہیں۔ ”حدیث قدسی مشہور ہے یہاں
 ذَاوُدَ إِذَا رَأَىٰ يَتَ لِي طَالِبًا فَكُنْ لَهُ خَادِمًا۔ اے داؤد جب تو کوئی میرا طالب
 دیکھے تو اس کی خدمت کر۔“

ہر کہ خدمت کرو اور مخدوم شد آنکہ خود مادیہ اور محروم شد
 اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندے قیامت کے اپنے دوستوں اور عزیزوں
 کو دوزخ کی آگ سے نکالیں گے۔ اور ان کی شفاعت کریں گے۔

جیسا کہ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص ۳۹۵ باب الخوض والتفانہ میں بحوالہ بخاری
 اور مسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور سید یونس
 علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کی قسم قیامت
 کے دن اپنے بھائیوں کو دوزخ سے نکالنے کیلئے تم سے زیادہ خدا تعالیٰ سے جھگڑنے
 والا کوئی نہیں ہے۔ مومن اپنے حسب مراتب خود اپنی صراط سے گزرنے کے بعد اپنے
 دوسرے بھائیوں کیلئے جو ابھی دوزخ سے نہیں نکلے ہوں گے۔ ان کی شفاعت کرتے
 ہوئے خدا تعالیٰ سے عرض کریں گے۔ رَبَّنَا كَانُوا بِصُومُنَا مَعًَا وَيُصَلُّونَ
 وَعَحِيَّونَ فَيَقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ عَرَفْتُمْ کہ اے رب ہمارے یہ لوگ ہمارے
 ساتھ روزہ رکھتے نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے۔ ارشاد الہی ہوگا۔ کہ ان میں سے تم
 جن کو پہچانتے ہو، دوزخ پہچان کر دوزخ سے نکال لو۔ پس گناہگار مومن لا منہ نہ
 چلا ہوگا۔ اور وہ ان کی صورتیں پہچان کر بہت سی خلقت نکال لیں گے۔ اور جناب
 باری تعالیٰ میں عرض کریں گے رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْنَا بِہِ اے رب!
 جن کا تو نے حکم دیا تھا۔ ان میں سے اب کوئی بھی دوزخ میں باقی نہیں رہا۔ پھر حکم
 ہوگا، کہ جاؤ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر نیکی ہے اس کو بھی دوزخ کی آگ

سے نکال لاؤ چنانچہ وہ پھر نکال لائیں گے اور عرض کریں گے۔ اے مولیٰ کریم! اب ان لوگوں میں سے جن کا تو نے حکم دیا تھا۔ کوئی آدمی آگ میں باقی نہیں رہا۔ پھر ارشاد ہوگا۔ کہ جاؤ جس کے دل میں نصف دینار بھلائی ہے۔ اس کو بھی دوزخ سے نکال لاؤ۔ وہ نکال لاویں گے۔ اور عرض کریں گے کہ اے مولیٰ کریم! اب ان لوگوں میں جس کا تو نے حکم دیا تھا کوئی آدمی بھی دوزخ میں باقی نہیں رہا۔ پھر ارشاد ہوگا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک ذرہ بھی نیکی موجود ہے اس کو بھی دوزخ سے نکال لاؤ۔ وہ ان لوگوں کو بھی آگ سے نکال لائیں گے۔ اور عرض کریں گے۔ کہ اِلٰہ العالمین! اب ان لوگوں میں سے بھی کوئی آدمی ہم نے دوزخ میں باقی نہیں چھوڑا۔ سب کو نکال لائیں ہیں۔ یہ سن کر ارحم الراحمین، غفور الرحیم، جل جلالہ و عم نوالہ ارشاد فرمائے گا۔ کہ فرشتوں انبیاء اور مومنین میں سے سب کی شفاعت ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ایک مٹھی بھر کر ان لوگوں کو دوزخ سے نکالے گا۔ جن کے پاس سوائے تصدیق ایمان کے کوئی نیکی نہ ہوگی۔ اور نہر حیات میں نہا کر از سر نو تروتازہ اور منور ہو جاویں گے۔ اور ارشاد ہوگا۔ کہ جہاں تک تمہاری نظر جاتی ہے۔ وہاں تک تم کو جنت اور اس کے حور قصور عطا فرمائے گئے۔

یا اِلٰہ العالمین اپنے فضل و کرم سے اس عاجز مولف اور تمام اہل اسلام کی مغفرت فرما۔ (آمین بحق ”طہ“ و ”تیسین“)

اور اس حدیث کی تائید قرآن پاک کی ان آیات کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔
وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ) اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے (دین اور دنیا) میں مددگار یا دوست ہیں۔

دوست آں باشد کہ گیر دوست در پریشاں حالی و در ماندگی!!!

(۲) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا (پارہ ۲ سورۃ مائدہ) سوائے اس کے نہیں کہ دوست یا مددگار تمہارا اللہ تعالیٰ ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اور جو لوگ ایمان لائے کیونکہ۔

قیامت کے دن نیکوں کے سوا کسی کی دوستی قائم نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الْاِخْلَاءُ يَوْمَئِذٍ يَكُونُ لِبَعْضٍ عَلَى الْاٰلِ الْمُتَّقِيْنَ

يَعْبَادُ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (پارہ ۲۵ سورۃ زخرف)

اس دن کفر اور معصیت کے (تمام دوست آپس میں دشمن ہو جائیں گے مگر پرہیزگار لوگ) (ان سے کہا جائے گا) اے میرے بندو آج کے دن نہ تم کو کوئی خوف ہے اور نہ تم رنج کرو گے۔

اس دن ماں باپ اور اپنے عزیز واقارب بھی کام نہ آئیں گے۔ كَمَا قَالَ

اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ يَقُومُ السَّعْرُ مِنَ اَخِيهِ ۝ وَاُمِّهِ وَاَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (پارہ

۳۰ سورۃ یس) جس دن کے بھاگے گا ہر ایک آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے

اور اپنے ماں سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹے سے اور وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيْمًا

(پارہ ۲۹ سورۃ معارج) اور نہیں پوچھے گا کوئی دوست کسی دوست کو۔ بلکہ

يَوْمَذِ الْمُنْجَرِمُ يُوَفَّقِلٰى مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ بَيْنِيْهِ وَصَاحِبَتِهِ وَاَخِيهِ ۝ وَفَضْلِيْهِ

الَّتِي تُوِيْهِ ۝ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ (پارہ ۲۹ سورۃ معارج) مسلمانو!

وہ دن آنے والا ہے جس دن گناہگار خواہش کرے گا۔ کہ (پروردگار عالم) میری

ساری اولاد عذاب میں لے لے میری بیوی میرے کنبے پر جس طرح چاہے عذاب

کر مگر میری جان بچا۔ اس کے جواب میں حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَی

اُخْرٰی (پارہ ۲۷ سورۃ النجم) ایسا ہر گز نہیں ہوگا۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور

پھر ارشاد فرمایا۔ یَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ
الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا (پارہ ۳۰ سورۃ عم) جس دن کھڑا ہوگا۔ روح۔ یعنی جبرائیل
اور فرشتے باندھ کر نہ لیں گے۔ مگر جس کو رحمن حکم دے گا۔ اور کہے گا چھا فرمایا۔ مَنْ
ذَٰلِکَ یَشْفَعُ عِنْدَکَ إِلَّا بِإِذْنِهِ (پارہ ۳ سورۃ البقرہ) کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے
حضور میں اس کے حکم کے بغیر شفاعت کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رحیم علیہ
السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام اور مومنین کا ملین کو اپنے فضل سے شفاعت کی اجازت
فرمائے گا۔

جیسا کہ حضور پر نور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ ثَلَاثَةٌ
الْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ (مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ) حضرت عثمان ابن
العفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تین
طرح کے لوگ انبیاء علیہم السلام با عمل علمائے کرام، پھر شہدائے عظام شفاعت
فرمائیں گے۔ (ان کی فضیلت کے لئے فرمایا گیا۔ ورنہ عام اہل خیر شب شفاعت
کریں گے۔ (مظاہر الحق جلد نمبر ۳ ص ۳۱۱) حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
صاحب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ہر عارف عالم ہوتا ہے۔ مگر ہر عالم عارف
نہیں ہوتا۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔

علم چوں بدول زنی یارے یود علم چوں بدتن زنی مارے یود
فرمایا: یَدْخُلُ النَّارَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِیْ أَكْثَرُ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ
(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، داری، ابن ماجہ، عن عبد اللہ بن ابی جعد عا) میری امت کے ایک
بزرگ کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے زیادہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔
جب ایک بزرگ کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں جائیں گے تو تمام

امت کے لئے بے شمار صلحاء کے شفاعت سے کتنے آدمی جنت میں جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری مروی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اِنْ مِنْ اُمَّتٍ مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِتَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) میری امت میں سے بعض شخص جماعتوں کی اور بعض شخص قبیلہ اور بعض عصبہ (دس سے چالیس تک) اور بعض صرف ایک مرف کی ہی شفاعت کرے گا۔ حتیٰ کہ اس طرح میری تمام امت جنت میں داخل ہو جائے گی۔

اور فرمایا: شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ كَبَائِرٍ مِنْ اُمَّتِيْ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے خاص ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا شَفَاعَةَ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ اَلْفُ اَلْفِ صَلَوةٍ، آمِنْ بِحَقِّ طَبَقِ تِسْمِيْنِ۔“
اے عزیز! قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا مگر وہ مومن کامل اور ولی اللہ پر اس سے بھی جلدی اور آسانی سے گذر جائے گا۔ جتنے عرصہ میں وہ دنیا میں نماز فرض ادا کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ یحییٰ باب الخواص والشفاعة عن ابی سعید خدری)
قیامت کے دن لوگ میدان قیامت میں کھڑے کئے جائیں گے اور منادی ندا کرے گا۔ اَيُّنَ الْيَمْنِ كَانَتْ تَصْجَاتُكُمْ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُولُونَ وَهُمْ قَلِيلٌ قَلِيلٌ خُلُودَ الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ..... الخ (مشکوٰۃ بحوالہ یحییٰ عن اسماء بنت یزیدؓ) وہ لوگ لہاں ہیں جن کے پہلو نماز تہجد (یا صلوٰۃ الاولین، یا صبح یا عشاء) کیلئے خوابگاہوں سے جدا ہوئے تھے۔ اہل محشر سے ایسے لوگ (اولیاء اللہ) اٹھیں گے جو تعداد میں بہت تھوڑے ہوں گے۔ اور سب سے پہلے وہ بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ کیوں کہ جن لوگوں نے دنیا میں عبادت اور اطاعت میں مشقت

اور رکندت اور راحت کی تھی ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اِنَّمَا يُؤِ
فِي الصَّابِرُونَ اَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حَسَابٍ (پارہ ۲۳ سورۃ زمر) سوائے اس کے نہیں
کہ صابروں کو بغیر حساب کے اجر عطا فرمایا جاوے گا۔ (مظاہر الحق)
اور شیخ ابوسعید علیہ الرحمۃ نے کیا اچھا کہا ہے۔

شب خیز کہ عاشقاں بعب راز کنند گردور دیوار دوست پرواز کنند
بر جا کہ در بود بشب پر بندہ الا درو دست را کہ بشب باز کنند
اے عزیز! رات کو تہجد خوانی اور ذکر الہی کے لئے اٹھ کیونکہ عاشق صادق
رات کو ہی کریم کبریائی کے گرد طواف کرتے اور مولیٰ کریم سے راز و نیاز کی باتیں کیا
کرتے ہیں۔ یاد رکھا کہ رات کے وقت اہل دنیا کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں
مگر صرف محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ ہی رات کو کھولا جاتا ہے۔

کن لوگوں کی صحبت حرام ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تُطِيعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هُوَا
هُ وَكَانَ اَمْرُهُ فُرْطًا (پارہ ۱۵ سورۃ کہف) اور منت مابعداری کر اس شخص کی جس کا
دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کیا ہے۔ اور اس نے اپنے نفس سرکش (خواہش) کی
پیروی کی ہے۔ اور اس کا کام حد شریعت سے نکلا ہوا ہے۔۔۔۔۔ امام ربانی مجدد الف ثانی
قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ شریعت جڑ ہے اور معرفت اس کا ثمر یا پھل جس
درخت کی جڑ میں فتور آجات ہے تو ثمرات بھیدور ہو جاتے ہیں۔ وہ اس آدمی بہت
بے عقل ہے جو درخت کو کاٹ ڈالے اور پھل کی امید رکے۔ درخت کی جس قدر
ترہیت اچھی کریں اسی قدر پھل بھی زیادہ اچھا دیتا ہے۔ جو شخص شریعت میں ست ہے

وہ معرفت سے بے نصیب ہے۔۔۔ الخ (مکتوبات فتر دوم)

پھر اپنے نافرمانوں اور مغضوب لوگوں سے دوستی اور محبت اختیار کرنے والوں کی مذمت فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَخْلِفُوْنَ عَلَى الْكُذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ کیا نہیں دیکھتا ہے۔ تو ان لوگوں کی طرف جنہوں نے دوست پکڑا اس قوم کو جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنا غضب کیا ہے۔ نہیں ہیں وہ تم میں سے اور نہ ان میں سے اور وہ عمدہ جھوٹی قسمیں کھا جاتے ہیں اور مزید غضب کی وجہ بیان فرمائی کہ۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ جِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۚ اَلَا اِنَّ جِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پارہ ۲۹ سورۃ مجادلہ) ان پر شیطان غالب ہوا۔ اور ان کو خدا تعالیٰ کی یاد بھلا دی۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی یاد اور اطاعت نہ کرنے والے نافرمان شیطان کا لشکر ہیں۔ خبردار شیطان کے گروہ خسارہ پانے والے ہیں۔

پھر صالحین اور اپنے تخلص بندوں کی صفت بیان فرمائی۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوْكَّدُونَ مِّنْ حَادِّ اللّٰهِ وَرَسُوْلَةٍ وَّلَوْ كَانُوْا اَبَاءَهُمْ وَاَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ (پارہ ۲۸ سورۃ مجادلہ) یعنی نہ پائے گا تو اس گروہ کو یا ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ محبت کریں اور دوست رکھیں اس کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی اور قرابتدار ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر چہ آیت کا شان نزول کفار کے بارے میں ہے۔ مگر مکررین صفت تمام لوگوں کو شامل ہے۔ اور پھر بدوں کی تمثیلی اور دوستی اختیار کرنے والوں کا بڑا حشر تاکہ انجام اس طرح بیان فرمایا ہے۔ وَيَوْمَ يَعْصِي الظّٰلِمُ عَلٰی يٰكِيْهِ يَقُوْلُ

يَلِيَّتِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَيْلًا ۝ يَوَيْلَتِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝
لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۚ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خُلُولًا ۝
(پارہ ۱۹ سورۃ الفرقات) اور جس دن کہ ظالم حسرت اور افسوس سے اپنے دونوں
ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔ یعنی افسوس کرے گا۔ اور کہتا ہوگا
کہ کاش! میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ نجات اختیار کرتا۔ اے وائے مجھ کو
کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اور سے نہ پہنچاتا بے شک اس نے مجھے گمراہ
کر دیا۔ اور یا والہی سے باز رکھا بعد اس کے کہ میرے پاس نصیحت آچکی تھی۔ اور
شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی تھا۔ اور پھر ارشاد فرمایا۔ فَلَا تَقْعِبْهُ بَعْدَ
الزَّكْوَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ (پارہ ۷ سورۃ انعام) پھر نہ بیٹھ اس کے بعد کہ یاد
کرے تو کتاب الہی کو ساتھ قوم ظالموں کے (تفسیر حسینی) کیونکہ خدا تعالیٰ کی یاد اور
ذکر نہ کرنے والے کا ہم نشین شیطان ہوتا ہے۔ وَمَنْ يَشُ عَنِ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ
نَقِصٌ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ۔ (پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف) اور جو کوئی شہبوری کرے یاد
خدا کی سے مقرر کرتے ہیں ہم واسطے اس کے ایک شیطان پس وہ اس کا ہم نشین ہوتا
ہے۔ ارشاد باری ہوا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ
يَسُؤْاِمِنْ الْآخِرَةِ كَمَا يَسُؤُاِمِنْ الْكُفَّارِ مِنَ أَصْحَابِ الْقُبُورِ۔ (پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنہ)
اے ایمان والو! جس قوم پر اللہ تعالیٰ نے اپنا غضب کیا ہے۔ ان سے دوستی اختیار نہ
کرو۔ کیونکہ وہ آخرت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ کفار قیروں والوں سے ناامید
ہو چکے ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لَا تُصَاحِبِ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ
طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، درامی، عن ابی سعید)

دوستی اور صحبت نہ رکھ مگر صالح مسلمان سے نہ کہ قاسق سے اور نہ کھانا کھائے تیرا مگر پرہیزگار اور اسی طرح بد مذہب اور بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے بھی منع فرمایا فَإِنَّا نَكُفُّ عَنْكُمْ وَإِنَّا هُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ (مسلم) بد مذہبوں سے دور ہو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ اور تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

عارف باللہ خواجہ عثمان علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش صاحب لاہوری کشف المحجوب میں حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ اجتنب صُحْبَةَ ثَلَاثَةِ أَصَافٍ مِنَ النَّاسِ الْعُلَمَاءِ الْغَفِيلِينَ وَالْفُقَرَاءِ الْمُسَاهِلِينَ وَالْمُتَصَوِّفِ الْجَاهِلِينَ۔ تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز واجب ہے۔ غافل علماء ست فقیروں اور جاہل صوفیوں سے غافل علماء وہ ہیں جو علم کا غرور اپنے کلام پر فریضہ اہل اللہ کے حاسار اور بزرگان دین پر طعن کرنے والے ہوں۔ واہن یا مکار فقیر وہ ہیں جو اپنے نفس کی پیروی کریں۔ جاہل صوفی وہ ہیں جو دنیا کاں پیر کے صحبت یافتہ ہوں۔ اور نہ کسی بزرگ سے تربیت یافتہ ہوں۔ صوفیوں کا لباس پہن کر اہل اللہ کی صحبت سے نفرت کرتے ہوں۔ اور حق اور باطل میں شناخت نہ کرتے ہوں۔ (لکھنؤ)

عارف رومی فرماتے ہیں ۔

حق ذات پاک اللہ الصمد کہ بود بہ مار بداز یارید
ماربد جانے ستاند از سلیم یار بد آرو سوئے تار جہیم
مار رجم ارزند برجاں زند یار بد یرجان و بر ایماں زند
درجہاں بنود ہتراز یار بد دیں مرا عین التیقن گمشداست خود
خدا تعالیٰ کی بے نیاز ذات برحق ہے۔ برے دوست سے برا سانپ اچھا

ہوتا ہے۔ کیونکہ برا سانپ تو صرف جان ہی لیتا ہے مگر برا دوست جہنم میں پہنچا دیتا ہے
 برا سانپ صرف جان پر زخم لگاتا ہے مگر برا دوست جان و ایمان دونوں کو زخمی کر دیتا
 ہے دنیا میں برے دوست سے بدتر کوئی چیز نہیں اور اس بات پر مجھے یقین حاصل
 ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نخواستہ اگر کوئی آدمی کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو جاتا
 ہے تو ڈاکٹر یا حکیم اس کی معیت اور صحبت سے پرہیز کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس
 کے قیام طعام اور لباس وغیرہ سے از حد پرہیز کیا جاتا ہے بلکہ اس کے لیز تک کو جلا دیا
 جاتا ہے تا کہ دوسرا آدمی بھی اس کے مہلک جراثیم سے متاثر ہو کر بیمار نہ ہو جائے
 اگرچہ اس کا حقیقی بھائی باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے
 محبوب مکرم علیہ السلام نے بھی روحانی بیماروں یعنی گناہگاروں اور بدکاروں کی صحبت
 سے بچنے کا حکم فرمایا۔ تا کہ ہم بھی ان کی سیاہ کاری اور بدکرداری سے متاثر ہو کر شیطان
 کے دام ترویض میں گرفتار ہو کر ایمان جیسی نایاب دولت اور کوہِ بے بہا کو برباد کر کے
 خسرانِ دنیا و الدین کے مصداق نہ ہو جائیں بلکہ نیکوں کی صحبت اور اطاعت اختیار
 کر نیک حکم دیا۔ تا کہ ان کے عین صحبت سے ہم بھی نیکوکار بن جاویں۔ روحانی بیماریوں
 کا ثبوت۔ **فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ** (پارہ اسورۃ البقرہ) ان کے دلوں میں (مناقت)
 کی بیماری ہے۔ **ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدَّ**
قَسْوَةً (پارہ اسورۃ البقرہ) پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھروں کی طرح بلکہ اس سے
 بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ اور کلام الہی سکر دل پر اثر نہ ہوا۔ **فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارَ**
وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبَ الَّتِي فِي الصُّلُورِ (پارہ اسورۃ) سو کچھ آنکھیں
 اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ اندھے ہوتے ہیں جو دل سینوں میں ہیں۔ **مَنْ كَانَ فِي**
هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ مَسِيلًا (پارہ اسورۃ بنی اسرائیل)

اور جو آدمی اس جہاں میں اندھا رہا سو وہ اس جہان (عاقبت) میں بھی اندھا ہے۔ اور راہدایت سے دور ہے۔ کی آیات کریمہ ارشادات خداوندی سے ملتا ہے انہیں روحانی بیماریوں کے علاج اور شفاء کے لئے روحانی طبیبوں کی ضرورت ہے۔ جس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (پارہ ۳ سورۃ بقرہ) اور جسے (روحانی) حکمت عطا کی گئی پس البتہ سے بڑی بھلائی عطا کی گئی اس لئے عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چند خوانی حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں را باز خواں
حکمت یونانیاں خواہ از طبیب حکمت ایمانیاں خواہ از حبیب
اے عزیز! تو کب تک یونانیوں کی حکمت پڑھنے میں عمر عزیز ضائع کرے گا۔ حکمت ایمانیاں بھی حاصل کر حکمت یونانی تو بدنی حکیموں مگر حکمت ایمان خدا تعالیٰ کے محبوبوں سے حاصل ہو سکتی ہے روحانی حکیم شریعت کے شفاخانہ سے دوا دیتے ہیں یعنی گناہوں سے توبہ کرو وظائف عبادات اور اعمال صالح جن کو اصلاح قلوب کے حکمائے روحانی حضرات انبیاء علیہم السلام نے ارشاد الہی ترتیب دیا ہے۔ عطا فرماتے ہیں جس سے دل کی اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ نور ایمان سے منور اور حکمت کفر و مصیبت سے پاک ہو جاتا ہے اور جس کا قلب نیک نہ ہوگا۔ اس کی نجات نہ ہوگی۔
إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (پارہ ۱۹ سورۃ شعراء) یعنی وہ آدمی کہ جو اللہ تعالیٰ کی جناب میں قلب سلیم لائے گا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ لَا وَانْ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ آلا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ (بخاری عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

خبردار! تحقیق بدن میں ایک گوشت کا ٹھنڈا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

کتاب فتح الربانی ملفوظات سید عبدالقادر جیلانی میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ”ہر فن کے متعلق انہیں سے مدد چاہو جو اس کے ماہر ہوں۔ یہ عبارت بھی ایک فن ہے اور اس کے ماہر وہ لوگ ہیں جن کے اعمال میں اخلاص ہے۔ جو شریعت کے عالم اور اس پر عامل ہیں۔ عارف روی فرماتے ہیں۔

ایں حکیمان بدن دانشور اند بر مقام تو ز تو واقف تر اند
ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم بومند از تو بھد تو نہ قسم
پس طیان الہی دو جہاں چوں ندا تند از تو اسرار نہاں
حال تو دانند یک یک مویو زانکہ پرستند از اسرار حق

مطلب: یہ کہ جب بدنی حکیم تیری نبض رنگ خون وغیرہ کو دیکھ کر تری اندرونی جسمانی امراض کا پتہ لگا لیتے ہیں۔ تو پھر حکیمان الہی یعنی اولیاء اللہ جو اسرار خداوندی سے پر ہیں اپنے نور ایمان اور کشف باطنی سے تیرے روحانی امراض سے کیوں واقف نہ ہوں گے۔

ضمیر سے کہ اوروشن است از غبار شود نقش غیبی درد آشکار
جو دل گناہگاری کے غبار سے پاک ہوتا ہے اس میں نقش غیبی خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں۔

کشفِ اولیاء

جب حضور علیہ السلام سے اس آیت اَقْمِنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَلَٰوةَ لِیْلَاسَلَام
فَهُوَ عَلٰی نُورٍ مِّنْ رَّبِّهِ (پارہ ۱۳ سورۃ نصر) کے معنی پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا اس
سے غرض فراخی ہے یعنی جب نور دل میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے لئے سینہ کھل جاتا ہے
ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ مومن وہ ہے جس کو اللہ کے نور سے پردہ
کے پیچھے کی چیز نظر آوے حدیث میں وارد ہے۔ اِتَّقُوا عَنْ قَرَامَةِ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ
يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ (ترمذی) مومن کی فراست سے ڈور وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا
ہے۔ اور فرمایا۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّغْنَا عَلَمًا (پارہ ۱۵ سورۃ کہف) اور ہم نے اس کو علم
لدنی عطا کیا علم لدنی وہ ہے جو بغیر تعلیم خلق قلب میں حاصل ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لَوْلَا أَنَّ الشَّيَاطِينَ يَخُونُ مُؤْمِنًا عَلٰی
قُلُوبِ بَنِي آدَمَ لَيَنْظُرُوا اِلَىٰ مَلَكُوتِ السَّمَاءِ (مسند احمد بروایت ابو ہریرہ) اگر
شیطان نبی آدم کے دلوں کے گرد گھومتے تو وہ آسمان کے ملکوت دیکھ لیتے اور خدا تعالیٰ
کے نیک بندوں پر شیطان کا مسلط نہ ہوتا ابھی قرآن حکیم سے ثابت کی جا چکا ہے
کیونکہ روز ازل میں شیطان سے خود ہی کہہ دیا تھا۔ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غَوِيَّتَهُمْ
أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (پارہ ۲۳ سورۃ زمر) شیطان کے کہا مجھے
تیری عزت اور جلال کی قسم میں تیرے مخلص بندوں کے سوا باقی تمام لوگوں کو گمراہ کر دوں گا
مولیٰ کریم نے جواب میں فرمایا تھا۔ بے شک میرے خاص بندوں کو گمراہ نہ کر سکے گا
کیونکہ میں ان کا محافظ ہوں۔ إِنَّ عِبَادِي لَآيَسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ
بِرَبِّكَ وَكِيلًا (پارہ ۱۵ سورۃ نبی اسرائیل) ثابت ہوا کہ حضرت اولیاء حسب فرمان

نبوی علیہ السلام تمام ملکوت سماوی سے مطلع ہیں۔ جیسا کہ قطب الاقطاب حضرت
غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

كُنْخِرَوَلَةٍ عَلَى حُكْمِ الصَّالِي

مسلل ملک حق کے دیکھتا ہوں بے حجابانہ پڑا صحرا میں ہو جس طرح رائی کا کوئی دانہ
امام غزالی فرماتے ہیں کہ علم اولیاء اور انبیاء کا تو اس دروازے سے ہوتا
ہے جو عالم ملکوت کی طرف کھلا ہوا ہے۔ اور علم وحکمت ظاہری ابواب حواس سے
حاصل ہوتا ہے جو عالم ظاہر کی طرف کھلے ہیں چنانچہ آپ نے احیاء العلوم اور مولانا
روم نے مثنوی شریف میں اس کی ایک مثال لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ
رومی اور چینی مصوروں میں اس بات پر تکرار ہوئی۔ کہ ان دونوں میں کون زیادہ
کارگر ہے بادشاہ نے ایک محل کی آئینے سامنے کی دو دیواروں میں پردا کر دیا تا کہ
وہ اپنے ہنر کا کمال دکھائیں اور ایک دوسرے کے کام کو نہ دیکھ سکیں۔ چینیوں نے
بادشاہ سے سامان لے کر دیوار پر رنگ و روغن اور نقش و نگار کرنا شروع کیا۔ مگر
رومیوں نے صرف دیوار کو صاف کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ دیوار آئینے کی طرح
صاف اور بچلے ہو کر چمکنے لگی۔ جب دونوں اپنا اپنا کام ختم کر چکے تو بادشاہ محل میں
ملاحظہ کے لئے آیا اور چینیوں کا نقش و نگار دیکھ کر بہت خوش ہوا جو رومیوں کی باری
آئی تو انہوں نے عرض کیا بادشاہ سلامت بیچ کا پردہ اٹھا دیا جائے جب پردہ اٹھایا
گیا تو چینیوں کی دیوار کے نقش و نگار کا عکس رومیوں کی صاف دیوار میں اس سے
بھی زیادہ صاف اور خوبصورت نظر آنے لگا۔ جسے بادشاہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور
رومیوں کی کارگیری کی داد دینے لگا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

رومیاں آں صوفیا نندائے لیسر نے زکمر اور کتاب و نے ہنر
 لیک صیقل کردہ اند آں سینہ ہا پاک ز آزو حرص و بخل کینہ را
 آں صفائی آئینہ وصف دل است صورت بے نہار قابض است
 کس نیابد بر دل ایساں ظفر چوں صدف گشمتد ایساں پر گہر
 برتر انداز عرش و کرسی و خلا ساکناں معہ صدق و صفا
 صد نشاں وارند و نحو مطلق اند چہ نشاں بی عین دیدار حق اند

اولیاء اللہ اور صوفیوں کی مثال اور ان روی مصوروں کی طرح ہے۔ جنہوں نے کتابوں کے تکرار سے نہیں بلکہ آئینہ دل کو حرص و ہوا اور بخل و کینہ سے پاک کر کے خدا تعالیٰ کے ذکر اور نور ایمان سے دل کو میٹھے اور منور کیا ہوا ہے۔ اور اس دل کی صفائی کی وجہ سے کائنات عالم میں کوئی چیز ان سے مخفی نہیں۔ اولیاء اللہ جو اپنی صداقت اور پرہیزگاری کے باعث اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِيْ جَنَّتٍ وَّ نَهْرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدٍ صٰلِقٍ عِنْدَ مَلٰٓئِكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ (پارہ ۲۷ سورۃ القمر) جنت کے سدابہار باغوں پر لطف نہروں اور مقتدر خدا تعالیٰ سے قرب روحانی رکھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب باللہ ہونے کی وجہ سے عین دیدار حق کے مصداق ہیں۔ اس لئے ان کا دیدار اور صحبت اختیار کرنا نیک بختی اور حق تعالیٰ کی معرفت کا وسیلہ ہوتا ہے۔

یعنی یہ بات کہ علوم مکافہہ کس طرح حاصل ہوتے ہیں تو جانا چاہئے کہ بقول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ:۔۔۔ حضرات صوفیائے کرام اول خوب مجاہدہ کرتے ہیں اور پھر تمام برائیوں اور تعلقات ماسوائے اللہ کو چھوڑ کر ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اس وقت خود اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا ولی اور منکفل ہو جاتا ہے اس پر اپنا سایہ رحمت ڈالتا ہے۔ اور اس کے دل میں نور تو حید چمکنے لگتا ہے۔ سینہ کھل جاتا ہے اور

اسرار ملکوتی ظاہر ہونے لگتے ہیں حجاب قلبی دور ہو جاتے ہیں اوراء وراہیہ کے حقائق دل میں روشن ہونے لگتے ہیں کیوں کہ لوح محفوظ جس پر تمام امور جو قیامت تک ہونے والے ہیں منقوش ہیں۔ اور لوح محفوظ سے حقائق علوم کا دل جلوہ گر ہونا ایسا ہے جیسا کہ ایک آئینے کا عکس دوسرے آئینے میں جو اس کے سامنے ہوتا ہے معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس طرح جب نسیم الطاف الہی اپنے بندے کے دل پر چلتی ہے تو قلب کی آنکھ کے سامنے سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ تو بعض چیزیں جو لوح محفوظ میں مسطور ہیں۔ نظر آنے لگتی ہیں اور یہ سب کچھ فصل الہی سے ہوتا ہے۔ بندے کے اپنے اختیار میں نہیں۔ (احیاء العلوم جلد سوم ذکر مجاہدات قلبی)

مولانا رومی فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
علم حق در علم صوفی گم شود این سخن کے باور مردم شود
لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نظر سامنے ہوتا ہے جو خطا اور نسیان سے محفوظ ہوتا ہے اس طرح علوم الہیہ کا عکس صوفی کے قلب صافی پر پڑتا ہے مگر اس بات کو اصحاب طواہر کب مانتے ہیں۔

روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی موت کے وقت فرمایا۔ کہ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ حالانکہ آپ کی زوجہ محترمہ اس وقت حاملہ تھیں۔ اور آپ کے وصال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطبہ کے وقت فرمایا یا سَارِيَةَ الْجَبَلِ الْجَبَلِ اے سایہ رضی اللہ عنہ پہاڑ کی جانب اختیار کرو۔۔۔۔۔

جب آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر اسلام پر کفار کا غلبہ ہوا تو آپ نے لشکر اسلام کو لٹکا رکھا کہ پہاڑ کی جانب ہو جاؤ۔ پھر اس آواز کا ملک نہاد میں دور دراز پہنچ جانا۔ اور ان کو لشکر کفار پر فتح حاصل ہو جانا کتنی بڑی کرامت ہے (احیاء العلوم بحوالہ یمنی)

اور انس بن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتا تھا۔ راستہ میں مجھ کو ایک عورت ملی۔ میں نے اس کو دیکھا اور اس کے حسن کو ملاحظہ کیا۔ جب میں خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تم میں سے بعض آدمی میرے پاس ایسے آتے ہیں جن کی آنکھوں میں زناہ کا اثر ہوتا ہے، کیا تم کو معلوم نہیں۔ کہ آنکھوں کا زناہ بری نظر سے دیکھنا ہے تو بہ کرو۔ ورنہ تجھ کو سزا دوں گا۔ میں نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی ہوتی ہے؟ کہا نہیں بلکہ فراست صادق ہے اور ابو سعید خراز ہے نقل ہے کہ ایک بار حرم شریف میں گیا اور ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ خرقہ پہنے ہوئے ہے میں نے دل میں کہا۔ کہ اس قسم کے لوگ لوگوں پر بھاری ہوتے ہیں۔ اس نے مجھ کو پکارا۔ اور کہا اللہ یَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے پس اس سے ڈرتے رہو۔ تو میں نے اپنے دل میں استغفار کیا۔ پھر اس نے مجھ کو پکار کر کہا۔ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ (پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ) وہی ہے اللہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور یہ کہہ کر میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور ذکر یا ابن داؤد سے روایت ہے کہ ابو العباس ابن مسروق ابو الفضل ہاشمی کی عیادت کو گئے اور یہ مریض عیالدار تھے۔ اور بسر اوقات کا سامان ظاہری کچھ نہ رکھتے تھے۔ جب ابو العباس اٹھنے لگے دل میں کہا! الہی یہ شخص کہاں سے کھانا ہوتا۔ اسی وقت ابو الفضل

نے آواز دی خبردار اس ٹکمی بات کا کبھی دھیان نہ کرنا۔ خدا تعالیٰ کے الطاف پوشیدہ بہت ہیں اور احمد نقیب سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت شبلی کی خدمت میں گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے احمد خدا تعالیٰ نے ہم سب کو پہچان کے لئے داغ دیا ہے میں نے پوچھا حضرت کیا حال؟ آپ نے فرمایا میں اس وقت بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں یہ بات گذری کہ تو بخیل ہے احمد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو بخیل نہیں ہوں۔ پھر آپ نے نال کر کے فرمایا بیشک تو بخیل ہے۔ پھر میں نے دل میں قصد کیا۔ کہ جو کچھ آج مجھ کو ملے گا اس کو جو فقیر مجھے سب سے پہلے ملے گا اسے دے دوں گا اسی فکر میں تھا کہ ایک آدمی میرے پاس پچاس اشرفیاں لے کر آیا اور مجھے دے دیں۔ میں انہیں ایٹائے وعدہ کے لئے لیکر اٹھا تو دیکھا کہ ایک امدہا فقیر نائی سے سر منڈاتا ہے میں وہ اشرفیاں اس کو دینے لگا اس نے جواب دیا اس حجام کو دے دے میں نے کہا پچاس ہیں۔ اس نے کہا تجھ سے نہیں کہہ دیا کہ تو بخیل ہے۔ نائی کو دیدے جب نائی کو دینے لگا تو اس نے کہا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ اس فقیر سے اجرت نہیں لوں گا۔ پس میں نے ان اشرفیوں کو دریا میں پھینک دیا۔ اور کہا کہ جو آدمی تمہاری عزت کرتا ہے اس کو خدا ذلیل کرتا ہے۔

ابو حمزہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں ابو النخیر کے گھر گیا۔ دل میں عہد کیا کہ ان کے گھر کچھ کھانا نہ کھاؤں گا۔ جب میں گھر سے نکلا تو دیکھا کہ وہ کھانے کا ایک طباق لے کر مجھے راہ میں ملے اور کہا اب کھا لو یہاں تو میرا گھر نہیں ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم ذکر عجائبات قلبی)

حضرت حرم بن حبان رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ اولس قرنی رضی اللہ عنہ کی

زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ آپ دریاۓ فرات کے کنارے کودڑی
 پہنچے ہوئے وضو فرما رہے ہیں جب آپ کنارہ سے نیچے اترے تو اپنی ریش مبارک
 میں کنگھی کرنی شروع کی۔ حضرت حرم بن حباب آگے بڑھے اور سلام عرض کیا۔ آپ
 نے فرمایا اے حبان / وعلیک السلام! حرم بن حبان نے کہا آپ نے مجھے کیسے پہچان
 لیا۔ کہ میں حرم ہوں آپ نے جواب دیا۔ عَرَفْتُ رُوحِي رُوحِي رُوحِي یعنی میری
 روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا۔ (کشف المحجوب) معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی
 فراست ایمانی سے اپنے ہم نشین کے خطرات قلبی سے واقف ہو کر اس کی اصلاح فرما
 دیتے ہیں۔ اس لئے ان کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔

الحمد شریف جس کو اس کی فضیلت کے لئے فاتحۃ الكتاب، أم الكتاب، أم
 القرآن، السبع المثانی، القرآن العظیم، سورۃ الحمد، سورۃ الصلوٰۃ، سورۃ التثا، سورۃ رقیۃ،
 اساس القرآن، کافیہ اور کنز وغیرہ بھی کہتے ہیں جس کو نماز میں اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے
 بندے کے درمیان پڑھنے کے وقت نصفانصف تقسیم کر لیتا ہے۔ (مسلم وغیرہ) جس
 کی پہلی تین آیات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء و تجید ہیں اور آخر کی تین آیات بندوں کیلئے۔ اور
 درمیانی ایک آیت مشترک ہے (تفسیر مواہب الرحمن) اور جس میں اللہ تعالیٰ نے بندوں
 کو آداب سوال دعا سکھائے ہیں اور ہر نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 مدح و ثناء کے بعد ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے بندے مجھ سے دعا کر کہ اے رب!
 اٰهْلِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ لَا صِرَاطَ الْاٰلِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
 عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ (پارہ ۱۱ سورۃ فاتحہ) ہم کو سیدھے رستے پر چلا جن پر تو نے
 فضل کیا نہ ان کے رستے پر کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ نہ گمراہوں کے راستے پر

(آمین) اور جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے چار گروہ ہیں۔ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُطِيعِ
 اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ
 وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (پارہ ۵ سورۃ النساء) جس نے
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا۔
 جن پر خداوند تعالیٰ نے انعام کیا ہے اور وہ انبیاء اور صالحین اور شہداء اور صالحین ہیں۔ اور یہ
 اچھے رفیق ہیں۔ پس ان کی پیروی اور تقلید واجب ہے۔ اور ان کی اطاعت محبت اور
 صحبت لازم ہے۔ اور جن پر اللہ کا غضب ہو اور حضور علیہ السلام کی نبوت اور وسیلہ کے منکر
 یہود و نصاریٰ منافق اور گناہگار ہیں ان کی صحبت اور اطاعت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے۔ قَبَازًا يَغْضَبُ عَلَيَّ غَضَبٍ (پارہ ۱ سورۃ فاتحہ) پس انہوں نے غم پر غم کھلایا
 یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے غم کے مستحق ہوئے۔ نیکوں کی صحبت اور قدم کی برکت کعبہ شریف کو
 بھی پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں فرمایا۔ فِيهِ آيَةٌ بَيِّنَةٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ
 وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (پارہ ۲ سورۃ آل عمران) (خانہ کعبہ) میں حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کے کھڑا ہونے کی جگہ ہے۔ اور جو کوئی اس میں چلا جاتا ہے تو امن پاتا
 ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّیً (پارہ ۱ سورۃ البقرہ)
 اور مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

مولیناروی فرماتے ہیں۔

مرکلوخ قبلہ راچوں کعبہ کرد

آن مرداں باش اے جانِ پدرا

یعنی مردان کمال کے قدموں کی برکت سے قبلہ کے پتھر کعبہ بن گئے تو اے

عزیز! تو بھی خدا تعالیٰ کے لئے نیک بندوں کی ملک ہو جانا کہ ان کی اطاعت اور فیض صحبت سے تو بھی نیک اور عارف باللہ بن جائے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ چیز کے فیض سے اعلیٰ بن جاتی ہے سنگ خارا جو پہلے پاخانے کی بنیادوں میں کام آتا تھا آفتاب کی شعاعوں کے فیض سے لعل والی بن کر بادشاہوں کے تاج کی زینت بنتا ہے۔ سنگھیا جو پہلے ایک زہر قاتل تھا۔ طبیب کامل کی تدبیر اور جڑی بوٹیوں کی تاثیر سے کشتہ ہو کر علاج بیماریوں کے لئے اکسیر بن جاتا ہے۔ ایک رنگ کا پھول گل بہت رنگ کی پیوند سے سات رنگ کا خوبصورت پھول بن جاتا ہے۔ وحشی درندے پرندے انسان کی تربیت سے تماشا گاہوں میں تماشاخیوں کا دل بہلاتے ہیں۔ لکڑیوں کو پھولوں میں بسا کر خوشبودار بنایا جاتا ہے سادہ پانی پھول کی صحبت سے عرق گلاب بن جاتا ہے۔ آتش شیشہ آفتاب کی شعاعوں کے تاثیر سے ایک عالم کو سوختہ کر سکتا ہے، تو پھر ایک اشرف المخلوقات انسان جب اپنے اندر فطرتاً جو ہر قابلیت رکھتا ہے۔ ایک مردِ مومن اور ولی کامل کے فیض صحبت سے کیوں نیکو کار اور پرہیزگار نہیں بن سکتا۔

اقبال کہتے ہیں۔

دیں مجھ اندر کتب اے بے خبر علم و حکمت از کتب دیں از نظر
کیا پیدا کن از مشے گلے بوسہ بن بر آستانے کاٹے

خاتم اصم کا شقیق بلخیؒ کی صحبت سے حصولِ فیض

امام غزالی احیاء العلوم جلد اول باب العلم ص لکھتے ہیں کہ ایک دن شقیق بلخی

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تم میری صحبت میں کتنا عرصہ رہے عرض کیا تینتیس برس شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اتنے عرصے میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا؟ حاتم نے جواب دیا آٹھ مسئلے انھوں نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ) میرا تمام وقت تم پر ضائع ہو گیا۔ کہ تم نے صرف آٹھ مسئلے سیکھے۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یا استاد میں نے اس سے زیادہ نہیں سیکھے اور جھوٹ بولنے کو میں ناپسند کرتا ہوں۔ استاد نے فرمایا اچھا بتاؤ کہ میں نے خلق کو دیکھا تو معلوم کیا کہ ہر ایک شخص کا ایک محبوب ہوتا ہے اور قبر تک وہ اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے۔۔۔ جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو اپنے محبوب سے جدا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنا محبوب نیکوں کو بنا لیا ہے۔ کہ جب قبر میں جاؤں تو میرا محبوب بھی میرے ساتھ رہے۔ شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے بہت اچھا سیکھا۔ اب باقی سات باتیں بیان کرو۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور کیا۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰی (پارہ ۳ سورۃ النازعات) اور جو کوئی قیامت کے دن اپنے رب کے پاس کھڑا ہونے سے ڈرا اور خواہشات نفس سے اپنے دل کو رکا۔ سو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ تو سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان صحیح ہے اس لئے اپنے نفس پر خواہش کے دور کرنے کی محنت ڈالی۔ یہاں تک کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت پر جم گیا۔ تیسرا یہ ہے کہ اس دنیا کو دیکھا جس آدمی کے پاس کوئی اچھی اور قیمتی چیز ہوتی ہے وہ اس کو اٹھا کر رکھ چھوڑتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے قول کو دیکھا تو فرمایا مَا عِندَکُمْ یَنْفَقُ وَمَا عِندَ اللّٰہِ بَاقٍ (پارہ ۱۳ سورۃ النحل) جو کچھ تمہارے

پاس ہے ختم ہو جائے گا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی اور بڑھتا رہے گا۔
اس لئے جو چیز بھی قیمتی میری ہاتھ لگی۔ اس کو میں نے خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا تاکہ
اس کے پاس موجود رہے۔

چوتھا یہ تھا کہ لوگوں کو دیکھا تو ان کا میل اور توجہ مال حسب نسب اور شرافت کی طرف
پایا، اور ان امور میں جب غور کیا تو سب ہیچ معلوم ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو
سوچا کہ فرماتا ہے۔ **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ** (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات) تحقیق
اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے وہی زیادہ عزت والا ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے)
اس لئے میں نے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کیا۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک
کریم اور بزرگ جو جاؤں۔

پانچواں یہ کہ لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے پر براگمان کرتے ہیں اور
برا کہتے ہیں اس کی وجہ حسد ہے پھر اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف توجہ کی تو پایا۔ **لَقَدْ
قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** (پارہ ۱۲۵ سورۃ زخرف) (یعنی ہم نے
زندگانی دنیا میں ان کے درمیان رزق تقسیم کر دیا ہے۔ اس لئے میں نے حسد کو چھوڑ کر
خلق سے کنارہ کیا۔ اور جان لیا کہ رزق اور قسمت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس لئے خلق
کی عداوت چھوڑ دی۔

چھٹا یہ کہ لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے سرکشی اور کشت و خون کرتے ہیں اور
اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف رجوع کیا تو فرمایا ہے۔ **إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ
عَدُوًّا** (پارہ ۲۲ سورۃ فاطر) تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اس کو اپنا دشمن سمجھو اس
بناء پر میں نے صرف اس اکیلے کو ہی اپنا دشمن ٹھہرایا۔ اور اس بات کی کوشش کی، کہ اس

نے چپختار ہوں اس لئے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی عداوت کی کو ایسی فرمائی ہے اس لئے
میں نے اس کے سوا باقی تمام مخلوقات کی عداوت چھوڑ دی۔

مسائقیں یہ کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر ایک ایک پارہ نان یعنی روٹی کے ٹکڑے کا
خواہشمند ہے اور اسی کیلئے اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے اور ناجائز امور کا مرتکب ہوتا ہے۔
جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پر غور کیا تو فرماتا ہے۔ وَمَا مِنْ ذَاتِ نَفْسٍ إِلَّا عَلَى
اللّٰهِ رِزْقُهَا (پارہ ۱۲ سورہ حمود) زمین پر اپنے پاؤں سے چلنے والا کوئی (جاندار) نہیں
جس کی روزی کا ضامن اللہ تعالیٰ نہ ہو تو میں نے سمجھ لیا کہ میں بھی خدا تعالیٰ کے ان
حیوانوں میں سے ہوں جسکے رزق کا وہ خود ضامن ہے اس لئے میں ان حقوق کے ادا
کرنے میں مشغول ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر ہیں اور میرا رزق جو اللہ تعالیٰ کے ذمے
ہے اس کی طلب ترک کر دی۔

آٹھویں یہ کہ میں نے خلق کو دیکھا تو سب سے کو کسی چیز پر بھروسہ کرتے پایا اور
جب خدا تعالیٰ کے قول کی طرف رجوع کیا تو یہ ارشاد پایا۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
فَهُوَ حَسْبُهُ (پارہ ۲۸ سورہ الطلاق) جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو وہ اس کے لئے
کار ساز اور کافی ہے۔ اس لئے میں نے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا کہ وہی مجھے کافی ہے
شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے حاتم رحمۃ اللہ علیہ خدا تعالیٰ تم کو توفیق
دے میں نے جو تورات، انجیل، زبور اور قرآن کے علوم پر نظر کی تو ان سب کی اصل
انہیں آٹھ مسئلوں کو پایا۔ وہ سب ان میں آ جاتے ہیں، جو ان آٹھوں مسئلوں پر عمل
کرے گا تو وہ کو یا چاروں آسمانی کتابوں کا عال ہوگا۔

اے عزیز! ہمارے سلف صالحین اور بزرگان دین ایک دوسرے کی صحبت

سے اسی قسم کی پرہیزگاری اور پابندی شریعت کی باتیں سیکھتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

خلیفہ ہارون رشید کا حضرت ثور رحمۃ اللہ علیہ

کے فیض سے مشرف ہوتا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ جب خلیفہ ہارون رشید تخت خلافت پر بیٹھا علماء اس کی ملاقات کو گئے اور خلافت کی مبارکباد دی اس نے بیت المال کھول کر بڑے بڑے انعام و اکرام دینے شروع کئے۔ وہ عہد خلافت سے پہلے بھی بہت سے علماء اور زاہدوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور بظاہر زہد اور خستہ حالی رکھتا تھا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کے بعد اس سے ترک ملاقات کی اور مبارکبادی کے لئے تشریف نہ لائے۔ ہارون رشید کے دل میں ان کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ تاکہ ان سے تہائی میں مل کر کچھ باتیں کریں۔ مگر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف نہ لائے۔ اور نہ ہی اس بات کی پرواہ کی کہ اب ہارون کا منصب بلند ہو گیا ہے۔ یہ بات اس پر شاق ہوئی۔ اور ایک خط آپ کی خدمت میں اس مضمون کا لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

بندہ خدا ہارون رشید امیر المؤمنین کی طرف سے اس کے بھائی سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو بعد حمد و نعت و سلام کے معلوم ہو کہ ہر اور من اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے درمیان بھائی چارہ مقرر فرمایا۔ اور اس بھائی چارے کو اپنی رضا اور

خوشنودی کا باعث ٹھہرایا، جناب کو معلوم ہو کہ میں نے آپ سے جو بھائی چارہ مقرر کیا تھا۔ خلافت کے بعد اس کو منقطع نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ کی محبت اور دوستی کو ترک کیا ہے۔ بلکہ اب تک مجھ کو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہے اگر خدا تعالیٰ میری گردن میں خلافت کا بار نہ ڈالتا تو گھٹنوں کے میں چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ کیونکہ میرے دل میں آپ کی محبت ہے۔ اور میرے اور آپ کے دوستوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ جو مجھ کو مبارکباد نہ دینے آیا ہو۔ اور میں نے بیت المال کھول کر بڑے بڑے انعام و اکرام اس لئے دیئے ہیں کہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو فرحت حاصل ہوئی مگر جب آپ نے تشریف لانے میں دیر فرمائی اور اب تک قدم رنجہ نہ فرمایا تو میں نے یہ خط نہایت اشتیاق سے جناب کی خدمت میں روانہ کیا اے ابو عبد اللہ آپ کو معلوم ہو کہ ایماندار کے ملنے کا ثواب کتنا بڑا ہے۔ جب یہ اشتیاق نامہ آپ کے پاس پہنچے تو جلد از جلد قدم رنجہ فرمائیں۔

جب خلیفہ ہارون رشید خط لکھ چکا تو حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ کون خدمت نامہ بری اختیار کرے گا۔ چونکہ سب کے سب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے طبع اقدس کو جانتے تھے اس لئے کسی نے بھی خط لے جانے کی جرأت نہ کی۔ آخر کار خلیفہ نے کہا کہ دربانوں میں سے ایک شخص کو طلب کرو چنانچہ ایک شخص عباد طالقانی بلایا گیا۔ خلیفہ نے کہا اے عباد میرے خط لے اور کوفہ لے جا اور شہر میں جا کر بنی ثور کا قبیلہ دریافت کر کے میرا خط حضرت سفیان ثوری کے حوالے کر دینا۔ اور خبردار اپنے کان اور دل سے ذرا ذرا ان کا حال یا درکھنا اور ساری کیفیت دیکھ کر مجھ سے آکر بیان کرنا۔

عباد اس خط کو لے کر اپنے منزل مقصود کی طرف چلا جب شہر کو فہ پہنچا تو قبیلہ
 نبی ثور سے مل کر حضرت سفیان ثوری کا حال دریافت کیا کسی نے بتایا کہ مسجد میں
 تشریف رکھتے ہیں عباد کہتے ہیں میں نے مسجد کا راستہ لیا جب آپ نے مجھ کو آتے
 ہوئے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ سب و بصیر کی شیطاں مردود سے
 پناہ مانگتا ہوں یا اللہ ہر اس آنے والے سے جو ہمارے پاس سوائے خیر کے آئے۔
 تیری پناہ مانگتا ہوں آپ کے ان الفاظ نے مجھ پر ایسی تاثیر کی کہ میں تنگ ہو گیا۔
 جب آپ نے مجھ کو مسجد کے دروازے پر سواری سے اترتے دیکھا تو نماز پڑھنے لگے
 حالانکہ کسی نماز کا وقت نہ تھا۔ میں نے اپنا گھوڑا مسجد کے دروازے سے باندھ کر اندر
 قدم رکھا۔ دیکھا کہ آپ کے جلیس گردن جھکائے بیٹھے ہیں کو یا چور ہیں کہ ان پر
 بادشاہ چلا آیا ہے اور اس کی سزا سے ڈرتے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے سر اٹھا
 کر مجھ کو نہ دیکھا اور پوروں کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا۔ میں جا کر کھڑا ہو گیا کسی
 نے مجھ سے یہ نہ کہا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ اور ان کی ہیبت سے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔
 میں نے ان سب کو نا کا اور سوچا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یہی بزرگ ہیں جو نماز
 بڑھتے ہیں۔ میں نے خط ان کے سامنے پھینک دیا آپ خط کو دیکھ کر کانپے اور اس
 سے ایسا بچے کو یا سجدہ گاہ میں سانپ آ گیا۔ پھر رکعتوں کو پورا کر کے سلام پھیرا اور اپنا
 ہاتھ آستین میں لے کر چغہ میں لپٹا اور اسی طرح خط کو لے کر پلٹا۔ پھر اس کو پشت کی
 طرف لوگوں میں پھینک دیا اور فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اسے پڑھ لے۔ میں تو
 اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں کہ ایسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤں جس کو ظالم نے چھوا ہے۔
 الغرض! ان میں سے ایک شخص نے ڈرتے ڈرتے اس کو کھولا کو یا اس میں

سانپ تھا جس کے کانٹے کا خوف تھا۔۔۔ سے ابتدا سے انتہا تک پڑھا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ متعجب سنتے اور مسکراتے رہے جب تمام خط بن لیا تو فرمایا اس کو لوٹو اور ظالم کے خط کی پشت پر جواب لکھو۔ لوگوں نے کہا اے ابو عبد اللہ وہ شخص خلیفہ ہے بہتر ہے کہ آپ کسی صاف اور عمدہ کاغذ پر جواب لکھوائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں اسی خط کی پشت پر جواب لکھو۔ اگر اس نے اس خط کے کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائے گا۔ اگر حرام سے حاصل کیا ہوگا تو عذاب بھگتے گا۔ جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے پاس نہ ذنی چاہئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کرے گی۔ صو کوں نے عرض کیا، کیا جواب لکھیں۔ فرمایا لکھو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

بندہ غیب سفیان بن سعید ثوری کی طرف سے اس بندہ کو جو مال پر دھوکہ کھائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اس سے چھین گیا ہے۔ یعنی ہارون رشید کو بعد سلام و حمد خدائے معام اور نعت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معلوم ہو کہ میں نے یہ خط تم کو اسی اطلاع کے لئے لکھا ہے کہ میں نے تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا ہے اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا ہے۔ اور اب میں تمہارا دشمن ہو گیا۔ کیونکہ تم نے خود اپنے خط میں اقرار کیا ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں کے بیت المال کو کھول کر خرچ کر ڈالا۔ اور مجھ کو اس بات کو کواہ کیا کہ تم نے مسلمانوں کا مال بے جا اور بے موقع صرف کیا۔ اور پھر خط لکھ کر مجھے اور دوسرے لوگوں کو جن کے سامنے تمہارا خط پڑھا گیا۔ اور پھر خط لکھ کر مجھے اور دوسرے لوگوں کو جن کے سامنے تمہارا خط پڑھا گیا۔ اپنا کواہ بتالیا یا درکھو ہم فردائے قیامت میں خدا تعالیٰ کے رو برو تمہاری حرکت بے جا کی کو انی دیں گے

اے ہارون! تم نے جو مسلمانوں کا مال اڑایا اس میں قرآن مجید کے حکم کے مطابق سات فرقوں کا حق تھا۔ تمہارے اس فعل سے کون سا فرقہ راضی ہوا مولفۃ القلوب راضی ہوئے یا صدقات کے عامل یا خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے یا مسافر یا حافظان قرآن اور علماء یا بیوہ عورتیں اور یتیم بچے یا اور لوگ تمہاری رعیت سے راضی ہوئے۔ پس اب سوال کے جواب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنی مصیبت کے دور کرنے کی فکر کرو۔ اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے کھڑے ہو گے اور تم سے مواخذہ ہوگا کہ تم نے علم، زہد قرآن مجید اور اہل اہل کے پاس بیٹھنے کا مزہ کھو دیا۔ اور اپنے نفس کیلئے ظالم اور ظالموں کا امام ہونا پسند کیا۔ اے ہارون! تم تخت پر بیٹھے حریر پہنا اور اپنے دروازے پر پردہ ڈالا۔ اور ان حجابوں سے تم نے رب العالمین کی شاہت پیدا کی۔ پھر اپنے ظالم سپاہیوں کی دروازہ اور پردہ کے پاس بیٹھ لیا۔ جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں انصاف نہیں کرتے خود شراب پیتے ہیں اور دوسرے شراب پینے والوں کو سزا دیتے ہیں۔ خود زنا کرتے ہیں اور دوسرے زانیوں کو حد مارتے ہیں خود چوری کرتے ہیں اور دوسرے چوروں کے ہاتھ کاٹتے ہیں۔ یہ شریعت کے احکام تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر نہیں ہیں؟ اے ہارون کل کیا ہوگا۔ جب ایک پکارنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارے گا اُخْسِرُوا بِاللَّيْنِ ظَلَمُوا اَزْوَاجَهُمْ ظَال، اور ان کے مددگار کدھر ہیں (ان کو جمع کرو) تم کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس صورت میں کہ تمہارے ہاتھ تمہاری گردن میں بندھے ہوں گے۔ اور ان کو سوائے تمہارے عدل کے اور کوئی نہ کھولے گا۔ اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہوں گے اور تم ان سب کے سردار ہو کر سب کو دوزخ میں لے جاؤ گے۔ اے ہارون! کو یا تمہارا حال

میرے سامنے ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی۔ اور قیامت میں پیش کے مقام پر حاضر کئے گئے۔ اور تم اپنی نیکیاں دوسرے کے پلہ حسناات میں دیکھ رہے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندھیرے پر اندھیرا ہے۔ پس اے ہارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت میں نے تم کو کی ہے اس پر کار بند ہو جاؤ۔ اور جان لو کہ میں نے تمہاری خیر خواہی کی ہے تم اپنی رعیت کے باب میں خدا تعالیٰ سے ڈرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ آپ کی امتی کے باب میں رکھو۔ اور خلافت کی ذمہ داری کو ٹھوٹو رکھو۔ اور یاد رکھو کہ اگر خلافت خلیفوں کے پاس رہتی تو تجھے نہ ملتی۔ اسی طرح تیرے پاس بھی ہمیشہ نہ رہے گی اسی طرح دنیا تمام لوگوں کو ایک ایک کر کے لئے چلی جاتی ہے تو ان میں سے بعض لوگوں نے تو دنیا سے توشہ بنا لیا جو ان کو مفید ہوا۔ اور بعض نے دنیا اور آخرت دونوں عالم میں خسارہ پایا۔ میرے خیال میں تم بھی ان ہی لوگوں میں سے ہو۔ جن کو دین و دنیا میں خسارہ نصیب ہوا۔ خبردار اس کے بعد مجھ کو ہرگز خط نہ لکھنا۔ اور نہ ہی میں اس کا جواب تم کو تحریر کروں گا۔ وَالسَّلَام

عباد کہتا ہے کہ اس خط کو لکھتے تھے اور مہر لگائیے میری طرف پھینک دیا میں اسے لے کر کوفہ کے بازار میں آیا۔ آپ کی نصیحت مجھ پر اثر کر گئی میں نے بازار میں پکارا اے اہل کوفہ میری بات سنو۔ حاضرین نے کہا بتائیے میں نے کہا ایک شخص خدا تعالیٰ سے بھاگا ہوا تھا اس کی طرف اس نے رجوع کیا۔ کیا کوئی تم میں اس کا خریدار ہے، لوگ میرے پاس روپے اشرفیاں لائے۔ میں نے کہا مجھے مال کی حاجت نہیں۔ بلکہ ایک موٹا چھوٹا سوت کا کڑنا اور ایک کمل چاہتا ہوں۔ لوگوں نے مجھے دونوں چیزیں لادیں۔ میں نے ان کو پہن لیا۔ اور جو لباس خلیفہ کے ساتھ پہنا کرتا تھا

اتار ڈالا۔ اور جو تھیار لگائے ہوئے تھا اور ان کو گھوڑے پر رکھ کر گھوڑے کی باگ ڈور پکڑ کر زیادہ پار روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ جب میں خلیفہ کے دروازے پر پہنچا اور لوگوں نے مجھ کو مدہنہ پایا اور زیادہ اس حالت میں دیکھا تو خوب تمسخر کیا۔ پھر اطلاع کے بعد مجھ کو اجازت ہوئی۔ جب میں خلیفہ کے سامنے گیا۔ اور ان نے مجھ کو اس کیفیت پر دیکھا تو ٹٹھا اور اٹھا اور پھر کھڑا ہو کر اپنا سر اور منہ عیا تھا اور داویلا اور واسرنا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ افسوس ایسی فیضیاب ہوا۔ اور بھیجنے والا محروم رہا۔ مجھ کو دنیا سے کیا سروکار ہے سلطنت میرے کس کام آئے گی۔ ڈھلتے سائے کی طرح جلد چلی جائیگی۔ پھر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو جس طرح کھلا خط دیا تھا۔ اسی طرح میں نے ہارون رشید کو دے دیا وہ گریہ زاری اور فریاد آواز بلند کرتا جاتا تھا۔ اس کے بعد مدینوں نے کہا اے امیر المومنین! سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان میں بڑی گستاخی کی۔ آپ اگر کسی کو ان کے پاس بھیج کر لوہے کی بیڑیاں پہنا کر مجلس میں رکھیں تو دوسرے لوگوں کو عبرت ہو جائے گی۔ ہارون رشید نے کہا!! اے دنیا کے بندو! ہم کو اس حرکت سے معاف رکھو جو تمہارے مخالفے میں آئے وہ بڑا بد بخت ہے تم کو معلوم نہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی تشریع یگانہ روزگار ہیں وہ جانیں ان کا کام ان سے مزاحم نہ ہو۔

پھر یہ خط سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ ہارون رشید کے پہلو میں رہتا تھا۔ اور ہر نماز کے وقت اس کو پڑھایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انتقال کیا۔

رحمة الله تعالى عليهم اجمعين!

رب وی اوہ ہی کروا.....

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
 وَاصِيحَايْكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ
 معزز حاضرین!

جو ہوا۔ ہوا کرم سے تیرے
 جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا
 محمد سرور نعت شریف پڑھا کرتا ہے اور آج سجاد گڈو نے بھی اسی طرز میں نعت
 شریف پڑھی ہے کہ:

خالی رہوے نہ دامن مولا کے گدا دا
 سانوں وی بہن کراوے دیدار مصطفیٰ دا
 ہو جاوے عید واللہ آقا دے عاشقاں دی
 رہا کھڑا کدی دکھا دیں محبوب کیرا دا
 ہمیرے دے وچ سی دنیا رہندا سدا ہمیرا
 دنیا تے جے نہ چڑھدا جن بی بی آمنہؓ دا
 منہ کر کے دل مدینے آکھو ایہہ مصطفیٰ نوں
 آقا کرم کماؤ ویلا ہے ایہہ عطا دا

دکھاں غماں نے سانوں سرکار گھیرے آئے
 اج مان رکھ لے آقا دکھیاں دی التجا دا
 میتوں انج لگ رہیا اے سرکار کول بیٹھے نہیں
 بلہ جو آرہیا اے مہکاں بھری ہوا دا
 صائم بدل گیا سی اوہدی رضا تے قبلہ
 اللہ وی اوہ ہی کردا جو یار دا ارادہ
 اس نعت شریف کا مقطع بار بار پڑھا جاتا ہے اور ہر دفعہ لطف اور مزہ آتا ہے۔ سرور آتا
 ہے۔ دل خوش ہو جاتا ہے۔

صائم بدل گیا سی اوہدی رضا تے قبلہ
 اللہ وی اوہ ہی کردا جو یار دا ارادہ
 چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ
 اللہ تعالیٰ بھی وہی کرتا ہے جو اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہوتی ہے۔
 اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، حاکم مطلق ہے وہ قادر ہے لیکن وہ وہی کر دیتا ہے جو نبی
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اپنے حبیب
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار ہے۔ ورنہ وہ کوئی مجبور تو نہیں ہے جنگ بدر میں ایک
 روز قبل ہی فرمایا کہ اس جنگ میں ستر کفار مریں گے اور نام لے کر اس جگہ کی نشان
 دہی فرمائی کہ کہاں کون سا کافر مرے گا۔ ستر کفار کے مرنے کی جگہ اور ان کا نام بتلایا
 Pin point کر دیا۔ نشان لگا دیئے۔ اب دیکھیں کہ دونوں طرف فوج ہے۔ کفار
 کا لشکر ایک طرف اور مجاہدین اسلام ان کے بالقابل دوسری طرف ہیں۔ مجاہدین کے
 علاوہ پانچ ہزار فرشتوں کی فوج بھی ہے۔ جنگ ہو رہی ہے۔ کھواریں چل رہی ہیں

لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنگ جس طرح سے بھی ہو۔ تلواریں جس طرح سے مرضی ہے وہ چلائی جائیں لیکن مریں گے وہی جن کی نشان دہی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کر دی ہے۔ اور وہ مریں گے بھی وہیں جہاں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کیونکہ رب وی اونی کردا جو یا ردا ارادہ۔ جس فرد کے لئے جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشان لگایا وہیں پر ہی وہ گرا ہے مقررہ نشان سے ادھر ادھر نہیں ہونے دیا۔ اور وہ اتنے ہی مرے جتنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔ دوسری مثال یہ ہے جو اس موضوع کے ساتھ مناسب رکھتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا عَزَّ الْاِسْلَامَ بَعْمَرِ بْنِ خَطَّابٍ اَوْ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ۔ ”یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر مجھے دیدے اور اس سے اسلام کو عظمت عطا فرما“ وہ عمر اسلام قبول کرے اور ایسا اسلام قبول کرے کہ اس سے اسلام کو بھی عظمت ملے۔ ان دو عمروں میں سے ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرا عمر بن ہشام ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ انہوں نے تلواریں اٹھائی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو (نموذ باللہ) قتل کرنے کے ارادے سے چلے۔ ادھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ راستے میں جو بھی واقعات پیش آئے سو آئے لیکن وہی عمر جو قتل کرنے کے ارادہ سے آرہے تھے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھ کر کلمہ پڑھنے لگے۔ اسلام قبول فرمایا اور پھر یہ عظمت پائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ اور عمر بن ہشام نے اپنی آنکھوں سے معجزات دیکھے ہیں۔ سورج اس کے سامنے واپس گیا ہے۔ چاند اس کے سامنے دو ٹکڑے ہوا ہے اور

پھر جڑ بھی گیا ہے کنکریوں نے اس کی اپنی مٹھی میں کلمہ پڑھا ہے لیکن اسے ایمان لانے کی توفیق ہی نہیں ملی کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مانگا ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عمروں میں سے ایک مانگا اور دعا میں پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی اسلام لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ”اللہ وی اوہی کروا جو یا ردا ارادہ“ یہاں اگر کوئی بندہ ذرا سی شجہہ بازی دکھا دے تو ہم اس کے مرید بن جاتے ہیں کہ جی آپ بہت بڑے ولی ہیں۔ عمر بن ہشام نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا پھر اس کو جڑتے ہوئے بھی دیکھا ہے لیکن اسے کیوں توفیق نہیں ملی۔ وہ صرف اس لئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والسلام نے اسے مانگا ہی نہیں ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھی مانگ لیتے تو وہ بھی ضرور اسلام قبول کر لیتا۔ ”اللہ وی اوہی کروا جو یا ردا ارادہ“ اب دیکھیں کہ فتح خیبر کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک ماہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ جنگ کے تمام طریقے آزمائے۔ منصوبہ بندی کی۔ یہودیوں کا قلعہ قوص بہت مضبوط قلعہ تھا۔ وہ فتح نہیں ہو رہا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس کو دوں گا جو اس قلعہ کو فتح کر لے گا۔ رات بھر ہر صحابی سجدہ میں ہے کہ یا اللہ میرا نام ہی نکل آئے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح کی خوشخبری دے دی ہے۔ اور یہ فتح ہو جانی ہے اور میرا نام ہی فاتح خیبر بن جائے۔ صبح ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں دکھ رہی ہیں میں Medically un fit ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر لعاب و من مبارک لگایا۔
 آنکھیں اسی لمحہ تندرست ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا فتح
 خیبر ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی کہ فاتح خیبر کا اعزاز حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی قلعہ فتح کیا۔ ”اللہ وی
 اویٰ“ کروا جو یا روا ارادہ ”سائنس ابھی تک ایسی دوائی ایجاد نہیں کر سکی کہ جو دکھتی ہوئی
 آنکھوں کو ایک لمحہ میں تندرست کر دے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چاہا
 تو آنکھیں اسی لمحہ تندرست ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا تو
 انہوں نے بانیں ہاتھ سے قلعہ کا دروازہ جو سولہ سون لوہے کا تھا اٹھا کر ایسے پھینک دیا
 کہ جس طرح سے میں یہ مسلسل دور پھینک دوں۔ قلعہ کا دروازہ کھل گیا۔ فوجیں اندر
 داخل ہو گئیں۔ فتح ہو گئی۔ فتح ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس
 دروازے کو ہلانے کی کوشش کی لیکن وہ مل نہ سکا۔ کیونکہ آخر سولہ سون وزنی تھا۔
 چالیس افراد نے مل کر دروازہ ہلانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ دروازہ میری طاقت سے نہیں ہلا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 کی زبان مبارک سے نکل چکا تھا۔ اور انہیں کی طاقت سے یہ دروازہ ہلا ہے۔ ”اللہ وی
 اویٰ“ کروا جو یا روا ارادہ ”ایک اور مثال لے لیں۔ انسان کا جو حافظہ ہے یہ جتنا بھی ہے
 قدرتی طور سے مقرر ہے اس میں کوئی طاقت زیادہ نہیں ہو سکتی۔ کوئی دوائی کوئی ٹانک
 ایسا نہیں ہے کہ جس سے حافظہ طاقتور بن جائے۔ پہلے سے زیادہ قوی ہو جائے۔
 قدرتی طور سے کسی کا جو حافظہ ہے وہ مقرر ہے اس میں کوئی کمی بیشی ہونے کا امکان
 نہیں ہے۔ کوئی ٹانک یا دماغ کے لئے مقوی چیز کھانے سے شاید انیس بیس کا فرق پڑ
 جائے۔ معمولی درجہ کا حافظہ تیز ہو جائے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو ذہن ہے

وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ذہین ہے اور جو کد ذہین ہے وہ کد ذہین ہی ہے۔ اسے کوئی چیز یاد نہیں رہتی اس کا حافظہ ہی نہیں ہے۔ اس کا دماغ بنا ہوا ہی اسی طرز پر ہے لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرمائیں تو سب کچھ بن سکتا ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ کمزور ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بڑے غور سے سنتا ہوں لیکن جو نبی باہر جاتا ہوں تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔ مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ دو آئی کھاؤ۔ کوئی ٹانگ کھاؤ۔ کوئی کشتہ وغیرہ کھاؤ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کھیس لے آؤ۔ اب دیکھیں کہ کھیس کا دماغ سے کیا تعلق ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیس لے آئے فرمایا کہ بچھا دو، انہوں نے بچھا دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ہوا سے بک بھر کر ڈال دیا اور فرمایا کہ اس کو سینے سے لگا لو۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی بات نہیں بھولی۔ آپ نولا کھا حدیث مبارکہ کے راوی ہیں۔ ”اللہ وی اوہی کروا جو یا ردا ارادہ“ پھر یہ دیکھیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مختلف ممالک کے فرمانرواؤں کو خطوط لکھے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی۔ کوئی روم میں جا رہا ہے۔ کوئی حبشہ جا رہا ہے۔ کوئی یمن جا رہا ہے۔ ہر ملک کی مختلف زبان ہے۔ کوئی ایران جا رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سفیر منتخب فرمائے کہ کون سے ملک میں کون سے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خیال آیا کہ یہ سفیر تو صرف عربی جانتے ہیں اور کسی زبان کے یہ عالم نہیں ہیں۔ کسی دوسری زبان کا انہیں علم نہیں ہے۔ لیکن جہاں جہاں یہ جا رہے ہیں وہاں کی اپنی اپنی زبان ہے۔ یہ کس طرح سے اپنا مدعا بیان کریں گے۔ کس طرح سے

انہیں اپنا نقطہ نظر سمجھا سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل میں ارادہ فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ ان کو ان ممالک کی زبان آ جائے حالانکہ کوئی غیر ملکی زبان کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نبی ارادہ فرمایا تو ان سفیروں کو وہیں بیٹھے ہوئے ہی جن ملک کے لئے اسے بھیجا رہا تھا اس ملک کی زبان آ گئی۔ ”اللہ وی اوہی کروا جو یاردا ارادہ“ کئی زبانیں ایسی بھی ہیں کہ پانچ سال اسی کی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود ان پر عبور حاصل نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا جو نبی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سفیروں کے فہم میں وہ ملکہ عطا فرما دیا کہ ان کو بغیر کسی استاد کے ہی وہ زبان آ گئی جس کی ان کو ضرورت تھی ”اللہ وی اوہی کروا جو یاردا ارادہ“ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام تھے۔ ان کی بڑی طویل داستان ہے۔ آخر میں وہ ایک یہودی کے غلام تھے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی ساری کہانی بیان کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس یہودی سے آزادی حاصل کر لو۔ وہ لوگ غلام سے معاوضہ لے کر اس کو آزاد کر دیتے تھے۔ جو لاگت ہوتی تھی وہ وصول کر کے کسی غلام کو آزاد کیا جاتا تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی سے فرمایا کہ مجھے آزاد کر دو۔ یہودی نے شرط رکھی کہ میں تمہیں ایک سو گھلیاں دیتا ہوں وہ آپ بودیں جب وہ کھجور کے درخت بن جائیں گے اور پھل دینا شروع کر دیں گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ اور دوسری شرط اس نے یہ رکھی کہ مجھے ایک پاؤ سونا دے دو تو میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ وہ جانتا تھا کہ سونا اس کے پاس نہیں ہے۔ اور گھلیاں اس نے بال کر دیں تاکہ ان میں پودا بننے کا جو مادہ ہے وہ ختم ہو جائے۔ لہذا Embryo ختم ہو جائے اور وہ گھلیاں

اگ نہ کیس۔ چلی ہوئی گھٹلیاں لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی نے یہ ایک سو گھٹلیاں دی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ اس نے ابال کر دی ہیں کہ ان میں پیدائش کا مادہ باقی نہ رہے اور کہا ہے کہ یہ گھٹلیاں بونی ہیں یہ درخت بنیں گے پھل دیں گے تو پھر مجھے آزاد کرے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ ایک پاؤ سونا بھی طلب کر رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے پوچھا کہ اگر کسی کے پاس کچھ سونا ہو تو دے دیں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ماشہ کے قریب سونا دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا حضرت سلمان قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا کہ جاؤ یہ یہودی کو دے آؤ۔ حضرت سلمان قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ وہ ایک پاؤ سونا طلب کر رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماشہ عطا فرما رہے ہیں۔ لیکن آپ نے کوئی بات نہیں کی اور وہ سونا لے کر چلے گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے تھے وہ صحابی بغیر کسی حیل و حجت بجالاتے تھے کبھی کوئی اعتراض والی بات نہ کرتے تھے۔ وہ سونا یہودی کے گھر تک پہنچنے تک ایک پاؤ بن گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماشہ عطا فرمایا اور ارادہ فرمایا کہ یہ ایک پاؤ بن جائے تو وہ ایک پاؤ بن گیا۔ ”اللہ وی اویٰ“ کر دیا جو ارادہ ”کھجوروں سے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھرپے سے زمین میں گڑھے بناتے جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ گھٹلیاں ایک ایک کر کے ہر گڑھے میں دبا دیں اور حضرت سلمان قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ ہر گڑھے میں لوٹے سے تھوڑا تھوڑا پانی دیتے جاؤ۔ صبح ہوئی تو وہ تمام کھجوریں درخت بن چکی تھیں اور ان کو پھل بھی آیا ہوا تھا۔ سعودی حکومت نے وہ باغ اب ختم کر دیا ہے لیکن مجھے ان میں سے چند کھجوروں

کی زیارت ہوئی ہے۔ 1990 میں جب میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سعودیہ گیا تو ان کھجوروں میں سے چند پودے ابھی تک موجود تھے اور میں نے ان کی زیارت کی تھی۔ کھجور کے درخت کو سال میں ایک مرتبہ ہی پھل لگتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھجوروں کے باغ میں پہلی مرتبہ پھل آیا اس نے وہ پھل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کے باغ میں کھجوروں کے درختوں کو سال میں دو مرتبہ پھل آئے۔ پھر اس باغ کو سال میں دو دفعہ پھل آتا تھا۔ وہ اس لئے کہ ”اللہ وی اوی کر دا جو یا ردا ارادہ“ قیامت کے روز امت محمدی کے ایک فرد کا میزان ہوگا۔ نیکیاں کم ہوں گی بدیاں زیادہ ہو جائیں گی اور اسے جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ فرشتے اس کو لے کر جہنم کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیز قدم مبارک اٹھاتے ہوئے تشریف لے جائیں گے اور فرشتوں کو روک لیں گے اور فرمائیں گے کہ اس کو دوبارہ میزان پر لے چلو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ یہ قیل ہو گیا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ اس کو جہنم میں پھینک دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اللہ تعالیٰ سے اجازت لے دیں کہ اس کو واپس لے جائیں یا پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے دیں۔ کہیں ہم سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی عدولی نہ ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ تیرا وعدہ ہے کہ آپ مجھے میری امت سے متعلق رسوا نہیں کریں گے۔ لیکن میرا ایک امتی جہنم میں لے جا رہا ہے اس سے میری (نعوذ باللہ) رسوائی ہو جائے گی کہ ایک مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کہنے والا بھی جہنم میں چلا

گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا۔ کہ آج جہاں میری حکومت ہے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی حکومت ہے تم وہی کرو جو ان کا ارادہ ہے۔ ”اللہ وی اویٰ کروا جو یاروا ارادہ“ یا رکا ارادہ ہے کہ وہ امتی واپس آئے اور میزان میں پاس ہو جائے۔ اس کو واپس لایا جائے گا اس کا میزان دوبارہ ہوگا۔ پہلے والا میزان درست ثابت ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازراہ مہربانی اپنی جیب مبارک سے ایک کاغذ کی چھوٹی سی چٹ نکالیں گے اور نیکیوں والے پڑے میں رکھ دیں گے۔ وہ پڑا بھاری ہو جائے گا۔ مبارک مبارک کی صدائیں بلند ہوں گی کہ یہ بندہ جنتی بن گیا ہے۔ سب اس چٹ کو دیکھنے کے لئے دوڑیں گے کہ اس میں کیا ہے جس سے بندہ جنتی بن گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چٹ میں کیا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا تھا وہ میں نے محفوظ کر لیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ وہ جنتی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹ کے بہانے سے اسے جنتی بنا دیا کیوں کہ ”اللہ وی اویٰ کروا جو یاروا ارادہ“ اصل چیز مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کی مرضی سے نعت بنتی ہے ان کی مرضی سے ہی طرز بنتی ہے۔ سجاد گدوا اور سرور نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرز نعت طلب کی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو طرز عطا فرمائی ہے، ہجرت کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہاں لگ رہی ہے اور بھوک بھی لگ رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غار کے باہر دیکھو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں پوچھا کہ وہاں کیا ہے بلکہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور

غار سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہاں سماں ہی کچھ اور ہے۔ نہر بہہ رہی ہے جس کا پانی شہد سے زیادہ شٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی پیا اس سے ان کی پیاس بھی بجھ گئی اور بھوک بھی ختم ہو گئی۔ واپس غار میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہر پہلے تو یہاں نہ تھی۔ یہ کہاں سے آ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ تجھے پانی مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت میں سے ایک نہر یہاں رواں کر دی۔ ”اللہ وی اوہ ہی کروا جو یا ردا ارادہ“ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو جہل کے بیٹے تھے اور بہت خوبصورت تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا اور فرمایا کہ عکرمہ ایسی خوبصورت شکل دوزخ میں جاتی اچھی نہیں لگتی۔ چند روز بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان لاتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے کہ وہ پتھر جو پانی کے دوسری طرف ہے وہ پانی پر تیرتا ہوا آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کواہی دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ اس سے کہو کہ تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ وہ پتھر پانی پر تیر کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو جائے۔ پتھر پانی پر قانون قدرت کے مطابق تیرتے نہیں ہیں لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارادہ فرمائیں تو یہ پانی پر تیرتے بھی ہیں۔ ”اللہ وی اوہ ہی کروا جو یا ردا ارادہ“ وہ پتھر پانی پر تیرتا ہوا آیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کواہی دی۔ اسی طرح سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ درخت چل کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کواہی دے تو میں

مسلمان ہوتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی فرمایا کہ جاؤ اس درخت سے کہو کہ تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بلا تے ہیں جب درخت کو حکم ملا تو وہ جڑ سے باہر نکل آیا۔ درخت چلا نہیں کرتے۔ آدمی وغیرہ سے اگر جڑ سے اکٹڑ بھی جائیں تو یہ زمین پر گر جاتے ہیں۔ چلتے نہیں ہیں۔ لیکن جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والصلوٰۃ والسلام کا ارادہ ہو کہ یہ درخت چل کر آئے تو پھر درخت بھی چلنا شروع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ درخت میں یہ وصف پیدا فرما دیتے ہیں کہ جو میرے یا ردا ارادہ ہے ویسے ہی کرو۔ ”اللہ وی اوی کر دا جو یا ردا ارادہ“ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میرا فقر اختیاری ہے اگر میں چاہوں تو یہ احد کا پہاڑ بلکہ سارے پہاڑ سونے کے بن جائیں اور اگر میں حکم دوں تو یہ میرے ساتھ ساتھ بھی چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ ہی فرمایا صرف زبان مبارک سے یہ کلمات ہی ادا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے احد میں جو مٹی، پتھر کاربن وغیرہ عناصر تھے ان کو سونے میں بدل دیا حالانکہ کوئی ایک عنصر دوسرے عنصر میں تبدیل نہیں ہو سکتا سائنس دانوں نے پارہ کو سونے میں بدلنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والصلوٰۃ والسلام جیسا ارادہ فرمادیں اللہ تعالیٰ اسی طرح سے کر دیتا ہے۔ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو ہی مد نظر رکھتا ہے۔ ”اللہ وی اوی کر دا جو یا ردا ارادہ“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرمائیں تو بھنی ہوئی ٹکڑے کی ہوئی مچھلی بھی بول پڑتی ہے۔ نعت شریف کا مقطع ہے کہ ۔

صائم بدل گیا سی اوہدی رضا تے قبلہ

اللہ وی اوی کر دا جو یا ردا ارادہ

ہجرت کے بعد بھی سترہ ماہ تک مسلمان سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے لئے جو قبلہ بیت المقدس مقرر تھا اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ ان کیلئے اور ان کی امت کے لئے قبلہ بیت اللہ شریف ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ مسلمانوں کیلئے قبلہ بیت اللہ شریف ہو جائے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے ارادے کو پسند فرمایا اور عین نماز کی حالت میں جبکہ دو رکعت ادا ہو چکی تھیں اور دو رکعت پڑھنا ابھی باقی تھیں کہ آیت مبارک نازل ہو گئی۔ قُلْنَا نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (البقرہ-۱۴۴) ”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی حالت میں ہی اپنا چہرہ انور بیت المقدس سے پھیر کر بیت اللہ شریف کی طرف کر لیا۔ ”اللہ وی اوہی“ کر دیا جو یا ردا ارادہ ”صائم صاحب کا شعر بار بار پڑھا گیا ہے تو قرآن مجید کی رو سے اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بھی وہی کرے گا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہو گا اس کے ثبوت میں آیت مبارکہ ہے۔ وَلَنُؤْتِيَنَّكَ رِزْقًا فَارْضَ (والضحیٰ ۵) اور بے شک قریب ہے تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں راضی کر دوں گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ میں تمہاری بخشش لے کر راضی ہوں گا۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اور خلیل میں کیا فرق ہے فرمایا کہ خلیل وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کو راضی کرتا ہے اور حبیب وہ ہوتا ہے کہ جس کو اس کا

رب راضی کرتا ہے۔ اس لئے ”اللہ وی اونی کردا جو یا ردا ارادہ“ یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ احادیث بھی میں نے بیان کی ہیں اور یہ آیت مبارکہ بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہے۔ صائم صاحب نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کو منکوم طریقہ سے بیان کیا ہے اور میں نے مثالیں دے کر آپ کے لئے حاضر کر دیا ہے۔ اللہ کرے کہ جو بھی اس مضمون کو پڑھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس کے دل میں بھی جاگزیں ہو جائے۔ اگر کسی کے دل میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر نہیں ہوتی تو اسے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ پر یقین نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اس لئے اللہ تعالیٰ ہر کام اسی طرح سے ہی کر دیتا ہے جس طرح سے کہ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے سورج کو واپس کرنے کا ارادہ فرمایا۔ کیا کبھی غروب شدہ سورج بھی واپس آیا ہے۔ سائنس کی رو سے یہ ناممکن ہے کیونکہ سورج پورے ایک نظام میں فٹ Fit ہے۔ اس نظام سے سورج کا باہر نکل آنا ممکن ہی نہیں۔ تمام سیارے سورج وغیرہ اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَلْبَرْنَهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَلِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ۔ (یسین ۴۰-۴۸) ”اور سورج

چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے۔ یہ حکم ہے زیر دست علم والے کا اور چاند کیلئے ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی سورج کو نہیں پہنچتا کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔ ”لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرمائیں کہ سورج کو واپس آنا چاہئے تاکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نماز عصر ادا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے غروب شدہ سورج کو بھی واپس کر دیا۔ اللہ وی اویسی ہی کرا جو یار د ارادہ ”چاند بھی ایک سیارہ ہے جو زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ یہ بھی اپنے ایک متعین راستے پر گامزن ہے۔ اپنے مدار سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اگر کوئی ایک سیارہ بھی اپنے مدار سے باہر نکل جائے تو وہ کئی دوسروں سیاروں سے ٹکڑا جائے گا۔ پورا نظام شمسی اتر ہو جائے گا۔ لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارادہ فرمائیں اور اشارہ فرمادیں تو چاند نہ صرف اپنے مدار سے نکل آتا ہے بلکہ یہ دو ٹکڑے ہو کر کوہ ابوقیس کے دونوں طرف بکھر جاتا ہے اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرمائیں کہ یہ دوبارہ جڑ جائے اور اپنے اسی مدار میں دوبارہ چلنا شروع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر دیتے ہیں۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (القمر) پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو جائے اور پھر جڑ بھی جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا۔ اللہ وہ اویسی کرا جو یار د ارادہ ”جنگ احد کے موقع پر خندق کھودی جا رہی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھوک اور پیاس محسوس کر رہے تھے۔ سامان خور و نوش موجود نہ تھا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک چھوٹی سی بکری ذبح کی جو گھر میں آتا تھا اس کی روٹیاں بنائیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار پانچ احباب کو ساتھ لے

لیجئے اور میرے گھر میں کھانا تناول فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لشکر اسلام کو دعوت دے دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کو لے کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بیٹے نے اپنے بھائی کو اسی طرح ذبح کر ڈالا جس طرح سے باپ کو بکری کو ذبح کرتے دیکھا تھا۔ جب بھائی تڑپا اور اس کے خون کے فوارے نکلے تو ذبح کرنے والا بھی ڈر گیا اور بھاگتے ہوئے میڑھیوں سے نیچے گر کر وہ بھی فوت ہو گیا۔ مختصر عرض ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بیٹے بھی زندہ ہو جائیں اور بکری بھی زندہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بیٹے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کر دئے اور کھائی ہوئی بکری کی ہڈیوں کو بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکٹھا کر کے فرمایا کہ زندہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی زندہ کر دیا۔ اللہ وی اوہی کروا جو یا ردا ارادہ“ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف میں ایک یہودی سے ایک کنواں خرید فرما کر مسلمانوں کے لئے اس کا پانی وقف کر دیا۔ پانی کڑوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کنویں میں پانی کی کٹی کر کے ڈالی اور ارادہ فرمایا کہ پانی ٹٹھا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کڑوے پانی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ کے مطابق ٹٹھا کر دیا۔ ”اللہ وہ اوہی کروا جو یا ردا ارادہ“ مدینہ شریف سے کوئی بیس میل دور بڑناقہ کے نام سے ایک چشمہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس تشریف لارہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ نے پیچہ جتا پانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ پانی تلاش

کرو۔ جب پانی کہیں نہ ملا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے
 زمین پر سے مٹی کو ہٹایا اور ارادہ فرمایا کہ یہاں سے پانی نکل آئے تو اللہ تعالیٰ نے
 وہیں پانی کا چشمہ جاری فرمادیا۔ جہاں سے آج تک پانی جاری ہے اور رہے گا۔
 اللہ وی اوہی کردا جو یا ردا ارادہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے
 بڑی تمنا یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بخشش ہو جائے دنیا میں
 تشریف آوری سے لے کر ظاہری وصال شریف تک زبان مبارک پر یہی رہا۔
 رَبِّ هَبْ لِيْ اَمِيْنِيْ۔ اے اللہ میری امت میرے حوالے کر دے۔ لوگ ترجمہ
 کرتے ہیں کہ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان
 ہے کہ میں اس وقت راضی ہوں گا جب میرا ہر امتی بخش دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ مبارک کو بھی انشاء اللہ ضرور پورا
 کریں گے کیونکہ ”اللہ وی اوہی کردا جو یا ردا ارادہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اس عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

خطاب برہانش پروفیسر مختار احمد صاحب

15-12-07

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ

23

پیش کش: پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	تو زندہ ہے واللہ	۹
۴	خاک پائے نعلین مبارک	۲۸
۵	حضور ﷺ نوازیں تو بات بنتی ہے	۵۲
۶	محبات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۶۵
۷	حُب علی بعض معاویہ	۷۳
۸	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۸۰
۹	انعام یافتہ لوگ	۸۸
۱۰	نماز کا پیغام	۱۵۳
۱۱	شرط اور مشروط	۱۷۵
۱۲	شیطان روتا ہے	۱۸۵
۱۳	اقبال کا انداز طلب	۱۹۸
۱۴	اسماء گرامی شہداء بدر	۲۰۷
۱۵	ماہانہ محافل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۸

نعت شریف

راہ عرفان سے جو ہم نادیدہ رو محرم نہیں
 مصطفیٰ ہے مسند ارشاد پر کچھ غم نہیں
 ہوں مسلم گرچہ ناقص ہی سہی اے کالمو
 ماہیت پانی کی آخر یم سے غم میں کم نہیں
 غنچے مَما اَوْحٰی کے جو چٹکے دُنا کے باغ میں
 بلبل سدہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں
 اس میں زم زم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش
 کثرت کوڑ میں زم زم کی طرح کم کم نہیں
 پنجہ مہر عرب ہے جس سے دیا یہ گئے
 چشمہ خورشید میں تو نام کو بھی غم نہیں
 ایسا انہی کس لئے منت کش استاذ ہو
 کیا کفایت اس کو اِقْرَا رَبُّکَ الْاَکْرَامُ نہیں
 اوس مہر حشر پر پڑ جائے پیاسو تو سہی
 اس گل خنداں کا رونا گریہ شبنم نہیں
 ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
 وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں
 سایہ دیوار و خاکِ در ہو یا رب اور رضا
 خواہش دیم قصر شوق تختِ جم نہیں

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور مومنین کو بھی حکم ہے کہ ان پر درود اور سلام بھیجیں۔ ہمارا درود شریف تو یہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہرت دیدے۔ غلبہ دیدے، فتح دیدے۔ فرشتوں کی بھی یہی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعا نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہرت دے دیتا ہے۔ غلبہ عطا کر دیتا ہے۔ فتح عطا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے ذرہ، ذرہ کو ذکر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگا رکھا ہے۔ اگر ساری مخلوق ہمہ وقت ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتی رہے اور جتنا مرضی زور لگالے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں چھڑکے بہر جتنا بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ ہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر کے وہ اپنی جھولیاں مرادوں سے بھر لیتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ذکر کرنے کے محتاج نہیں ہیں وہ ہمارے ذکر سے بے نیاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان کا ذکر کرے۔ اس لئے جب کچھ نہ تھا تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بھی جاری تھا اور جب کچھ نہ رہے گا۔ سب کچھ فنا کر دیا جائے گا۔ سب کچھ مٹا دیا جائے گا تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تب بھی جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا کوئی نہ بچے گا لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ موجود رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

عظمت بیان کرنے کیلئے نعت نئی نعت پڑھتا ہے۔ نعت پڑھنا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نعت کو اور نعت خواں کی تو بڑی عظمت ہے، شان ہے۔ ہم تو صرف سننے والے ہی ہیں جن کے لئے فرمایا کہ ۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی ﷺ جس نے ایک بھی سنی ہوگی

کوئی نعت لکھ رہا ہے۔ کوئی نعت پڑھ رہا ہے اور کوئی نعت سن رہا ہے لیکن یہ سب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو رہا ہے۔ نعت شریف میں نہ ترنم کی ضرورت ہے نہ خوش الحانی کو کوئی دخل ہے، نہ کسی اعلیٰ کلام کی ضرورت ہے۔ نہ طہارت اور نہ ہی کچھ خلوص کی ضرورت ہے، نہ کسی نیت کی شرط ہے۔ یہ تسلیم کرنا ہوں کہ ترنم اور خوش الحانی بڑا سرور پیدا کر دیتی ہے۔ کلام کی عظمت بھی رنگ لاتی ہے۔ لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی کوئی شرط قائم کرنا ضروری نہیں۔ صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے جاری ہو جائے تو یہ قبول ہی قبول ہے۔ وہ اتنے رحیم اور کریم ہیں کہ ہمارے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو بھی شرف قبولیت بخشے ہیں اور انعام سے نوازتے ہیں۔

حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر اپنے گھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ان کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ گھر میں کون ہے اور کیا کر رہے ہیں۔ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں میری بیوی بچے ہیں اور ہم سب مل کر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر خیر کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام عطا فرمایا کہ قیامت تک جو کوئی بھی عام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح عمل کرے گا اس کے گھر کی طرف بھی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کشتی میں سوار سفر کر رہے ہیں۔ کوئی گپ شب دنیاوی باتیں کرنے کی بجائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ سمندر کے آبی جانور کشتی کے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھا جانے والا درود شریف سنتے ہیں اور یاد کر لیتے ہیں انہی جانوروں میں سے ایک مچھلی پکڑی جاتی ہے ایک صحابی اسے گھر لے آتے ہیں اس کے ٹکڑے کر کے تین دن تک پکاتے رہتے ہیں لیکن وہ پکنے کا نام نہیں لیتی۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مچھلی لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی سے پوچھتے ہیں تو وہ عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک درود شریف سن لیا ہے جس کی وجہ سے یہ دنیاوی آگ مجھ پر اثر نہیں کر رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ درود شریف سناؤ۔ مچھلی نے وہ سارا درود شریف سنا دیا جو آج تک درود مانی کے نام سے مشہور ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ یہ درود شریف لکھ لو جو کوئی بھی اس درود شریف کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو

جہنم کی آگ سے محفوظ فرمائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی متعلق باتیں کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں کے سامنے بڑے فخر سے یہ فرما رہا ہے کہ دیکھو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کتنے پیارے انداز میں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت ثعбан رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ امام الانبیاء علیہم السلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں کہیں نہایت اعلیٰ درجہ میں ہوں گے لیکن مجھے یہ غم ستا رہا ہے کہ مجھے جنت تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے مل جانی ہے لیکن کسی ادنیٰ درجہ میں ہوں گا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت وہاں نہ ہو سکے گی تو میرا کیا حال ہو گا۔ یہ بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ وہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرمادیں کہ جس کو جس سے محبت ہوگی۔ قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور جنت میں اسی کے ساتھ ہی رہے گا۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعامات ہیں۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم خوش ہوئے فرمایا کہ اے ربیعہ مانگ جو تیرا دل چاہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح سے اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اسی طرح سے ہی جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال مہربانی فرمائی اور اسے جنت میں بھی اپنی رفاقت عطا فرمادی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت شریفہ تھی کہ مسجد نبوی میں جو کچھ ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت فرماتے وہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر اپنے بیوی بچوں کو سناتے۔ یوں مسجد میں ہوں کہ گھر میں ہوں۔ سفر میں ہوں یا مقیم ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر کیا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ جہاں میری محفل سجائی جاتی ہے وہاں فرشتے آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق تشریف لے آتے ہیں اور محفل کے تمام شرکاء کو بخش دیتے ہیں۔ محفل میلاد میں آنے والے گناہ لے کر آتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو بخشش لے کر جاتے ہیں جو ان کو دیکھتا ہے اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔

مشہور حدیث پاک ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک نہایت جاہل اور ظالم آدمی تھا۔ پانچ سو سال عمر اور ساری گناہ آلودہ زندگی۔ کوئی نیکی پلے میں نہیں۔ ایک روز تو ریت کھولتا ہے اور اس میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑتی ہے تو نہایت ادب اور محبت سے اس نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

بوسہ لے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل کے صدقہ میں اسے بخش دیتا ہے۔ آج بھی جو کوئی اس کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصلات و برکات ہیں۔

وسیلہ نجات کی اشاعت کا مقصد بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دینا ہی ہے۔ وسیلہ نجات کا مطالعہ کر کے اپنے قلوب کو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور فرمائیں۔ وسیلہ نجات کا تیئسواں (23) حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر اشاعت کیلئے اپنی قیمتی آراء سے مطلع فرمائیں۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی 25-10-08

رابطہ: 0302-7125492

☆☆☆☆☆☆

یا اللہ ﷺ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
یا رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَتَعَالَى

عشق سرکاری اک شمع جلا لول میں

بعد مرنے کے لمحہ میں اُجالا ہوگا

بعض نظر

پیر طریقت و اہل شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر محمد فیروز اکبر علی محمد چیمہ مدنی

نیر علی میلا در عرف قری ملا سے ہر ماہ تیرے شمعے پروں سے ہوا دانا و شرب منقہ ہوتی ہے

وسیلہ نجات فوری لائبریری

میاں شاہد تنویر مکان نمبر 380/5-B

کلی نمبر 10 محوہ لول لعل کار فون 0302-7100263

برائے ایصال ثواب

والدین عزیزین و اہل بیت

تو زندہ ہے واللہ.....

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

حضرات گرامی! آج اس محفل میں ہم نے جو بات کرنی ہے کہ وہ یہ ہے کہ
ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ اس عنوان کا تعلق صرف اور صرف
ماننے سے ہے۔ تسلیم کرنے سے ہے اس میں کوئی رکوع نہیں اس میں کوئی طواف نہیں
ہے اس میں کوئی خیرات نہیں ہے اس میں کوئی خرچہ نہیں ہے اس کا تعلق صرف ماننے
اور یقین کر لینے سے ہے اور اگر اس کو نہیں مانے گا تو پھر نہ کوئی حج کا ثواب ہے نہ اس کا
کوئی قائدہ ہے نہ کسی خیرات و صدقہ کا قائدہ ہے نہ ہی کسی دوسری نیکی کرنے یا اعمال
صالحہ کرنے کا کوئی قائدہ ہے۔ جو کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہیں مانتا
اس کا کوئی ایمان ہی نہیں ہے۔ اس کا ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ وہ مومن نہیں رہتا۔ اس
لئے کہ قرآن حکیم کی پوری نص نہیں۔ پوری آیت مبارکہ نہیں۔ بلکہ اس کے صرف
ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا۔ ایک زیر یا ایک زبر۔ ایک شد یا ایک مد کا بھی اگر کوئی بندہ
انکار کرتا ہے تو اس کا ایمان باقی نہیں رہتا۔ اپنا ایمان بچانے کے لئے یہ ضروری
ہے کہ پورے قرآن پر مکمل ایمان رکھو۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بڑی بڑی تحریکیں چل
چکی ہیں۔ مثال کے طور پر ”قرض اتارو۔ ملک سنوارو۔“ ”ملک بچاؤ“ کی بھی

تحریک بھی چل چکی۔ لیکن پاکستان میں یا دنیا کے کسی ملک میں بھی ”ایمان بچاؤ“ کی تحریک نہیں چلی۔ آج کے پرفتن حالات میں جو کوئی بندہ ایمان بچاؤ تحریک کو چلاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مقربین بندوں میں سے اعلیٰ ترین بندہ ہوتا ہے اور جس جگہ سے ایسی تحریک کا آغاز ہوتا ہے وہ جگہ مقدس ترین جگہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۱۰۷) ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے“ اس کا سادہ سا ترجمہ یہ ہے کہ ”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو“۔ یہاں تک نفی ہے آیت مبارکہ کے دو حصے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ - اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ یہاں نفی کا صیغہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب اثبات کا صیغہ شروع ہوتا ہے۔ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ الّا کا معنی اکثر مترجمین نے ”مگر“ کیا ہے۔ لیکن عام جگہوں پر نہیں بلکہ اس خاص مقام پر میں نے اس کا ترجمہ ”سوائے“ کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اور نہیں بنا کر بھیجا سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت فرماتے ہیں۔ کرم ہی کرم عطا فرماتے ہیں۔ غزالیؒ دوراں سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان شریف والے آپ جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شیخ الحدیث تھے۔ آپ درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک حدیث مبارکہ میں ایک ایسے بندے کا تذکرہ آیا کہ جس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی تو امام صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ طالب علم نے جب حدیث شریف کا ترجمہ کیا تو آپ کے جسم پر کچپی طاری ہو گئی۔ آپ شیخ القرآن بھی ہیں۔ شیخ الحدیث بھی ہیں۔ آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ آپ کے شاگرد بھی بڑے بڑے محققین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ولی

ہو گزرے ہیں۔ شاگرد کو پریشانی لاحق ہو گئی کہ یہ کیا ہو گیا۔ وہ عرض کرتا ہے کہ سرکار مجھ سے کیا غلطی ہو گئی ہے۔ مجھ سے کیا گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ جس وجہ سے آپ اتنے پریشان ہوئے ہیں اور آپ کو یہ تکلیف پہنچی ہے۔ فرمایا کہ پہلے توبہ کرو اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھو۔ دورہ حدیث آخری سیرھی ہوتی ہے یہاں پہنچ کر تعلیمی کورس مکمل ہو جاتا ہے۔ اس سے قبل ہی بندہ مکمل عالم اور مولوی بن چکا ہوتا ہے دورہ حدیث شریف بعد میں شروع ہوتا ہے۔ شاگرد نے عرض کیا کہ سرکار میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور کلمہ شریف پڑھ لیا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پھر عرض کیا کہ حدیث شریف کے الفاظ یہی ہیں جو میں نے ترجمہ کیا ہے لیکن آپ یہ فرمائیں کہ اس کا ترجمہ کس طرح سے کرنا ہوگا کیونکہ آخر یہ حدیث شریف تو ہے اور لوگوں کو بتانی بھی ہے۔ آپ فرمائیں کہ اس کا ترجمہ کس طرح سے کرنا ہے۔ فرمایا کہ اس حدیث شریف کا ترجمہ یوں ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر سے دست شفقت اٹھالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر سے دست شفقت، دست رحمت یا دست کرم اٹھالیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدعا دینے کے لئے نہیں آئے۔ جب ترجمہ یوں کیا گیا تو پھر طالب علم پر کپکپی طاری ہو گئی کہ واقعاً مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ ترجمہ یہی ہونا چاہیے کہ دست رحمت۔ دست شفقت اٹھالیا۔ اس لئے ذات الہی یا ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جب کچھ الفاظ قرآن و حدیث میں آتے ہیں تو وہاں بعض اوقات ترجمہ کچھ اور ہوتا ہے لیکن ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ترجمہ کچھ اور کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو سوائے رحم کرنے، سوائے کرم کرنے کے علاوہ کچھ اور بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم ہی کرنا ہے کس پر رحم کرنا

ہے۔ عالمین پر کرنا ہے۔ جو کوئی بھی میری مخلوق ہے ہر صنف کی مخلوق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم کرنا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ ترین مخلوق ہے۔ قرآن مجید کے مطابق عالمین میں ہر دور شامل ہے۔ ہر وقت شامل ہے۔ ہر ساعت، ہر گھڑی، ہر مخلوق شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحم کرنے کیلئے، کرم کرنے کیلئے۔ راحم بنا کر بھیجا ہے۔ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی ضرورت ہے۔ ہم زندہ ہیں تو اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام (معاذ اللہ) مردہ ہوں تو وہ پھر ہم پر کرم کر نہیں سکتے۔ لفظ عالمین یہ بتاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی کرم فرما رہے ہیں جہاں کہیں بھی کوئی ضرورت مند کوئی حاجت مندا پی آرزو پیش کرتا ہے۔ اس طرح سے قرآن مجید نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی پہلی دلیل پیش فرمادی ہے۔ قرآن مجید نے دوسری دلیل یہ فرمائی کہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ مَبَشِّرًا وَ نَذِيرًا ۝ وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاَذْنِهِ وَ مَسْرًا جَا مُنِيرًا ۝ (الاحزاب ۳۵: ۳۶) اے عاتب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر۔ خوش خبری دینا اور ڈر سنانا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ ”یا“ حرف ندا ہے اور ندا کے معنی ”اے“۔ یا اور ندا آتے ہیں زندہ کے لئے ہیں۔ اس آیت مبارکہ کی منسوخی کے لئے کوئی آیت مبارکہ نازل نہیں ہوئی۔ یہ آیت مبارکہ اب بھی نافذ العمل ہے۔ اگر کوئی عالمین کا انکار کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ”یا“ اور اُیُّہا کا بھی کوئی انکار کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ جس طرح سے کہ میں نے ابتداء میں بھی کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ تسلیم کرنا ہی ایمان ہے یہ ایمان دار ہونے کی علامت ہے جو اس کو نہیں مانتا ہے اس کا ایمان نہیں بچے گا۔ اور اس کا تعلق کسی عمل سے

نہیں ہے بلکہ صرف ماننے سے ہے۔ اُٹھا کالفظ دوام کے لئے آتا ہے۔ دائی رہنے کے لئے آتا ہے۔ ”یا“ حرف ندا ہے جس طرح آپ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں تو میں آپ کو ”یا“ کر کے بلاؤں گا۔ ”یا“ موجود حاضر کے لئے بولا جاتا ہے اور اُٹھا دائی رہنے کیلئے بولا جاتا ہے۔ اُٹھا سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ سارے زمانے کو تو موت آسکتی ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب سے بھی نہیں گزرے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی میں سے بھی نہیں گزرے گی بلکہ جس کا بھی تعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو گیا اسے بھی موت نہیں آئے گی یہ بھی ایک عجیب صورت حال ہے۔ قرآن پاک نے ارشاد فرمایا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (الانبیاء: ۳۵) ”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔“ کھانا ترکاری پکاتے وقت اکثر عورتیں یا پکانے والا اس میں نمک مرچ چکھتا ہے۔ اس کا ذائقہ چکھتا ہے تو کیا اس چکھنے سے وہ ساری سبزی سالن وغیرہ ختم ہو جاتا ہے اور برتن خالی رہ جاتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہوتا۔ تھہر حقی میں ایک اصول وضع کیا گیا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند جاہل قسم کا ہو۔ نمک مرچ کی کمی بیشی سے مار پیٹ پر اُتر آتا ہو۔ بد اخلاق ہو۔ گالی گلوچ کرنا ہو تو ایسی عورت حالت روزہ میں بھی سالن کی پکوائی کرتے وقت اس کا نمک مرچ وغیرہ چکھ سکتی ہے۔ اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لہذا چکھنے سے کوئی بگاڑ پیدا نہیں ہوتا۔ جب ہم نے بھی موت کا ذائقہ چکھنا ہے تو ہم بھی نہیں مریں گے تو جو اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہ کیسے مرجائیں گے۔ قرآن مجید نے صرف ذائقہ کی بات کی ہے۔ یہ ایک الگ مضمون ہے ایک الگ بحث ہے ہم نے تو صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ تک ہی محدود رہنا ہے۔ یٰٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ كَاٰیكٍ اَحَدٍ اَوْ اَكْثَرٍ مِّنْ اَحَدٍ۔ اے دائی رہنے والے محبوب۔ اے ہر وقت زندہ اور موجود رہنے والے، قائم رہنے

والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ کملی والے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ شاہک کواہنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس بات کے کواہ ہیں۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام سابقہ امتوں کی کواہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے دینی ہے۔ تمام سابقہ امتوں کے اعمال، ایمان، عقیدہ اور نظریات کی کواہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے دینی ہے۔ پھر تمام انبیاء علیہم السلام مقرب ترین لوگوں کے اعمال کی کواہی، انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کی کواہی ان کے وعظ و نصیحت کی کواہی ان کی پیغام رسانی کی کواہی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے۔ ہمارے اعمال کی کواہی ہمارے ایمان کی کواہی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی دیں گے۔ ہم تو بڑے پکے مسلمان، نمازی، حاجی، زکوٰۃ اور نیک، پارسا با عمل، ایمان دار ہوں اور جس نے ہماری کواہی دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا ہے کہ ہاں یا اللہ یہ ایسے ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کواہی کو قبول کرنا ہے تو کواہ اگر موجود ہی نہ ہو تو پھر اس کی کواہی کیسی۔ کواہ کے معنی ہیں موجود ہونا۔ کواہ کے معنی ہیں موقعہ پر دیکھنے والا۔ کواہ کے معنی ہیں سمجھنے والا کہ ہم کوئی ایسی بات کریں تو کواہ کو پتہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہارے اعمال دیکھ رہے ہیں وہ لفظ ہیں۔ فَسِيرَ اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ (التوبہ: ۱۰۵) ”اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول“۔ اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال دیکھ رہے ہیں اور دیکھتا وہی ہے جو موجود ہوتا ہے اور موجود وہ ہوتا ہے جو زندہ ہوتا ہے۔ فرمایا: شَاهِكَا وَ مَبْشَرَا وَ نَذِيرَا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبرینا کر بھیجا ہے۔ بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔

ڈرانے والا بتا کر بھیجا ہے۔ اس کے بعد جو الفاظ ارشاد فرمائے جارہے ہیں ان کا تعلق بھی اسی مضمون سے ہے۔ **وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ** اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا۔ قرآن مجید تو یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔ کوئی اگر یہ کہے کہ میں بلاتا ہوں تو کیا اس نے قرآن مجید کو مانا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم توجہ نہ فرمائیں تو کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ اگر تمہیں کسی نے اللہ کی طرف بلانا ہے تو وہ واحد ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت پڑ جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کے بغیر کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کو مان نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ قرآن پاک نے ہمیں بتایا ہے۔ لہذا آج ہم جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہی ہوتا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم شاس حال نہ ہو تو ہمیں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے کی توفیق نہ ہو۔ اس آیت مبارکہ میں کم از کم تین دلیلیں ہیں کہ جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا علم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ **وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِسِرِّهِمْ**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ کو روشن کرنے والے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روشنی تقسیم کرنے والا بتا کر بھیجا ہے اور سب سے بڑی روشنی ایمان کی ہے۔ اور پھر علم کی روشنی ہے ایک وسیع گھر ہو۔ ہر طرح سے آراستہ ہو لیکن اس میں اگر کوئی بیٹا یا بیٹی نہ ہو تو پھر وہ گھر ویرانہ ہے۔ گھر بیٹے اور بیٹیوں سے روشن ہوتے ہیں۔ خاوند بیوی بھی ہو۔ اہل خانہ کی

موجودگی سے ہی گھر بستے ہیں۔ اور اگر گھر میں اہل خانہ موجود ہیں لیکن ان کے آرام کرنے کے لئے ہونے کیلئے چار پائیاں ہی نہ ہوں، کھانے کیلئے کوئی چیز میسر نہ ہو۔ پینے کیلئے پانی نہ ہو، بارش، آندھی وغیرہ سے بچاؤ کے لئے دروازے ہی نہ ہوں تو پھر یہ کیسا گھر ہے۔ اگر یہ تمام قسم کی روشنیاں موجود ہوں۔ سہولتیں موجود ہوں تو یہ گھر کہلاتا ہے اور یہ روشنیاں تقسیم کرنے والی ذات مبارکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لہذا جتنے مکان بن رہے ہیں، کوٹھیاں بن رہی ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہی بن رہی ہیں۔ یہ سارا نظام دنیا اگر چل رہا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہی چل رہا ہے اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی چار دلیلیں پیش کر دی ہیں۔ اب پانچویں دلیل سنیں۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶) ”اور یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اب قرآن مجید نے یہ شرط لگا دی ہے کہ ایمان والا وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے بھی زیادہ قریب سمجھتا ہے۔ جو یہ کہے کہ وہ مر گئے ہیں اور مٹی میں مل گئے ہیں۔ کیا اس نے قرآن مجید کو مانا ہے۔ اگر نہیں تو ایمان ختم۔ وہ بے ایمان ہے۔ کائنات میں جہاں کہیں بھی کوئی ایمان والا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ ہونے کی چھٹی دلیل قرآن مجید نے یوں بیان فرمائی۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (الانفال: ۳۳) ”اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف فرما نہیں“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ان کی

شکیں اس لئے تبدیل نہیں کرتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود رہتے ہیں حالانکہ ان کے کثوت اچھے نہیں ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم تم میں رہتے ہیں اور جو یہ کہے کہ نہیں وہ تو مر گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں کیا اس نے قرآن کو مانا ہے۔ نہیں مانا ہے۔ لہذا ایمان اسی شکل میں باقی رہتا ہے کہ جب کملی والے کو زندہ تسلیم کریں۔ اور ان دلائل کا مختصر ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

عربی کالفظ واللہ جہاں آتا ہے اس کے معنی ہیں اللہ کی قسم۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ آج ایک رواج ہی بن گیا ہے کہ لوگ بات بات پر اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں۔ اللہ کی قسم یہ چیز میرے پاس نہیں ہے حالانکہ اس کے پاس وہ چیز ہوتی ہے۔ اب دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قسم اٹھائی تو کس لئے اٹھائی ہے کہ اللہ کی قسم کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف ہے کہ جو قسم کو نہ مانے اس پر توبہ واجب ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی برصغیر میں ہی نہیں پوری دنیا میں بڑے ادب و احترام سے لیا جاتا ہے۔ جو اپنے ہیں وہ تو ادب کرتے ہیں جو مخالف ہیں وہ اتنے ادب سے نہ سہی لیکن ان کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے جو دلائل پیش کئے ہیں۔ صحیح ترجمہ کیا ہے: لوگوں کا ایمان بچایا ہے اور مخالفین کی تمام بڑی بڑی کتب بے کار ثابت ہوئیں جن کیلئے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو، دو آیات اور تین تین

احادیث کا حوالہ دے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہر مضمون پورا فرما دیا۔ آپ نے قرآن وحدیث کا ترجمہ اشعار کی صورت میں پیش فرما دیا ہے کہ جو شاعری کا ذوق رکھتے ہوں ان کے لئے آسانی پیدا ہو سکے۔ قرآن مجید نے شہید کی زندگی بھی بیان فرمائی ہے کہ شہید زندہ ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا (ال عمران ۱۶۹) ”اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا“۔ جو اللہ کی راہ میں مر گیا وہ شہید ہوتا ہے۔ اس کو تم نے مردہ سوچنا نہیں ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ بَلْ أَحْيَاءُ بَلْ كَهُ وَهْ زَہْدَہْ۔ عِنْدَ رَبِّہِم بِرِزْقُونِ۔ اپنے رب سے رزق لیتا ہے۔ اب دیکھو کہ رزق میں روٹی بھی شامل ہے۔ پانی بھی شامل ہے۔ دیگر ضروریات جسم بھی شامل ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کو کھانے کیلئے روٹی اور پینے کے لئے پانی بھی ملتا ہے۔ اسی آیت مبارکہ سے اگلی آیت میں فرمایا۔ فَرِحِينَ وہ بہت خوش ہیں ان کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ ایک بندہ شہید ہو جائے تو اس کی بیوہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ عدت پوری کرنے کے بعد جائز ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ شہید زندہ بھی ہے خوش بھی ہے۔ روٹی بھی کھاتا ہے، پانی بھی پیتا ہے۔ جو شہید سے متعلق یہ سوچے کہ مر گیا۔ مٹی میں مل گیا۔ نیست و نابود ہو گیا۔ اس کی ہڈیاں گل مڑ گئیں۔ وہ قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے۔ جو شہید کو مردہ کہے وہ کافر ہے حالانکہ شہید کی بیوی سے نکاح بھی جائز ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے تو پتہ چلا کہ تمام شہداء سے اعلیٰ و ارفع زندگی کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے پھر جو ان سے متعلق یہ کہے کہ مر گئے اور مٹی میں مل گئے تو وہ کافر اعظم ہے۔ ایسے بد بخت سے آپ جرأت سے یہ سوال پوچھیں کہ

حضرت صاحب آپ اگر فوت ہو جائیں تو میں تمہاری بیوی سے نکاح کر سکتا ہوں تو وہ ضرور کہے گا کہ ہاں عدت پوری ہو جانے پر کر سکتے ہو۔ پھر اسی سے ہی پوچھ لیں کہ کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ سے کوئی نکاح کر سکتا ہے یا کسی نے کیا ہے۔ قرآن مجید نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ** (احزاب: ۶) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ کسی شہید کی بیوی کو اللہ تعالیٰ نے عوام الناس کے لئے حرام قرار نہیں دیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ تمہاری ماں ہے۔ ذرا غور کرو کہ شہید کو اگر کوئی مردہ سوچ بھی لے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور جس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی تمام شہداء سے اعلیٰ اور ارفع زندگی ہے اس سے متعلق اگر کوئی ایسی بات سوچے یا اپنے ذہن میں لائے تو وہ بھی اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ سوچنے کی بھی اجازت نہیں ہے اور جن لوگوں نے اپنی کتب میں یہ لکھا ہے ان سے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتویٰ لکھا ہے کہ جو ایسے لوگوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے جو ان کے کافر ہونے میں بھی شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جو آیات میں نے بیان کی ہیں ان کی علاوہ بھی اور کئی مقامات پر قرآن مجید نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کا ذکر کیا ہے۔ **وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** (المائدہ: ۶۷) ”اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔“ ”ناس“ ”اناس“ کی جمع ہے جہاں سے اور جہاں تک انسان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرا رب تمام انسانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا کر رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچانے کا ذمہ خود لیا ہوا ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ خیال کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بھی

نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہ تمام لوگ مل کر بھی اپنا پورا زور لگالیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار نہیں سکتے کہ میں نے لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کا ذمہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بچا کر رکھے گا۔ لہذا جو کہتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں وہ ایمان والے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے ہیں مٹی میں مل گئے وہ ”لوگ“ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچانے کا ذمہ لیا ہے۔ یہاں ناس کے معنی وہ لوگ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ خیال کرتے ہیں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری شریف میں وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا (ال عمران ۱۶۹) ”اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا۔“ اور وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ (البقرہ ۱۵۴) ”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔“ ان آیات مبارکہ کی تفسیر لکھی ہے کہ بَلْ حَيَاتُ الْأَنْبِيَاءِ أَقْوَى مِنْهُمْ أَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی زندگی شہیدوں سے زیادہ قوی اور مضبوط ہے۔ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ بِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ کہ نبی علیہ السلام کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے اس لئے شہید کی زندگی سے افضل و اعلیٰ زندگی نبی علیہ السلام کی ہے۔ وَالْأَنْبِيَاءُ بِمَا لَكَ مِنْهُمْ أَجَلٌ وَاعْظَمُ اور اس کی فتاویٰ میں حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی زندگی تمام شہداء سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق نہیں ہے بلکہ عام انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں سے متعلق وہ فرماتے ہیں۔ ہمارے آقا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگی سے

بھی بہت اعلیٰ ارفع ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے تفسیر قرطبی میں بھی ہے مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث شریف موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سن لو اے لوگو جو بندہ جمعہ والے دن مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ جو بندہ محبت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ میں خود سنتا ہوں اور جو کوئی با امر مجبوری پڑھتا ہے، عقیدت و محبت سے نہیں پڑھتا۔ توجہ سے نہیں پڑھتا اس کا درود شریف مجھ تک فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔ یعنی ایک بندہ اگر عقیدہ کے لحاظ سے گندہ بھی ہے اس کا عقیدہ درست نہیں ہے تو درود اس کا پڑھا ہوا بھی بارگاہ رسالت میں پہنچ جاتا ہے کہیں راستہ میں رک نہیں جاتا ہے۔ درود شریف ایک ایسی عبادت ہے کہ جو ہر حال میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ میں پہنچ جاتا ہے۔ خواہ براہ راست نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمائیں یا فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں، اگر ریاکاری سے بھی درود شریف پڑھا جائے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے حالانکہ ریاکاری سے پڑھی گئی نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچتی۔ اور اگر کبھی پہنچ بھی جائے تو وہ قبول نہیں ہوتی۔ لیکن بد سے بد آدنی کا بھی پڑھا ہوا درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے اور قبول بھی ہو جاتا ہے اور ایسے آدمی پر بھی کرم ہو جاتا ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والسلام رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ہیں اور اس پر کرم یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے اس پر سے بلائیں دور کر دی جاتی ہیں۔ کوئی ایمان والا ہو یا نہ ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی کرم فرما دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرمائیں گے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کس طرح سے سنیں گے۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح سے اب سن رہا ہوں اسی طرح سے بعد از وصال بھی سنوں گا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف ہے اور امام قرطبی نے تفسیر قرطبی میں درج کی ہے کہ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْكُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ بے شک زمین انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو نہیں کھاتی۔ لوگ بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ مٹی میں مل گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو مٹی کے لئے حرام قرار دے دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم مٹی پر حرام۔ حضرت نوح علیہ السلام کا جسم مٹی پر حرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جسم مٹی پر حرام۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تمام کے اجسام مبارک مٹی پر حرام ہیں۔ مٹی ان کو کھا نہیں سکتی تو جو ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کو مٹی کس طرح کھا گئی وہ کس طرح سے مٹی میں مل گئے تو جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مٹی میں مل گئے وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ تمیں چالیس سال قبل کا مشہور واقعہ ہے۔ عراق میں دریائے دجلہ کے کنارے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم وقت کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ دریا کا پانی ہماری قبور میں آ رہا ہے۔ ہمیں یہاں سے منتقل کر کے دریا سے ذرا دور کر دیں۔ بادشاہ پریشان ہوا کہ کیا کیا جائے کس طرح سے قبر کشائی کی جائے اور ان صحابہ کو وہاں سے منتقل کیا جائے۔ دوسرے دن انہوں نے پھر زیارت کرائی اور حکم دیا کہ ہمیں یہاں سے منتقل کر دیں۔ تیسرے دن پھر ایسا ہی ہوا۔ چوتھے روز وہ صحابی

وقت کے مفتی کو ملے اور انہیں بھی اپنی منتقلی سے متعلق حکم فرمایا۔ وہ قاضی یا مفتی صاحب اپنی جگہ پریشان ہوئے بادشاہ وقت اپنی جگہ پریشان کہ اس مسئلہ کا کیا حل کیا جائے۔ بادشاہ پریشان ہے کہ قاضی وقت کی اجازت کے بغیر کس طرح سے قبور کشائی کی جائے۔ قاضی صاحب سے مسئلہ پوچھا اور آپ اپنی خواب بیان کی تو قاضی صاحب نے بھی اپنی خواب بتائی۔ دونوں موقعہ پر چلے گئے اور خواب میں نشان بتائی ہوئی جگہ کو دیکھا اور پہچان لیا کہ وہی مزار ہیں جن کے لئے اشارہ ہو رہا ہے۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ ان صحابہ کو منتقل کر دیا جائے اور دریا سے دور ہٹا دیا جائے۔ حج کا موقعہ تھا اعلان کر دیا گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کی قبر کشائی ہوگی اور انہیں محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا جائے گا۔ لوگوں نے جو حج پر گئے تھے انہوں نے بھی عرض گزارش کی انہیں بھی حج سے فارغ ہو کر واپس آنے دیا جائے تاکہ وہ بھی زیارت سے مستفید ہو سکیں۔ ملک عرب کے ساتھ ہی عراق واقع ہے دونوں کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ یورپ میں رہنے والے مسلمانوں نے اجازت مانگی کہ انہیں بھی پہنچنے کا موقعہ فراہم کیا جائے۔ لاکھوں مسلمانوں کی موجودگی میں جب مزارات کھولے گئے تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے کفن کو بھی مٹی نہیں لگی تھی۔ یہ نظارہ دیکھ کر بے شمار عیسائی کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گئے جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی سینکڑوں سال قبور میں تشریف رکھتے ہوئے مٹی میں نہیں مل سکے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق سوچنا ہی کفر ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نعوذ باللہ مر گئے اور مٹی میں مل گئے۔ پھر اگر تو ایماندار ہے اگر تو مومن ہے تو پھر اعلان کیا کرو کہ۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

مشکوٰۃ شریف کی دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوسَىٰ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ میں جب موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے تھے۔ اور آگے جو لفظ آ رہا ہے يُصَلِّي اکثر مترجم اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کی شرح لکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنے لگے۔ آپ نماز ہی کہہ لیں لیکن بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے تو تھے نا۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کے قریب مٹی نہیں آئی اور قبر مبارک چھوٹی تھی تو وہ کشادہ ہو گئی، وسیع ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں کھڑے ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی کیا خبر کتنے تاری کھلے چھپ گئے پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی خلق سے اولیاء۔ اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی ان کا۔ اُن کا۔ تمہارا ہمارا نبی کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی غم زدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے کلیم اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے تھے۔ ایک بات بڑی مزیدار ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام ہوئے ہیں۔ مصر کے دریا کے عین درمیان میں ایک اونچی جگہ پر آپ کا مزار مبارک ہے۔ اس مزار کو تو کچھ نہیں ہوا ہے لیکن پانی کے بہاؤ سے یا ریت کے ابھار کی وجہ سے وہ مزار شریف لوگوں کی نظروں سے اونچل ہو چکا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام ملے۔ اللہ کا نبی علیہ السلام اللہ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ دریا میں رہ رہ کر میرا دل بھر گیا ہے۔ آپ مجھے اب اس دریا سے باہر نکالیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انتظار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آجائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے مزار سے نکال کر کنعان منتقل کر دیں یا کسی ایسی جگہ منتقل کریں کہ جہاں دریا کا پانی پہنچ نہ سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں وہ جانتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کہاں ہیں لیکن وہ مصر کے بازاروں میں پھرتے ہیں اور لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ بھئی کیا کسی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار کا پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منتقل کرنے کا حکم فرمایا ہے تو پھر بتایا بھی ہے اور دیکھایا بھی ہے کہ قبر یوسف علیہ السلام کہاں ہے۔ جو نبی صاحب مزار ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے یہاں سے نکالو تو کیا اس نے یہ نہیں بتایا کہ میں کہاں ہوں مجھے کہاں سے نکالنا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب صورت حال کا علم تھا لیکن آپ پھر بھی لوگوں کے پوچھتے پھرتے ہیں تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نبی علیہ السلام کو قبر میں بھی کچھ نہیں ہوتا۔ آپ دراصل اس کی مشہوری کرنا چاہتے تھے کہ لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہوتے ہیں اور تصرف رکھتے ہیں۔ ایک

بوڑھے آدمی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک بوڑھی عورت کا پتہ بتایا کہ وہ بہت عمر رسیدہ ہے وہ جانتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار کہاں ہے کیونکہ اس کے زمانہ ہوش میں حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار مبارک بنا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عورت کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ وہ بتائے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار شریف کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں مجھے پتہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار کہاں ہے۔ میں آپ کو ان کے مزار شریف تک لے چلوں گی جو مجھ سے تعاون ہو سکا وہ بھی کروں گی لیکن میری ایک شرط ہے کہ میں جنت میں جاؤں۔ کیا آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے جنت لے دیں گے۔ یہ صرف ہمارا ہی عقیدہ نہیں ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت عطا فرماتے ہیں بلکہ تمام دوسرے سابقہ لوگوں کا بھی خیال ہے اور عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام کوئی بھی ہوں وہ جسے چاہیں جنت میں لے جاسکتے ہیں وہ کہنے لگی کہ اے موسیٰ علیہ السلام وعدہ کریں کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے جنت لے دیں گے تو میں حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار شریف کی نشان دہی کرتی ہوں آپ کو مزار یوسف علیہ السلام تک لے جاتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں دعا کرتا ہوں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا کر دے گا۔ پتہ چلا کہ جو کوئی مزار کا راستہ بتائے وہ بھی جنتی ہے اور جو کوئی مزار پر پہنچ ہی جائے وہ کیوں جنتی نہیں ہیں۔ جو کوئی نبی یا ولی کے مزار کا راستہ بتائے کہ ان کا مزار اس جگہ پر ہے یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے اور کوئی نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بات نہیں کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ اس عورت کو جنت عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ کہہ دیں کہ اے مزار کا راستہ بتانے والی عورت تم جنتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو کوئی ولی یا نبی کے مزار کا راستہ

بتائے وہ جتنی ہے اور جو مزار پر چلا جائے تو کیا وہ مشرک بن جاتا ہے۔ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس بوڑھی عورت کی مدد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مزار یوسف علیہ السلام پر تشریف لے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تشریف لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر جانا سنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور یہ سنت موسیٰ علیہ السلام بھی ہے اور ان کو مزارات پر اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ حضرت امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جس کا نام آب حیات ہے اور بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے لکھی ہے اس میں ایک مسئلہ دریافت کیا گیا ہے کہ کیا نبی علیہ السلام کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔ اور دوسرا مسئلہ یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا نبی علیہ السلام کی وراثت تقسیم کرنا جائز ہے ان دونوں سوالوں کے جواب میں انہوں نے ایک ہی جواب دیا ہے کہ نبی علیہ السلام چونکہ زندہ ہے اس لئے کسی نبی علیہ السلام کی وراثت بھی تقسیم نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی بیوی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ اس مضمون پر انہوں نے بڑے دلائل دیئے ہیں اور یہ ساری کتاب اسی مسئلہ سے ہی متعلق ہے لیکن اسی کی پارٹی کے بندوں نے یہ لکھا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مر گئے اور مٹی میں مل گئے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ والد کا عقیدہ اور ہے اور بیٹے کا عقیدہ اور ہے بھائی کا عقیدہ اور ہے، بیٹی کا عقیدہ اور ہے۔ کیا یہ کوئی مذہب ہے۔ یہ کوئی مسلک نہیں ہے۔ بلکہ مذہب، مسلک اور عقیدہ یہی ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے بھی نمازین پانچ تھیں اور اب بھی پانچ ہی ہیں۔ یہ دین ہے۔ صاحب استطاعت پر حج فرض ہے۔ جس طرح سے ابتدا میں حکم آیا اسی طرح سے ہی چل رہا ہے۔ زکوٰۃ فرض ہوئی تو جتنی فرض ہوئی آج بھی اس کا نصاب اتنا ہی ہے۔ روزے ایک ماہ کے

فرض ہوئے وہ آج بھی ایک ماہ کے ہی فرض ہیں۔ یہ اصل دین ہے۔ لیکن جو دین جھنگ بازار میں کوئی اور ہو اور امن پور بازار میں آکر بدل جائے وہ کوئی دین۔ کوئی مسلک کوئی مذہب نہیں ہوتا دین یا مسلک وہی ہوتا ہے کہ جس کے قاعدے، کلیے اصول قائم و دائم ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے متعلق حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **وَرَأَى مُوسَى قَائِمًا يُصَلِّي فِي قَبْرِهٖ بِأَنَّهُ يَرُدُّ السَّلَامَ**۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء علیہم السلام نے فرمایا کہ اپنے مزار کے اندر بر نبی علیہ السلام زندہ ہے اور جوان کو سلام کہتا ہے وہ اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ **يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰی كُلِّ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَیْهِ** جو بھی عرض کرتا ہے۔ **السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ** وہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ جو کوئی بھی عقیدت مند ہے نبی علیہ السلام اسی کا نام لے کر جواب دیتا ہے۔ یہ تو بر نبی علیہ السلام کی بات ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے تاجدار ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: **وَمِنْهَا اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَيُّ فِیْ قَبْرِهٖ يُصَلِّیْ فِیْهِ بِاَذَانٍ وَّاقَامَیَ** یہ میں نے زرقانی شریف کی عبارت پڑھی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار شریف میں زندہ ہیں اور آذان کے بعد اقامت کے ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعی ہیں۔ جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا ہے۔ یزیدی فوجوں نے جب مدینہ طیبہ پر حملہ کیا اور مسجد نبوی میں فوجیوں نے گھوڑے باندھے۔ مدینہ طیبہ میں قتل و غارت کی بے پناہ ظلم کئے۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایسا حال ظاہر کیا کہ یزیدی فوجیوں نے ان کو دیوانہ سمجھ کر مسجد سے نہ نکالا۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں آذان ہوتا بند کر دی گئی۔ تن دن تک مسجد نبوی میں آذان نہیں ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو

روضہ انور میں سے آذان کی آواز آتی تھی اقامت کی آواز آتی تھی اور پھر نماز
 باجماعت ہوتی تھی تو میں بھی اس میں شامل ہو جایا کرتا تھا حالانکہ مسجد نبوی میں نماز
 نہیں ہوتی تھی۔ وہاں کوئی امام نہیں تھا۔ مؤذن نہیں تھا۔ بعض روایات میں آتا ہے نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم از خود اپنے مزار شریف سے باہر تشریف لاتے تھے اور آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں یار بھی نکلتے تھے اور کچھ جنت البقیع سے اصحاب آتے
 تھے۔ نماز باجماعت ادا ہوتی تھی لیکن وہ یزیدی فوجیوں کو نظر نہیں آتی تھی۔ اس
 جماعت میں فرشتے بھی حاضر ہوتے تھے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فرماتے ہیں کہ مجھے وہ جماعت نظر آتی تھی اور میں اس جماعت میں شامل ہو جاتا تھا۔
 میں اسی طرح سے ہی ہر نماز باجماعت پڑھتا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے
 اور بڑے بڑے محققین نے یہ فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ اور
 اب کئی سو سال بعد اگر چند بندے نہ بھی مانیں تو کون سی کوئی قیامت آجائے گی۔
 حیات طیبہ کا انکار کرنے والوں کو بندہ ہی نہیں سمجھتا چاہیے اس لئے مسلمانوں کا عقیدہ
 حقیقی از روئے قرآن اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم
 کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 زندہ ہیں صحابہ کرام کے سرخیل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ
 نے اپنے وصال شریف سے پہلے وصیت لکھی جو کہ تمام کتب عامہ میں موجود ہے۔
 فرمایا کہ میرے وصال کے بعد کفن دے کر نماز جنازہ پڑھانے کے بعد میری میت
 کو روضہ اقدس کے دروازے کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے اگر دروازہ کھل جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ
 جہاں جی آئے دفن کر دینا کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ یہ آواز ہی حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر حاضر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ قبر شریف میں سے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے سنے۔ فرمایا جلدی کرو یا رکویا رسلا دو۔

امرائیم جو حیات النبی دے ہیں مگر
اوہ دس کون روضے وچوں بولیا سی
میرا نبی جے کچھ نہیں کر سکدا
کنڈا روضے دا کتنے کھولیا سی

کیونکہ وصیت یہ تھی کہ اگر دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر دفن کر دینا۔ کیا دروازے بھی اپنے آپ کھل سکتے ہیں۔ یہ بین ثبوت ہے کہ کھلی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دروازہ کھولا ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور دروازہ کھول بھی سکتے ہیں اور امام مہودی رحمۃ اللہ علیہ نے وفا الوفا کتاب لکھی ہے یہ آپ کی بڑی شہرہ آفاق کتاب ہے وہ لکھتے ہیں۔ وَلَا شَكَّ فِي حَيَاتِهِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک ہے ہی نہیں ہے۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔ عَلَيَّ بَعْدَ وَفَاتِي مَكِّي فِي حَيَاتِي۔ فرمایا کہ میرا علم جاری ساری رہے گا۔ میرا علم لوگوں تک پہنچتا رہے گا۔ اسے میرے صحابہ جس طرح میرا علم اب تم تک پہنچ رہا ہے اسی طرح سے یہ قیامت تک پہنچتا رہے گا۔ اگر یہ علم پہنچ رہا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ میرا یہ وعظ کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ آپ سب کا یہاں بیٹھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور

قبلہ ڈاکٹر صاحب کا یہ حکم فرمانا کہ یہ موضوع بیان کرنا ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی بڑی دلیل ہے۔ لہذا آج کے دور میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ ہونے کی دلیلیں مل جاتی ہیں۔ از روئے حدیث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حج بیت اللہ شریف کیلئے آئے لیکن وہ میرے روضے پر نہ آئے اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزار شریف میں تمام حجاج کو جانتے ہوں گے۔ قَالَ نَعَمْ۔ فرمایا ہاں کہ جس طرح سے میں تمہیں اب دیکھ رہا ہوں اسی طرح سے ہی میں انہیں اپنے مزار میں سے بھی دیکھوں گا۔ ایک مشہور ترین حدیث شریف ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ جو کوئی بھی میری قبر انور کی زیارت کرے گا۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی شفاعت فرمائی ہے وہ جنت میں جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آج بھی مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جائے روضہ اطہر کے سامنے کھڑا ہو جائے تو کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف اسے پہنچاتے ہیں بلکہ اس کے دل کی کیفیات کو بھی جانتے ہیں کہ وہ کس نیت سے آیا ہے اگر اس کی نیت یہ ہے کہ وہ زیارت کیلئے حاضر ہوا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ فیصل آباد سے ایک وزیر داخلہ ہوا ہے میں نے خود اس کو مسجد نبوی میں دیکھا ہے کہ بہت زیادہ آنسو بہا رہا تھا۔ وہ اس وقت وزیر تھا اس نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر حاضری نہ دی۔ میں نے پوچھا تو کہنے لگا کہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی نیت سے یہاں نہیں آیا اس لئے میں نے مسجد نبوی کے اندر نہیں جانا ہے۔ سعودی حکومت کے نمائندوں نے بھی اسے کہا کہ اب آپ آئے ہیں

تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیں۔ لیکن اس نے انکار کر دیا کہ میں اس نیت سے آیا ہی نہیں ہوں اس لئے میں نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری نہیں دینی ہے۔ اس لئے جو جس نیت سے بھی حاضر ہوتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے ہیں۔ نیک نیت سے آئے تو اسے بھی جانتے ہیں اور نیت بد سے آئے تو اسے بھی جانتے ہیں۔ حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ تحریر کیا ہے۔ حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے اس کے علاوہ حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں بھی لکھا ہے۔ سید خضر حسین شاہ صاحب منڈی بہاؤ الدین والے نے اپنی کتاب شفاعت رسول اور حیات رسول میں بھی یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الحاوی للمقتاویٰ میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طاہری وصال شریف کے تین روز یا چند روز بعد ایک گاؤں کا رہنے والا صحابی آیا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں۔ آپ مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھانے کے بعد تشریف فرما ہیں آپ کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول ہیں اور وہ گاؤں کا رہنے والا اعرابی صحابی ہے۔ بخاری شریف میں حدیث شریف موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصلیٰ امامت عطا فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ نمازیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افتاء میں ادا فرمائی ہیں۔ وہ اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیلئے آیا ہوں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اَیْنَ عَلَیْ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ لَیْسَ بِکَ یَا خَلِیْفَةُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ میں حاضر ہوں۔ فرمایا کہ یہ ایک بندہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیلئے آیا ہے۔ اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تو وصال کر چکے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو زیادہ کسی کو علم نہیں ہے۔ فرمایا کہ یہ ملاقات کرنے کے لئے آیا ہے اس کی ملاقات کرا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اوپر دیکھیں تو عرش العلیٰ تک نظر جاتی ہے نیچے دیکھیں تو تحت المظریٰ تک نظر آتا ہے اور حضرت جبرائیل کہاں ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فوت ہو گئے ہیں میں کس طرح سے اس اعرابی کی ملاقات کرا دوں۔ آپ نے اس اعرابی کو پکڑا اور مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لے گئے۔ وصال شریف کے بعد یہ پہلا بندہ تھا تو مدینہ شریف سے باہر کسی دور کے علاقہ سے حاضر ہوا تھا۔ جس جس شخص تک یہ خبر پہنچی وہ سب حاضر ہو گئے۔ چھوٹے بڑے سب آ گئے اور کثیر تعداد میں لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے یہ خیال نہیں کیا کہ بہت لوگ جمع ہو گئے ہیں وہ ہاتھ باندھے دست بستہ روضہ رسول پر کھڑا ہے اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا اور پھر قرآن مجید کی آیت مبارکہ پڑھی۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ (النساء: ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں“ عرض کرنے لگا کہ اے کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جو قرآن آپ نے ہمیں عطا کیا ہے میں وہ پڑھ رہا ہوں اور اس کے فرمان پر عمل کر رہا ہوں کہ سرکار میں گناہگار ہوں مجھ پر کرم فرمائیں تاکہ میرے گناہ معاف ہو جائیں۔ جب اس نے یہ عرض کیا تو قبر انور سے آواز آئی۔ جو قبر انور پر حاضر تھے ان سے زیادہ تو آواز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے والا کوئی نہ تھا۔ وہ تمام صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے لیکن حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب سے آگے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ وہ آواز میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے مزار پر آنے والے قَنُودِی مِنَ الْقَبْرِ اِنَّہٗ قَدْ غَفَرَ لَکَ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر انور سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ جب اعرابی نے عرض کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب عطا فرمایا تو اس اعرابی کو وجد آگیا۔ اب بتائیں کہ اس اعرابی نے کیا کہا صرف یہ کہا کہ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ قرآن مجید کو مان کر آیا ہوں اس کے حکم کی تعمیل میں آیا ہوں لہذا مجھ پر کرم فرمادیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور میں رہ کر بھی کرم فرماتے ہیں اور یہ ایک نہایت چھوٹا سا کرم ہے کہ بندہ اپنے گناہ معاف کر لیتا ہے اور جنتی بن جاتا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر: ۵۳) ”اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔“ لوگ اسی فقرے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ قرآن نے واضح بیان فرمایا ہے کہ سرِ اِپا رحمت عالمین پر رحم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے کملی والے کو بنا کر بھیجا ہے اس کا مطلب ہے کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ کملی والے کے کرم سے ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور اللہ کی رحمت ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سب ہی بڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے مایوس ہو گیا وہ رب سے بھی گیا اور جگ سے بھی گیا۔ نہ اس کی یہاں عزت اور نہ ہی اس کی وہاں عزت۔ حضرت امام بھائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دس محرم کے دن حضرت عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر ایک بندہ کھڑا ہے۔ عرض کرتا ہے کہ میں بھوکا ہوں کیا مجھے کوئی روٹی کھلا دے گا۔ حُجَّةُ اللَّعْلَمِیْنَ میں تحریر ہے۔ بنو فارسوں کا دور تھا۔ اور اس سائل نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر روٹی مانگی۔ ایک بندہ آگیا اور اس سائل کو پکڑ کر مدینہ شریف سے باہر لے گیا ایک چھوٹی سی بستی میں ایک مکان کے اندر لے گیا اور تنہا درختوں سے اس سائل کی زبان کاٹ دی۔ اور کہنے لگا کہ جو ابو بکر صدیق کا نام لیتا ہے ہم اس کی دعوت اس طرح سے کرتے ہیں۔ زبان کاٹ کر اسے دھکے دے کر باہر نکال دیا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار کے نام پر روٹی مانگی تو میری زبان کاٹ دی گئی ہے مجھے میری زبان عطا فرمائیں۔ اس نے جب عرض کیا تو منہ سے خون بھی جاری تھا اور درد بھی شدت سے ہو رہا تھا۔ وہ خون بھی بند ہو گیا۔ درد ختم ہو گیا۔ بھوک جاتی رہی مجھے ادگھ آگئی تو خواب میں دیکھا کہ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر تشریف لائے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نے تیرا نام لیا ہے جس کی بنا پر اس کی زبان کاٹ دی گئی ہے اس کی زبان واپس کر دیں۔ درست کر دے، زبان صحیح سلامت کر دے۔ وہ سائل بیان کرتا ہے کہ میری زبان کاٹکر امیری مٹھی میں تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری مٹھی کھولی تو مجھے بھی جاگ آگئی میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری زبان کے ٹکڑے کو اپنا لب مبارک لگا کر میرے منہ میں کٹی ہوئی زبان کے ساتھ جوڑ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت بھری نگاہ سے دیکھا تو میرے

دل سے ایسی ایک بات نکلی کہ میری زبان روزانہ کہتی رہے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام روزانہ زیارت کا شرف بخشے رہیں۔ امام صاحب لکھتے ہیں کہ زبان کٹنے سے قبل اس کی زبان میں لکنت تھی اور جب یہ زبان جوڑ دی گئی تو اس کی لکنت بھی ختم ہو گئی۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حدیث شریف میں ہے: **الْأَنْبِيَاءُ وَالشَّهَدَاءُ لَا يَمُوتُونَ** کلمی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کا جسم قبور میں ضائع نہیں ہوتا۔ **وَيَاكُلُونَ فِي قُبُورِهِمْ وَيَشْرَبُونَ وَيَصُومُونَ وَيَحُجُّونَ** وہ اپنی قبور میں رزق بھی کھاتے ہیں، پانی بھی پیتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں۔ حج تو کعبہ شریف حاضری ہو تو پھر ہوتا ہے۔ میدان عرفات میں جانا ہوتا ہے۔ یہ حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل فرمائی ہے۔ بڑی طویل حدیث شریف ہے۔ میں نے اس کو مختصر طور سے عرض کیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کا ان کی قبور میں جسم ضائع نہیں ہوتا۔ یہ روق بھی کھاتے ہیں۔ پانی بھی پیتے ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ روزہ بھی رکھتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں۔ جو اپنی قبر سے نکل کر مکہ شریف جا کر حج کر سکتا ہے وہ فیصل آباد بھی آ سکتا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے سے تمام مذاہب کو کچھ نہ کچھ ضرور ملا ہے آپ نے فیوض الحرمین میں جو آپ کی مشہور کتاب ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام، شہداء، صحابین، اولیاء کرام، علماء کرام کے اجسام کو مٹی بالکل

نہیں کھاتی اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ الفاظ یہ ہیں: **بَانَ الْأَنْبِيَاءُ لَا يَمُوتُونَ وَأَنْهُمْ يُصَلُّونَ وَيُحْجُونَ فِي قُبُورِهِمْ وَأَنْهُمْ أَحْيَاءُ**۔ بے شک انبیاء علیہم السلام فوت نہیں ہوتے اور وہ اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں وحج کرتے ہیں اور بے شک وہ زندہ ہیں۔ لہذا اسلام کے تمام عقائد سے قبل یہ عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری نماز، روزہ، حج کا کوئی ثواب ملے اور یہ تمہیں کوئی قائدہ دیں اور تمہاری تمام نیکیوں اور اعمال صالحہ کا کوئی قائدہ تمہیں ملے تو تم خود بھی یہ مان لو اور دوسروں کو بھی قائل کرو اور اس کا وظیفہ بنا لو کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمام زندہ چیزوں کی زندگیوں سے اعلیٰ و ارفع اور اگر جو کوئی مزاروں میں ہیں تو اُن کی زندگیوں سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے یہ جو کچھ بیان ہوا ہے قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں عرض کیا ہے۔ واقعات میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے یہ مضمون مکمل نہیں ہوا ہے بس یوں سمجھئے کہ چوتھا حصہ بیان ہو سکا ہے۔ آج ویسے بھی عبدالحی ۱۳۲۸ھ کا دن ہے۔ آپ تھکے ہوئے بھی ہوں گے اور وقت بھی بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے آپ نے سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ رب العزت اس کو اپنی بارگاہ میں بظہل مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قبول فرمائے اور اس عقیدہ پر مکمل یقین اعتماد اور پختگی عطا فرمائے۔ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **وَأَخِرُنَا دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔

خطاب حضرت علامہ محمد امجد علی امجد صاحب برہانہ حاجی غلام محی الدین صاحب

خاک پائے نعلین مبارک

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

قابلِ قدر بزرگوار! خوش نصیب ساتھیو! حضرت صاحبِ کلم کے مطابق امام الانبیاء
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کی عظمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جوڑے مبارک کی رفعت۔ ان کے مقام ارفع اور شان بیان کرنے کی کوشش کرنی
ہے۔ اللہ تعالیٰ سچی بات کہنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس وقت بے شمار فتنے
پوری دنیا میں رونما ہو چکے ہیں اور مزید فتنوں کا ظہور ابھی ہونا ہے۔ امام الانبیاء علیہ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے قیامت سے پہلے رونما ہونے والے تمام واقعات و حالات اور
قیامت کے بعد پیش آنے والے تمام حالات۔ جنت و دوزخ کے حالات تمام کے
تمام بیان فرما دیئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جو
ارشادات فرمائے گئے وہ تمام من وعن پورے وقوع پذیر ہوں گے جو جس طرح سے
فرمایا گیا اسی طرح سے ہی واقعہ ہوگا۔ ان سے پہلے قیامت نہیں آئے گی۔ یہ جو کہا
جاتا ہے کہ قیامت کب آئے گی اس کا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے۔ یہ کوئی درست
بات نہیں ہے بلکہ درست بات یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
کہ جب یہ چیزیں، یہ فتنے معرض وجود میں آجائیں گے تو اس کے بعد قیامت آئے

گی۔ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر علم تو ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سن لیا ہے یا جن لوگوں نے ان کو کتب میں پڑھ لیا ہے ان کو بھی علم ہو گیا ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا علم عطا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اتنا علم اور کسی کو نہیں ملا ہے۔ نہ ہی کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ہی کسی اور عالم علم والے کو اتنا علم عطا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے یا اس کے بعد کسی کو اتنا علم عطا ہوا ہے اور نہ ہی کسی کو اتنا علم عطا کیا جائے گا۔ جتنے بھی فتنے رونما ہو چکے ہیں ان میں سب سے زیادہ جان لیوا فتنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، معجزات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان میں کمی کرنے کی کوشش ہے جس طرح سے ہم گھر کی، اپنے جسم کی، اپنے لباس کی، اپنے کاروبار کی، اپنے مال و دولت کی اور اپنی جان کی حفاظت کیلئے کوشش کرتے ہیں اور اس کیلئے روپیہ پیسہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ گارڈ، پہرے دار اور ملازم رکھے جاتے ہیں کہ ہمارے مکان سے کوئی چیز چوری نہ کی جاسکے۔ اسی طرح سے اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے ہر بندے کو اس دور میں محنت بھی کرنی چاہیے۔ روپیہ پیسہ بھی خرچ کرنا چاہیے تاکہ ایمان بچایا جاسکے اور ایسے فتنہ باز لوگوں کی چالوں سے بچ کر بندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر پہنچ سکے۔ یہ بات بھی حتمی ہے کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش نہ فرمائی جسے شفاعت کہا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی کوئی مہربانی نہیں فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جس پر بھی کرم کرتا ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی کرتا ہے۔ قبر میں بھی اللہ تعالیٰ نے جس پر کرم کرتا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش سے ہی کرتا ہے۔ اس لئے اسلام میں عقیدہ رہے کہ جس پر نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہیں اسی پر ہی اللہ تعالیٰ راضی اور مہربان ہے۔ جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں اس پر اللہ تعالیٰ بھی ناراض۔ خالق کائنات نے فرمایا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (ال عمران: ۳۱) ”اے محبوب تم فرما دو کہ لو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔“ اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماؤ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بننا چاہتے ہو۔ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے محبت نہیں کرتے وہ جھوٹ بولتے ہیں وہ قرآن مجید کے ارشاد کے خلاف بات کرتے ہیں۔ نص قطعی کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنْ كُنْتُمْ يٰۤاٰمَنُوْنَ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِيْ يٰۤاٰمَنُوْنَ فَخُذُوْا حِزْبِيْ لَعَلَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ اَحَدًا۔ (آل عمران: ۳۲) ”اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ میری سنت پر عمل کرو۔ میری بات مانو تو پھر کیا ہوگا یہاں اللہ تعالیٰ نے قَسَمْنَا اَنْ يَّكُوْنَكُمْ اَحَدًا۔ (آل عمران: ۳۳) ”ہم نے قسم لیا ہے کہ تم سب کو ایک ہی جماعت میں کر دوں گا۔“ اب دیکھو کہ اتنی سخت گرمی میں ہم نے ایک تو یہ ہے کہ قطار بنا کر اس میں لنگر حاصل کرنا ہے اور ایک یہ ہے یہاں بیٹھے بٹھائے لنگر مل جائے گا۔ یہ کس کا صدقہ ملتا ہے۔ بھوکے تو سب کو لگی ہوتی ہے۔ جو لنگر قطار میں لگ کر ملتا ہے وہ بھی لنگر ہے لیکن یہاں پر باعزت طریقہ سے ملتا ہے یہ کیوں

اتنا فرق ہے کہ وہ اپنی بھوک مٹانے کیلئے قطار میں لگے ہوئے ہیں اور آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر سننے کیلئے آئے ہیں۔ اگر تھوڑا سا آپ اپنے ذہن میں رکھیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی کتنی برکتیں ہیں۔ اگر کوئی بندہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کہیں جا کر بیٹھے تو اس کو کتنی عزت و عظمت ملتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ يُحْيِيكُمْ اللَّهُ میں تمہارے ساتھ پیار کروں گا۔ یہ قرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اگر اس سے کوئی چیز نہایت عاجزی اور مجبور ہو کر مانگی جائے تو اس کی مرضی ہے کہ وہ دیتا ہے کہ نہیں دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت قرآن پاک نے بیان فرمائی۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ (الاخلاص: ۲) ”اللہ بے نیاز ہے“ لیکن ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دستور واضح کر کے بتا دیا ہے کہ میں نے اُس سے محبت کرنی ہے جو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرے گا۔ جو ان سے پیار کرے گا۔ جو ان کو راضی کرے گا۔ جس خوش نصیب سے اللہ تعالیٰ پیار کرے اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اس کی عمر میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اس کا رزق بھی بڑھ جاتا ہے پھر وہ دنیا میں عظمت والا بن جاتا ہے۔ قبر میں بھی اور حشر میں بھی عظمت والا بن جاتا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق روایت ہے کہ نکیرین آئے۔ ابھی انہوں نے کوئی سوال نہیں کیا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی ہیبت دیکھی تو آپ میں مشورہ کرتے ہیں کہ کون سے سوال سے آغاز کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر آنا تھا کہ مجھ سے کیا سوال کرنا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے پوچھنے کے لئے چلے گئے اور آج تک واپس نہیں آئے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا عشق کیا ہے کہ یہاں تک کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا

ظاہری وصال شریف ہوا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکو ارتکال لی اور فرمایا کہ جو یہ کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں نے اس کا سرتن سے جدا کر دینا ہے۔ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا پیار کیا ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو شان اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی ہے جب تک کوئی بندہ اسے تسلیم نہیں کرتا وہ بندہ صاحب ایمان نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہیں کرتا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے صرف اسی کے ہی گناہ بخشے ہیں جس پر کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے رحم بھی اسی پر کرنا ہے اور محبت بھی اسی سے ہی کرنی ہے۔ یہ کتنا آسان کام ہے کہ حضرت صاحب آپ سب کو جگہ جگہ اکٹھا کر کے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان فرماتے آپ خود ارشادات عالیہ سے نوازتے ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ یہ آپ سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے تمہارے گناہ معاف کرواتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر سایہ کرتی ہے۔ یہ آپ کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اس کا اظہار کرنے کے لئے ہم سب کو چاہیے کہ خوش دلی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محفل میں توجہ سے بیٹھیں تاکہ یہاں بیٹھنے کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک بے مثال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور بے مثال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت شریف بے مثال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو مبارک بے مثال۔ ہاتھ مبارک بے مثال۔ وجود مبارک بے مثال۔ قدم مبارک بے مثال لیکن آج جو بات کرنی ہے وہ یہ کہ قدمین شریفین کے ساتھ جو تعلین

مبارک کہ لگ گئے ہیں وہ بھی بے مثال ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جس روز میری بیٹی حضرت شیماء کے ہمراہ اور میرے بیٹے حضرت عبداللہ کے ہمراہ بکریاں لے کر چراگاہ کی طرف تشریف لے گئے (یہ دیکھیں کہ قدم مبارک نعلین پاک کے اندر ہیں۔ زمین پر قدم مبارک نہیں لگے۔) زمین پر نعلین مبارک کہ لگے اور جس جگہ نعلین مبارک کہ لگتے تھے وہاں سبز گھاس اگ آتی تھی بکریاں اس جگہ کے بو سے بھی لیتی تھیں اور گھاس بھی چرتی تھیں۔ جہاں نعلین پاک زمین پر لگتے ہیں وہاں بہار آ جاتی ہے۔ بکریوں کیلئے چارہ اگ آتا ہے اور جہاں قدم پاک لگتے ہیں وہاں کتنی بہاریں آتی ہوں گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب فرماتے ہیں کہ مکہ شریف کے قرب وجوار میں ایک منڈی لگتی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہمراہ تھے۔ مجھے پیاس لگ رہی تھی۔ رش بہت زیادہ تھا۔ پانی کم تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کھلی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ مجھ سے اب تجارت کا کاروبار نہیں ہو رہا ہے۔ مجھے پانی پلائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر اپنی نعلین مبارک کی اڑھی ماری تو وہاں سے چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا جی خوب سیر ہو کر پانی پی لیں۔ حضرت ابوطالب نے خوب سیر ہو کر پانی پی لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے آرام سے اس چشمہ پر اپنی نعلین مبارک کی اڑھی رکھ دی۔ چشمہ بند ہو گیا۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں، جو چاہیں، جب چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ جس کو جو چاہیں وہ عطا کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۱۰۷) ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالمین پر رحم کرنے کے لئے

تشریف لائے۔ عام آدمی اگر کسی الجھن میں پھنس جائے یا لالچ کی بنا پر یا خود اپنے آپ کو بچانے کیلئے۔ لالچ یہ ہوتا ہے کہ اگر میں کسی کیلئے قسم دے دوں یا کوئی حلف اٹھاؤں تو مجھے دولت مل جائے گی۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر کسی بندے پر کوئی بہتان لگ جاتا ہے۔ الزام لگ جاتا ہے اور اس کیلئے سزا سخت ہے اور وہ جان بچانے کیلئے قسم اٹھاتا ہے۔ ایک قسم ہوتی ہے رب کے واسطے۔ اللہ تعالیٰ کی جان کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ معاذ اللہ مجبور بھی نہیں ہے۔ اسے لالچ بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے، وہ اپنی مخلوق کو عطا کرنے والا ہے پھر اس کے لئے قسم کیوں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعلین پاک پہن کر جس شہر میں زمین پر چلتے پھرتے ہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَهَذَا الْبَلَدُ الْأَمِينُ (والنہیں: ۳) ”اور اس امان والے شہر کی“ جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین پاک لگے۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امن والے شہر کی قسم۔ ان گلیوں کی خاک کی قسم، اس کی مٹی اور پتھروں کی قسم۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے کہ جہاں کھلی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین پاک لگ گئے ہیں وہ جگہ بھی مقدس ہے وہ پتھر بھی مقدس ہیں اور وہ قابل قسم ہیں وہ بہت بڑی عظمت اور مراتب والے ہیں لہذا جہاں پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین مبارک لگ جائیں اس جگہ کی بھی عزت کیا کرو۔ اور اس کی بھی زیادہ وضاحت فرمائی۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد: ۱) ”مجھے اس شہر کی قسم“ اللہ تعالیٰ اس شہر کی اور ان گلیوں کی قسم اٹھا رہا ہے کیونکہ ان میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتے پھرتے رہے ہیں۔ ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک گتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر مجھے راضی کرنا چاہے ہو تو پھر جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگ چکے ہیں ان جگہوں کی بھی عزت کیا کرو۔ یہ قرآن بتا رہا ہے۔ اس لئے اس خاک کی

عزت کرنا بھی فرض ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات واسطے فرائض تھوڑے رکھے ہیں لیکن اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرائض زیادہ بتائے ہیں۔ کوہ صدیق ایک پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جن میں عشرہ مبشرہ کی اکثریت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ پہاڑ وجود میں آ گیا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور حدیث شریف۔ مسلم شریف اور دوسری تمام کتب احادیث میں یہ حدیث مبارکہ موجود ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پہاڑ پر اپنی نعلین مبارک کو زور سے دبایا اور فرمایا کہ رک جاؤ۔ کیا تمہیں یہ خبر نہیں ہے کہ تم پر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، ایک صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ شہید ہیں۔ پہاڑ اسی وقت ساکن ہو گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اعلان فرماتے ہیں کہ جس طرح سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرمادیں یا حکم فرمادیں تو ادباً اور احتراماً اسی طرح ہی کرنا ہو گا۔ پہاڑوں اور پتھروں نے بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین مبارکہ کا احترام کیا ہے۔ بخاری شریف کی ایک اور حدیث پاک ہے کہ پہاڑ احد پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سیدنا صدیق اکبر۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لے جا رہے ہیں۔ ایک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور تین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء پہاڑ احد پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ پہاڑ کو وجد آ گیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خوشی منا رہا ہے۔ جھوم رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین مبارکہ کی تھوکر ماری اور حکم فرمایا کہ اے پہاڑ ساکن ہو جا۔ فَإِنَّ مَعِيَ إِلَيْكَ قَبِي، وَصَلِّقُ وَ شَهِيدَان۔ بے شک تجھ پر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کی اور پختہ بات ہے ابھی بعد میں آنے والے واقعات کا کوئی ظہور نہیں ہوا۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرمادیا کہ اے احد پہاڑ۔ رک جا۔ ساکن ہو جا۔
 تجھ پر ایک اللہ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ نبی
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی علم ہے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ صدیق کا بھی علم
 ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور باقی جو دو ہیں وہ بہت سالوں
 بعد شہید ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت سے متعلق بہت پہلے ہی
 بتا دیا۔ یہی علم غیب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ شریف
 لے گئے۔ ایک یہودی لڑکی مسلمان ہو گئی مدینہ شریف میں مکہ مکرمہ کی نسبت یہودی
 زیادہ تھے اور یہ یہودی بہت بڑے تاجر تھے، آج بھی یورپ کی منڈیوں پر زیادہ تر
 قبضہ یہودیوں کا ہی ہے۔ اس یہودی لڑکی کا باپ نابینا تھا۔ اور مدینہ منورہ سے باہر کچھ
 فاصلے پر ان کی رہائش تھی لڑکی نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مدینہ منورہ
 میں ایک حکیم آیا ہے میں تمہاری آنکھوں کیلئے اس سے دوائی لے کر آتی ہوں۔ لڑکی کا
 خیال تھا کہ میں اپنے والد کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کراؤں گی اور اسے
 شفا ہو جائے گی یہ بیٹا ہو جائے گا اسے نظر آنا شروع ہو جائے گا تو یہ بھی کلمہ شریف پڑھ
 کر مسلمان ہو جائے گا۔ وہ لڑکی آئی تو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما
 رہے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔ میری
 آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ فرمایا کہ میرے جسم کی آنکھیں جب سوتی
 ہیں تو میرے دل کی آنکھیں اس وقت بھی جاگ رہی ہوتی ہیں جن سے میں دیکھتا
 ہوں۔ وہ لڑکی آئی اس نے اپنی چادر کو بچھایا اور نعلین مبارکہ کو جھاڑا تو اس میں سے جو
 مٹی نکلی وہ لے کر چلی گئی۔ اس نے وہ خاک مبارک کو اپنے والد کی آنکھ میں سرمہ کی
 طرح لگایا تو اس کی بینائی لوٹ آئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارکہ کے

ساتھ لگی ہوئی خاک میں اتنی عظمت ہے کہ وہ اندھوں کو بینائی عطا کر دیتی ہے۔ بینا کا کوئی علاج ممکن نہیں ہے لیکن نعلین پاک کے ساتھ لگی ہوئی خاک کا یہ کمال ہے کہ بینا کو بینائی عطا کر دیتی ہے۔ یہودی کی آنکھیں سترست ہو گئیں تو کہنے لگا کہ چلو بیٹی پہلے اس حکیم کے پاس چل کر اس کا شکر یہ ادا کروں اور میں سب سے پہلے اسے ہی دیکھوں جس نے مجھ پر اتنی مہربانی کی ہے۔ بیٹی نے کہا کہ ببا جان آپ رہنے دیں اس حکیم صاحب سے ملاقات کر کے آپ نے کیا کرنا ہے آپ کو اپنی بینائی مقصود تھی وہ آپ کو مل چکی ہے۔ کہنے لگا کہ میں اتنا بے وفا اور بے ضمیر نہیں ہوں کہ اپنے محسن کا شکر یہ بھی ادا نہ کروں۔ بیٹی نے کہا کہ پھر یہ سن لو کہ جس کا میں نے کلمہ پڑھا ہے اور ساری برادری اکٹھی ہو کر میرے پیچھے پڑ گئی ہے کہ میں اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ چھوڑ دوں۔ میں نے اس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین شریف سے لگی ہوئی خاک لا کر تیری آنکھوں میں ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے میں تجھے بینائی عطا کر دی ہے۔ اب سمجھ لو کہ خاک نعلین پاک کی کیا عظمت ہے۔ پھر نعلین شریفین کی عظمت کتنی ہوگی اور قد میں شریفین کی عظمت کتنی ہوگی اور خود ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عظمت و رفعت ہوگی۔ یہودی نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سنا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ بد نصیب تھا۔ کہنے لگا کہ یہ تم نے کیا ظلم کیا ہے کہ میرے دشمن کے نعلین کی مٹی تو نے میری آنکھوں میں ڈال دی ہے۔ مجھے ایسی بینائی کی ضرورت نہیں ہے۔ چھری لے کر آنکھ میں ماری اور آنکھ نکال کر باہر رکھ دی جب دوسری آنکھ میں چھری ماری اور اسے نکال کر رکھ دیا تو پہلی آنکھ اپنے آپ ہی آنکھ میں فٹ ہو گئی پھر دیکھنا شروع ہو گیا۔ اب پھر پہلی آنکھ میں چھری ماری تو دوسری آنکھ اپنے آپ ہی درست ہو گئی یوں ہی وہ یکے بعد دیگرے دونوں آنکھیں نکالتا رہا وہ

اپنی اپنی باری پر خود ہی خود ٹھیک ہوتی گئیں۔ ستر مرتبہ اس نے یہ عمل دہرایا اور ستر مرتبہ ہی اس کی آنکھیں تندرست ہو گئیں۔ پھر بھی اپنی کثرت سے باز نہیں آ رہا ہے ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین شریفین کے ساتھ جو خاک لگی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس خاک کا صدقہ تجھے تیری آنکھوں کی بینائی واپس کی ہے تو چاہے قیامت تک اپنی آنکھیں نکال رہے یہ قیامت تک ٹھیک ہوتی رہیں گی۔ پتہ چلا کہ جس خوش نصیب کو خاک نعلین پاک عطا ہو جائے اللہ تعالیٰ قیامت تک اور قیامت کے بعد تک بھی اس پر اپنا کرم کمائے گا یہ ایک ایسا ذریعہ کرم ہے۔ ایک جہاد کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو پہلے روانہ فرما دیا اور خود بعد میں تشریف لے گئے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ بیٹھ گیا۔ اونٹ بڑی طاقت کا مالک ہوتا ہے لیکن اگر ایک دفعہ بیٹھ جائے تو پھر اتنی جلدی اور آسانی سے اٹھتا بھی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا ہوا۔ اونٹ کیوں بیٹھ گیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کمزور ہے لاغر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کے جسم کو اپنے نعلین شریفین لگائے اور فرمایا کہ اٹھو اور دوڑ چلو۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اونٹ اٹھا اور اتنی تیزی سے چلا کہ مجاہدین اسلام کے لشکر کے سب سے آگے نکل گیا۔ اس اونٹ کو بھی پتہ چل گیا کہ مکملی والے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین پاک میں یہ کمال ہے کہ جس کو لگ جائیں اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے وہ تندرست اور توانا بن جاتا ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کا صدقہ ہے۔ یہ ان کا کمال ہے یہ ان کی رفعت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس مقام پر قدم رنجہ فرمایا اپنی جلوہ گری فرمائی یہ بڑی ایمان افروز بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا تو

جب حاضری کا موقعہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے نعلین اتار دے۔ یہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الہی کے مطابق اپنے نعلین اتار دیئے۔ دوسرا مقام وہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی حضرت صفورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ جب یہ واپس مصر کی طرف آرہے تھے تو ایک جگہ روشنی نظر آئی۔ رات کا وقت اور سردی کا موسم تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ یہاں ٹھہری رہو میں آگ لے کر آتا ہوں۔ کھانا وغیرہ پکاتے ہیں رات یہاں قیام کرتے ہیں اور صبح اپنا سفر جاری کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس روشنی کی طرف چل پڑے وہ روشنی ایک درخت میں سے آرہی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب پہنچے تو اس درخت میں سے آواز آئی کہ اے میرے کلمہ ذرا خیال سے آؤ میں تمہارا رب ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہاں پھر نعلین پاک اتار دیئے پہلی جگہ حکم خداوندی کے تحت نعلین مبارک اتارے اور دوسری جگہ جب پتہ چل گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہے تو آپ نے ادب اور احترام کے باعث نعلین پاک اتار دیئے۔ کسی بھی نبی پاک علیہ السلام کو شیطان و رغل نہیں سکتا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ معراج لکھتے ہوئے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش اعظم سے گزرتے ہوئے خیال فرمایا کہ اپنی نعلین پاک اتار دوں لیکن حجابات قدرت سے آواز آئی کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جوڑے اتارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہمارے نعلین مبارک سمیت ہی آگے چلے آئیں۔

أَذْنُ مِئْسَى۔ أَذْنُ مِئْسَى تے ایہہ آواز آوے

آجا نیڑے۔ آجا نیڑے تے آپ خدا فرماوے

یہ بڑی باکمال بات ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرہ کے مقام پر

کھڑے ہیں کہ میں اس سے آگے نہیں جاسکتا فرمایا کیوں۔ عرض کیا کہ آگے جاؤں
تو میرے پر جلتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے نیند سے بیدار کر کے یہاں لائے ہو اور کہتے ہو کہ
یہاں سے اکیلے ہی آگے چلے جاؤ۔

جا کے سدرہ تے وحی نے عرض کیتی
جائیے صاحبِ آپ ضرور آگے
کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

گھروں لیا کے راہ وچہ چھڈ دینا
نہیں سی دوستاں وا ایہہ دستور آگے
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

اوہ دسدا ای شعلے مار دا بیا
جس نور نے ساٹیا طور آگے

حضرت جبرائیل علیہ السلام تو سدرہ پر رک گئے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعلین
مبارک سمیت آگے جلالِ قدرت میں جا رہے ہیں۔ پھر آگے رف رف حاضر ہوا جو
تمام تر نور کا بنا ہوا تخت ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نعلین پاک سمیت اس پر بھی
تشریف فرما ہوئے۔ یہ باتیں تو ختم نہیں ہوں گی اور نہ ہی ہو سکتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا
دستور ہے کہ آپ خواہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین مبارک کا ذکر شروع کریں
خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مبارک کا ذکر شروع کر لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ذات مبارک کا ذکر شروع کر لیں یہ کبھی ختم ہونے والی باتیں نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے
کہ سب سے بڑا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ حسی قیوم
ہے اس لئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی دائمی ہے اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم

رہنا ہے معراج کی رات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے تو جس پتھر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک نکالیا کہ براق پر سوار ہو سکیں۔ ایک پتھر مکہ مکرمہ میں ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک لگے ہیں وہ جگہ حطیم کہلاتی ہے۔ مسجد اقصیٰ کی تصویر دیکھیں تو اس کے اوپر ایک گنبد نظر آتا ہے وہ دراصل گنبد نہیں ہے وہ ایک پتھر ہے جس کو تراش کر کول کیا ہوا ہے۔ گنبد نما بنایا ہوا ہے۔ مسجد اقصیٰ کی تصاویر میں جو گنبد نظر آتا ہے وہ مسجد اقصیٰ کا گنبد نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا پتھر تھا۔ گنبد ایک چھوٹے سے پتھر سے تو نہیں بنتا ہے۔ اس پتھر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نعلین مبارک لگائے اور براق پر سوار ہوئے۔ جب براق اڑا تو اس کے پیچھے ہی وہ پتھر بھی اڑنے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین مبارک میں اتنی کشش ہے کہ پتھر بھی ان کے پیچھے اڑنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم یہیں رک جاؤ اس وقت سے لے کر آج تک وہ پتھر وہیں رکا ہوا ہے۔ بعد میں اسے تراش کر ایسی شکل دے دی گئی ہے کہ وہ گنبد نظر آتا ہے۔ وہ پتھر آج بھی بغیر کسی ستون کے یا بغیر کسی سہارے کے اپنی جگہ پر رکا ہوا ہے۔ یہودیوں کے دل میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اتنا بغض ہے کہ ان کی پوری کوشش ہے کہ یہ مسجد اقصیٰ بھی ختم کر دی جائے اور یہ پتھر بھی ختم کر دیا جائے یہ ان کی بد بختی ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں سنتے ہیں اللہ تعالیٰ نعلین پاک کا صدقہ ہم پر کر فرمائے۔

وَآخِرُنَا دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خطاب حضرت علامہ محمد امجد علی امجد صاحب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب

حضور ﷺ نوازیں تو بات بنتی ہے

نَحْمَلُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَافَّةِ وَأَصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

معزز حاضرین:-

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ یہ شعر ہی غلط ہے آپ کافی عرصہ سے اس کو پڑھ رہے ہیں
لیکن یہ درست نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نوازیں تو بات بنتی ہے لیکن اس نے کہا کہ غلط ہے۔ یہ قرآن وحدیث کے خلاف
ہے تو آئیے ہم قرآن وحدیث سے ہی پوچھتے ہیں کہ آیا یہ شعر غلط ہے یا درست
ہے۔ حضرات یہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے مدد لینا خود اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔
فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ (محمد: ۷) ”اے ایمان والو! اگر
تم دین خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا“ شریعت میں انبیاء علیہم السلام
اولیاء اللہ اور عام مومنین سے مدد لینا جائز ہے۔ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (التحریم: ۴) تو بے شک اللہ ان کا مددگار
ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر

ہیں۔ یہ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام تمہارے مددگار ہیں اور نیک لوگ اولیاء کرام تمہارے مددگار ہیں اور ان سب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتے بھی تمہارے مددگار ہیں۔ لہذا نیک بندوں سے مدد مانگنا جائز ہے اور قیامت کے روز نیک لوگ تمہارے مددگار ہوں گے۔ (الْاِخْلَافُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عُلُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِينَ) (الزخرف: ۴۷) ”گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار“ قیامت کے روز یہ کافر یہ منافق اور مشرک لوگ جو اس دنیا میں آپ ایک دوسرے کے گہرے دوست ہوں گے وہ بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ کوئی ایک دوسرے کے کام نہیں آئیں گے کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا۔ لیکن متقی لوگ پرہیزگار لوگ یعنی صالحین نیک لوگ اور اولیاء اللہ اس دن بھی تمہارے مددگار ہوں گے اور تمہاری شفاعت کر کے تمہیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔ کئی دفعہ یہ بات کی گئی ہے اور وسیلہ نجات میں بار بار چھپ چکی ہے کہ قیامت کا دن ہوگا جو گناہ گار ہوں گے ان کو دوزخ میں جانے کا حکم ہو جائے گا۔ جہنم میں داخل کرنے سے پہلے انہیں دو روپا کھڑے کر دیا جائے گا اور ان کے درمیان سے جنتی لوگوں کو گزارا جائے گا۔ ان جہنمیوں سے ایک شخص بھاگ کر ایک جنتی ولی اللہ کا دامن تھام لے گا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں۔ میں نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا۔ وہ ولی اللہ عرض کرے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے پانی پلایا تھا۔ میری پیاس بجھانے میں میری مدد کی تھی۔ آج تو بھی اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور اس کو میرے ساتھ جنت میں داخل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ اس ولی کمال کی سفارش قبول فرمائے گا اور حکم دے گا کہ اس کی خدمت کے صلہ میں تو آج اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جا۔ اسی

طرح سے ایک اور گناہ گار بھی بھاگ کر آئے گا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں۔ میں وہ ہوں کہ جس نے ایک دفعہ آپ کو وضو کرایا تھا۔ وہ ولی اللہ اس کے حق میں مددگار ثابت ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی بھی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی بخش دیں گے اور حکم دیں گے کہ جاؤ اس کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ یثاق والی آیت مبارک بڑی مشہور ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (ال عمران: ۸۱) اس میں انبیاء علیہم السلام سے مدد لینا ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ جنگ بدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ فرشتوں کا لشکر کفار کے خلاف جہاد کرنا ثابت ہے لہذا فرشتوں سے مدد لینا جائز ہے۔ فرشتے تو تمہاری بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ (شوری: ۵) ”اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں۔“ اور سورۃ مومن کی آیت نمبر ۷ میں بھی ہے کہ فرشتے مسلمانوں کی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ یہ فرشتوں سے مدد لینے کے ہی مترادف ہے۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں جس طرح سے اولیاء اللہ نے پاکستان کو دشمن کے حملہ سے بچایا اور ہماری مدد کی وہ باتیں ابھی تک لوگوں کے ذہنوں میں ہیں اور محو نہیں ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی مسلمانوں کا مددگار ہے اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مدد فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بھی مدد فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ و صحالین بھی ہمارے مددگار

ہیں۔ فرشتے بھی ہماری مدد فرماتے ہیں اور یہ سارا قرآن مجید سے ثابت ہے۔
 معراج کی رات مسلمانوں پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں تو ان میں تخفیف کرنے کیلئے
 کس نے ہماری مدد فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مہربانی فرمائی اور ہمارے
 لئے پچاس کی بجائے پانچ نمازیں کرنے میں ہماری مدد فرمائی۔ انبیاء علیہم السلام مدد
 فرماتے ہیں اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کو خود حکم فرماتے ہیں۔
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (البقرہ: ۱۵۳) ”اے ایمان والو
 صبر اور نماز سے مدد چاہو۔“ کوئی مشکل پیش آئے تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دو
 اور نماز پڑھو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اس کی
 مشکل حل فرما دیتا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا
 تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: ۲) اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک
 دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہے یا مظلوم۔ صحابہ کرام
 رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد کرنا تو
 سمجھ میں آتا ہے لیکن ظالم کی مدد کرنا کیسے ہے۔ فرمایا کہ ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی
 مدد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَكُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ
 كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِّلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ
 نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ (القصف: ۱۲) ”اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار ہو۔ جیسے
 حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا تھا۔ کون ہیں جو اللہ کی
 طرف ہو کر میری مدد کریں۔ حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔“ اسی آیت
 میں آگے چل کر آتا ہے کہ اس پر بنی اسرائیل کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ

ایمان لے آیا اور دوسرے گروہ نے کفر اختیار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ غالب آ گئے۔ ایمان والے اللہ کے دین کو پھیلانے میں انبیاء علیہم السلام کی مدد کرتے آئے ہیں۔ مسلمان مجاہدین نے جنگیں لڑیں۔ دین اسلام پھیلانے کی خاطر مدد کی۔ اس طرح سے عام آدمی سے بھی مدد لینا جائز ہے۔ اور یہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ جس طرح سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز اور صبر کے ساتھ مدد چاہو، نماز بھی غیر اللہ ہے اور صبر بھی غیر اللہ ہے۔ یہ دونوں غیر اللہ ہیں لہذا غیر اللہ سے مدد لینا جائز ہے یا غیر اللہ کے توسل سے مدد مانگنا یہ بھی جائز ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **وَاسْتَعِذُوا بِاللّٰهِ الْوَسِيْلَةَ** (المائدہ: ۳۵) ”اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“ وسیلہ بھی ایک مدد ہوتی ہے جس کے بغیر کام نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے براہ راست گفتگو نہیں ہو سکتی اس کیلئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وسیلہ ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تک رسائی حاصل کرنے کیلئے اولیاء اللہ وسیلہ ہیں، تمہارے مرشد کریم وسیلہ ہیں، مرشد کامل اپنے مرید کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ فنا فی الشیخ ہو کر فنا فی الرسول کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور فنا فی الرسول ہو کر فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے پھر جتنا اللہ اور اس سے آگے کی منزلیں طے ہو جاتی ہیں لیکن ان سب کیلئے وسیلہ کی ضرورت درجہ بدرجہ ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وسیلہ ڈھونڈو یعنی اپنا کوئی مددگار تلاش کرو۔ وسیلہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جس نے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہیں ماننا ہے ان سے مدد نہیں لیتی ہے۔ اس کی مدد ہوگی بھی نہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا

میں شفیق نہیں مانے گا اس کی شفاعت ہوگی بھی نہیں۔

انہیں مان کر میں شافع محشر

غم آخرت سے رہا ہو گیا ہوں

مشہور آیت مبارکہ ہے کہ اے مومنو اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر لو۔ کوئی گناہ کر لو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری شفاعت فرمائیں تو میں تمہاری توبہ قبول کرنے والا ہر بان بن جاؤں گا۔ (النساء: ۶۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طاہری وصال شریف کے بعد ایک اعرابی آیا اور قبر اقدس پر کھڑے ہو کر یہی آیت مبارکہ پڑھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا طلبگار ہوا تو قبر اقدس سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے اور تجھے بخش دیا ہے اس لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنا شرک نہیں ہے۔ غلط نہیں ہے بلکہ جائز ہے اور عین اسلام کے مطابق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر تو جنت بھی نہیں ملے گی۔

شفاعت کے صدقے سے جنت ملی ہے

ورنہ عمل تھے جہنم میں جانے کے قابل

اور کوئی ہے نہیں جو ہمارے گناہ معاف کرا سکے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے ربیعہ جو تیرا دل چاہے مانگ لو، سوال بڑا وسیع ہے کوئی قید نہیں لگائی کہ یہ مانگ لو اور یہ نہ مانگو۔ فرمایا کہ مانگنا تیرا کام ہے اور دینا میرا کام ہے یہ صرف وہی کہہ سکتا ہے کہ جس کے قبضہ میں ساری کائنات کے خزانے ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس طرح سے یہاں غلام ہوں جنت

میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہو گیا اور کچھ مانگ لو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد۔ خاتمہ بالخیر۔ حشر، قبر، میزان اور پس صراط کے تمام مراحل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کرا دیئے اور جنت میں خاص جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے وہاں جگہ عطا فرمادی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوازیں تو اس طرح سے بات بنتی ہے وہ اعتراض کرنے والا کہتا ہے کہ یہ شعر غلط ہے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس شعر کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شعر کو پڑھنے اور دل سے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت میں رفاقت عطا ہوئی ہے اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے عقیدے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ کمزور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا ہوں وہ جو نہیں باہر نکلتا ہوں سب بھول جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ٹانگ یا دوائی کھانے کا مشورہ نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ جاؤ کھیں لے آؤ۔ وہ کھیں لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ بچھا دو۔ اس نے بچھا دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یونہی ہوا سے بک بھر کر اس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اس کو سینے سے لگا لو۔ اس کے بعد کبھی کوئی حدیث شریف نہیں بھولی۔ نواکھ احادیث مبارکہ کے راوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بڑی صاحب علم و بصیرت ہستیاں ہیں۔

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے جو ہم بھی روزانہ مانگتے ہیں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنْظِرْ حَالَنَا
اَنْبِيَّ فِي بَحْرِ غَمٍّ مِّنْ مُّغْرَقٍ
يَا حَبِيبَ اللَّهِ اَسْمَعْ قَالَنَا
خُذْ يَدِيْ سَهْلًا لَّنَا اَثَقَالًا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرم کیجئے ہماری عرض سنیں ہم غم کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں ہمارے بازو پکڑیے اور ہماری ساری مشکلات حل فرمادیے۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اولیاء اللہ کو بنانے والے ہیں۔ آپ کا قدم اگر کسی بندے کی گردن پر آ جائے تو وہ ولی بن جاتا ہے لیکن آپ کی زبان پر کیا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نگاہ عنایت کیجئے ہماری عرض سنئے اور ہماری مشکلات کو آسان فرمائیے۔ اولیاء اللہ کے سر تاج ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ رہے ہیں اور مدد پھر ایسی ملی اور آپ کو وہ مقام عطا ہوا کہ اخبار الاخبار میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب بھی اللہ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تا کہ تمہاری مراد پوری ہو اور فرمایا کہ جو کسی مصیبت میں میرے وسیلہ سے لدا دچاہے تو اس کی مصیبت دور ہو اور کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے اسے کشادگی حاصل ہو اور جو میرے وسیلہ سے اللہ کے سامنے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں اور یہ اعتراض کرنے والا کہتا ہے کہ سب غلط ہے کسی کے وسیلہ سے مدد مانگی نا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچائے اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور حضرت امام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا بھی یہی مطلب ہے کہ اے سب سے زیادہ کرم اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مالک۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی راضی کر دیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ میرا کوئی

مددگار نہیں ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدد نہیں فرماتے تو ابوحنیفہ کا کچھ بھی نہیں ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ اور عقیدہ ہے اور یہ اعتراض کرنے والا کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا ہی گناہ ہے اللہ تعالیٰ ایسے عقیدے سے بچائے اور حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں کہ اے ساری مخلوق سے بہتر میرا آپ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ساری کائنات کے خزانے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں کسی اور کے پاس کچھ ہے ہی نہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کس سے مانگوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمائی ہے۔ ہر قسم کی بھلائیاں اچھائیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں میں ہیں اس لئے سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں اور کس سے مانگوں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوازیں تو بات بنتی ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ ظاہری حیات طیبہ میں تو ان سے مانگنا بنتا ہے لیکن اب بعد از وصال ان سے مانگنا نہیں چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر شریف پر آنے والے اعرابی کو بعد از وصال ہی نوازا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ مجھ سے مانگوں تمہیں دیتا ہوں۔ بلکہ وہ تو بن مانگے ہی عطا کرتے ہیں۔

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام تر خزانوں کی چابیاں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائیں اور پھر فرمایا۔ **وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ** (الضحیٰ ۱۰) ”اور منگتا کو نہ جھڑکو۔“

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی بھی سوالی آئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے خالی لوٹ کر نہ جائے۔ اس کی طلب پوری فرمادیں اس کے سوال کو پورا کر دیں۔ اب دیکھیں کہ پھر نبی پاک سے مانگنا چاہئے یا اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کے مالک مختار ہیں۔ جسے چاہیں جو چاہیں جب چاہیں عطا فرماتے ہیں۔ فرمایا: ۔

میں خالق ساری دنیا و اتوں مالک ساری دنیا و

کے نون خالی نہ موڑیں خزانے سارے تیرے میں

اب اگر مانگنا ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی مانگنا ہے کیونکہ وہی مالک ہیں اور وہی تقسیم فرمانے والے ہیں لہذا جو کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں مانگنا چاہئے یا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ دے نہیں سکتے وہ خود غلطی پر ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سنگت بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے اور اس عقیدہ سے مرنے قبر میں جانے اور حشر میں اسی عقیدہ سے اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے پہلے بھی کئی دفعہ بیان ہوا کہ حشر میں لوگ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا نبی اللہ ہماری مدد کریں ہماری شفاعت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آج پورے جلال کے ساتھ ہے اور اپنی صفت اور اسم مختتم کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ بر نبی علیہ السلام یہی جواب دے گا کہ اِذْهَبُوا اِلٰی غَیْرِیْ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام جواب دے دیں گے کہ آج ہم شفاعت نہیں کر سکتے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام فرمائیں گے کہ شفاعت تو میں بھی نہیں کر سکتا البتہ مجھے اس ہستی کا علم ہے کہ جو آج شفاعت کر سکتی ہے اور وہ ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں گے اور جھولی پھیلا کر کھڑے ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہستی بھی اس میں شامل ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ ”گناہ گار سب میرے لئے ہیں۔ میں تو بتانی شفاعت کیلئے ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو بخشش ہوگی جو یہاں شفاعت کے قائل نہیں ہیں وہ حشر میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہ جائیں گے۔“

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جنت کے آٹھ دروازے ہیں کوئی نمازیوں کیلئے کوئی روزہ داروں کیلئے کوئی حاجیوں کیلئے علیٰ حد القیاس بر عمل کے لئے کوئی نہ کوئی دروازہ مختص ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ جنت کا ہر دروازہ تمنا کرے گا کہ وہ اس میں سے داخل ہوں۔ آپ ایک دروازہ پر جا کر رو جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا اللہ جب تک میرے چاہنے والے میرے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوتے میں اکیلا جنت میں نہیں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنے تمام چاہنے والوں کو آواز دے کر بلا لو اور ان کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ آپ اپنے چاہنے والوں کو ساتھ لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عطا کر رہے ہیں جنت میں جانے کیلئے مد فرما رہے ہیں پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا حال ہو گا وہ کتنا کر فرمائیں گے

کتنی عطا ہوگی۔ حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ جو کوئی شخص بھی میری قبر کے گرد چاروں طرف سو سو (زمرنگ) میل کے اندر دفن ہوگا میں باذن الہی اس کی شفاعت کروں گا۔ اور میرے خلیفہ حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی قبر سے ہر طرف چالیس میل تک دفن ہونے والوں کی شفاعت کرنے کا مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ اور میرے تمام محبوں اور پیروں کرنے والوں کو ان کی قبروں سے ہر طرف ایک ایک میل تک دفن ہونے والوں کی شفاعت کرنے کی اجازت ملی ہے۔ بزرگان دین اولیاء کا یہ تصرف ہے کہ فوت ہو جانے کے بعد بھی وہ اذن شفاعت رکھتے ہیں اور ان کی شفاعت سے گناہ گاروں کی بخشش ہو جائے گی اور وہ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے جوتے بھی سیدھے کئے ہوں گے میں اس کی بھی شفاعت کروں گا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اولیاء اللہ کو اتنا نوازا ہے تو بات یہی صحیح ہے کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اور نسبت سے کام بنتا ہے۔ عمل سے نہیں بنتا۔

کوئی عمل کا مجھے کوئی غم نہیں

کافی ہے میرے واسطے نسبت رسول کی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ یہ ہم التحیات میں پڑھتے ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات عطا ہوا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم پر سلام۔ رحمت اور برکت۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ السَّلَامُ عَلَيْنَا ہم سب پر سلام۔ یا اللہ میری ساری امت پر بھی سلام۔ عَلَيْنَا میں ساری امت شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

جس کو چاہیں گے جنت میں لے جائیں گے۔ ساری بات تو دراصل معراج کی رات ہی بن گئی تھی جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَيْنَا فرما کر ساری امت کو نواز دیا تھا۔ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوازیں تو بات بنتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا عطا فرمائی ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ میں اپنی امت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا یہ ہے کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوازیں تو بات بنتی ہے۔ میں نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے یا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا چاہئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا سب سے بہتر ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا فرض ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وَمَا أَلَمْتُ الرُّسُولَ فَخُلُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (الحشر ۷) ”اور جو کچھ تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔“ چونکہ دینے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف فرمایا کہ اَللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ مجھے ہی عطا فرماتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دیا ہے اور ان کو قاسم کی صفت سے نوازا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں اور عطاؤں کی تقسیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہے اس لئے مانگنا بھی انہی سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْاِذَا الْبَلَغِ الْمُبِينِ۔

خطاب، ہائش میاں مقبول حسن صاحب 24-07-08

محبات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الْاٰمِنُوْنَ اٰمِنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الْاٰلِ الْكَرَامِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

معزز حاضرین! یہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا مہینہ
ہے۔ حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المُحْتَبَات“ کتاب میں ایک حدیث
شریف نقل فرمائی ہے۔ حدیث طویل ہے لیکن اس میں چند باتیں آپ کی خدمت میں
پیش کر رہا ہوں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش پر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں سے باری
باری بلا رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیدر کرار کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بتاؤ کہ اس دنیا میں آپ کو کون کون سی چیزیں اچھی لگتی ہیں۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی محبوب چیزیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کر
دیتے ہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ تمہیں کون سی
چیزیں اچھی لگتی ہیں وہ بھی اپنی محبوب چیزیں گنوا دیتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن
خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے وہی سوال پوچھا۔ انہوں نے بھی اپنی پسند
کی چیزوں کا اظہار فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرغوب چیزوں کا بھی
ذکر فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انتخاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا رعا پر

پڑی تو انہیں بھی بلایا اور فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی اپنی پسند کا اظہار کر دو۔ آپ اس دنیا میں کون سی چیزوں کو محبوب رکھتے ہیں ان کی طرف راغب ہیں۔ اب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پسند کی چیزیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ان کو ”محبات صدیق“ کہا جاتا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دنیا میں سب سے بڑھ کر جو چیز محبوب ہے وہ یہ ہے کہ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور نگاہیں میری ہوں۔ یہ مجھے سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ فرمایا کہ پھر اس کے بعد کیا کوئی دوسری چیز بھی ہے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری چیز یہ ہے کہ اِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خونِ پیسنہ سے کمائی میں کروں۔ کاروبار میں کروں، تجارت کروں، میں محنت کروں اور اس سے جو کچھ بھی کمائی کروں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دوں یہ مجھے بہت پسند ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہو جائیں۔ فرمایا کہ کیا اور بھی کوئی چیز تمہیں پسند ہے۔ عرض کیا اَنْ یُّکُوْنَ اِیْتِیُّ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ تیسری بات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ پسند ہے کہ میری بیٹی ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین مختلف چیزیں بیان کیں ہیں لیکن ان تینوں خواہشات کا مرکز و محور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہی ہے۔ دیکھتے ہیں تو مرکز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو مرکز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بیٹی کا نکاح کرنا ہے تو مرکز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ یہ تھا کہ جب اپنی زندگی کا مرکز و محور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ کو بناؤ گے تو پھر تم ایمان کی معراج تک پہنچو گے۔ آپ نے صرف یہ زبانی کلامی کھوکھلے نعروے ہی نہیں لگائے بلکہ عملی طور پر اس کو ثابت کر کے بھی دکھایا ہے۔ جمال مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کی اگر کسی میں تاب ہوتی تھی تو وہ فقط حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی نگاہیں جما کر چہرہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی جبری طبیعت اور ہمت والے تھے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں وہ بھی سر جھکائے بیٹھتے تھے۔ ساری امت میں اگر کسی کو نگاہیں اٹھا کر چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے تو وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ آپ نے یہ دعویٰ تو کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر خرچ کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔ دعویٰ کرنا بڑا آسان ہوتا ہے لیکن اپنے اس دعویٰ کو عملی جامہ پہنانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حد تک اپنا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کیا کہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ایک طویل حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ گھر میں سوئی تک نہیں رکھی۔ اپنے بٹن بھی اتار دیئے۔ اپنا لباس تک پیش کر دیا اور ناٹ پین کر بٹن کی جگہ بول کے کانٹے لگا دیئے۔ اسی حالت میں سارا مال لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ فرمایا: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ اے صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے گھر میں اہل خانہ کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ تیرے بیوی بچے بھی ہیں ان کی خواہشات بھی ہیں۔ ان کے لوازمات بھی ہیں۔ ان کے ضروریات زندگی بھی ہیں۔ ان کے خورد و نوش اور لباس وغیرہ بھی ضروریات میں سے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے بیوی بچے بھی تھے وہ ان کیلئے بے حس نہیں تھے بلکہ حساس دل رکھتے تھے۔ بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا بھی فرض ہے۔ اور یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور خصوصی طور سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے لیکن ان کا یہ ایمان اور عقیدہ تھا کہ جب محبتوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو جو بندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی باقی تمام محبتوں پر غالب کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن ٹھہرتا ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ **يَا صَاحِبِيُّ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ**۔ اے صدیق اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں۔ **أَبْقَيْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ**۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے گھر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی رکھا ہے۔ یہ آپ سب حضرات بھی سنتے رہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ حاضر و ناظر باقی سب کفر اور شرک۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو یہ عقیدہ نہیں ہے۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو بھی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے گھر میں باقی رکھا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور نبوت کے ساتھ ہر مومن کے گھر میں موجود ہوتے ہیں علماء اور محدثین نے یہ لکھا ہے کہ مسلمانوں جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو قرآن مجید میں بھی یہ حکم موجود ہے۔ لیکن اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو

تالا کھول کر جب دروازے کے کواڑ کھولو تو پھر السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلُ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو۔ کیونکہ ہر مومن کے گھر میں اپنے نور نبوت کے
 ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر قلب مومن میں بھی
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جو اہل دل ہوا کرتے ہیں ان کو اس کا مشاہدہ ہو جایا
 کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے ٹاٹ کا لباس پہن رکھا ہے۔ اور ببول کے کانٹے بٹن کی جگہ لگے ہوئے
 ہیں۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے دیکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نورانی لباس پہن کر نہیں آئے بلکہ
 اس نے بھی ویسا ہی لباس پہن رکھا ہے کہ جس طرح کا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے پہنا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوچھتے ہیں کہ اے
 جبرائیل علیہ السلام یہ کیا حال بنا رکھا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم آج یہ حال فقط جبرائیل کا ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا نگاہ کرم اوپر
 آسمانوں کی طرف اٹھا کر دیکھیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوپر نگاہ مبارک اٹھائی
 تو مَلَکُوْتُ و مَسمُوَاتِ میں جو فرشتہ بھی نظر آیا اس نے بھی وہی لباس پہن رکھا ہے
 جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہنا
 ہوا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری محبت میں تیرے یار نے اتنا
 مال خرچ کیا ہے کہ خود کانٹے لگے ٹاٹ کا بوریا پہن لیا ہے۔ مجھے اس کی یہ ادا بہت پسند
 آئی ہے کہ میں نے اپنی خدائی میں تمام فرشتوں کو حکم دے دیا ہے کہ آج اپنے نورانی
 لباس اتار دو۔ اور سنت صدیق اکبر پر عمل کرو۔ حضرات گرامی و عزیزان محترم حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کا بھی بہت بلند مرتبہ ہے۔ آپ کا بھی بہت مقام ہے لیکن جب ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی مبارک کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ہی کھاتے پیتے رہے ہیں۔ چھوٹی عمر میں ہی تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے چچا ابوطالب سے لے لیا تھا۔ فرمایا کہ چچا جان آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری کفالت میں دے دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں رہے ان کو کھانا پینا اور لباس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ملتا رہا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی عطا کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس علیحدہ رہائش نہیں تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھر داماد بنا کر رکھا۔ کئی سالوں کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکان مدینہ منورہ میں بنا کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر سے کھاتے رہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل خانہ کو کھلاتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بنے لیکن مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد بنے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر بنے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر بنے۔ اور آپ سب جانتے ہیں کہ داماد بیٹوں کی مانند ہوتے ہیں اور سر باپ کی مانند ہوتا ہے۔ داماد جب گھر آتے ہیں تو ان کے لئے

چار پائی بچھائی جاتی ہے۔ ان کو بستر دیا جاتا ہے، ان کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ لیکن ہجرت کی رات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بستر مبارک خالی تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بستر پر سو جاؤ۔ لیکن جب وقت وصال شریف آیا تو مصلی نبوت خالی تھا۔ یہاں باپ کی طرح عزت دینے کا معاملہ تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَرُوْا اَبُو بَكْرٍ۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ وہ میرا مصلیٰ سنبھالے۔ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو رقیق القلب ہیں۔ فرمایا کہ جب چار پائی سنبھالنے کا معاملہ تھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا اور جب ممبر کی وراثت کا معاملہ ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا جائے گا۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ مسجد میری ہے ممبر میرا ہے۔ مصلیٰ میرا ہے۔ خلافت میری ہے لیکن میں وارث صدیق کو بنا کر جا رہا ہوں۔ میرا فیض براہ راست صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے گا۔ اور ان سے یہ فیض نبوت پوری امت کو ملے گا۔ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منگتے بنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور ساری امت منگتی بنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو فیضان نبوت ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل فرمادیا تھا۔ اس لئے قیامت تک جس ولی کو قطب ابدال کو فیض نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ملے گا اسے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آنا پڑے گا۔ فیضان ولایت کا نظام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی

علوم معرفت مجھے عطا فرمائے وہ میں نے سارے کے سارے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت عطا فرمائے۔ حضرت مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان دو طرح کا ہے ایک فیضان نبوت ہے اور ایک فیضان ولایت ہے۔ فیضان ولایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا گیا اور جو فیض ولایت پوری امت کو مل رہا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در سے مل رہا ہے۔ جو بھی ولی بنتا ہے اس کے پاس معرفت کی کلی آتی ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے ملتی ہے۔ فیض کے بھی درجات ہیں۔ فیض ولایت نچلے درجہ میں ہے اور فیض نبوت بلند درجہ میں ہے۔ فیض ولایت کے بعد جب فیض نبوت ملنے کا موقع آتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سائل کا بازو پکڑ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں یوں یہ سلسلہ فیض جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب قاری سلیمان صاحب۔ برہان پروفیسر مختار احمد صاحب

07-06-08

حب علی بغض معاویہ

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

معزز حاضرین۔ ہم مِنْ حَيْثُ الْقَوْمُ۔ یعنی ساری قوم ہی ایسے ہیں کہ بات کرنے
سے پہلے ذرا نہیں سوچتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم بلا جھجک بغیر سوچے سمجھے کہہ
دیتے ہیں کہ حُبِّ عَلِيٍّ بُغْضُ مَعَاوِيَةَ۔ یعنی ہم کہہ رہے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں بغض تھا اور محبت تھی تو صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے دل میں تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدخواہی
کرتے ہیں ان کی شان میں کمی کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت بغض میں رہتے تھے کبھی وہ
مہربانی کی طرف نہیں آئے تھے اسے شتم کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہم اکثر کرتے ہیں۔ ہم
کوٹھڑے بھرتے ہیں اور اس کوٹھڑے کی حقیقت یہ ہے کہ جس روز حضرت امیر
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تھے اس رات کچھ فرقوں نے خفیہ طور سے خوشی
منائی تھی۔ کہ آج ہمارا دشمن فوت ہو گیا ہے اور انہوں نے اس خوشی میں کوٹھڑے
بھرے تھے۔ میں نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پڑھی ہے اس

میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک سید زادہ تھا وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ مکتوبات وہ خطوط ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کی طرف ان کے سوالات کے جواب میں لکھے ہیں۔ اب ان کو کتابی شکل دے دی گئی ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف کوئی بات کرنا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص پر حد لگاتے تھے یعنی اس کو سزا دیتے تھے یہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ جو یہ کہے حُبِّ عَلِيٍّ ہے اور بُغْضِ مُعَاوِيَةَ ہے وہ سزا کا مستحق ہے اسے سزا ملنی چاہئے۔ اگر اس دنیا میں کوئی کسی وجہ سے سچ بھی جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اسے سزا لازمی دے گا۔ وہ سید زادہ جو مکتوب کا مطالعہ کر رہا تھا اس نے جب یہ پڑھا تو بہت نالاں ہوا کہ یہ انہوں نے کیا لکھ دیا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ اگر ان کے خلاف کوئی بات کی جائے تو حد نہیں لگتی چاہئے۔ ایسا شخص سزا وار نہیں ہونا چاہئے اس نے مکتوبات پکڑے اور غصہ سے زمین پر پھینک دئے۔ تھوڑی دیر بعد اسے نیند آگئی وہ سو گیا تو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی خواب میں تشریف لائے وہ سید زادہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بھی تھا۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس سید زادے مرید کو کان سے پکڑا اور فرمایا کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے۔ تم بتاؤ کہ تمہیں کس چیز پر غصہ آیا

ہے۔ چلو میں تمہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر کرتا ہوں۔ اسے پکڑا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاس حاضر کر دیا۔ اور عرض کیا کہ میں نے یہ بات لکھی ہے کہ جو کوئی بھی کسی صحابی کے خلاف بات کرتا ہے خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بات کرتا ہے شریعت کی رو سے وہ سزا کا مستحق ہے اس پر حد لگتی ہے یہ جو بندہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اس کو اس تحریر پر کدورت ہے نفرت ہے یہ سید زادہ ہے اور میری اس تحریر کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرمایا کہ زور سے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارو۔ جب اس سید زادہ کو تھپڑ لگا تو اس کے دل سے ساری کدورت نکل گئی اور اس کے دل میں ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پیدا ہو گئی اور اسے علم ہو گیا کہ ہر صحابی کا ایک اپنا مقام ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ایک اعلیٰ مقام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سزا مقرر فرمائی اس کو ایک تھپڑ مروایا اور اس کے نتیجے میں اس کے دل سے ساری کدورت نفرت دور فرمائی اور اس کے دل کو صاف فرما دیا۔ یا اللہ ہمارے بھی دلوں سے کدورت نکال دے اور ہمارے دلوں کو صاف کر دے ہمارے دلوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی محبت عطا فرما دے۔ اس لئے اگر کسی کے دل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق کوئی اچھے خیالات نہیں ہیں تو معافی مانگو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہمارے دلوں سے ایسے خیالات دور فرما دے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیتے ہیں وہ اندازہ کر

لیں کہ وہ کتنی سزا کے مستحق ہوں گے۔ جو نہیں وہ گالیاں دیتے ہیں تو جہنم کا ٹکٹ ان کے گلے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ کا تب و جی تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت فرمائی ان کو تعلیم دی ان کو قلم پکڑنے کا طریقہ بتایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں جہاں کہیں بھی حرف ”س“ آئے اس کو لباً کرنے کا حکم فرمایا۔ اور حرف میم میں خلّاء رکھنے کا حکم فرمایا۔ اور پھر یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے۔ اس ارشاد گرامی کے بعد اب دل میں کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خصوصی طور پر حضرت امیر معاویہ سے متعلق کوئی بغض رکھنا یا برے خیالات کو دل میں جگہ دینا سوائے جہنم خریدنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ ایک بات تو یہ تھی جو میں نے آج کرنی تھی ایک اور بات یہ ہے کہ میں نے اس میں جو پڑھا ہے کہ مکتوبات کا حصہ اول یعنی اس کا ایک Volume ایک جلد جب مکمل ہو گئی۔ تین حصوں پر مشتمل یہ کتاب ہے تو آپ نے سوچا کہ کتاب کا دوسرا حصہ لکھنے سے پہلے اس کی منظوری تو لے لیں کہ کیا یہ تحریر اس قابل بھی ہے کہ لوگ اس کو پڑھیں اور اس سے راہبری حاصل کریں۔ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس تحریر کو قبول فرما کر اس کی منظوری کا سرٹیفکیٹ جاری فرمائیں گے تو یہ آئندہ بھی لکھے جائیں گے اور میری راہنمائی فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ تیرا لکھا ہوا ہر خط حرف بہ حرف درست ہے اسے شائع کر دو۔ یہ بات میں نے

اس لئے عرض کی ہے کہ ان مکتوبات میں جو کچھ بھی مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے وہ حق ہے۔ ان میں کسی قسم کی کوئی کمی یا خامی نہیں ہے۔ شیخوپورہ میں حضرت سید عاشق حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ آستانہ عالیہ سرہند شریف کے متولی تھے۔ سرہند شریف وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے وہیں اب ان کا مزار مبارک ہے۔ سید عاشق حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی حیات تھے کوئی چار پانچ سال پہلے کی بات ہے ان کے پاس میری کتاب وسیلہ نجات پہنچی انہوں نے اس کا مطالعہ فرمایا۔ ابھی آپ یہ کتاب پڑھ ہی رہے تھے کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ جن کو وصال فرمائے ہوئے چار سو سال گزر چکے ہیں آپ نے 1096 ہجری میں وصال فرمایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ از خود بخش نفس تشریف لائے اور فرمایا کہ شاہ صاحب میں نے یہ کتاب وسیلہ نجات پڑھ لی ہے اس میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ حق ہے آپ اس کو اپنے مدرسہ میں جاری فرمائیں اور اس کی سبقتاً سبقاً بچوں کو تعلیم دیں۔ یہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی ہے اس کتاب کی اشاعت میں جو لوگ تعاون فرماتے ہیں وہ اپنا حصہ حق میں ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا خیر کی جزا عطا فرمائے۔ باقی تمام دوستوں کو اس کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے۔ نہ جانے کہ یہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی کہ اپنے جو ہیں وہ اس کا مطالعہ نہیں فرماتے اور جو دور والے لوگ ہیں وہ بہت دلچسپی سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس سے بہت مستفید ہو رہے ہیں۔ ایک عورت ہے وہ مدینہ شریف میں تھی۔ عمرے کی ادائیگی کے لئے گئی ہوئی تھی۔

پاکستان کی رہنے والی ہے مدینہ منورہ میں اس نے وسیلہ نجات پڑھی تو بہت لطف
 اندوز ہوئی اس کی تحریر اس کے دل پر اثر کر گئی۔ اس نے اس کتاب کے لکھنے والے
 سے متعلق اور اس کے مقام اشاعت سے متعلق ساری معلومات حاصل کر لیں۔
 واپس لاہور آئی تو اس نے ایک آدمی کو بھیجا اور اپنی دلچسپی کی کہانی بیان فرمائی اور
 کہا کہ برائے مہربانی مجھے وسیلہ نجات کا مکمل سیٹ عطا فرمائیں۔ اسے سیٹ بھیج دیا
 گیا ہے۔ وہ پڑھ کر موجیں کر رہی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں اس وسیلہ نجات کے
 مطالعہ کرنے سے اس قابل ہو گئی ہوں کہ عام آدمی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے کسی اوصاف معجزات کے خلاف بات کرے تو میں اس کے اعتراض کا مدلل
 اور سیر حاصل جواب دے سکتی ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات
 کرنے والے کا منہ توڑ جواب دے کر اسے لا جواب کر سکتی ہوں۔ پہلے میری اپنی
 یہ کیفیت ہوا کرتی تھی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معجزہ کو پڑھتی تھی تو میں
 حیران ہوا کرتی تھی کہ یہ ممکن ہے کہ نہیں ہے لیکن اب میں اس قابل ہو چکی ہوں کہ
 ہر وصف ہر معجزہ کے حق میں بحث بھی کر سکتی ہوں۔ اسی طرح سے رحیم یا رخاں سے
 ایک بی بی ہے وہ وسیلہ نجات کا مسلسل مطالعہ جاری رکھتی ہے۔ اور ہر نئے حصے کی
 اشاعت کی منتظر رہتی ہے اور عورتوں کی محافل سجاتی ہے اس میں وسیلہ نجات پڑھ کر
 سناتی ہے وہ بھی کہتی ہے کہ مجھے وسیلہ نجات کے مطالعہ کا جنون ہو گیا ہے اس سے
 پڑھ کر وعظ بھی کر سکتی ہوں۔ جہاں اٹھتی بیٹھتی ہوں وسیلہ نجات کا ہی ذکر کرتی ہوں
 اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دن دگنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے
 اپنے غافل لوگوں کو بھی اس کتاب کے پڑھنے اور اس سے مستفید ہونے کی توفیق

عطا فرمائے۔ بار بار پڑھی جائے کہ اس کی ہر تحریر حق ہے اور مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مہر ثبت کی ہے۔ ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ ”کوئچی دے دے پردے کج دے“ جو کوئی پیدا ہوتا ہے وہ معصوم پیدا ہوتا ہے بعد میں کوئچی بنے یا کچھ اور بنے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص فضل کرم سے یہ چیز عطا فرمائی ہے کہ میرے جو مرید ہوں گے یا جو میرے مرید کے مرید ہوں گے اور قیامت تک جتنے بھی ہوں گے میں سب کو ابھی سے ہی جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں پہلے کوئی پیدا ہو گا پھر کوئچی کملی بنے گا لیکن جو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی بخشش کا ابھی سے پروانہ جاری فرما گئے ہیں۔ یہ ان کی کرم نوازی ہے ایسے ہی حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں قیامت تک آنے والے تمام قادریوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ پیری مریدی ایک ایسا سلسلہ ہے کہ جو کوئی کہاں بھی مرید ہو جائے۔ سلسلہ نقشبند یہ میں۔ شہر و دیہ میں ہو۔ قادریہ میں ہو کہ چشتیہ سلسلہ میں ہو اسے یہ سرٹیفکیٹ جاری ہو جاتا ہے کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ خوش نصیب ہیں جو مرید ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبند یہ 04-07-08

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

معزز حاضرین:- یہ رجب المرجب کا مہینہ ہے اس مہینہ کے جہاں اور بھی اوصاف
ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہ
مہینہ ہے۔ ایک شیعہ نے آپ سے سوال کیا کہ امت محمدی میں سب سے طاقتور
کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سنی مسلک کے مطابق حضرت امام عالی مقام
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے طاقتور ہیں پوچھا کہ کس طرح سے ہیں فرمایا
کہ جب انہوں نے دیکھا کہ خلافت کے حق دار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں تو ان کو خلافت کی مسند دے کر پھر ان کی حفاظت بھی فرمائی کہ کوئی اور
بندہ اس مسند پر اپنا حق نہ جتائے۔ اور پھر فرمایا کہ شیعہ مسلک کے مطابق سب سے
طاقتور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پوچھا کہ کس طرح سے ہیں
فرمایا کہ جب خلافت مل گئی تو ان سے کوئی اور شخص اس منصب کو چھین نہیں سکا حتیٰ کہ
شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان سے منصب خلافت چھین نہ
سکے۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست کی بات سنیں۔ حدیث پاک ہے

کہ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مسئلہ آیا کہ ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ جب تک تو مجھ سے نہیں بولے گی میں بھی تم سے کلام نہیں کروں گا۔ بیوی نے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے جب تک آپ مجھ سے نہیں بولیں گے میں بھی بات نہیں کروں گی۔ اب دونوں اپنی جگہ خاموش ہیں کوئی بات نہیں کر رہے ہیں۔ وہ دونوں پریشان ہیں کہ کیا کیا جائے گفتگو کے بغیر تو کوئی کام بھی نہیں ہو رہا ہے۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ہماری قسم کا کوئی حل نکالیں ہم تو بہت تنگ آ گئے ہیں۔ آپ نے پوری بات سنی اور فرمایا کہ تمہاری دونوں کی قسم ختم ہو گئی ہے اور تم دونوں پر کوئی کفارہ لازم نہیں آتا۔ تم دونوں قسم سے بری ہو۔ آزاد ہو۔ بڑے بڑے علماء اس مسئلہ میں حاضر ہوئے اور خصوصی طور سے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لائے اور سوال کیا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ نے یہ کیا فتویٰ جاری فرما دیا ہے۔ حرام کو حلال قرار دے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس مرد نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ جب تک تو بات نہیں کرے گی میں بھی تم سے بات نہیں کروں گا۔ پھر جب عورت نے یہی الفاظ اپنی طرف سے دہرائے تو بات تو اس نے کر لی۔ اب قسم کہاں باقی رہی۔ ہاں اگر عورت خاموش رہتی تو پھر قسم بھی باقی قائم رہتی۔ عورت خاموش نہیں رہی اگرچہ اس نے بھی اپنی طرف سے قسم ہی اٹھائی لیکن وہ بول تو پڑی اس لئے قسم جاتی رہی۔ جب قسم ختم ہو چکی تو پھر کفارہ کیسا۔ علماء نے اس بات کو تسلیم کیا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بالکل حق ہے۔ ہمیں ہی اس مسئلہ کی سمجھ نہیں آئی۔ ایک اور واقعہ ہے کہ تین چار افراد نے

میں کرایک گھر میں چوری کی۔ مالک مکان ان چوروں کو جانتا تھا۔ وہ بڑے نامی گرامی چور تھے، بد معاش تھے۔ انہوں نے مالک مکان سے کہا کہ تم یہ کہو کہ اگر تم نے چور کا نام لیا تو تیری بیوی کو متن طلاقیں ہیں۔ انہوں نے یہ بات زبردستی کہلوائی۔ اب اسے چور کا بھی علم ہے لیکن وہ اس کا نام نہیں لے سکتا کہ اگر نام لیتا ہے تو بیوی کو طلاق ہوتی ہے وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اپنا ماجرا سنایا کہ حضرت صاحب مجھے چور کا بھی پتہ ہے اور نام لیتا ہوں تو بیوی کو طلاق ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں پر تمہیں شک ہے انہیں لے آؤ اور ان میں چور بھی ہو ہم ہر ایک سے متعلق پوچھیں گے کہ کیا یہ تمہارا چور ہے تو تم کہنا کہ نہیں یہ چور نہیں ہے اور جب چور پر ہاتھ رکھ کر پوچھیں گے کہ کیا یہ تمہارا چور ہے تو تم کوئی بات نہ کرنا بلکہ خاموش ہو جانا۔ تو چور کا پتہ بھی لگ جائے گا اور تمہیں اس کا نام بھی نہیں لینا پڑے گا۔ چور بھی مل جائے گا۔ طلاق بھی نہیں ہوگی یہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فراست ہے۔ طلاق بھی بچی اور چور بھی مل گئے۔ حضرت ہارون رشید بادشاہ وقت تھے انہوں نے ایک روز اپنی بیگم زبیدہ خاتون سے کہہ دیا کہ اگر تو مغرب کی آذان سے پہلے پہلے میری سلطنت سے باہر نہ نکلی تو تجھے طلاق ہے۔ اب وقت اتنا تھوڑا تھا کہ زبیدہ خاتون خواہ جتنی مرضی تیز سواری پر سفر کرتی پھر بھی آذان مغرب تک سلطنت سے باہر نہیں جاسکتی تھی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مسئلہ چلا گیا۔ زبیدہ خاتون کے ایلی مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آپ کے پاس حاضر ہو گئے اور عرض کر دیا کہ حضرت صاحب اس مسئلہ کا کوئی حل فرمائیں کہ زبیدہ خاتون کی طلاق کچھ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ زبیدہ خاتون سے کہہ دو کہ آذان

مغرب سے پہلے آ کر میری مسجد میں بیٹھ جائے اور نماز مغرب کے بعد اپنے گھر چلی جائے کیونکہ مسجد وہ جگہ ہے جو ہارون رشید کی سلطنت سے باہر ہے اس میں ہارون رشید کا حکم نہیں چلتا یہ اللہ کا گھر ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست ہے۔ ایک شخص اس کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا اس کی بیوی پانی کا پیالہ اٹھائے آ رہی تھی۔ اس شخص نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ اگر تُو نے یہ پانی پیا تو تجھے طلاق ہے۔ اگر پانی نیچے گرایا پھر بھی تمہیں طلاق ہے اور اگر کسی اور شخص کو دیا پھر بھی تجھے طلاق ہے۔ جب ذرا غصہ ٹھنڈا ہوا تو بہت کچھ بتایا۔ اب بیوی پانی کا پیالہ لئے کھڑی ہے کہ کیا کروں۔ بڑی سوچ بچار کے بعد وہ شخص حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مسئلہ بیان کیا کہ حضرت صاحب اس کا کوئی حل بتائیں کہ طلاق کچھ جائے آپ نے فرمایا کہ پیالے کے پانی میں کپڑا بھگو دو کہ وہ کپڑا سارا پانی جذب کر لے پھر اس کپڑے کو دھوپ میں پھیلا کر خشک کر لو۔ طلاق کچھ جائے گی۔ یہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت و فراست ہے۔ اسی طرح سے ایک اور مسئلہ پیش ہوا کہ میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا۔ بیوی سیڑھی پر کھڑی تھی۔ اس کے شوہر نے کہہ دیا کہ اگر تو سیڑھی پر اوپر چڑھی تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو سیڑھی سے نیچے اتری تو تجھے پھر بھی طلاق ہے۔ اب وہ بیوی عین وسط میں سیڑھی پر کھڑی ہے۔ نہ اوپر جانے کی اور نہ ہی نیچے آنے کی۔ شوہر کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو وہ بھی پریشان ہو گیا کہ یہ میں نے کیوں کہہ دیا ہے۔ وہ حضرت امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب اس مسئلہ کا کوئی حل بتائیے کہ

طلاق کچ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بیڑھی عورت سمیت اٹھالی جائے اور زمین پر رکھ دی جائے۔ پھر وہ عورت جہاں چاہے چلے پھرے طلاق نہیں ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت اور فراست ایسی اعلیٰ درجے کی تھی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ علم کا بہت بڑا سمندر تھے۔ مشکل اور پیچیدہ مسائل میں آپ کا ذہن اس تیزی سے صحیح نتیجہ تک پہنچ جاتا تھا کہ دوسرے لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ حضرت ازہر بن کیسان روایت کرتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا تو میں نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم کیسا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوحنیفہ کا علم خضریٰ علم ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں زیارت سے نوازا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوحنیفہ کے علم میں تلاش کرو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ اس کیلئے صرف ایک مثال ہی کافی ہے کہ آپ کے شہر کوفہ میں کسی کی بکری گم ہوگئی اور تلاش کے باوجود نہ ملی۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کی کہ بکری کی طبیعت عمر کتنی ہوتی ہے۔ پتہ چلا کہ بکری کی زیادہ سے زیادہ عمر سات سال ہوتی ہے تو آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کہ شاید اسی گم شدہ بکری کا گوشت نہ ہو۔ فرمایا کہ نادانستگی میں حرام کھایا جائے تو گناہ نہیں لیکن دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حضرت دانا صاحب بخویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ

سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کون سا مسلک اختیار کروں۔ میں نے چاروں اماموں کی کھربہ کا مطالعہ کیا لیکن میں کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا کہ میں کس کی تقلید کروں آپ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جھاڑو دیتے رہے لیکن کام نہ بنا پھر آپ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس پر تشریف لے گئے وہاں جھاڑو دیتے رہے۔ وہاں آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں زیارت سے نوازا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنے پہلو پر اٹھایا ہوا ہے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بہت رشک آیا کہ یہ کون ہستی ہے کہ جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آغوش مبارک میں لیا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی بن عثمان یہ تیرا اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ گویا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بتا دیا کہ آپ حنفی مسلک اختیار کرو۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء کرو۔ اس وقت دنیا میں جتنے مسلمان سنی عقیدہ ہیں ان میں 75 فیصد لوگ حنفی ہیں۔ باقی جو تین امام ہیں وہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت امام شافعی کو جب کسی مسئلہ کی سمجھ نہ آتی تو وہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض کو پانی میں بھگو کر پی لیتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے۔ دو نفل پڑھ کر دعا کرتے۔ پھر قمیض مبارک کو بھگو کر پانی پی لیتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقتدی ہیں۔ ان کے مسلک کے مطابق عمل

کرتے ہیں۔ قیامت والے دن ہر بندے کو اس کے امام کے نام پر آواز دی جائے گی اور ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر آواز دے کر بلایا جائے گا۔ ایک بات ہے کہ تقلید کے لحاظ سے امام فقہ کا ہوگا اور تصوف کے لحاظ سے جو آپ کا امام ہوگا وہ آپ کا پیر و مرشد ہوگا۔ اور جن کے یہ دونوں نہیں ہوں گے ان کا امام اور پیر شیطان ہوگا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عرصہ بعد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی ہے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ خود بہت صاحب علم ہیں۔ فقہ ہیں، محدث ہیں۔ آپ کو بیعت کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتا یعنی دوزخی ہوتا۔ اس سے بیعت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو لوگ ابھی تک کسی کے دست بیعت نہیں ہوئے ان کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ وہ کسی ولی اللہ سے نسبت قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لوئے لوئے بھاٹا بھر لے کڑیا جے مدھ بھاٹا بھرنا
شام پئی بنا شام محمد تے گھر جاندی نے ڈرنا
راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے تے میں وہ آکھاں راہ دے
بنا مرشداں راہ نہیں لہناتے رل مرسلں وچہ راہ دے

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 80 ہجری میں ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسا شخص پیدا ہوگا جسے نعمان کہا جائے گا اور اس کی کنیت

ابو حنیفہ ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگا۔ وہ قیامت میں میری امت کا چراغ ہے۔ یوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ نام اور کنیت کے ساتھ حضرت امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کی بشارت دے دی تھی۔ درمختار میں ہے کہ سیدنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے آپ نے بچپن جج کئے اور سو بار اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اور تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے تو اندر سے آواز آئی۔ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 150 ہجری میں وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت اور عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

خطاب برہائش رانا شاہد علی صاحب

12-07-08

انعام یافتہ لوگ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

قابلِ قدر عزیز و بزرگو، دوستو، ساتھیو! ہر ماہ بڑی عقیدت سے محفلِ پاک کا انعقاد
کیا جاتا ہے خصوصی طور سے ہم سب حضرات حصولِ برکات کیلئے یہاں اکٹھے ہوتے
ہیں۔ آج کا موضوع کا ایک حصہ مختصر طور پر پیش کرتا ہوں۔ جس طرح سے مجھے علم
ہوا ہے کہ اتحادِ بین المسلمین پر گفتگو نہیں کی ہے۔ نہ ہی یہ میرا عقیدہ ہے کہ مسلمان ہو
کر پھر وہ سب علیحدہ علیحدہ ہوں۔ میں اس نظریے کا قائل نہیں ہوں۔ نہ مجھے کہیں
سے کوئی ایسی چیز ملی ہے کہ مسلمان بھی کسی مسلمان کا دشمن ہو سکتا ہے نہ میں نے کبھی
اس امر پر کوئی تبصرہ کیا ہے۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے جو حکم فرما دیا ہے تو اس
سے متعلق چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (الفاتحہ: ۱) ”سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو جو مالکِ سارے
جہانوں کا“ اس کا مطلب ہے کہ تمام قسم کی تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں جو ہر
مخلوق کو پالنے والا ہے۔ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (الفاتحہ: ۲) ”بہت مہربان، رحمت والا“۔
اس کا سادہ سا ترجمہ ہے کہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ مُلِکِ یَوْمِ الدِّینِ

(الفاتحہ: ۳) ”روز جزا کا مالک“ لوگ کہتے ہیں کہ روز جزا کا مالک۔ لیکن اس کا حقیقی ترجمہ ہے ”سب کچھ کا مالک“ اس کے بعد ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔
 (الفاتحہ: ۴) ”ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں“ یہ سارا کلام تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے لیکن اس کو پڑھنے والا قاری یہ کہہ رہا ہے کہ یا اللہ میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ عبادت کرنے والا عبد ہوتا ہے۔ عبد کے معنی بندہ کے ہیں پھر اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں بنتا ہے کہ یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں۔ بندہ یعنی بندگی کرنے والا ہوں۔ اس بات یہ ہے کہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو پڑھتے تو ہیں کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ لیکن وہ بندگی تو کرتے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی کوئی بات مانتے نہیں ہیں۔ اس بندگی کا مطلب محدود کر دیا گیا ہے کہ صرف نماز کا نام ہی بندگی ہے یا زیادہ سے زیادہ روزہ رکھنے کو بندگی قرار دے دی۔ اگر صاحب استطاعت ہو گیا تو حج کو بھی بندگی میں شامل کر لیا۔ زکوٰۃ ادا کر دی تو اسے بھی بندگی میں شمار کر لیا۔ جب کہ اس کا نام بندگی نہیں ہے۔ بندگی کرنے والا بندہ تو وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بات کو مانتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہے اور حدیث شریف میں بھی اشارہ ہے کہ کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَانٌ۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مِّنْ سِلْمٍ مُّسْلِمُوْنَ بِاَلْسَانِهِ وَ یَدِهِ۔ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ میں نے اسی وجہ سے ہی اتحاد بین المسلمین پر کبھی گفتگو نہیں کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان ہے ہی وہی کہ جس کی زبان سے دوسرے مسلمان کیلئے کبھی کوئی بری بات نہیں نکلتی لیکن اگر مسلمان ہو کر دوسرے مسلمان کا گریبان پکڑے تو وہ پھر مسلمان ہے ہی نہیں۔ یہ بھی یہود و نصاریٰ کی ہی ایک سازش ہے کہ

مسلمان خود ایک دوسرے سے کہیں کہ متحد ہو جاؤ۔ اگر مسلمان ہیں تو پھر یا درکھنا کہ مسلمان کبھی ایک دوسرے سے نہیں لڑتے۔ مسلمان کا آپس میں نہ تو کوئی ذاتی اختلاف ہوتا ہے اور نہ ہی نظریاتی اختلاف ہوتا ہے۔ ہر حال خالق کائنات کی بارگاہ میں بندہ عرض کرتا ہے اِنَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِنَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ یا اللہ میں تیری بندگی کروں اور تجھ سے ہی مدد مانگوں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے اب تو یہ عرض کر کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ ۵) ”ہم کو سیدھا راستہ پر چلا“ اے اللہ مجھے سیدھے راستے پر چلا۔ دیکھو کہ ایک بندہ اللہ تعالیٰ کو رب بھی مانتا ہے۔ اسے خالق بھی مانتا ہے اس کی تمام تعریفیں بھی بیان کر رہا ہے تو کیا یہ سیدھا راستہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے میرا بندہ بن جا تو پھر تجھے اگلی بات بتاتا ہوں کہ اب مجھ سے سیدھا راستہ طلب کر۔ اور وہ سیدھا راستہ کون سا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ ۶) ”راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔“ بندہ تو عبادت کر رہا ہے نماز پڑھ رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو مجھ سے غیروں کی بات کر۔ ان لوگوں کی بات کر کہ جن پر اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں راضی ہو گیا ہوں۔ تم ان لوگوں کا ذکر کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صراطِ مستقیم یا سیدھا راستہ یہ ہے کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا ہے اور ان کو انعام دیا ہے۔ ان کا ذکر کیا جائے۔ اور حقیقی معنوں میں مسلمان وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کا ذکر کرتا ہے اور اگر کوئی ان کی مخالفت کرتا ہے تو وہ بین المسلمین میں سے کیسے ہو گیا۔ اس لئے یہ اپنے خیال سے نکال دو کہ جس نے کلمہ شریف پڑھ لیا وہ مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔ ایسی بات کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں پر احسان کیا ہے جن پر اس نے اپنا انعام کیا ہے جب تک ان لوگوں کا کوئی ذکر نہیں کرتا

ہے وہ ایمان والا نہیں ہے۔ مجھ سے کسی نے یہ سوال کیا کہ جو نماز بیت اللہ شریف میں مسجد الحرام میں پڑھائی جاتی ہے وہ سب سے اعلیٰ اور بہتر نماز ہے۔ بہت اچھی مکمل نماز ہے اس میں کسی قسم کی کوئی خرابی یا سقم نہیں ہے وہاں کوئی برا کام نہیں ہو سکتا۔ آپ کا اس سے متعلق کیا خیال ہے۔ میں نے کہا کہ جب بیت اللہ شریف میں 360 بت رکھے گئے تھے اور ان کی پوجا ہوتی تھی کیا وہ کوئی اچھا کام تھا مرد اور عورت ننگے ہو کر طواف کرتے تھے کیا وہ اچھا کام تھا۔ صفا اور مردہ پر بت رکھے ہوئے تھے کیا وہ اچھا کام تھا۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ شراب نوشی عام تھی۔ قتل و غارت ان کا معمول تھا۔ سب سے زیادہ زنا وہاں ہوتا تھا۔ یہ سب برے کام تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینے کیلئے وہیں پر ہی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ سب سے برے لوگ جہاں رہتے تھے۔ سب سے اعلیٰ و ارفع نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہاں مبعوث فرمایا کہ ان کے علاوہ اور کوئی ان کو راہ راست پر نہیں لاسکتا تھا۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہر مقدس جگہ پر جو کوئی عمل ہو وہ جائز ہی ہو بلکہ اگر کوئی ناجائز بات کسی جھوٹیڑی میں بھی ہو رہی ہو تو وہ درست ہے اسے تسلیم کرنا ضروری ہے ناجائز بات اگر خانہ کعبہ میں بھی ہو رہی ہو تو اس کا ماننا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خواہ میری تعریف کرتے رہو۔ خواہ مجھے رب بھی مانتے رہو۔ مجھے خالق بھی مانتے رہو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ جب تک تم ان کا ذکر نہ کرو جن پر میں راضی ہوا ہوں اور ان کو انعام سے نوازا ہے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انعام یافتہ کا ذکر کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے کہ ان کا ذکر کیا جائے۔ بندہ جب سیدھا راستہ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَجِيبْ دَعْوَةَ الْمَاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ ۱۸۶) ”دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔“ مجھ سے جب بھی کوئی مانگتا ہے میں اس کو عطا کرتا ہوں۔ لیکن دن رات مانگتے رہتے ہیں لیکن کچھ عطا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کب عطا کرتے ہیں کہ جب پہلے ان کا ذکر کیا جائے جن پر وہ راضی ہوا پھر ان کے واسطے اور وسیلے سے طلب کرے تو جو طالب کے حق میں بہتر چیز ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ضرور عطا کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک اور طریقہ بھی بیان فرمایا ہے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (الفاتحہ ۷) نہ ان کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ بہکے ہوؤں کا یا اللہ ان لوگوں کے راستے پر نہ چلا کہ جن پر تو ناراض ہو گیا۔ جن پر تو نے غضب نازل فرمایا۔ وَلَا الضَّالِّينَ جو راہ سے ہٹ گئے۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے وہ کفار ہیں۔ اور جو راہ سے ہٹے ہیں وہ منافقین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دعا کیا کرو کہ یا اللہ کفار کے راستے پر نہ چلانا اور منافقین کے راستے پر بھی نہ چلانا۔ منافق وہ ہوتا ہے جو کلمہ کو بھی ہے۔ نماز بھی پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہے حج بھی کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ (البقرہ ۸) ”اور وہ ایمان والے نہیں۔“ خدای تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جن پر راضی ہو گیا ہوں وہ کون لوگ ہیں۔ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ (النساء: ۶۹) اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا انعام کیا یعنی انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ اس سے بڑی کوئی سند کوئی ڈگری اور اس سے اعلیٰ کلام اور کوئی نہیں ہے۔ یہ قرآن پاک میں ہے اس میں کوئی شک بھی نہیں

ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ جن پر میں راضی ہوا ہوں اور جن کو میں نے انعامات سے نوازا ہے۔ یہاں پر انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہے۔ اس سے پہلے حکم ہوا کہ ان کا ذکر کرو کہ یہی سید ہا راستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنا سید ہا راستہ ہے۔ ان کے ساتھی بن جاؤ کہ یہ سید ہا راستہ ہے۔ نبی علیہ السلام جیسا تو اب کوئی ہو نہیں سکتا پھر ان کا ساتھی کس طرح سے بن جائیں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نبی علیہ السلام جیسے بن جاؤ۔ آدمی جب نماز پڑھتا ہے تو اس میں جب وہ صِرَاطَ الْمُنْتَقِیْنَ اَتَعَمَّتْ عَلَیْہِم پڑھتا ہے تو کیا اس کے ذہن میں انعام یافتہ آدمی نہیں آتے۔ کیا نبی علیہ السلام کی طرف اس کا دھیان نہیں جاتا۔ بعض لوگ ہیں کہ کلمہ کو ہو کر مسجد بنا کر نماز پڑھ کر حج کر کے بھی یہ لکھا ہے کہ اگر نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں کہ نماز کی حالت میں بھی ان کا خیال کرو۔ اب اللہ تعالیٰ کی بات مانیں گے یا اس بد بخت کی بات مانیں گے جو قرآن مجید کے خلاف باتیں لکھ رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا کرو تو پھر نماز تو تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام بن گئی پھر جو کہے کہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنا شرک ہے وہ قرآن مجید کا منکر ہے اور جو قرآن کا منکر ہے وہ بے ایمان ہے۔ صرف انبیاء علیہم السلام ہی نہیں بلکہ پوری آیت مبارکہ میں صدیقین، شہداء اور صالحین کا بھی ذکر ہے جب آیت مبارکہ کی طرف خیال جائے گا تو نبی علیہ السلام، صدیق، شہید اور صالحین سب کی طرف خیال جائے گا۔ اگر نماز توجہ سے پڑھ رہا ہے اور یہ سمجھ ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو انعام یافتہ لوگوں کی طرف خیال ضرور جائے گا کہ میں راستہ مانگ رہا ہوں تو کن کا راستہ مانگ

رہا ہوں اور انعام یافتہ انبیاء علیہم السلام ہیں صدیقین ہیں شہداء ہیں اور صالحین ہیں۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے خیال کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ نماز دراصل انعام یافتہ
 لوگوں کا خیال ہے۔ جب کوئی بندہ قرآن مجید پر عمل کرتا ہے۔ آج جو بات ہوگی وہ
 النَّبِیْنَ - انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہوگی۔ فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔
 یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن نبی علیہ السلام جیسی عبادت ہم نہیں کر سکتے۔ نبی علیہ السلام
 جیسے صبر و تحمل کا مظاہرہ ہم نہیں کر سکتے۔ نبی علیہ السلام جتنی تبلیغ ہم نہیں کر سکتے۔ نبی علیہ
 السلام جتنا حوصلہ ہم میں نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام جتنا علم ہم نہیں رکھتے۔ نبی علیہ
 السلام جتنی قوت ہم میں نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام کے فضائل و کمالات میں سے ہم
 کوئی بھی نہیں رکھتے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے ساتھی کس طرح سے بن جائیں۔
 اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جو کام کسی نبی علیہ السلام نے کیا ہو ویسا کام تم بھی کر لو تو
 قیامت کے دن تم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو گے جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے کیا
 ہے اور وہ ہم بھی کر رہے ہیں۔ اور جو کوئی بھی یہ کام کر لے گا وہ بھی انبیاء علیہم السلام
 کے ساتھ ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام کی صفوں میں کھڑا ہو کر پیش
 ہو گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا ہے۔ لفظ نبی کی جمع النَّبِیْنَ ہے۔ اب دیکھنا
 یہ ہے کہ وہ کون سا کام ہے کہ جس پر کسی نبی علیہ السلام کو اختلاف نہیں ہے۔ کبھی کسی
 نبی علیہ السلام نے اس کا انکار نہیں کیا بلکہ ہر نبی علیہ السلام نے وہ کام بڑی خوشی اور
 اہتمام سے کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ملا کہ آپ جنت میں چلے جاؤ۔
 حضرت آدم علیہ السلام نبی ہیں ابوبشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیفہ قرار دیا
 ہے۔ جنت کے بڑے دروازے پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام دروازے پر لکھی عبارت دیکھ کر رک گئے۔ عرض کیا یا اللہ ایک تو تیرا نام اللہ ہے اور یہ دوسرا نام مُحَمَّد کس کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہو گئے تو دیکھا کہ جنت میں ہر درخت ہر پتے پر لکھا ہوا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے ابھی نماز کوئی نہیں پڑھی۔ سجدہ کوئی نہیں کیا۔ کوئی اور عمل ابھی نہیں کیا۔ دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی کہنا شروع کر دیا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے ذکر کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے تو پھر سنت آدم علیہ السلام پر عمل کر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ غُضِّلَ بَعْدَ ذَلِكَ رَنِيمٌ (القلم ۱۳) حد سے بڑھنے والا گناہ گار۔ درشت خواہے کملی والے جو تیرا بے ادب اور گستاخ ہے وہ زنا کی پیداوار ہے۔ یعنی وہ اپنے باپ کا نہیں ہے اب بتائیں جو اپنے باپ کا ہی نہ ہو کیا اس کے ساتھ اتحاد کرنا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حوروں کی پیشانیوں پر لکھا ہوا پڑھا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ جنت کی دوسری مخلوق ہے ”غلمان“ ان کی چھاتیوں پر کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا ہے۔ اگر حور کو دیکھیں تو ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ غلمان کو دیکھیں تو ذکر مصطفیٰ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ جنت کو دیکھیں تو ہر پتے پر ذکر کملی والے صلی اللہ

علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے عرش المعظم کو دیکھا تو وہاں بھی یہی کلمہ شریف لکھا ہوا ہے وہاں بھی ذکر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہے۔ فرمایا کہ میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی تو ہر آسمان پر بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر پایا۔ حضرت آدم علیہ السلام جہاں جہاں بھی جاتے ہیں ہر جگہ یہی پڑھتے ہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے وہ کام تم بھی کر لیا کرو۔ یعنی ذکر مصطفیٰ علیہ السلام کر لیا کرو۔ یہ قرآن مجید پر عمل کرنا ہے۔ نماز کی روح بھی یہی ہے اور مقصد نماز بھی یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ فَقَالَ يَا رَبِّیْ هَذَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلی عرض کی تو وہ یہی تھی کہ یا اللہ یہ جو جگہ جگہ نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے مَنْ هُوَ یہ کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَقَالَ اللَّهُ تَعَالٰی يَا أَدَمُ لَوْلَا لِمَا خَلَقْتُكَ اے آدم علیہ السلام اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس فرمان خداوندی پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ اسے بخوشی تسلیم کیا ہے۔ اس لئے جو بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کرے اس کی اصل میں ضرور کوئی فرق ہوتا ہے۔ جس بد بخت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں عیب نظر آتے ہوں اس کی اصل میں خرابی ہے۔ یہ چند آیات مبارکہ ہیں جو ولید بن مخمرہ سے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت گستاخیاں

کیا کرتا تھا۔ ہر وقت جہاں کہیں بھی ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہی باتیں بناتا رہتا تھا۔ اور جب یہ آیت مبارکہ عُصَلِ بَعْدَ ذَلِكَ رَنِيمَ (القلم ۱۳) ”حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خو“ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے سامنے پڑھنی شروع کر دی۔ وہ بھی عربی تھا۔ آیت مبارکہ کا مفہوم اس کا مطلب معنی اور اشارہ سمجھتا تھا۔ اس نے چھری پکڑی اور اپنی ماں کی سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ سچ بتاؤ میرا باپ کون ہے۔ قرآن مجید کی آیات مبارکہ نازل ہو گئی ہیں کہ میں اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہوں۔ ماں نے کہا کہ جو حلالی ہوتے ہیں وہ اپنی ماں سے یہ سلوک نہیں کرتے جو تم کر رہے ہو۔ تیرا باپ عورت کے قابل نہ تھا میں نے ایک چرواہے سے دوستی کر کے تجھے حاصل کیا ہے۔ میں نے زنا کیا تھا جس سے تو پیدا ہوا تھا۔ اس لئے یہ سچی بات ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں کرے وہ حلالی نہیں ہے۔ اس کی اصل میں ضرور کوئی فرق ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ فرماتا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی وجہ تخلیق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکال دیا گیا آپ میدان عرفات میں تشریف فرما ہوئے اور عرض کیا کہ یا اللہ جس کا ذکر جنت کے دروازے پر ہے جس کا ذکر جنت کے تمام درختوں کے چوں پر ہے۔ جس کا تذکرہ حوروں کی پیشانیوں پر ہے۔ جس کا اسم مبارک غلمانوں کے سینوں پر ہے جس کا ہر جگہ تذکرہ ہے یا اللہ اس ہستی کا واسطہ ہے کہ جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے منصب خلافت

عطا فرمادے مجھے معاف کر دے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے میدان عرفات میں تشریف فرما ہو کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری اولاد میں سے قیامت تک جو کوئی بھی تیری سنت پر عمل کرتے ہوئے میدان عرفات میں وقف کرے گا میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے گا وہ جو کچھ بھی طلب کرے گا میں اسے عطا کروں گا اس کو کہتے ہیں ”حج“ لہذا حج بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ یعنی جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے بیٹھ کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا ہے وہاں تم بھی ان کا ذکر کرو تمہارا حج قبول ہی تب ہوگا کہ جب تم میدان عرفات میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کا ہے اب یہ ہر بندے پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتا ہے، البتہ یہ ہے کہ میدان عرفات میں ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کرنے کا جو طریقہ خود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اگر اس پر عمل کرو گے تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از خود ہی ہو جائے گا۔ روزہ رکھنے کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحری خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ بحری میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک آگیا اور روزہ شروع ہو گیا۔ اور اظہاری کے وقت فرمایا کہ روزہ کھجور سے پانی سے دودھ سے یا نمک سے اظہاری کرو تو اظہاری میں بھی جب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرو گے تو یہ بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں کہ عبادت دراصل ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ذکر مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے رہے اور اپنے بعد میں آنے والے نبی اپنے سجادہ نشین کو حکم فرمایا کہ اے میرے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام یہ یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے تو اس کے ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی لینا ہے۔ پوچھا کہ ابا جان اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ بیٹا جب بھی مجھ پر کوئی بھاری تکلیف آئی ہے تو کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہی میرے کام آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو انعام سے نوازا ہی تب ہے کہ جب اس نے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا ہے۔ حضرت شیث علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابا جان مجھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی خوبی تو بیان فرمائیے۔ دیکھئے کہ ایک نبی علیہ السلام دوسرے نبی علیہ السلام سے پوچھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ اب دونوں نبی علیہم السلام باتیں کر رہے ہیں تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے۔ باتیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو رہی ہیں۔ ذکر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو جاؤ میں نے انعام کی پہلی پوزیشن انبیاء علیہم السلام کو عطا کی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام نے سب سے پہلا کیا کام کیا ہے۔ باپ بھی نبی علیہ السلام ہے بیٹا بھی نبی علیہ السلام ہے اور وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہیں۔ ہم اسی لئے کہتے ہیں کہ ۔

یاد کر دے رہو زلف محبوب دی

ول مقدر دے سارے نکل جان گے

کملی والے دے ناں دا وظیفہ کرو
 وار تقدیر دے سارے ٹل جان گے
 جھل جا توں جہاں خطاواں دی گل
 دیکھ دوہاں جہاناں دی رحمت دے دل
 جے نہیں چنگے عمل چل مدینے نوں چل
 کھوٹے سکے وی طیبہ وچہ چل جان گے

اگر حج کا ایک رکن بھی رہ جائے تو حج نہیں ہوتا لیکن خواہ کوئی کتنا ہی گناہ گار ہو وہ مدینہ طیبہ چلا جائے وہاں سے وہ خالی نہیں آئے گا۔ کھوٹے سکے کعبہ کے سامنے نہیں چلتے۔ رقم خرچ کرتے ہیں۔ احرام باندھتے ہیں۔ اپنے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں۔ دعائیں یاد کر رہے ہیں۔ طواف کر رہے ہیں۔ صفا مروہ پر بھاگ رہے ہیں۔ اتنی محنت مشقت کے باوجود بھی اگر کسی ایک رکن کی ادائیگی نہ ہوئی تو سارا سفر بے کار ہو گیا۔ لیکن اگر مدینہ منورہ میں کسی بھی حالت میں کوئی حاضر ہو گیا تو وہ دامن مرادوں سے بھر کر ہی واپس آتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ ایک بندہ روزہ توڑ کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں چلا گیا۔ رمضان مبارک کا فرض روزہ توڑ بیٹھا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ ٹوٹ گیا ہے فرمایا کہ کفارہ کے طور پر ساٹھ روزے لگاتا رکھو۔ عرض کیا کہ اگر اتنی طاقت ہوتی تو ایک ہی پورا کر لیتا ایک تو پورا کر نہیں سکا ساٹھ کیسے رکھ سکوں گا۔ فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر دو۔ عرض کیا کہ میرے پاس کوئی غلام ہے ہی نہیں۔ کس کو آزاد کر دوں۔ فرمایا کہ ساٹھ افراد کو روزہ رکھوا دو۔ یہ شریعت کا حکم ہے یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مفلس ہوں غریب ہوں میرے اپنے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں

ہے میرا تو اپنا گزارہ نہیں ہوتا میں ساٹھ افراد کو کھانا کہاں سے کھلا دوں۔ روزے کے کفارہ کے طور پر جو کرنا پڑتا ہے وہ تو سب کچھ ختم ہو گیا۔ وہ صحابی کسی طور پر پورا نہیں اتر سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ اگر اس قسم کا کوئی فرد ہمارے پاس آجائے تو کیا ہم اس کی اس طرح سے مہمان نوازی کر سکیں گے میرے پاس اس کے علاوہ کوئی ضابطہ ہی نہیں ہے کہ روزہ کے کفارہ کیلئے اس کو بتا دوں لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے خالی واپس نہیں لوٹایا فرمایا کہ بیٹھے رہو۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا اس کا کھجوروں کا باغ تھا جس کو پہلا پھل آیا تھا اس نے نوکری کھجوروں سے بھری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول فرمائیں تاکہ میرے باغ میں برکت آجائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ روزہ توڑ دینے والا کہاں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام با اختیار نہیں ہیں اب دیکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کتنا اختیار ہے۔ اللہ کا قانون ختم ہو چکا شریعت کا قانون ختم ہو چکا۔ شریعت کی حدود ختم ہو چکیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے قانون کو دیکھیں تو وہ روزہ توڑنے والا گناہ گار ہے۔ بخشش کے لائق نہیں کہ اس نے قانون قدرت کی خلاف ورزی کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ یہ کھجوروں کا ٹوکرا لے جاؤ۔ مدینہ منورہ کی گلیوں میں آواز دے دو کہ جس نے ابھی تک کھجوروں کا تیا پھل نہیں کھایا ہے وہ لے لو۔ مدینہ منورہ کے لوگوں میں یہ پھل تقسیم کر دو تو تیرا گناہ معاف ہو جائے گا۔ دیکھو کہ کھجوریں لوگ کھا رہے ہیں اور گناہ اس روزہ توڑنے والے کے معاف ہو رہے ہیں یہ اختیار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ تھوڑی دیر بعد اسی طرح سے ہی بھرا ہوا ٹوکرا لے کر واپس آ گیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا کہ جس نے

ابھی تک کھجوروں کا نیا پھل نہ کھایا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ صرف میں اور میرے بیوی بچے ہی ایسے ہیں کہ جنہوں نے ابھی تک کھجور کا نیا پھل نہیں کھایا ہے فرمایا کہ یہ کھجوریں اپنے گھر لے جاؤ۔ خود کھاؤ اور اپنے بچوں کو کھلاؤ۔ تمہارا گناہ معاف ہو جائے گا۔ ایسا بھی کوئی نئی دنیا میں ہوگا کہ کھانے کو کھجوریں بھی دے اور گناہ بھی معاف ہو جائیں۔ یہ اختیار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ابا جان اس کی کوئی خوبی بیان کریں کہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ فرمایا کہ بیٹا اگر اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی امتی سر عام گناہ کرے اور پھر اندر تنہائی میں بیٹھ کر توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وسیلہ سے اس کا گناہ معاف کر دے گا۔ یہ اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خوبی ہے یہ حضرت آدم علیہ السلام کا علم غیب ہے کہ وہ ہماری کرتوتوں سے واقف تھے حضرت شیث علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں وعدہ کرتا ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں گا ساتھ ہی میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ انبیاء علیہم السلام نے کثرت سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی۔ آپ آدم ثانی کہلاتے ہیں آپ نے کشتی پر اللہ تعالیٰ کے تمام نام لکھے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے نام بھی لکھے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھا۔ کچھ لوگ اس کو مثال بتاتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی کشتی پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا اس لئے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مساجد میں یا گھروں میں لکھنا نہیں چاہئے۔ اور اگر وہ بھول گئے تو پھر یہ تمہارے

مطابق تو غلط ہو گیا جو کہتے ہو کہ نبی علیہ السلام بھول نہیں سکتے۔ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اب آپ نبی علیہ السلام کا فضل اور اللہ تعالیٰ کا حکم دیکھیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی اس پر تمام اسمائے حسنیٰ لکھے انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی لکھے اور عرض کیا کہ یا اللہ کشتی تیار ہے۔ فرمایا کہ اس کشتی کو کھڑے کھڑے کر دو اور دوبارہ تیار کرو عرض کیا کہ یا اللہ یہ کیوں۔ فرمایا کہ جس اسم مبارک کی برکت سے میں نے تمہاری یہ کشتی کنارے پہنچانی ہے تم نے اس کا تو نام ہی نہیں لکھا۔ ایسی کشتی کو کیا کرنا ہے یہ پار نہیں لگے گی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سال تبلیغ فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان فرمائی ہے ایسی ہستی کو یہ حکم مل رہا ہے کہ اپنی کشتی کو توڑ دے۔ دوبارہ بناؤ۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ کا حکم مانتا ہوں کشتی کو دوبارہ بنانا ہوں۔ یہ نہیں عرض کیا کہ یا اللہ جو مجھ سے غلطی ہوئی ہے میں نے وہ اسم مبارک نہیں لکھا ہے اس کشتی پر میں اب وہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا ہوں۔ آپ نے وہ ساری کشتی توڑ دی اور دوبارہ بنائی۔ پھر وہی اسم گرامی لکھنے سے رہ گیا۔ حکم ہوا کہ اس کشتی کو پھر سے توڑ دے اور دوبارہ نئے سرے سے بناؤ۔ تیسری دفعہ وہ کشتی تیار کی گئی۔ اس پر نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کیا گیا۔ کشتی کی پیشانی پر ایک طرف یا اللہ اور دوسری جانب یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ اس لئے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرو پڑھا کرو اس نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور وظیفہ کیا کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جس کی پشت سے تینتیس ہزار 33000 یا پینتیس ہزار 35000 انبیاء علیہم السلام تشریف لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کر کے اس کے سامنے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى - (البقرہ ۱۲۵) ”اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ“۔ مقام ابراہیم کو مضبوطی سے پکڑو یہاں نماز پڑھو اس کو مصلیٰ بناؤ۔ طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیم پر دو نفل پڑھنا واجب ہیں۔ اگر نہ پڑھے جائیں تو جرمانہ اور اگر جرمانہ ادا نہ کیا تو طواف کرنا بے کار اس کا ثواب ختم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم پر ضرور نماز پڑھو اس کو مصلیٰ بناؤ۔ اس مقام کی اتنی فضیلت کیوں ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہیں سامنے بیت اللہ شریف ہے اور آپ نے دعا فرمائی۔ رَبَّنَا وَالْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا (البقرہ ۱۲۹) ”اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول“۔ اس مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ یہاں ابھی آذان تو ہوئی نہیں۔ چاہئے یہ تھا کہ یہاں پہلے آذان ہوتی۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی صدا بلند ہوتی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں پہلا کام یہ کیا کہ دعا فرمائی کہ یا اللہ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شروع کر دیا۔ مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا دستور بیان فرما دیا ہے کہ نماز وہیں پڑھی جاتی ہے جہاں پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منایا جائے۔ جس مسجد میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا نہ جاتا ہو اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس مسجد میں نماز ہوتی ہی نہیں ہے یہ قرآن مجید سے دلیل عرض کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا دستور یہ ہے کہ نماز بعد کی بات ہے روزہ بعد کی بات ہے۔ حج بعد کی بات ہے لیکن ان تمام اعمال سے پہلے ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر چلے گئے۔ آپ کلیم اللہ ہیں اور اتنی عظمت کے

مالک ہیں کہ دریا میں اپنا عصا مبارک ماریں تو دریا نئے نل میں بارہ راستے بن جاتے ہیں اگر پتھر پر اپنا عصا مبارک ماریں تو اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ اگر اپنے عصا مبارک کو رسیوں کے بنے ہوئے سانپوں کی طرف پھینک دیں تو وہ از دھابن کر ان کو کھا جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا ہاتھ مبارک لکڑی کے بنے ہوئے عصا کو لگ جائیں تو اس لکڑی میں یہ کمال حاصل ہو جاتے ہیں اور پھر نبی علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں کتنا کمال ہوگا۔ حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سارا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ یا اللہ انا کَلِیْمُکَ وَ مُتَحَمِّلُ حَبِیْبُکَ۔ قاری ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشریف فرما ہوئے تو نیچے پتھروں میں سے شیطان نکل آیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ بھی نبی علیہ السلام ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے یہ پوچھیں کہ آپ کی شان زیادہ ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان زیادہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور رفعت کے خلاف کون ہے۔ یہ شیطان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیطان کی بات تو نہ مانی لیکن یہ ضرور عرض کیا انا کَلِیْمُکَ وَ مُتَحَمِّلُ حَبِیْبُکَ۔ شیطان کے الفاظ تھے کہ آپ بھی صاحب شریعت نبی ہیں وہ بھی صاحب شریعت نبی ہیں پھر فرق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح سے تذکرہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا ہے اس طرح سے کسی دوسرے نبی علیہ السلام کا نہیں کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو بغض ہے اسی لئے شیطان کی پارٹی کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج تک بغض ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ عظمتوں کے مالک نبی علیہ السلام ہیں اگر وہ شیطان کے

ورغلا نے میں آجائیں تو پھر نی تو نہ ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میں تیرا کلیم ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وَمَا الْفَرْقُ بَيْنَ الْكَلِيمِ وَالْحَبِيبِ۔ یا اللہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے۔ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے کلیم میں گفتگو ہو رہی ہے لیکن موضوع گفتگو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ اگر میری بارگاہ میں بھی زیادہ دیر تک گفتگو کرنا چاہتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر شروع کرو۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اتنی دیر بات کرنے کا موقع ہی عطا نہیں فرمایا۔ لیکن آج طویل گفتگو فرمائی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہی زیادہ گفتگو فرماتے ہیں۔ وقت ہی اس کو زیادہ ملتا ہے اللہ تعالیٰ کو وہ لحاظ ہی بہت اچھے لگتے ہیں جن میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے ہمیں اس بات کا ذرا احساس نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہیں ہی ہمارے خیر خواہ۔ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (التوبہ ۱۲۸) ”تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی چھوٹی سے چھوٹی پریشانی بھی برداشت نہیں فرماتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الْكَلِيمُ يَأْتِي إِلَى الطُّورِ مَسِينًا ”کلیم وہ ہے کہ جو خود چل کر پہاڑ کی طرف آتا ہے“۔ ثُمَّ يَنَادِي قَالَ رَبِّ ارْنِيْ پھر وہ پکار کر کہتا ہے کہ یا اللہ میں تجھے دیکھنے کیلئے آیا ہوں تو اسے جواب ملتا ہے۔ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ آپ دیکھ نہیں سکیں گے۔ الْحَبِيبُ يَنَامُ عَلَى فَرَشِهِ۔ حبیب وہ ہے کہ جو اپنے بستر مبارک پر سویا ہوگا۔ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجوں گا تو وہ سوئے ہوئے ہوں گے حضرت جبرائیل

علیہ السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سوتے ہوئے ہیں
 میں ان کو کس طرح سے جگاؤں۔ میں اسے حکم دوں گا۔ فَقِيلَ قُلْ عَلَيْهِ يٰ اَجْبَرُئِيلُ
 اے جبرائیل کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدموں مبارکہ کو بوسہ
 دے۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ بوسے دیتے رہو جب تک وہ تمہاری طرف نہ دیکھیں قرآن
 مجید ارشاد فرماتا ہے۔ وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِيْمٌ (القلم ۴) ”اور بیشک تمہاری خوبو
 بڑی شان کی ہے“ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق سب سے عظیم
 ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ساری دنیا کی متاع تھوڑی ہے کملی والے آقا علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا خلق سب سے بڑا۔ جس طرح سے لوگ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ
 السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعوذ باللہ استاد ہیں۔ اگر وہ استاد ہوتے تو کیا
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے پاؤں مبارکہ کے بوسے دلواتے۔ جس کا
 اخلاق ہی عظیم ہے۔ کیا وہ بد اخلاقی نعوذ باللہ کا مظاہرہ فرماتے۔ معاذ اللہ یہ سب
 جھوٹ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام قدموں کو بوسہ دے کر ظاہر کر رہے ہیں کہ
 آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام استاد ہیں اور میں شاگرد ہوں۔ یہ کوہ طور پر گفتگو ہو رہی ہے
 اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ جب حضرت
 جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین پر بوسہ دیں
 گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ عنایت فرمائیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ کیسے
 آنا ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ الْهَشِيْتُكَ اِلٰی
 لِقَائِكَ يٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلسل دیکھنے کا شوق رکھتا ہے اور میں آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھے۔ تمام دنیا کی یہ خواہش ہے خواہ وہ انبیاء علیہم السلام ہوں۔ اولیاء اللہ ہوں۔ مجاہدین ہوں۔ تمام ایمان والوں کی یہ خواہش ہے کہ قیامت کے روز ہم اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کا شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ بارہ انبیاء علیہم السلام نے یہی دعا کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظمت سنی اور اس کو تسلیم کیا اور دعا کی کہ یا اللہ مجھے کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو تسلیم کرو اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا ہے۔

عرض کیتی جبرائیل تلیاں نوں مل کے
اٹھو آقا رب دا پیام آگیا اے
سواری لئی ہے براق حاضر
واگاں پھرن لئی غلام آگیا اے
جہاں تک پہنچے محمد ﷺ پیارے
کھڑے سن نبی انتظاری وچہ سارے
آدم نے بنیاں نوں فرمان کیتا
صفاں ٹھیک کرلو امام آگیا اے

مسجد اقصیٰ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے تھے وہاں تمام انبیاء علیہم السلام کو آنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مجھے ماننا چاہتے ہو تو جہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد ہو وہاں حاضر ہو جلیا کرو۔ ہمارے پاس تو محفل میلاد میں آنے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ بہانہ سازی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جہاں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہو وہاں حاضری دو گے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بنو گے۔ ہم ثواب بھی لینا چاہتے ہیں۔ اور قیامت کے روز انبیاء علیہم السلام کی صف میں بھی کھڑا ہونا چاہتے ہیں۔ اور میلاد میں بھی آنا نہیں چاہتے میں تو کہا کرتا ہوں۔

ہووے برباد اوہ گھر جس میں تیری یاد نہ ہو

اجڑے اوہ شہر جس میں محفل میلاد نہ ہو

وہ گھر گھر ہی نہیں ہوتا کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد نہ ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مسجد اقصیٰ میں ہو رہا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام وہاں حاضر ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک حاضر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی۔ دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ تمام انبیاء علیہم السلام مقتدی ہیں۔ رات کا پچھلا پہر ہے۔ وہی دو رکعت نماز فجر آج تک موجود ہے۔ روزانہ فجر کی نماز ہوتی ہے یوں کہہ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ تو روزانہ ہی معراج کی یاد دلانا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے۔ الصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ مومن صبح اٹھے گا۔ نماز فجر کی تیاری کرے گا تو اسے معراج نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یاد آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز فجر بھی دراصل آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد ہے۔ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام نے خطبہ ارشاد

فرمایا جب حضرت یوسف علیہ السلام کی باری آئی تو عرض کیا کہ اے کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میری بڑی شان ہے۔ میرے حسن کا بڑا چہ چاہے تو کسی عاشق نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خطبہ کو یوں ہماری زبان میں پیش کیا ہے۔

بے شک حسن زیادہ میراتے کل جہانان نالوں

تے ودھ نہیں قیمت کملی والیا تیریاں زلفاں نالوں

کملی والیا لُج پالا میرا حسن تو بہت زیادہ ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف مبارک کا ایک کنڈل جتنا حسین ہے اس سے زیادہ میرا حسن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا ساتھی بن جا۔ کسی نبی علیہ السلام کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہونے کا دعویٰ کرے تو جو یہ کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہیں وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی کس طرح ہوں گے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے سارے عیسائیوں کو اکٹھا کر لیا۔ آپ کے بہت قریبی حواری جنہوں نے آپ سے انجیل پڑھی ہے وہ سب سے آگے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اتنے عیسائیوں کو اکٹھا نہیں کیا تھا۔ یہ بہت بڑا اجتماع تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بتاؤ میں نے مردے زندہ کئے ہیں کہ نہیں۔ عرض کیا بے شک آپ نے مردے زندہ کئے فرمایا کہ جانتے ہو کہ میں نے مردے کیوں زندہ کئے۔ جی نہیں۔ فرمایا اس لئے مردے زندہ کئے کہ تم میرے قریب ہو جاؤ تمہارا مجھ پر یقین کامل بن جائے اور پھر میں تمہیں اپنے دنیا میں آنے کا مقصد بیان کروں۔ میں مردے زندہ کرنے نہیں آیا تھا میں تمہیں ایک پیغام دینے آیا تھا۔ میں نے کوڑھی کو تندرست کیا۔ جی بالکل آپ نے ایسا کیا۔ میں نے ان کو تندرستی اس لئے دی کہ وہ مجھ پر یقین کر لیں مجھ پر

اعتماد کریں تاکہ میں آپ کو اپنے دنیا میں آنے کی وجہ بیان کروں میں نے اندھوں کو بنیائی عطا کی۔ جی ہاں آپ نے پیدائشی اندھوں کو بنیائی عطا کر دی۔ فرمایا کہ میں اندھوں کو آنکھیں عطا کرنے کیلئے نہیں آیا تھا۔ میں کوئی یہاں حکمت جگانے کے لئے نہیں آیا میں نے تو صرف تم پر اعتماد جمانے کیلئے اندھوں کو آنکھیں دی ہیں تاکہ تم مجھے سچا جانو اور جو میں تمہیں پیغام دینے کے لئے آیا ہوں اس کو سوچو سمجھو اور اس پر یقین کر لو۔ کیا میں نے مٹی سے پرندہ بنا کر جاندار کر دیا اور وہ اڑ گیا۔ جی ہاں ضرور پرندہ بنایا اور اڑا دیا یہ اس لئے کیا جو مجھ سے دور رہتے ہیں وہ بھی میری شان کو مان کر میرے قریب آجائیں اور میری بات پر یقین کر لیں۔ اب تم نے مجھ پر یقین کر لیا ہے مجھے سچا سمجھتے ہو تو پھر میرا ایک پیغام سن لو کہ جس کے لئے میں دنیا میں آیا تھا فرمایا وَ مَبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (القاف: ۶) ”اور ان رسول کی بشارت سنانا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے“ میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی آخر الزمان تشریف لانے والے ہیں۔ وہ سب پڑھے لکھے عیسائی تھے وہ فوراً متوجہ ہوئے اور کہنے لگے ان کو یہ پتہ ہے کہ ہم کیا کھا کر آئے ہیں اور کیا ہم اپنے گھروں میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ ان کو یہ بھی علم ہے کہ ان کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا ہے پھر ان کو یہ بھی علم ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کب تشریف لائی ہے۔ آپ کے حواریوں نے پوچھا کہ بتائیے وہ کب آئیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ جواب نہیں دیا کہ مجھے کیا علم ہے۔ یہاں کلمہ کو لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔ ایسا بندہ مسلمان نہیں ہوتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مَنْ بَعْدِي میرے

چلے جانے کے بعد تشریف لائیں گے۔ پوچھا کہ آپ نے کیوں چلے جانا ہے فرمایا کہ میں اس کے بوٹوں کے تسمے کھولنے کے بھی قابل نہیں ہوں۔ حضرت حسن رضا صاحب فرماتے ہیں۔

سر پہ رکھے کوس جائیں گر نعل پاک حضور

پھر کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں

عیسائیوں کا عقیدہ دیکھو کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام سے متعلق جانتے ہیں کہ وہ آنے والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی بھی جانتے ہیں۔ اس لئے عرض کیا کہ ان کا نام کیا ہوگا، تا کہ کوئی کسی قسم کا ابہام نہ رہ جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ان کا نام نہیں جانتا۔ بلکہ فرمایا: اِسْمُهُ اَحْمَدُ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ بس میرے آنے کا مقصد تمہیں یہ بشارت ہی دینا تھی سو وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھی بن جاؤ اور نبی علیہ السلام کیا فرما ہے ہیں کہ میرے دنیا میں آنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ تمہیں بتا دوں نبی آخر زماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ہونے والی ہے اگر کوئی بندہ یہ کہہ دے کہ حاجی غلام محی الدین صاحب کے گھر میں محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل ہو رہی ہے آؤ وہاں چلتے ہیں تو قیامت کے روز وہ بھی انشاء اللہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق انبیاء علیہ السلام کا ساتھی ہوگا۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(خطاب علامہ امجد علی امجد صاحب برہانش حاجی غلام محی الدین صاحب)

دوسری نشست:-

قابلِ قدر، دوستو، بزرگو، ساتھیو! کچھلی محفل میں انبیاء علیہم السلام سے متعلق گفتگو ہوئی تھی جو کہ انعام یافتہ لوگوں میں پہلے نمبر پر ہیں۔ صراطِ مستقیم کے حوالہ سے آج بھی چند باتیں آپ حضرات کے گوش گزار کرنے کی جسارت کرنی ہے۔ کل میں نے ایک حدیث شریف پڑھی ہے۔ قرآن الناصحین ایک کتاب ہے جس کا متن عربی میں ہے اور اس کا ترجمہ کراچی سے ایک کمپنی نے کیا ہے۔ ”قیامت کے علامات“ میں سے ”آثارِ قیامت“ میں سے یا اس باب میں سے مجھے یہ حدیث پا کٹی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب لوگ بہت خوبصورت مساجد بنائیں گے لیکن وہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوں گی۔ آذانیں بھی ہوں گی پیکر بھی لگے ہوئے ہوں گے بڑے خوش الحان قاری امامت کرائیں گے۔

میں حدیث شریف کے الفاظ من و عن پیش کر رہا ہوں۔ مساجد میں کئی کئی صفوف نمازیوں کی ہوں گی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے نماز نہیں پڑھیں گے۔ موذن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے آذانیں آج کل نہیں دے رہے ہیں۔ جو لوگ گروہ درگروہ بیٹھ کر محافل ذکر سجا رہے ہیں وہ بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ذکر نہیں کر رہے ہیں۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں کہ مساجد بہت خوبصورت عالیشان ہوں گی لیکن وہ اللہ کے ذکر سے خالی ہوں گی۔ لوگ مساجد کو اپنی جاگیر سمجھیں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی بندہ جب مسجد کو اپنی جاگیر سمجھے تو ایسی مسجد میں مطلقاً نماز نہیں ہوتی۔ اور جب نماز ہی نہ ہوئی تو پھر ذکر کس طرح سے ہوگا۔ وہ مسجد ذکر سے خالی ہوگی۔ اسی طرح آذان ایک صدا ہے۔ لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤہ ہے۔ جب نماز ہی نہیں ہوگی تو اس کیلئے آذان دینا بھی

مفید نہیں ہے۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حق ہے سچ ہے اور فی زمانہ مساجد اللہ کے ذکر سے خالی ہیں۔ اسی حدیث شریف میں ہے کہ قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت ہوگی لیکن وہ صرف پڑھنے کی حد تک ہوگا اس کے حکم احکام پر عمل نہیں کیا جائے گا اور فی زمانہ مسلمانوں کی کثیر تعداد قرآن مجید پڑھتی ہے۔ دوسروں کو پڑھاتی بھی ہے۔ لیکن اس کو ماننا کوئی بھی نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی پر عمل کوئی نہیں کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان بھی حق اور سچ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی پر کسی مسلمان کو تو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے لیکن آج کل کے مسلمانوں کو قرآن مجید اور حدیث شریف سن کر بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بڑی ناگواری کا اظہار کرتے ہیں اسی حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ ایسے حالات میں سب سے برا طبقہ علماء کا ہوگا۔ ان الفاظ پر پہنچنے کے بعد میں بہت چونکا اور بار بار میں نے حدیث شریف کے ان الفاظ پر غور کیا اور اس سے آگے یہ الفاظ آتے ہیں کہ وہ علماء فتنہ برپا کریں گے۔ اور ہر فتنہ ان کی اپنی طرف لوٹے گا۔ یہاں آ کر مسئلہ سمجھ میں آ گیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب سے برا وہ عالم (مولوی) ہے جو فتنہ برپا کرتا ہے اور سب سے برا فتنہ مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرنا ہے اور ایسے وہ تمام علماء (مولوی) فتنے ہیں اس لئے سب سے برے ہیں۔ وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ ایسے علماء کی وعظ تقریر سننا۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی اور اس سے علم حاصل کرنا اس سے قرآن مجید سیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا آج کل ہماری ایک روش ہے، رسم ہے کہ جی بس نماز ہی پڑھنی ہے نا۔ قرآن ہی پڑھنا ہے نا۔ جہاں جی چاہے نماز پڑھ لو، قرآن پڑھ لو۔ اور ہم پڑھتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں۔ پانی بھی خرچ ہوتا ہے۔

منہ طرف کعبہ شریف بھی ہوتا ہے۔ پیچھے اس امام کے بھی کہتا ہے۔ نماز پڑھتی ہے لیکن اگر نماز ہی نہ ہوتی ہو تو پھر یہ سارا عمل اور تکلیف اٹھانے کا کیا فائدہ ہے۔ یہ ساری تنگ و دو بے کار ہے۔ لہذا ایسے علماء سے بچنا ضروری ہے لیکن اسی صورت میں بچ سکتا ہے کہ اگر اسے علم ہوگا کہ امامت کے مصلیٰ پر کون کھڑا ہے۔ اپنا ایمان بچانے کیلئے ہمیں صرف اسی صورت میں پتہ چل سکتا ہے کہ اگر ہم تحقیق کریں آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا مرشد کریم عطا فرمایا ہے کہ جو بارگاہ رسالت میں مقبول ترین ہستی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت میں لوگ دین کا علم دولت کمانے کیلئے حاصل کریں گے۔ اور آج اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ فرمایا: **اَللّٰیْہُ جَیْفَۃٌ دَیْنِا مَر دِا رِہُ** اور اس کے چاہنے والے کہتے ہیں۔ اگر آذان اس لئے دی جائے کہ پیسہ ملے گا۔ نماز کی امامت اس لئے کی جائے کہ پیسہ ملے گا۔ قرآن کی تعلیم اس لئے دی جائے کہ پیسہ ملے گا تو ان حالات میں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ مسلمانوں پر آفات بلیات کیوں نازل ہو رہی ہیں کہ عقیدہ کے لحاظ سے مسلمان بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی شخص عقیدہ کی بات کرتا ہے۔ عقیدہ کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے اس کے اپنے ولی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے ایسی گنجائش ہی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ایسے لوگوں سے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ **لَا خَوْفٌ عَلَیْہِم (یونس ۶۳)** ”ان پر کوئی خوف نہیں۔“ اسے کسی قسم کے فتنہ کا ڈر نہیں ہے۔ کسی دنیا دار چوہدری، بدمعاش، حاکم کا اسے ڈر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا ولی قرار دیا ہے۔ ہر شخص یہی کہتا ہے کہ میں صراط مستقیم پر ہوں۔ جو ٹریفک کے قوانین کو توڑتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم صراط مستقیم پر ہیں۔ جو کھڑے ہو کر

پیشاب کرنا ہے وہ بھی اپنے آپ کو صراط مستقیم پر سمجھتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں تبدیلی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم صراط مستقیم پر ہیں اور اصلی پکے سچے اہل حدیث ہیں۔ قرآن مجید کی آیات مبارکہ کا ترجمہ غلط کرتے ہیں۔ پھر بھی دعوئی ہے کہ ہم صراط مستقیم پر ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے قریب ایک ایسی قوم بھی آئے گی۔ حضرت سیدنا عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم فرمائی تو ایک بندہ (ذوالخوہرہ تسمی) جس کی شکل و صورت پوری اس حدیث شریف میں تفصیل سے درج ہے کہ اس کی آنکھیں اندر کودھنسی ہوئی۔ رخسار بابر کو ابھرے ہوئے۔ چھوٹے ہاتھ اور چھوٹے پاؤں، شکل و صورت ڈراؤنی تھی۔ کلمہ کو تھا۔ نمازی بھی تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز ادا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ اَعْلِلْ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے عدل نہیں کرنا ہے تو پھر دنیا میں عدل کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کوئی عادل پیدا ہی نہیں فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نکال لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمائیں تو اس کا سر قلم کر دوں کہ یہ اتنا بڑا گستاخ رسول ہے۔ دیکھیں کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا تو مقرر ہو گئی۔ اس نے کوئی گالی (نمود باللہ) نہیں دی۔ اپنے جیسا ہے بھی نہیں کہا۔ صرف یہی کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کیجئے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض تھا۔ یہ بھی گستاخی میں شامل ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ ایسا شخص گستاخ رسول ہے اور واجب القتل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو قتل نہ کرو اس کی نسل قیامت تک رہے گی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشانی کیا ہوگی۔ فرمایا کہ قرآن پاک زیادہ بہتر پڑھیں گے لیکن وہ ان کے طلق سے بچے نہیں اترے گا۔ صرف زبانی عمل ہوگا ان کے دلوں پر قرآن مجید کا اثر نہیں ہوگا۔ ان کے سینوں میں قرآن پاک نہیں اترے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہوں گے۔ یہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں فرمایا کہ وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے کہ جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر سے شکار کریں تو جس جانور کو تیر کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ تیر اس کو لگ کر آگے نکل جاتا ہے وہ تیر چل کر بے کار ہو جاتا ہے۔ اپنے نشانے کو لگ کر ختم ہو جاتا ہے پھر وہ آگے کسی کو نہیں لگ سکتا۔ نہ کوئی شکار کر سکتا ہے نہ کہیں کوئی سوراخ کر سکتا ہے۔ اسی طرح سے ان لوگوں کا ایمان ختم اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نسل قیامت تک رہے گی۔ اس لئے وہ نسل اب بھی موجود ہے۔ ایسے لوگوں سے ہمیں از خود بچنا ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن بہت پڑھیں گے اور وہ نظر آ رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے متعلق یہ سوچا جائے کہ دیکھو جی وہ بھی قرآن ہی پڑھتے ہیں یہ غلط نظریہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرما دیا ہے کہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن اس پر عمل نہیں کریں گے۔ قرآن بھی پڑھتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر سورت فاتحہ شریف نہ پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ اور اسی سورت مبارکہ میں الفاظ ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (الفاتحہ: ۵) ”ہم کو

سیدھا راستہ چلا۔ یا اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ یہ ایک بنیادی بات ہے کہ جب آدمی اکیلا نماز پڑھے تو یہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ لیکن جب بندہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو پھر اگر وہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی یہ مسئلہ یاد رکھنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے اقتداء کرنی لازم ہے۔ اقتداء کے معنی ہیں تابع ہونا۔ ماتحت ہونا۔ لیکن جب امام سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہے اور مقتدی بھی اپنی جگہ سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہو تو یہ اقتداء نہیں ہوتی۔ اس لئے نماز بھی نہیں ہوتی۔ شریعت اسلامیہ کا دستور ہے کہ اگر تو امام کو بھی اپنے جیسا سمجھے گا تو تیری نماز نہیں ہوگی۔ پھر اگر تو نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا سمجھے گا تو پھر نماز تو کیا تیرا ایمان بھی نہیں بچے گا، نمازی حالت نماز میں ہے اور دعا مانگ رہا ہے کہ یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ کیا نمازی جب حالت نماز میں ہو، عبادت کر رہا ہو اور رخ اس کا کعبہ شریف کی طرف ہو تو اس کے علاوہ کوئی اور بھی سیدھا راستہ ہو سکتا ہے۔ لیکن قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ سیدھے راستے پر گامزن ہونے یا سیدھی راہ چل کر منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے یہ ایک پہلا قدم ہے۔ پہلی سیڑھی ہے۔ یہ ایک ذریعہ ہے۔ یہ از خود سیدھا راستہ نہیں ہے بلکہ سیدھے راہ پر چلنے کا ایک ذریعہ ہے۔ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے کہ تم نماز اس طرح سے پڑھو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر اس طرح سے نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم اس طرح سے پڑھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ دوسری ایک حدیث مبارکہ ہے کہ جو باب الصلوٰۃ میں ہے کہ بندہ نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور وہ اس وقت جو دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی دعا بھی بتا دی ہے کہ مجھ سے مانگو۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یا اللہ مجھے سیدھا راستہ عطا فرما

دے۔ مجھے سیدھے راہ پر چلا دے پھر اللہ تعالیٰ نے آگے چل کر فرمایا: صِرَاطَ الَّذِينَ
 أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ يَا اللَّهُ ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو راضی ہو گیا اور ان کو انعامات
 سے نوازا۔ ان انعام یافتہ لوگوں میں پہلا نمبر انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ ہماری کھلی
 محفل میں چند انبیاء علیہم السلام کا مختصر سا تذکرہ ہو چکا ہے۔ دوسرے نمبر پر انعام
 یافتہ ہیں، صدیقین پھر شہداء اور صالحین آج ان سے متعلق گفتگو ہوگی کہ ان
 حضرات نے ہمیں کون سا راستہ عطا کیا ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ نماز بھی اسی بندے کی
 ہوتی ہے۔ جس کا نظریہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام ہی صراط مستقیم کا درس
 دیتے ہیں اور صراط مستقیم پر چلنے والوں کے کیا اعمال ہوتے ہیں انہوں نے ہمیں
 ان کا درس بھی دیا ہے اور خود بھی عمل کر کے بتایا ہے۔ صدیقین کا نظریہ اور عمل بھی
 صراط مستقیم ہے۔ شہداء کا عقیدہ۔ نظریہ اور عمل بھی صراط مستقیم ہے۔ قرآن مجید نے
 واضح طور پر سورت النساء میں ارشاد فرمایا ہے کہ صرف انہیں لوگوں کا راستہ سیدھا
 ہے جو بندہ بھی ان جیسا عقیدہ رکھے گا۔ ان جیسے عمل کرے گا اگرچہ وہ کلی طور پر یہ نہ
 بھی کر سکے انسان میں خطا کا رہیں ہم سے ان جیسے اعمال نہیں ہو پاتے تو کم از کم
 عقیدہ ان جیسا ضرور رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامیاب ہو کر جائے گا یہ بھی
 بات لازمی ہے کہ جس جیسا عقیدہ رکھے اس جیسے اعمال کرے تو قیامت کے روز
 ان کے ساتھ ہی ہوگا۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
 فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ
 وَالصَّالِحِينَ۔ (النساء ۶۹) ”اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم ماننے والے ان کا ساتھ
 ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک
 لوگ“ فرمایا کہ سیدھا راستہ انبیاء علیہم السلام کا، صدیقین کا، شہداء اور صالحین کا ہے۔

جب تو ان کا نظریہ، عقیدہ اپنائے گا اس کے راستے پر چلے گا تو پھر تو صراطِ مستقیم پر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی سیدھا راستہ نہیں ہے۔ قرآن مجید سے بڑی کوئی سند نہیں ہے اس سے بڑا کوئی حوالہ نہیں ہے اس سے بڑا کوئی کلام نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ صدیقین کے امام حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا نظریہ ہے کیا عقیدہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی نے ساری عمر کبھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدیقین کا راستہ سیدھا راستہ ہے ان جیسا عقیدہ رکھے اور انہیں جیسا عمل کرے حضرت امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان میں یہ پورا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف سے واپس آ کر اپنے سفر کو بیان فرمایا تو ابو جہل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر پہنچا اور کہنے لگا کہ ایک بندہ ہے جو کہتا ہے کہ میں رات کے ایک چھوٹے سے حصہ میں مسجد اقصی گیا ہوں اور واپس آ گیا ہوں اس سے اگلی بات اس نے نہیں کی۔ پوچھا کہ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ نہیں جاسکتا۔ اور نہ ہی واپس آ سکتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں تو پہلے سے یہ جانتا ہوں کہ ابو بکر ہمیشہ سچی بات ہی کرتا ہے۔ یہ وہ صدیق ہے کہ جس کو ابو جہل نے بھی مانا ہے کہ یہ صدیق ہے ابو جہل نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یمن بارتھ صدیق کرائی کہ ایسا ممکن نہیں ہے پھر کہنے لگا کہ بات آپ کے یار ہی کہہ رہے ہیں۔ آپ کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں فرمایا تو کہتا ہے کوئی بندہ۔ سن لو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تو کوئی پوری کائنات میں نہیں ہے۔ اگر میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بھی بڑھ کر کوئی

بات فرماتے تو میں فوراً مان لیتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں گیا ہوں اگر وہ یہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ رات میرے پاس آیا ہے تو میں یہ بھی مان لیتا۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ ہے۔ کسی کو بھی اپنی اولاد سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہوتا۔ منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام تراشی کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے گھر چلی جاؤ۔ آپ تشریف لے گئیں۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ بہت بڑی فقیہ، عالمہ اور صابرہ و صادقہ ہیں تمام ایمان والوں کی امی جان۔ صدیق باپ کی صدیقہ بیٹی۔ بہت بڑے حوصلہ والی ہیں لیکن جب ان کی والدہ نے دروازہ کھولا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے آپ رونے لگیں تو ان کی والدہ پریشان ہو گئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گھر پر موجود ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ والدہ نے پوچھا کہ بیٹی تو آج تک اتنی پریشانی کے عالم میں نہیں آئی۔ خیر تو ہے۔ عرض کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غصے سے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کے گھر چلی جاؤ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جن کفر آن نے صدیق بھی کہا ہے اور صحابی بھی فرمایا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی انہیں صدیق فرمایا ہے۔ ساری امت رسول نے جس کو صدیق تسلیم کیا ہے انہوں نے آواز دے کر پوچھا کہ میری بیٹی کیا کہہ رہی ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو با زو سے پکڑا اور باپ کے سامنے پیش کر دیا اور عرض کر دیا کہ خود ہی پوچھ لیں۔ بیوی کو اپنے خاوند کے نظریات اور مزاج کا پتہ ہوتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف (نعوذ باللہ) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی

بات سننا ہی نہیں ہے۔ لیکن بیٹی ہے اور پریشانی کے عالم میں آئی ہے۔ آج حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریہ کا امتحان ہے۔ فرمایا کہ بیٹی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر لوگ روتے ہوئے جاتے ہیں اور ہستے ہوئے واپس آتے ہیں۔ میری بیٹی روتی ہوئی کیوں آئی ہے۔ ابھی ایک بات بھی پوری نہیں سنی اور فرمایا کہ بیٹی میں نے آج تک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کوئی بات نہیں سنی۔ تو خاموش ہو جا اور کسی سے بھی کوئی بات نہیں کرنی ہے۔ حضرت ام المومنین خاموش ہو گئیں۔ کوئی بندہ یہ نہیں بتا سکتا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی جگہ پر ایسی بات کی ہو یا مشورہ ہی کیا ہو کہ میں نے سب کچھ ہی مکملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وارد کیا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ یہ کیا کیا ہے۔ نہیں کوئی بات نہیں کی اس واقعہ سے متعلق مکمل خاموشی اختیار فرمائی۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نظریہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کوئی ایسی بات نہیں سنی ہے کہ جس میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کم ہونے کا شبہ بھی پایا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کا ساتھ بنے گا تو پھر ایمان کامل ہوگا اور یہی صراط مستقیم ہے اگر تو سیدھے راستے پر چلنا چاہتا ہے تو خواہ تیری اولاد۔ تیری بیوی بھی ہو تیرے قریبی۔ تیرے دوست احباب بھی ہوں تمہارے عزیز رشتہ دار بھی ہوں خواہ کوئی بھی ہو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تو ہین آمیز الفاظ زبان پر سہواً بھول کر بھی لے آئے تو ایسے الفاظ سننے ہی نہیں ہیں۔ یہ نظریہ صدیق ہے اور یہ صراط مستقیم ہے۔ ورنہ سیدھا راستہ اور کوئی نہیں ملے گا۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ ثَلَاثِي اثْنَيْنِ إِذْ هُتِفَ فِي الْغَارِ۔ (التوبہ: ۴۰) ”صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے“ ثانی کا مطلب ہے دوسرا۔ اس کا سادہ سا مطلب

یہ ہے کہ جس طرح کا ایک پہلا ہے اسی قسم کا ہی دوسرا ہے۔ یعنی پہلے جیسا ہی دوسرا ہے۔ دوسرا کون ہے یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ قرآن نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا فرمایا ہے۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل دیکھنا ہوگا کہ کیسا ہے۔ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ منورہ کے لوگ جمع ہو گئے۔ پردہ دار خواتین اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑی ہیں۔ نوجوان بچیاں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئی ہیں۔ معمر اور لوگ بھی مکانوں کی چھتوں پر ہیں نوجوان سڑکوں پر بازاروں میں بھرے ہوئے ہیں اور ہر فرد کی زبان پر ہے کہ یٰسَا ذُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ گلیاں بازار اور چھتیں کونج اٹھیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں جو بھی دیکھ رہا ہے اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بظاہر شکل و صورت میں کوئی فرق نظر نہیں آ رہا ہے۔ اتنی مشابہت ہے کہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون سے ہیں جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ محسوس کیا تو اپنی دستار مبارک اتاری یا اپنی چادر مبارک اتاری اس کی پٹکھی کی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا دینا شروع کر دی تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میں تو خادم ہوں اور یہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ان کا غلام بن کر رہے گا تو پھر تو صراط مستقیم پر ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خواہ قرآن بھی تجھے ثانی فرما رہا ہے لیکن تو ثانی نہ بن۔ بلکہ غلام بن جا۔ پھر تو صراط مستقیم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ تو

اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے کہ جب تو نقش قدم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چلے گا۔ اسی نظریہ کا دوسرا نام ایمان ہے۔ جب یہ عقیدہ بن جائے تو پھر جو عظمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں۔ اس سے متعلق مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف موجود ہے۔ رات کا وقت ہے آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کی نیکیاں ان ستاروں کے برابر بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا توقف فرمایا کہ نعم ہاں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کی نیکیاں اتنی ہیں فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیں۔ ابھی تک کوئی ماہر فلکیات یا سائنس دان یہ نہیں بتا سکا یہ ستاروں کی کل تعداد کتنی ہے۔ جہاں تک پوری دنیا کے دانشوروں کا علم نہیں پہنچ سکا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بتا دیا ہے کہ ستاروں کی کل تعداد کتنی ہے اور کس امتی کی نیکیاں ان ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہو گئیں اور ذرا پریشان سی ہو گئیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو پریشان کیوں ہو گئی ہے تیرا یہ خیال ہو گا کہ اتنی نیکیاں تیرے والد گرامی کی ہونا چاہئے تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہے کہ ستارے کتنے ہیں اور یہ بھی علم ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی نیکیاں ہیں تو پھر اگر کوئی یہ کہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے کیا اس سے بڑا کوئی جھوٹا کذاب ہو سکتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَعَنَ اللّٰهُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ (ال عمران ۶۱) جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری عمر کی نیکیاں ایک طرف لیکن تیرے والد گرامی کی غارتگری کی ایک رات کی نیکی ان تمام نیکیوں سے زیادہ وزنی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوش ہو گئیں۔ یہ مقام کب ملا کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عملی طور پر یہ ثابت کر کے دکھایا کہ ابو بکر خادم ہے اور کملی والے سرکار آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ صراط مستقیم یہ ہے کہ تو جس مقام پر بھی پہنچ جائے تو یہ تسلیم کرے کہ تو اُمتی ہے تو غلام ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے راہبر و راہنما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہر کسی احسان کرنے والے کا صلہ اس دنیا میں ہی دے دیا ہے لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ نیکی اتنی بڑی ہے کہ اس کا صلہ دنیا میں نہیں دیا جاسکتا۔ میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے لیکر اس کا صلہ عطا کروں گا۔ اتنی شان اور عظمت کے مالک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہوں۔ تو صراط مستقیم یہ ہے کہ تو یہ سمجھا اور یہ تسلیم کرے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور کوئی نہیں ہے۔۔۔

نبی سارے ای شاناں والے میں سرکار دی مثل نہ کوئی اے
حد ہر ایک نازتے خوبی دی۔ سرکار میری دی مثل نہ کوئی اے
حضرت سرکار مہر علی شاہ صاحب کلژوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
مثال نہیں ڈھولن دی۔ چپ کر مہر علی اتھے جا نہیں بولن دے
حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حقیقت محمد ﷺ دی پا کوئی نہیں سکدا

۱۔ جہاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

یہاں خاموشی ہی بہتر ہے یہاں اونچی آواز سے کوئی بول بھی نہیں سکتا۔
ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شخص بحث نہ کرے۔ صراط مستقیم یہ ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
ظاہری وصال شریف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک بنانے کے لئے
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سوچ بچار میں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار
مبارک کہاں بنایا جائے۔ آیا جنت البقیع میں بنایا جائے یا کہیں کسی علیحدہ جگہ پر بنایا
جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ کا حل فرمایا۔ آپ
نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام جہاں وصال
کرتے ہیں اسی جگہ ان کا مزار بنتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے پوری امت کی یہ مشکل حل فرمادی۔ حالانکہ قریب ہی بڑی عظمت والا قبرستان
جنت البقیع موجود ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صبح سے لیکر
نماز عصر تک اس قبرستان میں جتنے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں کی روئیں ایک چادر میں اکٹھی کر کے ان کو جنت
میں بغیر حساب و کتاب داخل کر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی بے ادب اور گستاخ جنت البقیع
میں دفن ہو جاتا ہے اسے وہاں سے نکال لیا جاتا ہے اور فیصل آباد یا دنیا میں کہیں بھی
کوئی عاشق رسول دفن ہو جاتا ہے اسے یہاں سے نکال لیا جاتا ہے اور مدینہ شریف
جنت البقیع میں اس گستاخ اور بے ادب کی قبر میں لٹا دیا جاتا ہے اور اس گستاخ کو اس
عاشق کی قبر میں لٹا دیا جاتا ہے۔ فرشتے اس ڈیوٹی پر مقرر ہیں وہ روزانہ اس طرح سے

مردوں کی منتقلی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی اور امتیازی حیثیت بیان فرمادی کہ نبی علیہ السلام عام قبرستان میں دفن ہونے والوں میں ایک الگ اور منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ لہذا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال شریف کیا ہے وہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مبارک بنے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بتا دیا کہ عظیم سے عظیم مرتبہ رکھنے والے بھی ایک قبرستان میں اکٹھے دفن ہو سکتے ہیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے علیحدہ اور الگ اپنی انفرادی حیثیت میں رہیں گے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی نہیں ہے۔ عمل اور نظریہ دونوں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کے ایک ہی واقعہ سے ظاہر ہو جاتے ہیں کہ جب آپ کے وصال شریف کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میں جب فوت ہو جاؤں تو جنازہ پڑھنے کے بعد میری میت کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از وصال بھی سنتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر روضہ اطہر کا دروازہ کھل گیا۔ اجازت ملی تو مجھے اندر دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار پر انوار سے باہر تشریف لا سکتے ہیں۔ دروازہ کی کنڈی کھول بھی سکتے ہیں اور سوال کا جواب بھی عطا فرما سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت بھی عطا فرما سکتے ہیں۔ لہذا جس کا یہ عقیدہ ہو اور یہ عمل ہو وہ صراطِ مستقیم پر ہے۔ امام حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ادا ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کی چار پائی کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں سے گھما پھیرا کر لایا جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب فرمایا اس کا ترجمہ یوں بنتا ہے۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

محبوب کی گلیوں میں ذرا گھوم کے نکلے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور کچھ تابعین جنازہ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ روضہ الطہر کے سامنے چار پائی رکھ دی گئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دروازے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر حاضر ہے اور اس کی خواہش یہ ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمائیں اور دروازہ از خود کھل جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی عقیدہ وہی ہے جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، کیا کسی صحابی نے یہ اعتراض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال کر چکے ہیں وہ اپنی قبر میں ہیں ان کو کیا خبر ہے کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ نہیں کسی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ سب ہی سن رہے ہیں اور وصیت پر عمل کر رہے ہیں۔ لہذا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم صراطِ مستقیم پر ہیں۔ روضہ الطہر کا دروازہ از خود کھل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کرو یا رکویا رسلا دو۔ تمام صحابہ کرام اور باقی نو عشرہ مبشرہ بھی موجود ہیں سب گواہ ہیں کہ یہ آواز نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی آواز تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھول کر اور آواز مبارک دے کر بتا دیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ، نظریہ اور عمل درست ہے جو اس جیسا عقیدہ رکھے گا وہ صراط مستقیم پر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سند جاری فرمادی۔ ابراہیم نے بڑی اچھی بات لکھی ہے۔

ابراہیم جو حیات نبی دے ہیں مکر و دن کون روئے و چوں بولیا سی

میرا نبی جے کچھ نہیں کر سکا اتے کنڈا روئے دا کئے کھولیا سی

صدیقین کے بعد انعام یافتہ شہداء ہیں۔ شہید وہ ہوتا ہے کہ جس نے کلمہ پڑھا اور ایمان کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے اپنی جان پیش کر دی۔ شہید کا عمل اور عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے تو وہ صراط مستقیم پر ہے۔ جو شخص جہاد پر جاتا ہے اس کے پاس جو سواری ہے اور جو اسلحہ وغیرہ ہے اور مال ہے وہ ساتھ لے کر جہاد کیلئے نکلتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں زاد راہ بھی ساتھ لے کر جاتا ہے۔ شہید کا نظریہ ہی یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قربان کر دیا جائے۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ اس نظریہ اور عقیدہ والا بندہ جب اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے تو وہ شہید کہلاتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف مبارک کا ایک موئے مبارک اپنی ٹوپی میں لیا تھا اور عقیدہ یہ تھا کہ یہ ٹوپی پہن کر جہاد میں حصہ لوں گا تو مجھے اس موئے مبارک کے صدقہ میں کسی بھی مہم میں ناکامی نہیں ہوگی۔ یہ ان کا عقیدہ تھا۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ ایک جنگ میں وہ ٹوپی مبارک گھر رہ گئی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری فوج گھیرے میں آ گئی۔ عیسائی مد مقابل تھے۔ حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ

میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بلند آواز میں پکارا۔ **يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ** صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جائیے۔ تشریف لے آئیے۔ مسلمانوں کا بڑا عظیم جرنیل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”سیف اللہ“ اللہ کی تلوار کا لقب عطا فرمایا اس کا عقیدہ یہ ہے کہ مشکل وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدد فرماتے ہیں۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں وہ آواز سنی اور حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ مدینہ منورہ میں یہ اعلان کر دو کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کے گھیرے میں ہیں فوری طور پر فوجی دستہ تیار کر کے ان کی مدد کو پہنچو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے بھی اعلان سن لیا اور سوچا کہ خالد اور دشمن کے گھیرے میں یہ ہو نہیں سکتا۔ دیکھا تو ان کی ٹوپی اندر لگی ہوئی ہے۔ سمجھ آ گئی کہ اصل ماجرا یہ ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ موئے مبارک والی ٹوپی گھر بھول گئے ہیں۔ آپ نے وہ ٹوپی سنبھالی اور گھر میں موجود گھوڑے کے پاس جا کر کہتی ہیں کہ اے گھوڑے میں شاہسوار نہیں ہوں۔ لیکن یہ ٹوپی میں نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانی ہے اگر میں گر گئی تو شہادت پا جاؤ گی لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک کی معاذ اللہ بے ادبی ہو جائے گی۔ وہ گھوڑا عربی زبان میں بولا کہنے لگا کہ بی بی جی سوار ہونا تیرا کام ہے اور سنبھال کر منزل مقصود پر پہنچا دینا میرا کام ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین ہزار مجاہدین کی فوج لے کر مدینہ شریف سے روانہ ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زوجہ محترمہ نقاب اوڑھے نہایت تیز رفتاری سے جا رہی ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم نے بڑی کوشش کی کہ اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز کر کے اس جانے والے کے قریب پہنچ جائیں لیکن سب بے سود۔ آخر جب محاذ جنگ کے قریب پہنچے تو آواز دی کہ اے گھوڑسوار رک جا ورنہ ہم تجھ پر تیروں کی بارش کر دیں گے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں خدشہ تھا کہ کہیں یہ کوئی جاسوس نہ ہو۔ اور ہم سے پہلے پہنچ کر دشمن کو یہ بتانہ دے کہ مدینہ شریف سے تازہ دم فوج پہنچ رہی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ رک گئیں اور کہنے لگی کہ اے امین الامت میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہوں یہ میرا نام ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس ٹوپی میں موئے مبارک ہیں وہ اتفاقاً گھر رہ گئی۔ میں وہ ٹوپی انہیں پہنچانے کیلئے تیز رفتاری سے آئی ہوں کہ وہ ٹوپی پہن لیں گے تو فتح مل جائے گی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی ہو گئی اور فرمایا کہ آپ جاؤ آپ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محافظ ہے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا صراط مستقیم پر وہی ہوتا ہے جو موئے مبارک کا سہارا لے کر جنگ جیت جاتا ہے اسے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ میں جب محاذ پر پہنچی تو دیکھا کہ نهرانیوں نے اسلامی فوج کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ میں وہیں رک گئی اور عرض کیا کہ یا اللہ میرے پاس تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلف مبارک والی ٹوپی ہے میں وہ کس طرح سے دشمنوں کا گھیرا توڑ کر اپنے شوہر تک پہنچاؤں۔ یا اللہ میری مدد فرما اور مجھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رسائی پیدا فرما دے۔ ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ بی بی تلواریں چلانا تیرا کام ہے راستہ بتانا رب جلیل کا کام ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں تلواریں چلاتی گئی وہ کسی کو لگی کہ نہ لگی لیکن جو اس کی زد میں آ گیا اس کا سرتن سے جدا ہو گیا۔ لہذا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں وہ تو مر کر بھی نہیں مرنے۔

یہی صراط مستقیم ہے خواہ وہ کوئی مرد ہے یا عورت ہے۔ جب وہ ٹوپی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی انہوں نے فوراً سر پر پھینک لی پھر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی میرے سامنے جم نہیں سکا۔ نئی تازہ دم فوج ابھی مکمل طور سے پہنچی نہیں ہے کہ مجھے فتح نصیب ہوگئی۔ یہ صراط مستقیم ہے اور اس عقیدہ کا حال صراط مستقیم پر ہے۔ شہید اعظم کربلا کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سفر پر جانے سے پہلے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کرنے کیلئے جا رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری حفاظت فرمانا اور میرا خیال رکھنا۔ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے کہ شہید وہی ہوتا ہے جو عقیدہ رکھے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر انور میں ہوتے ہوئے بھی سنتے ہیں اور دیکھتے بھی ہیں۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

گلی گلی مدینے دی اے چیخ اٹھی جدوں کربلا دا شاہ سوار ٹریا
ایویں کوئی نہیں گھراں نوں چھڈ ٹردا جیویں قاطمہ دا ماہ انوار ٹریا
ایہہ تے جگر حسین دا۔ ای جاندا اے جیوں بچی نوں دے کے پیا رٹریا
روندا ہوا ذمی شان حسین سید تے جند رے اماں دے حجرے نوں مارٹریا

جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ یا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بہت لوگوں نے اس سفر سے منع کیا ہے۔ آپ کیوں یہ ارادہ ترک نہیں کرتے۔ آپ کو فہ جانے سے باز کیوں نہیں آتے۔ حضرت امام عالی مقام نے فرمایا۔ میں نے اپنے نانا جان سے وعدہ کیا ہے۔ اور اس وعدہ کو ایفا کرنے کیلئے میں میدان کربلا میں

ضرور جاؤں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے ساتھی تمام شہید ہوں گے ان پر پینے کیلئے پانی بند کر دیا جائے گا۔ میرے جسم پر گھوڑے دوڑائے جائیں گے لیکن میں نے مانا جان سے جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کروں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں وعدہ پورا کئے بغیر یہاں بیٹھا رہوں۔ لہذا شہید وہ ہے کہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ مدینہ پاک کی گلیوں میں چلتے پھرتے دیکھ رہے ہیں اور مجھے کربلا کے میدان میں لڑتے ہوئے بھی دیکھ رہے ہیں۔ میری زندگی کا ہر ایک لمحہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان شہیدوں جیسا عمل کرو اور ان جیسا عقیدہ رکھو گے تو پھر تم صراطِ مستقیم پر ہو گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لختِ جگر حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت کس طرح سے کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جب قافلہ لے کر واپس مدینہ منورہ کی طرف آیا اور جب روضہ اقدس پر نظر پڑی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفر مائیے اور میرا سر ادب کے باعث اونٹ پر بیٹھے ہوئے ہی نیچے کی طرف جھک گیا۔ میں نے آواز دی کہ اے قافلہ والو۔ رک جاؤ۔

نیڑے آیا مدینہ تے علی عابد نال ادب شرتے جھک گیا اے
وضو کرن خاطر شرتوں تھلے آئے تے تھوڑی دیر لئی قافلہ رک گیا اے
دوستو بھل اک کلاوے رووے مالی ایہد اباغ داباغ ای سک گیا اے

حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سن بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ حضرت امام عالی مقام کے بعد جتنے بھی لوگ شہید ہوئے ہیں ان سب کا نظریہ بھی یہی ہے اور قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں جیسا عقیدہ رکھو اور ان جیسا عمل کرو تو یہ صراطِ مستقیم ہے۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام عطا کیا ہے۔ چوتھے نمبر پر جو انعام یافتہ ہیں وہ ہیں ”صالحین“

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث۔ ولی اللہ اور عالم ہوئے ہیں آپ کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں علماء، محدث، مفتی اور اولیاء اللہ بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کا اکلوتا بیٹا بھی عالم دین بنا۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر اپنے گھر واپس آیا۔ اس دن آپ کے گھر میں کدو شریف پکایا گیا تھا۔ بیٹے نے پوچھا کہ امی جان آج کون سا سالن پکایا ہے والدہ محترمہ نے بتایا کہ کدو شریف۔ بیٹا خود بھی بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ، عالم دین اور ایک ولی اللہ شیخ الحدیث کا بیٹا ہے۔ اس نے کہا کہ کدو مجھے پسند نہیں ہے۔ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو ٹکوار لے کر آئے۔ کوئی وعظ نصیحت نہیں کہ کوئی Warning نہیں دی۔ کوئی سببیہ نہیں کی کہ بیٹا تو بہ کرو۔ اور آئندہ ایسی بات زبان پر نہ لانا۔ بلکہ آپ نے ٹکوار مار کر بیٹے کی گردن اڑادی اور فرمایا کہ جس کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند، پسند نہیں ہے مجھے ایسا بیٹا پسند نہیں ہے۔ یہ صالحین کی جماعت کے امام کی بات ہے اس نے عملی طور پر ثابت کر دیا کہ جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند، پسند نہیں ہے مجھے وہ بیٹا پسند نہیں ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے ذرائع عطا فرمادیئے ہیں کہ ایمان بھی محفوظ رہتا ہے اور ہمیں صراط مستقیم کی نشان دہی بھی ہوتی رہتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مدینہ شریف کے کسی دوسرے محلہ میں تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرما رہے ہیں۔ دوران نماز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اشارہ کنایہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے متعلق آگاہ کیا۔ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ کیا اس وقت دوران نماز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آیا ہے کہ نہیں آیا ہے اب جس کا یہ عقیدہ ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس لحاظ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی نماز نہیں ہوئی تو ہمیں نماز کا طریقہ سلیقہ کہاں سے ملا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہاتھ کو ران پر مار کر اشارہ بھی کر رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے کے لئے راستہ بھی دے رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صفوں میں سے گزر کر آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ صحابہ نے اپنی جگہ چھوڑی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے گزرگاہ بنی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا عقیدہ ہے کہ حالت نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے راستہ چھوڑ دینے سے نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے مصلی امامت پر جلوہ افروز ہو گئے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹ گئے اور جہاں تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا چکے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں سے آگے نماز مکمل فرمائی۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ انعام عطا فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جتنی نماز پڑھائی ہے وہ پوری سمجھو کہ میں نے ہی پڑھائی ہے اب بتائیے کہ ان صحابہ کرام کو نماز پڑھنے کا ثواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھنے کا ملا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنے کا ملا۔ یقیناً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا ثواب ملا۔ صالحین کا انعام کیا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** (التوبہ: ۱۲۳) ”اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ

پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں متقین یعنی صالحین اور اولیاء کرام کے ساتھ ہوں۔ اب جہاں کہیں بھی کوئی ولی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک ایسا علم عطا فرمایا ہے کہ اگر وہ میں تمہارے سامنے بیان کروں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ وہ علم آج بھی ہے اسے علم لسانی کہا جاتا ہے۔ اگر وہ علم بیان کر دیا جائے تو لوگ بے سوچے سمجھے فوری طور سے اس بیان کرنے والے کو کافر قرار دے دیتے ہیں۔ قرآن مجید ارشاد فرما رہا ہے کہ جہاں کوئی اللہ کا ولی وہاں اللہ تعالیٰ خود موجود ہے۔ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ عزت اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ تمام کلی انعامات اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ موت اور حیات اس کے دست قدرت میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صالحین اور اولیاء کرام کے ساتھ ہوں۔ اگر تم رزق چاہتے ہو تو ولی کے ساتھ لگ جاؤ۔ عزت چاہتے ہو تو ولی کے ساتھ ہو جاؤ۔ پتہ چلا کہ عزت والا وہ ہے جو اولیاء اللہ کے ساتھ رہتا ہے۔ زندگی اور عمر بھی کار آمد اسی کی ہے جو کسی ولی کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صالحین کو یہ انعام عطا فرمایا ہے کہ میں ان کے ساتھ ہوں۔ یہ قرآن پاک نے سند عطا فرمائی ہے اور دوسرا انعام جو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے وہ یہ اَنَّ الْاَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (الانبیاء ۱۰۵) ”اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔“ پہلی آیت مبارکہ میں مُتَّقِیْنَ جمع کا صیغہ اور یہاں صَالِحُونَ بھی جمع کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کا خالق میں ہوں لیکن اس کو تقسیم کرنے والے میرے وارث اولیاء کرام ہیں۔ زمین کے اصل مالک اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو بنا دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ان کو انعام عطا فرمایا ہے۔

تاج داراں دے دے تے نہ امیراں دے

دیوے مل دے سدا فقیراں دے

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جن کے روضہ کے ایک دروازہ کو جنتی دروازہ کہا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور آپ نے ہی اس کو بہشتی دروازہ کہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازے سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کتا بڑا انعام ہے کہ از خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دلیل پیش فرماتے ہیں کہ جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگ جائیں وہ جگہ جنت کا ٹکڑا بن جاتی ہے۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اس جگہ پر کی ہے لہذا یہ دروازہ بھی بہشتی دروازہ ہے لاہور میں شبہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مشہور جگہ ہے وہاں سے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھٹنوں اور کہنیوں کے بل چل کر حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرتے تھے۔ یہ کتا بڑا انعام ہے کہ جس دربار پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ ولی اللہ یعنی حضرت خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ داتا صاحب کے دربار پر گھٹنوں کے بل چل کر حاضری دیتے ہیں۔ علاؤ الدین خلجی ہندوستان کا ایک بادشاہ گزرا ہے اس کا مزار شکستہ ہو چکا ہے کوئی وہاں نہیں جاتا کوئی وہاں حاضری نہیں دیتا اور نہ ہی اس کے لئے کوئی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ لیکن حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر آج بھی ہزاروں لوگ تین وقت لنگر کھا رہے ہیں۔ یہ کتا بڑا انعام ہے کہ اگر کوئی فقیر کے مزار پر بھی آئے تو وہ بھوکا نہیں رہتا ہے۔ فیکٹریوں اور ملوں

کے مالک جہاں پانچ سو مزدور کام کر رہے ہیں وہ مالک ان کو ایک وقت کی بھی روٹی نہیں کھلا سکتے لیکن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تین سے پانچ ہزار تک بندے لنگر روزانہ کھاتے ہیں۔ کیا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی فیکٹری لگا رکھی ہے لیکن جمہرات کی روز پانچ ہزار دیگ پکتی ہے یہ کتنا بڑا انعام ہے۔ اور سالانہ عرس پر لنگر اور دودھ کی سبیلوں کا کوئی حساب ہی نہیں رہتا۔ لاکھوں افراد حاضر ہوتے ہیں اور کوئی بھوکا نہیں جاتا۔ یہ لنگر اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہوا ہے۔ فرمایا کہ رازق میں ہوں اور اپنے اولیاء اللہ کے ساتھ ہوں لہذا جو بھی کسی ولی کے در پر آئے گا وہ بھوکا نہیں رہے گا۔ ہم بھی جلسہ تقسیم انعامات منعقد کرتے ہیں اور سال میں ایک مرتبہ انعام تقسیم کرتے ہیں وہ بھی سب کو انعام نہیں مل جاتا۔ لیکن اولیاء اللہ کے درباروں پر روز بروز ہجوم بڑھتا جا رہا ہے اور اسی لحاظ سے انعام بھی بڑھ رہا ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے اگر تم ان کے راستوں پر چلو گے تو کامیاب رہو گے۔ تمہارا ایمان محفوظ رہے گا۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد تعمیر کرائی۔ وقت کے مفتی حضرات نے اعتراض کر دیا کہ مسجد کا رخ بیت اللہ شریف کی طرف نہیں ہے۔ فرمایا کہ کل آپ تمام حضرات میرے پیچھے نماز پڑھ لینا۔ اگلے روز وہ تمام معترض حضرات بھی آ گئے۔ جماعت کھڑی ہو گئی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امامت فرمائی اور نماز کی نیت میں جب فرمایا کہ منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اور جو بھی لوگ پیچھے کھڑے تھے وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے کعبہ شریف کو مسجد کے محراب سے دیکھا ہے۔ یہ انعام کسی عام بندے کو نہیں ملتا۔ لیکن اللہ کا ولی جو چاہے اللہ تعالیٰ اسی طرح سے کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم بھی انہی ہی طرح ان کے نقش قدم پر چلو گے تو تمہاری بھی مشکلات اسی طرح سے ہی حل ہو جائی

کریں گی۔ یہ دنیاوی زندگی چند روزہ ہے اگر اس میں ایمان محفوظ رہ گیا تو قبر اور حشر میں بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اولیاء اللہ کا اصل مشن بھی یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کا ایمان بچاؤ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ مومن کی روح جب جسم سے نکلتی ہے میں مومن کی بات کر رہا ہوں ولی کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

عام ایمان والوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اولیاء اللہ کا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام بندہ مومن کی روح اس کے منہ کی طرف سے نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ منہ جس سے اس نے درود پاک پڑھا ہے۔ نعت شریف پڑھی ہیں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ اس کی ساری نیکیاں اس کے منہ کے سامنے آ جاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یا عزرائیل علیہ السلام رک جائیں اگر اس کی روح منہ کی طرف سے نکل جائے تو ہماری توہین ہے۔ یہ حدیث شریف عرض کر رہا ہوں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام ہاتھوں کی طرف آ جاتے ہیں جو نیکیاں ہاتھوں سے کی ہوتی ہیں وہ سامنے آ جاتی ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام پاؤں کی جانب آ جاتے ہیں جو نیکیاں پاؤں سے کی ہوتی ہیں مثلاً پیدل چل کر محفل میلاد میں آئے ہو یہ پاؤں سے کی گئی نیکی ہے وہ نیکیاں سامنے آ جاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یا عزرائیل علیہ السلام رک جائیے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کسی شخص کے لئے بے بس نہیں ہوتے لیکن بندہ مومن کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اب کیا کروں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے ایک پر میرا اسم

مبارک لکھ۔ لفظ اللہ لکھ اور اس اسم مبارک کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر اور اسے کہو کہ اگر تمام نیکیاں تو نے اس کو راضی کرنے کے لئے کی ہیں تو پھر اپنی روح مجھے دے دو۔ اب میں جو بات کہنے والا ہوں وہ اگر کسی مفتی کو پتہ چل جائے تو وہ مجھ پر کفر کا فتویٰ فوری طور سے جاری کر دے گا اور وہ یہ ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بندہ مومن کے سامنے منت سماجت بھی کرتے ہیں کہ تو نے صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے نیکیاں کی ہیں لہذا اللہ کے نام پر اپنی روح مجھے دے دو۔ یہ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بڑی طاقت کے مالک ہیں لیکن بندہ مومن کا ایمان اگر محفوظ ہے تو اس بندہ کی طاقت حضرت عزرائیل علیہ السلام کی طاقت سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ ایسے لوگ وہ ہوتے ہیں جو وصال کرنے کے بعد بھی اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں۔ ان کے کفن کو بھی مٹی میلا نہیں کرتی۔ حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقیوری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں۔ کوئلہ شریف ضلع شیخوپورہ آستانہ عالیہ ہے۔ حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر بیچ و بضع فیصل آباد نامی گاؤں میں رہے اور وہیں وصال شریف فرمایا۔ اس گاؤں میں زیادہ آبادی جٹ برادری کی ہے اور وہی حضرت محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں انہوں نے وہیں اپنے گاؤں میں حضرت خواجہ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بنادیا حضرت خواجہ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی نے چھ ماہ بعد درخواست گزاری کہ صاحب مزار حضرت خواجہ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں ان کی میت کو یہاں سے نکال کر

حضرت خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں کوئلہ شریف دفن کرنا ہے لہذا قبر کشائی کی اجازت دے دی جائے۔ اور میت کو فیصل آباد سے ضلع شیخوپورہ میں لے جانے کی اجازت دی جائے۔ ڈپٹی کمشنر نے اجازت دے دی اور پولیس متعین کر دی تا کہ اس کام میں کوئی شخص رکاوٹ نہ بنے۔ قبر کشائی کی گئی۔ میت کو بابر نکالا گیا اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ کوئلہ شریف پہنچ کر ان کو غسل بھی دیا جائے گا۔ جنازہ بھی پڑھایا جائے گا۔ جو شخص زیارت کرنا چاہتا ہے وہ کوئلہ شریف پہنچ جائے۔ کوئلہ شریف کے بزرگ لوگ بتاتے ہیں کہ لوگوں کا اتنا ہجوم اکٹھا ہو گیا کہ جو اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ جب تابوت کھولا گیا تو جن لوگوں نے اس کی زیارت کی وہ بتاتے ہیں کہ صاحب میت کا کفن بھی بالکل سفید اور داڑھی مبارک پر جو پہلے سے غسل دیا گیا تھا اس غسل کے پانی کے قطرے بھی ابھی تک موجود تھے۔ اور ایسے نظر آ رہے تھے کہ ابھی زندہ ہو کر اٹھ بیٹھیں گے اور گفتگو بھی فرمائیں گے ان کی میت کو دوبارہ غسل دیا گیا نمازہ جنازہ بھی پڑھائی گئی اور ان کا مزار بھی وہیں بنایا گیا۔ جو بچوں کے ساتھ ہو جاتا ہے اور بچوں کے ساتھ میل ملاپ رکھتا ہے اس کے کفن کو بھی مٹی خراب نہیں کرتی۔ بلکہ مٹی کفن کے قریب بھی نہیں جاتی۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّالِحِينَ**۔ (التوبہ: ۱۱۹) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو“۔ ان واقعات کے سننے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں اور صالحین اور اولیاء کرام کی قریب بیٹھا کرو۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کلثوی سرکار فرماتے ہیں کہ ۔

چنگیاں دی میں مجلس کیتی تے میری جھولی پھل پچے
مندیاں دی میں مجلس کیتی تے میرے اگلے بھی ڈل گئے

صحبت بدایں دی انج کر جانی تے جیویں دکان لوہاراں

بھانویں کجھ خریدیے ناہیں تے چنگاں عین ہزاراں

بدلوکوں کی صحبت میں بیٹھو گے تو تیرے ایمان پر اسی طرح سے ہی چھٹیں پڑیں گی
جس طرح سے لوہار کی تھق ہوئی بھٹی میں سے چنگاڑیاں نکل کر تیرے کپڑوں پر پڑ
کر انہیں جلا دیتی ہیں۔ ذرا ویلڈنگ کرنے والوں کے پاس بیٹھ کر دیکھ لینا
تمہارے کپڑے برباد ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے بدلوکوں کے پاس بیٹھنے سے
ایمان پر چنگاڑیاں پڑتی ہیں اور ایمان برباد ہوتا ہے اور اگر ایمان بچانا چاہتے ہو تو
كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ سچے لوکوں کے ساتھ ہو جاؤ یا نجی جماعت میں شامل ہو جاؤ
تو تمہارا ایمان بھی بچ جائے گا۔ تم پر میرے کرم کے دروازے بھی کھل جائیں
گے۔ اسی لئے حضرت کھڑی شریف والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

یاری لانی ہووے جے کرتے انہاں لُج پالاں نال لایے

لاکے پھیر پچھاں نہ ہئے آتے لگیاں توڑ بھایے

شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مریدنی والی سلطنت کی بیگم کے ساتھ بہت
بے تکلف ہو گئی۔ اس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا۔ گپ شپ لگایا کرتی۔ لیکن آخر وہ نوکرانی
تھی کثیر تھی۔ بیگم صاحبہ کی تحلیات میں بھی یہ کبھی کبھی موجود رہتی تھی۔ بادشاہ کی جو
دوسری نوکرانیاں تھیں ان کے دل میں بغض اور حسد پیدا ہو گیا۔ کہ یہ ہم سب سے
زیادہ عزت والی بن گئی ہے اور اتنی عقلمند ہو گئی ہے کہ ملکہ صاحبہ بھی کوئی مشورہ کرنا
چاہتی ہیں تو وہ اسی کو بلاتی ہے ہمیں کوئی مقام ہی نہیں دیا جاتا۔ ہمیں ہر کام میں نظر
انداز کر دیا جاتا ہے۔ تمام نوکرانیوں نے یہ باہم مشورہ کیا کہ ملکہ کی کوئی چیز چرائی
جائے اور جب پوچھ گچھ کی جائے تو کہا جائے کہ جو ہر وقت ساتھ رہتی ہے اسی نے

ہی چوری کی ہوگی اس سے ہی پوچھا جائے۔ اس سوچھے سمجھے پروگرام کے تحت انہوں نے ملکہ رانی کا سونے جواہرات کا ہار چھپا لیا۔ جب تلاش شروع ہوئی تو فوری طور پر اس خادمہ پر ہی الزام لگایا کہ وہ ہر وقت ساتھ رہتی ہے اس کے علاوہ اور یہ کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ تو آخر بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اس خادمہ کے لئے سزائے موت کا حکم جاری فرما دیا۔ طریقہ یہ تھا کہ کسی بلند و بالا عمارت سے طرہ کو نیچے گرا دیا جائے تو وہ مر جائے گی۔ جلاد نے اسے پکڑا اور اس کو مینار کی اوپر والی منزل پر لے گئے اور پوچھا کہ کوئی آخری خواہش ہو تو بتاؤ۔ پوچھا کہ کیا ہے کہنے لگی کہ میں نے اپنے پیر و مرشد کو ایک پیغام دینا ہے۔ لوگ آخری خواہش عام طور پر دو نقل پڑھنے کی کرتے ہیں لیکن یہ عورت زاد ہو کر اور وہ بھی نوکرانی ہو کر اپنے پیر و مرشد کو یاد کر رہی ہے۔ **كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** خواہ مرد ہو یا عورت اس کا عقیدہ یہ بن جائے اور وہ بچوں کے ساتھ نسبت قائم کر لے تو پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کا ولی اور صادق بندہ کس طرح سے اس کی مدد کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ہوا کے ذریعہ سے اپنے پیر و مرشد کو پیغام بھیجنا ہے۔ یعنی اس کا عقیدہ یہ ہے کہ میرے پیر و مرشد کی ہوا بھی غلام ہے۔ ان کو صادق کہا جاتا ہے کہ جن کی حکومت ہواؤں پر بھی ہو اور پانی پر بھی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حاکم ہوتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ۔

اے باد صبا من نام خدا تے لے جا پیغام اج میرا

اونھوں دی توں گزر دی جانویں تے جتھے مرشد میرا

بس اتنا کہہ دینا کہ حضرت جی آپ کی مریدنی پر بڑا سخت وقت آیا ہے۔ مجھے اب

اس وقت آپ ہی بچا سکتے ہیں۔ مدت گزر گئی ہے اور ایک عورت کا یہ عقیدہ ہے اور

اس عقیدہ کی مخالفت کرنے والے ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے پھر جلاد کی طرف منہ کر کے کہنے لگی کہ آپ اپنا کام اب پورا کر دنا کہ میری سزا مجھے مل جائے۔ جلاد نے دھکا دے دیا اور یہ ابھی زمین پر نہیں پہنچی کہ اس کا پیر و مرشد پہلے پہنچ گئے۔ اور اپنی چادر کے دامن میں اس کو تھام لیا اور فرمایا کہ بیٹی اشو میں تیری مدد کو پہنچ گیا ہوں۔ بیٹی نے آنکھیں کھولیں تو اپنے پیر و مرشد کو اپنے سامنے موجود پایا کہنے لگی کہ میرا یقین تو پہلے ہی بڑا بچتہ تھا کہ آپ میری مدد کو پہنچیں گے۔ لیکن یہ فرماؤ کہ آپ کب تشریف لائے فرمایا کہ جب تو چوبارے سے چلی تھی میں اس وقت بخارا سے چلا تھا تو بعد میں پہنچی ہے میں تم سے پہلے پہنچ گیا ہوں۔ وَتَكُونُوا مَعَ الصَّالِحِينَ۔

صحبت نیکاں دی انج کر جانی تے جیوے دکان عطاراں

بھانویں کچھ خریدیے ناہیں تے خوشبواں آؤن ہزاراں

فیصل کول کریا نہ میں ایک چھوٹی سے دکان حاجی محمد سلیم کی ہوتی تھی ان کے بیٹے کا نام میاں محمد علی ہے۔ حاجی محمد سلیم صاحب آستانہ عالیہ کرمانوالی شریف کے ہاں مہمان جایا کرتے تھے۔ لنگر تقسیم ہوتا تھا تو جو لنگر شریف کے کھڑے بچا کرتے تھے وہ کھڑے وہ کھایا کرتا تھے اور کچھ اپنے گھر والوں کے لئے لے آتے تھے۔ ایک دن حضرت پیر سید محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ان پر پڑی فرمایا کہ شیخ صاحب یہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ حضور میں یہ کھڑے اس لئے جمع کرتا ہوں کہ ان کو کھاؤں گا اور ان میں سے گھر بھی لے جاؤں گا۔ بیوی بچوں کو کھلاؤں گا تو میری غربت دور ہو جائے گی۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ شیخ جی اگر اتنا سقا صاف عقیدہ ہے تو مانگ لو کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ سرکار بھوک افلاس اور غریبی نے گھیرا ہوا ہے۔ میری طلب یہ ہے کہ سرکار میری غریبی ختم ہو جائے فرمایا کہ جاؤ تمہاری غربت آج سے

ختم ہو چکی ہے اور تیرے دروازے پر فقیروں اور منکوں کی قطار لگی رہے گی۔ میں نے دیکھا کہ جب کبھی اس نے بلایا اور میں گیا تو دو چار دس حاجت مند اس کے دروازے پر بیٹھے دیکھے کیوں کہ حضرت کرمانوالی سرکار کے سجادہ نشین کی زبان سے نکل گیا تھا کہ تیرے دروازے پر حاجت مندوں کی قطاریں لگی رہیں گی۔ حاجی سلیم صاحب تو وصال کر چکے ہیں لیکن اس کی کوٹھی کے دروازے پر آج بھی حاجت مندوں کی قطاریں لگی نظر آتی ہیں۔ فرمایا کہ کتنی مل چاہئیں عرض کیا کہ سرکار کرم فرما دو جتنی چاہو عطا کر دو۔ آج اس کی چودہ فیکٹریاں کام کر رہی ہیں یہ احسان گھی والوں کی کہانی ہے۔ پتہ چلا کہ اگر سچے لوگوں کے ساتھ ہو جائیں تو تمام غریبیاں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ عزت بھی بڑھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ مقام بھی عطا کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود حاجی محمد سلیم صاحب کے معمولات میں فرق نہیں آیا۔ اسی طرح سے ہی آستانہ عالیہ کرمانوالی سرکار پر حاضری دیتے رہے اور خوب خدمت بجالاتے رہے۔ ایک روز بابا حاجی سرکار نے پوچھا کہ حاجی صاحب غربت تو تمہاری دور ہو گئی ہے اب کچھ اور بھی چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری موت مدینہ شریف میں آئے اور جنت البقیع میں دفن کیا جاؤں پیر صاحب نے فرمایا کہ جاؤ حاجی صاحب ایسا ہی ہو گا۔ اب سارے فیصل آباد والے کواہ ہیں کہ حاجی سلیم صاحب کا مدینہ شریف میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں قبر بن گئی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نیک خواہشات پوری ہوتی رہیں گی اگر تم میرے حکم پر عمل کرو گے وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ایک سکھ سردار تھا اور اپنے گاؤں کا چوہدری تھا اس کا جو نوکر تھا وہ مسلمان تھا۔ وہ امرتسر کا رہنے والا تھا۔ جمعرات کا دن تھا۔ صبح کا وقت اس خادم نے اپنے مالک سے کہا کہ میں نے

شرقیو شریف جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جانا ہے۔ کہنے لگا کہ اتنی دور جمعہ کی نماز کے لئے جانا کیوں ضروری ہے کیا یہاں کوئی مسجد نہیں ہے۔ کہنے لگا وہاں میرے مرشد کریم رہتے ہیں۔ میں وہاں جا کر جمعہ پڑھوں تو میرے لئے وہاں زیادہ ثواب اور باعث برکت ہے۔ کیا ہی اچھا عقیدہ ہے اس سردار نے کہا کہ اگر تیرے پیر صاحب مجھے پلاؤ کھلائیں تو میں بھی چلتا ہوں تیرے مرشد کریم کا آستانہ دیکھ آتا ہوں جمعہ تو میں نے نہیں پڑھنا ہے لیکن تیرے پیر صاحب کی زیارت ہو جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مجھے پلاؤ کھلائیں۔ مرید نے کہا کہ آؤ تمہیں پلاؤ ہی مل جائے گا۔ اتنا راسخ اور پکا عقیدہ اس مرید کا تھا کہ جو کچھ کسی کی طلب ہوگی اسے وہی مل جائے گا۔ وہ دونوں شرقیو شریف میں پہنچ گئے۔ جب لنگر تقسیم ہونا شروع ہوا تو اس سے پہلے میاں صاحب نے حکم فرمایا کہ اس چوہدری صاحب کے لئے ایک پلاؤ سے بھری ہوئی بڑی پلیٹ لے آؤ۔ پلیٹ تو نہیں بلکہ مٹی کی کنالیاں ہوتی تھیں اور بہت سے آستانوں پر ابھی تک وہی رواج چل رہا ہے۔ پلاؤ سے بھری کنالی آگئی اور اس کے سامنے رکھ دی گئی اور آپ خود باقی تمام بیویوں کے ہمراہ دال کا پیالہ لے کر تشریف فرما ہو گئے اور اس اپنے مرید کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ تو اس چوہدری کا خادم ہے نوکر ہے اور میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں آؤ ہم دونوں غلام مل کر کھانا کھالیں۔ اس سردار کے کان میں یہ آواز پہنچی تو اپنی کنالی اٹھا کر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قریب آ گیا۔ دیکھا کہ تمام حاضرین تو دال کھا رہے ہیں صرف میں ہی پلاؤ کھا رہا ہوں کہنے لگا کہ یہ میرا غلام کتنا خوش نصیب ہے کہ جو ایک عاشق رسول کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہے۔ سرکار مجھے پلاؤ کی ضرورت نہیں ہے مجھے بھی آپ اپنے ساتھ کھانے میں شامل کر لیں۔ فرمایا کہ اگر

اس فقیر کے ساتھ کھانا چاہتے ہو تو پہلے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھو۔ حضرت میاں صاحب شریوری رحمۃ اللہ علیہ میں یہ وصف تھا کہ اگر وہ اپنا گھٹنا کسی دوسرے فرد کے کھٹنے سے جوڑ کر ملا دیتے تھے تو اس شخص کو دنیا بھول جاتی تھی اور مدینہ شریف میں پھرا کر تا تھا۔ آپ نے اس سردار کے کھٹنے سے اپنا گھٹنا لگایا تو اسے گنبد خضراء کی زیارت ہو گئی۔ عرض کیا کہ سرکار میں نے کلمہ شریف تو ابھی پڑھا ہی نہیں ہے آپ نے مجھے پہلے ہی زیارت کرا دی ہے۔ فرمایا اس لئے کہ روٹی کھانے سے پہلے ہی تمہیں علم ہو جائے کہ ہم صرف یہاں شریو شریف میں ہی نہیں ہوتے اگر چاہیں تو مدینہ منورہ بھی پہنچ جاتے ہیں ہم آ بھی سکتے ہیں اور جا بھی سکتے ہیں اور کسی کو وہاں پہنچا بھی سکتے ہیں تجھے اگر کوئی بڑی ہمت کرے گا تو زیادہ سے زیادہ نکانہ صاحب لے آئے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ اگر چاہیں تو شریو شریف میں بیٹھے ہوئے بھی تجھے مدینہ شریف پہنچا سکتے ہیں۔ یہ سچے لوگ ہیں۔ کہنے لگا کہ سرکار بس اب نہ نکانہ اور نہ ہی امرتسر۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں اب آپ مجھے اپنی غلامی میں شامل کر لیں فرمایا کہ پھر پڑھو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ

شریو کی زمین تجھ پہ قربان میں تجھ پہ شیر ربانی کا دربار ہے

پولیس میں ایک ملازم تھے چوہدری عبدالغفور نام تھا۔ یہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے بیٹے حضرت پیر غازی فضل احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زلف تھے۔ جناب عبدالغفور صاحب کی ایک بیٹی تھی جس کے پاؤں سیدھے نہ تھے (ڈڈے تھے) مجھے یہ عبدالغفور صاحب نے

حضرت فضل احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے ان کی موجودگی میں بتائی کہنے لگے کہ میں بڑے ڈاکٹروں، حکیموں، طبیبوں کے پاس گیا۔ ہڈی جوڑ سیدھے کرنے والوں سے ملا لیکن کوئی میری بیٹی کے پاؤں سیدھے نہ کر سکا۔ مجھے کسی نے مشورہ دیا کہ شریفور شریف میاں صاحب کے دربار پر حاضری دو۔ میں بیٹی کو ساتھ لے گیا اور دربار میاں صاحب کے قریب بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ شریفور کے تاجدار میں اپنی بیٹی کو لے کر آیا ہوں۔ میں نے اس وقت تک نہیں جانا جب تک میری بیٹی کے پاؤں سیدھے نہیں ہو جاتے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بیٹی اٹھی اور کہنے لگی کہ ابا جان آؤ گھر چلیں میاں صاحب نے میرے پاؤں سیدھے کر دیئے ہیں۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ وَكُونُوا مَعَ الصَّٰلِحِیْنَ۔ کوہر انوالہ میں ایک مفتی صاحب محمد شفیع نامی ہیں جو پیر فضل احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور یہ اصل میں حافظ آباد کے رہنے والے ہیں ان کی ایک بیٹی کے پاؤں بھی ٹیڑھے تھے وہ چل پھر بھی نہیں سکتی تھی۔ اور ناٹکیں بھی اتنی کمزور کی سیدھے ہو کر کھڑے ہونا بھی مشکل تھا۔ چوہدری عبدالغفور صاحب بھی حافظ آباد کے رہنے والے تھے ان کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی مفتی محمد شفیع کو مشورہ دیا کہ وہ بھی اپنی بیٹی کو شریفور شریف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر لے جائیں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیٹی کو کندھوں پر اٹھا کر لے گیا تھا اور واپسی پر وہ اپنے پاؤں چل کر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے دکھ دور ہو جائیں۔ تمہارے گھروں میں رحمتوں کا نزول ہو جائے تو كُونُوا مَعَ الصَّٰلِحِیْنَ پر عمل کریں حضرت شاہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ جو محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد

سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کریم ہیں وہ چشتی ہیں۔ اور چشتی بلند آواز کے قائل ہیں آپ بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی مرید بھی شامل ہیں۔ سکھوں کا ایک گروپ وہاں سے گزرا تو ایک سکھ سردار نے کہہ دیا کہ ان مسلوں کو کیا ہو گیا ہے کیونکہ ذکر کرتے ہوئے پیر صاحب اور ان کے مرید بھی حالت وجدانی میں تھے اور کچھ مریدوں کی ڈیوٹی تھی کہ وہ ذاکرین کا پہرہ دیں تاکہ کوئی شرارت نہ کر سکے۔ سکھ سردار کی آواز جب ایک پہرہ دار کے کان میں آئی تو اس نے سوچا کہ اس سکھ نے مذاق کیا ہے اور سب نے مل کر ہمارا مذاق اڑایا ہے حضرت سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ نے ان سکھوں کی طرف دیکھا تو وہ سارے سکھ بھی وہی ذکر کرنے لگے جو مسلمان کر رہے تھے۔ ان سکھوں کی پگڑیاں کدھرے اور ان کی کراپاٹیں کدھرے۔ ان کو کوئی خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت پیر سراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور ایک ایک کو ہاتھ مبارک لگاتے گئے اور ان کی حالت وجد ختم ہوتی گئی اور جس جس کا وجد ختم ہوتا گیا وہ پڑھتا گیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔

یاری لانی ہووے جے کرا نہاں لُج پالاں نال لایے

لاکے نمین پچھاں نہ ہئے تے لگیاں توڑ بھائیے

اگرچے لوگوں کے ساتھ ہو جائیں تو دنیا بھی مل جاتی ہیں دین بھی سنور جاتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مل جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آخرت میں بھی کچھ ملے گا اس سے متعلق ایک حدیث عرض کرتا ہوں۔ قیامت والا دن ہوگا مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ ایک اللہ کا ولی جنت کی طرف چلے گا۔ ایک

بندہ اس ولی کے پاس آئے گا اور عرض کرے گا کہ سرکار کیا آپ نے مجھے پہچان لیا ہے میں وہ ہوں کہ جس نے ایک مرتبہ آپ کو پانی کا پیالہ پلایا تھا۔ آپ آج اکیلے ہی جنت میں جا رہے ہیں۔ وہ ولی اللہ رک جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے پانی کا پیالہ پلایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس نے تجھے پانی پلایا تیری خدمت کی ہے اس کی اس خدمت کے صلہ میں اس کی ساری خطائیں معاف کرتا ہوں اس کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ وَكُونُوا مَعَ الصَّالِحِينَ ایک اور آجائے گا سرکار کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے۔ میں نے آپ کو وضو کرایا تھا آج آپ اکیلے ہی جنت میں جا رہے ہیں۔ وہ ولی اللہ پھر رک جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ دنیا میں بھی لُج پالی کرتے ہیں اور آخرت میں بھی مہربانی فرماتے ہیں۔ قیامت کو وہ ولی اللہ کام آئے گا ماں باپ بہن بھائی کوئی رشتہ دار کام نہیں آئے گا صرف ولی اللہ ہی ساتھ بھائیں گے۔ ولی اللہ عرض کرے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے وضو کرایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں اس وضو کرانے کی خدمت میں اس کی ساری خطائیں معاف کرتا ہوں جاؤ اس کو بھی جنت میں لے جاؤ۔ ایک بارک اللہ نامی مولوی ہے وہابی ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے احوال الآخرت۔ اس نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے اس نے ایک حدیث لکھ کر کچھ اشعار لکھے ہیں کہ قیامت کا دن ہوگا۔ میدان حشر برپا کیا گیا ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر مبارک اٹھائیے یہ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ میرے کچھ امتی ایسے ہیں

کہ جو جہنم میں جانے کے قابل ہیں لیکن یا اللہ آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ مجھے میری امت کے متعلق رسوا نہیں کرے گا۔ اس لئے یا اللہ ان پر مہربانی فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے سینے میں جو کے برابر ایمان ہے میں اسے معاف کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اب کیا چاہتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے یا اللہ جن کے سینے میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہے وہ تو تیری مہربانی سے معاف کر دیئے گئے لیکن اور بہت باقی ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جن کے سینے میں آدھے جو کے دانے کے برابر ایمان ہے میں ان کو بھی معاف کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے کہ یا اللہ ابھی تو اور بھی بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جن کے سینوں میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے میں ان کو بخشا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ پھر پوچھیں گے کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر مبارک اٹھائیے اور بتائیے کہ اب کیا مسئلہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ ابھی تو اور بھی ہیں۔ رائی کا دانہ اگر زمین پر گر جائے تو دوبارہ اس کا ڈھونڈنا محال ہوتا ہے لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان لوگوں کی بھی خبر ہے کہ جن کے سینوں میں رائی کے دانہ سے بھی تھوڑا ایمان ہوگا۔ ان کے لئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے کہ ان کو بھی جہنم میں جانے سے بچایا جائے اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے علماء کرام اور اولیاء اللہ کو لے آؤ اپنی امت کے شہداء کو لے آؤ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کے

خطیب کی ایک وعظ بھی سن لی ہوگی میں اسے بھی بخش دیتا ہوں۔ یہ جو محافل ہم سجاتے ہیں ان کا یہ فائدہ قیامت کے روز ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی کسی ولی کے پاس بیٹھ گیا ہوگا میں اسے بھی بخش دیتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس نے شہید کو میدان جنگ میں جانے سے پہلے وردی دی ہوگی وہ بھی بخش دیا گیا جس نے اس کو تیر یا تلواریں بھالا دیا ہوگا اس کو بھی بخش دیتا ہوں۔ جس نے اس مجاہد کے لئے سواری کا انتظام کر دیا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی اس شہید کے عزیزوں رشتہ داروں میں سے ستر افراد گناہ گار ترین جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی ان کی بخشش کر دی جائے گی کیونکہ شہید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں اپنی جان پیش کر دی۔ اب دیکھئے کتنے شہداء ہوں گے کتنے اولیاء کرام ہوں گے اور کتنے علماء ہوں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ سچے لوگوں کی جماعت وہ ہے جو اولیاء کرام کو مانتی ہے اور وہ سب انشاء اللہ جنت میں جائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محفل کا صدقہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خطاب حضرت علامہ محمد امجد علی امجد صاحب برہان شاہی غلام محی الدین صاحب

نماز کا پیغام

نَحْمَلُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَافَّةِ وَأَصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

جو ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

معزز حاضرین! نماز خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں ہو سکتا۔
الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ۔ عبادتوں کو بھی کہتے ہیں۔ دیواروں کو بھی کہتے ہیں۔ دین کا
چھت جس دیوار پر، جس ستون پر کھڑا ہے۔ وہ نماز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا کہ کفر اور ایمان میں فرق ڈالنے والی چیز ان میں امتیاز کرنے والی چیز نماز
ہے۔ مومن کے لئے معراج ہے۔ نماز میں پیغام یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے
لیکن اس ساری نماز کے Process میں سے اس عمل یا اس طرز میں سے کون سی
چیز برآمد ہوتی ہے۔ اس سے ہمیں کیا حاصل ہوتا ہے نماز پڑھنے کے لئے اس کی
تیاری کرنے کیلئے ہم وضو سے شروع کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
کہ جب تم وضو کرتے وقت اپنے ہاتھ دھوتے ہو تو ان ہاتھوں سے کئے ہوئے

تمہارے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ابھی تو شروع ہی ہوئے ہیں اور جب تم اپنا چہرہ دھوئے ہو تو آنکھوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کلی کرتے ہو تو زبان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ناک میں پانی ڈالا تو اس کے گناہ معاف ہو گئے جب مسح کرتے ہو تو کانوں سے سنی ہوئی خرافات کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پاؤں دھوئے ہو تو وہاں سے کئے ہوئے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کو یا کہ بندہ نماز پڑھنے سے قبل ہی پاک و صاف ہو جاتا ہے پھر وضو کرنے کے بعد موذن آذان کہتا ہے اس میں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس کی عظمت بیان ہوتی ہے۔ وہیں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ ہی بیان ہوتی ہے۔ اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ میں کو ایسا دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان ہوتی ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ میں کو ایسا دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز کی تیاری کا طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچار کرنا۔ اور اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ آذان میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے تو ہم انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور انہی کا راستہ ہم مانگتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح یہ عمل کرے گا اس کا گھر جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے قریب ہوگا۔ آذان کے بعد دعا مانگی جاتی ہے کہ یہ نماز کی تیاری ہو رہی ہے۔ اب نماز کی طرف جا رہے ہیں۔ جب ہم سفر پر جاتے ہیں تو اس کے مطابق تیاری کرتے ہیں۔ کپڑا۔ رومال وغیرہ ساتھ لیتے ہیں۔ کرایہ خرچہ اور زاد راہ ساتھ

رکھتے ہیں۔ اگر زمیندار نے اپنے کھیت کو پانی دینا ہے تو اس کی تیاری اور قسم کی ہوگی۔ وہ کئی، کدال، لاٹھی وغیرہ ساتھ لے کر جائے گا۔ رات کا وقت ہے تو لائین یا بیٹری وغیرہ روشنی کیلئے ساتھ رکھے گا۔ اگر کسان نے مل چلانا ہے تو پھر ٹیل، مل، پچالی، سہاگہ وغیرہ ساتھ ہوگا کسی نے سکول کالج جانا ہے تو اس کی تیاری ان سب سے علیحدہ ہی ہے۔ طالب علم ہے تو تیاری اور قسم کی ہے استاد ہے تو تیاری الگ قسم کی ہے۔ فتر جانا ہے تو تیاری اس کے مطابق ہوتی ہے الغرض جو جس غرض سے گھر سے نکلتا ہے اسی کے مطابق تیاری کر کے نکلتا ہے لیکن نماز کی تیاری کیلئے جب اذان کے بعد دعا مانگتی ہے تو اس میں کیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ السَّعْوَةِ النَّامَةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ ابْتَسِلِنَا مُحَمَّدًا ۝ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَاللِّرْجَةَ الرَّقِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اَلَيْنٰی وَعَلَيْتُهُ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ اِنَّكَ لَا تُخَلِّفُ الْوَعْدَ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا رَحِمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ ”اے رب اے سب کے پروردگار اس پوری پکار کے اور قائم ہونے نماز کے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود میں کھڑا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بڑے رحم کرنے والے اپنی رحمت سے میری التجا قبول فرما۔“ یہ نماز کی تیاری ہو رہی ہے کہ موذن عرض کرتا ہے کہ یا اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت عطا فرما۔ تمام بڑے بڑے مقام جو ہیں وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دے یہ توحید کی طرف لے جا رہے لیکن عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں بیٹھا رہے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہمارے جیسے ہی ہیں نور نہیں ہیں حاضر ناظر نہیں ہیں۔ فوت ہو گئے ہیں وہ نماز کی طرف نہیں جا رہے ہیں وہ کسی اور طرف کو جا رہے ہیں۔ وہ ٹکریں مارنے تو

جاسکتے ہیں لیکن ان کی نماز نہیں ہو سکتی۔ دوسرے فرقوں والوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ ریڈیو یا ٹی وی پر جو آذان آتی ہے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے تو کسی طرح سے یہ دعا رک جائے۔ آذان کے بعد جو دعا ہے وہ سنیوں کی دعا ہے اور اللہ کا کرم ہے کہ یہ ایک ہی چیز باقی ہے جو سنی عقیدہ والوں کی ہے باقی تمام پروگراموں پر یا تو دیوبندیوں کا قبضہ ہے یا پھر شیعہ کا Hold ہے ان کا قبضہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یا اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت عطا فرما دے۔ یا اللہ انہیں مقام وسیلہ عطا فرما دے ان کو مقام محمود عطا فرما دے۔ مقام وسیلہ کون سا ہے کہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر ہماری شفاعت کرنی ہے۔ اور مقام محمود وہ ہے کہ جہاں بٹھا کر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنی ہے۔ یہ نماز کی تیاری ہو رہی ہے۔ اس کی عظمت دیکھیں اس کا کیا انعام ملتا ہے کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اتنا بڑا انعام اور عظمت عطا فرمائی ہے اس کے صدقے میں ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہیں ان کی شفاعت بھی عطا فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے انشاء اللہ ہماری شفاعت ہو کر رہے گی۔ ابھی نماز شروع نہیں کی اور شفاعت پہلے ہی نصیب ہو گئی ہے۔ یہ کتنی بڑی خوش نصیبی ہے۔ اب نماز کی نیت کی اور نماز شروع ہوئی۔ پہلے توحید کا بیان ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ (الفاتحہ ۱-۴) ”سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ بہت مہربانی رحمت والا۔ روز جزا کا مالک۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔“ پھر اس کے بعد دعا کرتا ہے۔ صرف ایک ہستی نے اس کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ باقی ترجمہ کرنے والوں نے اس میں گڑبڑ کی ہے۔ لوگوں نے

یوں ترجمہ کیا ہے کہ یا اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔
 حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم تو کاروائی دکھا رہے ہو۔ کہ ہم تیری
 عبادت کرتے ہیں اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو تو کرتے جاؤ۔ پھر سیدھا راستہ کس کا
 مانگ رہے ہو۔ نماز پڑھتے ہو عبادت کرتے ہو تو سیدھی راہ پر تو تم چل رہے ہو پھر اور
 کس کی سیدھی راہ مانگ رہے ہو۔ فرمایا کہ تم ترجمہ غلط کرتے ہو۔ اس کا اصل ترجمہ یہ
 ہے کہ یا اللہ ہم تیری عبادت کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ تم
 مجھ سے مدد چاہتے ہو۔ میری عبادت کا طریقہ چاہتے ہو۔ تو پھر جاؤ انبیاء علیہم السلام
 صدیقین، شہداء اور اولیاء اللہ کے قدموں پر چلو تو تمہیں عبادت کا طریقہ آ جائے گا۔
 اِهْلِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (الفاتحہ ۵) لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کا بتایا ہوا راستہ
 ہے۔ اگر لفظ صِرَاطُ الْمُسْتَقِيمِ ہوتا تو صیغہ واحد استعمال کیا جاتا تو پھر ممکن تھا کہ یہ اللہ
 تعالیٰ کا راستہ ہوتا۔ یہ قرآن مجید کا راستہ ہوتا یا یہ کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
 راستہ ہوتا۔ لیکن لفظ صِرَاطُ الْمُسْتَقِيمِ آیا ہے یہ واحد کا صیغہ نہیں ہے۔ جمع کا صیغہ ہے۔
 عربی میں تین صیغے آتے ہیں۔ واحد ایک کے لئے اور حثنیہ دو کے لئے اور ثمن یا ثمن
 سے زیادہ کے لئے جمع کا صیغہ آتا ہے لفظ صِرَاطُ الْمُسْتَقِيمِ آیا ہے یہ ثمن یا ثمن سے
 زیادہ کے لئے استعمال ہوتا ہے لہذا یہ راستہ جو مانگا جا رہا ہے وہ ثمن یا ثمن سے زائد
 ہستیوں کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سیدھا راستہ میرے انبیاء علیہم
 السلام کا ہے۔ سیدھا راستہ میرے صدیقین کا ہے۔ سیدھا راستہ شہداء کا ہے اور سیدھا
 راستہ میرے اولیاء کرام کا ہے۔ صالحین کا ہے۔ دیکھو کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم
 رحمۃ اللہ علیہ جس طرح نماز پڑھتے ہیں تو بھی ان کی طرح نماز پڑھ لے گا تو تیری نماز
 بھی قبول ہو جائے گی۔ جس طرح سے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے ہیں

اس طرح سے نماز پڑھ لو گے تو تمہاری نماز بھی ہو جائے گی۔ جس طرح سے تمہارا مرشد کریم نماز پڑھتا ہے تو بھی ان کی طرح نماز پڑھ لے گا تو تیری نماز بھی ہو جائے گی۔ اور یہ قبول بھی ہو جائے گی۔ اب بتاؤ کہ کس کی تقلید کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ ۶-۵)

”ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا“۔ وہ کون لوگ ہیں کہ جن پر انعام ہوا ہے۔ انبیاء علیہم السلام انعام یافتہ ہیں۔ کیا تمہیں خبر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کس طرح سے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کس طرح سے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کس طرح سے نماز پڑھتے تھے۔ ہمیں اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ ہمیں اس دور میں آنا پڑے گا۔ لائین پڑی ہوئی ہے تو اس سے روشنی تو ہونی چاہئے۔ اور اس روشنی کی ہمیں ضرورت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کی بہت روشنی ہے۔ پھر ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کس کا راستہ مانگ رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون لوگ ہیں کہ جن کا راستہ ہم مانگ رہے ہیں۔ فرمایا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ ہے۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ ہے یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ ہے۔ یہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ ہے۔ یہ صالحین کا راستہ مانگ رہے ہو یہ پیر و مرشد کریم کا راستہ مانگ رہے ہو۔ ان کے نقش قدم پر چلو تو تمہیں صراط مستقیم مل جائے گا۔ لوگوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ راستہ کن کا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا ہے یہ صدیقین کا ہے۔ یا شہداء کا ہے یا صالحین کا راستہ ہے۔ لیکن یہاں یہ بات ہو رہی ہے۔ کہ وہ انعام کون سا ہے۔ انعام یافتہ لوگوں کی شناخت تو ان کے انعام سے ہوگی۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام

ہوا ہے۔ وہ کون صالح ہے کہ جس کا میں راستہ مانگ رہا ہوں۔ وہ صالح وہ بندہ ہے۔ وہ ہستی ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انعام سمجھتا ہے اگر آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو انعام نہیں سمجھتے ہیں تو آپ کو وہ انعام یافتہ بندے بھی نہیں مل سکیں گے کہ جن کے نقش قدم پر چل کر تیری نماز قبول ہوگی نماز تو حید کی بات ہے لیکن اس میں دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہو رہی ہے۔ نماز عبادت رب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عبادت گزار بندے میری عبادت کرنے والے پہلے ذرا یہ غور کر کہ کائنات میں سب سے بڑا انعام جو تجھ پہ ہے وہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ان کا راستہ مانگ جو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انعام سمجھتے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ ہمارے جیسے ہی ہیں۔ ان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ انہیں تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں جانا ہے۔ انہوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انعام نہیں مانا ہے اس لئے ان کی نماز ہوئی ہی نہیں ہے۔ تو اس کی قبولیت کیا ہوگی۔ نماز صرف اسی کی ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انعام سمجھتا ہے۔ نماز میں سورت الفاتحہ کے بعد آپ قرأت کرتے ہیں۔ سورت الفتحی کی تلاوت کرتے ہیں تو ساری کی ساری نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرنے والا ہے اور ہمیں راستہ بتانے والا ہے کہ تم بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرو۔ فرمایا وَالضُّحٰی ۝ وَاللَّیْلِ اِذَا مَسَّحٰی (الفطمی ۱-۲) ”چاشت کی قسم جب پردہ ڈالے“۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور اور زلف مبارکہ کی قسم اٹھائی جا رہی ہے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ۝ وَلِلْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰی ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَسَرَضٰی ۝ اَلَمْ

يَجِدَكَ يَتِيْمًا قَلِيْلًا ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا
فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تُفْهَرُ ۝ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرُ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ
رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (الضحیٰ ۱۱-۱۳) ”کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکر وہ
جانا اور بے شک تجھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا
رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا تمہیں اس نے یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔
اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ اور تمہیں حاجت مند
پایا پھر غنی کر دیا تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور سنگتا کو نہ جھڑکو۔ اور اپنے رب کی نعمت کا
خوب چہ چاکرو“ فرمایا کہ اے نمازی نماز پڑھنے والے دیکھ کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔
میں اللہ ہو کر بے نیاز ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی قسم کھا رہا
ہوں ان کی زلفوں کی قسم کھا رہا ہوں۔ اور میں اپنی مرضی بھی انہیں دے رہا
ہوں۔ اگر تو میری مرضی حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ تمہیں درمستیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے مل جائے گی۔ اگر تو مجھے راضی کرنا چاہتا ہے تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو راضی کر لو۔ میں راضی ہو جاؤں گا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو ابھی تک گمراہی میں ہے۔ تجھے ابھی تک راستہ نہیں ملا ہے۔
میں بے نیاز ہو کر بھی رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہتا ہوں۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ
رَبُّكَ فَحَرَضٰى کا یہی مطلب ہے۔ اور نماز میں نمازی یہی کچھ کہہ رہا ہے۔ نماز یہی
پیغام دے رہی ہے۔ فرمایا کہ اے لوگو! تم نماز پڑھتے ہو۔ تو حید کی طرف آتے ہو۔
تم عبادت رب کرتے ہو لیکن یہ یاد رکھو کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو وہ خود اپنے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طلب گار ہے۔ وہ خود بے نیاز ہو کر بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا چاہتا ہے اور یہی نماز کا پیغام ہے کہ اگر تم نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا چاہو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی اور نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا تمہارے پیر صاحب کی رضا میں شامل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے پیارے کو راضی کر لیا۔ اس سے میں راضی ہو گیا اور جس سے میں راضی ہو گیا اس سے اس کا خدا راضی ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ کی نشان دہی فرمادی ہے۔ اگر تو پیر صاحب کو نظر انداز کر کے آئے گا تو تمہیں نہ تو رضائے پیر و مرشد ملے گی نہ ہی رضائے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملے گی اور نہ ہی رضائے خدا تمہیں حاصل ہوگی۔ جس کی بیعت نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ یہ سب کچھ نماز کا پیغام ہے۔ اب دوسری رکعت شروع ہوئی۔ پہلے سورت فاتحہ پڑھی پھر قرأت شروع کی۔ اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ۔ (الکوثر ۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں“۔ اے نمازی، نماز پڑھنے والے ذرا غور کرو۔ کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ میں نے اپنا آپ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ اگر مجھے ملنا چاہتے ہو تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ میں تمہیں مل جاؤں گا۔ یہ سب نماز کا پیغام ہے دوسری رکعت مکمل ہوئی تو التحیات میں آئے۔ اَلْحَيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوَةُ وَالطَّيِّبَةُ۔ میری جو کچھ بھی عبادات ہیں۔ جسمانی، روحانی، مالی ہر طرح کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ یا اللہ میرا جو کچھ بھی ہے وہ سب تیری وجہ سے ہے۔ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُ مُعْطٰی وَ

اَنَا قَاسِمٌ۔ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ جو کچھ بھی کوئی عمل ہے وہ میرے نور کے پرتو سے بتا ہے۔ بندہ بجد تو اللہ تعالیٰ کو کر رہا ہے لیکن وہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے اگر تو یہ سمجھے کہ تیری نماز تیرا بجدہ بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے تو تیری نماز بھی نورانی ہو جائے گی اور جب نماز تمہاری نورانی ہوگی تو یہ بارگاہ عالیہ میں پہنچ جائے گی اور مقبول بھی ہو جائے گی۔ پھر اس کے بعد میں ہے السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں جب نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام پیش کرتا ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں السَّلَامُ عَلَيْنَا اے بندے تو صرف مجھ پر سلام بھیجتا ہے وہ میرا بن گیا ہے اس پر بھی کرم فرما سے عرض کرتا ہوں کہ یا اللہ جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے وہ میرا بن گیا ہے اس پر بھی کرم فرما دے۔ سورت فتح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں آئیں گے میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ نماز میں سے ہمیں جو پیغام مل رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عَلَيْنَا جو میرے ہیں ان پر بھی سلام۔ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پیش کرتا ہوں تو سلام پیش کرنا سنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرتا ہوں تو وہ جواب عطا فرماتے ہیں تو میرا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ سلام کا جواب دینا چونکہ فرض ہے اس لئے ایسے بندے کو سلام نہ کرو جو جواب دینے پر قادر نہ ہو یا جواب دینے کی حالت میں نہ ہو کوئی وضو کر رہا ہے اسے سلام نہ کہو۔ کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو اسے سلام نہ کہو۔ کوئی سو رہا ہو تو اسے بھی سلام نہ کرو۔ کوئی پاگل دیوانہ ہے اسے سلام نہ کرو۔ بچہ

نابالغ ہے سن شعور کو نہیں پہنچا ہے اسے سلام نہ کرو۔ کوئی غسل خانہ یا بیت الخلاء میں ہے اسے سلام نہ کرو۔ غیر محرم عورت کو سلام نہ کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اسے کہو جو سن رہا ہے اور تمہیں جواب دینے کے اہل ہے۔ نماز ہمیں یہ پیغام دے رہی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام پیش کرو جو سنتے بھی ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔ میرے تو خالی الفاظ ہی ہوتے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی جواب آتا ہے۔ یہ نماز کے پیغامات ہیں۔ پھر اس کے بعد درود شریف آتا ہے ہم پڑھتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهٖمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ الہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج۔ جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهٖمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ الہی برکت دے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو۔ جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو۔ بے شک تو بہت تعریف کیا گیا ہے۔ یا اللہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید عظمتیں عطا فرما دے صلوٰۃ کے معنی عظمت شہرت، غلبہ، فتح۔ یا اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ چیزیں عطا فرما دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو بھی یہ نعمتیں عطا فرما دے۔ جس طرح سے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو عطا فرمائیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برکتیں عطا فرما دے ان کی آل کو بھی عطا فرما دے۔ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو عطا فرمائیں۔ ایک مسئلہ ہے کہ لوگ

کہتے ہیں کہ کسی کی دعا سے کوئی دوسرے بندے کی بخشش ممکن نہیں ہے۔ بس ہر ایک کے اعمال ہی کام آئیں گے۔ دنیا میں نیک اعمال کئے تو وہ قبر حشر میں کام آئیں گے اعمال کی بنیاد پر جنت ملے گی۔ لیکن نماز ہمیں پیغام دیتی ہے کہ کسی کے حق میں بخشش کی دعا کی جائے تو وہ کام آ جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“ جو مومن گزر چکے ہیں ان کے حق میں بھی تیری دعا پہنچ رہی ہے ان کو بھی انعام مل رہا ہے۔ جو مومن حاضر موجود ہیں ان کو بھی انعام مل رہا ہے اور جو مومن ابھی آنے ہیں ان کو بھی انعام مل جائے گا۔ جن کے لئے تیری دعا پہنچ رہی ہے وہ سارے بندے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اس نے ہماری بخشش کے لئے دعا کی ہے تو اس کو بھی بخش دے اللہ تعالیٰ یہ قبول فرماتے ہیں اور دعا کرنے والے کی بھی بخشش ہو جاتی ہے اور جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو ایسے ہوتا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہو۔ اس کے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی یہ مانتا ہے کہ ایصال ثواب ہو سکتا ہے تو یہ سب انعام اسی کے لئے ہی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ ایصال ثواب نہیں ہو سکتا تو پھر اس نے دعا کیا کی اور کس کے لئے کی اور اس کی دعا سے کس کو فائدہ ملا۔ اور خود اس کو اس نیت کے بدلے میں کیا ملا۔ ایصال ثواب نہیں ہو سکتا تو پھر ہر نماز میں یہ دعا کیوں کر رہا ہے۔ ایصال ثواب کا تیرا عقیدہ ہی نہیں ہے۔ صرف اعمال ہی کام آئیں گے۔ جس کا جرم کیا ہے تو اس کے پاس جا کر معافی مانگو۔ اگر حکومت کا جرم کیا ہے تو پھر تھانے میں جاؤ اور دیکھو کہ وہاں تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے لئے اپنی اولاد

کے لئے اپنے ماں باپ کے لئے اور سب مومنوں کے لئے بخشش کی دعا کیا کرو۔
 اللہ کرے کہ ہماری دعا قبول ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم
 میں سب سے بہتر بندہ وہ ہے جو اپنے والدین کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہے۔ نماز
 تمہیں یہ درس دیتی ہے اور تمہیں اس کا طریقہ بتاتی ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئی تو اسے قرآن مجید کا حصہ بنا دیا۔ حضور نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئی تو اسے نماز کا حصہ بنا دیا۔ اور اس وقت تک تو اپنی نماز سے
 نکل نہیں سکتا جب تک تو اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اور سب مومنین کے لئے
 بخشش کی دعا نہیں کرتا۔ اور جب یہ دعا کر کے تو نماز سے نکلتا ہے تو ایسے ہی ہے کہ
 جس طرح تو آج ہی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ کوئی گناہ پلے میں نہیں رہتے سب
 معاف ہو جاتے ہیں اور تو جنتی بن جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی
 فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال ہونے بند ہو جاتے ہیں قبر میں کوئی عمل نہیں ہوتا۔
 قبر دارالعمل نہیں ہے۔ صرف تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں ایک صدقہ جاریہ
 ہے۔ ایک علم نافع ہے۔ اور ایک نیک اولاد ہے۔ کوئی صدقہ جاریہ وغیرہ جو اس نے
 زندگی میں کیا ہے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے تو اس کا ثواب قبر میں اس صدقہ
 کرنے والے کو ملتا رہتا ہے۔ کوئی ایسا علم اس نے چھوڑا ہے کہ جس کو پڑھ پڑھ کے
 لوگ اس سے استفادہ حاصل کرتے ہیں اس کا بھی ثواب اس کو ملتا رہتا ہے۔ وہ کوئی
 نیک اولاد پیچھے چھوڑ کر مرا ہے جو پڑھ پڑھ کر اس کا بخشی ہے تو اس کا ثواب بھی اس کو
 ملتا ہے اس کے گناہ مٹتے رہتے ہیں اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ سارے
 گناہ مٹ جاتے ہیں اس بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ
 ایک بندہ جب فوت ہوگا تو اتنا گنہگار ہوگا کہ اس پر دوزخ واجب ہوگی لیکن قیامت کو

جب وہ اٹھے گا تو وہ جنتی ہوگا اس کے سامنے اس کی نیکیوں کے پہاڑ کھڑے ہوں گے۔ وہ عرض کرے گا یا اللہ میں تو بہت گنہگار تھا۔ میں نے تو اتنی نیکیاں نہیں کی تھیں فرمایا جائے گا تو ٹھیک کہتا ہے۔ تو نے نیکیاں نہیں کی تھیں تو اپنے پیچھے نیک اور صالح اولاد چھوڑ کر مرا تھا وہ پڑھ پڑھ کر تجھے بخشتی رہی ہے تیری نیکیوں کے انبار اس ایصال ثواب کی وجہ سے لگ گئے ہیں جو تیری اولاد نے تیرے لئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایصال ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ روزانہ شام مغرب کی نماز کے بعد اپنے والدین، عزیز و اقارب اور ساری امت محمدیہ کیلئے ایصال ثواب کیا کرو۔ اس ایصال ثواب کرنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ گنہگاروں کی بھی بخشش فرما دیتے ہیں۔ اور نماز کے آخر پر السّلامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ طرف پھر بائیں طرف کہہ کر اپنے دائیں بائیں والوں پر سلامتی بھیجتا ہے۔ نماز میں تو سب کی خیر خواہی کرتا ہے۔ ان پر سلامتی بھیجتا ہے تو پھر نماز سے فارغ ہو کر بھی سب کے لئے خیر خواہی کا ہی طلبگار رہنا چاہئے۔ لیکن ہم اس کا خیال نہیں کرتے چیزوں میں ملاوٹ کرتے ہیں۔ ادویات میں ملاوٹ کرنے سے مریض مر جاتا ہے تو پھر اس کیلئے سلامتی کی تم نے کیا دعا کی۔ جھوٹ بولنا، دعا کرنا، فریب دینا، کم تولنا، کم ناپنا یہ سب عیب ہم میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ ختم ہونے چاہئیں کہ ہم نماز میں لوگوں کیلئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ مسجد میں جو امام ہوتا ہے۔ وہ خواہ بیٹا ہو اور اس کے پیچھے اس کا باپ ہو۔ خواہ وہ مرید ہے اور اس کے پیچھے اس کا پیر ہے امام کے پیچھے خواہ اس سے عظیم ہستی ہی کیوں نہ ہو وہ سب امام کے پیچھے اس کی اقتداء میں ہوتے ہیں۔ جو بھی حرکت یا حکم امام دیتا ہے مقتدی کو وہ کرنا ہوتا ہے امام مقتدیوں سے زیادہ عظمت رکھتا ہے۔ نماز یہی درس دیتی ہے کہ تم تو امام جیسے نہیں ہو سکتے تو

پھر امام الانبیاء علیہم السلام جیسے کس طرح ہو سکتے ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ نماز برابری کا درس دیتی ہے اور شعر پڑھتے ہیں کہ ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و یاز

نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

نماز شروع ہوتی ہے تمام نمازی صف بندی کرتے ہیں۔ لیکن امام سب سے آگے اپنی مخصوص جگہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ کسی نمازی کے لئے مسجد میں کوئی جگہ مخصوص نہیں کی جاسکتی۔ جس کو جہاں جگہ ملے وہیں پر وہ نماز میں شامل ہو جائے گا۔ لیکن امام کے لئے پھر بھی تخصیص ہے۔ امام مقتدیوں سے افضل ہوتا ہے۔ کوئی نمازی امام کی عظمت کو نہیں پہنچتا۔ کوئی نمازی امام کے برابر نہیں ہوتا۔ مقتدی امام کے تابع ہوتے ہیں۔ امام جس طرح سے حرکت کرتا ہے ہمیں بھی اسی طرح سے ہی حرکت کرنا ہوتی ہے۔ اگر امام سے غلطی ہوتی ہے تو وہ غلطی ہمیں بھی کرنا ہوگی۔ آپ امام کو بے شک لقمہ دیں اس کی غلطی پر اسے اللہ اکبر کہہ کر اشارہ کر دیں کہ غلطی ہو گئی ہے اگر امام آپ کے اشارہ پر عمل نہیں کرتا۔ تو تمہیں وہ کچھ کرنا ہوگا جو امام کر رہا ہے۔ امام اس وقت مختار ہے آپ اسے روک نہیں سکتے اب دیکھیں کہ ابھی پروفیسر صاحب نے نماز پڑھائی ہے ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ہم ان کے تابع تھے۔ ہم ان جیسے نہیں تھے بلکہ ان کے ماتحت تھے۔ نماز میں ہم امام جیسے نہیں ہو سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں ہم ان جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اور جو شخص امامت کے مصلیٰ پر کھڑا ہو گیا ہے اور وہ نماز میں وہی ادا نہیں کر رہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرمایا کرتے تھے تم اس امام کے برابر نہیں ہو سکتے تو پھر تمام انبیاء علیہم السلام کے امام کی برابری کس طرح کر سکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ عقل عطا فرمائے۔ یہ نماز کے اسباق و بیانات ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کو اپنے ایمان کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید میں نماز پڑھنے کا کوئی سات سو پچاس مرتبہ حکم آیا ہے لیکن اس کو ادا کرنے کا طریقہ نہیں بتلایا گیا ہے۔ اس میں کتنی رکعت ہیں۔ نماز کا اصل وقت کون سا ہے۔ نماز میں پڑھنا کیا ہے۔ قیام کی حالت میں کیا پڑھنا ہے۔ رکوع عجم و کس طرح سے کرنا ہے اور ان میں پڑھنا کیا ہے۔ التحیات میں کس طرح سے بیٹھنا ہے قیام میں کس طرح سے کھڑے ہونا ہے۔ یا اللہ یہ طریقہ ہم کس سے سیکھیں۔ فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ نماز کس طرح سے پڑھیں فرمایا کہ جس طرح میں پڑھتا ہوں میری اقتداء کرو میری نماز کی نقل کرتے جاؤ تمہاری نماز بھی قبول ہو جائے گی۔ یہ ادا ئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نماز اس طرح سے پڑھو کہ جس طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی ہے۔ نماز کا طریقہ سیکھنے کے لئے ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر جانے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہاں حاضر ہو جاؤ اور جس طرح سے وہ نماز ادا فرماتے ہیں اسی طرح سے تم بھی ان کی نقل کرو ان کی اقتداء میں نماز پڑھو۔

جو پوچھا کہ سجدہ ہے کس طرح سے کرنا

جواب آیا ان کے قدم کس لئے ہیں

ایسے بھی لوگ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز میں اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آ جائے تو اس سے بہتر تھا کہ گدھے کا خیال آ جاتا۔ نماز میں جب ہم عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں ان لوگوں کا راستہ چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ تو کیا نمازی کا خیال ان لوگوں کی طرف نہیں جاتا جن کا وہ راستہ مانگ رہا ہے اور انعام یافتہ

کون ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ صدیقین ہیں۔ شہداء ہیں اور صالحین ہیں۔ نماز میں ان لوگوں کی طرف خیال جانا قدرتی امر ہے التحیات میں جب نمازی السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہتا ہے تو جس ہستی کو سلام پیش کر رہا ہے کیا اس کی طرف اس کی توجہ نہیں جاتی۔ جب کسی کا نام لیا جاتا ہے تو اس کی طرف خیال ضرور جاتا ہے۔ تصور میں اس کا خیال آ جاتا ہے نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی التحیات میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آیا ہے اور درود شریف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم چار مرتبہ آتا ہے۔ جب ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کہتے ہیں تو خیال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ضرور جاتا ہے بشرطیکہ نماز کو غور کر کے سوچ سمجھ کر کے پڑھا جائے۔ پوری نماز میں ستر فیصد تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ الحمد شریف کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے الْحَمْدُ لِلّٰہ سے لے کر مَلِیْکِ یَوْمَ الدِّیْنِ تک اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے پھر اس کے بعد انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ذکر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے آخر میں شفاعت کا ذکر ہے۔ جو قرأت آپ کرتے ہیں اس میں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر ہے۔ کوئی بھی سورت آپ تلاوت کریں اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا بیان ہے۔ جس کا ذکر ہوتا ہے تو اس مذکور کی طرف خیال جاتا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ نماز میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے گدھے کا خیال آتا بہتر ہے تو ان کو نماز میں بھی گدھوں کا خیال آتا ہوگا۔ گدھے ہی ان کے ذہنوں پر سوار ہوتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صحبت سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر ایک اور بھی اعتراض ہے کہ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں۔ نماز نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہے۔ جب تو کہتا ہے کہ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی ہو۔ اَیُّهَا النَّبِیُّ ہی یہ بتا رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہیں موجود ہیں ہمارے سلام کو سنتے ہیں اور ہمیں جواب سے بھی نوازتے ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھے جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سلام کا جواب عطا نہیں فرماتے میں نماز آگے نہیں پڑھتا۔ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر انتظار کرتا ہوں جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جواب عطا ہوتا ہے تو پھر آگے پڑھ کر نماز مکمل کرتا ہوں۔ ایک دوسرے بزرگ کا قوم ہے کہ میں جب السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ عرض کرتا ہوں تو اس وقت مجھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زیارت سے نواز دیتے ہیں اور صرف خیال آنے سے بہت بدرجہا بہتر ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے لیکن اسے معراج کب ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب نمازی السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ عرض کرتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب عطا کرتے ہیں تو مومن کو معراج نصیب ہو جاتی ہے۔ مومن کی معراج نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچنا ہے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی
اور میری معراج بس تیری فعلین میں ہے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شوق گر تیرا نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ تو حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر نماز ہی نہیں پڑھتے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر بیٹھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ لبا کر دیا تو اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کس طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہہ دو کہ جب تک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک سے از خود نیچے نہیں اترتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ سے سر مبارک کو نہ اٹھائیں۔ اس روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدہ میں ستر مرتبہ تسبیح پڑھی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى۔ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوش مبارک پر تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کی حالت میں خیال کس طرف تھا۔ یہ خوش بختی ہے کہ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آ جائے۔ یہ نماز کی قبولیت کی نشانی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نماز کی حالت میں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھا کرتے۔ تو اس وقت ان کا خیال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی ہوا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک اور بھی بات کرنی ہے کہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے اعمال ہی کام آئیں گے کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ کسی کی شفاعت سے گناہ گار کی بخشش نہیں ہوگی اب نماز میں دیکھیں کہ پہلے آذان ہوتی ہے۔ نماز کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اور آذان کے بعد دعا مانگی جاتی ہے جس طرح سے کہ پہلے عرض کیا ہے۔ وہ دعا دوبارہ پڑھ کر دیکھیں کہ اس میں ہم کیا مانگ رہے ہیں۔ اے اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما۔ ان کو مقام محمود میں

کھڑا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ یہ ساری کی ساری دعا شفاعت ہی تو ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درجات کی بلندی۔ ان کی عظمت اور فضیلت مانگ رہے ہیں یہ شفاعت ہے یہ شفاعت ہے حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اس شفاعت کے طلب کرنے کے محتاج نہیں ہیں لیکن جو آگے بات آ رہی ہے کہ یا اللہ ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما۔ یہ بھی شفاعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر بخشا ہی نہیں ہے جنت اعمال سے نہیں بلکہ فضل رحمت اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے دینی ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جب درود شریف پر پہنچتے ہیں تو ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر رحمت بھیج۔ یا اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرما۔ یہ بھی شفاعت ہے۔ آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے یا اللہ تو مجھے بخش دے۔ میرے ماں باپ کو بخش دے اور قیامت تک آنے والے مومنین کو بخش دے۔ کیا یہ شفاعت نہیں ہے۔ جو شخص حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام مومنین مومنات کی بخشش کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں اتنی نیکیوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے کہ جتنی تعداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک مومنین اور مومنات آئیں گے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف ایک بار ہی یہ ثواب لکھا جائے گا۔ بلکہ جتنی مرتبہ بھی تو دعا

کرے گا اتنی مرتبہ ہی تیرے نامہ اعمال میں یہ ثواب لکھا جاتا رہے گا جو شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکاری ہیں انہیں شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہی نہیں ہوگی۔ اس لئے ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

یہ نماز کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ایک نماز داہمون بھی ہوتی ہے۔ جب آپ ایک نماز پڑھ لیتے ہیں تو پھر دوسری نماز کے انتظار میں رہتے ہیں۔ نماز فجر پڑھ لی پھر انتظار میں رہے کہ اب نماز ظہر پڑھنی ہے فجر تا ظہر آپ اپنے کام کاج میں مصروف رہے۔ دکانداری، تجارت، ملازمت، نجی کاروبار جو کچھ بھی آپ کا ذریعہ معاش ہے اس میں لگن رہے اور نماز ظہر پڑھ لی تو پھر اب انتظار میں ہیں کہ نماز عصر پڑھنی ہے اپنی مصروفیت بھی جاری رکھی اور نماز کا بھی انتظار کرتے رہے۔ نماز عصر پڑھ لی اور نماز مغرب کے انتظار میں ہیں۔ مغرب پڑھ کر نماز عشاء کا انتظار کیا۔ عشاء کے بعد سو گئے لیکن ذہن میں یہ بات رہی کہ صبح انشاء اللہ اٹھ کر نماز فجر پڑھنی ہے۔ آپ کا یہ سارا دن نماز کے انتظار میں رہتا کو یا کہ ایسا ہی ہے کہ جس طرح نماز ہی پڑھ رہے ہوں اس کو دائمی نماز کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دائمی طور سے نماز میں ہی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بھی نماز کا ہی پیغام ہے کہ کس طرح سے آپ ہر وقت نماز کی حالت میں رہ سکتے ہیں۔ ایک نماز جنازہ ہے اس کا بھی پیغام سن لیں ایک کفن چور تھا۔ وہ ہر کسی کے نماز جنازہ میں شریک ہوتا۔ اصل مقصد اس کا یہ ہوتا کہ وہ دیکھ سکے کہ کفن کا کپڑا کیسا ہے۔ اسے وہ چرائے گا تو کتنے کا بک جائے گا کتنی دولت ہاتھ آئے گی۔ یہ اس کا روزگار تھا۔ اس کا پیشہ تھا۔ ایک عورت فوت ہو گئی

امیر زادی تھی اللہ کی ولیہ تھی اس کے جنازے میں بھی وہ شخص حاضر ہوا۔ اس نے بھی نماز جنازہ پڑھی۔ کفن کا کپڑا بہت اچھا تھا وہ دل میں بہت خوش تھا کہ آج زیادہ قیمت وصول کر سکے گا وہ رات کو گیا۔ قبر کو ایک طرف سے کھودا۔ اس نے کفن کا پکڑا اور اسے کھینچنے لگا تو اس عورت نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فرمایا کہ کیا بات ہے کہ ایک جنتی ہو کر جہنم کا کفن اتار رہا ہے۔ وہ بت شرمندہ ہوا۔ بڑا حوصلہ کر کے پوچھا کہ مائی صاحبہ میں تو کفن چور ہوں۔ گنہگار ہوں۔ میرا یہ مشغلہ ہے کہ میں لوگوں کے کفن اتار کر اپنا گزر اوقات کرتا ہوں اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہوں۔ میں کس طرح سے جنتی ہو سکتا ہوں۔ آپ تو مائی صاحبہ جہنم ہوں گی لیکن مجھے تو اپنی کثرت کا علم ہے کئی سالوں سے کفن چوری کر رہا ہوں جو کوئی بھی مردہ دفن ہوتا ہے میں اسے ننگا کر دیتا ہوں۔ میں جنتی کس طرح سے ہو سکتا ہوں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ تو نے سنا نہیں ہے کہ جو کوئی جنتی کا جنازہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بخش دیا ہے اور تو نے میرا جنازہ پڑھا ہے لہذا تیری بھی بخشش ہو گئی ہے۔ نماز جنازہ کا یہ پیغام ہے کہ جو کوئی کسی بخشے ہوئے کا جنازہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی بخشش فرما دیتے ہیں۔ اگر کوئی نیک ہستی کسی گناہ گار کی نماز جنازہ پڑھے تو اس کی دعا سے گنہگار کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی توفیق عطا فرمائے یہ بخشش ہی بخشش کا موجب ہے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 15-02-08

شرط اور مشروط

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَآصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

جو ہوا ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

معزز حاضرین: ایک ہوتی ہے شرط اور دوسری ہوتی ہے مشروط۔ اگر شرط پوری نہ
ہوتی ہو تو مشروط کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جس طرح سے کہ وضو شرط ہے اور نماز اس کی
مشروط ہے۔ اگر وضو ہو گا تو نماز ہو گی اور اگر وضو نہیں ہے تو پھر نماز بھی نہیں ہوتی۔ خواہ
تمہارا تلفظ بھی درست ہو اور نماز کی ادائیگی بھی درست ہو۔ قیام رکوع جو دسب کچھ
درست ہو لیکن چونکہ نماز کی شرط پوری نہیں ہوئی۔ وضو نہیں ہے تو اس شرط کی مشروط
نماز بھی نہیں ہو گی۔ اس طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن حالات میں شرط
ہوں گے وہ حالات وہ اعمال ہرگز اس شرط کے بغیر نہ قبول ہوں گے نہ منظور ہوں گے
نہ ان کی کوئی قدر و قیمت VALUE ہو گی۔ محبت الہی ضروری ہے یہ بہت اہم ہے۔
مومن کی محبت اللہ تعالیٰ سے بڑی شدید ہوتی ہے لیکن محبت الہی کی شرط یہ ہے کہ پہلے
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہو۔ اگر دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بھی محبت نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے سب ہی محبت کرتے

ہیں۔ سوائے کمیونسٹوں کے سب اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اس کی محبت کام بھرتے ہیں۔ اب تو کمیونسٹ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پہلے تو وہ خدا کو مانتے ہی نہیں تھے۔ امریکہ کی جو کرنسی ہے۔ ڈالر اس پر بھی اب لکھا ہوا ہے۔ **IN GOD We TRUST** ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں لیکن قبول نہیں ہے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھروسہ نہیں ہے۔ جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھروسہ نہیں رکھو گے اللہ تعالیٰ پر تمہارا بھروسہ کرنا قبول ہی نہیں ہوگا کہ اللہ پر بھروسہ مشروط ہے اور اس کی شرط نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھروسہ رکھنا ہے پہلے **IN HOLY PROPHET WE TRUST** کریں گے پھر بعد میں **IN GOD We TRUST** قبول ہوگا ورنہ **TRUST IN GOD** بے کار جائے گا۔ اسی طرح سے ذکر الہی بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ** (البقرہ-۱۵۲) ”تو میری یاد کرو میں تمہارا چہ چا کروں گا“ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس سے قبل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اگر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو ذکر الہی بھی قبول نہیں ہے خواہ جتنا مرضی **سُبْحَانَ اللَّهِ** کہتے رہو۔ **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ** کہتے رہو۔ یہ رب کائنات کی بارگاہ میں قبول نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوا ہے۔ ذکر الہی کی شرط پوری نہیں ہوئی اس لئے ذکر الہی قبول نہیں ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ آپ جو بھی دعا مانگیں وہ شرط ہے اور اس کی قبولیت کی شرط اس کے آگے پیچھے درود شریف کا ہونا ضروری ہے۔ اگر دعا مانگی اور اس سے پہلے اور بعد درود شریف نہیں پڑھا تو ایسی دعا معلق رہتی ہے۔ یہ بارگاہ الہی میں نہ پہنچتی ہے اور نہ ہی قبول ہوتی ہے۔ خواہ تم کچھ بھی کرلو۔ بڑے مسئلے لئے پھرتے ہیں کہ جی اللہ تعالیٰ سب کی سنتا ہے وہ شاہ رگ سے بھی قریب

ہے۔ بالکل درست ہے کہ وہ قریب ہے اور وہ سنتا بھی ہے۔ سنتا اور ہے قبول کرنا اور بات ہے اس نے یہ شرط لگائی ہوئی ہے کہ جب تک اپنی دعا یعنی شروط کے آگے پیچھے اس کی قبولیت کی شرط درود شریف نہیں لگاؤ گے وہ قبول نہیں ہوگی۔ دعا وہی قبول ہوگی کہ جس کے آگے پیچھے درود شریف کا واسطہ ہوگا۔ جتنی بھی مخلوق ہے چاند، سورج، ستارے، انسان، جن، فرشتے ارض و سماء۔ جنت اور دوزخ ہر چیز مشروط ہے ان کی شرط نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو سے ہر چیز نئی ہے۔ حدیث قدسی ہے فرمایا کہ اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں کچھ بھی پیدا نہ کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرا نور پیدا فرمایا۔ اب اگر کوئی نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہ مانے تو کیا اس کا کوئی عمل قبول ہو جائے گا۔ کیا اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی قبول ہوگی۔ کچھ بھی قبول نہیں ہوگا کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مانا ہے۔ قادیانیوں نے صرف ایک چیز کا انکار کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف ایک شرط کو نہیں مانا تو اس وجہ سے ساری مشروط جاتی رہی۔ نمازیں روزے حج قربانیاں تمام ختم ہو گئیں۔ اب دیکھیں کہ ہر کوئی جنت کا طالب ہے جنت میں داخلہ مشروط ہے اور اس کی شرط شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر شفاعت کو مانتا ہے تو جنت بھی ہے اور اگر شفاعت کا انکاری ہے تو پھر جنت بھی نہیں ملے گی خواہ وہ ایک عام آدمی ہے یا وہ نبی علیہ السلام ہے خواہ وہ کوئی رسول ہے یا پیغمبر ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

غم آخرت سے رہائی صرف اسی صورت میں ہوگی کہ جب تم شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو گے۔

آج لے ان کی پناہ آج ماد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

اب یہ ہے کہ قبر روشن ہو جائے۔ قبر نورانی ہو جائے یہ شرط ہے قبر روشن ہوگی تو کام بنے گا۔ اگر قبر اندھیری رہے گی تو کام نہیں بنے گا۔ یہ حقیقت ہے۔ قبر کا روشن ہونا ضروری ہے اور قبر کی روشنی اس تمنا کے ساتھ شرط ہے کہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرو یعنی کہتے دیکھیں تو پہلاں مرنے جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شرط ہے کہ تم تمنا رکھو کہتے دیکھیں تو پہلاں مرنے جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ان کی شرط پوری ہوگی کہ تمہاری قبر روشن ہو جائے گی۔ اگر تو کہے کہ میں نہیں دیکھنا چاہتا (نعوذ باللہ) تو پھر تو واقعی ہی دیکھ نہیں سکو گے۔ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ممکن نہیں ہے اب وہ نظر نہیں آسکتے۔ ان کا خیال ہے کہ جس کو تم نے دیکھا ہی نہیں ہے وہ اب نظر آ بھی جائے تو تمہیں کیسے یقین ہے کہ یہ وہی ہے۔ جو پہلے دیکھا ہوا ہو وہی خواب میں نظر آئے تو پھر پہچان ہو سکتی ہے جو پہلے دیکھا ہوا نہیں ہے اس کی پہچان بھی کرنا ممکن نہیں ہے۔ میں نے خود حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کو ملاقات سے پہلے خواب میں دیکھا تھا۔ پھر جب ان سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ میں نے تمہیں خواب میں ہی زیارت کرا دی تھی۔ او یہ اس لئے کرائی تھی کہ تم اس اعتراض کا جواب دے سکو کہ میں نے سائیں بابا (رحمۃ اللہ علیہ) کو پہلے نہیں دیکھا تھا لیکن ان کا دیدار مجھے پھر بھی ہو گیا ہے۔ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بظاہر نہیں بھی دیکھا تھا لیکن

ان کی زیارت ان کا دیدار پھر بھی ممکن ہے ایسا ہونے سے عقیدہ پکا ہو جاتا ہے کہ جس کو میں نے دیکھا ہی نہیں ہے اس کا دیدار پھر بھی ہو جاتا ہے۔ یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو کہتے ہیں کہ تم نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا نہیں ہے وہ تمہارے شعور میں نہیں ہیں۔ لا شعور میں بھی نہیں ہیں۔ جو لا شعور میں ہوگا تو وہ شعور میں آئے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تمہارے لا شعور میں بھی نہیں ہیں لہذا ان کا دیدار کسی صورت ممکن نہیں ہے۔ اس لئے وہ زیارت کے انکاری ہیں۔ ایسی بات ہے تو مجھے حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار کیوں ہوا ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ خواب میں بیشتر احباب کو ملے ہیں ان کو اپنی زیارت کرائی ہے صرف یہ سمجھانے کیلئے کہ اگر میری زیارت تمہیں ہو سکتی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیوں نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق مجھے ہی دیکھا۔ اور پھر فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ مجھے ظاہری طور سے بھی دیکھے گا۔ چاہے وہ مرتے دم دیکھے لیکن وہ زیارت کئے بغیر مرے گا نہیں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے اسی لمحہ بخش دیا اور ساتھ ہی واضح کر دیا کہ شرط کیا ہے اور مشروط کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش مشروط بن گئی اور اس کے لئے شرط اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے انہیں پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مشروط ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے لئے شرط ہیں۔ فرمایا کہ میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کرنا نہ ہوتا۔ کائنات کی تخلیق کی

شرط نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ فرمایا کہ میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا۔ تم جو بھی موجود ہو اور جو کچھ بھی ہو تم مشروط ہو اور شرط نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جنگ بدر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رات پہلے ہی فرمایا تھا کہ ستر کافر مرے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط عائد کر دی کہ ستر مرے گئے۔ پھر اتنی کیوں نہ مرے ساٹھ کیوں نہ مرے۔ جو فرما دیا تھا کہ ستر مرے گئے تو نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ مرے۔ پھر یہ کہ اس دن کیوں نہ مرے۔ اور جہاں جہاں نشان لگ چکا تھا اور جس کافر کا نام جہاں نشان کیا گیا وہیں وہ مرا پڑا تھا۔ شرط چونکہ مکمل تھی اس لئے اس کی مشروط کا وقوع ہونا لازمی تھی۔ ایک آسان مثال سے سمجھ لیں کہ طلوہ مشروط ہے اور اس کی شرط ہے کہ سوچی۔ چینی۔ گھی۔ پانی اور آگ وغیرہ موجود ہو جو شرط پوری کرو گے ان چیزوں کو طلوہ کے ان اجزاء کو اکٹھا کرو گے تو طلوہ تو بن جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرما دیا وہ شرط بن گئی پھر اس کا مشروط ہر حال پورا ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شرط ہے محبت الہی کے لئے۔ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کی بھی ایک شرط ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشروط ہے اور شرط اس کی یہ ہے کہ جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تم سے محبت نہ کریں تم بھی ان سے محبت نہیں کر سکتے۔ ابتداء ایمان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں ہے۔ ۔

اصالت کل، سیادت کل، امارت کل، امامت کل

حکومت کل، ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

وہی نور حق وہی ظل رب ہے۔ انہی سے سب ہے انہی کا سب
 نہیں ان کی ملک میں آسمان۔ زمین نہیں کہ زمان نہیں
 وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
 وہ جان ہیں جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے
 ایسی صورتوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں
 سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں بنیاں سب شاناں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ محدث اعظم کس طرح سے بنے۔ وہ نبی کریم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین مبارک کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ محدث اعظم ہونا مشروط
 ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین مبارک کو حفاظت سے اپنے سینے سے
 لگائے رکھنا شرط بن گئی۔ شرط پوری ہوئی تو مشروط بھی بن گئی اور محدث اعظم کا
 خطاب عطا ہو گیا۔ اسی طرح سے مفسر اعظم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
 بنے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے تو
 حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کا لوٹا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ فرمایا کہ
 تو مفسر اعظم ہے۔ مفسر اعظم بننے کیلئے شرط ہو گئی کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 لئے پانی کا لوٹا پیش کر دیا اور اس کی مشروط کہ مفسر اعظم بتا دئے گئے۔ تو ہر مشروط
 کے لئے ایک شرط لازمی پائی جاتی ہے۔ جو زبان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
 عطا ہوتا ہے وہ بن جاتا ہے۔ جہاں سے محدث بنتے ہیں جہاں سے مفسر بنتے ہیں
 وہیں سے آپ بھی بن رہے ہیں وہیں سے ہی آپ کو بھی عطا ہو رہا ہے اور وہیں
 سے عطا ہوتا رہے گا۔ ہم سب حوروں پر مرتے ہیں لیکن حور بنتی کس طرح سے ہے

کہ اس کی پیشانی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ حور بن جاتی ہے۔ حور مشروط ہے اور اس کے لئے شرط لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حور میں از خود کوئی حسن نہیں ہوتا جب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم حور کے پتلے پر لکھا جاتا ہے تو اس کو حسن عطا ہو جاتا ہے وہ حور بن جاتی ہے اسی طرح غلمان ہونا بھی مشروط ہے اور اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ان کی چھاتیوں پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ غلمان بن جاتے ہیں۔ فرشتہ ہونا بھی مشروط ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کی آنکھ کی پتلی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ فرشتہ بن جاتا ہے ہر چیز مشروط ہے اور اس کی شرط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار ہیں۔ کسی جنگ میں شکست نہیں ہوئی، بڑے جرنیل ہیں، نکوار زن، جنگجو بہادر، شاہ سوار ہیں۔ لیکن ان کی جرنیلی کا راز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مومنے مبارک ہے جو ان کی ٹوپی میں سلا ہوا رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ وہ ٹوپی گھر بھول گئے۔ جنگ میں شکست کے آثار نظر آنے لگے دشمن نے چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ وہاں سے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا۔ ”یا مُحَمَّدُ“ مدینہ شریف خبر پہنچی تو آپ کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ آپ کی ٹوپی جس میں مومنے مبارک تھا وہ گھر رہ گئی ہے۔ طویل واقعہ ہے آپ نے سنا ہوا ہے۔ آپ کی بیوی وہ ٹوپی لے کر گھوڑے پر سوار محاذ جنگ پر پہنچ گئی اور وہ ٹوپی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔ انہوں نے جو نہیں وہ ٹوپی پہنچی تو جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ یہ صرف نکوار کولہرا رہے تھے اور کافروں کے سر قلم ہو کر زمین پر گر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپہ سالاری مشروط ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مومنے مبارک ان کے پاس موجود ہونا اس کی شرط ہے۔

ابھی چشتی برادران نے اپنی نعت شریف میں یہ پڑھا ہے کہ ۔
 لئے ام تمیم آئیں جو ٹوپی فتح تھی اس میں
 بدل دیئے جنگ کے نقشے میرے سرکار کے گسیو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرتی تھی۔ اور ان کی یہ فتح
 مشروط ہوتی تھی اور اس کی شرط تابوت سیکنہ کی موجودگی تھی جب تابوت سیکنہ کہ
 جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات رکھے
 تھے وہ یہودی جنگ میں ساتھ لے کر جاتے تو فتح ہوتی تھی۔ اور جب ایک عرصہ
 تک وہ تابوت سیکنہ ان کی نالائقیوں کی وجہ سے گم ہو گیا۔ تو پھر ان کو ہر محاذ پر
 شکست ہونے لگی۔ پھر قوم نے توبہ کی وہ تائب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا ان
 کے لئے گم شدہ تابوت سیکنہ پھر عطا کر دیا تو انہیں پھر فتح نصیب ہونے لگی۔ یہودی
 جن عیسائیوں سے جنگ کرتے یا عیسائی یہودیوں سے جنگ کرتے تو جب ان کو
 جنگ میں شکست نظر آتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر دعا کرتے تو انہیں فتح نصیب ہوتی۔ کافروں کی
 فتح مشروط ہے اور اس کی شرط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا واسطہ ہے۔
 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ لَيْسْتُمْ لَهُمْ عَلَى الْيَمِينِ كَفَرُوا
 (البقرہ۔ ۸۹) ”اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے
 تھے“ کوئی بھی واقعہ لے لیں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کرم جلوہ گر
 ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ گلزار بن گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی پیشانی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا۔ آگ کا گلزار بن جانا
 مشروط ہے اور اس کے لئے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شرط ہے۔ اسی طرح سے

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری کا نہ چلنا مشروط ہے اور اس کی شرط
 حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری
 ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ڈوب جاتی اگر اس پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ
 لکھا جاتا۔ طوفان نوح میں کشتی نوح علیہ السلام کا تیرنا مشروط ہے اور اس کی شرط
 اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لکھا جانا ہے۔ آخری بات پھر وہی ہے کہ۔

جو ہوا ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

اگر اس چیز کو مان جاؤ گے تو تمہیں ساری چیزیں مل جائیں گی۔ ہر خواہش پوری ہو
 جائے گی یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے اللہ تعالیٰ ان کی شان کو سمجھنے کی توفیق
 عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ماننے کی توفیق عطا
 فرمائے۔ آمین سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہان شریف وکیل صاحب مرحوم

17-02-08

شیطان روتا ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَافَّةِ وَأَصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

معزز حاضرین: کچھ مواقع ایسے ہیں کہ جن پر شیطان بہت رویا ہے اور وہ روتا ہے جب دشمن روتا ہے تو پھر آپ کا اس میں بہت زیادہ فائدہ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ خوش ہو جائے اور ہنستا پھرے تو پھر یہ تمہارے لئے نقصان دہ بات ہوتی ہے۔ تمہاری منفعت پر تمہارا دشمن خوش نہیں ہوگا۔ اب شیطان کن مقامات پر یا مواقع پر رویا ہے وہ یہ کہ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی تو وہ سب سے زیادہ رویا ہے۔ یا اللہ یہ کیا بات ہے کہ قرآن نازل ہو رہا ہے لیکن شیطان اس کو سن کر رو رہا ہے اس کو دیکھ کر رو رہا ہے اس میں وہ کون سی بات ہے جو شیطان کو رونے پر مجبور کر رہی ہے۔ اس میں یہ حکم نازل ہو رہا ہے کہ اے بندے خدا راہ نجات اور سیدھا راستہ یہ ہے کہ تو انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرے۔ تو صدیقین کی پیروی کرے۔ تو شہداء کی پیروی کرے اور تو صالحین کی پیروی کرے گا تو تیرا بیڑہ پا رنگ جائے گا۔ اگر تو ان کے نقش قدم پر چلے گا تو نجات پا جائے گا اور اگر ان کو چھوڑ دے گا تو تجھے راہ نجات نہیں ملے گا۔ صراط مستقیم نہیں مل سکے گا۔ ان آیات مبارکہ کے نزول پر شیطان بہت شینٹا اور بہت رویا۔ انبیاء علیہم السلام میں سے سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ

السلام ہیں۔ ان سے ان کی شان کے مطابق لغزش ہوگئی۔ تین سو سال تک روتے رہے معافی مانگتے رہے لیکن معافی نہ مل سکی۔ آپ جیل رحمت پر کھڑے رو رہے تھے اور التجائیں کر رہے تھے کہ یا اللہ مجھے بخش دے میری خطا معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آگیا فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام ایک فقرہ بول دے تو میں ابھی تمہاری بخش کر دیتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ فقرہ عطا فرما دیجئے۔ وہ فقرہ یہ تھا کہ یا اللہ۔ حرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے۔ جو نبی حضرت آدم علیہ السلام نے وہ فقرہ عرض کر دیا تو اسی لمحہ بخشش ہوگئی۔ شیطان کہتا ہے کہ میں ساری عمر اپنا پورا زور صرف کر کے بندوں کو ورغلا رہتا ہوں۔ ان کو اٹنے راستے پر ڈالتا رہتا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ کہا ہے کہ یا اللہ مجھے تیری عظمت کی قسم میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ جس طرح سے چاہو ان کو ورغلاؤ۔ عرض کیا کہ میں ان کے دل میں بیٹھنا چاہتا ہوں فرمایا جاؤ تمہیں یہ تصرف عطا کرتا ہوں۔ عرض کرتا ہے کہ میں ان کے خون میں گردش کرنا چاہتا ہوں فرمایا کہ جاؤ تمہیں یہ بھی تصرف عطا کرتا ہوں تو ان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کر جائے اور ان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتا رہے۔ عرض کرتا ہے کہ میں جہاں چاہوں حاضر ہو جاؤں فرمایا کہ یہ بھی ہو جائے گا۔ عرض کرتا ہے کہ قیامت تک مجھے زندہ رکھ فرمایا کہ تو قیامت تک زندہ جاوید رہے گا۔ تجھے کوئی بیماری نہیں آئے گی تجھے سر درد تک نہیں ہوگی۔ عرض کرتا ہے کہ میں جوان ہی رہوں مجھے بڑھاپا اور کمزوری نہ آئے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ تو جس کو چاہے ورغلا لے اور جس طرح سے چاہے کسی کو اٹنے راستے پر ڈال دے لیکن یہ یاد رکھ کہ جب کسی کو ہوش آئے گی اور وہ مجھے صرف اتنا ہی کہہ دے کہ یا اللہ مجھے۔ حرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخش دے تو میں نے اسی لمحے اس کو بخش دینا ہے۔ اب بتائیے کہ

تمام تصرفات رکھتے ہوئے بھی شیطان نہ روئے تو اور کیا کرے۔ شیطان ساری عمر ایک آدمی کے پیچھے لگا رہے اور ہر الٹا کام اس سے کرائے۔ ہر گناہ اس سے سرزد کرائے اور پھر اس شخص کی قسمت اس کا ساتھ دے وہ خوش قسمت ہو، نیک بخت ہو اور اللہ تعالیٰ سے صرف اتنا عرض کر دے کہ یا اللہ مجھے حرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخش دے تو میں اسی لمحے اس کی بخشش کر دوں گا۔ سورت فاتحہ میں سے ہمیں یہ چیز عطا ہوئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا طریقہ کیا ہے۔ ان کا نقش قدم کیا ہے۔ ان کا عمل کیا ہے اور عقیدہ کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک مثال پیش کی ہے اسی طرح سے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں میں سے بھی مثالیں ہیں لیکن وقت کی قلت کے پیش نظر وہ بیان نہیں ہو سکتیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین کا مقام آتا ہے اور سب سے بڑے صدیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ Certified صدیق ہیں۔ آپ کی صداقت میں کوئی شک نہیں ہے آپ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر ہیں ان کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے کا تعلق کسی نہ کسی عمل سے ہے۔ یہ دروازہ نمازیوں کے گزرنے کے لئے ہے۔ یہ روزہ داروں کے گزرنے کے لئے ہے۔ یہ حاجیوں کے لئے ہے۔ یہ جہاد کرنے والوں کے لئے ہے یہ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے ہے یہ نمازیوں کے لئے اور یہ شہداء کے لئے ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہے کہ ہر دروازہ یہ تمنا کرے گا کہ وہ اس میں سے گزریں اور مجھے اعزاز بخشیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے لئے اجازت ہوگی کہ وہ جس دروازہ سے چاہیں جنت میں داخل ہو جائیں گمان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں

ہوگی۔ ان کے لئے ہر دروازہ کھلا ہے۔ آپ ایک دروازے پر رک جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا اللہ میں نے جنت میں داخل نہیں ہونا ہے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ اندر تشریف لائیں۔ جنت آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں نے جنت میں داخل نہیں ہونا ہے۔ وجہ پوچھی جائے گی تو وہ اپنا ایک مطالبہ پیش فرمائیں گے کہ یا اللہ جب تک میرے نام لیوا مجھ سے محبت کرنے والے میرے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے میں نے بھی جنت میں داخل نہیں ہونا ہے۔ آپ بھی ان کے نالیواؤں میں سے ہو جاؤ۔ ان کے نام کا ایک نعرہ ہی لگا لو۔ (نعرہ صداقت یا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نعرہ لگانے سے ہمارا تعلق بھی ان سے پیدا ہو گیا۔ اب وہ آپ کو اپنے ساتھ لئے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے۔ یہ ہماری قسمت ہے کہ ہمیں ان کی نسبت عطا ہو گئی ہے ان کی محبت مل گئی ہے۔ وہ ایسے لُج پال ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب تک حاجی فضل صاحب، پروفیسر صاحب شاہد تنویر صاحب، شیخ خالد مجید صاحب، اور باقی تمام احباب جو میرے نام کے نعرہ لگاتے ہیں۔ جب تک میرے ساتھ نہ ہوں گے میں اکیلا جنت میں نہیں جاؤں گا۔ میں ان سب کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک جنگ میں حاتم طائی کی بیٹی اور اس کے قبیلہ کے دوسرے لوگ جنگی قیدی بن کر آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی تو ایک بہت نچی کی بیٹی ہے۔ میں تجھے معاف کرتا ہوں اور آزاد کرتا ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں اکیلی آزاد ہو کر نہیں جاؤں گی۔ یا تو میرے قبیلے کے باقی تمام افراد کو بھی آزاد کر دیں یا مجھے بھی ان کے ساتھ اپنی قید میں ہی رہنے دیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ اور تمہارے ساتھ تمہارے قبیلہ والے تمام افراد بھی آزاد ہیں تو جس کو چاہے اپنے ہمراہ لے جائے اسی

طرح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی عرض کریں گے یا اللہ میرے ساتھ نسبت رکھنے والوں کو بھی میرے ساتھ جنت میں داخل فرما دے۔ میرے ماننے والے میرے معتقد کو بھی میرے ساتھ جنت میں جانے کی اجازت فرما دے۔ ایک اور بھی ان کی ادا ہے کہ جب بھی آذان میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا تو وہ اپنے انگلیٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ دیکھو کہ ابو بکر صدیق کیا عمل کرتے ہیں کہ جب بھی میرا نام سنتا ہے یہ اپنے انگلیٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگالیتا ہے۔ جو بھی کوئی اس طرح سے عمل کرے گا اس کا گھر جنت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس ہوگا۔ اس عمل پر اگر ہم بھی کاربند ہو جائیں تو ہم بھی انشاء اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گے اس چھوٹے سے عمل سے جنت مل رہی ہے اس پر بھی شیطان روتا ہے کہ میری ساری عمر کی تگ و دو ایک لمحہ میں ختم ہو جاتی ہے۔ صالحین میں ہر وہ بندہ شامل ہے جس کو تم صالح سمجھتے ہو۔ اس صالح بندہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور نہ ہی حدیث شریف میں اس کی کوئی تعریف آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صالحین کا راستہ بھی تمہیں پار لگانے والا راستہ ہے۔ تمہیں انعام دلوانے والا راستہ ہے۔ صالحین کے سردار اور سرخیل حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ ذکر حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اتنا تذکرہ اور کسی ولی یا صالح کا نہیں ہوا ہے۔ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل اپناں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

اگر اپنے اندر کی میل کچیل نکالنا چاہتے ہو تو یا غوث الاعظم کا نعرہ لگا لو۔ تمہارا دل ابھی صاف ہو جائے گا۔ اس لئے شیطان روتا ہے کہ صرف ایک دفعہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا اور سارے گناہ معاف ہو گئے۔ جنت عطا ہو گئی۔ شیطان کی ہر کوشش برباد ہو جاتی ہے جب ہم سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا صرف نام ہی لے لیتے ہیں۔ جس مسجد پر مسجد غوث الاعظم لکھا ہوا ہو۔ یا مسجد صدیق یا مسجد صدیقہ لکھا ہوتا ہے اس مسجد میں شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان ہے کہ جو میرے سلسلہ میں آجائے وہ جنتی ہے۔ جو میرے کسی مرید کی زیارت کر لے گا وہ بھی جنتی ہے۔ صرف زیارت سے ہی جنت عطا ہو رہی ہے تو شیطان اگر نہ روئے تو اور کیا کرے۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے اور بزرگ کون ہوتا ہے بزرگ یا تو پیر صاحب ہوتے ہیں یا پھر ان کا مرید ہوتا ہے۔ تیسرا تو کوئی بزرگ ہو ہی نہیں سکتا۔

مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

یہ فرمایا ہوا ہے کس کا غوث الاعظم کا

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہو جائے تو جنت مل جاتی ہے۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا فرمان ہے، فرمایا جو قادری ہے وہ جنتی ہے اور میں تمام قادیوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ تمام ان کا کرم ہے تو شیطان سوائے رونے کے اور کر بھی کیا سکتا ہے۔

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی

کیا تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا چاہتا ہے تو پھر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در کا کتابن جا۔ تو جنتی ہو جائے گا۔ تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ۔

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہو میری نسبت
میری گردن میں رہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
تا حشر میری گردن میں رہے پٹہ تیرا

فرمایا کہ یا اللہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ ہو۔ اس دروازہ پر کتا بیٹھا ہو تو میری اس سے نسبت قائم کر دے۔ پتہ نہیں کہ نسبت سے ان کی مراد مریدی ہے کہ دوستی ہے۔ فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تو میرا بیڑا پار ہو جائے گا۔ کوئی اگر یہ کہے کہ جنت اتنی سستی لگا رکھی ہے کہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در کے کتے سے نسبت ہو جائے تو جنتی ہے تو اس کے لئے عرض ہے کہ حشر والے دن کچھ لوگ نورانی تاج پہنے ہوئے جا رہے ہوں گے لوگ حیران ہوں گے کہ یہ دنیا میں کیا کام کرتے رہے ہیں کہ آج اس شان سے جنت میں جا رہے ہیں۔ ایک آدمی ان سب سے پیچھے جانے والے آدمی کا دامن پکڑ لے گا اور پوچھے گا کہ تم کون ہو دنیا میں کیا کرتے رہے ہو کہ آج اس شان سے جنت میں داخل ہو رہے ہیں وہ کہے گا کہ یہ اصحاب کبف ہیں اور میں تو ان کا کتا ہوں۔ جو کچھ عمل کیا ہے وہ ان اصحاب نے کیا ہے میں تو صرف ان کے در پر بیٹھا رہا ہوں۔ اولیاء کے در پر بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے انسان بھی بنادیا ہے اور جنت بھی عطا فرمادی ہے۔ اولیاء اللہ کی اتنی معمولی نسبت سے ہی جنت عطا ہو جاتی ہے تو پھر شیطان خواہ کتنی ہی کوشش کر لے وہ سب برباد ہو جاتی ہے اس کی ساری محنت رائیگاں جاتی ہے۔ پھر وہ روئے نہ تو اور کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے در پر بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے یہ حاصل زندگی ہے۔

حضرت خواجہ نور الحسن رحمۃ اللہ علیہ کیلیا نوالی سرکار نے اعلان فرمایا کہ جو میری گلی سے گزر جائے وہ جنتی ہے۔ اب بتائیے کہ شیطان کے پلے میں صرف رونے کے علاوہ اور کیا ہے حضرت قبلہ نور الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہیں حضرت کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ان کا ایک مرید آیا اور عرض کیا کہ حضرت نور الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمادیا ہے کہ جو ان کی گلی سے گزر جائے گا وہ بھی جنتی ہے میں آپ کا مرید ہوں میرے لئے کیا حکم ہے اب میں جنت لینے کے لئے ان کی گلی سے گزروں یا آپ میرے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ تم میرا ذکر اپنے گھر بیٹھے ہی کر لیا کرو۔ تمہیں جنت عطا ہو جائے گی اب شیطان روئے نہ تو اور کیا کرے۔ کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر لیتو جنتی بن جاؤ۔ حدیث شریف میں ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے حضرت کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ یونہی بات نہیں کر دیتے۔ نور بصیرت سے دیکھ کر بات کرتے ہیں۔ اس مرید کا نام سیٹھ شفیع تھا۔ پھر جوش آیا فرمایا کہ جاسیٹھ شفیع جو تیرا ذکر بھی کر لے گا وہ بھی جنتی بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اولیاء اللہ کا ذکر ان کا تصرف ناقیامت جاری رہے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ میں نے تمام نقشبندیوں کو جنت میں بیٹھے دیکھا ہے۔ اب شیطان کیا کرے گا سوائے رونے کے اس کے پلے کچھ باقی نہیں بچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۳۲) سن او بے شک ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔ خوف کیا ہے، خوف یہ ہے کہ اللہ نہ کرے یہ چھت گر جائے میں زخمی ہو جاؤں یہ میرا خوف ہے اور میرا کوئی دوست زخمی ہو جائے یہ حزن ہے۔ ولی کو نہ اپنا کوئی خوف ہے کہ اس نے دوزخ میں جانا ہے اور نہ ہی اسے اپنے کسی دوست کے لئے کوئی غم ہے کہ وہ دوزخ میں جائے گا۔ یا تو آپ

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے اعمال کر لو تو جنتی بن جاؤ گے اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو ان کے غلام بن جاؤ ان سے نسبت قائم کر لو۔ اپنے غلاموں کو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہیں کوئی غم نہیں ہے میں تمہیں ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا اللہ تعالیٰ یہ کرم لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ کوئی شخص کلمہ شریف پڑھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لے اور کوئی عمل کئے بغیر مر جائے وہ صحابی ہے اور جنتی ہے اور صحابی کی یہ شان ہے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کے پاؤں سے مٹی اڑے اس مٹی کی عظمت ہر زمانے کے ستر ہزار اغیاث کی عظمت سے بڑھ کر ہے۔ جس طرح سے صحابی بن رہے ہیں حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح سے اپنے مرید بن رہے ہیں۔

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے

یہ فرمایا ہوا ہے کس کا میرے غوث الاعظم کا

ایک لمحہ میں صحابی اور ایک ہی لمحہ میں مرید اور دونوں جنتی پھر شیطان کا بس کس طرح سے چل سکتا ہے وہ بے بس ہو جاتا ہے اور وہ روتا ہے کہ اس کا وارکار گر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ سرکار غوث الاعظم کو ہماری ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ان کے ذکر کی ضرورت ہے ایک مولوی صاحب شریف شریف حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے گئے تو وہاں لکھا ہوا تھا۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ یا سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کیلئے مجھ پر کوئی کرم کر دیجئے، مجھ پر رحم کریں مولوی صاحب کسی دوسرے عقیدے کے تھے انہوں نے کہا کہ یہ کیا خرافات (نعوذ باللہ) لکھی ہوئی ہے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے جب مولوی صاحب واپس

جانے لگے تو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کو وداع کرنے کیلئے باہر تک تشریف لائے۔ اور میاں صاحب نے بڑے جوش اور بلند آواز میں پکارا ”یا غوث الاعظم“ ایک آدمی گھوڑے پر سوار تشریف لے آئے۔ مولوی صاحب اس گھوڑے کو اچانک دیکھ کر گھبرائے اور پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہی حضرت سرکار غوث الاعظم ہیں جن سے متعلق میں نے لکھا ہوا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ اور میری عرض کرنے پر مجھے کچھ عطا کرنے کیلئے تشریف لے آئے ہیں۔ اگر آپ ان سے کچھ لینا چاہتے ہو تو تم بھی ان کے من جاؤ۔ یہ انشاء اللہ تمہیں بھی عطا کر دیں گے۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہر زمانہ میں عطا کرنے والے ہیں۔ فرمایا کہ میرا مرید مشرق میں ہو اور مغرب میں ہوں اگر میرے اس مرید کا ستر کھل جائے تو میں اسے درست کر دیتا ہوں۔ اس کی برائی کو مٹا دیتا ہوں۔ چھپا دیتا ہوں۔ ہر مرید اور ہر نام لیوا پر ان کی نگاہ کرم ہر وقت راقی ہے۔ پروفیسر صاحب بتایا کرتے ہیں کہ جب سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر انور میں تشریف لے گئے تو منکر نکیر سے ان کی ایک طویل گفتگو ہوئی پروفیسر صاحب بڑی تفصیل سے بتایا کرتے ہیں۔ مختصر طور سے یہ ہے کہ نکیرین نے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی تو آپ نے فرمایا کہ معافی اس صورت میں ملے گی کہ میرا کوئی بھی مرید جب قبر میں آئے تو ان سے سوال نہیں کرنے بلکہ اس کیلئے جنت کی کھڑکی کھول دینی ہے۔ فرشتوں نے اس شرط کو قبول کرتے ہوئے عرض کیا کہ جو بھی قادری قبر میں آئے گا ہم اس سے سوال ہی نہیں کریں گے اس کیلئے جنت کی کھڑکی کھول دیں گے اس پر حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو معاف کر دیا۔ نقشبندی بھی قادری ہیں تمہاری اصل بھی قادری ہے کہ تمہارے جو مرشد

ہیں ان کی گردن پر بھی غوث الاعظم سرکار کا ہی قدم مبارک ہے جس وجہ سے ان کو ولایت ملی ہے جس طرح محدب عدسہ Convex lens ہوتا ہے اسے سورج کی شعاعوں کے سامنے کریں تو وہ تمام شعاعوں کو اکٹھا کر کے ایک نقطہ پر مرکوز کر دیتا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تمام سلاسل کو ایک جگہ ملا دیتے ہیں آپ ایک نور پید افرما دیتے ہیں جس پر بھی اس نور کی شاعیں پڑتی ہیں اس کا بیڑہ چاہو جاتا ہے۔ اسی لئے تو شیطان روتا ہے کہ اس کی کوئی تدبیر کسی ولی کے سامنے کارگر نہیں ہوتی وہ لوگوں کو ورغلا رہتا ہے سالوں بڑی محنت کرتا ہے اور اس کی ساری محنت صرف ایک لمحہ میں ہی برباد ہو جاتی ہے چوری کرنا ایک فعل بد ہے اور برے کاموں کے لئے کون اکساتا ہے یہ شیطان ہے کہ جو انسان کو برے افعال پر اکساتا ہے برے کاموں کے لئے ورغلا رہتا ہے۔ چور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں چوری کرنے کی نیت سے آیا۔ واقعہ آپ نے سنا ہوا ہے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ ڈالی تو چور سے قطب بنا کر رکھ دیا۔ ایک چور آیا ولی اور قطب بن کر جا رہا ہے۔ یہ نگاہ ولی کا اثر ہے۔ اب شیطان روئے نہ تو اور کیا کرے۔ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ شیطان برے کاموں اور بے حیائی کے کاموں پر اکساتا ہے۔ رنگ رنگی محفلوں میں انسانوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ بڑی محنت کرتا ہے لیکن سوسنار کی ایک لوہار کی والی مثال ہے اگر کوئی گناہ گار بندہ بیس لاکھ بری محفلوں میں جاتا ہے۔ عادی مجرم بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ایک محفل میلا دالتی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جاتا ہے تو اس ایک محفل میں آنے کی وجہ سے بیس لاکھ بری محفلوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور وہ جنتی بن جاتا ہے۔ شیطان کو سوائے رونے کے اور کیا ملتا ہے۔ گناہ گار سے گناہ گار بندہ بھی ایک محفل میلا دالتی صلی اللہ علیہ وسلم

میں آجائے خواہ اس کی غرض و غایت محفل میں آنے کی نہ بھی ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں نے محفل میں آنے والے تمام بندوں کو بخش دیا اب شیطان کیا کرے سوائے رونے کے اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ ایک آدمی کے اتنے گناہ ہوں کہ جتنے ازل سے لے کر اب تک آنے والے تمام بندوں کے ہوں گے وہ ادب اور عقیدت کے ساتھ کسی سید زادے کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور وہ جنتی بن جاتا ہے۔ جب گناہ نہیں ہوں گے تو پھر دوزخ میں جانے کا کیا ڈر رہے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے ایک آدمی کو قتل کیا کو یا اس نے تمام بندوں کو قتل کر دیا کسی کو ناحق قتل کرنا بہت سخت گناہ ہے۔ ایک آدمی ہے وہ سو قاتل ہے۔ دیکھیں کہ شیطان اس پر کس قدر قابض ہے کہ وہ اس سے قتل پر قتل کر رہا ہے اس کی آنکھوں میں کس قدر خون اتر رہا ہے اسے دین و دنیا کی کوئی خبر نہیں اس کے پلے میں کوئی خیر خواہی نہیں ہے لیکن جب وہ اولیاء اللہ کے دربار کی طرف جاتا ہے اور وہاں پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔ ابھی تھوڑا سا سفر طے کیا ہے منزل ابھی دور ہے تو اللہ تعالیٰ اس سو کے قاتل کو بھی بخش دیتا ہے۔ شیطان نے جو اس سے قتل کرائے تو اسے کیا ملا۔ اب روئے نہ تو اور کیا کرے۔ ایک شخص ہے کہ پانچ سو سال عمر ہے ساری زندگی کوئی نیک کام نہیں کیا۔ نہایت جاہل اور ظالم قسم کا آدمی ہے۔ گھر والے، محلہ والے، قبیلہ والے، دوست، دشمن، سب تنگ ہیں مرنے کے بعد اس کے ظلم کا بدلہ لینے کیلئے اسے روڑی پر پھینک دیتے ہیں کہ اس کو دفن بھی نہیں کرنا ہے تا کہ اس کو کتے بے کوئے جانور کھا جائیں تو ہمیں کچھ ٹھنڈ پڑے لیکن خوش قسمتی ہے کہ اس نے تو ریت کھولی تو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر نظر پڑی، محبت و عقیدت سے اس کا بوسہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادائپند آئی۔ اسے بخش دیا نہ صرف اسے بخش دیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کا جنازہ پڑھانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی اس کا جنازہ پڑھ لے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ ایسا بندہ کہ جس کی عمر پانچ سو سال ہو اور ساری عمر گناہ کرتا رہا ہو۔ نیکی کا کوئی کام اس سے سرزد نہ ہوا ہو اس سے شیطان کس قدر خوش ہوگا اور جب اس کی بھی بخشش ہوتی نظر آئے تو شیطان پر کیا گزری ہوگی۔ سوائے اس کے کہ شیطان سرپیٹ کر رہ جائے اور اپنی محنت کو زائل و برباد ہوتا دیکھ کر رونا پھرے اور کیا کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے صالحین سے نسبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شیطان کے شر سے بچائے۔ یہ باتیں پہلے بھی تفصیل سے عرض کی ہوئی ہیں۔ وسیلہ نجات میں چھپ چکی ہیں اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سرکارِ دادوی حضرت سائیں بابا فقہت اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ سے کرائے کا قائل تو بتائے ہو کرو لی اللہ بن جاتا ہے۔ نگاہ ولی سے بندہ شیطان کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش خالد مجید صاحب

20-4-08

اقبال کا انداز طلب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْإِكِّ وَأَصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

جو ہوا، ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

معزز حاضرین ایک بندہ ہے جو اقبالیات کا بہت ماہر ہے اس نے اقبال کا
انداز طلب بیان کیا ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے کس طرح سے طلب
کرتا ہے۔ بال جبریل میں سے ایک نظم وہ پڑھ رہے تھے جو اس طرح سے ہے کہ ۔
کیا تیرے شیشے میں سے باقی نہیں ہے
کیا تو میرا ساقی نہیں ہے

شیشے سے مرا صراحی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یا اللہ تیری صراحی
میں تو محبت کی شراب بھری ہوئی ہے اور تو میرا ساقی بھی ہے تو مجھے پلانے والا بھی ہے تو
پھر تو مجھے پلاتا کیوں نہیں ہے۔ مجھے عطا کیوں نہیں کرتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ
اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کر کے وہ نہایت ہی یقین کے ساتھ طلب کرتے ہیں۔

کیا تیرے شیشے میں سے باقی نہیں ہے

کیا تو میرا ساقی نہیں ہے

سمندر سے ملے پیاے کو شبنم
بخلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

یہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا انداز طلب ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
میں نے کچھ نہیں دینا ہے یہ کسی دوسرے فرد کی بات ہے اس اقبالیات کے ماہر کی
بات نہیں ہے۔ اس نے تو بات یہیں پر ختم کر دی کہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس
یقین سے مانگا کہ اسے مل گیا لیکن ایک دوسرے شخص نے بات کی کہ علامہ اقبال
رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انداز طلب درست ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس طرح سے
میں نہیں دوں گا۔ میرا عطا کرنے کا طریقہ کچھ اور ہی ہے میری طرز ہی علیحدہ ہے
اور وہ طرز کیا ہے کہ ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اگر آپ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ
گے۔ ان سے وفا کرو گے تو پھر ان چیزوں کو چھوڑ دو میں از خود ہی تیرا ہو جاؤں گا۔ میں
تقدیر کی قلم تیرے ہاتھ میں دے دوں گا قرآن مجید میں ہے وَمَا امْسُكُمُ الرَّسُولُ
فَخُلُوهٖ وَمَا لَكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر ۷) اور کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ
لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام میرا ایسا ہے کہ جو چاہو ان سے مانگ لو۔ اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو فرمادیا۔ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَوْ (الضحیٰ ۱۰) ”اور منگتا کو نہ جھڑکو“۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مال بے شک میرا ہے لیکن یہ میں نے نہیں دینا ہے۔ میں نے
صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دینا ہے۔ میرا مال تقسیم کرنے کا اختیار صرف

میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ مُعْطِی وَاَنَا قَلِیْمٌ ”اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں“ اس لئے اگر کچھ لینا چاہتے ہو تو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چلے جاؤ۔ وہیں سے سب کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ ۔

بخدا خدا کا بھی ہے در نہیں اس میں کوئی مقرر

جو وہاں سے ہو نہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اعلم حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہماری راہنمائی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر طلب کرو تو تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ نہیں دو گے تو اللہ تعالیٰ شہ رگ کے قریب ہونے کے باوجود بھی کسی کی نہیں سنتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کون سا جتن نہیں کیا تھا۔ آپ بہت روئے ہیں اتاروئے ہیں اور اتنے آنسو بہائے ہیں کہ ساری دنیا کے بندے بھی اگر روئیں آنسو بہائیں پھر بھی ان تمام کے آنسو اتنے نہیں ہوں گے کہ جتنے اکیلے حضرت آدم علیہ السلام کے ہیں آپ نے بجدے بھی کئے۔ معافی بھی مانگی ہے۔ شرم کے باعث آسمان کی طرف مہرہ کر کے نہیں دیکھا۔ جو کچھ ان سے ہو سکا وہ کیا ہے کہ کسی طرح سے معافی مل جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان تمام طریقوں سے میں نے عطا نہیں کرتا ہے۔ میری عطا کا یہ دستور نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم عطا فرمائے تھے لیکن کوئی چیز طلب کرنے کا جو طریقہ تھا وہ چھپا کر رکھا تھا۔ کہ یہ طریقہ میں نے تمہیں اس وقت بتانا ہے

جب تمہاری بس ہو جائے گی تا کہ تمام کو یہ پتہ چل جائے کہ اتنے جتن کرنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں ملتا ہے۔ یا اللہ آپ کس طرح سے عطا کرتے ہیں فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام ایک فقرہ بولو۔ فَسَلِّقِ اِذْمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتٍ (البقرہ ۳۷) ”پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمے“ كَلِمَتٍ رَبِّيْ مِیْرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم علیہ السلام آپ یہ طلب کرو کہ یا اللہ مجھے بحرمت نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دے مجھے معاف کر دے تو میں تمہیں ابھی معاف کرتا ہوں۔ جس کو بھی ملتا ہے اسے اسی طرح سے ملتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

لَا وَرَبِّ الْعَرْشِ جِس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

کوئی کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ کر لے لیں گے۔ ایسا ملا ہوا کبھی جل بھی جاتا ہے۔ کعبہ شریف میں ایک نماز پڑھنے سے لاکھ نمازوں کا ثواب ہی ملتا ہے نا۔ بیت اللہ شریف کو دیکھا تو پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ ہم ہر سانس کے ساتھ گناہ کرتے ہیں۔ ہم بہت گناہ گار ہیں۔ لوگوں کو یہ بڑی خوشی ہوتی ہے کہ پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ پچھلے معاف ہو بھی گئے تو آئندہ کے لئے کھاتہ تیار ہو رہا ہے۔ آئندہ کے گناہ آرہے ہیں۔ درج ہو رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف چلے جاؤ گے تو پلے ہی بخشے جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میرے روضے کی زیارت کر لی تو مجھ پر لازم ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں۔

اللہ تعالیٰ در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دیتا ہے۔ ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عطا کرتا ہے۔ واسطہ اور وسیلہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح سے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں نہ دیا تو پھر تجھے دانا کون کہے گا۔ تجھے رازق کون کہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑو ان کے وسیلہ سے مانگو۔ آپ دعا مانگتے ہیں اگر اس دعا سے پہلے یا بعد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہ پڑھا گیا ہو تو وہ دعا معلق ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث پاک ہے اور اس کے راوی حضرت سیدنا عمر بن خطاب اور حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ جب تک وسیلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتا دعا معلق ہو جاتی ہے۔ یہ لٹک جاتی ہے اور بارگاہ عالیہ میں پہنچتی نہیں ہے۔ جب دعا کے دونوں طرف درود شریف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے درود شریف قبول ہے اور اس کے صدقہ سے درمیان میں جو بھی طلب ہے میں اسے بھی قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ کمزور ہے آپ کے ارشادات عالیہ کو بڑے غور سے سنتا ہوں۔ لیکن گھر جاتے ہی بھول جاتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس نہیں بھیجا فرمایا کہ کھیس لے آؤ۔ وہ کھیس لے آئے فرمایا کہ بچھا دو۔ انہوں نے بچھا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ہوا سے تین بک بھرے اور ڈال دئے فرمایا کہ سینے سے لگا لو حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھیس اپنے سینے سے لگایا تو ایسا حافظہ عطا ہوا کہ اس کے بعد جو بات سن لی پھر کبھی نہیں بھولے لاکھوں احادیث مبارکہ ان سے ہی مروی ہیں۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہی واقعہ ہے۔ آپ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ بے دین ہے مجھے بھی گالیاں دیتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اچھا نہیں جانتی مہربانی فرمائیں اور اسے ایمان کی دولت عطا فرمائیں۔ فرمایا کہ جاؤ وہ ایمان دار ہو چکی۔ حضرت ابی ہریرہ بھاگے ہوئے گھر پہنچے تو والدہ نے کہا کہ مجھے کلمہ پڑھا دو میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ ایمان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ ان دونوں کا جڑ جانا بڑا مشکل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی ڈاکڑ یا کسی سرجن کے پاس نہیں گئے۔ آپ سیدھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک ان کی ٹانگ پر پھیرا۔ ٹانگ اس طرح سے درست ہو گئی کہ جس طرح سے کبھی ٹوٹی ہوئی نہ تھی۔ شفا کہاں سے ملتی ہے۔ یہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں تیر لگ گیا۔ آنکھ کا ڈیلہ باہر نکل آیا۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ عطا فرمائیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سوالی کا سوال رد نہیں کرتے۔ ہر چیز عطا کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت لے لو آنکھ رہنے دو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی خوشخبری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی ہے۔ لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ کی طلب میری ہے وہ بھی پوری فرمادیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعاب دہن مبارک لگایا۔ آنکھ بالکل تندرست ہو گئی۔ جنگ بدر

میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو کٹ کر لڑھک گیا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بازو پر دست رحمت پھیرا لعاب دہن لگایا۔ بازو اس طرح سے جڑ گیا کہ جیسے کبھی ٹوٹا ہی نہ تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ جنگیں لڑتے رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو قدرتی بازو تھا اس میں عمر کے لحاظ سے ضعف آ گیا۔ لیکن جو بازو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا اس کی قوت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ظاہری حیات طیبہ میں ہزاروں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ جو کسی نے مانگا اسے وہی بلکہ اس سے بھی سوا عطا ہوا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دئے ہیں در بے بہا دئے ہیں

یہ نہ سمجھنا کہ صرف ظاہری حیات طیبہ میں ہی عطا ہوا ہے۔ بلکہ بعد از وصال ظاہری بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا میں کمی نہیں آئی ظاہری وصال شریف کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے اعرابی نے عرض کیا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اب میں تمہیں کس طرح سے ان کو ملا دوں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس اعرابی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ وہ تو وصال کر گئے ہیں اب میں تمہیں کس طرح سے ملا دوں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعرابی کو لے کر حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو گئے اور اس اعرابی کو قبر انور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ان سے مل لو۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور اب میں حکم خداوندی وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ (النساء ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں“۔ کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا ہوں۔ میری بخشش کیلئے دعا فرمائیں۔ قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی تمہارے گناہ معاف ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ آواز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری وصال شریف کے بعد قبر انور سے بھی کرم فرماتے ہیں۔ قبر انور پر آئے ہوئے سوا کی کو بھی خالی نہیں لواتے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

1996ء میں مجھے حج بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہمارے ساتھ راہوالی کا ایک کوچوان بٹ نامی شخص بھی تھا۔ وہ اپنی عادت اور پیشہ کے لحاظ بھی بہت جھگڑا لوتھم کا شخص تھا ہر کسی سے لڑائی ہر کسی سے جھگڑا۔ فحش کلامی جیسا کہ تا نکہ چلانے والے کوچوانوں کی عادت ہوتی ہے۔ لیکن روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا تو وہ خوب دل بھر کر رویا اس کے دل کی کلپا پلٹ گئی۔ وہ اپنے کئے پر سخت نادم ہوا اپنے اخلاق اور رویے پر شرمندہ ہو کر معافی کا طلب گار ہوا تو اسے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آئی کہ بٹ تیرے گناہ معاف ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مالک مختار ہیں ہر چیز ان کے نور کے پرتو سے نئی ہے اور آپ ہر چیز کے مالک ہیں۔ ہماری جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ اپنی امت کی بخشش کیلئے حریص ہیں اور اپنی

امت پر نہایت مہربان اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کیلئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں سب کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ یہ بات ہوئی ہے اور وسیلہ نجات میں متعدد بار چھپ چکی ہے لیکن ایمان کی تازگی کے لئے اور موضوع کی مناسبت سے پھر عرض کرتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل اور کفن وغیرہ دے کر نماز جنازہ پڑھانے کے بعد میری میت کو درنی صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر کا ساتھی رفیق اور غلام حاضر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ جہاں جی چاہے دفن کر دینا۔ یہ بھی انداز طلب ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے میت کو درنی صلی اللہ علیہ وسلم پر لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ وہ تالا از خود کھل گیا۔ کنڈی کھل گئی اور دروازہ بھی کھل گیا۔ اندر سے آواز آئی اَدْخِلْ حَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ۔ دوست کو دوست سے ملا دو۔ یوں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ جگہ عطا فرمائی۔ زندگی بھر کے ساتھی اب قیامت تک کیلئے ایک ساتھ ہو گئے صاحب غار صاحب مزار بن گئے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کی توفیق اور سلیقہ طریقہ عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانشیر احمد بٹ صاحب 8-9-07

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہانہ محافل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿قمری مہینہ کا اعتبار سے﴾

- 1۔ پہلی جمعرات محمد شفیق ولد حاجی محمد حمید شاد۔ ایوب کالونی گلی نمبر ۳۲ فیصل آباد
- 2۔ دوسری جمعرات صاحبزادہ محمد اشتیاق الحسن صاحب پی ۲۵۴ گرین ویو کالونی فیصل آباد
- 3۔ تیسری جمعرات خلیفہ محمد مقبول حسن صاحب کوٹھی نمبر ۶۸، گلشن حبیب کالونی شیخوپورہ روڈ فیصل آباد۔
- 4۔ چوتھی جمعرات آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ گلی نمبر 5/3 گرین ویو کالونی P-456/57 فیصل آباد۔
- 5۔ پہلا ہفتہ خلیفہ پروفیسر مختار احمد صاحب لکھنؤ پبلک سکول گلی نمبر 3 تاج کالونی فیصل آباد۔
- 6۔ دوسرا ہفتہ رانا شاہد علی صاحب C-213 گلبرگ فیصل آباد۔
- 7۔ تیسرا ہفتہ میاں شہد تنویر صاحب گلی نمبر ۱۰، محمود آباد فیصل آباد۔
- 8۔ چوتھا ہفتہ بشیر احمد بٹ صاحب آفیسر کالونی نمبر ۱، بانقامل فیضان مدینہ مسجد مدینہ ٹاؤن فیصل آباد۔
- 9۔ پہلا اتوار طاہر سلیم صاحب گلبرگ (ایکے دن)
- 10۔ پہلا اتوار پروفیسر محمد رفیق لودھرا صاحب۔ 212 نسیم (بعد از مغرب)
- 11۔ دوسرا اتوار خالد حمید صاحب گلی نمبر ۲، محمود آباد فیصل آباد۔
- 12۔ چوتھا اتوار حاجی فضل محمد صاحب، گلی نمبر ۲، محمود آباد فیصل آباد۔
- 13۔ پہلا سووار مقبول احمد، گلی نمبر ۹، منصور آباد فیصل آباد۔
- 14۔ دوسرا سووار حاجی غلام نجی الدین صاحب، ملت روڈ، منصور ٹریڈرز فیصل آباد۔
- 15۔ ہر جمعہ المبارک آستانہ عالیہ نقشبندیہ گرین ویو کالونی فیصل آباد۔

اسماء گرامی شہداء بدر

- ۱۔ حضرت مہجج بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۲۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۳۔ حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ حضرت عاقل بن ابی بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵۔ حضرت عمیر بن عبد عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۶۔ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- ۷۔ حضرت عوف یا عوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- ۸۔ حضرت حارث یا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۹۔ حضرت یزید بن حارث یا حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۰۔ حضرت رافع بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۱۔ حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۲۔ حضرت عمار بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۳۔ حضرت سعد بن خسیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۴۔ حضرت مبشر بن عبد المند ر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حصہ - 24

نعت شریف

کہتا رہا کہ جانب عصیاں نہ آئے دل
ان رہزنوں نے لوٹ لی آخر سرائے دل
چمکا کے برق جلوہ جلا دیجئے طور ساں
اِرنسی اگر کہا تو یہی ہے سزائے دل
آہستہ پاؤں رکھنا مدینے کے راہرو
دل فرش راہ نہیں نہ کوئی ٹوٹ جائے دل
جوش ہوائے نفس ہے عصیاں کا دور ہے
دل کی خبر لے جلد مرے غم زدائے دل
فریاد مہر حشر سے اے صاحبِ لوا
لگتا ہے دن کو قافلہ بینوائے دل

☆☆☆☆☆☆

عالم ہمہ صورت اگر جان ہے تو، تو ہے
سب ذرے ہیں اگر مہر دھخشاں ہے تو، تو ہے
پروانہ کوئی شمع کا بلبل کوئی گل کا
اللہ ہے شاہد میرا جاناں ہے تو، تو ہے
طالب میں تیرا غیر سے ہرگز نہیں کچھ کام
گردین ہے تو۔ تو ہے جو ایمان ہے تو۔ تو ہے

پیش لفظ

لوگ جنت کے طالب ہیں۔ اس کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور نیک اعمال صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے صلے میں جنت نصیب ہو جائے لیکن جتنا وہ جنت کے پیچھے بھاگتے ہیں جتنا ہی ان سے دور بھاگتی ہے۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور اس میں وجہ اعمال صالحہ سے ملے گا۔ اعمال جنت میں داخلہ کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت اعمال کی بنا پر نہیں دینی ہے بلکہ اپنے فضل اور رحمت کی وجہ سے دینی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ لہذا جنت میں داخلہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور شفاعت سے ہی ہے۔ ہم عام بندے تو ایک طرف رہے ہم گناہ گار ہیں ہمیں تو شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہارے کی لازمی ضرورت ہے لیکن جو معصوم ہیں جن کے پلے میں نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ گناہ جن کی سرشت میں ہی نہیں ان کو بھی شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی سہارا ہے۔ ان کی بخشش بھی شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ممکن ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

بلا تخصیص ”وہ“ میں ہر وہ بندہ شامل ہے جو کہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ضرورت نہیں۔ میرے اعمال کافی ہیں۔ مفتی محمد امین صاحب نے لکھا

کہ جو کہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے وہ منافق ہے اور جو کہے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم سے جنت ملتی ہے وہ مومن ہے۔

جب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجاویں جاتی ہے۔ اس میں نعت خوانی

اور ذکر اللہ اور ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے تو جنت خود چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے اور جنت سے بھی بڑھ کر جو چیز ہے وہ گنبد خضراء ہے۔ ساری محفل کو اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے ملاحظہ بھی فرماتے ہیں۔ ان کی کارروائی سنتے بھی ہیں اور شرکاء محفل کو پہچانتے بھی ہیں۔ یہی پہچان انشاء اللہ حشر کے دن ہمارے کام آئے گی۔

وسیلہ نجات اسی کا ہی درس دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وسیلہ نجات کا (24) چوبیسواں حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی اشاعت کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

11-06-09

0302-7125492

یا اللہ ﷻ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** **یا رسول اللہ ﷺ**

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں

بعد مرنے کے لحد میں اُجالا ہوگا

بعضات نظر

پیر طریقت و راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ
حضرت پیر **پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چیمہ پوری** دامت برکاتہ العالیہ

نیرنگ ملاد شریف قری لالہ سے ہر ماہ تیرے ہفتے بروز جمعہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

برائے ایصالِ ثواب

وسیلہ نجات فوری لائبریری

میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5
کلیں 10 محرم 1431ھ بمطابق 11 جون 2010ء
0301-7188283 سہاگ 8882381

دالہ بن مریم و الشریعہ

دنیا بچ گئی اے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَاصْحَابِكَ
 يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 درِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
 اسی دید سے بننے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
 اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین: حاجی عبدالرشید صاحب نے نعت پڑھی ہے کہ دنیا بچ گئی اے۔ دنیا بچ گئی اے۔ دنیا کس طرح بچ گئی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لائے تو دنیا کس طرح سے بچ گئی ہے۔ حضرات جس روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ ہر چیز چمچ پرند، انسان، حیوان، جانور، چاند، ستارے، سورج الغرض جو کچھ بھی کائنات میں ہے تمام خوشی منا رہے تھے لیکن شیطان رو رہا تھا اپنے سر میں خاک ڈال رہا تھا اپنے بال نوچ رہا تھا۔ کیوں بھی تمہیں کیا ہوا ہے۔ کہنے لگا کہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام آئے ہیں نے تمام کی شریعتیں منادی ہیں، تمام سماوی کتب میں رد و بدل کر دیا ہے کوئی بھی کتاب میں نے اپنی اصلی حالت میں نہیں رہنے دی۔ ان کی اُمتوں سے گناہ کرا کے ان کی شکلیں تبدیل کرادی ہیں کوئی بندر بنا دیئے گئے کوئی سور بن گئے کوئی کتے بن گئے بے بنا دیئے۔ پتھروں کی بارش کرادی۔ طوفان بھیج دیئے، ہواؤں کے جھکڑ چلا دیئے۔ آندھیاں آگئیں۔ چنگھاڑیاں آگئیں۔ طرح طرح کے عذاب میں ان کو مبتلا کرادیا میں نے کسی کو بچتے نہیں دیا۔ کسی بھی نبی علیہ السلام کی تعلیمات کو باقی نہیں رہنے دیا۔ پھر آج کیوں رو رہا ہے۔ آج مجھے اس لئے رونا آ رہا ہے کہ جو ہستی آج دنیا میں تشریف لے آئی ہے اس کی نہ مجھ سے شریعت مٹنی ہے نہ اس کی کتاب مٹنی ہے نہ اس کی اُمت مٹے گی یہ قیامت تک کیلئے قائم رہے گی۔ نہ ہی ان کو کوئی عذاب الیم آئے گا۔ حالانکہ ہم ابھی بیدار نہیں ہوئے تھے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت سے اتنا کرم ہو رہا ہے کہ دنیا بچ رہی ہے۔ اس اُمت کو نہ کوئی عذاب آئے گا نہ ہی ان کی شکلیں تبدیل ہوں گی۔ نہ

یہ کہتے بنیں گے نہ بتے بنیں گے نہ سوز بنیں گے نہ ہی ان پر پتھروں کی بارش ہوگی۔
 نہ کوئی سیلاب آئے گا نہ کوئی طوفان بادباراں آئے گا۔ میں تو اس لئے رو رہا ہوں
 کہ اس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے دنیا بچ گئی ہے۔ میں
 روؤں تو کیوں نہ روؤں سیلاب آنے بند ہو جائیں گے۔ طوفان بند ہو جائیں گے،
 عذاب بند ہو جائیں گے، ہر طرف رحمت ہی رحمت ہوگی ان کے غلام ایسے ایسے
 پیدا ہوں گے کہ ۔

آل نبی تے اولاد علی دی شکل و سیرت انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے مل اندر دی جاندی

دنیا سر عام گناہ کرے گی۔ زنا بازاروں میں کرے گی۔ گھر جا کر عداوت سے سر
 چھپالے گی نبی کے صدقے کہے گی کہ یا اللہ مجھے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے
 بخش دے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ وہ بچ جائیں گے تو میرا تو
 سارا کاروبار ہی ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ شیطان بہت کوشش کرتا ہے۔ ساری
 زندگی آپ کو ورغلا رہا ہے گا۔ اٹنے راستے پر چلائے گا اور خود خوش ہوگا کہ اب یہ
 بندہ میرے پھندے میں پھنس گیا ہے لیکن اگر آخری سانس کے ساتھ بھی تمہارے
 منہ سے نکل جائے کہ یا اللہ مجھے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بخش دے تو
 تیری بخشش ہو جائے گی اگر ایسا ہو جائے اور اللہ کرے کہ ایسا ہو جائے تو پھر شیطان
 کی ساری عمر کی محنت رائیگاں جائے گی۔ اس ہستی کے آنے سے ایسا ہوگا۔ چھوٹے
 شیطانوں نے جب اپنے آقا کو یوں پریشان اور روتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے
 کہا کہ تم اس بچے کو پھر ختم ہی کر دو۔ آج یہ ایک چھوٹا بچہ ہے آسانی سے غائب

ہو سکتا ہے کل کو یہ جوان ہو جائے باہمت اور طاقتور ہو جائے تو پھر مشکل ہو جائے گی۔
 اس کے بہت سارے ساتھی بن جائیں گے اس کے حواری بھی پیدا ہو جائیں گے۔
 شیطان نے کہا کہ یہ تمہاری تجویز تو بہت اچھی ہے میں کوشش کرتا ہوں۔ شیطان نیت
 کر کے گیا کہ میں اس نومولود کو اٹھا کر لے جاؤں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے
 ایسا پر مارا کہ پتہ نہیں کتنی دور جا کر گرا پھر اس کے بعد سے اس کو یہ تصرف نہیں رہا کہ وہ
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں آ سکے۔ شیطان ہر جگہ جاسکتا ہے لیکن
 مدینہ منورہ میں نہیں جاسکتا کیوں نہیں جاسکتا کہ وہاں وہ ہستی موجود ہے کہ جس کی وجہ
 سے دنیا بچ گئی ہے۔ آپ نے بھی پچنا ہے میں نے بھی پچنا ہے تو مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ
 کے صدقے میں پچنا ہے۔ یہ شیطان سے ہی ہمیں سبق ملتا ہے کہ اگر مجھ سے پچنا
 چاہتے ہو تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے مل جاؤ ان کے گیت گاؤ۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہوگی

اس محفل کا جو معیار ہے وہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ وہ آپ سب کے
 سامنے ہے لیکن اس میں ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو رہا ہے اور نبی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ایک محفل میں آ جاؤ۔ ایک محفل میلاد میں آ جاؤ تو
 تیرے بیس لاکھ بری محفلوں میں شریک ہونے کے سب گناہ مٹ جائیں گے۔ اس
 لئے شیطان روتا ہے کہ یہ تو سب ہی مجھ سے بچ گئے ہیں۔ دوسری حدیث شریف
 میں ہے کہ جب آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں۔ جب محفل میں نعت خوانی
 شروع ہوتی ہے ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع ہوتا ہے تو ہمارے گناہ نیکیوں

میں بدل جاتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے کہ میں تو مر ہی گیا ہوں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت سنتے ہی حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنتے ہی ان کے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ اس لئے میں اگر نہ روؤں تو اور کیا کروں کہ کائنات اور ساری دنیا مجھ سے بچ گئی ہے۔ محفل بچ گئی ہے یہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرو کہ آپ اس نبی رحمت کے غلام ہو اور ان کے گیت گانے والوں میں تمہارا شمار ہے۔ آپ نعت خواں کی خدمت کر رہے ہیں یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نعت عطا ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں تو میں وہ نعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد نبوی کا منبر شریف باہر صحن میں نکال کر رکھ دو۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس منبر پر چڑھ جاؤ۔ اب دیکھو کہ نعت خوان کی کیا شان ہے کہ وہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھا ہوا ہے اور نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھ رہا ہے میلا د مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام منار ہا ہے۔

وَ أَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مَبْرُوءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میری

آنکھ نے دیکھا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیب سے پاک اور منزہ پیدا فرمایا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے پیدا فرمایا ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت خواں کو داد کے طور پر تحفہ میں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مبارک عطا فرمائی اور لوگ نعت خواناں حضرات کو داد کے طور پر پیسے دیتے ہیں یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی سنت مبارکہ ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں خواہ مخواہ پیسے بھینک رہے ہیں تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چادر مبارک عطا فرمائی ہے ہم سنت نبی سمجھ کر پیسے دے رہے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت بہت دور ہے اگر تو اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے پرواز کرے اور تیس لاکھ سال تک مسلسل پرواز کرتا رہے تو جنت کے کنارے پر پہنچے گا جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ لیکن جب نعت خوانی شروع ہوتی ہے تو جنت چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے آپ اس وقت کس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اس وقت جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اب یہ بات رہی کہ یہ جنت کبھی ہے کہ کبھی ہے۔ بہت علماء کرام سے پوچھا ہے کہ جنت جب عطا ہوتی ہے تو یہ کبھی ہوتی ہے کہ کبھی ہوتی ہے۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی جنت دیتا ہی نہیں ہے۔ جب بھی جنت عطا کرتا ہے تو کبھی ہی عطا کرتا ہے۔ ہم جنت میں بیٹھے ہیں اور جنت سے بڑھ کر بھی کوئی چیز ہے وہ ہے کہ ۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف بیان فرمائی ہے کہ جب آپ نعت خوانی شروع کرتے ہیں تو ساری محفل کو اٹھا کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ان کے روضہ اقدس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں بیٹھے ہیں۔ اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اقدس پر حاضر ہونے اور اس کی زیارت کرنے کی کیا فضیلت ہے۔ فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی تو مجھ پر واجب ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ شیطان روتا ہے کہ مفت میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہو رہی ہے۔ عمل کیا کوئی نہیں ہے اور کرداران کا ایسا ہے کہ پہلے گزرے ہوئے بھی شرما جائیں لیکن کرم اتنا ہو رہا ہے اور یہ کرم کس کے صدقے ہو رہا ہے۔ صرف مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اور کوئی اچھائی ہم میں نہیں ہے۔ ہم میں کوئی عظمت نہیں ہے۔ عظمت ملی ہے تو صرف وسیلہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملی ہے۔ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ملی ہے۔ عنایت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ملی ہے۔ ہمارے پلے میں کچھ نہیں ہے۔

جیسے چاہا در پہ بلا لیا جیسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی مبارک
نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لے رہے ہیں
شیطان رو رہا ہے ہم ہنس رہے ہیں۔ کم از کم ہم شیطان کی پارٹی سے تو نکل گئے۔

ساری زندگی گناہ کرتے ہیں لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کا وسیلہ پکڑتے ہیں تو بخش دیئے جاتے ہیں۔ یہ کوئی گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعمال چھوڑ دیئے ہیں ہمیں جنت مل گئی ہے تو ہم کہہ رہے ہیں کہ اب اعمال کس کیلئے کریں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نوافل میں بہت زیادتی فرمایا کرتے تھے اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ پاؤں مبارک سے خون رسنا شروع ہو جاتا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی زیادہ کیوں مشقت کرتے ہیں آپ جنتی ہیں جنت کے وارث ہی نہیں بلکہ جنت عطا کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی زیادہ کیوں محنت کرتے ہیں فرمایا کہ کیا میں اس رب کا شکر ادا نہ کروں جس نے مجھے یہ مقام عطا فرمایا ہے جس نے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ آپ کو اگر جنت مل گئی ہے تو آپ کیوں شکر ادا نہیں کرتے ہیں۔ ہم حنفی ہیں۔ آؤ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ جب جنت مل گئی ہے تو اب میں اعمال صالحہ کرنے ترک کر دوں۔ فرمایا کہ میں چالیس سال سے عشاء کے حضور سے فجر کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ یہ میرے تیرے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان اور عمل ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیں کہ یا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کیا اب ہم اعمال کرنے چھوڑ دیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب چھوڑ دیں۔ ٹوپی داڑھی سب غائب کر دیں۔ مساجد کو نالے لگا دیں فرمایا کہ میں بھی چالیس سال سے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھ رہا ہوں تم کیا سوچ رہے ہو۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظم

رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہے اور ان کا یہ فرمان ہے کہ جو کوئی یہ کہہ دے کہ میں حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں پس وہ میرا مرید ہو گیا۔

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے کس کا میرے غوث اعظم کا
مریدی لاتھف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث الاعظم کا

اے مرید اب تو تسلی رکھ اب تو جہنم میں نہیں جائے گا اب تو انشاء اللہ جنت میں جائے گا۔ مرید کو یہ خوش خبری دے رہے ہیں اور خود اپنا عمل یہ ہے کہ مسلسل چالیس سال سے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرما رہے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہر رات کو ایک قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے، لہذا ہم اعمال سے کس طرح بری ہو سکتے ہیں۔ جنت میں داخلہ عقیدہ سے ہوگا۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر جانا ہے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جانا ہے۔ تعلق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے جانا ہے پہلے جنت میں داخل ہو گے تو پھر تمہارے اعمال کی بنا پر تمہیں درجہ ملے گا۔ اعمال کی وجہ سے درجہ جو ملے گا اس میں آپ رہیں گے اور اگر تمہارے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق ہے تو وہ خود ہی تمہیں سنبھال لیں گے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں جس سے محبت ہے تو قیامت کے روز اس کے ساتھ ہوگا اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ محبت کس سے کرتے ہیں آپ کس کے ساتھ تعلق قائم کرتے ہیں آپ کس سے دوستی کرتے ہیں اور چار خلفاء حضرات ہیں کہ جس سے

متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی بات اور ان کا عمل ایسا ہی ہے کہ جیسے میری بات اور میرا عمل اور سنت ہے وہ چار اصحاب خلفاء راشدین ہیں آئیے ان سے پوچھتے ہیں کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا کیسا ہے لوگ تو میلاد مصطفیٰ منانے والوں کو بدعتی کہتے ہیں مشرک کہتے ہیں اور ہم پر طرح طرح کے فتوے لگاتے ہیں۔ محفل میلاد کیلئے حکومت سے اجازت نامہ حاصل کرنا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ درخواست دی ہے تو سو اس پر اعتراض اٹھائے جاتے ہیں ایک میز سے دوسری میز تک درخواست چلتی نہیں ہے۔ کبھی یہ اعتراض کبھی وہ اعتراض۔ اب ہم کیا کریں محفل میلاد منائیں کہ نہ منائیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائے گا اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ اب جنت میں گھر بنانا چاہتے ہو تو بنا لو۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منالو گے تو تمہارا گھر جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔ میلاد منانے میں جو تو چند روپے خرچ کرے گا تو تیرا گھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے ساتھ بن جائے گا۔ نبی کے گیت گانے سے تو جنت میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل میں چلا جائے تو اور تجھے کیا چاہئے۔ شیطان اگر روئے نہ تو اور کیا کرے کیا آپ سچ نہیں گئے اگر آپ شیطان کے حربے سے بچ گئے ہیں تو جو میری آواز سن رہے ہیں جہاں تک میری آواز جارہی ہے لوگ سن رہے ہیں تو سچ وہ بھی گئے ہیں جو کوئی اس کی کیسٹ سنے گا وہ بھی سچ جائے گا۔ وسیلہ نجات میں چھپنے کے بعد جو کوئی اس بیان کو پڑھے گا وہ بھی شیطان سے بچ جائے گا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انبیاء علیہم

السلام کا ذکر عبادت الہی ہے اور اولیاء اللہ کا ذکر رحمت خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ہم شام سے جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ عبادت الہی میں شمار ہو رہا ہے۔ یہ حدیث شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرا ذکر کرے لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرے اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے اور میرا نہ کرے تو فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی میرا ہی ذکر ہے۔ ہم اسی ذکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اب بتائیے ہم پر کون سا فتویٰ لگ رہا ہے۔ بلکہ ہم تو تمام فتوؤں اور اعتراضات سے بچ گئے ہیں ہماری محفل سچ گئی ہے ہماری عاقبت سنور گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کون سا عمل ہے کہ جس سے عاقبت سنور جاتی ہو۔ سب سے زیادہ نفل کس کے ہیں کون سب سے زیادہ عبادت گزار نماز پڑھنے والا ہے یہ شیطان ہے تو پھر اس کی تو بچت نہیں ہوئی ہے اس لئے بچانے والی چیز نماز کے ساتھ نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ شیطان نے بہت نمازیں پڑھی ہیں اور اب بھی پڑھ رہا ہے۔ چھو چھو پر بجدہ کیا ہے۔ سمندروں میں کیا ہے۔ آسمانوں پر بھی کیا ہے۔ فضاؤں میں بھی کیا ہے تو پھر بھی اس کے پلے میں کچھ نہیں ہے اور پلے میں صرف اس لئے نہیں ہے کہ اس نے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھی ہے۔ ادب مصطفیٰ نہیں کیا ہے۔ کسی ولی اللہ کا غلام نہیں بنا۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا تم اپنا ایمان بچانا چاہتے ہو۔ کیا تم اپنا اسلام بچانا چاہتے ہو تو پھر تم میرا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا تم بدر کی جنگ میں شامل ہو کر بدری

بنا چاہتے ہو جنین کی جنگ کا مجاہد بنا چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو تمہیں بدر، حنین کی جنگوں میں شامل ہونے کا ثواب مل جائے گا۔ جنگ بدر اور جنگ حنین میں شامل ہونے والے تمام مجاہدین جنتی ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں جنتی فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم نبی کے شہر کے دروازہ ہیں جس نے بھی داخل ہونا ہے اس نے دروازہ میں سے ہی داخل ہونا ہے اور جو کوئی لینا چاہتا ہے وہ در علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آ کر جھولی پھیلائے اسے مل جائے گا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق فرماتے ہیں کہ اگر تم خاتمہ بالخیر چاہتے ہو تو پھر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے اس کا کوئی طریقہ بتایا نہیں گیا ہے بس صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ خوشی مناؤ اب آپ کی یہ اپنی مرضی ہے کہ جس طرح سے چاہو منا لو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔ صرف خوشی منانے کا حکم فرمایا ہے خوشی کرنے کا طریقہ کیا ہونا چاہئے اس کی کوئی قید نہیں لگائی۔ کہ اس طرح سے خوشی کرو یا اس طرح سے نہ کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی خوشی مناتے ہیں۔ ہاں میں بھی اپنی ولادت کی خوشی مناتا ہوں میں ہر سوموار کو روزہ رکھتا ہوں کہ اس روز میری پیدائش ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا میلاد منانا روزے سے ہے اور ہمارا منانا ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عبادت کر

رہے ہیں روزہ رکھ رہے ہیں اور ہم انبیاء علیہم السلام کا ذکر کر کے عبادتِ رب کر رہے ہیں پھر اس میں فرق کیا ہے۔ اور کون سا فتویٰ ہم پر لگ رہا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر سو موافق روزہ رکھنا حدیث شریف سے ثابت ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی میلاد منارہے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ مشہور حدیث ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی تیزی اور عجلت میں حضرت عامر انصاری کے گھر تشریف لے گئے دروازے پر دستک دی حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو دیکھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندر کون کون ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں میری بیوی ہے اور ہمارے بچے ہیں اور تو کوئی نہیں ہے۔ فرمایا کہ کیا کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی باتیں کر رہے تھے فرمایا اس کے علاوہ اور تو کچھ نہیں کر رہے تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں کر رہے تھے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا کہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف ہی کھل رہے ہیں۔ اور فرمایا کہ جو ایسا عمل کرے گا۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائے گا اس کے گھر کی طرف بھی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کے باعث ہی ہماری بچت ہوگی۔ اس لئے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناد کہ تمہاری طرف بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل جائیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مسجد نبوی میں

تشریف فرما ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے حضرت نوح علیہ السلام نوحی اللہ تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو کو سن لیا ہے لیکن میری طرف بھی دیکھو کہ میں کون ہوں۔ فرمایا کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اور خلیل میں کیا فرق ہے فرمایا کہ خلیل وہ ہوتا ہے جو ایسے کام کرتا ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے وہ اپنا ہر کام رب کی رضا کے لئے کرتا ہے لیکن حبیب وہ ہوتا ہے کہ جس کو اس کا رب راضی کرتا ہے۔ یہ میلاد منانے کا طریقہ ہے یا اللہ اس پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرما۔ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے ہیں یا اللہ ہمیں ان کی رکاوٹ سے بچا۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سرمایہ حیات ہے۔ سرمایہ حیات وہ ہوتا ہے کہ جس نے ساتھ جانا ہے۔ یہ کوٹھی یہ کاروبار یہ رشتہ دار، ابا جی، امی، بہن بھائی کوئی ساتھ نہیں جائے گا۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ جائے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لے آتے ہیں آپ جب قبر میں جائیں گے تو نکیرین کے آنے سے پہلے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری قبر میں تشریف فرما ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ یہ میرا نعت خواں ہے اس کو چھوڑ دو۔ کروڑوں نعت خواں آئے چلے گئے کس کو خبر ہے کہ کون آیا کب آیا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کا علم ہے۔ قبر میں سوال ہوں گے تو بندہ گھبرا جائے گا، سوال کے جواب نہیں دے سکے گا۔ فرماتے کہیں گے اب تیار ہو جا تیرے لئے جہنم کی کھڑکی کھلنے

والی ہے جواب قیامت تک بند نہیں ہوگی۔ ایک بندہ نہایت حسین و جمیل قبر میں آجائے گا اور فرشتوں سے کہے گا کہ پیچھے ہٹ جاؤ اس کو چھوڑ دو میں تمہارے سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ فرشتے سوال کریں گے اور وہ ہستی اس میت کی طرف سے جواب دے گی بندہ پاس ہو جائے گا اور اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ نکیرین واپس چلے جائیں گے۔ وہ ہستی بھی جانے والی ہوگی لیکن بندہ اس کا دامن پکڑے گا اور پوچھے گا کہ آپ کون ہیں آپ نے بڑی مہربانی فرمائی مجھے بچالیا ہے۔ وہ فرمائے گا کہ میں تیرا پڑھا ہوا درود شریف تیری پڑھی ہوئی نعت ہوں۔ میں تیری سنی ہوئی نعت ہوں۔ نعت سنائی تو نعت خوان نے ہے میں نے تو نہیں سنائی میں نے صرف سنی ہے۔ ایک نعت جو میں نے سن لی وہ قبر میں میرے کام آگئی۔ میری بخشش کا بہانہ بن گئی۔ شیطان رو رہا ہے ہم ہنس رہے ہیں۔ یہ بتائیں یہ ساری بات چیت کس کو اچھی لگی ہے جسے اچھی لگی ہے وہ ہاتھ کھڑا کر دے۔ (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) اب وہ ہاتھ کھڑا کرے جس کو میری یہ بات چیت اچھی نہ لگی ہو (کوئی بھی ہاتھ کھڑا نہیں ہوتا) میں نے یہ سوال اس لئے کیا ہے کہ ایک بندے نے تقریر کی۔ جس طرح سے میں عرض کر رہا ہوں۔ ایک بندے کو اس کی تقریر بہت اچھی لگی سرور آ گیا۔ تقریر کرنے والا مقرر فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور فرمایا کہ تو وہی بندہ ہے کہ جس کی بات چیت کچھ اور تھی اور اعمال کچھ اور تھے۔ یعنی تیرے قول و فعل میں فرق تھا۔ یہ منافق کی نشانی ہے منافق وہ ہوتا ہے کہ جس کے قول و فعل میں فرق ہوتا ہے اس کی زبان پر کچھ اور ہوتا ہے اور دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور۔ عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

میں تیرے گناہ معاف کرنا ہوں کہ تیری تقریر سے میرے بندے کو مزہ آ گیا تھا۔ اس کے مزہ آنے کی وجہ سے میں نے تمہیں بخش دیا اور اسے مزہ آ گیا سرور آ گیا میں نے اسے بھی بخش دیا اور تم دونوں کی وجہ سے میں نے محفل کے تمام شرکاء کو بخش دیا۔ یہ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہوا ہے۔ یہ اولیاء اللہ سے متعلق مستند کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ کسی مقرر نے تقریر کی تو سرور کسی سینے والے کو آ گیا۔ جس سے اس کی بخشش ہو گئی۔ اور اس کی بخشش کی وجہ سے مقرر کو بھی بخش دیا گیا اور ان دونوں کی وجہ سے محفل میں شریک تمام لوگوں کو بخش دیا گیا۔ اب آپ تمام نے ہاتھ کھڑے کئے ہیں کہ آپ سب کو بڑا مزہ آیا ہے اس لئے آپ تمام بلا شک و شبہ جنتی ہیں اور یہ بخشش کس وجہ سے ہوئی ہے یہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو میں نے کیا ہے اور آپ نے سنا ہے۔ ذکر خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہوا ہے حضرت سرکار غوث الاعظم کا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے حضرات یہ سرمایہ حیات ہے اس نے قبر میں بھی ساتھ جانا ہے۔ یہ میزان پر بھی ساتھ رہے گا۔ یہ حشر میں بھی ساتھ دے گا۔ حشر کے روز تمام چاند ستارے سورج روشنی دینے والے تمام عناصر ختم کر دئے جائیں گے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو جائے گا ایک بندہ ایسا ہوگا کہ وہ روشنی میں ہوگا اس کیلئے تاریکی نہیں ہوگی۔ یا اللہ یہ ایسا کیوں ہے۔ آواز آئے گی کہ یہ درود شریف پڑھنے والا ہے یہ نعت پڑھنے والا ہے ان کے صدقے سے اس کو آج نور مل رہا ہے۔ دنیا میں تو روشنی مل جاتی ہے بجلی بند ہو تو دوسری روشنی کر لی جاتی ہے۔ موم بتی، چراغ، ایمر جنسی لائٹ یا جزیٹر وغیرہ جل جاتے ہیں وہاں ان سے کچھ نہیں ہوگا۔ وہاں اگر روشنی ملتی ہے تو وہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ملتی ہے۔ یہ پٹا صراط پر بھی

روشنی کرے گا قرب نبی میں لے جانے والی چیز نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔
حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کی پہچان نعت مصطفیٰ ہے
ذکر مصطفیٰ ہے اس کو مان جاؤ گے تو بیٹھ پار ہو جائے گا۔ نعت خواناں حضرات اپنے
طرز میں نعت شریف پڑھتے ہیں دلوں کو گرما دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زور بخشن زور
زبان اور زور لحن اور بھی زیادہ عطا فرمائے اور ہمیں سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری
ایک پہچان درود و سلام ہے آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

ایک بات یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی پریشانی ہے۔ تم مقروض ہو تمہاری کوئی
حاجت ہے تو سورت شوریٰ آیت نمبر 19۔ اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ
وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ کو اپنا وظیفہ بتائیں۔

جس شخص کا یہ وظیفہ ہے اور اسے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے
عطا ہوا ہے اس کے مصطفیٰ کے نیچے سے روپے نکلتے ہیں۔ مصطفیٰ کے نیچے رقم نہیں ہوتی
لیکن اس وظیفہ سے وہاں سے بھی رقم مل جاتی ہیں۔ اسی لئے ہی تو شیطان روتا ہے
اللہ تعالیٰ شیطان اور رونے سے بچائے یا اللہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
نور پھیلا دے۔ جو آئے بیٹھے ہیں ان کے دامن مرادوں سے بھر دے۔ جو کوئی حاجت
لے کر آیا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے وہ پوری ہو جائے آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا الْاِلْبَالٰغَ الْمَعِيْنِ

خطاب پانچویں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آستانہ عالیہ نقشبندیہ فیصل آباد شریف

10-03-2009

میلاد مصطفیٰ ﷺ منانا سعادت ہے

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
دُرِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
اسی دید سے بنے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں پر بہت اعتراض ہوتے ہیں۔ آپ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی دیر کے لئے پس پردہ کر دیں اور یہ بتائیں کہ آپ پاکستان کا میلاد تو مناتے ہیں نا۔ وہ تو شرک کے زمرے میں نہیں آتا۔ یوم پاکستان تو حکومتی سطح پر منایا جاتا ہے۔ ایٹم بم کا میلاد بھی ہم مناتے ہیں یہ کوئی شرک تو نہیں ہے نا۔ یہ بدعت بھی نہیں ہے۔ نزول قرآن مجید کا دن بھی مناتے ہیں۔ ہر سال لیلۃ القدر آتی ہے اور ہم اس روز نزول قرآن کو مناتے ہیں۔ آپ میں سے ہر کوئی اپنا میلاد بھی مناتا ہے اپنے بیٹے کا۔ اپنی بیوی کا یوم پیدائش مناتے ہیں شادی کا دن بھی سال بعد مناتے ہیں کتنے ہی میلاد منائے جاتے ہیں لیکن ان پر بدعت اور شرک کا فتویٰ نہیں لگتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ پاکستان آیا کہاں سے ہے۔ ایٹم بم ہمیں کہاں سے ملا ہے۔ تو خود کہاں سے آیا ہے۔ تیرا بیٹا کہاں سے ملا ہے۔ آپ جس چیز کا بھی میلاد مناتے ہیں۔ Happy birth day مناتے ہیں۔ Happy New year مناتے ہیں۔ Merry Christmas مناتے ہیں یہ صرف پاکستان میں ہی نہیں پوری دنیا میں بڑی دھوم دھام سے Merry Christmas منایا جاتا ہے۔ یہ Merry Christmas کیا ہوتا ہے یہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش منانا تو شرک نہیں ہے وہ جائز ہے لیکن حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کہاں سے تشریف لے آئے حضرت مریم Merry Maryam کہاں سے آگئیں حضرت آدم علیہ السلام کہاں سے آئے حضوت حوا کہاں سے آئی ہیں۔ آسمان کہاں سے آیا ہے زمین کہاں سے آئی۔

جنت کہاں سے بنی۔ آپ ذرا ان کا کھوج تو نکالیں کہ یہ کہاں سے بنے ہیں کہ جن کا میلاد ہم مناتے ہیں اور میلاد منانے کو تیار ہیں اور ہم پر کوئی شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں لگتا۔ یونیورسٹی کا یوم تائیس مناتے ہیں۔ ہر ادارہ ہی اپنا یوم تائیس مناتا ہے کہ یوم تائیس کیا ہے کہ اس روز وہ ادارہ قائم ہوا تھا اس روز اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتادیں کہ تمام چیزیں کہاں سے آئی ہیں تاکہ ہمارے دل سے شک دور ہو جائے کہ جن چیزوں کا ہم میلاد مناتے ہیں وہ تو جائز ہے لیکن جس کی وجہ سے ہمیں یہ نعمتیں نصیب ہوئی ہیں اس کا میلاد منانا کیوں جائز نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کائنات کہاں سے بنی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کہاں سے آئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا ہے۔ تاکہ ہم اس کا میلاد منائیں جو سب سے پہلے پیدا فرمایا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے پرتو سے اس کے فضل اور کرم سے آسمان بن گئے زمین بن گئی۔ کائنات بن گئی سمندر بن گئے پاکستان بن گیا اور پاکستان کا انیم بم بن گیا۔ تو بن گیا اور تیرا بیٹا بھی بن گیا تیری تو اصل ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک ہے۔ تو کیا اس نور کی خوشی میں تو میلاد نہیں منائے گا۔ اگر تو انکار کرتا ہے تو دراصل تو اپنا ہی انکار کر رہا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار نہیں ہے۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرتا ہے وہ مرتد ہوتا

ہے جو یہ کہے کہ یہ نئی آخری نئی نہیں ہے وہ کون ہے۔ وہ بھی مرتد ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں مانتا وہ بھی مرتد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراج المہیر ہیں اور اس نور کے صدقہ میں ساری کائنات ملی ہے۔

قرآن ملا ان کے صدقے ایمان ملا ان کے صدقے
رحمان ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں
قربان میں تیری بخشش کے

یہ جو تمام چیزیں ہیں یہ سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہیں۔ جب ان چیزوں کا میلاد جائز ہے تو جوان کی اصل ہے اس کا میلاد منانا کیوں جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔ (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان سب کے دھن دولت سے بہتر ہے۔“ تیرا بیٹا رحمت ہے کہ نہیں ہے یہ نعمت ہے کہ نہیں ہے یہ سب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہی ہیں تو اپنے بیٹے کا میلاد منا رہا ہے تو اس ذات کا بھی میلاد مناؤ جس کی وجہ سے تمہیں یہ بیٹا ملا ہے جس کی وجہ سے تو یہاں آیا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں جب ان کے نور سے تیرا عمل بن رہا ہے تیرا ایمان بن رہا ہے تیری ہستی بن رہی ہے تیرا سب کچھ بن رہا ہے۔ تو کیا اس کے میلاد کی خوشی تو نہیں منائے گا۔ مثال کے طور سے دیکھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان کہاں سے آیا ہے پروفیسر صاحب آپ ہی بتائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان کہاں سے ملا ہے حالانکہ انہیں تو ایمان لانے کی کوئی خواہش نہیں تھی۔ وہ تو

نگلی تلواری لے کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کے ارادے سے آ رہے تھے۔ پھر ان کو ایمان کیسے ملا ہے ان کو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ایمان ملا ہے یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر کو ایمان نصیب فرما دے اور ایسا ایمان عطا فرما کہ اس سے اسلام کو بھی عظمت ملے۔ دوسرے لمحہ وہی بندہ جو ایک قاتل کی شکل میں آ رہا تھا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھا کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھ رہا ہے۔ اور یہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہستی ان کی یہ عظمت کہاں سے آئی ہے آپ کا ایمان کہاں سے آیا ہے۔ آپ سے اسلام کو جو عظمت ملی ہے وہ کہاں سے آئی ہے۔ اور جس سے آئی ہے تو پھر اس کا میلاد مناؤ۔ آپ کسی بھی چیز کو دیکھ لیں اس کی وجہ اس کی اصل میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں جن کا نام لینے سے میری توبہ قبول ہوئی ہے میری بخشش ہوئی ہے الہی بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام یہ وہ ہستی ہے کہ اگر اس کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ ان اگر کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اگر ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ ہی ظاہر نہ ہوتے اپنا رب ہونا ظاہر نہ فرماتے تو ہمیں قرآن مجید کہاں سے ملتا جس کا شان نزول اور لیلۃ القدر منا منا کر تو اپنی قسمت کو سنوار رہا ہے۔ وہ بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ

سے ہی ملا ہے۔ تاریخ میں کسی بھی چیز کو دیکھ لیں۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کو دیکھ لیں، قرآن مجید کو دیکھ لیں۔ بدر کی فتح کو دیکھ لیں۔ جنگ خیبر کو دیکھ لیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حافظہ دیکھ لیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جرنیل اعظم ہونا دیکھ لیں ان سب کی اصل میں جو نور ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے آپ اگر ان چیزوں کا میلاد مناتے ہیں ہر سال ان کی خوشی مناتے ہیں تو جس ہستی کے نور سے یہ سب کچھ ملا ہے تو اس کے میلاد پر خوشی کیوں نہ منائیں اس کا چرچا کیوں نہ کیا جائے تیرا میرا ایمان ان سے ہے کسی بھی عالم سے پوچھ لیں کہ ایمان کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ملے گی تو میرا ایمان بن جائے گا۔ اگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں ہے تو ایمان کہاں سے ملے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ محبت کہاں سے آتی ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ماخذ کیا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پہلے میں کسی خوش نصیب سے محبت کرتا ہوں پھر اس کے صدقے میں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جس سے اس کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے جب میرا ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہے اور محبت مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرما رہے ہیں تو پھر میری ہستی۔ میرا ایمان انہی سے ہے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک شعر میں بند کر دیا ہے۔

وہی نور حق وہ ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان، زمین نہیں کہ زمان نہیں

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

ہر چیز کی اصل نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کے صدقے سے سب کچھ ہے حضرت مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ دیکھیں۔

ایس صورت نوں میں جان آ کہاں کہ جان جہان آ کہاں

سچ آ کہاں تے رب دی شان آ کہاں جس شان توں بنیاں سب شاناں

اللہ تعالیٰ اس شان کو منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ چند الفاظ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنا مقصود ہو تو یوں کہہ لیجئے کہ لوگ عالم ہیں تو میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ہے اب جس کو علم ملتا ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتا ہے۔ لوگ عالم ہیں ضرور عالم ہیں لیکن علم حاصل کر کے عالم بنے ہیں۔ اور علم کون ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لوگ مومن ہیں ایمان والے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان ہیں۔ لوگ سچے ہیں میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سچاوت ہے لوگ حق پر ہیں لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حق ہیں ہر چیز کا مصدر میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے لوگ فاتح ہیں لیکن میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح ہیں۔ فتح ہوگی تو فاتح بھی بنیں گے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ ہی اس دنیا میں اور نہ ہی حشر کے دن ہے۔ آپ یہ کہیں گے کہ علم تو کالج اور یونیورسٹی سے ملتا ہے۔ میڈیکل یونیورسٹی سے علم حاصل کرتے ہیں انجینئرنگ کالج یونیورسٹی سے علم حاصل ہوتا ہے۔ لیکن دیکھو کہ علم کہاں سے ملتا ہے حضرت سرکار غوث اعظم

رحمۃ اللہ علیہ جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو تقریر ہی بھول گئے حالانکہ 35 سال علم حاصل کرتے رہے لیکن جب تقریر کے لئے اٹھے تو تقریر ہی بھول گئے آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چار سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل تھی محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی ہر محفل میلاد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اسی طرح سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے تقریر کیوں نہیں کرتے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو سارا علم ہی بھول گیا ہے۔ فرمایا منہ کھولو۔ جب آپ نے منہ کھولا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔ حضرت سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے ساری کائنات کے علم آ گئے۔ اس لئے لوگ عالم ہیں تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ہیں اس زمانے کے حکیم الامت کون ہیں۔ یہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت علامہ صاحب آپ حکیم الامت کس طرح بنے ہیں فرمایا کہ میں نے حضرت وانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بیٹھ کر ایک کڑور مرتبہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دور و شریف پڑھا ہے میں حکیم الامت بن گیا ہوں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دور و شریف پڑھنے سے حکیم الامت بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونا ہے وہ سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہے۔ کسی کے پلے میں اپنا کچھ نہیں ہے۔

اصالت کل، سیادت کل، امارت کل، امامت کل
ولایت کل، حکومت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

جب سب کچھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں ہے تو حکومت بھی انہیں سے
ہی ملے گی۔ چشتی صاحب کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت ہے۔
یہ بیمار ہو گئے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے انہیں زندگی عطا کر دی ان کو عمر بھی عطا کر دی۔ ان کو شفا دے دی کون شفا دیتا ہے
کون زندگی عطا کرتا ہے فرمایا اللہ مُعْطِی وَاَنَا قَاسِمُ اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے اور
میں تقسیم کرتا ہوں۔ یہ عقیدہ ہے۔ حشر والے دن اللہ تعالیٰ اسم مُسْتَقِمْ کے ساتھ
جلوہ گر ہوں گے۔ یہاں تو بڑا زور لگا رہا ہے ہو کہ بس اللہ ہی اللہ ہے اور کوئی کچھ نہیں
ہے وہ رحیم ہے وہ بڑا کریم ہے تو قیامت کے روز پھر اس کی طرف کیوں نہیں جاتے
کیا وہ رحم نہیں کیا وہ کریم نہیں اگر ہے تو پھر جاؤ اس کی طرف کوئی نہیں جائے گا۔
انبیاء علیہم السلام بھی نہیں جائیں گے۔ رک جائیں گے بول نہیں سکیں گے تو سب کو
خیال آئے گا کہ شفع ڈھونڈو۔ آج عمل کام نہیں آئیں گے آج شفاعت ہی کام
آئے گی اس روز اپنے اعمال پیش کرو تو سہی۔ یہ میرا روزہ ہے یہ میری نماز ہے۔
یہ میرا حج ہے، یہ میری زکوٰۃ ہے، یہ میری قربانی ہے، یہ میرا حفظ ہے۔ اگر طاقت
ہے تو اللہ کے سامنے پیش کرو۔ لوگ اپنے اعمال کیوں پیش نہیں کریں گے۔ اس
لئے کہ بخشش اعمال پر نہیں ہے۔ بخشش نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں
ہے جس کو بخشش عطا ہوگی وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ہوگی
ان کی شفاعت سے ہوگی۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض

کریں گے یا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے شفاعت فرمائیں وہ کہیں گے کہ میں نہیں کر سکتا۔ اِذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے سب جواب دیں گے کہ آج ہماری طاقت نہیں ہے۔ ایک لاکھ جوئیں ہزار انبیاء علیہم السلام کے در سے دھکے کھا کھا کر لوگ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائیں گے۔ عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے اَنَا لَهَا اے لوگو میں تو بتا ہی تمہارے لئے ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرمائیں گے اور جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نہیں ملے گی وہ ہلاک ہو گیا۔ وہ مر گیا۔ اپنے اعمال پر ناز کرنے والو ذرا حدیث شریف سنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اعمال کی بنیاد پر جنت نہیں دی ہے۔ میں نے جنت اپنے فضل و کرم سے دی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے۔ فرمایا میری رحمت رحمۃ اللعالمین ہے، جس نے رحمت لیتی ہے وہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے لے۔ قیامت کے روز ساری مخلوق جھولیاں پھیلا کر میرے در پر کھڑی ہوگی۔ اور عرض کرے گی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑھ کر اعمال کس کے ہیں مجھے دکھاؤ اس ملک میں کون ہے جو حکومت سے ٹکر لینے والا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارے بت توڑے ہیں۔ آگ میں پھینک

دیئے گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بچانے کے لئے آئے تو فرمایا کہ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ گلزار کر دی کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک تھا۔ ملک سے نکال دیئے گئے، بیوی بچے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنگل میں چھوڑ آئے۔ بچے کے گلے پر چھری چلا دی۔ کیا آج کوئی ایسے اعمال کرنے والا مل سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جھولی پھیلائے کھڑے ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔

اعلٰی حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے رعب کی وجہ سے رک جائیں گے، میں ان کا راہبر ہوں گا۔ مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام چپ کر جائیں گے میں ان کا خطیب ہوں گا مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وہ جھولی پھیلا کر مجھ سے شفاعت مانگیں گے میں ان کا شفیع ہوں گا مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر کیوں نہیں ہے فرمایا فخر وہ کریں جن میں نبی ہوں۔ ہم فخر کریں کہ وہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حشر کا جو نقشہ ہے وہ اصل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت بیان کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ حساب کتاب تو صرف اتنے وقت میں ہو جائے گا کہ جتنے عرصہ میں ایک جوان آدمی بکری کا دودھ نکال لیتا ہے۔ باقی سارا وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈھونڈنے اور پھر ان کے گیت گانے میں صرف ہو گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہو گا پھر محفل سج جائے گی۔ محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سجے گی نعت خوانی شروع ہو جائے گی۔ نعت خواں اس روز اللہ تعالیٰ خود ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کا محتاج نہیں بنایا ہے کہ آپ ان کے گیت گائیں گے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہو گی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔ ہم تو صرف اپنا ہی فائدہ لینے کے لئے کرتے ہیں شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہم بیان ہی نہیں کر سکتے۔

مَا اِنْ مَلَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مَلَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

کوئی شخص اپنے اشعار سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں کر سکتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے کر اپنی قسمت کو سنوار لیتا ہے۔ ہم بھی یہی کچھ کر رہے ہیں اور اتنی غیر معیاری نعت خوانی کے باوجود وہ اپنا پورا کرم فرما رہے ہیں۔

کہ سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

سننے والے کی یہ شان ہے تو سنانے والے کی عظمت اس سے بھی بڑھ کر ہے اور لکھنے والی کی عظمت تو اس سے بھی بلند تر ہے۔ کوئی بھی نعت ہو وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق نہیں ہے۔ لیکن یہ ان کا کرم ہے کہ وہ قبول فرما لیتے ہیں۔ اور اتنا کرم ہوتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک محفل میلاد میں آجانے سے بیس لاکھ بری محفلوں میں آنے کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور جب ہم آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں لیکن محفل میں جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے ہیں تو وہ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں اور جب ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے تو جنت چل کر تمہارے قدموں میں آ جاتی ہے۔ لہذا ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ جب جنت عطا فرماتا ہے تو ہمیشہ کے لئے عطا کرتا ہے۔ ایک دفعہ کوئی جنت میں داخل ہوتا ہے تو پھر اسے باہر نہیں نکالا جاتا۔ یہ جنت کون دیتا ہے یہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت ملتی ہے۔ جس کے ذکر سے جنت ملتی ہو تو پھر اس کا میلاد منانا چاہئے خوشی کرنی چاہئے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روز بھی ایک تنگ ہوا تھا آج بھی لوگ تنگ ہوتے ہیں۔ وہ شیطان تھا جو تنگ ہوا تھا آج بھی کچھ لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یہ رسم نئی نہیں ہے پرانی ہے اور یہ شیطان سے شروع ہوئی ہے جو ہمارا پکا دشمن ہے کھلا دشمن ہے۔ عَدُوٌّ اَلْمُؤْمِنِ ہے۔ شیطان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر ناخوش ہو رہا ہے تو جو شیطان کے دشمن ہیں وہ خوش ہیں وہ خوش ہو رہے ہیں اور جو شیطان کی طرف والے ہیں اس کی پارٹی والے ہیں وہ بھی ناخوش ہو رہے ہیں اس لئے میری عرض ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے میں ہی

ہماری خیر ہے۔ ہماری بھلائی ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک روپیہ خرچ کرے اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے پاس بن جاتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان اور اسلام بچانا چاہتے ہو تو یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائے بغیر نہیں بچ سکتا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتمہ باخیر اسی کا ہوگا جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائے گا۔ اہل حدیث کے ایک عالم ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مناتا وہ کافر ہے یہ اس کا فتویٰ ہے اس کا یہ فتویٰ ہم بھی مان رہے ہیں۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر خوش نہ کرے وہ کون ہوتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ خوشی سے میلاد مناتے ہیں ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ جو مجھ سے خوش ہیں میں ان سے خوش ہوں یہ جو کچھ اہتمام مقبول صاحب نے کیا ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجائی ہے یہ دراصل ہمیں جنت لے کر دے رہے ہیں۔ خود اپنے لئے بھی جنت خرید رہے ہیں۔ اپنے والدین اپنے عزیز و اقارب اور اپنے خاندان کے لئے جنت کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ جنت چل کر تمہارے قدموں میں آگئی ہے اور جنت سے بھی بڑھ کر ایک چیز ہے کہ۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مدینہ ہمیں کس طرح سے مل جاتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوتا ہے جب مجھ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے جب نعت شریف پڑھی

جاتی ہے تو وہ ساری جماعت اٹھا کر میرے سامنے میری قبر اقدس میں رکھ دی جاتی ہے میں پہچانتا ہوں کہ مقبول حسن صاحب ہیں ان کے والد صاحب کا نام یہ ہے ان کی یہ قوم ہے۔ یہ نہیں کہ صرف مقبول حسن صاحب کو بلکہ آپ جو تمام بیٹھے ہوئے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کو جانتے پہچانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پہچان میری اور تیری بخشش کا بہانہ ہے اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ قبر اقدس میں لے جانے والی چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے بڑی حوصلہ افزا بات لکھی ہے اس میں جہاں ہمارا کردار ہے وہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا بھی ہے۔ ایک نوجوان اپنے والد صاحب کے ساتھ حج کرنے جا رہا تھا۔ والد صاحب فوت ہو گئے اس کا سر گدھے جیسا بن گیا اور سیاہ رنگ ہو گیا۔ وہ نوجوان بڑا پریشان تھا کہ اس کا جنازہ پڑھانے کیلئے کس سے کہوں۔ کون اس کو غسل دے کون اس کو کفن دے کون اس کی قبر بنائے۔ کس کو اس کا چہرہ دکھاؤں۔ رات ہو گئی وہ نوجوان سخت پریشان ہے ایک ہستی تشریف لے آئی نورانی چہرہ اور چہرے سے نور نکل کر پورے ماحول کو منور کر رہا ہے اس ہستی نے میت کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ تو اس کا چہرہ انسانی بن گیا اور نورانی بھی ہو گیا۔ لڑکا خوش ہو گیا اس کی پریشانی دور ہو گئی وہ ہستی واپس جانے لگی تو اس نے ان کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ آپ کون ہیں آپ نے بڑی مہربانی فرمائی۔ فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کا چہرہ کیوں بدل گیا تھا۔ اس کا رنگ کیوں سیاہ ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ یہ سو دکھاتا تھا اب آپ دیکھ لیں

کہ اس زمانہ میں کون ہے جو سود نہیں کھاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں P.L.S کیا ہوتا ہے۔ یہ سود ہوتا ہے ہم سود ہی کھا رہے ہیں اس لئے ہمارا حشر وہی گدھے والا ہی ہے لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی ہماری بخشش ہوگی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سود خور تھا پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی فرمائی آپ پھر بھی تشریف لے آئے فرمایا کہ یہ سود خور تھا لیکن یہ درود شریف بھی پڑھتا تھا اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھا کرتا تھا۔ اس لئے میں آیا ہوں۔ ہم بھی یہی کچھ کرتے ہیں سود بھی کھاتے ہیں ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کرتے ہیں ہم جھوٹ بھی بولتے ہیں اور فریب بھی کرتے ہیں لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرتے ہیں ہمارا کردار اس شخص سے بدتر ہے اس میں ایک برائی تھی ہم میں لاکھوں برائیاں ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ہمیں موت آئے۔ بدتر موت آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور ہماری موت کو بھی حسین بنا دیں۔ امید ہے کہ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کام آئے گا۔ کسی عمل کی قبولیت کا سرٹیفکیٹ کون دے سکتا ہے کہ یہ قبول ہوگئی ہے۔ قربانی کی ہے کیا یہ قبول ہے۔ حج روزہ زکوٰۃ ہم کرتے ہیں کیا یہ قبولیت کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں۔ ہاں ایک چیز کی قبولیت کا سرٹیفکیٹ میں بھی دے سکتا ہوں کہ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دیا ہے کہ جب تم درود شریف اور نعت شریف پڑھتے ہو تو یہ ہر حال میں قبول ہے۔ خواہ تیرے منہ سے شراب کی بو ہی کیوں نہ آ رہی ہو۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قبول ہونے والی چیز ہے اور یہ ہماری پہچان اور ہماری نجات ہے۔ نجات کا اور کوئی نہ ذریعہ ہے نہ معیار ہے اگر نجات کا کوئی سبب ہے تو

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق نہ نعت پڑھ سکتے ہیں نہ ہی میلاد منا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا میلاد منانا بھی دیکھو کہ اس نے آسمان کے ستارے اتار دئے اس کے مقابلہ میں جو آپ نے یہ بلب لگائے ہیں ان کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شرق و غرب میں جھنڈے لگا دیئے بیت اللہ شریف پر جھنڈے لگا دیئے۔ تمہاری یہ جھنڈیاں ان کا کیا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بدن مبارک سے اتنا نور نکلا کہ بصرہ کی ٹکیاں اور شام کے محلات روشن ہو گئے اور آپ کی یہ کی ہوئی روشنی اس گلی کو بھی روشن نہیں کر رہی ہے یہ ہماری اوقات ہے وہ اللہ تعالیٰ کا میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا طریقہ ہے لیکن یہ ہے تو سنت الہی، جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ اگر آپ فتویٰ لگاتے ہو کہ یہ بدعت ہے تو پھر فتویٰ اللہ تعالیٰ پر لگاؤ ہم پر کیوں لگاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاری فرمایا ہے ہم اس کی نقل کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سو موافق روزہ رکھتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ روزہ کیوں رکھتے ہیں فرمایا کہ اس روز میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی خوشی میں روزہ رکھتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت باسعادت کی خوشی منائی ہے۔ ہم نے خوشی سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر لیا۔ خوشی سے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منالیا۔ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ذکر انبیاء علیہم السلام حدیث شریف کی رو سے عبادت الہی ہے۔ روزہ بھی عبادت الہی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عبادت الہی ہے اس لئے ہم یہ کر رہے ہیں۔ ابولہب کافر ہے کفر پر مرا ہے اس کی مذمت میں قرآن مجید میں ایک پوری سورت آئی ہے۔ جس

دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو ابولہب کی خادمہ ثویہ خوش خبری لے کر آئی کہ آپ کے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب خوش ہو گیا اور اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ اپنی نوکرانی کو میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے آزاد کر دیا۔ ابولہب فوت ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے بھائی تیرا کیا حال ہے۔ وہ کہتا ہے کہ برا حال ہے ہر طرف آگ ہی آگ ہے۔ یاس ہی یاس ہے۔ مر رہا ہوں سخت تکلیف میں ہوں لیکن ایک چیز ہے کہ ہر سوموار کو اس انگلی سے کہ جس سے میں نے ثویہ نوکرانی کو آزاد کیا تھا، ٹھنڈا ٹٹھا شربت نکلتا ہے۔ وہ میں پی لیتا ہوں تو چھ دن کی یاس بکھ جاتی ہے تازہ دم ہو جاتا ہوں۔ اب سوچو کہ ایک کافر نے بھی میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منائی تو اس کا یہ عمل بھی ضائع نہیں ہوا۔ پھر یہ تیرا میرا عمل کس طرح سے ضائع ہو جائے گا۔ مقبول حسن صاحب آپ بتائیں کہ تیرا یہ عمل کس طرح سے ضائع ہو جائے گا۔ کافر مطلق سب سے بڑا اہتر بھی کہنے والا بھی وہی ہے اور اس کے خلاف یہ ساری باتیں آنے والی کہ ”تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ اب دھنستا ہے پیٹ مارتی ہوئی آگ میں وہ۔ اس کی بیوی لکڑیوں کا گھاسر پراٹھاتی۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ۔ (سورت لہب) اس کے تمام اعمال ضائع ہو گئے صرف میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ لہذا جو میلا د مانتے ہیں وہ خوشی کریں تسلی رکھیں کہ یہ عمل ضائع نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو خوشی میں میرا میلا د مانتا

ہے میں بھی اس سے خوش ہوتا ہوں۔ جس سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہیں اس سے اس کا رب بھی خوش ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رب کو راضی کرنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ منانے کی توفیق عطا فرمائے لوگ ٹوکتے ہیں۔ روکتے رہیں گے آپ ان کی باتوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا مومن کی پہچان ہے یہی اس کی نجات ہے۔ یہی سرمایہ حیات ہے۔ یہی ساتھ لے جانے والی چیز ہے۔ ابولہب کے ساتھ کیا چیز گئی ہے یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب تیرے ساتھ کون جائے گا۔ امی نے باپ نے بھائی بہن نے۔ عزیز رشتہ دار نے دوست احباب نے نہیں جانا ہے اگر جانا ہے تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ منانے کی توفیق عطا فرمائے بڑے زور شور سے مخالفین اس کو منانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں لیکن جتنا منانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ اتنا ہی نیا وہ ہو رہا ہے۔ 1950ء میں جب میں طالب علم تھا ان دنوں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس نہیں ہوتے تھے یہ حضرت محدث اعظم حضرت مولانا سر دار محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کئے تھے اب ساری دنیا میں پھیل گئے۔ مخالفین نے جتنا روکنے کی کوشش کی یہ فیصل آباد سے نکل کر سارے پاکستان میں پھیل گئے اب پاکستان سے بھی باہر کے ممالک میں پھیل گئے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی سنی ہیں وہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس نکال کر خوشیاں منا رہے ہیں یہ حضرت مولانا سر دار محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی سنت ہے جو ایک ولی کامل تھے۔ یہ فرشتوں کی بھی سنت ہے فرشتے ہر روز ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام حاضر ہو کر میلاد مناتے ہیں۔ اس دن بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سربراہی میں ستر ہزار آئے تھے اور میلاد منایا

تھا۔ میلا دشریف میں خوشی کی بات یہ ہے کہ ولادت باسعادت ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گر گئے۔ تو جنتی عورتیں اور حوریں موقع پر موجود تھیں تو انہوں نے سنا اور ہمیں بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اُحْسٰی۔ اے اللہ میری امت کو میرے حوالے کر دے میں خود ہی ان کو جنت میں لے جاؤں گا۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کے صدقے ہماری بخشش ہو جائے گی۔ اُس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے طفیل ہماری بخشش ہو جائے گی۔ ان کے ادب کی وجہ سے ہماری بخشش ہو جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی یہودی نے اسم نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا تو اس کی بخشش ہو گئی۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو مانتے ہیں۔ ۔

تعظیم جس نے بھی محمد ﷺ کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مومن ہی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صرف مومن کو حکم فرماتا ہے کہ تو درود شریف بھی پڑھ اور سلام بھی پڑھ۔ اللہ تعالیٰ دوسروں کو نہیں بلاتا ہے۔ جب درود سلام پڑھنے کا حکم ہے تو آؤ پھر کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا الْاِبْلَاحِ الْمَبِينِ

خطاب سالانہ محفل میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

برہائش میاں مقبول حسن صاحب 19-03-09

میلا و شریف وسیلہ نجات ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! آپ ہر سال چودہ اگست کو پاکستان کی سالگرہ کیوں مناتے ہیں۔
اس روز پاکستان معرض وجود میں آیا ہمیں آزادی ملی پاکستان ایک آزاد ملک بن
گیا معاشرتی، معاشی اور مذہبی ہر طرح سے ہمیں آزادی مل گئی۔ میں بھی پروفیسر
بن گیا لیکن اگر پاکستان نہ بنتا ہم انگریزوں کی غلامی میں ہی رہتے تو مجھے کبھی بھی
پروفیسر ہونا نصیب نہ ہوتا وہ مسلمانوں کو تو چڑا سی بھی نہیں لگاتے تھے گھٹیا سے گھٹیا
ملازمت بھی مسلمانوں کو نہیں ملتی تھی۔ آج مسلمان اتنی بڑی بڑی عالیشان
کوٹھیاں بنا کر رہ رہے ہیں۔ اگر پاکستان نہ بنتا تو شاید کوارٹر بھی رہنے کے لئے نہ
ملتے یہ سارا کرم پاکستان کا ہے یہاں آپ نعت پڑھ رہے ہیں نعرے لگا رہے ہیں
اگر یہی کام آپ مسجد نبوی میں جا کر کرو گے تو گرفتار ہو جاؤ گے قید میں ڈال
دیئے جاؤ گے یا فوری طور سے ملک بدر کر دیئے جاؤ گے اگر قید کر لئے گئے تو پھر

عدالت میں حاضری بھی سپاہی کی مرضی سے ہوگی وہ جتنی مدت چاہے تمہیں جیل میں بند رکھ سکتا ہے۔ تمہارا کیس عدالت میں پیش کرے نہ کرے۔ کوئی اپیل کا حق نہیں ہے۔ ہر سال 28 مئی کو ایٹمی دھماکہ کی سالگرہ کیوں مناتے ہو ایٹم بم کی سالگرہ کیوں مناتے ہو اس نے ہمیں دشمن سے تحفظ دیا ہے آج آپ اگر عزت کی نظر سے دیکھے جارہے ہو تو یہ سارا کرم ایٹم بم کی وجہ سے ہے۔ اگر ایٹم بم نہ ہوتا یا پاکستان نہ بنتا تو یہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی بجائے رام رام ہوتی۔ یہاں انگریز کی حکومت ہوتی اور اسی کا حکم چلتا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ پاکستان، یہ ایٹم بم اور ایسی دوسری چیزیں کہاں سے ملی ہیں۔ یہ کس کی عنایات ہیں۔ کائنات کیسے اور کیوں معرض وجود میں آئی ہے۔ آپ خود کہاں سے بنے ہیں۔ بیت اللہ شریف کیسے بنا ہے اور کیوں بنایا گیا ہے۔ یہ خشکی اور سمندر۔ یہ زمین اور آسمان۔ جنت۔ حوریں۔ چاند ستارے اور سارا نظام شمسی کہاں سے آیا ہے۔ آپ پاکستان ملنے کی خوشی منا رہے ہیں یہ بالکل درست ہے۔ آپ ایٹم بم کے حصول کی خوشی منا رہے ہیں یہ بالکل درست ہے لیکن اس کا پتہ تو کرو کہ یہ کہاں سے حاصل ہوا ہے جس نے یہ دیا ہے اس کا بھی تو شکر یہ ادا کرو۔ ذرا غور کرو اور دیکھو کہ وہ کون ہے جس نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ پاکستان بنانے میں قائد اعظم کا بھی کچھ حصہ ضرور ہے اس کی کوشش بھی ہے ہم اس کی یاد بھی مناتے ہیں۔ پاکستانی نوٹ پر اسی کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ لیکن خود قائد اعظم کہاں سے آئے ہیں ان کو بنانے والا کون ہے حضرت آدم علیہ السلام تین سو سال روتے رہے لیکن کوئی بات نہیں بنی۔ طواف بھی کئے۔ سجدے بھی کئے۔ روئے بھی آہ وزاری بھی کی لیکن معافی نہ ملی آخر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم ایک نام کا واسطہ لے لو میں تیری بخشش کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ بخشش کس طرح سے ہوتی ہے اور یہ سب بہاریں کہاں سے اور کس طرح سے ملتی ہیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ میری بس ہو گئی ہے مہربانی فرمائیں اور مجھے جلدی بتائیں کہ کس طرح سے میری بخشش ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اتنا کہہ دو کہ یا اللہ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے۔ جیسے ہی حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فقرہ بولا تو اسی لمحے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو گئی۔

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجات

کسی کو کچھ نہ ملا۔ نہ ہی حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تیرتی۔ نہ عظمت و شوکت و حسن و حشمت یونہی آتا۔ نہ ہی داؤد علیہ السلام کو صحت و راحت ملتی۔ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا ملا۔ نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دم عیسیٰ ملا۔ کسی کو بھی کچھ نہ ملا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں جن کا واسطہ دے کر میری توبہ قبول ہوئی ہے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ آپ حیران ہو رہے ہوں گے کہ پاکستان تو ہم نے ووٹ دے کر بنایا ہے لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کہاں سے آ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اگر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں

تمہیں بھی پیدا نہ فرماتا۔ اے آدم علیہ السلام تو میرا مقصود نہیں ہے مگر مقصود میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اے آدم علیہ السلام صرف یہ نہیں ہے کہ میں نے اگر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو تمہیں بھی پیدا نہ کرنا بلکہ کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔ اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا۔ پھر فرمایا کہ میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرنا اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتانا نہ ہوتا۔ آج جو کچھ تیرے شعور میں ہے جو کچھ تیرے علم میں ہے جو کچھ تیرے پلے میں ہے جو کچھ تیری صحت میں ہے جو کچھ تیری بہاریں ہیں یہ سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی صدقہ ہے اگر پاکستان کی سالگرہ مناتے ہو اور تم پر کوئی فتویٰ نہیں لگتا۔ ایٹم بم کی سالگرہ منانے پر کوئی فتویٰ نہیں لگتا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سالگرہ منانے پر کیوں فتویٰ لگ جاتا ہے۔ یہ شیطانی کام ہے یہ تمام فتویٰ اور اعتراض شیطانی فعل ہے۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو تمام چرند پرند، فرشتے، حوریں، مسلمان جنتی عورتیں اور بندے سب خوشی منا رہے تھے صرف ایک ایسا تھا جو رو رہا تھا چیخ رہا تھا۔ سر میں مٹی ڈالی ہوئی۔ اپنے بال نوچ رہا ہے۔ برا حال کر رکھا ہے وہ شیطان تھا اس کے چھوٹے شیطانوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے اتنے زیادہ انبیاء علیہم السلام آئے۔ حضرت آدم علیہ السلام آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے حضرت نوح علیہ السلام آئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو رویا نہیں تمام انبیاء علیہم السلام کے آنے پر تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی تجھے رونا نہیں آیا اب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو تمہیں اتنی تکلیف کیوں پہنچی۔ پہلے بھی

نہایت ادب سے انہیں پیش کرنا جو پیغام باد صبا دے رہا ہوں
 مریں تو مریں ہم مدینے جا کر ہمیں حشر کو سرخروئی عطا کر
 شہیدانِ کربلا کے تازہ کے لبو کا تجھے واسطہ یا خدا دے رہا ہوں
 مسلسل میری بے کلی گھٹ رہی ہے مقدر کی سب تیرگی چھٹ رہی ہے
 ربّ الصّٰخٰی کے تصور سے صائم شبِ نارِ غم کو ضیا دے رہا ہوں
 یہ تمام بہاریں ان ہی کی وجہ سے ہیں۔ تمہارے اعمال کس طرح سے بنتے ہیں کیا
 آپ خود آئے ہیں۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکارِ بلا تے ہیں آپ یہ کہیں گے کہ ہم
 چونکہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے مسلمان ہو گئے ہیں ہم اپنے
 آپ ہی مسلمان ہو گئے ہیں لیکن یہ بتائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح
 سے فاروقِ اعظم بنے ہیں۔ ان کا کردار دیکھیں ان کی دہشت دیکھو۔ دوپہر کا وقت
 ہے۔ لکوار ہاتھ میں لئے ہوئے آ رہے ہیں کہ کون مجھے روک سکتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں
 کوئی ان کے سامنے بول نہیں سکتا تھا۔ پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو کہا کہ میں محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں وہ ہمارے خداؤں کو ایسا ویسا کہتا ہے مجھ سے یہ
 برداشت نہیں ہوتا میں نے اسے قتل کر کے یہ جھگڑا ہی ختم کر دیتا ہے اور ادھر دوسری
 طرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرما رہے ہیں۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ۔

انہی کی عنایات کا مشکور ہوں میں

انہی کے کرم کو دعا دے رہا ہوں

ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاتل آ رہا ہے ادھر یہ فرما رہے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں
 میں سے ایک عمر مجھے عطا کر دے اور ایسا دے کہ اس سے اسلام کو بھی عظمت ملے

چند منٹوں بعد وہی عمر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھا کلمہ شریف پڑھ رہا ہے۔ اس نے کون سی تفسیر پڑھ لی ہے کون سا حفظ کر لیا ہے کچھ بھی نہیں کیا صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا اثر ہے۔

نبی دی دعا وا اثر ویکھیا

ہتھ ہتھ کے کھلوتا عمر ویکھیا

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کا ایک چھینٹا پڑا تو ایمان نصیب ہو گیا مسلمان ہو کر آ رہے ہیں جب آپ پر اسی نور کا پرتو پڑا تو آپ چل کر یہاں محفل میں پہنچ گئے ہیں یہ نہ کہو کہ ہم آئے ہیں۔ نہ میں ہی اپنے آپ آیا ہوں نہ ہی آپ خود آئے ہیں۔ راستے میں ہزار ہا رکاوٹیں ہیں آپ وہاں کیوں نہیں رکنے ہیں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے اللہ تعالیٰ ایسے کرم کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہی بنے ہیں وہ نہ بنے تو آپ کہاں سے آ جاتے میں کہاں سے آ جاتا۔ باپ نہ ہو تو بیٹا کہاں سے آئے گا۔ کائنات ہی نہ ہوتی تو ہم کہاں سے آ جاتے۔ اتنی زیادہ معدنیات روز بروز نکل رہی ہیں تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہی ہو رہا ہے۔ یہ حافظ فہیم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ جانتے ہیں کہ زمین کے اندر کہاں کیا کچھ ہے لوگ انہیں لاکھوں روپے تنخواہ دے رہے ہیں صرف اس بات کے لئے کہ ہمیں بتا دیجئے کہ زمین میں تیل کہاں ہے یہ بتا دیتے ہیں کہ تیل کتنا ہے آپ وہاں کنواں کھود کر نکال لیں جہاں یہ نشتا بند ہی کرتے ہیں وہاں سے تیل نکل آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی بصیرت اور فراست عطا

فرمائی ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی وجہ سے ملی ہے۔ اس یونیورسٹی کے سارے آفیسران، وی سی، ڈین آف فیکلٹی میرے بیٹے ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب سے علاج کراتے ہیں۔ آپ دوسرے ڈاکٹروں سے علاج کیوں نہیں کراتے تمہیں تو مفت علاج کرانے کی سہولت یونیورسٹی نے دے رکھی ہے۔ ڈاکٹر مقرر کیا ہوا ہے ڈپنٹری موجود ہے۔ ادویات وہاں آپ کو مفت مل رہی ہیں پھر آپ ڈاکٹر صاحبزادہ ریاض الحسن صاحب سے پیسے خرچ کر کے علاج کیوں کراتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شفا ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب کے ہاتھ میں ہے وہ کہیں اور نہیں ملتی ہے یہاں بالکل معمولی خرچ کر کے شفا مل جاتی ہے وہاں ہزاروں خرچ کر کے بھی نہیں ملتی۔ خواہ مخواہ وہاں ادویات کا Reaction ہو جائے گا مرض میں آفاقہ ہونے کی بجائے اضافہ ہو جائے گا۔ یہ ڈاکٹر صاحبزادہ ریاض الحسن دامت برکاتہ العالیہ کو فراست کہاں سے مل گئی ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب بھی شکر کریں اور آپ حضرات بھی شکر ادا کیا کریں کہ یہ فراست یہ بصیرت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے ملی ہے کون ہے جس کے دامن میں اس گھر کی خیرات نہیں ہے۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ہم جو بریلوی بنے ہوئے ہیں وہ اس شعر کی بدولت ہی بنے ہوئے ہیں آپ اس شعر کا انکار کرو گے تو بریلویت سے باہر ہو جاؤ گے۔ سنیت سے ہی باہر بلکہ ایمان سے ہی باہر ہو جاؤ گے۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
 جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
 سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
 جس شان توں بنیاں سب شاناں

اگر کسی میں کوئی شان ہے تو یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت
 ہے۔ آپ کی چشم بیٹا ہے آپ اس سے دیکھ رہے ہیں یہ میرے نبی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنی ہے۔ ہر وجود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے نور سے بنا ہے۔ اسی حدیث شریف کا ترجمہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی
 رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کیا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نُورٍ كَزَوْشَد نُوْر ہَا بیدا
 زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا
 محمد احمد و محمود دے را خالقش بستود
 کز و شد بود ہر موجود زو شد دیدہ ہا بیٹا
 اگر نام محمد رانیا وروے شفیع آدم علیہ
 نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجات
 دو چشم زکینش را کہ مَازَاغَ الْبَصَرِ خوانند
 دو زلف جبرینش را کہ وَلَّیْلِ اِذَا يَغْشٰی
 نہ ایوب از بلد راحت نہ یوسف حشمت و جاہت
 نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا

زُتْرِ سِنَا شِ جَامِی اَلْمِ نَشْرَحْ لَکْ بِرِخَا
زَمْعِرَا جِش چہ می پری کہ مَبْحَانِ اَلْیَئِی اَسْرِی
اسی نعت شریف کا اردو میں ترجمہ یوں ہے کہ۔

- 1۔۔۔۔۔ اللہ اس نور پر صلوة و سلام بھیج جس سے بے شمار نور پیدا ہوئے۔
- 2۔۔۔۔۔ زمین اسی کی محبت میں ساکن ہے آسمان اسی کے عشق میں محو ہے۔
(ہر جسم میں اسی کے عشق کا ذوق ہے ہر دل میں اسی کا شوق ہے ہر زبان پر اسی کا ذکر ہے ہر سر میں اسی کا سوا ہے)
- 3۔۔۔۔۔ اس کے خالق نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمود صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر اس کی تعریف فرمائی۔ اسی کی بدولت ہر شے کا وجود ہے اور اسی سے آنکھوں میں بینائی ہے۔
- 4۔۔۔۔۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لے کر شفاعت نہ کراتے تو نہ حضرت آدم علیہ السلام کو معافی ملتی اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام کو سیلاب سے نجات ملتی۔
- 5۔۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زکسی آنکھوں کی تعریف مَازَا غَ البَصَرِ والی آیت سے اور آپ کی عبرت جیسی سیاہ و خوشبودار زلفوں کی شان وَلَیْسَ اِذَا یَغْشٰی والی آیت سے ظاہر ہے
- 6۔۔۔۔۔ نہ حضرت ایوب علیہ السلام کو مصائب سے چھٹکارا ملتا اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام حکومت اور شوکت نصیب ہوتی۔ نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ ہاتھ آتا اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

ید بیضا کا ہجرہ ملتا۔

7۔۔۔ اے جانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے رازوں کے بارے میں
اَلَمْ نَشْرَحْ والی آیت پڑھ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا حال جانتا ہو تو
مُبَحَّانَ الَّذِیْ اَمْرُیْ والی آیت تلاوت کر۔

یہ جو آنکھوں میں روشنی ہے جس سے ہمیں نظر آ رہا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ
الصلوٰۃ کے نور سے ہے۔ اگر آپ پاکستان کی پیدائش پر خوشی منا سکتے ہو تو پاکستان
کی پیدائش بھی اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی ہے اگر انیم بم کے
حصول کی خوشی منا رہے ہو تو انیم بم دینے والی ہستی درحقیقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی ذات مبارکہ ہے۔ کیا ایسی بری اور بد عمل قوم کو انیم بم مل سکتا ہے یہ تو
غلیل دیئے جانے کے بھی قابل نہیں ہیں۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم
دیکھو کہ ایسی بد اعمال قوم کو بھی انیم بم عطا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
شکرا دا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ تو دنیا کا معاملہ ہے یہ بتاؤ کہ حشر کے روز کیا
ہوگا۔ کیا آپ اپنے اعمال سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ آپ تو ایک طرف رہے کسی
نبی علیہ السلام کو بھی ان کے اعمال کی بنا پر کامیاب کرا کے دکھاؤ۔ نبی پاک علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر کسی بھی نبی علیہ السلام کی بخشش بھی ممکن نہیں ہے
ہم تو ان انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ صفر ہیں بلکہ صفر بھی
نہیں ہیں۔ ہر قسم کی چال بازی۔ جھوٹ فریب دھوکہ ہم میں موجود ہے ابھی نماز ہم
پڑھیں گے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز پڑھو تو ایسے جیسے تم نماز
میں خدا کا دیدار کر رہے ہو کیا تم نے کبھی نماز ایسی پڑھی ہے۔ آپ میں عمر رسیدہ بھی

بیٹھے ہیں وہی بتادیں کبھی ایسی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر دوسرے درجہ کی نماز یہ ہے کہ نماز میں یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ کیا کبھی ایسا خیال بھی تمہیں نماز میں آیا ہے ہماری نماز تو دو نمبر والی بھی نہیں ہے تو ہماری بخشش کیسے کرائے گی۔ یہ نماز اس قابل ہی نہیں ہے۔ روزہ رکھ کر اتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ شاید ہی روزہ پچتا ہو۔ ہمارے روزہ میں تقویٰ نام کو بھی نہیں ہوتا صرف بھوک پیاس ہی ہوتی ہے ایسے روزے نے ہماری بخشش کیا کرانی ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ بھی اپنی جھولی پھیلا کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کھڑے ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے اعمال نہ کسی سے ہوئے ہیں نہ کر سکتا ہے اور نہ ہی کرے گا۔ حشر کے روز بھی سارا کرم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہوگا۔ اگر کوئی ہستی ہوگی جس کے در پر ساری مخلوق کھڑی ہوگی اس کے گرد گھوم رہے ہوں گے تو محض نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہوں گے آج جو اللہ اللہ کرتے ہیں حشر کے روز وہ بھی اللہ کی طرف نہیں جاسکیں گے وہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طلبگار ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع ماننے والا جہنم میں نہیں جائے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شفاعت سے سب جنت میں جائیں گے جو آج شفاعت کے انکاری ہیں قیامت کے روز

انہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب بھی نہیں ہوگی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں احادیث کے مطابق ان کو بہت انعام ملتے ہیں۔ Pakistan day منانے سے ہمیں کیا ملتا ہے صرف خرچہ ہی ہوتا ہے بیٹے کی سالگرہ مناتے ہو تو سوائے خرچہ کرنے اور تمہیں ملنا کیا ہے۔ شادی کی سالگرہ پر ہزاروں خرچ کر رہے ہو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ گے تو تمہارا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کا کیا وزن ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے ان چار یاروں کی سنت اور بات کا وہی وزن ہے جو میری اپنی بات کا وزن ہے اب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق حضرت سیدنا عمر بن خطاب حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کریں گے اور جو کہیں گے ان کو تسلیم کرنا ایسے ہی ضروری ہے کہ جس طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو ماننا ضروری ہے۔ اگر جنت میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمساہنگی چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنا ایمان اور اسلام بچانا چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر بدر کے مجاہدین میں شامل ہونا چاہتے ہو جن کے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بدری ہیں وہ جنتی ہیں۔ جنگ بدر میں شریک ہونے والے تمام مجاہدین کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جنین کی

جنگ میں حصہ لینے والوں کے لئے بھی ایسا ہی انعام ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حنین کی جنگ میں شامل چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ وہ دو ہجری کی بات ہے اب چودہ سو تیس ہجری چل رہا ہے۔ آپ چودہ سو تیس ہجری یا یوں کہہ لیجئے کہ 2009 عیسوی میں تم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ گے تو چودہ سو اٹھائیس اسی سال بعد بھی تم کو بدری ہونے کا شرف عطا ہو جائے گا۔ گھر سے جہاد کے لئے نکلا نہیں ہے لکوار ہاتھ میں لی نہیں ہے مجاہد بنائے نہیں ہے جنگ لڑی ہی نہیں ہے بس میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا تو بدری اصحاب کے برابر مرتبہ حاصل کر لیا۔ صرف میلاد پڑھ دینے سے ہی بدری بن گیا۔ چند روپے خرچ کر لئے تو بدر حنین میں شامل ہونے کا درجہ مل گیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم نبی کے شہر کے دروازہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ خاتمہ بالخیر چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تمہیں رحمت اور فضل ملے تو خوشی مناؤ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلُكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔ (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ کے ہی فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں یہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“

یا اللہ فضل کیا ہے اور رحمت کیا ہے۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ فضل بھی اور رحمت بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ رحمتہ اللعالمین نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب یہ ملیں تو خوشی مناؤ یہ نہیں کہ شیطانوں کی طرح روتے پھرو۔ کہ یہ شرک ہے بدعت ہے، چھوٹے شیطانوں نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں روتے پھرتے ہو۔ سر پیٹے پھرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں طاقت دی

ہے تم اس نومولود بچے کو اٹھا کر ہی لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ تمہاری تجویز تو بہت اچھی ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ اسے اٹھا کر ہی کہیں لے جاؤں اور چھپا دوں۔ وہ بڑی جرأت کر کے گیا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسا پر مارا کہ خدا جانے کہاں جا کر گرا۔ اٹھنے کی طاقت نہ رہی جو رسم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منانے کی کوشش کرتا ہے وہ شیطان کا پیروکار ہے وہ خود شیطان ہے جو لوگ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں آج انہی کی طرف سے نت نئے فتوے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق آرہے ہیں کہ یہ شرک ہے یہ بدعت ہے یہ ناجائز ہے ایسے لوگوں کا مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ان سے متعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے جن میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ کلمہ کو نہیں ہوں گے فرمایا ضرور ہوں گے۔ وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فربانی سب کچھ کریں گے لیکن جب میرے میلاد کی بات ہوگی۔ میری شفاعت کی بات آئے گی میرے علم کی بات آئے گی۔ میرے آخری نبی ہونے کی بات ہوگی تو انکار کر جائیں گے اور اس انکار ہی کی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے سے بچائے۔ یا اللہ آپ ہمیں تو حکم دیتے ہیں کہ خوشی مناؤ کیا آپ نے خود بھی خوشی کی ہے یا اللہ تیرا حبیب ہے کیا اس کے آنے کی خوشی تجھے نہیں ہوئی ہے۔ اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی کا اظہار کس طرح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جھنڈے لگوا دیے۔ شرق و غرب اور بیت اللہ شریف پر جھنڈے نصب کرادیے۔ لہذا اگر تو بھی جھنڈے لگائے گا تو یہ سنت الہی ہوگی پھر تم پر کوئی فتویٰ یا فرد جرم عائد نہیں ہوگی۔ یہ بدعت نہیں ہوگی

بلکہ سنت الہی ہوگی۔ ولادت با سعادت کے وقت اتنا نور نکلا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ مکرمہ کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات دیکھ لئے۔ بصرہ میں چلتے ہوئے اونٹوں کی روشن گردنیں نظر آ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسی نظر عطا فرمائی کہ آپ نے تین ہزار میل دور تک دیکھ لیا۔ ستارے زمین کے قریب آ گئے۔ مکہ کے رہائشی لوگ یہ سمجھے کہ یہ ستارے ہم پر ہی گر جائیں گے آپ نے بلب لگائے ہیں ایک ہے یا دو تم ہیں اس پر بھی فتویٰ لگ جاتا ہے کہ یہ بدعت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمان کے سارے ستارے ہی زمین پر اتار دئے ہیں۔ یہ بلب لگانا روشنی کرنا بدعت کہاں سے ہو گئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ محفل میلاد میں آنا نہیں چاہئے لیکن دیکھیں کہ جنتی عورتوں نے جنت میں ہوتے ہوئے عرض کیا کہ یا اللہ ہماری ایک آرزو ہے ایک تمنا ہے اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں کی ہر خواہش پوری کرتا ہے پوچھا کہ اے حواری اللہ تعالیٰ عنہا تیری کیا خواہش ہے، اے ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری کیا خواہش ہے، اے آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم کیا چاہتی ہو۔ اے مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم کیا چاہتی ہو، عرض کرتی ہیں ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت کے موقعہ پر ان کی خدمت میں حاضری دیں۔ فرمایا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ نے جنت سے نکال کر مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در مقدس پر بھیج دیا۔ حوریں عرض کرتی ہیں کہ یا اللہ ہمیں بھی بھیج دیں ہم بھی ان کے ساتھ چلی جاتی ہیں فرمایا کہ جاؤ تم بھی چلی جاؤ۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اتنا اچھا سماں ہے ہمیں بھی موقعہ دیں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ تم بھی

ستر ہزار فرشتوں کو لے کر چلے جاؤ۔ جب جنتی عورتیں حاضر ہو گئیں تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ آپ کون ہیں میں نے تمہیں پہچانا نہیں ہے آپ مکہ مکرمہ کی رہائشی دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ میں حضرت حوا ہوں پوچھا کہ آپ تو جنت میں تھیں فرمایا کہ ہاں میں جنت سے ہی آئی ہوں پوچھا کہ آپ کیوں آئی ہیں فرمایا کہ ہم سے لغزش ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے نکال دیا ہے مجھے جدہ میں اتار دیا گیا اور میرے میاں حضرت آدم علیہ السلام کو سری لکا میں اتار دیا گیا۔ نہ ان کو میری خبر نہ مجھے ان کا کوئی پتہ۔ ہمارا گھر اجڑ گیا۔ کئی سال ہو گئے کوئی پناہ گاہ نہیں تھی۔ پھر ہم نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کا واسطہ دیا۔ اے اللہ! بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے ہماری بخشش فرما دی۔ جہل رحمت پر ہم دونوں کو ملا دیا ہماری لغزش معاف کر دی گئی۔ میں نے سوچا کہ جس نام کے صدقے میرا گھر آباد ہو گیا ہے میں اس ذات اقدس کا دیدار کیوں نہ کروں میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے آئی ہوں میں ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آئی ہوں۔

انہی کی عنایت کا مشکور ہوں میں

انہی کے کرم کو دعا دے رہا ہوں

دوسری عورتوں نے بھی اپنے آنے کا مقصد اسی طرح سے بیان کیا۔ حوروں سے پوچھا کہ ان کا تو گھر دوبارہ نئے سرے سے آباد ہوا ہے تم کیوں آئی ہو۔ حوروں کی سردار عرض کرتی ہے کہ میرا جب پتلا بتایا گیا تھا تو اس میں کوئی کشش ہی نہ تھی نہ

ہی کوئی حسن اور نہ ہی کوئی نور تھا۔ کچھ نہیں تھا پھر میرے رخسار پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا تو میں حسین و جمیل حور بن گئی تو میں نے سوچا کہ جس لفظ سے میں حور بنی ہوں میں اس ہستی کا دیدار کر کے آؤں اے جبرائیل علیہ السلام آپ کیوں آئے ہیں۔ سدرہ المنتہی کے اعلیٰ و ارفع مقام پر آپ تشریف رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو میں نے کچھ نہیں سوچا کہ کروں نہ کروں کیوں کروں میں نے فوری طور سے اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیا۔ میری اس ادا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے فرشتوں کا سردار بنا دیا۔ میں نے اس نور کو اس روز دیکھا تھا پھر آج میں نے سوچا کہ اس ذات کا بھی دیدار کروں کہ جس کے نور سے مجھے یہ مقام عطا ہوا ہے۔ آپ آج اس محفل میں آئے ہیں تو آپ کو کیا ملا ہے جنت چل کر تمہارے قدموں میں آگنی ہے۔ اس ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جنت چل کر تمہارے قدموں میں آ جاتی ہے اور کیا چاہتے ہو گلبرگ سی میں آ جاتی ہے آپ اپنے گھر میں محفل مناؤ تو جنت وہاں بھی آ جائے گی۔ حضرت ابی درواء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی تیزی سے چلتے ہوئے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ زوردار دروازہ کھٹکھٹایا۔ دستک دی، حضرت عامر انصاری گھبرائے ہوئے باہر نکلے تو دیکھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر تو ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تکلیف فرمائی مجھے بلا لیا ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اندر کون ہے اور کیا

کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک میں ہوں، میری بیوی ہے اور بچے ہیں اور کوئی نہیں ہے۔ پوچھا کہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی باتیں کر رہے ہیں فرمایا اور کیا رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہی باتیں کر رہے ہیں اور تو کچھ نہیں کر رہے تھے فرمایا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے تمہارے گھر کی طرف کھل گئے ہیں پھر فرمایا کہ جو کوئی بھی حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح عمل کرے گا قیامت تک اس کے گھر کی طرف بھی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔ اس طرح کرم کے دروازے کھل جاتے ہیں صرف حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہی لے لیں۔ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اس سے کیا ہوا رحمت کی برسات شروع ہوگی جس پر اس رحمت کا پہلا قطرہ پڑ گیا ہے اس کی بخشش ہوگئی۔ یہ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں کی بات ہے۔ سردار کا عالم کیا ہوگا۔ سردار الانبیاء علیہم السلام کے ذکر سے کیا ہوگا اس سے جنت چل کر تمہارے قدموں میں آ جائے گی۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے مطابق ہم سب لوگ اس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لوگ عرض کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ جنت عطا فرما دے لیکن ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت خود تیری طلبگار بنی ہوئی ہے اور قبر اقدس کی زیارت سے کیا ملتا ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ جس نے میری قبر اقدس کی زیارت کر لی مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ ہم

اس وقت قبر اقدس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اس وقت قبر کو نہیں دیکھ رہے ہیں تو کیا ہوا قبر انور تو ہمیں دیکھ رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہمیں دیکھ رہے ہیں کیا ان کا دیکھنا کوئی معمولی بات ہے۔ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھوں یا وہ مجھے دیکھیں ان سے کون سی بات افضل ہے۔ جی وہی ہمیں دیکھیں تو کیا بات ہے اور اگر وہ خود شریف لے آئیں تو پھر کیا ہو۔ میں کوئی صاحب کشف آدمی نہیں ہوں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہیں نا۔ ان کا کرم ہی ہو جائے تو زہے قسمت۔ اب ہم جنت بھی لئے بیٹھے ہیں شفاعت بھی ہمیں مل رہی ہے لیکن ہم نے کر کیا لیا ہے کہ صرف میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی سے سب ہے انہی کا سب
 نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں
 چشتی صاحب کی نعت ہے کہ۔

انہی کی عنایت کا مشکور ہوں میں

انہی کے کرم کو دعا دے رہا ہوں

ضرور دعا کریں کہ ہمارے لیوں پر انہی کا نام ہے انہی کی یاد ہے ان کی باتیں کر رہے ہیں۔ باتیں تو ہزاروں قسم کی ہیں لیکن جو بات ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے وہ بات کسی اور کے ذکر میں نہیں ہے۔ دوسری باتوں کا حساب دینا پڑے گا اور ان باتوں کا انعام ملے گا۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب 01-03-09

میلاد مصطفیٰ ﷺ کی ضرورت

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَاصْحَابِكَ
 يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 درِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
 اسی دید سے بنے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
 اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین: درود شریف پڑھنے کا کتنا ثواب ہے۔ اس کو لکھا بھی جاسکتا ہے کہ نہیں سردار الملائکہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ درود شریف پڑھنے کا ثواب لکھ سکتے ہیں کہ نہیں (کراماً کا تبین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ لکھ سکتا ہے یا وہ لکھ سکتا ہے۔ یہ تو سردار الملائکہ کا شاگرد ہے اس کے ماتحت (Subordinate) ہے اس کا چھوٹا (Assistant) فرشتہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تو فرشتوں کے سردار ہیں سب سے بڑے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ تم میں کتنی قسم کی طاقتیں ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں دنیا کے تمام پانیوں کے قطرے ایک چٹکی بجانے کے وقت سے بھی کم وقت میں گن سکتا ہوں۔ میں ساری زمین کی مٹی کے تمام ذرات ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں گن سکتا ہوں۔ فرمایا اور کیا طاقت تمہیں حاصل ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام روئے زمین کے درختوں کے پتے بھی ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں گن سکتا ہوں۔ یہ لماں پنڈ والے مجھے بتائیں کہ کیا آپ اپنے گاؤں میں اس درخت کے پتے گن سکتے ہیں۔ نہیں گن سکتے لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ طاقت حاصل ہے کہ پوری کائنات میں موجود درختوں کے پتے گن سکتے ہیں، اس میں جنت میں موجود درختوں کے پتے بھی شامل ہیں اور جو درخت سبحان اللہ کہنے سے لگ جاتا ہے اس کے پتے بھی موجود ہیں۔ فرمایا کہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ گن نہ سکے ہوں اور تمہاری بس ہو گئی ہو۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو میں اس کا ثواب لکھنے سے عاجز آ جاتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک مرتبہ درود شریف کا ثواب میں نہیں لکھ سکتا تو پھر دائیں اور بائیں والا فرشتہ کیا لکھ سکے گا۔ حضرات میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا ہوئی ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں۔“ کوثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ اے جبرائیل علیہ السلام ذرا لکھو تو سہی کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوثر کی کیا حد ہے۔ تمام فرشتے بھی آ جائیں تو سب مل کر بھی کوثر کی حد نہیں لکھ سکتے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے فرمایا کہ صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمائی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی بڑھ کر عطا فرمایا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الفصحی: ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی بھی دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بلیٹک چیک Blank Cheque مل گیا ہے۔ کیا Blank Cheque جانتے ہو کیا ہوتا ہے۔ یہ بینکر بیٹھے ہوئے ہیں یہ جانتے ہیں کہ Blank Cheque کیا ہوتا ہے۔ Balance ان کا چیک ان کا اس پر نام اور دستخط ان کے ہیں لیکن جو اس میں رقم لکھنی ہے وہ آپ نے لکھنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بینک کتنا بڑا ہوگا۔ اس کا Blank Cheque میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے تمام فرشتوں کو بھی بلا لیں اور رضائے الہی کی حد لکھ دیں تو میں ان کو تسلیم کر لوں گا۔ ان کی عظمت کو مان جاؤں گا۔ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم ہوتا ہی وہی ہے کہ جس کی تعریف کی کوئی حد نہ ہو۔ جب حد بندی ہو جاتی ہے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے جو بے حد ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رضائے الہی مل گئی۔ کوثر بھی مل گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہیں اسی پر ہی نہ رک جانا، میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ دیا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اور آپ نے کیا دیا ہے۔ فرمایا۔ وَلَآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى (والنہی ۴) اور بے شک تمہاری کچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ ہر آنے والی والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے اب لکھو کہ تم کیا لکھتے ہو۔ ہم گناہ گار بندے ہیں ابھی ہم سلام پڑھیں گے۔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔ صرف ایک دفعہ سلام پڑھا ہے اور کہتے ہیں کہ لاکھوں سلام۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ہم کتنا لکھیں۔ ایک دفعہ کا لکھیں یا لاکھوں مرتبہ پڑھنے کے برابر لکھیں۔ یہ لے پٹہ والے کیسی بات ہی کرتے ہیں۔ کہا تو صرف ایک مرتبہ ہے تو یہ لاکھوں کس طرح سے بن جاتے ہیں۔ لاکھ کروڑ سے ایک کم ہوتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ لاکھوں تو ہماری قسمت جاگ اٹھتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ کڑوڑوں سلام۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ یہ لاکھوں سے اب کڑوڑوں تک آگئے ہیں۔ ایک دفعہ کہتے ہیں اور کڑوڑوں سلام کہتے ہیں۔ پھر ہمیں جوش آتا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت ہم پر پڑتی ہے تو ہماری زبان پر ایک فقرہ جاری ہو جاتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ بے حد سلام۔ اب فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ تو بے حد تک پہنچ گئے ہیں۔ اب کتنا لکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی کوڑ چل رہی ہے جتنا یہ کہتے ہیں اتنا ہی لکھ دو۔ بس تم جتنا لکھ سکتے ہو وہ لکھ دو باقی جو کچھ تمہارے لکھنے کے بعد آتا ہے وہ مجھے خود علم ہے میں خود ہی حساب کر لوں گا۔ میں تمہارے لکھے پر نہیں رہوں گا میری اپنی بھی لکھائی ہے۔ جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے مانگتے جائیں گے وہ میں دیتا جاؤں گا میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔ نہ ان کے لینے میں کمی ہے اور نہ ہی میرے دینے میں کوئی کمی ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رضا عطا فرمادی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ میں نے تو صرف ایک ہی چیز لیتی ہے۔ بہت زیادہ چیزیں نہیں لوں گا بس صرف ایک چیز ہی لوں گا۔ میں اپنی امت کی بخشش ہی لوں گا اور میری کوئی چیز لینے کی آرزو یا تمنا نہیں ہے۔ اگر اللہ کرے کہ ہم میں سے کسی کو رضائے الہی مل جائے تو وہ کیا مانگے گا۔ وہ صرف اپنی ضرورت کی چیزیں ہی مانگے گا۔ یا اللہ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ قبر کی منزل آسان ہو جائے۔ پس صراط سے نہایت امن سے گزر ہو جائے۔ ترازو پہ تول ٹھیک ہو جائے۔ حوض کوثر پر پانی پینا نصیب ہو جائے حشر کی افراتفری سے بچ جائے۔ جنت میں داخلہ مل جائے۔ یہ ہمارے مطالبات ہیں ہماری یہ خواہشات ہیں لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالبہ ہی کچھ انفرادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی کلمہ پڑھنے والا جہنم سے آزاد نہیں ہو جائے گا میں راضی ہی نہیں ہوگا۔ میری نعت پڑھنے والا، میری نعت سننے والا بندہ اگر جہنم میں چلا جائے گا تو میں راضی ہی نہیں ہوں گا۔ نعت خوان حضرات نے نعت شریف پڑھی ہیں ہم تو صرف سننے والے

ہی ہیں اللہ ہی جانتا ہے کہ نعت کو اور نعت خواں کو کتنا ثواب وہ عطا کرے گا۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

صرف ایک نعت سن لو گے تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ صرف نعت سننے کا یہ اجر

ہے نعت پڑھنا تو بہت بڑی بات ہے اور نعت لکھنا تو اس سے بھی عظیم تر ہے۔ ایک

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کیتلی میں مچھلی لے کر حاضر ہوا۔ جو کھڑے کی ہوئی تھی۔

عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دن سے پکا رہا ہوں یہ پکتی نہیں ہے اچھی

نسل کی مچھلی لی ہے اور بڑی مہنگی ملی ہے یہ پکتی ہی نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں کہ اگر اس میں کوئی بیماری ہے کوئی خرابی ہے تو اس

کو پھینک دیتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت کا اندازہ کرو کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مچھلی کے ٹکڑوں سے پوچھا کہ اے مچھلی کے ٹکڑو یہ بتاؤ تم کتنے

کیوں نہیں ہو۔ مچھلی کے ٹکڑے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کشتی میں جا رہے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

شریف پڑھتے ہوئے جا رہے تھے میں نے وہ درود شریف سن لیا ہے اور میرا کوئی

عمل نہیں ہے۔ اس درود شریف کے سننے کی وجہ سے مجھے دنیا کی آگ نہیں جلا

سکتی۔ وہ درود شریف درود مانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مچھلی

کیا وہ درود شریف تمہیں یاد ہے۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے

وہ درود شریف یاد ہے فرمایا کہ سناؤ۔ مچھلی نے وہ درود شریف سنا دیا۔ نبی پاک علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ لکھ لو۔ اگر کوئی زندگی

میں ایک بار بھی اس درود شریف کو پڑھ لے گا۔ اسے دنیا کی آگ تو کیا اسے
دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکے گی۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

ہم جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منارہے ہیں تو اس کے منانے کا قائدہ
کیا ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منانا کیوں ضروری ہے یہ ولادت با سعادت کا
مہینہ ہے ہر طرف خوشی کا سماں ہے جھنڈیاں لگی ہوئی ہیں بینرز لگے ہوئے ہیں۔
روشنیاں کی ہوئی ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور منایا کرو اس میں دو جوہات
ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی شان کہ ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ
شان دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی رب ہی نہ جان لے۔ آپ میلاد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم منائیں تاکہ پتہ چل جائے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت
با سعادت ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ
ہی وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ولادت (نموذ باللہ) نہیں ہوئی ہے۔ میلاد
ہمیشہ مخلوق کا منایا جاتا ہے۔ خالق کی پیدائش نہیں منائی جاتی اس کی تو خلق ہے ہی
نہیں۔ وہ تو ازل سے ہے وہ تو قدیم ہے۔ اس لئے جب ہم میلاد مناتے ہیں تو یہ
ثابت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کوثر کے مالک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے
ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر علم عطا فرما دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا مالک بنا دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اور پھر وہ جڑ بھی گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے سورج واپس ہو گیا ہے یہ تمام معجزات دیکھ کر کہیں یہ نہ ہو کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ہی مان لے۔ پھر یہ شرک ہو جائے گا۔ اس شرک سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منایا جائے۔ اور جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں وہ بھی میلاد منائیں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں۔ وہ خالق نہیں ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منا کر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شان بیان کرتے ہیں تاکہ کسی کو یہ دھوکہ نہ ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے جیسے ہی ہیں۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیدا ہوئے اور میں بھی پیدا ہوا ہوں اس لئے وہ میرے جیسے ہی ہیں یا کہ میں بھی نبی پاک جیسا ہی ہوں ایسا سوچ لینا بھی کفر ہے۔ ایسا کہنا کفر ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا کہنا کفر ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِثْلُیْ تَمَّ مِنْ سَ کُونِ میرے جیسا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بڑے بھائی تھے ہمارے جیسے تھے۔ چچا کی مانند تھے۔ ہم میلاد مناتے ہیں کہ ہمیں اپنا بھی پتہ چل جائے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا بھی علم ہو جائے اب سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتانا چاہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا کہ اے میرے حبیب تمہیں کیا بتاؤں تو پھر جیسا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسا ہی بتا دیا کیا تیرے سے بھی اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا کہ تمہیں

کیسا بناؤں۔ تو اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہتا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے پوچھا کہ تمہیں کیسا بناؤں اگر نہیں پوچھا تھا اور یقیناً نہیں پوچھا تھا تو پھر تو ان جیسا کس طرح سے ہے۔ ہم میں سے تو اللہ تعالیٰ نے کسی سے نہیں پوچھا کہ تمہیں کیسا بناؤں لیکن اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنانے سے پہلے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں کیسا بناؤں جس طرح سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کا بنا دیا۔ اس لئے ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہیں تاکہ کسی شخص کو یہ کہنے کی توفیق ہی نہ ملے اسے یہ کہنے کی ہمت ہی نہ ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے جیسے ہیں۔ ایسا کہنا کفر ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ولادت با سعادت ہوئی تو اتنا نور نکلا کہ بصرہ کی گلیاں روشن ہو گئیں۔ تین ہزار میل دور شام کے محلات روشن ہو گئے۔ کیا کبھی تیرے میرے یا کسی اور کی پیدائش کے موقعہ پر نور نکلا ہے اگر نہیں تو پھر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کس طرح سے ہے۔ کچھ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے نور خارج ہوا اور باہر آ کر اس نے بشری لباس میں ظہور فرمایا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا حال ہے۔ بطن مبارک سے نور نکلا اور پھر بشری شکل اختیار فرمائی کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فرماتی ہے کہ خَسَرَاجَ مِیْنِیْ نُورٌ مجھ سے ایک نور نکلا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل نور ہے اور بشری لبادہ جسم مبارک ہے۔ ظاہر میں اوپر پردہ ہے اندر سے نور ہے تو پھر وہ تیرے جیسا کس طرح سے ہو گیا۔ ہم اسی لئے ہی ولادت

باسعادت کو مناتے ہیں اس لئے ہم ان لوگوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائیں اور یہ کبھی غلطی نہ کریں۔ ہمیں کہ ہمارے جیسے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ولادت باسعادت کے موقع پر جھنڈے لگا دیئے گئے، بیت اللہ شریف حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در دولت کی طرف جھک گیا۔ اس روز نور نکلا، اس روز خوشبو نکلی، اس دن فرشتے اترے، اس دن حوریں آ گئیں، جنتی عورتیں آ گئیں، جتنے بت تھے وہ اونکھ سے منہ زمین پر گر گئے۔ وہ بجدہ ریز ہو گئے، جتنے آتش کدے تھے وہ بجھ گئے، کیا کبھی ہماری پیدائش پر بھی ایسا ہوا ہے اگر نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہو گئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب لے کر چلیں تو دستور کے مطابق طواف اور حجر اسود کا بوسہ لیتا تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی طواف کا ارادہ کیا تو بیت اللہ شریف سے آواز آئی کہ اے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو رک جا آج تو میرا طواف نہ کر بلکہ میں تیرا طواف کرنا ہوں کعبہ شریف نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا طواف کیا۔ کیا بیت اللہ شریف نے کبھی تیرا بھی طواف کیا ہے۔ اگر نہیں کیا ہے تو ان جیسا کس طرح سے ہے بیت اللہ شریف نے اس سے پہلے کبھی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا طواف نہیں کیا آج وہ کیوں کر رہا ہے۔ اس لئے کہ آج ان کی کود میں سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور پھر کوشش کی کہ جو شیر خوار بچہ ان کی کود میں ہے اس کو بھی حجر اسود کا بوسہ دلوں تو حجر اسود نے کہا کہ اے بی بی تم آرام کرو۔ میں خود ہی باہر نکل کر ان کا بوسہ لیتا ہوں۔

حجر اسود با ہر نکل آیا اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونٹ مبارک کا بوسہ دیا۔ کیا اس نے کبھی تمہیں بھی بوسہ دیا ہے اگر نہیں تو پھر تو کیسے کہتا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہے۔ ہماری صرف ایک ہی نسبت ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ اور کوئی نسبت نہیں ہے۔ اخلاص ہم میں نہیں ہے، مخلص ہم نہیں ہیں، کردار ہمارے کوئی نہیں ہیں اگر کوئی لحاظ ہے تو میرے اور تیرے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کہنے کا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ڈاچی پر سوار ہوئے تو اس کی رفتار بہت تیز ہو گئی جب وہ مکہ مکرمہ کی طرف آرہی تھی تو سب سے پیچھے تھی۔ سارے قافلہ کی دھوڑ اس پر پڑتی تھی اور جب واپس جارہی تھی تو سب سے آگے آگے بھاگی جارہی تھی۔ بنو سعد کی تمام عورتوں اور مردوں نے پوچھا کہ اے حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری ڈاچی کو کیا ہو گیا ہے اس میں کون سا اینٹیم بم فٹ ہو گیا ہے کہ اس کی رفتار اب کم ہی نہیں ہو رہی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تو خود علم نہیں کہ اس کی ڈاچی میں رفتار کہاں سے آئی ہے ڈاچی خود بولنے لگی کہ میں بتاتی ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے میری پشت پر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہو گئے ہیں میں اس لئے بھاگ رہی ہوں مجھ میں طاقت آگئی ہے کیا کوئی ڈاچی تمہارے لئے بھی اتنی تیز رفتاری سے بھاگی ہے۔ آپ نے کبھی کوئی ڈاچی دیکھی ہی نہیں ہوگی۔ کبھی آپ ڈاچی پر سوار ہی نہیں ہوئے ہوں گے۔ جب آپ کو موقع مل جائے تو ڈاچی کی سواری سنت نبی سمجھ کر ہی کر لیں۔ اور نہیں تو کم از کم ایک ہی سنت پر عمل ہو جائے۔ جب تم پر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہو جاتا ہے تو آپ بھی تیز ہو جاتے ہیں

اور درود شریف آپ اتنا پڑھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کا ثواب لکھنے سے قاصر آ جاتے ہیں۔ یہ بھی تو ایک تیزی ہے۔ پھر جب قافلہ آگے گیا اور وادی آگئی۔ دو طرفہ پہاڑ ہوتے ہیں درمیان میں سے گزر گاہ بنی ہوئی ہے۔ وہ وادیاں بالکل خشک تھیں سبزے کا کوئی نام نشان نہیں تھا۔ جب ڈالچنی اس وادی میں پہنچی تو ساری وادی ہری بھری ہو گئی۔ آپ ذرا مجھے اپنا یہ گاؤں ہی برا بھرا کر کے دکھائیں تو میں مان لوں گا جو کہتے ہیں کہ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہیں وہ ذرا ان خشک کھیتوں کو برا بھرا کر کے تو دکھائیں۔ یہ آپ کو ایک چیلنج ہے ذرا کر کے تو دکھاؤ۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہو گیا کہ ان کی کود میں کوئی بہت عظیم ہستی آگئی ہے جب وہ گھر پہنچیں تو ان کی جو سات بکریاں تھیں وہ بھوک پیاس سے مڈھال سوکھی سڑی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی تھیں۔ جسم بہت لاغر و کمزور اور ان میں دودھ کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے برکت کیلئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک بکریوں کی پشت پر پھیرا۔ اس سے بکریوں میں جوانی آگئی وہ موٹی تازی ہو گئیں اور دودھ بھی ان کے بڑی وافر مقدار میں پیدا ہو گیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کے سارے برتن بھر لئے اپنی ہمسائیوں سے کہا کہ اپنے برتن مجھے دیدو میں تمہیں دودھ دے دوں۔ ان کے برتن بھی سارے دودھ سے بھر گئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے دونوں جانب چالیس گھرانے ایک طرف تو چالیس گھرانے دوسری طرف تمام گھرانوں کے برتن دودھ سے بھر گئے۔ اور بکریوں میں دودھ ابھی موجود تھا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دست

مبارک کی برکت ہے۔ کیا یہ دودھ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں کو تقسیم کر رہی ہے نہیں بلکہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو ان کو دودھ پلا رہے ہیں۔ سارے قبیلہ بنو سعد کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دودھ پلا رہے ہیں۔ دراصل وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ان کو دے رہے ہیں جس طرح سے قبیلہ بنو سعد والوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیا ہوا کھایا ہے آپ بھی انہی کا دیا ہوا ہی کھا رہے ہو۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آسمان خواں، زمین خوان، زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

زمین پر بھی دستر خواں کچھے ہوئے ہیں آسمانوں پر بھی دستر خواں کچھے ہوئے ہیں زمین و آسمان سبھی کھا رہے ہیں اور کون کھلا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کھلا رہے ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش نہیں کی بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پالا ہے۔ آپ کو بھی وہی پال رہے ہیں۔ اور جو کہتا ہے کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہی ہوں وہ ذرا اپنے ہی خاندان کو پال کر دکھائے۔ اللہ تعالیٰ یہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ اگر آپ ان کی کوئی شان بیان کرو گے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دل میں جاگزین ہوگی۔ پھر تمہارے دل میں ان کی برامری کا خیال پیدا نہیں ہوگا۔ اگر آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرو گے، ان کی عظمت کو گھٹانے کی کوشش کرو گے تو پھر تمہارے

دل میں برابری کا تصور پیدا ہوگا۔ جب آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرو گے تو تمہارے دل میں برابری کا خیال پیدا نہیں ہوگا۔ ہر کوئی اپنے ہی فتوے لئے پھرتا ہے۔ اپنی ہی کتب بغل میں لئے پھرتا ہے۔ ہر کوئی تفاسیر بالرائے لئے پھرتے ہیں کسی نے خود تفاسیر لکھ لی ہیں۔ اپنے من مرضی کے ترجمے کر لئے ہیں۔ قرآن مجید میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ ہی کر سکتے تھے لیکن تفاسیر میں کر لی ہے۔ ذرا حشر میں دیکھیں۔ حشر کے روز سب کو پینہ آجائے گا، جو آج نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہیں مانتے ان کو تو پینہ زیادہ ہی آئے گا۔ اتنا پینہ آئے گا کہ اس میں کشتیاں اور جہاز چل سکیں گے۔ پھر خیال آئے گا کہ شفیع ڈھونڈو۔ کسی سے شفاعت کراؤ۔ آج اللہ تعالیٰ اِسْمُ مُتَّقِم کے ساتھ جلوہ گر ہے کوئی اس روز اللہ کی طرف رخ نہیں کر سکے گا۔ آج سب کہہ رہے ہیں کہ اللہ ہی دیتا ہے تو قیامت کے روز بھی اللہ کی طرف ہی جاؤ۔ اس دنیا میں تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے غیب ہے لیکن قیامت کے روز تو سامنے تشریف فرما ہوگا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نظر آ رہے ہوں گے اور وہ انتقام لینے والے ہوں گے۔ اب اللہ کی طرف کوئی نہیں جائے گا۔ پھر سب تلاش میں نکلیں گے کہ کوئی شفیع ڈھونڈو۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ یا حضرت آدم علیہ السلام آپ ہم سب کے دادا ہو۔ ابوبشر ہو، بشریت آپ سے جلی ہے، مہربانی فرماؤ آج ہماری شفاعت کرو تا کہ ہماری خلاصی ہو جائے۔ پینہ سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ ہمارے تو جسم اس میں گل مڑ گئے ہیں وہ فرمائیں گے کہ آج میں بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ اِذْ هَبُوا اِلٰی غٰیْرِی۔ کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سب کے

پاس لوگ جائیں گے اور ہر ایک یہی جواب دے گا کہ اِذْهَبُوا اِلٰی غَيْرِي۔ میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اب اگر تمہارے ہی جیسے ہیں تو ان سے شفاعت نہ کراؤ۔ اللہ تعالیٰ کے پاس براہ راست چلے جاؤ کیوں نہیں جاتے وہ تمہارا رب ہے۔ تم اس سے پیار کرتے ہو۔ مومن کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے تو آج تم اللہ تعالیٰ سے کیوں محبت نہیں کر رہے ہو۔ ادھر ادھر کیوں بھاگے پھر رہے ہو۔ ہوتے ہوتے تمام لوگ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے۔ عرض کریں گے کہ یا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ روح اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح سے تمہیں پیدا فرمایا ہے۔ آپ کو خیر باپ کے پیدا کیا ہے۔ آپ پر بڑا کرم ہوا ہے۔ آپ ہماری شفاعت فرمائیں وہ کہیں گے کہ شفاعت تو آج میں بھی نہیں کر سکتا لیکن مجھے علم ہے کہ آج شفاعت کون کر سکتا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ جلدی فرمائیں کہ وہ کون ہستی ہے جو آج ہماری شفاعت کر سکتی ہے۔ فرمائیں گے کہ وہ ہیں مُحَمَّدٌ مَّصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔ اَنَا لَهَا مِّنْ تَوْبَتَايَ شَفَاعَتٌ كَيْلَيَّ ہوں میں تو سراپا شفاعت ہوں۔ لوگوں کو پہلی مرتبہ پتہ چلے گا کہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ اب کوئی انکاری نہیں ہوگا۔ ابو جہل، ابولہب، فرعون، ہند، نمرود سارے ہی وہاں موجود ہوں گے اور ان سب کو پہلی مرتبہ پتہ چلے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اکیلے وہ ہیں جو شفاعت کر سکتے ہیں۔ لوگ جو کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے جیسے ہی ہیں وہ ذرا شفاعت کر کے تو دکھائیں کہ وہ کس کی شفاعت کرتے ہیں۔ قیامت

کے روز در در پر بھاگا پھرے گا اور آج ان جیسا بن رہا ہے۔ قیامت کے روز حضرت آدم علیہ السلام کے قدموں میں بیٹھا شفاعت کے لئے عرض گزارش کر رہا ہے۔ اور آج ان جیسا بن رہا ہے۔ ذرا انصاف سے کام لو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرمائیں گے۔ صرف یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے بلکہ نیکوکاروں کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ جنت عمل سے ملتی ہے ویسے نہیں ملے گی۔ اگر نیک اعمال تیرے پلے میں ہیں تو جنت مل جائے گی ورنہ جہنم میں داخل کر دیئے جاؤ گے۔ کیا حضرت امیرائیم علیہ السلام نے اعمال کئے ہیں کہ نہیں کئے ہیں۔ پوری کورنمنٹ سے ٹکری ہے کہ نہیں۔ سارے بت توڑے ہیں کیا تم میں سے بھی کسی نے توڑے ہیں۔ یہ صرف حضرت امیرائیم علیہ السلام کا ہی کارنامہ ہے۔ آپ پر مقدمہ چلایا گیا اور فیصلہ ہوا کہ اس کو آگ میں ڈال کر جلا دیا جائے۔ آگ جلائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کتنی شدت والی آگ تھی کتنے میل دور سے اس کی تیش محسوس ہو رہی تھی۔ حضرت امیرائیم علیہ السلام کو اس آگ میں ڈالا گیا۔ لیکن وہ آگ آپ کیلئے گلزار بن گئی۔ پھر کہا کہ جلا یا تو نہیں جاسکا اس کو ملک بدر کر دو۔ حکم ہو گیا کہ آپ اس ملک سے نکل جاؤ۔ فرمایا کہ ہاں نکل جاتا ہوں کیا ایسا عمل کوئی کر سکے گا۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو حکم ہوا کہ اسے جنگل میں چھوڑاؤ جہاں آج مکہ مکرمہ آباد ہے۔ کیا آپ اپنے شیر خوار بچے کو اس طرح جنگل میں تنہا چھوڑ کر آسکتے ہو۔ آپ تو اپنے بچوں کو سکول میں بھی خود ہی چھوڑنے جاتے ہو۔ اور پھر چھٹی کے وقت خود ہی لینے جاتے ہو۔ پھر جب ذرا سا بڑا ہوا تو حکم ہوا کہ اس کے گلے پر چھری چلا دو۔ کیا آپ یہ عمل کر سکو گے۔ خواب آئی تو پہلے بکریاں ذبح فرمائیں۔ پھر گائے

ذبح فرمائیں، پھر اونٹ ذبح فرمائے لیکن یا رب ارحم الراحمین کسی پیاری چیز کی قربانی کرو تو عرض کیا کہ اب تو صرف بیٹا ہی باقی ہے جو مجھے پیارا ہے۔ فرمایا اس کو بھی قربان کر دو۔ بیٹے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اس کے ہاتھ پاؤں باندھ لئے۔ چھری بھی تیز کر لی۔ بیٹے کی قربانی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جنت میں سے دنبہ آ گیا۔ وہ دنبہ ذبح ہو گیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بچ گئے۔ کیا آپ میں سے کوئی ہے جو ایسے اعمال کر کے دکھائے، کیا ان میں بھی کوئی ہے جو اپنے آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا کوئی ایک عمل ہی کر کے دکھا دو۔ اتنے بڑے کارنامے کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس روز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ شفاعت فرمائیں گے تو میرے بخشش ہوگی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

ان کے علاوہ ہر نبی علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضر ہوگا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شفاعت کی گزارش کرے گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کی شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے لوگ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شفاعت کیلئے آئیں گے جس نے اس دنیا میں یہ مانا ہوگا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شفیع ہیں اور شفاعت کر سکتے ہیں ان کی شفاعت ہو جائے گی جو اس دنیا میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے انکاری ہیں ان کو شفاعت

نصیب بھی نہیں ہوگی۔ جو اپنے آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہتا ہے وہ یہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا اقرار کرے گا تو اسے شفاعت نصیب ہوگی ورنہ نہیں ہوگی اس لئے ہم کہتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس لئے بیان کی جاتی ہے تاکہ ہم یہ غلطی نہ کر سکیں کہ ہم نعوذ باللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہی ہیں۔ ہم نہ تو ان جیسے ہیں اور نہ ہی کبھی ہو سکتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ٹکڑے مبارک کے نیچے جو مٹی لگی ہوئی ہے اس کی شان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس مٹی کی قسم ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ (البدر ۱) ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو“۔ مجھے شہر مکہ کی قسم نہیں ہے مگر ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہوئے ہیں۔ میں اس لئے قسم اٹھا رہا ہوں، اے ہم ساری کرنے والے، اے ثانی بننے والے کیا کبھی تیرے پاؤں کی مٹی بھی قسم (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے۔ پھر فرمایا کہ وَيَسْلِبُ (الزخرف ۸۸) ”مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم“ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی تیرے کہنے کی بھی قسم اٹھائی ہے۔ فرمایا مجھے اس کی عمر کی بھی قسم ہے۔ مجھے اس کی زلفوں کی بھی قسم ہے۔ مجھے اس کے چہرے کی بھی قسم ہے۔ مجھے اس صبح کی قسم ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اگر وَالْفَجْرِ کو مانو گے تو پھر نفس مطمئنہ بنے گا ورنہ نہیں بنے گا۔ اگر

تو یہ کہے کہ میلا دم نایا بدعت ہے شرک ہے تو پھر تیرا نفس مطمئنہ نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب نفس مطمئنہ حاصل ہو جائے تو میں تم سے راضی ہوں تو میرے بندوں میں شامل ہو کر جنت میں داخل ہو جا۔ سورہ انفجر پڑھ لو جا کر یہ کیا پیغام دیتی ہے۔ نفس مطمئنہ کے حصول کے لئے تمہیں وانفجر کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس صبح کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اس صبح کی بھی قسم اٹھائی ہے اگر یہ صبح نہ ہوتی تو کائنات میں کوئی صبح ہی نہ ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا اگر میں نے ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر آپ یہ کہیں گے کہ کیا اعمال کرنے چھوڑ دیئے جائیں کیونکہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اعمال کام نہیں آئیں گے صرف شفاعت ہی کام آئے گی۔ اعمال کا انکار نہیں ہے لیکن آپ اعمال صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے کریں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں فرمایا کہ میں نے حدیث شریف پڑھی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ میں اس لئے نماز پڑھتا ہوں کہ شاید میرے بعد سے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچ جائے۔ فرض بھی ادا ہو جاتا ہے، سنت بھی ادا ہو جاتی ہے، وتر بھی ادا ہو جاتا ہے اور نفل بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اگر اس میں رضائے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شامل ہو۔ اگر رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیری نماز میں شامل نہیں ہے تو

پھر نماز ادا ہی نہیں ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا زندہ رہنا تمہارے لئے برکت کا باعث ہے اور میرا وصال فرما جانا بھی باعث برکت ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال فرما جانا کس طرح سے باعث برکت ہے۔ فرمایا کہ ہر شام پوری کائنات کے اعمال میری خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔ ان میں جو تمہاری نیکیاں ہوتی ہیں ان پر میں خوش ہوتا ہوں۔ اس لئے اعمال جو کرنا چاہتے ہو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کرنے کیلئے کرو، جنت کے حصول کیلئے اعمال مت کرو۔ جنت کا حصول صرف شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہے۔ جنت میں داخلہ اعمال کی بنیاد پر نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب میں تمہارے اعمال میں گناہ دیکھتا ہوں تو میں تمہاری بخشش کیلئے دعا کرتا ہوں۔ یا اللہ ہماری جو بھی نیکیاں ہیں ان سے کوئی ایسی نیکی بھی ہو کہ جس سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں تو میرا بیڑہ پار ہے۔ آؤ ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہم عمل کرنے چھوڑ دیں۔ آپ کیوں اعمال کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اعمال بالکل ترک نہ کرنا اور نہ ہی ان کو جنت کے حصول کا ذریعہ سمجھنا، اسے جنت کا معاوضہ یا جنت کی Payment نہ سمجھ لینا کہ میں اتنے نوافل ادا کر لوں تو مجھے جنت مل جائے گی۔ اتنے نوافل ادا کر لوں تو اتنی حوریں مل جائیں گی۔ کچھ بھی نہیں ملے گا۔ فرمایا کہ میں چالیس سال سے عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کر رہا ہوں اور ہر رات ایک قرآن مجید ختم کرتا ہوں اور نفل صرف ایسی صورت میں قبول ہوتے ہیں کہ جب سنت ادا کی گئی ہوں اور فرض بھی ادا کئے گئے ہوں گے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرا

کوئی سہارا نہیں ہے۔ یہ ہمارے امام کی دعا ہے اور عمل ایسا ہے کہ چالیس سال سے
عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرما رہے ہیں اور دعا یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔ آؤ ہم سرکارِ غوث الاعظم
رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پوچھتے ہیں کہ آپ سب سے بڑے پیر ہیں جب تک کسی کی گردن
پر آپ کا قدم نہ آئے اس کو ولایت ہی نہیں ملتی ہے، آپ کا کیا عمل ہے۔ فرمایا کہ میں
نے بھی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے اور دعا میری یہ ہے کہ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْظِرْ حَالَنَا

يَا حَبِيبَ اللَّهِ اسْمَعْ قَالَنَا

إِنِّي فِي بَحْرٍ غَمٍّ مِنْ مَفْرَقٍ

خُلِيلِي مِهْلَنَا أَتَقَالَنَا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت سے بیڑہ پار ہوتا ہے۔ اگر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ عنایت نہ فرمائی تو پھر بیڑہ بھی پار نہیں ہو گا یہ صرف آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اور کرم سے ہی ہوتا ہے۔ نقل پڑھو، نماز پڑھو، حفظ کرو، اعمال
صالہ کرو لیکن ان کو سہارا نہ بنانا، سہارا صرف ماہِ کملی والے کا ہے اور کوئی سہارا نہیں ہے۔

سہارے کی جب بھی پڑی ضرورت بے سہاروں کو

سہارا صرف ماہِ کملی والے کا نظر آیا

کوئی اور سہارا نہیں ہے۔ حشر والے دن کو سامنے رکھو۔ تیرے نوافل، تیری سنتیں اور
تیرے فرض بھی گئے۔ تیرے حج، تیرے عمرے بھی گئے اور شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کیلئے جھولی پھیلائے درنی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کھڑے ہیں، ہم تو کوئی چیز
ہے ہی نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام کھڑے ہیں۔ ہم تو ان کے پاؤں کی خاک بھی
نہیں ہیں وہ بھی شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کھڑے ہیں۔ نماز، روزہ،

جج سب کچھ کرو۔ اعمال کرو لیکن اپنی نگاہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھو۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا فتویٰ ہے، جو انہوں نے اپنی کتاب عقیدہ کی اہمیت میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ عمل سے جنت، عمل سے جنت، عمل سے جنت یہ منافق کی بولی ہے اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ مومن کی بولی ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے، ہم ان کا میلاد مناتے ہیں تاکہ ہمارے دل میں یہ خیال تک نہ آجائے کہ ہم ان جیسے ہیں۔ اپنی کم عقلی اور بے وقوفی کی وجہ سے کہیں اپنے آپ کو ان جیسا نہ سمجھ لیں اور بیڑہ غرق نہ کر لیں ورنہ تمام اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اب آخر پر ایک بات ہے کہ کیا میری اس گفتگو سے تمہارا دل خوش ہوا ہے کہ نہیں، ہوا ہے۔ جس کا دل خوش ہوا ہے وہ ہاتھ بلند کرے (تمام ہاتھ بلند ہو جاتے ہیں) اب ہاتھ بلند کرے جس کو میری ان باتوں سے کوئی مزا نہیں آیا ہے۔ (کوئی ہاتھ بلند نہیں ہوتا) اگر ایسا ہے تو حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ سن لیں۔ فرمایا کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سن کر خوش ہو جائے، اسے مزہ آجائے، وجد میں آجائے وہ مومن ہے اور جس کا دل گھٹ جائے وہ جمل سڑ جائے وہ منافق اور بے ایمان ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہوا ہے کہ ایک شخص نے تقریر کی اس تقریر سے ایک شخص کو بہت مزہ آگیا۔ وہ مقرر مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور فرمایا کہ کیا تو وہی شخص ہے جو کہتا کچھ اور تھا لیکن کرتا کچھ اور تھا یعنی تمہارے قول و فعل میں تضاد تھا۔ عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ فرمایا کہ جاؤ میں تمہاری بخشش کرتا ہوں،

یا اللہ بڑی مہربانی فرمائی لیکن اس کی وجہ بھی ہوگی، فرمایا کہ میرے ایک بندے کو تیری تقریر سے مزہ آگیا تھا اس لئے میں نے اسے بخش دیا اور اس کے مزہ آنے کی وجہ سے میں تمہیں بھی بخش رہا ہوں اور تم دونوں کی وجہ سے اس محفل میں تمام شریک لوگوں کو بھی بخش رہا ہوں۔ جب تمہیں میری بات چیت سے مزہ آیا ہے تو تمہاری بخشش ہوگئی اور تمہاری وجہ سے میری بخشش ہوگئی اور ہم دونوں کی وجہ سے تمام لوگ جو شریک محفل ہیں سب کی بخشش ہوگئی ہے۔ اس ایک شخص کو مزہ آیا تھا یہاں تو ساری محفل کو ہی مزہ آگیا ہے اور بخشش کس طرح سے ہوتی ہے، کیا تم بخشش نقد لینا چاہتے ہو کہ ادھار لینا چاہتے ہو۔ جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے تو جنت چل کر تیرے قدموں میں آجاتی ہے اس وقت تم کہاں بیٹھے ہو تم جنت میں بیٹھے ہو، یہ اس وقت لٹاں پٹ نہیں ہے بلکہ جنت بنی ہوئی ہے۔ یہ جنت نقد آگئی ہے اس میں کوئی ادھار نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ اب گھر جائیں گے، نوافل ادا کریں گے تو جنت ملے گی، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کو جنت عطا ہوگئی ہے یہ سارا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کمال ہے کہ آپ جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن جنت سے بھی بڑھ کر ایک چیز ہے بس اس کی طرف ہی نگاہ رکھو۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

جنت کو اپنی منزل نہ سمجھو۔

منزل مجھے ملے نہ ملے اس کا غم نہیں

تم میرے ساتھ ساتھ ہو یہ بھی تو کم نہیں

مجھے منزل ملنے نہ ملنے کا کوئی غم نہیں ہے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ساتھ ہیں کیا یہ کوئی کم چیز ہے۔ آقہ دینے چلتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب آپ کوڑ میں نمبر 71 پر نقل فرمائی ہے کہ جب محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ نعت شریف ہوتی ہے۔ درود و سلام ہوتا ہے تو ساری محفل اٹھا کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اقدس میں رکھ دی جاتی ہے لہذا ہم تو اس وقت قبر اقدس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کی فضیلت دیکھو کہ فرمایا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ قبر اقدس کی زیارت کرنے والے کی یہ عظمت ہے تو ہم تو لیکن قبر اقدس کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کو جانتے ہیں پہنچاتے ہیں، ہر ایک کے والد کا نام بھی جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کا نام سعید ہے، اس کے والد کا نام عبدالغفور ہے اور اس کی ذات اراکین ہے، محفل میں جو کوئی بھی حاضر ہے ہر ایک کو اسی طرح سے جانتے پہنچاتے ہیں۔ ہر ایک پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ہے۔ اب یہ بات بھی دیکھیں کہ شفاعت اس کو زیادہ ملے گی جس کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ ایک آدمی کے سو گناہ ہیں اور ایک آدمی کے صرف دس گناہ ہیں اور سب کی بخشش رحمت سے ہوگی۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش ہوگی تو پھر بخشش بھی زیادہ اس کو ملے گی جس کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ اس لئے سو گناہ والے کو زیادہ شفاعت مل جائے گی اس لئے زیادہ گناہ کرنے والوں کو زیادہ رحمت اور زیادہ شفاعت مل جاتی ہے۔ ایک نسخہ اور بھی ہے کہ پورے جوش و

خروش سے آپ کہیں الصَّلٰوة وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى
 إِلَيْكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔ آپ سبحان اللہ پرتو بڑا زور لگا دیتے
 ہیں درود شریف پر کیوں زور نہیں لگاتے۔ ایک آدمی محفل میں آیا اس نے حدیث
 شریف سنی کہ جب درود شریف پڑھا جاتا ہے اور جو اس درود شریف کی زیادہ کونج
 ڈالتا ہے وہ جنت میں چلا جاتا ہے وہ کوئی نیک آدمی نہیں تھا لیکن اس نے اپنا زور لگا کر
 بلند آواز سے درود شریف پڑھا اور بڑی کونج پڑ گئی۔ وہ نوجوان فوت ہو گیا تو کسی نے
 اس کو جنت میں دیکھا تو حیرانگی سے پوچھا کہ تو یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اس نے کہا کہ ہاں
 میں جنت میں پہنچ گیا ہوں، پوچھا کہ کس طرح سے بخشش ہو گئی۔ تجھے جنت کس طرح
 سے نصیب ہو گئی۔ کہنے لگا کہ میں نے درود شریف کی کونج ڈالی تھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے
 اس کے صدقے بخش دیا ہے۔ اب بتاؤ کہ جنت میں ایک درخت ہی لگانا چاہتے ہو یا
 کہ جنت میں جانا چاہتے ہو، یا کہ درخت جنت میں لگا رہ جائے اور ہم نمود با اللہ اس
 میں داخل ہی نہ ہو سکیں۔ بونا لگ بھی سکتا ہے، درخت لگ بھی سکتا ہے لیکن یہ اکھڑ بھی
 سکتا ہے لیکن جو جنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمادیتے ہیں وہ اکھڑتی نہیں
 ہے۔ میں نے بڑے بڑے علماء سے پوچھا ہے کہ جب جنت ملتی ہے تو یہ کئی ملتی ہے
 یا کہ کچی ملتی ہے۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے تو یہ کچی ہی عطا ہوتی ہے۔
 اللہ تعالیٰ کچا کام نہیں کرتا ہے۔ اب بتاؤ کہ جنت میں صرف پودا لگانا چاہتے ہو یا خود
 جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو اگر کچی جنت چاہتے ہو تو آؤ سلام پڑھیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانش سعید احمد صاحب چک نمبر 258 رب لٹاں پنڈ 25-03-09

ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَأَصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
دُرِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
اسی دید سے بننے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! نماز مغرب کے بعد محفل شروع ہوئی ہے۔ نعت خوانی بڑے زور شور سے جاری ہے اور لگاتار ہو رہی ہے۔ کچھ ایسے لوگ اور کچھ ایسے فرقے بھی ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ نعت پڑھنا اور نعت خوانی بدعت ہے۔ تم یہ ایک نئی بات کیوں کر رہے ہو۔ اللہ اللہ کرو سبحان اللہ کا ورد کرو۔ یا حییٰ یا قیوم کا وظیفہ کرو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ قَدْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ كَرِهْتُمْ (البقرة ۱۵۲) تم میری یاد کرو میں تمہارا چہ چاہوں گا۔ تم میرا ذکر میں تمہارا ذکر کروں گا۔ يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (التحاین ۱) اللہ کی پائی بولتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ اسی کی تسبیح بیان کرتی ہے پھر ہم کیوں نعت خوانی کر رہے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کیوں کر رہے ہیں۔ اس کا جواب کیا ہے۔ اس کا جواز کیا ہے اس سے ہمیں کیا حاصل ہوتا ہے۔ یا اللہ آپ ہی بتائیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہماری راہنمائی فرمائیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح ۴) ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ فرمایا کہ اے لوگو تم کرو یا نہ کرو میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کر دیا ہے۔ میں نے ان کا ذکر بلند کر کے ان کو بھیجا ہے۔ اور میں نے ان کا ایسا ذکر بلند کیا ہے کہ تمہاری عقلیں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی ہیں اور میں نے ان کا ذکر اس لئے بلند کیا ہے کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے راضی ہو جائے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے اسے راضی کرنے کے لئے اس کا ذکر بلند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا ہے آپ اپنے مکان بلند کر لو تو کیا ان کو آسمان تک بلند کر لو گے۔ نہیں کر سکو گے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے جس طرح

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیا ہے وہ آپ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہے ہیں۔ نعت خوانی کر رہے ہیں اے ایمان والو تم بھی نعت پڑھو اور سلام بھی خوب پڑھو۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو

واللہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

جہنم کی چابی کون سی ہے۔ فرمایا کہ اللہ اللہ کرو لیکن ذکر مصطفیٰ نہ کرو تو یہ جہنم کی چابی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ جہاں میرا ذکر ہو وہیں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہو۔ یہ حدیث قدسی ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ جو میرا ذکر تو کرے لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرے تو اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس لئے جو ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں کرتے وہ سمجھ لیں کہ جنت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جب تک ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں کرو گے تم جنت کے حق دار نہیں بن سکو گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو میرا ذکر نہ کرے لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی میرا ہی ذکر ہے اس لئے جب ہم نعت شریف پڑھتے ہیں تو اس کے ساتھ ذکر الہی بھی ہو رہا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری راہنمائی فرمائیں کہ کہیں ہم غلط تو نہیں کر رہے ہیں۔ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ تم نے اپنے وقت کی کیا تقسیم کر رکھی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے وقت کے تین حصے کئے ہوئے ہیں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں کہ ایک حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں اور ایک حصہ آرام کر لیتا ہوں فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو تو اچھے رہو گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آدھا وقت درود شریف پڑھ لیا کروں گا باقی آدھے میں اللہ کا ذکر و عبادت اور اپنا آرام کر لیا کروں گا فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو تو اچھے رہو گے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین چوتھائی حصہ وقت درود شریف پڑھ لیا کروں گا اور باقی ایک چوتھائی حصہ میں اللہ کا ذکر و عبادت اور اپنا آرام بھی کر لیا کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرضی ہے کہ میں سارا وقت درود شریف ہی پڑھ لیا کروں فرمایا کہ تم اپنا سارا وقت درود شریف اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی لگا دو گے۔ نعت شریف پڑھو گے تو تمہارے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے اور تیرے تمام کام بھی بن جائیں گے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ بھی اپنا سارا وقت صرف درود شریف ہی پڑھتے رہو گے تو تمہارے بھی تمام کام از خود ہی سنورتے جائیں گے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک نعت عطا ہوئی ہے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم اجازت فرمائیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسجد نبوی کا منبر شریف باہر صحن میں
رکھ دو۔ اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس منبر پر بیٹھ جاؤ۔ یہ
عزت ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعت خوان کو عطا فرمائی آپ نے یہ
جو گزاف نعت خوان حضرات کے لئے بچھایا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
سنت ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف فرما
ہوئے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم
نیچے فرش پر تشریف ہوئے اور نعت شریف سن رہے ہیں۔ اس لئے نعت شریف
سننا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نعت شریف پڑھ رہے ہیں۔

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْيَسَاءَ
خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے حسین ہیں کہ اتنا حسین میری
آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں ہے۔ کسی ماں نے اتنا خوبصورت بیٹا جنا نہیں ہے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایسے پیدا فرمایا جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی۔ مسجد نبوی
میں دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یہ نعت شریف پڑھی جا رہی ہے۔ حضرت

حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھ رہے ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں تو پھر نعت پڑھنا اور نعت سننا بدعت کس طرح سے ہو گیا۔ بدعت وہ چیز ہوتی ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ ہوئی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے بعد میں شروع کی گئی ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حوصلہ افزائی کے لئے انہیں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کی اور مدد کریں تاکہ یہ بہتر سے بہتر نعت شریف پڑھے۔ یعنی یوں کہہ لیجئے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ کوئی نعت بھی میری شان کے لائق نہیں ہے۔ مزید اس سے اچھی اعلیٰ وارفع نعت شریف لکھو اور پڑھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت شریف پڑھنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ شوق دلایا ہے۔ دوسرے کئی ایسے فرقے ہیں جو ہمیں نعت شریف پڑھنے سے روکتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم درود شریف نہ پڑھو۔ اس کے علاوہ جو بھی چاہو دعا کر لو۔ بے شک مجھ میں سر رکھ کر دعا کرو۔ روتے رہو بیت اللہ شریف کے غلاف کو پکڑ کر دعائیں مانگ لو۔ جہاں جی چاہے دعائیں مانگ لو اور جو کچھ چاہو مانگ لو لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری دعائیں تو مجھ تک پہنچی ہی نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسی دعا راستے میں معلق ہو جاتی ہے۔ بارگاہ ایزدی میں نہیں پہنچتی زمین سے چلی گئی لیکن اوپر پہنچی نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کس طرح سے اوپر جاتی ہے فرمایا کہ اپنی دعا کے شروع اور آخر میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لگاؤ۔ درود شریف لگاؤ گے

تو تیری ہر دعا، ہر تمنا، ہر بات تیری ہر عرض بارگاہ عالیہ خداوندی میں پہنچ کر قبول ہو جائے گی۔ اگر اپنی دعا کی قبولیت چاہتے ہو تو یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایمان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ دینے سے نہیں ملتا۔ ایمان مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہنے سے ملتا ہے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان نصیب ہوتا ہے ایک طرف تو تم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ بھی کہہ رہے ہو اور دوسری طرف اس سے روک بھی رہے ہو کیا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر تو دعا ہی قبول نہیں ہوتی دعا کی قبولیت کی شرط ہے کہ اس کے آگے پیچھے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی ہم نے نماز پڑھی ہے کیا یہ قبول ہوگئی ہے کیا اس کی قبولیت کا کوئی سرٹیفکیٹ ہے۔ آپ نے روزے رکھے ہیں کیا یہ قبول ہو گئے ہیں کوئی علم نہیں ہے قربانی کی ہے کیا یہ قبول ہوگئی ہیں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ قبول ہو گئی ہیں۔ آپ نے حفظ کیا ہے کیا تمہارا حفظ کرنا قبول ہو گیا ہے۔ حج کیا ہے لیکن اس کی قبولیت کا بھی کوئی پتہ نہیں ہے لیکن درود مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ اور نعت شریف ہر حال میں قبول ہے حالانکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں ہوتا۔

مَا مِنْ مُلْحَتٍ مُّحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مُلْحَتٌ مَّقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

کوئی شخص اپنے الفاظ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں کر سکتا البتہ وہ یہ کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے کر اپنے اشعار کو سجا لیتا ہے اور اپنی قسمت کو سنوار لیتا ہے ہماری نعت معیار سے کم ہونے کے باوجود اسے اللہ تعالیٰ بھی

قبول کر لیتا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی قبول کر لیتے ہیں۔ نماز معیار کے مطابق نہ ہو تو فضول اور بے کار ایسی نماز لپیٹ کر منہ پر مار دی جاتی ہے۔ حج کے کسی رکن میں سقم رہ جائے تو حج ختم۔ قربانی میں کوئی لالچ دکھاوا آ جائے تو قربانی کا ثواب ختم صرف گوشت باقی رہ گیا۔ تھوڑا سا سینگ ٹوٹا ہوا ہے دم کٹی ہوئی ہے یا ایسا ہی کوئی عذر رہے تو قربانی ہی نہیں ہوتی نعت میں اگر لفظ حسین کو حسنین کہہ دو پھر بھی قبول ہے۔ حسنین کوئی لفظ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے جوش میں ہوش کے بغیر کہہ رہا ہے پھر بھی قبول ہے۔ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مطابق کوئی بات نہیں کر سکتے کوئی نعت نہیں پڑھ سکتے۔ حشر کے دن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اللہ تعالیٰ خود نعت پڑھیں گے جو ان کی شان کے لائق ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد اس روز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہوگی۔ حشر تک جو کچھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا جائے گا جتنا بھی زور لگایا جائے گا وہ معیاری نہیں ہوگا۔ SUB-STANDARD ہی رہے گا لیکن وہ خلوص سے بھرا ہوا ہوگا۔ ہماری نعت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مطابق نہ کسی لیکن ان میں خلوص اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ہے۔ کیا آپ کے پاس اس سے بہتر نعت شریف ہے۔ کیا اس سے بہتر آواز ہے کیا اس سے بہتر شعر ہے۔ نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتی تو آپ ضرور وہی نعت ہی پڑھتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کے پاس ہے ہی یہی کچھ اس لئے میں اس کے خلوص اس کی محبت کو دیکھ کر قبول کر لیتا ہوں۔ نور جہاں کی قسمت میں تو نعت شریف پڑھنا ہے ہی نہیں۔ اس کو تو نعت شریف کی توفیق ہی نہیں ہوگی۔

ہماری جیسی بھی آوازیں ہیں یہ کسی معیار کی نہیں ہیں لیکن یہ بارگاہ عالیہ میں قبول ہیں کسی عالم سے بھی پوچھ لیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ قبول ہے تو وہ درود شریف اور نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کی پہچان سنی کی پہچان نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا کلمہ شریف مومن کی پہچان نہیں ہے۔ فرمایا کہ کلمہ شریف مومن میں بھی ہے اور منافق میں بھی ہے۔ کلمہ پڑھ لینے سے کوئی علم نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ کہو مومن ہے یا کہ منافق ہے۔ نماز بھی دونوں پڑھتے ہیں روزہ بھی دونوں رکھتے ہیں حج زکوٰۃ، قربانی، حفظ، جہاد اور شہادت دونوں میں ہے لیکن جب آپ نعت پڑھتے ہیں تو یہ صرف مومن کی پہچان ہے۔ مومن نعت پڑھتا ہے۔ منافق نعت نہیں پڑھتا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں کر سکتا اس لئے مومن اور منافق میں فرق کرنے والی چیز صرف نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے حشر والے دن صرف نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پڑھی جائے گی۔ تمام لوگ اس روز شفیع ڈھونڈیں گے۔ شفاعت کا شعبہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے جب لوگ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈھونڈ لیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شروع ہو جائے گی۔ وہاں کوئی دوسرا عمل نہیں ہوگا۔ نہ نماز ہوگی نہ روزے ہوں گے۔ نہ حج اور نہ زکوٰۃ، نہ جہاد نہ شہادت کوئی عمل نہیں کر سکو گے کیونکہ وہ دارالعمل ہوگا ہی نہیں۔ بلکہ وہ تو اعمال کی جزا اور سزا کا دن ہے۔ ہمیں یہاں دنیا میں تو کوئی نعت پڑھنے سے روک سکتا ہے وہاں ذرا روک کر دکھانا تمہارا کیا حشر

ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود نعت خوانی کر رہا ہے اور خود روزانہ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر نعت نئی نعت شریف پڑھ رہا ہے اور ایسی نعت پڑھ رہا ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق ہے۔ ہم خود ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں وہ ان کے لائق نہیں ہے لیکن قبول ہے اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے ذکر مصطفیٰ کرنے اور نعت شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو شخص ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتا درود شریف نہیں پڑھتا۔ وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ اور جو کوئی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے وہ اس وقت تک مرنا نہیں ہے جب تک وہ جنت میں اپنا گھر نہ دیکھ لے۔ درود شریف لکھنے والا نعت شریف پڑھنے والا نعت شریف سننے والا مرنے سے پہلے اپنا گھر جنت میں دیکھ لیتے ہیں۔ نعت شریف سننے والا بھی وہی درجہ رکھتا ہے جو لکھنے والا پڑھنے والا رکھتا ہے۔

سو کھلیں گے اس کیلئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کشتی میں سوار سمندریا دریا میں جا رہے تھے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ پر درود شریف پڑھ رہے تھے درود شریف بھی نعت ہی ہے۔ یوں کہہ لو کہ وہ نعت شریف پڑھ رہے تھے ایک مچھلی نے وہ درود شریف وہ نعت شریف سن لی۔ مچھلی کسی طرح سے چھیرے کے جال میں پھنس گئی اور پکڑی گئی ایک صحابی نے وہ خرید لی۔ گھر لے آیا۔ کھڑے کئے اور پکانے کیلئے چولہے پر رکھ دی۔ کافی وقت تک آگ جلاتے رہے لیکن مچھلی نہ پکی۔ مچھلی کچی کی کچی جس طرح سے اس پر آگ کا اثر ہی نہیں

ہوا۔ تھک ہار کر وہ صحابی ہنڈیا لے کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدمت میں حاضر ہو گئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی وقت سے مچھلی کو پکا رہا ہوں یہ پکتی ہی نہیں۔ اسے ضائع کر دینے کو دل نہیں چاہتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ماجرا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھئے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مچھلی سے فرمایا کہ کیا بات ہے تو پکتی کیوں نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم دریا میں جا رہے تھے نعت شریف پڑھ رہے تھے میں نے وہ سن لی ہے اس کا صلہ یہ ہے کہ مجھ پر آگ اتر نہیں کر رہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مچھلی کیا تجھے وہ درود شریف یاد ہے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد ہے فرمایا کہ سناؤ تو مچھلی نے وہ درود شریف سنا دیا اس درود شریف کا نام ہی درود ماہی ہے کتب میں لکھا ہوا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درود شریف کو لکھ لو جو اس درود شریف کو پڑھے گا اس کو دنیا کی آگ تو کیا دوزخ کی آگ بھی نہیں جلانے گی۔ مومن کی پہچان اور مومن کی نجات درود شریف اور نعت شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰۤاَيُّهَا الْمٰٔنُوْنَ اٰمِنُوْا صرف ایمان والوں سے خطاب فرمایا۔ ہر ایک کو نہیں فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ نہیں فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ اے لوگو آ جاؤ۔ بلکہ فرمایا کہ اے مومن آ جاؤ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھو۔ درود شریف پڑھو۔ حضرات ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر چار احادیث مبارکہ ہیں میں یہ احادیث مبارکہ تمہیں سناتے سناتے بوڑھا ہو گیا ہوں اور پروفیسر صاحب ان کو لکھتے لکھتے بوڑھے ہو

رہے ہیں۔ لیکن ان احادیث مبارکہ کی عظمت یہ ہے کہ ان کو بار بار سنا جائے بار بار لکھا جائے تاکہ کسی کے دل پر تو اس کا اثر ہو جائے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعت لکھنے والوں نعت پڑھنے والوں اور نعت سننے والوں کو یہ خوشخبری دی کہ جو شخص ایک محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے اس کے لئے بیس لاکھ بری محفلوں میں شرکت کرنے کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ بیس لاکھ بری محفلیں ناچ گانے طلبے سرنگیاں غیر شرعی باتیں بھی دامن میں ہوں لیکن صرف ایک محفل میلاد میں آجائے خواہ بھول کر ہی آجائے۔ خواہ کھانا ہی کھانے کے لئے آجائے کسی بھی غرض سے آجائے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رحمت برستی ہے اور جس پر رحمت کا ایک قطرہ بھی پڑ جاتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے وہ جنتی بن جاتا ہے۔ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ جب آپ محفل میں آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں۔ جھوٹ، فریب، دعا بازی، ملاوٹ ہر طرح کے گناہ لے کر آتے ہیں۔ جب محفل میں آ جاتے ہیں نعت خوانی شروع ہوتی ہے تو رحمت برسنی شروع ہو جاتی ہے وہ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ یہ فرمانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہوگی۔ تیسری حدیث میں ہے کہ جب محفل ذکر میں نعت شریف شروع ہوتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو جنت چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے۔ اور جنت کتنی دور ہے یہ پروفیسر صاحب نے حساب لگایا ہے کہ اگر تو اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار (18,60,000) میل فی سیکنڈ سے پرواز کرے اور لگاتار بیس لاکھ (30,00,000) سال پرواز کرتا رہے تو جنت کے قریب پہنچ

جائے گا۔ جنت میں نہیں پہنچے گا لوگ نعت شریف پڑھنے سے روکتے ہیں اور واقعی ہی روکتے ہیں شیطان بھی روکتا ہے۔ شیطان اس طرح سے روکتا ہے کہ محفل میں نہ جائیں وہاں شرک ہوتا ہے بدعت ہوتی ہے۔ اگر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے تو ہونے دے۔ اے شیطان تیرے پیٹ میں کیوں درد اٹھتا ہے۔ آپ اس وقت جنت میں بیٹھے ہیں۔ چوتھی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم جنت میں جاؤ یا فرمایا کہ جب تم جنت کی کیاریوں میں جاؤ تو جنت کا پھل کھایا کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کون سی ہیں فرمایا کہ جس جگہ میرا ذکر ہوتا ہے میرے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اور یہ کیاری قیامت تک قائم رہتی ہے۔ نہ جنت مٹی ہے اور نہ ہی کیاری مٹی ہے۔ بہت دفعہ علماء دین سے پوچھا ہے کہ یہ جو جنت اس طرح سے ملتی ہے یہ وقتی طور سے ملتی ہے کہ مستقل ملتی ہے۔ ملازمتیں بھی عارضی ہوتی ہیں۔ ساٹھ سال کی عمر میں ویسے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ میں بھی اس مرحلہ سے گزر چکا ہوں اور پروفیسر صاحب بھی گزر چکے ہیں اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ جب میں جنت دیتا ہوں تو ہمیشہ کیلئے دیتا ہوں۔

وَمِيقَ الْيَوْمِ نَقُودُ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهَا وَقَفَّحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔ (الزمر ۷۳) ”اور جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کی سواریاں گروہ درگروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ وہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کا داروغہ ان سے کہے گا سلام ہو تم پر کہ خوب رہے ہو جنت میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں جنت

دیتا ہوں تو بچی اور مستقل طور سے دیتا ہوں پھر اس میں سے نکالنا نہیں ہوں۔ اب دیکھیں کہ جنت سے بھی بڑھ کر ایک چیز ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

وہ مدینہ کس طرح سے ملتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم ذکر مصطفیٰ کرتے ہو۔ نعت شریف پڑھتے ہو۔ درود شریف پڑھتے ہو تو ساری کی ساری محفل میری قبر اقدس میں میرے سامنے ہوتی ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب ”آب کوثر“ میں نمبر شمار 71 پر یہ حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ جو محفل ذکر ہوتی ہے وہ کہیں بھی ہو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور میں ہوتی ہے اور شرکاء محفل کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچانتے ہیں ہر ایک کا نام اس کے والد صاحب کا نام اس کی ذات برادری اس کے قبیلہ وغیرہ کو جانتے ہیں۔ اگر کسی کو آج یہ علم ہو جائے کہ میری کسی بڑے مفسر سے جان پہچان ہے تو لوگ میرے آگے پیچھے پھریں گے اور اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے پہچان لیں تو پھر میرا کیا مقام ہوگا اگر کوئی وی سی۔ یا کورنر یا صدر پاکستان کسی کو جان لیں پہچان لیں تو اس بندے کے وارے تیار ہو جاتے ہیں۔ لوگ اس کی دعوتیں کرتے ہی نہیں تھکتے اس کو اپنی پہچان کراتے ہیں پھر کہیں جا کر ان کی بات بنتی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں میری تیری بات اور پہچان نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے بنے گی ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے بنتی ہے۔ علامہ ریاض الدین ریاض نے اس ساری گفتگو کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے فرمایا۔

ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتے رہیں گے
 وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے
 وہ لحات بخشش کا سامان ہوں گے
 جو ذکر نبی میں گزرتے رہیں گے
 انہیں دیکھ کر جہاں کے نظارے
 نگاہوں سے میری اترتے رہیں گے
 حیات ان پر قربان ہوتی رہے گی
 جو عشق نبی میں مرتے رہیں گے
 ہر اک گام پر ہم کو معراج ہو گی
 جو سران کے قدموں میں دھرتے رہیں گے
 ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا
 تیرے کام بگڑے سنورتے رہیں گے

حضرات بات یہ ہے کہ ہماری بخشش ہو گئی اور جنت بھی ہمیں عطا ہو گئی، اب ہم نیک
 اعمال کریں یا چھوڑ دیں۔ کیا داڑھی رکھیں یا Clean Shave سر پر ٹوپی رکھیں یا
 ٹوپی غائب۔ طہارت میں رہیں یا طہارت کا خیال نہ رکھیں۔ نمازی ہوں یا نہ
 ہوں۔ روزہ، حج، زکوٰۃ کریں یا نہ کریں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ تمہیں جنت تو مل گئی
 ہے۔ اب اعمال کیا کرنے ہیں اب تو موجھیں کرو۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ تو جنت
 کے حصول کے لئے ہی کرتے ہیں اور وہ تو ہمیں مل گئی ہے۔ آؤ عرض کرتے ہیں کہ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے، آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی سنت کیا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادہ نوافل پڑھا کرتے تھے۔
 نوافل سے قبل فرض اور سنت کا پڑھنا لازم ہے ورنہ نوافل قبول نہیں ہوتے۔
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک اور جنت عطا کرنے والے آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہیں۔ پھر عبادت میں اتنی مشقت، اتنا لباقیام، اتنے زیادہ نوافل آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کیوں پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ جس رب نے مجھے یہ ساری نعمتیں دی
 ہیں کیا میں اس کا شکر ادا نہ کروں۔ اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ حضرت سیدنا
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ اعمال کریں یا نہ کریں۔ فرمایا کہ
 میں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ عمل کروں کہ نہ
 کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھیں، فرمایا کہ کل اٹا شہ کا نصف تو میں
 نے بھی دیا ہے اور ساری رات دُڑہ لے کر گشت لگاتا ہوں کہ کوئی غریب بندہ ہو تو
 اس کی مدد کروں۔ حاجت مند ہو تو اس کی حاجت پوری کروں۔ کوئی دشمن آجائے
 تو اس کو سیدھا کر دوں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں۔ فرمایا کہ
 مجھے دیکھو میں نے چالیس سال ایک روایت میں ستر سال عشاء کے وضو سے فجر کی
 نماز ادا کی ہے۔ ہر رات ایک قرآن مجید ختم کیا ہے تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ عمل
 کروں یا نہ کروں۔ اگر کوئی احسان مند ہو تو وہ اس کا شکر ادا کرے گا جس نے اس
 پر احسان کیا ہے۔ اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ تذکرہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم
 رحمۃ اللہ علیہ کا ہے فرمایا مجھے دیکھ کہ میں نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی
 نماز پڑھی ہے تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ عمل کروں کہ نہ کروں۔ لہذا بے عمل نہ بنو،

اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے، تمہیں بخش دیا ہے، تمہیں جنت عطا کر دی ہے تو پھر اس کا شکر بھی ادا کرو۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مانگ لو جو تیرا جی چاہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ تو ہو گیا ہے اب اور کچھ بھی مانگ لو۔ عرض کیا کہ اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد۔ فرمایا کہ اب بجدوں سے میری مدد کرو۔ یعنی میں نے تمہارا کام تو بنا دیا ہے اب شکر کرو۔ اور شکرانے میں اعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا احسان ماننے اور اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیا آپ خود آئے ہیں۔ نہیں۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلا تے ہیں

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلائے ہوئے آئے ہو۔ جنت لے کر جا رہے ہو تو ان کا شکر ادا کرو۔

کہاں کا منصب کہاں کی دولت

قسم خدا کی ہے یہ ہے حقیقت

جنہیں بلایا ہے مصطفیٰ ہے

وہی مدینے کو جا رہے ہیں

کوئی عمل کسی کا اپنا نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر عمل، ہر ایمان، ہر شخصیت میرے نور سے بنی ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان، زمین نہیں کہ زماں نہیں

آپ بھی اسی زمین اور آسمان کے اندر ہی ہو، پھر جو کچھ بھی ہو یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بنائے ہوئے ہو تو پھر کیا ان کا شکر نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بن کر رہیں۔ ایک آدمی سے پوچھا کہ اگر تمہیں تمہاری پوری مدت ملازمت کی ساری تنخواہ گرجوٹی، پنشن وغیرہ یک مشمت ادا کر دی جائے تو کیا آپ کام کریں گے کہنے لگا کہ پھر میں یہ ملازمت چھوڑ کر دوسری جگہ ملازمت کر لوں گا۔ اللہ کرے کہ ہم اس جیسے احسان فراموش نہ ہوں بلکہ اس کی اس احسان مندی کے بدلے میں خوب دل لگا کر محنت سے اس کا کام کریں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال سے پہلے یہ وصیت فرمائی کہ اے لوگوں میں نے جو بیت المال سے تنخواہ وصول کی ہے وہ میری فلاں زمین بچ کر واپس بیت المال میں جمع کرادی جائے۔ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ اللہ کے لئے کیا ہے اس کا شکر ادا کرنے کے لئے کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں اب عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اپنے اعمال کا بھی معاوضہ نہیں لے رہے ہیں۔ اس لئے جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں لا کر محفل میں بٹھایا ہے۔ ہم ان کا شکر کیوں نہ ادا کریں۔ وہ ہمیں اپنے قرب میں لے گئے ہیں۔ ہمیں جنت عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں اتادوں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (النجم ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی اُمت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا اور

کچھ بھی نہیں لوں گا۔ اس لئے اس اُمت کو اُمت مرحومہ کہتے ہیں ”بہت رحم کی گئی“
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رضائے رب حاصل ہوئی لیکن وہ ہمارے کام آگئی۔
 اللہ تعالیٰ ان کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت پورے عشق محبت سے
 پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قبر میں جب سوال جواب شروع ہوں گے تو ایک بندہ
 ایسا ہوگا جو کوئی جواب نہیں دے سکے گا۔ فرشتے کہیں گے کہ سوالوں کے جواب دو،
 ورنہ ابھی جہنم کی کھڑکی کھل جائے گی۔ اس کی قبر میں ایک نورانی چہرے والا آدمی
 آجائے گا۔ فرشتوں کو فرمائے گا کہ اس کو چھوڑ دو اس کی جگہ میں جواب دیتا ہوں وہ
 تمام سوالوں کے جواب دے گا تو فرشتے کہیں گے کہ پاس ہو گیا ہے اس کے لئے
 جنت کی کھڑکی کھول دو۔ جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ قالیں بچھ جائیں گے، بستر
 لگ جائیں گے، نکیر بن چلے جائیں گے اور وہ ہستی بھی جانے کو ہوگی تو وہ میت اس
 کا دامن پکڑے گی اور عرض کرے گی کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں، آپ نے
 بڑی مہربانی فرمائی ہے، مجھے قیل ہونے سے بچایا ہے۔ وہ کہے گا کہ میں تیری پرہمی
 ہوئی نعت اور درود شریف ہوں۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی
 کتاب میں لکھا ہے کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ حج کرنے کے لئے جا رہا تھا
 کہ راستہ میں فوت ہو گیا اور اس کا چہرہ سخت سیاہ ہو گیا اور اس کا سر گدھے جیسا ہو
 گیا۔ وہ بیٹا بڑا پریشان کہ وہ کس سے کہے کہ اس کا جنازہ پڑھاؤ اسے کفن دو،
 اسے دفن کرو، ایک نورانی ہستی آگئی اور اس میت کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس
 میت کا چہرہ بہت نورانی اور انسانی شکل میں بن گیا۔ وہ جانے لگے تو بیٹے نے دامن
 پکڑ لیا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں۔ آپ نے میری بڑی مدد کی اور میری

مشکل حل فرمادی، فرمایا کہ میں تیرا نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کی شکل کیوں تبدیل ہو گئی تھی۔ اب دیکھیں کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب ہے، فرمایا کہ یہ سودخور تھا۔ سود کھاتا تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اتنی مہربانی کیوں فرمائی۔ فرمایا کہ درود شریف پڑھتا تھا، میری نعت پڑھتا تھا۔ ہم میں صرف ایک سودخوری ہی نہیں ہے بلکہ کئی اور لغتیں بھی ہیں اس لئے ہماری نجات کا وسیلہ صرف درود مصطفیٰ اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ یہ سرمایہ حیات ہے جس نے ساتھ جانا ہے۔ کیا پروفیسر صاحب یہ مکان آپ کے ساتھ جائے گا۔ یہ میز، کرسی، والدہ، والد، بھائی، بہن کوئی نہیں جائے گا۔ ہاں آپ کی پڑھی ہوئی نعت اور درود شریف ساتھ جائیں گے۔ یہ ہماری پہچان ہے۔ ہم نعت خوانی سے باز نہیں آئیں گے۔ لوگ خواہ اسے سو بار بھی بدعت کہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعت پڑھنے کو جو بدعت کہتا ہے وہ خود بدعتی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نعت سن کر خوش ہو رہے ہیں۔ داد دے رہے ہیں، چادر مبارک عطا فرما رہے ہیں اور یہ جو آپ نعت خوان حضرات کو پیسے دیتے ہیں یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب دوسری سالگرہ محمد بلال بن محمد عارف

برہانش پروفیسر عبدالغفار صاحب

28-2-09

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے والا ہے۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ (۱۰۳:۲۸)
”اور اس نے ہر چیز پیدا کی۔“ وہ ہر چیز کا مالک ہے جیسے چاہے بادشاہت دے اور
جس سے چاہے بادشاہت چھین لے۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ
مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ (آل عمران ۲۶) ”یوں عرض کرے کہ اے
اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔“
بیماری اور شفا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (اشعرا ۸۰)
”اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ رازق ہے رزق دہی
دیتا ہے۔ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (البقرة ۲۱۲) ”اور خدا جسے چاہے
بے گنتی کے (رزق) عطا فرمائے۔“ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن
اللہ تعالیٰ نے یہ تمام طاقتیں یہ تمام تصرفات اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا
کر دی ہیں۔ ان کو اپنے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف
اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا کرتے ہیں اور وہ تقسیم کرتے ہیں فرمایا کہ

اَللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَاَنَا قَاسِمٌ اللّٰهُ مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ ت
 بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

اللہ تعالیٰ منہ سے پاک ہے اس لئے اس نے ہر چیز کا مالک و مختار اپنے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنا دیا ہے وہ جسے چاہیں جب چاہیں اور جو چاہیں عطا کر
 دیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے۔

لَا وَرَبُّ الْعَرْشِ جِسْ كُوْ جُو ملا ان سے ملا

نبیؐ ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

آج ہماری اس محفل میں ایک ایسی شخصیت تشریف فرما ہے کہ جو ہر چیز نبی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام سے ہی لیتے ہیں۔ یہ اصغر علی چشتی صاحب ہیں آج ان سے متعلق کچھ
 عرض کرنی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کس طرح لیتے ہیں تاکہ ہمیں
 بھی یہ انعام لینے کی جستجو اور توفیق عطا ہو جائے۔ ایک بات پہلے عرض کرنی ہے کہ ایک
 تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور ایک اس کی قدرت ہے قدرت اس کی یہ ہے کہ وہ
 جو چاہے سو کرے۔ اپنی مرضی کا مالک ہے کسی کو اس کے ارادے میں کوئی دخل نہیں۔
 لیکن اس کا قانون یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی کسی کو دینا چاہتا ہے وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے دلاتا ہے۔ اس کی قدرت میں کوئی کسی کو دخل نہیں لیکن اس نے فرمایا کہ
 اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ضمن میں اس نے اپنی قدرت کا اظہار نہیں کرنا ہے
 بلکہ قانون استعمال کرنا ہے۔ اس لئے شفا کون دیتا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں۔ زندگی کون دیتا ہے۔ یہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے حکومت کون دیتا ہے اور کون واپس لیتا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں روزی کون دیتا ہے۔ مقبول صاحب آپ کہتے ہوں گے کہ کمپیوٹر دیتا ہے میں کہتا ہوں کہ پنشن دیتی ہے۔ کوئی کہے کہ دکانداری دیتی ہے لیکن دراصل روزی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دیتے ہیں۔ قید سے کون رہائی دیتا ہے یہ بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ تمام چیزیں کس نے لی ہیں یہ اصغر علی چشتی ہیں جو آج ہماری اس محفل میں تشریف فرما ہیں ان کے حوالے سے ہی بات کرنی ہے۔ ان کو کینسر ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا اور جواب دے دیا کہ کہا کہ اب آپ کے زندہ بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہی آپ گھر چلے جاؤ اب پیسے ضائع کرنے کی ضرورت نہیں بس ایک دو دن کی زندگی باقی ہے۔ وہ مجبور ہو کر واپس گھر آ گئے۔ یہ نعت خوان تھے رات کو جیسے بھی ہو سکا انہوں نے نعت شریف پڑھی۔ بول تو سکتے نہیں تھے بس وہ نعت گنگنائی کہ

ہو نگاہ کرم یا محمد غم زدوں نے ہے تجھ کو پکارا
اور کچھ بھی نہیں پاس میرے بس تیرے نام کا ہے سہارا
تیرے پاؤں کی ٹھوکر سے آقا ہے بدل جاتی تقدیر عالم
تیرے ہوتے ہوئے کملی والے کیوں ہو گردش میں میرا ستارہ
تو نے لاکھوں کی قسمت سنواری ہے خدا کی خدائی تمہاری
کربلا کے شہیدوں کا صدقہ میری جانب بھی ہوا اک اشارہ
دو جہاں کا ملا راج تجھ کو ہم بے کسوں کی ہے سب لاج تجھ کو
اس کو ڈر ہے بھلا کس بلا کا جس نے پکڑا ہو دامن تمہارا

غوث ہوں اولیاء انبیاء ہوں شاہ عالم ہوں یا کہ گدا ہوں
بھیک لیتے ہیں سب آ کے تجھ سے تیرے در پہ ہے سب کا گزارہ
گرچہ صائم سراپا خطا ہے میرے آقا تمہارا گدا ہے
ہو کے تیرا پھر جہنم میں جائے کیسے رحمت کو ہوگا کوارا

رات دو بجے کا وقت تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے گھر میں تشریف
لے آئے۔ یہاں چھوٹی اتالی میں ان کا گھر ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام جانتے ہیں کہ کون پکار رہا ہے۔ کس جگہ میں پکار رہا ہے اور کس حالت میں
پکار رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آئے اور ساتھ دو ڈاکٹر بھی لائے اور
فرمایا کہ اس کا آپریشن کرو۔ ڈاکٹروں نے جیشتی صاحب کا آپریشن کر دیا۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں شفا مل گئی ہے۔ تو کون شفا دیتا ہے یہ میرے نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو شفا عطا کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکٹر تو کہتے ہیں کہ تیری صرف ایک دودن کی زندگی باقی ہے۔
فرمایا کہ زندگی عطا کرنا اور زندگی کو ختم کرنا میری ذات کے ساتھ ہے وہ کون ہوتے
ہیں جاؤ میں نے تمہیں شفا دے دی ہے اور تیری عمر تریسٹھ سال ہوگی اور وہ 2024ء
میں پوری ہوگی۔ عمر کون عطا کرتا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو
عمر عطا کرتے ہیں عمر بڑھا دیتے ہیں اور جب عمر بڑھ جاتی ہے تو ظاہر ہے اس زندگی
میں کھانا پینا بھی ہوگا لہذا اگر عمر بڑھ گئی تو رزق بھی بڑھ گیا تو رزق دینے والا کون
ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

صحت یاب ہونے کے بعد اصغر چشتی صاحب ڈاکٹر صاحب کو ملے تو وہ دیکھ کر سخت حیران ہوئے پوچھنے لگے کہ آپ کہیں قبر سے تو نکل کر نہیں آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے دوسرے اپنے رفقاء کو بلایا۔ الائیڈ ہسپتال، سول ہسپتال، انور ہسپتال، عزیز قاسم ہسپتال، الفیصل ہسپتال والے تمام ڈاکٹر اکٹھے ہو گئے، جب وہ ٹسٹ کی رپورٹ دیکھتے ہیں کہ یہ ٹسٹ ہیں یہ اس کی رپورٹ ہیں۔ انتہائی وجہ کی کینسر Extreme point کا کینسر ہے جہاں کسی صورت بھی مریض کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ پھر بھی مریض صحت یاب ہو جائے۔ یہ ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق ممکن ہی نہیں تھا لیکن یہ مصیبت ٹل گئی ہاں یہ ٹل سکتی ہے جب میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کوٹال دیں تو یہ ممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا سے تمام تصرفات اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیے ہیں۔ اپنے تمام خزانوں کی چابیاں انہیں عطا کر دی ہیں۔ اب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الفجی ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تو تمہیں اپنی مرضی ہی دے دی ہے جو چاہو کسی کو عطا کر دو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مردوں کو زندہ کر دیا ہے پھر بیمار کو شفا دے دینا تو اس سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ چشتی صاحب مشین پر کام کر رہے تھے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے تشریف لے آئے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں مگن ہو گئے ادھر مشین چل رہی تھی اس کا خیال نہ رہا اور ان کا ہاتھ مشین میں آ گیا چاروں انگلیاں کٹ گئیں لیکن ان کو کوئی خبر نہیں ہوئی کہ ہاتھ

کٹ گیا ہے نہ کوئی درد نہ کوئی سی سا۔ مشین ہاتھ اندر آنے کی وجہ سے خود بخود رک گئی تو ان کو پتہ چلا کہ مشین میں ان کا ہاتھ آیا ہوا ہے۔ مشین کو الٹا چلا کر اپنا ہاتھ اس میں سے نکالا۔ چشتی صاحب کو انگلیاں کٹ جانے کا کوئی درد نہیں ہوا۔ یہ درد کیوں نہیں ہوا۔ درد پیدا کرنا یا درد پیدا نہ کرنا بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہے۔ مصر کی عورتوں نے جب حضرت زلیخا کو طعنے دئے کہ تو ایک مردے پر عاشق ہوئی پھرتی ہے تو اس نے ان تمام عورتوں کو بلایا ان کو پھل دئے اور کانٹے کو چھریاں دیں اور حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک دفعہ ان عورتوں کے سامنے سے گزر جائیں۔ اور عورتوں سے کہہ دیا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائیں تو آپ پھل کا ٹٹا شروع کر دیں۔ جب ایسا ہوا تو عورتوں کے ہاتھوں سے پھل گر گئے اور ان کے ہاتھوں پر چھریاں چل گئیں ان کی انگلیاں کٹ گئیں لیکن کسی عورت نے بھی کوئی ہائے وائے نہیں کی اور نہ ہی کسی نے کوئی درد محسوس کیا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگیں۔ حَاشَ اللّٰہَ مَا هَٰذَا لَشَرٍّ اِنْ هَٰذَا اِلَّا مَلٰکَ کَرِیْمٌ (یوسف ۳۱) ”اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں۔ یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔“ وہ تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار میں اتنا کھو گئیں تھیں اور ادھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو رہا تھا، وہاں انگلیاں کٹیں تو درد نہ ہوئی اور یہاں ہاتھ کٹ گیا تو درد کیسے ہوتا۔ ڈاکٹر صاحب اس ہاتھ کی مرہم پٹی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر حیران ہیں کہ چاروں انگلیاں کٹی ہوئی ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی درد وغیرہ نہیں ہے آپ بڑے آرام سے اس کی مرہم پٹی وغیرہ کریں۔ ہاتھ کو بہر حال آرام آ گیا۔ چشتی صاحب آپ ذرا اپنا وہ ہاتھ بلند

کریں تاکہ حاضرین اس ہاتھ کی زیارت کر لیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار میں کٹا ہے۔ جب ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تو ہاتھ بھی کٹ گیا میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔ لیکن روزی کا کوئی تو بہانہ چاہئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہانہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں جو خود موجود ہوں۔ اب چشتی کے مصلیٰ کے نیچے سے پیسے نکلنے شروع ہو گئے۔ دواڑھائی لاکھ کا ایک بانڈ نکل آیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ڈاکٹر صاحب کو زیارت کرائی اور فرمایا کہ چشتی کو خرچ اخراجات کی ضرورت ہے اس کے گھر کا خرچہ تم دیا کرو۔ اب جناب وہ ڈاکٹر صاحب نے چشتی صاحب کے گھر کا سارا خرچہ اٹھایا ہوا ہے۔ بچوں کی فیس تعلیمی اخراجات گھر کے خانہ داری، باورچی خانہ کے خرچ اخراجات وہ ڈاکٹر صاحب پورے کر رہے۔ تمام ڈاکٹروں نے ان سے عرض گزارش کی ہے کہ چشتی صاحب اور ان کے اہل خانہ میں سے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو ہم اس کا علاج مفت میں کریں گے ان کا میڈیکل سارا فری ہو گیا ہے کچھ لوگوں کو شک ہوا کہ یہ چشتی صاحب کہیں ایسے ہی لوگوں کو اپنی بڑھائی تو بیان نہیں کرتے رہتے ہیں انہوں نے صرف ان کو ٹسٹ کرنے کے لئے ان سے پوچھا کہ آپ کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنے ہی زیادہ روابط ہیں تو بتائیے کہ مشرف (صدر پاکستان) کب کرسی چھوڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تو علم نہیں ہے کہ مشرف کب جائیں گے البتہ میں تو صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ کر ہی بتا سکتا ہوں۔ چشتی صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشرف صاحب کب چھوڑیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دن میں چلا

جائے گا۔ چشتی صاحب نے یہ خبر سب کو بتادی کہ مشرف دو دن میں جانے والا ہے۔ حکومت اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے وہی حکومت چھین بھی لیتا ہے لیکن وہ خود یہ کام نہیں کرتا بلکہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ جس کو جو کچھ ملا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہی ملا ہے۔ لیکن ان دنوں مشرف کے کرسی چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ حالات یہ بتا رہے تھے کہ وہ اپنے کیس کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو رہا تھا اس کے جانے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ تو کسی صورت جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ایسے حالات نظر نہیں آتے کہ وہ چلا جائے گا چشتی صاحب نے کہا کہ حالات و آثار اس کے جانے کے ہوں کہ نہ ہوں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ یہ جا کے ہی رہے گا۔ ابھی دو دن مکمل ہونے میں چھ گھنٹے باقی تھے کہ اس نے استعفیٰ دے دیا۔ اس نے بڑی جرأت مندانہ تقریر کی جس سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ نہیں جائے گا لیکن اس اپنی تقریر کے بعد اس نے استعفیٰ دے دیا۔ حکومت دینا اور حکومت لینا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہے۔ آپ سب کے لئے ایک خوش خبری ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ پاکستان زندہ رہے گا۔ پاکستان کو کھانے والے بہت ہیں لیکن اس کو پہچانے والی بہت بڑی ہستی ہے اس کے حاکم جاتے رہیں گے اور جو ملک کے حق میں بہتر نہیں ہوں گے وہ ذلیل و خوار ہو کر جاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی دلواتے ہیں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس کے دلواتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فیصل آباد میں انور ہسپتال ہے اس میں ایک پتھر لگا ہوا ہے جس پر میرا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ وہ میرا ذکر کرتا ہے

میں اس کا ذکر سنتا ہوں اور اس کے پاس آنا چاہتا ہوں لیکن وہ اچھی جگہ پر نہیں لگایا گیا اس وجہ سے میں اس کے قریب نہیں جانا چشتی صاحب کو حکم دیا کہ اس پتھر کو تلاش کرو اور اسے وہاں سے نکالو اور ایک اچھی جگہ پر رکھو۔ اس کی تعظیم کرو۔ اس کا ادب کرو چشتی صاحب انور ہسپتال گئے۔ ڈاکٹر صاحب سے ملے اور ان کو پتھر سے متعلق بتایا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ 1975ء میں یہ ہسپتال کی عمارت تعمیر کی گئی تھی اور اب 2009ء تک میں بھی یہیں پر ہوں مجھے تو علم نہیں ہے آپ اس پتھر کو ضرور تلاش کریں اور ہمیں بھی بتائیں۔ چشتی صاحب نے پورے ہسپتال کی عمارت چھان ماری لیکن پتھر نہ ملا۔ اتفاق سے انہیں حاجت ہوئی تو وہ بیت الخلا میں گئے تو دیکھا کہ پتھر وہاں لگا ہوا ہے اور اس پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ پتھر کہاں ہے۔ میرا ذکر کر رہا ہے اور اس میں اس کی آواز سن رہا ہوں۔ بہر حال اس پتھر کو وہاں سے نکال لیا گیا اب مسئلہ یہ تھا کہ اس پتھر کو کہاں رکھا جائے پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر کو جہاں آپ حکم فرمائیں وہیں رکھ دیں گے۔ فرمایا کہ جمعہ کے دن مسجد میں رکھا کریں تاکہ لوگ اس کی زیارت کریں اور باقی چھ دن ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں رہا کرے۔ یہ پروفیسر صاحب میرے سامنے بیٹھے ہیں یہ مدینہ شریف گئے ان کی بھانجی اس کے ساتھ تھی۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس پر جا کر نعت شریف پڑھا کرتی تھی اور کوئی اسے روکتا نہیں تھا۔ ویسے وہاں آپ ذرا سی آواز نکالیں نعت پڑھیں درود و سلام پڑھیں تو وہاں موجود ”شرطے“ پولیس آپ کو فوراً پکڑ کر مسجد نبوی سے باہر نکال دیں گے۔ لیکن ان کی بھانجی دو دو تین

تین گھنٹے وہاں بیٹھی محفل نعت سبحانی ربی اسے روکنے والا کوئی نہ تھا یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ وہ نعت سننا پسند فرماتے ہیں تو پھر ”شرطے“ کی کیا مجال ہے کہ وہ دخل اندازی کرے۔ ان کا وزیر ازامد المیاحہ ہو گیا۔ یہ سعودی ایئر لائن کے دفتر میں جائیں تو جواب ملے کہ کوئی سیٹ نہیں ہے۔ پندرہ دن زائد گزر گئے۔ عید الفطر سر پر آ گئی تھی۔ پروفیسر صاحب نے اپنی بھانجی سے کہا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کریں کہ سیٹ کا انتظام ہو جائے۔ وہ روضہ اقدس پر حاضر ہوئی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید آ گئی ہے اور بچے پاکستان میں ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمادیں تو چلے جائیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح سے بھی حکم فرمائیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھا جاؤ تمہیں اجازت ہے پروفیسر صاحب سے کہہ دو کہ کل سیٹ مل جائے گی۔ اگلے دن سعودی ایئر لائن کے دفتر گئے تو سیٹ مل گئی جس کے لئے کئی روز سے انکار ہو رہا تھا۔ پندرہ روز سے لگاتار کوشش اور سفارش کے باوجود بھی سیٹ نہیں مل رہی تھی۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا تو انکار ہوا ہی نہیں۔ مسئلہ حل ہو گیا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق وہ پتھر ہر جمعہ والے دن مسجد میں رکھتے ہیں لوگ زیارت کرتے ہیں اور باقی چھ دن وہ پتھر ڈاکٹر کے کمرے میں رہتا ہے۔ ایک اعتراض کرنے والا بھی آ گیا۔ کہنے لگا کہ ساری کہانیاں بتائی ہوئی ہیں۔ ایسے پتھر کہاں ملتے ہیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوں۔ یہ کہاں لکھا

ہوا ہے۔ چشتی صاحب کو خواب آئی کہ وہ اعتراض کرنے والا بھی ساتھ ہے۔ مسجد نبوی چلے گئے جب دروازے پر پہنچے تو چشتی صاحب کو تو اندر جانے کی اجازت مل گئی لیکن دروازے پر متعین پولیس یا گارڈ جو بھی تھے انہوں نے اس آدمی کو اندر جانے کی اجازت نہ دی اور کہا کہ تم تو اعتراض کرنے والے ہو تمہارا مسجد نبوی میں کیا کام ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس اعتراض کرنے والے کو تادوکہ اسی ہسپتال میں ایک اور بھی پتھر ہے جاؤ اس پتھر کو بھی تلاش کرو اور اس کو دکھا دو۔ دوسرا پتھر بھی تلاش کر لیا گیا اور اسے دکھایا گیا لیکن اس نے دیکھ کر بھی نہیں مانا۔ اگر وہ مان جاتا تو جنتی بن جاتا۔ لیکن وہ اعتراض کرنے والا رہ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی فرماتے ہیں وہی درست ہے اللہ تعالیٰ یہ عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ چشتی صاحب کے پیر صاحب کے فرزند تھے کسی مقدمہ میں ان کو پچیس سال قید ہو گئی۔ مقدمہ چلا۔ ان کے خلاف کوہی پیش ہوئی۔ بحث مباحثہ کے بعد جج صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو پچیس سال قید کی سزا سنائی صاحبزادہ صاحب کی والدہ ماجدہ نے چشتی صاحب کو بلایا اور حکم دیا کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں رہی۔ ہم جب پیر صاحب کے مزار پر جا کر رہائی کیلئے عرض کرتے ہیں تو وہ خواب میں آکر ہمیں ڈانٹتے ہیں کہ یہ تم کیا مجھ سے مانگ رہے ہو۔ میں نے کچھ نہیں کرنا ہے۔ چشتی صاحب نے عرض کیا کہ امی جان پہلے پیر صاحب کو ہی منانا ہو گا جب تک وہ نہیں مانیں گے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کرم نہیں فرمائیں گے۔ گھر میں پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر دیوار پر آویزاں تھی۔ چشتی صاحب نے اس تصویر کے سامنے کھڑے ہو کر نعت شریف پڑھیں کوئی آدھ گھنٹے بعد تصویر میں حرکت پیدا ہو گئی تصویر جھولنے لگی اور

پھر وہ تصویر مسکرانے لگی۔ چشتی صاحب فرما رہے ہیں کہ میں نے تصویر مرشد کے سامنے کھڑے ہو کر نعت شریف پڑھی تھی کہ

دے تبسم کی خیرات ماحول کو، ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی ﷺ
 ایک شیریں جھلک، ایک نوری ڈھلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی ﷺ
 اے نوید مسیحا تیری قوم کا حال عیسیٰ کی بھیڑوں سے ابتر ہوا
 اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبی ﷺ
 کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے، تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
 حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے، ہم سے ناکردہ کار امتی یا نبی ﷺ
 سچ میرے دور میں جرم ہے عیب ہے، جھوٹ فتنِ عظیم آج لاریب ہے
 ایک اعزاز ہے جہل و بے راہ روی، ایک آزار ہے آگہی یا نبی ﷺ
 روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا ایک بحران ہے
 گلشنِ شہر و قریوں پہ ہے پریشان، ایک گھمبیر افسردگی یا نبی ﷺ
 رازداں اس جہاں میں بناؤں کسے، روح کے زخم جا کر دکھاؤں کے
 غیر کے سامنے کیوں تماشہ بنوں، کیوں کروں دوستوں کو دکھی یا نبی ﷺ
 زیست کے تپتے صحرا پہ شاہِ عرب، تیرے اکرام کا اہم سے گاکب
 کب بری ہوگی شاخِ تمنا میری، کب مٹے گی میری تنگی یا نبی ﷺ
 یا نبی ﷺ اب تو آشوبِ حالات نے تیری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیے
 دیکھ لے اپنے نائب کی نغمہ گری، بنتی جاتی ہے نوحہ گری یا نبی ﷺ
 اب دیکھیں کہ تصاویرِ نثر حرکت کرتی ہیں اور نہ ہی وہ مسکراتی ہیں نہ جھولتی ہیں نہ ہی

لہراتی ہیں۔ جب تصویر مرشد پر مسکراہٹ دیکھی تو چشتی صاحب نے امی جان کو بتا دیا کہ آپ کو خوش خبری ہے آپ کا بیٹا انشاء اللہ قید سے رہا ہو جائے گا۔ اور جو اس مقدمہ کی تاریخ آئی تو پہلی چشتی پر ہی بری ہو گئے آج بھی ان کے خلاف کو ایسی کو دیکھیں تو نظر نہیں آتا کہ ایسا ”محرم“ بھی بری ہو سکتا ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

چشتی صاحب زندہ مجرہ ہیں ان کی شفا مجرہ ہے ان کی حیاتی مجرہ ہے ان کے ہاتھ کا کٹ کر بچ جانا مجرہ ہے۔ ہاتھ کٹنے پر اس میں درد نہ ہونا بھی مجرہ ہے ان کو روزی مل رہی ہے وہ بھی مجرہ ہے۔ لوگوں کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ ان کی خدمت کریں۔ چشتی صاحب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ خاص میں ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت میں آجائیں اور ہم میں سے ہر ایک کی زبان پر ان کی نعت ہو کہ۔

ہو نگاہ کرم یا محمد غم زدوں نے ہے تجھ کو پکارا

اور کچھ بھی نہیں پاس میرے بس تیرے نام کا ہے سہارا

ہم پر بھی کرم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کرم اور عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ چشتی صاحب کو اپنے مکان میں ایک کمرہ بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ پیسے اتنے پاس نہیں تھے کہ اچھا کمرہ بنا سکیں۔ آپ نے ایک عارضی سا کمرہ بنالیا اور چھت پر سرکنڈے اور گھاس پھوس ڈال کر تیار کر لی لیکن دل میں خیال رہتا تھا کہ لوگوں کے مکانوں میں پلستر اور لینٹر پڑے ہوئے ہیں میرے کمرے کی چھت

سرکنڈے سے بنی ہوئی ہے۔ بانس ڈالے ہوئے ہیں آپ کے دل میں تمنایدا ہوئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد آپ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف فرما ہوئے تھے مجھے اس مبارک مکان کی زیارت نصیب فرما دیں۔ آپ دیکھیں کہ اس مکان کو ختم ہوئے بھی ساڑھے چودہ سو سال ہو چکے ہیں۔ ان کو خواب آئی اور اس میں ان کو حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی زیارت کرائی گئی تو آپ نے دیکھا کہ وہ مکان بھی بالکل اسی طرح کا جھونپڑی نما سا تھا جس طرح سے کہ انہوں نے اپنا کمرہ بتایا تھا۔ اس سے ان کو تسلی ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جھونپڑیوں میں ہی تشریف لاتے ہیں۔

تک کے ان کو ایوب کے گھر میں

محل ترستے ہیں جھونپڑیوں کے لئے

جس جگہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آتے ہیں وہی جگہ عظمت والی بن جاتی ہے۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگ جائیں وہی عظمت والی جگہ ہے۔ چشتی صاحب بتایا کرتے ہیں کہ ان کی زہبہ محترمہ اہل حدیث نظریہ کی تھی یہ جب نعت پڑھا کرتے تھے تو وہ برا منایا کرتی تھی بڑی جلاسر کرتی تھی۔ ایک روز وہ صحن میں لگے ہوئے درخت کے نیچے بیٹھی گھر کے کام کاج میں مصروف تھی کہ چشتی صاحب ایک وجد آفرین نعت پڑھنے لگے تو بیوی کے دل پر بھی اثر ہو گیا اس کے آنسو جاری ہو گئے وہ اہل حدیث نظریہ سے تو بہتا نب ہو گئی اور اب وہ بھی نعت شریف پڑھا کرتی ہے۔

حنات صاحب آج ہماری محفل میں آئے ہوئے ہیں دس بارہ سال پہلے انہوں نے

سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو لعابِ دہن عطا فرمایا تو ان کو سارے علوم آ گئے۔ حسنا صاحب نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی لعابِ دہن عطا فرمادیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ ہے وہ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے وہ خواب میں تشریف لے آئے اور حسنا صاحب کو لعابِ دہن عطا فرمایا۔ یہ ان دنوں طالب علم تھے آج یہ پروفیسر بنے ہوئے ہیں۔ لیکن لعابِ دہن کی شیرینی منہ میں آج تک قائم ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

یہ ساری باتیں ہم تحدیثِ نعمت کے لئے ہی کرتے ہیں ارشادِ ربانی ہے۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الفصحی ۱۱) ”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چہ چاہ کرو۔“ چشتی صاحب پر کرم ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ ہم اپنی محافل میں ان کا چہ چاہ اسی حکمِ ربی کے تحت ہی کرتے ہیں کہ ان پر جو کرم ہوا ہے اس کی عظمت لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہو جائے ان کی طرح ہم سب پر بھی کرم ہو جائے آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطابِ برہانش میاں مقبول حسن صاحب

12-02-09

موئے مبارک کی زیارت

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَأَصْحَابِكَ
 يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 درِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
 اسی دید سے بنے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
 اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! بڑی اچھی نعت خوانی ہوئی۔ آج کی ہماری اس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تشریف فرما ہے جو کوئی بھی اس کی زیارت کرے گا وہ جنتی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک موئے مبارک میں یہ قدرت رکھی ہے یہ ثواب رکھا ہے تو آپ اس سے اندازہ کریں کہ رخ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کیا عظمت ہوگی۔ اگر اس وقت دنیا و کائنات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زیارت ہو سکتی ہے تو اس کا ذریعہ یہ موئے مبارک ہے۔ اس موئے مبارک کی زیارت سے رخ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا کڑوڑواں حصہ ہی سہی۔ لیکن بات یہ ہے کہ موئے مبارک کی زیارت سے ہی زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مل جائے گا کیونکہ یہ موئے مبارک جسم اطہر کا ہی حصہ ہے۔ موئے مبارک کی زیارت کرتے ہوئے جو بھی دعا تم مانگو گے وہ پوری ہو جائے گی۔ ابھی اس محفل کے بعد اس موئے مبارک کو غسل دیا جائے گا۔ یہ موئے مبارک کے غسل کا پانی آپ سب کو بھی ملے۔ آپ جس مقصد کے لئے جس غرض کے لئے یہ پانی پئیں گے وہ تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی جس مرض کے لئے بھی آپ یہ پانی پئیں گے اس مرض سے شفا ہو جائے گی میں اپنی آپ بیتی سنا تا ہوں۔ میرے پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن ٹھوکر لگنے سے اتر گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ ہر دوسرے روز پٹی کریں گے اور نیا ناخن آنے میں تقریباً 9 ماہ کا عرصہ لگ جائے گا۔ آپ عمر رسیدہ ہیں اس لئے 9 ماہ سے زائد عرصہ بھی لگ سکتا ہے۔ عمر رسیدہ آدمی کے ناخن دیر بعد ہی آتے ہیں۔ اس واقعہ کے ہفتہ عشرہ بعد مجھے موئے مبارک کو غسل دینے کی سعادت نصیب

ہوئی۔ اس کے غسالہ کو پینے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ اگلی صبح ڈاکٹر صاحب کے پاس پٹی کروانے کے لئے گیا۔ اس نے پٹی کھولی تو کہا کہ آپ کا انگوٹھا تو بالکل ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب کسی پٹی کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے بعد میں نے پٹی نہیں کرائی اور اب تک ناخن بھی آ گیا۔ موئے مبارک کے غسل دئے ہوئے پانی کو میں نے پیا ہے تو مجھے شفا ہو گئی ہے۔ اب مجھے کس ثبوت کی ضرورت ہے کہ یہ پانی اور موئے مبارک صحیح ہے کہ نہیں ہے اگر مجھے شفا ہو گئی ہے میرا انگوٹھا تندرست ہو گیا ہے تو پھر ہر چیز ہی صحیح ہے اور اصلی ہے۔ میں نے یہ بات جب حاضرین کو بتائی تھی تو ان میں وہ ڈاکٹر صاحب بھی موجود تھے جو میرا علاج کر رہے تھے انہوں نے تصدیق کی ہاں یہ میں نے ہی کہا تھا کہ ہر دوسرے روز پٹی ہوگی اور کم از کم 9 ماہ تک ہوتی رہے گی پھر کہیں جا کر انگوٹھے کے تندرست ہونے کی توقع ہے۔ ڈاکٹر صاحب یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ یہ انگوٹھا رات بھر میں ہی کس طرح سے ٹھیک ہو گیا۔ میں نے کہا کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے صدقہ سے ٹھیک ہو گیا ہے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک موئے مبارک تھا۔ مدینہ منورہ میں کوئی مریض ہوتا تو وہ ان کے پاس حاضر ہو جاتا۔ آپ اس موئے مبارک کو پانی میں بھگو کر وہ پانی مریض کو پلا دیتیں تو مریض کو شفا ہو جاتی۔ وہی کرم آج بھی چل رہا ہے۔ آپ جاتے ہوئے یہ پانی اپنے ساتھ لے جائیں اسے ختم نہ ہونے دیں۔ اس میں آب زم زم ملا کر بڑھاتے رہیں۔ اگر آب زم زم میسر نہ آئے تو چار مساجد کا پانی اس میں ملا لیں۔ صبح شام دو وقت پینا ہے۔ پانی پینے سے قبل بارہ مرتبہ درود شریف ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ یعنی الحمد شریف

تین مرتبہ سورۃ اخلاص یعنی قل هو اللہ احد اور پھر بارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے تمام اُمت محمدیہ کی ارواح کو بخش دیں اور ایک دو گھونٹ پانی پی لیں۔ چالیس روز تک بلا ناغہ صبح شام بیٹا ہے۔ انشاء اللہ العزیز جس مرض یا جس غرض کے لئے بخش گئے وہ پوری ہو جائے گی۔ مریض ہے تو ہر مرض سے شفا ہو جائے گی۔ اس کو پیتے ہی رہیں۔ یہ ایمان بھی ہے۔ نجات ہے۔ شفا بھی ہے اور شفاعت بھی ہے یہ صرف یہی نہیں ہے کہ مرض ہی ٹھیک کرتا ہے بلکہ یہ جنت بھی عطا کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی وہ جنتی ہے۔ موئے مبارک جسم اطہر کا ہی حصہ ہے لہذا جس نے ایک موئے مبارک کی بھی زیارت کر لی وہ بھی جنتی ہو گیا۔ اور ایسا جنتی ہو گیا کہ جب وہ گھر جائے گا تو جو بھی اسے دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہو جائے گا۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت ویکھن جا

جے کوئی مل پوے بھنیا تے توں وی بھنیا جا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موئے مبارک تھے۔ ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہما نے وصیت فرمائی تھی کہ جب ان کا وصال ہو جائے تو یہ موئے مبارک ان کے لیوں پر رکھ دیا جائے تاکہ حساب کتاب میں آسانی پیدا ہو جائے اور یہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق فرمایا کہ ان کی نیکیاں اتنی ہیں کہ جتنا ستاروں کا شمار ہے۔ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے لیکن حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بخشش کے لئے اپنی کسی نیکی کا سہارا نہیں لیا۔ اگر کوئی سہارا لیا ہے تو موئے مبارک کا لیا ہے۔ یہ موئے مبارک صرف شفا ہی عطا نہیں فرماتا بلکہ یہ فتح بھی دیتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک موئے مبارک تھا وہ آپ نے اپنی ٹوپی میں سی لیا تھا جب کسی محاذ پر تشریف لے جاتے تو وہ ٹوپی پہن کر جاتے تھے اس کے صدقہ میں آپ کو فتح نصیب ہوتی تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا تھا۔ ان کا بڑا مشہور واقعہ ہے۔ آپ ایک جنگ میں تشریف لے گئے لیکن حسن اتفاق سے وہ ٹوپی گھر بھول گئے۔ جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں کی فوج گھیرے میں آ گئی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں جکڑے گئے۔ تین سو میل دور محاذ جنگ سے آپ نے پکارا **يَا مُحَمَّدُ اَلْمَلَدُ**۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد فرمائیں میں دشمن کے گھیرے میں آ چکا ہوں۔ جب کوئی سخت مصیبت میں آ جائے۔ ناامید ہو جائے تو پھر عرب میں یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ تین سو میل دور سے ایک کی آواز مدینہ منورہ میں سنائی دی۔ تمام اہل مدینہ نے بھی سن لی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سماعت فرمائی۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زہبہ محترمہ نے بھی سن لی۔ اس نے سوچا کہ یہ اس قدر بے قراری کی آواز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیسے آئی۔ اس نے دیکھا کہ ان کی ٹوپی گھر پر ہی رہ گئی ہے۔ اس نے سمجھ لیا کہ ٹوپی تو گھر بھول گئے ہیں اب اس کو فتح کس طرح سے ہوگی۔ آپ نے وہ ٹوپی اپنی چادر میں لپیٹی اور گھوڑے کے پاس آئی۔ کہنے لگی کہ اے گھوڑے میں کوئی شہسوار نہیں ہوں۔ مجھے گھوڑ سواری بالکل نہیں

آتی۔ لیکن یہ ٹوپی حضرت خالد بن ولید کو پہنچانی ضروری ہے۔ گھوڑے نے فصیح عربی زبان میں گفتگو فرمائی کہ اے مائی صاحبہ مجھ پر سوار ہونا تیرا کام ہے اور آپ کو محاذ جنگ پر پہنچانا میرا کام ہے۔ میں آپ کو گراؤں گا بھی نہیں۔ اور تیز رفتاری سے جا کر آپ کو پہنچا دوں گا۔ یہ موئے مبارک کی عظمت ہے کہ ان کا نام لے لیں تو گھوڑے کو بھی فصیح عربی زبان عطا ہو جاتی ہے۔ اب اس بی بی کو کوئی علم نہیں ہے کہ جنگ کہاں ہو رہی ہے۔ محاذ کہاں ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں پر گھیرے میں آئے ہوئے ہیں۔ دشمن کی فوج ابھی لشکر اسلام کے خلاف گھیرے کو تنگ کر رہی تھی کہ یہ گھوڑا وہاں پہنچ گیا۔ اب وہ سوچ رہی ہیں کہ میں دشمن کا گھیرا توڑ کر کس طرح سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچوں تو ہاتھ سے آواز آئی کہ تلواریں چلانا تیرا کام ہے اور راستہ بتانا ہمارا کام ہے۔ آپ نے تلواریں چلانا شروع کر دی وہ تلواریں ابھی دشمن نے فوجیوں کے سرکٹ کر زمین پر گر رہے تھے۔ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئیں۔ آپ نے جونہی وہ ٹوپی سر پر رکھی دشمن پہپا ہونا شروع ہو گیا۔ دشمن بھاگ گیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح ہو گئی۔ موئے مبارک فصیح بھی عطا کرتا ہے۔ آپ اس موئے مبارک کی زیارت بھی کریں اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر جو بھی دعا آپ مانگیں گے وہ پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو یہ نصیب کرے۔ ان تبرکات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پیالہ ہے لکڑی کا پیالہ ہے اس میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی نوش فرمایا کرتے تھے اسی پیالہ مبارک میں ابھی اس موئے مبارک کو غسل دیا جائے گا۔ یہ

زیارات میرے گھر میں رکھی گئی تھیں۔ ایک لڑکی ان تبرکات کی زیارت کے لئے آئی۔ وہ بڑی خوش الحان تھی اس نے بڑی کمال و مہارت سے تین چار نعت شریف پڑھیں۔ شاہ صاحب جو تبرکات لائے ہیں ان کو اس کی نعت خوانی پسند آئی انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی اس بچی کو اس پیالہ مبارک میں پانی پلا دیا۔ رات کو اس لڑکی کو خواب آئی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا کہ بچی تو نے میرے پیالے میں پانی پیا ہے۔ لوگ شک کرتے ہیں کہ یہ پیالہ اصلی ہے کہ نقلی ہے۔ خواب یہ بتا رہی ہے کہ وہ پیالہ مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ہے اس لڑکی کا ہمارے سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے مبارک باد دی کہ تجھے میرے پیالے میں پانی پینا نصیب ہوا ہے لیکن تو نے یہ نہیں دیکھا کہ اس پیالہ پر میرا دست مبارک کا نشان بھی لگا ہوا ہے کل صبح پھر جاؤ اور اس پیالہ میں پانی بھی پی اور میرے ہاتھ مبارک کا نشان بھی دیکھ کر آؤ۔ دوسرے روز وہ پھر آئی اپنی خواب بیان کی اور کہنے لگی کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق مجھے اس پیالے میں پانی بھی پینے کے لئے عطا کریں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک کے نشان کی بھی زیارت کرائیں۔ ابھی یہ پیالہ مبارک آپ کے سامنے آئے گا آپ بھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک کے نشان کی بھی زیارت کریں۔ میرے اپنے گھر کی بات ہے کہ میری زوجہ محترمہ سن 2000 کے بعد سے اب تک ایسی علیل ہیں کہ وہ بیڑھی نہیں چڑھ سکتیں اور چند رہ بیس منٹ سے زائد کرسی پر بیٹھ نہیں سکتیں یہ تبرکات ہماری چھت پر رکھے گئے تھے لوگوں کا جم غفیر ان

کی زیارت کے لئے آ رہا تھا۔ یگم صاحب رونے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ میرے گھر میں آ کر زیارت کر رہے ہیں اور میں اتنی بد نصیب ہوں کہ اپنے گھر میں زیارت سے محروم ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر بھی کرم فرمائیں مجھے بھی زیارت نصیب فرمائیں۔ بس یہ عرض ہی کرنا تھا کہ میں پتہ نہیں کس طرح سے چھت پر چڑھ گئی۔ کوئی دو گھنٹے تک غسل کا پروگرام ہے۔ دو گھنٹے موئے مبارک کو غسل دینے میں لگ جاتے ہیں۔ یگم صاحبہ دو گھنٹے متواتر کرسی پر بیٹھی رہیں کوئی کمزوری، نفاہت یا تھکاوٹ محسوس نہیں ہوئی۔ یہ موئے مبارک کی عظمت کا کرم ہے۔ اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت کیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ہے کہ یہودیوں کے پاس ایک صندوق تھا۔ تابوت سیکڑ تھا۔ جب وہ اس کو جنگ میں اپنے ساتھ لے کر جاتے تو فتح ہوتی پھر ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے تابوت سیکڑ گم ہو گیا۔ چالیس سال شکست پر شکست ہوتی رہی۔ تو بتایا کہ ہوئے تو ایک روز دیکھا کہ وہی صندوق بیل گاڑی پر رکھا ہوا ہے اور بیل اس گاڑی کو کھینچتے ہوئے لا رہے ہیں۔ جنگ میں اس کو ساتھ لے گئے تو فتح ہو گئی۔ بڑا تجسس ہوا کہ اس صندوق میں کیا ہے کہ جس کی وجہ سے ہمیں فتح ہوتی ہے۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی وہی ہوتا ہے فوج بھی وہی ہوتی ہے یہ صندوق نہ ہو تو شکست ہوتی ہے جب یہ ساتھ ہوتا ہے تو فتح ہوتی ہے۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک ان کا عصا مبارک، ان کی قمیض مبارک تہہ بند مبارک تھے اور اس کے علاوہ حضرت ہارون علیہ السلام کے بھی تہذکات تھے۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر ہے ان تہذکات کا حامل صندوق جنگ میں فتح دیتا ہے۔ اسی طرح سے

نہی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موئے مبارک بھی فتح نصیب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ایمان اور یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ شاہ صاحب کی مہربانی ہے کہ یہ ان تہکات کو لئے پھرتے ہیں اور ان کی زیارت سے ہمیں جنتی بنا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ ہمت عطا فرمائے۔ موئے مبارک کی عظمت یہ ہے کہ اگر اس کے قریب ہو کر نہی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا جائے تو یہ موئے مبارک وجد میں آ کر لہرانا شروع کر دیتا ہے۔ اور اس سے خوشبو بھی نکلتی ہے اللہ تعالیٰ اس خوشبو کو سونگھنے کی توفیق عطا فرمائے یہ موئے مبارک آج بھی لوگوں کو عطا ہو رہے ہیں۔ دہلی میں ایک بزرگ ہوئے ہیں وہ بیمار ہو گئے۔ غشی کا عالم ہو گیا تو اسی حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ شاہ صاحب اٹھو تمہیں شفا ہو گئی ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی تحفہ عطا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش مبارک پر دست مبارک پھرا تو دو موئے مبارک نکل آئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ صاحب کو عطا فرمادیئے۔ شاہ صاحب نیند سے بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے لیکن جو موئے مبارک عطا ہوئے تھے وہ تہ ملے بڑے پریشان ہوئے کہ خواب میں عطا ہوئے ہیں تو یہ مں جانے چاہئیں پھر نیند آئی اور سو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر زیارت سے نوازا اور فرمایا پریشان ہونے کی بات نہیں ہے میں نے وہ موئے مبارک تمہارے تکیہ کے نیچے رکھ دیئے ہیں آپ خواب سے بیدار ہوئے تو موئے مبارک مل گئے۔ ان موئے مبارک میں یہ خوبی تھی کہ آپس میں جڑے رہتے تھے جب ان کے پاس ذکر اللہ ہوتا تو علیحدہ علیحدہ ہو جاتے اور جب ان کے

پاس درود شریف پڑھا جاتا تو وہ جھومتے۔ جب ان کو سورج کے سامنے کیا جاتا تو ان پر بادل سایہ کر دیتے یہ موئے مبارک عطا ہوتے رہے ہیں۔ اب بھی ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب اس موئے مبارک کی زیارت کریں موئے مبارک کی زیارت کو یا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہے۔ جو کوئی ایمان کی حالت میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لیتا ہے وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جاتا ہے۔ اور ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عظمت ہے کہ صحابی گھوڑی پر سوار ہو اور اس گھوڑی کے پاؤں سے خاک اڑے تو اس خاک کی عظمت اس زمانے کے ستر ہزار غوثوں کی عظمت سے بڑھ کر ہے۔ جس خوش نصیب نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے اس کا یہ مقام ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کیا ہوگی کوئی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اب موئے مبارک کو غسل دیا جائے گا اور غسل کے دوران نعت پڑھی جائے گی۔

”میرے معبود کو پیارے میرے سرکار کے گیسو“

خطاب برہانش میاں مقبول حسن صاحب

21-08-08

لیا جو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین!

جو ہوا ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

ہمارے پیر و مرشد دامت برکاتہم العالیہ فرمایا کرتے ہیں کہ پوری دیک میں سے صرف
ایک دانہ نکال کر دیکھ لیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ دیک میں کیا ہے۔ پلاؤ ہے کہ زرد
ہے۔ مرغی ہے کہ بھری ہے۔ کھیر ہے کہ کسرٹ ہے لہذا وقت کی قلت کے باعث صرف
ایک ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ جس سے باقی بھی سارے مواد کی سمجھ آ جائے گی۔
پہلے انبیاء علیہم السلام سے ایک مثال حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی لے لیں۔ آپ
سب سے پہلے نبی علیہ السلام ہیں۔ ابوالبشر ہیں بنی نوع انسان کی ابتداء ان سے
ہوئی۔ نبی علیہ السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت سیدنا
آدم علیہ السلام سے ان کی شان کے مطابق لغزش ہو گئی۔ جنت سے نکال دیئے گئے۔
زمین پر آ گئے تین سو سال تک روتے رہے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

بجہ کرتے رہے معافی مانگتے رہے۔ گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہے طواف بھی کئے
لیکن کسی صورت معافی نہیں ملی۔ آخر خود ہی اللہ تعالیٰ کو رحم آیا اور فرمایا کہ اے آدم علیہ
السلام ایک فقرہ کہہ دو تو میں تمہیں ابھی معاف کر دیتا ہوں۔ تمہاری بخشش کر دیتا
ہوں۔ عرض کیا یا اللہ حکم فرمائیں کہ وہ کون سا فقرہ ہے۔ فرمایا کہ تم یہ کہہ دو کہ یا اللہ
مجھے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بخش دے تو میں تمہیں بخش دیتا ہوں۔ حضرت
آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے بخرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخش دے تو
اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا۔ لیا جو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بن گئی بگڑی۔ اب ایک
مثال سابقہ امتوں میں سے لے لیں۔ یہ حدیث پاک ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا زمانہ تھا۔ ان کا ایک نام لیوا بہت ظالم اور جاہل قسم کا آدمی تھا۔ ہر وقت لڑائی جھگڑا ہر
کسی کو گالی گلوچ۔ نہ کسی اپنے کا لحاظ نہ کسی غیر کا احساس۔ ساری عمر گناہ آلود زندگی
گزار دی اور پانچ سو سال عمر پائی جس میں کوئی نیکی نامہ اعمال میں نہیں آئی۔ ہر شخص
اس سے تنگ، ہر کوئی اس سے ناراض وہ شخص فوت ہو گیا۔ لوگوں کو اتنا غصہ کہ انہوں
نے کہا کہ ہم نے اس کو دفن نہیں کرنا ہے بلکہ اس کی ٹانگ میں رسی ڈال کر کتے کی
طرح گھسیٹتے ہوئے لے جا کر باہر روڑی پر پھینک دینا ہے تاکہ اس کو کتے، بلی،
کوئے، جانور کھا جائیں اس کے جسم کو نوچ نوچ کر اس کی بڑی بوٹیاں الگ کریں تو
ہمیں کچھ ٹھنڈ پڑے ہمارا غصہ کچھ کم ہو جائے لوگوں نے واقعی اسی طرح سے ہی کر
دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا
بندہ روڑی پر پڑا ہے اس کو اٹھاؤ، غسل دو، کفن دو، اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ اور بڑی
عزت و احترام سے اس کو دفن کرو اور یہ اعلان بھی کر دو کہ جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا

اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم ربی کی تعمیل کی۔ کفن دفن سے فارغ ہو کر کوہ طور پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ یا اللہ ایسے جاہل اور ظالم شخص کی بخشش کس طرح سے ہو گئی ہے۔ قوم مجھ سے سوال کرے گی تو میں کیا جواب دوں گا۔ فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیری شریعت کے مطابق وہ شخص اسی سلوک کا مستحق تھا جو قوم نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن مجھ اس کا ایک لحاظ ہے جس کی وجہ سے میں نے اس کو بخش دیا ہے وہ یہ کہ ایک روز اس نے توریت کھولی اس میں نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا تو اس نے نہایت ادب سے محبت اور پیار سے اس پر بوسہ دے دیا پس میں نے اسے اسی وجہ سے ہی بخش دیا ہے۔ لیا جو نام محمد تو بن گئی بگڑی۔ مفتی محمد امین دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں۔ ۔

تعظیم جس نے کی محمد ﷺ کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

ایک مثل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے عرض کرنا ہوں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم السلام تشریف لائے اور اتنی ہی تعداد میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں وقت کی قلت کے پیش نظر صرف ایک ایک مثال پر اکتفا کر رہا ہوں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کی قید میں تھے ان کو علم ہوا کہ ان کے شہر کے قریب سے مسلمانوں کا قافلہ گزر رہا ہے۔ آپ جس طرح سے بھی ہو سکا اس قید خانہ سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ میں جنگل تھا۔ آپ جنگل میں پہنچے تو ایک شیر نمودار ہو گیا۔ شیر نے جب اپنا شکار دیکھا تو ان پر جھپٹنے کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درندے سے فرمایا کہ اے شیر جنگل کے بادشاہ میں غلام

مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اس شیر نے جو نبی یہ سنا تو وہ دم ہلاتا ہوا حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں لیٹ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھی مسلمانوں کے قافلے کے ساتھ ملا دو۔ اب شیر دم ہلاتے ہوئے آگے آگے جا رہا ہے کہ جس طرح سے وہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راہ دکھا رہا ہو۔ اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ جب سامنے قافلہ نظر آ گیا تو شیر جنگل میں غائب ہو گیا اور حضرت سفینہ قافلہ میں جا ملے۔ لیا جو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بن گئی بکڑی۔ اب ایک مثال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی بھی عرض کر رہا ہوں۔ یہ قرآن مجید کے پہلے پارہ میں ہے کہ یہودی اور عیسائی آپس میں جنگ کیا کرتے تھے۔ ان میں سے جو بھی شکست سے دوچار ہونے والا ہوتا تو وہ گروہ اپنی تلواریں اپنے ہتھیار ایک طرف پھینک کر حلقہ بنا کر بیٹھ جاتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شروع کر دیتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ یا اللہ تیرا حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر زمان آنے والا ہے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے یا اللہ اس نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ہمیں ہماری اس جنگ میں فتح نصیب فرما۔ اس نام کا صدقہ ہماری مدد فرما تو اللہ تعالیٰ اس گروہ کو فتح نصیب فرما دیتا۔ لیا جو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بن گئی بکڑی۔ ایک مثال موجودہ زمانہ سے لے لیجئے۔ یہ کوئی تیرہ چودہ سال پہلے کی بات ہے اور وسیلہ نجات کے شروع کے کسی حصہ میں چھپ چکی ہے۔ لاہور درمور یہ پل کے ایک جانب ایک مسجد میں ایک بزرگ خطیب تھے کہ امام تھے۔ یقیناً وہ ولی اللہ تھے جس طرح سے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ انہیں القاء ہوا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا ہے تم جا کر

اس کا جنازہ پڑھاؤ۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ جاؤ اس آبادی کے قرب و جوار میں پتہ کرو کہ کہاں کوئی فوت ہوا ہے اور اس کے جنازے کا اعلان ہو رہا ہے۔ شاگردوں نے آ کر بتلایا کہ درموریہ پل کے دوسری جانب ایک جگہ اعلان ہو رہا ہے۔ وہ حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ ایک آدمی فوت ہوا ہے اس کا جنازہ تیار ہے۔ مولوی صاحب کا انتظار ہے کہ وہ آجائیں تو جنازہ اٹھایا جائے۔ حاضرین میں سے کسی نے ان بزرگوں کو پہچان لیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ بھی مولوی صاحب ہیں یہی نماز جنازہ پڑھا دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں جنازہ ضرور پڑھا دوں گا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ یہ مرنے والا آدمی کون تھا۔ کیا کام کرتا تھا۔ اس کی کوئی خاص بات یاد ہو تو مجھے بتاؤ۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں تو اس کی کسی خاص خوبی کا علم نہیں ہے نہ ہی کبھی کوئی مافوق الفطرت بات ہم نے اس سے متعلق سنی ہے۔ میت کے والدین حیات تھے۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کی بیوی سے پوچھا کیوں کہ میاں بیوی آپس میں ہم راز ہوتے ہیں قرآن مجید فرماتا ہے کہ تم ان کے لباس ہو اور وہ تمہاری لباس ہیں۔ بیوی نے بھی کہا کہ کبھی ایسی کوئی خاص بات میں نے نہیں دیکھی جو آپ اتنا زور دے کر پوچھ رہے ہیں۔ ایک بات ہے جو میں نے سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب یہ مرنے لگا تو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ مجھے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بخش دے حضرت صاحب نے کہا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ موقعہ سب کو عطا کرے اور مرتے دم ہمارے منہ سے یہ نکل جائے کہ یا اللہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھے بخش دے تو پھر بخشش یقینی ہے۔ لیا جو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بن گئی بگڑی۔

یہ بات تو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے جو بخشش کی سند ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تصرف اپنے اولیاء کرام کو بھی عطا فرمایا ہے کہ اگر کسی مشکل میں ان کا نام بھی لے لیں تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنا ہی ایک واقعہ عرض کر دیتا ہوں۔ دسمبر 1989ء میں مجھے عراق حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا دسمبر کی سخت سردی کی راتیں تھیں۔ ایک رات میں اپنے ہوٹل میں تھارات تین بجے کا وقت تھا۔ نیند نہیں آ رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ ایسے مواقعہ بار بار نہیں ملتے۔ کیوں نہ میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو جاؤں او وہیں بیٹھے ہوئے ذکر وغیرہ کروں۔ تلاوت کروں۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کروں ان کی منقبت پڑھوں۔ زہے نصیب کہ حاضری قبول ہو جائے۔ میں اپنے ہوٹل سے باہر نکلا تو سخت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور بوند باندی بھی ہو رہی تھی۔ میں اپنی کالی گرم چادر اوڑھے سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی طرف چل دیا۔ سڑکیں سنسان پڑی تھیں۔ کوئی شخص بھی سڑک پر دور دور تک نظر نہیں آ رہا تھا میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صدر دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک آدمی صرف قمیض پہنے ہوئے دروازہ کے ساتھ سر جوڑ کر کھڑے ہوئے حضرت سرکار غوث الاعظم کی خدمت میں اپنی کوئی عرض گزارش پیش کر رہا ہے میں نے اس شخص کی اس کیفیت میں حائل ہونا پسند نہ کیا اور روضہ مبارک کے دوسری جانب جو صدر دروازہ تھا اس طرف چل دیا۔ مجھ سے کوئی چالیس پچاس گز پر ایک نکوں کی بنی ہوئی جھونپڑی نما پناہ گاہ تھی اس میں چند کتے دیکے بیٹھے تھے۔ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو سب سے آگے ایک بہت ہی

بڑا صحت مند مونا تازہ کتا بھونکتا ہوا تیزی سے میری طرف آیا اور اس کے پیچھے تین
 چار اور بھی کتے اسی طرح سے بھونکتے ہوئے مجھ پر لپکے۔ میں رک گیا۔ اتنے میں
 وہ کتوں کا سردار مجھ تک پہنچ چکا تھا۔ میں نے سوچ لیا کہ آج خیر نہیں ہے۔ یہ یقیناً
 مجھے بری طرح سے نوچ ڈالیں گے۔ جونہی وہ کتا مجھ پر حملہ کرنے ہی والا تھا
 میرے منہ سے یہ بات نکلی کہ تجھے شرم نہیں آتی تجھے معلوم نہیں ہے کہ ہم کس کے
 مہمان ہیں۔ میرا اتنا ہی کہنا تھا کہ وہ کتا بالکل خاموش ہو گیا۔ دوسرے بھی چپ کر
 گئے۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ بڑا کتا پچھلے پاؤں
 واپس جا رہا تھا۔ سر نیچے کیا ہوا تھا۔ برقی روشنی میں مجھے اس کی موٹی موٹی آنکھیں
 نہایت چمکدار نظر آ رہی تھیں وہ اسی طرح سے ہی پیچھے ہٹا ہوا واپس اپنی جھونپڑی
 میں جا کر بیٹھ گیا اپنی انگلی ٹانگیں پھیلانے ہوئے اور سر نیچے زمین پر رکھے ہوئے کہ
 جس طرح سے وہ اپنے کئے پر نہایت نادم ہوا ہو۔ وہ میری طرف دیکھتا رہا میں
 وہیں کھڑے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کتے کی آنکھ میں اتنی شرم و حیا
 نظر آ رہی تھی کہ جو کبھی کسی انسان کی آنکھ میں دیکھنے نہیں آتی۔ لیا جو نام غلام مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بن گئی بگڑی۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

عرض گزارش پروفیسر عبدالغفار

برہائش پروفیسر محمد رفیق لو دھرا صاحب 2-11-08

بے عملی رکاوٹ ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثنا کا لفظ تو ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

معزز حاضرین! قرآن مجید میں ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سیکھنے
اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کتنا ایک نجس جانور ہے۔ وہ کبھی پاک
نہیں ہو سکتا۔ آپ اس کو نہ لائیں۔ جو مرضی اعلیٰ سے اعلیٰ صابن استعمال کر لیں۔
سات سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا لیکن کتنا پاک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی

تخلیق ایسی بنائی ہے کہ وہ پاک نہیں ہوتا۔ لیکن یہی نجس جانور یعنی کتا کسی ولی کے در پر بیٹھ جائے تو پھر بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ کتا جو اولیاء اللہ کے در پر بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا رنگ چڑھا دیا کہ دل چاہتا ہے کہ بندہ سب کچھ چھوڑ کر کسی ولی کے در پر ہی بیٹھ جائے تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ ایک سوال آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا بنی اسرائیل کے وہ اولیاء اللہ جن کو ہم اصحاب کبف کے نام سے یاد کرتے ہیں وہ زیادہ طاقتور ہیں وہ زیادہ تقرب رکھتے ہیں یا کہ اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ زیادہ تقرب اور طاقت والے ہیں۔ جی ہاں اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ ہی زیادہ طاقتور ہیں پھر آپ ان کے در پر ہی بیٹھ جاؤ۔ سگ در میراں شوچوں خواہی قرب ربانی۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در پر ہی بیٹھ جا تجھے قرب الہی نصیب ہو جائے گا اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کا در ہو اور اس پر ایک کتا بیٹھا ہوا ہو تو مجھے اس کتے سے نسبت ہو جائے۔ یا حضرت آپ کو اس سے کیا حاصل ہو گا فرمایا مجھے اس سے یہ ملے گا کہ تمام کتے جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے لیکن حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در کا جو کتا ہو گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اصحاب کبف کے در پر تین سو سال کتا بیٹھا رہا تو اس نے کیا کام کیا ہو گا اس نے کچھ بھی عمل نہیں کیا ہے۔ لیکن اسے کیا ملا وہ بندے کی شکل میں جنت میں جا رہا ہے۔ آپ صرف حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہی لے لیں یہ کہہ دیں کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اس سے آپ کو کیا ملا سارے گناہ معاف ہو گئے۔

آل نبی تے اولاد علی دی تے شکل سیرت انہاں دی
ناں لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جامدی

یہ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ فرماتے ہیں کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ
آپ کا صرف نام ہی لے لیں تو دل کی میل دھل جاتی ہے۔ دل صاف ہو جاتا ہے،
باطن روشن ہو جاتا ہے، جس طرح سے اصحاب کبف کے کتے کی ساری میل نکل گئی
نا پاک جنس تھی پاک ہونے کی کوئی صورت نہ تھی لیکن اصحاب کبف کا ذرہ گیا تو
ساری میل ختم ہوئی اور پاکی نصیب ہو گئی۔ بغداد شریف جانے کی ضرورت نہیں
ہے۔ ذریراں پر بیٹھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بس یہیں پر ہی بیٹھے ہوئے ان کا
نام لے لیں یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث شریف میں ہے کہ ذکر صالحین
پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ صالحین کے سردار
ہیں ان کے سرخیل ہیں جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے تو رحمت کا نزول شروع ہو جاتا
ہے۔ رحمت برسن شروع ہو جاتی ہے۔ اور جس پر ایک بھی چھینٹا پڑ جاتا ہے اس کی
بخشش ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں جس سے
محبت ہے تمہارا حشر اس کے ساتھ ہے۔ جس سے بھی محبت ہوگی حشر نثر اس کے
ساتھ ہے اب تیری مرضی ہے کہ تو کس سے محبت کرتا ہے۔ اولیاء اللہ سے محبت ہے
تو پھر تمہارا حشر بھی ان کے ساتھ ہے۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے کسی
بزرگ کی زیارت کرنے سے ہی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اک دیدار مرشد دا باہو مینوں لکھ کروڑاں جہاں ہو

حج بیت اللہ شریف کا خاصہ یہ ہے کہ جو حج کرے اس کے سارے گناہ معاف ہو

جاتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں آئندہ کیلئے گناہوں سے احتیاط کرے۔ لیکن حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کریم کی زیارت سے مجھے صرف ایک حج نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں حجوں سے زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت ایک حج ہے لیکن پیر کمال کی زیارت ایک نہیں لاکھوں کروڑوں حجوں کے برابر ہے۔ لیکن یہ کیوں کروڑوں حجوں کے برابر ہے اس کی کوئی وجہ تو ہونی چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بیت اللہ شریف تو بڑی عظمت والی چیز ہے لیکن میری امت کا ولی تجھ سے زیادہ افضل ہے اور خانہ کعبہ اس کا طواف کرتا ہے۔ آپ اندازہ کر لیں کہ جس کا طواف کرنے کے لئے خود خانہ کعبہ آجائے اس کی کیا عظمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سو کا قائل بھی اگر اولیاء اللہ کی زیارت کرنے کی غرض سے نکلے تو خواہ وہ راستہ میں ہی مر جائے پھر بھی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث پاک ہے اور کئی مرتبہ تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ کی زیارت کرو ان سے محبت کرو اور ان کا ذکر کیا کرو۔ یہ چیز ایسی ہے جو تمہارے ساتھ جائیگی۔ یہ سرمایہ حیات ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمام قادریوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں قیامت تک اللہ جانے کتنے قادری ابھی پیدا ہوں گے۔ لیکن حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ اسی طرح سے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ تمام نقشبندیوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب کئی ایسے بندے بھی ہیں کہ جب یہ کہتے ہیں جنت تو

مں گئی ہے اب کیا نماز کیا داڑھی تو کیا ٹوپی اور کیا روزہ کیا زہد تو کیا تقویٰ۔ اور اب عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اعمال صالحہ تو جنت کے حصول کیلئے ہی ہوتے ہیں اور جب جنتی ہو گئے تو نیک اعمال کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجددِ اَلْف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ لیا ہے اب اس سے بڑی اور کون سی تصدیق باقی ہے۔ اب کیا کرنا باقی رہ گیا ہے جو کرنا ہے۔ پیر و مرشد کی حاضری کی بھی اب کیا ضرورت رہ گئی ہے۔ حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کیا طرزِ زندگی ہے۔ فرمایا کہ میں نوافل بھی زیادہ پڑھتا ہوں ساری ساری رات قیام میں گزار دیتا ہوں میرے پاؤں پر ورم آ جاتا ہے کہ ان میں سے خون بھی رشنا شروع ہو جاتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے لمبے سجدے کیوں کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو جنتی ہی نہیں بلکہ جنتی بنانے والے ہیں۔ جنت کے مالک ہیں۔ فرمایا کہ اسی لئے تو میں لمبے سجدے کرتا ہوں رات بھر قیام کرتا ہوں۔ شب بیداری کرتا ہوں کہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اتنے انعامات عطا فرمائے ہیں اب آپ اپنی طرف خیال کر لیں کہ جنتی ہو کر اب ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے اور بھی زیادہ عبادات و ریاضات کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ روزے رکھے چاہئیں۔ نمازیں پڑھنی چاہئیں۔ حج، زکوٰۃ، قربانی کرنی چاہئے۔ جو کچھ بھی نیک اعمال ہیں وہ شکرانے کے طور پر کرنے چاہئیں۔ لوگ معاوضہ کے طور پر عمل کرتے ہیں۔ کہ یہ Payment لے لیں اور فلاں چیز دے دیں۔ یہ سودے بازی ہے۔ لیکن جو بات میں کر رہا ہوں وہ سودے بازی والی نہیں ہے۔ سودا تمہیں مں گیا ہے اب شکرانے کے طور پر اعمال

کرتے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے اعمال کرو۔ یا اللہ آپ کتنے کریم ہیں کہ ہمیں اتنا عظیم المرتبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا ہے۔ اتنے عظیم اولیاء اللہ ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ جن سے تعلق قائم ہوتے ہی بخشش ہو جاتی ہے۔ کسی بھی ولی سے تعلق قائم ہو ورنہ اوراد کرو۔ اگر نہیں تو صرف بیعت ہی کافی ہے لیکن شکرانے کے طور پر سارے اعمال کرو۔ معاوضہ کے طور پر نہ کرو جب تم نے بیعت کر لی ہے تو پھر تم جنت کے حق دار تو ہو گئے ہو لیکن اس میں بھی Relax ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ اعمال میں سست ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ بد عملی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ کسی بے عمل کو دیکھ کر لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ کیا مرید ایسے ہوتے ہیں ایسے پیر کو کیا کرنا جس کا مرید اتنا بے عمل ہے۔ اب بتائیں کہ ایسا بے عمل مرید دوسروں کے لئے رکاوٹ بنا ہے کہ نہیں۔ کیا یہی مرید ہے کہ جس میں یہ خرابی ہے وہ خرابی ہے۔ سوائے بیعت کے اور کچھ اس کے پلے میں نہیں ہے۔ مریدی کا آخر کوئی معیار بھی ہونا چاہئے۔ بے عمل مرید نے ایسا غلط معیار پیش کیا کہ دوسرے لوگ نفرت کا اظہار کر کے اس سے دور ہو گئے اور بیعت کرنے سے گریزاں ہوئے۔ اگر کوئی باعمل مرید ہے تو لوگ اس کو دیکھ کر آتے ہیں۔ بیعت ہوتے ہیں ان کے دل میں شوق پیدا ہوتا ہے۔ ساہیوال سے ایک شخص مرید ہوا (جناب صفدر) یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے عمل کیا۔ مرشد کریم کے بتائے ہوئے سبق اسباق کئے ورنہ وظائف بھی کئے۔ ذکر کیا۔ تو اس کو دیکھ کر آج ساہیوال میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ مرید ہوئے ہیں۔ اس نے عمل کر کے مثال قائم کی ہے اس سے دوسروں کو بھی شوق پیدا ہوا ہے وہ بھی ذکر فکر کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ مرید بے عمل ہوتا تو یہ بھی چھوڑ جاتے اور دوسرے بھی نہ آتے۔

ایک ایک شہر سے ایک ایک آدمی مرید ہوا تھا۔ لیاقت رحیم یا رخاں سے ہے۔ وہ آیا مرید ہوا مرشد کریم کے بتائے ہوئے اعمال بجالایا آج اس کے علاقے میں ہزاروں مرید ہیں اگر لیاقت ہی بے عمل ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔ اسی طرح سے شیخوپورہ، کوہرانوالہ، اسلام آباد کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں وہاں کے مرید باعمل تھے تو آج اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا رنگ چڑھایا ہوا ہے کہ دنیا ان کو دیکھ کر از خود ہی بیعت کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ بے عملی رکاوٹ ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ صرف بیعت ہو کر بس کافی سمجھ لینا ہی بہتر نہیں ہے۔ بیعت ذریعہ نجات ضرور ہے۔ لیکن اعمال سونے پر سہاگہ والی بات ہے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز چھوڑی ہے اگر نہیں تو پھر آپ کیوں چھوڑتے ہیں۔ اعمال صالحہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی صدقہ خیرات معاوضہ میں نہ کرو۔ یہ نہیں کہ اتنے نفل پڑھو تو اتنی خوریں مل جائیں گی۔ یہ کرلو تو جنت مل جائے گی۔ جنت اعمال سے نہیں ملتی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ملتی ہے۔ جنت کی قیمت کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایک کافر نے عرض کیا کہ یا اللہ میں پوری کائنات میں سونا بھر دوں تو وہ لے کر مجھے جنت عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تو یہ کر بھی دے تو پھر بھی میں تجھے جنت کی خوشبو سے بھی پانچ سو میل دور رکھوں گا۔ لیکن اگر کوئی بیعت کر لے تو وہ جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔ سونا تو اتنا کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے جنت سونے سے خریدی نہیں جاتی۔ جس کی بیعت نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ اس لئے آج یہ میرا پیغام لے جائیں کہ جو مرید ہیں وہ عمل کر کے دوسروں کے لئے نمونہ پیش کریں۔ شکسپر سے کسی نے پوچھا کہ کیا اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ اس نے تسلیم کیا کہ ہاں مذہب

اسلام بالکل سچا مذہب ہے تو پوچھا کہ پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس نے کہا کہ جب میں مسلمان کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان کے افعال و اقوال سے نفرت آ جاتی ہے۔ دیکھا آپ نے کہ بے عملی سے کتنی رکاوٹ سامنے آتی ہے اگر مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے تو شیکسپیر بھی ان کو دیکھ کر اپنی عیسائیت سے توبہ تائب ہو کر مسلمان ہو جاتا۔ اگر مسلمان صحیح طور سے مسلمان ہوتے تو ضرور شیکسپیر اور برنارڈ شاہ بھی لازمی طور سے مسلمان ہو جاتے کیونکہ وہ دونوں مذہب اسلام کو سچا مذہب جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہماری بے عملی سے کوئی منتفر ہو کر ان سلاسل سے دور نہ ہو جائے۔ لوگوں کو سلاسل سے دور یا تو پیر کرتے ہیں یا پھر مرید۔ اگر پیر کسی دوسری قسم کا ہو تو وہ بھی نفرت کا باعث بن جاتا ہے اور خصوصی طور سے مرید اگر بے عملی کا شکار ہوں تو وہ لوگوں کے سامنے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ لوگ ان کی بے عملی اور بد اعمالی کو دیکھتے ہوئے بیعت سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بیعت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اولیاء اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اولیاء اللہ کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (یونس 62) ”سن لو بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ کچھ غم ہے اور نہ خوف“ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں خوشخبری دے رہا ہے ان کو اپنی رضا دے رہا ہے۔ سورۃ الدہل میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی رضا دینے سے متعلق فرمایا ہے۔ وَمَا لَاحِدٍ عَنْكَ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ اَلَا يُغْنَاكَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰی۔ (الحل ۲۱-۱۹) ”اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے گا صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو

سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔“ کتنی ہی نعمتیں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اللہ کو دیتا ہے۔ اصحاب کبف سے لے کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق تک ایک ہی پیغام ہے کہ کسی کے بن کر رہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا بیڑہ پار ہو جائے تو صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ ہو کر رہو اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر جنت نمازوں سے ملنا ہوتی تو پھر سب سے زیادہ حق دار جنت شیطان ہے۔ اس نے جتنی نمازیں پڑھی ہیں اتنی اور کون پڑھ سکے گا۔ اس نے پوری روئے زمین کے چھ چھ پر بجدہ کیا ہے۔ تم نے تو اپنے گھر میں بھی نہیں کیا ہے۔ اگر جنت نماز کے حساب سے ملنا ہوتی تو ساری جنت صرف شیطان کو ہی مل جاتی لیکن اس کو جنت نہیں ملی اور کیوں نہیں ملی کہ وہ کسی کا مرید نہیں ہے۔ اگر وہ حضرت آدم علیہ السلام کا مرید ہو جاتا ان کا غلام بن جاتا۔ ان کا کلمہ پڑھ لیتا ان کو بجدہ کر لیتا۔ قضا تو صرف بجدہ کا ہی تھا۔ اگر وہ صرف بجدہ ہی کر لیتا تو آج تمام فرشتوں کا سردار ہوتا، جب حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بجدہ کرو تو سب سے پہلے بجدہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کیا۔ اس نے حکم ربی کی فوری طور پر تعمیل کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ہی فرشتوں کا سردار بنا دیا۔ اور اس کو دیکھ کر باقی تمام فرشتوں نے بھی بجدہ کر دیا۔ تمام فرشتوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے عمل کو دیکھ کر اسی طرح سے عمل کر دیا اس لئے جب کوئی مرید اپنے پیر و مرشد کا حکم بجالاتا ہے ان کے فرمان کے مطابق عمل کرتا ہے تو وہ بھی دوسروں کے لئے راہنمائی کا کام دیتا ہے۔ دوسرے اس سے سبق سیکھتے ہیں اور جب کوئی مرید بے عملی کا مظاہرہ کرتا ہے تو دوسرے بھی اس سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں بے عمل مرید دوسروں کی ہدایت کی راہ میں بھی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نکتہ کو سمجھنے اور اس پر عمل

کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ نماز میں دو سجدے کیوں ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کی افتدا میں فرشتوں نے بڑا سباجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو کیا پھر جب اٹھے تو کیا دیکھا کہ شیطان کی شکل بگڑی ہوئی ہے وہ فوری طور پر دوبارہ سجدے میں گر گئے کہ سجدہ سے انکار کر کے ہم بھی اس جیسے نہیں بن گئے انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا یہاں سے پتہ چلا کہ فرشتوں کا استادان کا معلم ان کو پڑھانے والا جو تھا اس نے صرف اتنی بات کہی کہ میں آدم علیہ السلام سے افضل ہوں میں اس کو سجدہ کیوں کروں اس کی تمام عبادت ریاضت علم اور فضیلت ختم کر کے رکھ دی گئی۔ اس میں کیا پیغام ہے کہ اپنی عبادات پر فخر نہ کرو اگر فخر کرنا ہے تو نسبت کا فخر کرو۔ اللہ تعالیٰ نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کسی بھی ولی اللہ کا آپ نام لے لیں وہ بھی کسی کے مرید ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ خود اولیاء اللہ بتاتے ہیں لیکن وہ آپ خود بھی کسی کے مرید ہیں۔ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت زین العابدین، حضرت امام عالی مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی بھی امام کا نام لے لیں تمام امام بھی کسی کے مرید ہیں۔ کوئی کہے کہ مجھے کوئی پیر ہی نہیں ملتا تو جواب یہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ اور حتیٰ کہ امام صاحبان کو تو پیر مل گئے ہیں انہوں نے تو بیعت کی ہے پھر تیرا کیا معیار ہے کہ تجھے کوئی پیر نہیں مل رہا ہے۔ کوئی کہے کہ میں بیعت کیوں کروں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْۤاٌ وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْ لَا دِهْنَ وَلَا يَاتِيْنَ بِهٖتَانٍ يُفْتَرِيْنَ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِى مَعْرُوْفٍ قَبَايِعُهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الممتحنة: ۱۲) اے نبی جب تمہارے

حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ
 ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ
 بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں
 اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے لو
 اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تیرے پاس مومن عورتوں کو بھیج
 رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیعت لیں۔ جب مومن عورتوں کو بھی بیعت
 ہونے کی ضرورت ہے تو پھر ہم کس طرح سے مستثنیٰ رہ سکتے ہیں ہم کس طرح سے
 بے نیاز رہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرید ہونے کی توفیق عطا فرمائے یہ سرمایہ حیات
 ہے یہ نسبتیں ہیں جو کام آئیں گی۔ جس کی بیعت ہے وہ اسے پکی کرے دوسروں
 کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے۔ بیعت کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ نہ تو دانا صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ کا گزارہ ہوا ہے نہ ہی مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا ہے۔ نہ ہی
 حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا ہے۔ اگر کسی کا گزارہ ہوا ہے تو بیعت
 سے ہی ہوا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ فی زمانہ کوئی پیر صاحب نہیں ملتا
 ہے۔ کوئی پیر صاحب ان کی نظروں میں نہیں سماتے ان کے معیار پر پورے نہیں
 اترتے وہ کہتے ہیں کہ وہ ماضی کے زمانے ہوتے تھے جب اولیاء اللہ ہوا کرتے
 تھے اب کوئی ولی اللہ نہیں ملتا سب دکانداری ہے اور ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ سادہ
 لوح انسانوں کو پھنسا رکھا ہے۔ یہ سب بیعت نہ ہونے کے بہانے ہیں۔ میں یہ کہتا
 ہوں کہ ایسا شخص اپنے دل میں یہ قضا لے کر جائے کہ یا اللہ میری ایک ہی تمنا ہے
 کہ میں بیعت اس کی کروں جس سے مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت

ہو جائے تو وہ کبھی بھی جھٹی اور جھوٹے پیر صاحب کے پاس نہیں جائے گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے یا اللہ مجھے ایسے پیر صاحب سے ملا دے جو مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا وسیلہ بن جائے تو یاد رکھو ایسا شخص کبھی بھی جھوٹے پیر صاحب کے پاس نہیں پہنچے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو اُنے راہ پر نہیں ڈالتے۔ وہ یہ کہے کہ یا اللہ مجھے علم نہیں تو علیم ہے خیر ہے اس لئے میری تو ہی راہنمائی فرما دے تو ایسا بندہ کبھی الٹی راہ پر نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ بیعت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ پیر صاحب ایک بہانہ ہوتے ہیں ایک وسیلہ ہوتے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تک رسائی ہو جاتی ہے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، یہ سب تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاتَّبِعُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ ۴۵) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ ایمان والوں سے مراد اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اعمال صالحہ کرنے والے، حاجی، زکوٰۃ، روزہ رکھنے والے ان تمام اعمال صالحہ رکھنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری طرف آنے کیلئے وسیلہ ڈھونڈو۔ دوسری آیت مبارکہ میں ہے کہ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰلِحِيْنَ (التوبہ ۱۱۹) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چچوں کے ساتھ ہو جاؤ“۔ فرمایا اے ایمان والے، نماز روزہ، حج زکوٰۃ کرنے والے چچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یا اللہ کون سچا ہے فرمایا سچا وہ ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا جانتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں۔ اولیاء اللہ سچے ہیں تو ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ جو بیعت ہیں وہ بیعت کی روح کو جاگر کریں اگر ان میں کوئی کمی ہے تو وہ کمی دور کریں۔ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کی کمی ہے تو اس کو پوری کریں۔ بد عمل ہو کر دوسروں کی راہ میں

رکاوٹ نہ بنیں بلکہ دوسروں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں۔ مثال کے طور سے اگر کسی سکول کا نتیجہ اچھا نہ رہتا ہو تو نئے آنے والے بھی اس سے گریز کرتے ہیں کہ اس سکول کے تمام طلباء فیل ہیں تو یہاں داخل ہو کر کیا کرنا ہے۔ یہ تو وقت ضائع کرنے کی بات ہے کسی اچھے معیاری سکول میں داخلہ لو۔ سکول کا گندہ نتیجہ بھی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ مثال لے لیں کہ ایک طالب علم کسی میڈیکل کالج سے تعلیم حاصل کر کے ڈاکٹر بن جاتا ہے جو اس کے پاس مریض آتے ہیں ان کا ایسا علاج کرتا ہے کہ وہ شفا یاب ہونے کی بجائے فوت ہو جاتے ہیں۔ آٹھ دس مریض گئے تو کوئی اس کی طرف منہ نہیں کرے گا وہ ڈاکٹر صاحب خود بھی بدنام ہوں گے اور جس ادارے سے تعلیم حاصل کی ہے وہ بھی بدنام ہوگا۔ لوگ کہیں گے کہ اس ادارے نے کیسی تعلیم دی ہے کہ اس کے فارغ التحصیل ڈاکٹر تو مریض کو مار دیتے ہیں وہ سارا کالج ہی بدنام ہو جائے گا۔ اسی طرح سلسلہ کی مثال ہے جس سلسلہ کے مرید بے عمل ہوں گے وہ سارا سلسلہ ہی بدنام ہو جائے گا۔ اگر پیر صاحب کے بتائے ہوئے ذکر فکر کرو گے تو تمہیں پیر صاحب کے پاس حاضر ہونے میں آسانی پیدا ہو جائے گی دیکھو کہ خان پور، لیاقت پور، رحیم یار خان سے لوگ پہنچ رہے ہیں لیکن یہ مسائلی میں رہنے والا کہتا ہے کہ جی آج تو بہت سردی ہے۔ لیاقت پور پندرہ روز کے بعد یہاں ہوتا ہے وہ اتنی دور سے کیوں آ جاتا ہے۔ ڈیرہ غازی خان سے سرد پھنچ جاتا ہے ساہیوال سے مرید آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ شیخوپورہ سے آ رہے ہیں۔ اسلام آباد سے آ رہے ہیں۔ وہ کیوں پہنچ رہے ہیں کہ وہ باعمل ہیں ذکر کرتے ہیں اور جو شہر فیصل آباد سے نہیں آ رہے ہیں وہ ذکر نہیں کرتے ان کو سردی لگتی ہے وہ نہ آنے کے بہانے تراشتے رہتے ہیں۔ دراصل یہ ساری رکاوٹ بے عملی کی ہے۔

پیر جیسا بھی ہے وہ اپنی جگہ لیکن تو نے اس کو سچا مانا ہوا ہے۔ خدا نخواستہ اگر پیر ناقص ہے تو وہ اس کی قسمت لیکن تیری قسمت تو ٹھک ہے نا۔ تو نے اس کو سچا مان کر اس کی بیعت کی ہے تو اس لئے تیرا بیڑہ پار ہے اور اگر پیر سچا ہے لیکن تو نے اس کو جھوٹا سمجھ رکھا ہے تو تجھے ایسے مرشد کریم کی بیعت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ذکر فکر کرنے سے آنا جانا آسان ہو جاتا ہے۔ دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ دین کی روشنی پھیلانے میں بندہ معاون ثابت ہوتا ہے۔ دوسروں کے لئے مثال بن جاتا ہے۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر دین کی رغبت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیعت کی سعادت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بندہ دوسروں کے لئے رکاوٹ نہ بنے ہر قدم جو آپ اپنے پیر خانے کی طرف اٹھاتے ہیں تمہارے ہر قدم پر ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے مدینہ منورہ کی طرف قدم اٹھاؤ تو پھر بھی یہی کچھ حاصل ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس کی یہ عظمت ہے کہ وہاں حاضری سے جنت ملتی ہے اور ولی کے در پر جانے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد شریف لائے۔ منصور آباد میں ایک تحصیلدار صاحب کے ہاں قیام فرمایا ہم ان کی زیارت کے لئے نکلے نہ گلی کا علم نہ مکان کا پتہ۔ بس صرف اتنی خبر تھی کہ منصور آباد میں ہیں محبت اور شوق زیارت میں چل پڑے۔ منصور آباد پہنچے تو ایک صاحب سے پوچھا کہ جی یہاں کہیں سردار محمد تحصیلدار صاحب رہتے ہیں ان کی قیام گاہ کا کچھ پتہ ہو تو بتائیں وہ کہنے لگا کی جی ہاں میں خود وہیں جا رہا ہوں آپ بھی میرے ساتھ چلیں اس نے ہماری راہنمائی فرمائی اور ہمیں سردار محمد صاحب کے مکان پر لے گیا۔ پیر علاؤ الدین صاحب فیصل آباد شریف لائے تو یہاں ایک سکول ٹیچر تھے۔

اس نے سوچا کہ مجھے مرید ہونا چاہئے بڑا اس کو جوش تھا۔ وہ پیر صاحب کی قیام گاہ پر پہنچے تو پتہ چلا کہ پیر صاحب ابھی ابھی تشریف لے گئے ہیں کہاں گئے ہیں۔ اس نے دوسری جگہ کا بتایا۔ وہ ماسٹر صاحب وہاں پہنچ گئے۔ تین چار جگہ اسی طرح سے وہ پہنچے تو آخری مکان والوں نے بتایا کہ جی پیر صاحب تو ابھی ابھی گاڑی میں سورا ہو کر فیصل آباد سے چلے گئے ہیں۔ کہاں چلے گئے ہیں بتایا کہ وہ کراچی تشریف لے گئے ہیں اس نے کہا کہ میں ان کو وہاں تلاش کر لوں گا۔ یقین کریں کہ ساٹھ ستر لاکھ کی آبادی میں وہ کس طرح سے تلاش کر لے گا اس نے ٹکٹ لی اور کراچی پہنچ گیا۔ اسٹیشن سے ہی ایک آدمی سے پوچھا کہ میں نے پیر صاحب کے ہاں جانا ہے اس شخص نے کہا کہ میں بھی وہیں جا رہا ہوں آ جاؤ چلتے ہیں۔ یہ کون تھا میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی فرشتہ ہی ہو سکتا ہے۔ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی ہو سکتے ہیں جو اولیاء اللہ کی محبت کی منادی کرتے ہیں تو پھر پیر صاحب کے ہاں پہنچنا بھی انہی کا کام ہو سکتا ہے۔ اس طرح سے منزل ملتی ہے اور اس طرح سے راہبری ملتی ہے۔ جستجو تیرا کام ہے پہنچا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تلاش میں نکلنا تیرا کام ہے اور تمہاری راہنمائی کرنے کے لئے راستہ بتا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنا بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ 21-11-08

بیعت کی اہمیت

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
 اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاصِبِ
 يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بار بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 ملے جو اذن ثنا کا لفظ تو ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 درحیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو آپ کی عنایت تو ایک جہات بنتی ہے
 اسی دید سے بننے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
 اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! حضرت سرکار سائیں بابا شیخ المشائخ حضرت نعمت اللہ قریشی المعروف سرکار داودی رحمۃ اللہ علیہ کا پسندیدہ شعر میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو میری زندگی میں میری راہنمائی کرتا ہے۔ ہر مقام پر میرا ساتھ دیتا ہے اور مجھے کامیاب کرتا ہے وہ یوں ہے کہ ۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جن تک میں چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

آپ جتنی بھی عبادات ریاضات کر لیں۔ حفظ، جہاد، شہید بھی ہو جائیں لیکن کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ جب تک تمہاری بیعت نہیں ہے۔ یہ بڑی زبردست Statement ہے بڑا قول ہے لیکن یہ سچ ہے۔ مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا ”جس کی بیعت نہیں وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ علماء سے پوچھا ہے کہ یہ بتائیں کہ یہ جاہلیت کی موت کیسی موت ہے۔ فرمایا کہ یہ صرف ایک فقرے میں بیان ہو سکتی ہے کہ جس طرح ابو جہل مر گیا ویسے ہی وہ بندہ مر گیا جس کی کوئی بیعت نہیں ہے۔ ۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

ہم حنفی ہیں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار ہیں ان کے مقلد ہیں ان کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ ان کی فقہ کو ماننے والے ہیں۔ وہ اس شعر سے متعلق ہماری کیا راہنمائی فرماتے ہیں۔ ان کا کیا عقیدہ ہے اور کیا عمل ہے۔ وہ اپنی فقہ بنانے کے بعد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہوئے۔ ہمارا

سلسلہ بھی وہی ہے۔ ہم ان سے ہیں وہ ہم سے ہیں۔ آپ نقشبندی بھی تھے۔ آپ جب بیعت ہوئے تو کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ خود بڑے عالم فاضل ہیں۔ آپ نے سنی فقہ بتائی ہے۔ آپ مفسر قرآن ہیں ہر آیت مبارکہ کے شان نزول کو جانتے ہیں۔ حدیث اور شرح حدیث جانتے ہیں۔ نسخ اور منسوخ جانتے ہیں پھر آپ اب بیعت ہوئے ہیں۔ آپ کو اس کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ جو لوگ بے علم ہیں ان کو تو ضرورت ہے کہ وہ کسی ولی اللہ سے بیعت کریں تا کہ ان کی راہنمائی ہو سکے اور وہ صراطِ مستقیم پر چل سکیں ان کو علم حاصل ہو جائے لیکن آپ تو پہلے ہی ماشاء اللہ صاحبِ علم ہیں۔ علامہ ہیں، ہر علم کو جاننے والے ہیں۔ آپ تو لوگوں کو علم سکھانے والے ہیں پھر آپ کو کسی کی بیعت کرنے اور اس سے راہنمائی حاصل کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتا (نعموذا اللہ) یعنی میں جہنمی ہو جاتا۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا عقیدہ ہے اور کیا عمل ہے۔ اس لئے کوئی سنی حنفی بیعت کے بغیر نہیں ہوتا۔ حنفیوں کے امام بیعت کے بغیر نہیں ہیں تو پھر آپ ان کے مقتدی ہو کر بیعت کے بغیر کس طرح سے فلاح پا سکتے ہو۔ اگر بیعت نہیں ہے تو پھر نہ تیرا حدیث شریف پر عمل ہے اور نہ ہی امام صاحب کے قول پر تیرا عمل ہے اس لئے پھل جو لگتا ہے وہ بیعت سے ہی لگتا ہے۔ آئیے ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بتائیے ہماری راہنمائی فرمائیے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں کیا یہ درست ہے۔ کیونکہ ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرتا ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھائیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے

ہیں۔ یَوْمَ نَلْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاَمَانِهِمْ (نفا سرائیل ۷۱) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔“ حشر کے دن منادی کرائی جائے گی۔ پوری مخلوق میں سے ہر بندہ سنے گا اور وہ منادی یہ ہوگی کہ آج ہر بندہ اپنے پیر و مرشد سے لگ جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء الحمد کے سایہ تلے آ جاؤ۔ اگر قیامت کے روز کوئی پناہ ملتی ہے تو وہ دامن مرشد میں ہی ملتی ہے۔ یَوْمَ نَلْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاَمَانِهِمْ میں کُلُّ بھی جمع ہے اور اُنَاسِ بھی جمع کا صیغہ ہے۔ یعنی کوئی فرد ایس نہیں ہوگا کہ جو یہ منادی نہیں سنے گا کہ اپنے پیر کے دامن سے لگ جاؤ، ہر شخص اپنے پیر و مرشد کے ساتھ لگ جائے گا۔ وہ پیر صاحب اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ہو جائیں گے وہ آگے اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اسی کو سلسلہ کہتے ہیں کہ یہ ایک کڑی ہے جس میں ہم پروئے ہوئے ہیں اس طرح سے تمام لوگ ہوتے ہوتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے لواء الحمد کے نیچے پناہ میں آ جائیں گے۔ اسی میں فلاح ہے، اسی میں نجات ہے، یہی انجام خیر ہے، یہی حاصل زندگی ہے، جس نے ساتھ جانا ہے، یہی وہ چیز ہے کہ جس نے ساتھ جانا ہے، کیا منادی نمازیوں کو بلانے کیلئے کی جائے گی۔ حفاظ کو بلانے کیلئے کی جائے گی۔ مفسرین کو بلانے کے لئے۔ مجاہدین کو بلانے کے لئے، قرآء حضرات کو بلانے کے لئے، شہداء کو بلانے کے لئے، تبلیغ کرنے والوں کو بلایا جائے گا۔ نہیں نہیں ان سب کیلئے کوئی منادی نہیں کی جائے گی۔ منادی اگر کی جا رہی ہے تو صرف بیعت کی۔ نسبت والوں کو بلایا جائے گا۔ اس لئے عرض ہے کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

اس دنیا میں کسی کی بیعت کر لو۔ اگر کسی ساتھی کے بغیر اس دنیا سے چلا گیا تو قیامت میں کوئی ساتھ نہیں ملے گا۔ ساتھی اگر ملنا ہے، پناہ جو ملتی ہے تو وہ تمہارے پیر و مرشد ہی ہوں گے جو تمہیں اپنی پناہ میں رکھیں گے، تمہیں اپنے ساتھ رکھیں گے۔ تمہیں سہارا دیں گے۔ تیرا سارا سرمایہ حیات تیرے پیر صاحب کے دامن سے وابستہ ہے۔ اگر دامن مرشد کریم تیرے ہاتھ میں ہے تو پھر سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔

توں بلی تے سب جگ بلی ان بلی وی بلی

جناں باجھ محمد بخشا تے بنی پٹی حویلی

کون تیرا بلی بن جائے تو پھر سارا جگ ہی بلی بن جائے گا۔ اگر تو کسی پیر صاحب کا غلام ہے تو پھر سارا جگ تیرے ساتھ ہے۔ اگر تیرا پیر تیرے ساتھ نہیں ہے تو کوئی بھی تیرا ساتھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیری روح سے بھی زیادہ تیرے قریب ہیں۔ وہ بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارا حکم نہیں مانا تو ہمارے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا میں ہی تمہیں بتا دیا تھا کہ تمہیں تمہارے پیر کے نام پر آواز دی جائے گی لیکن تم نے اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں کی۔ لہذا اس دنیاوی زندگی میں جو سب سے بہتر عمل ہے وہ بیعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بیعت ہونا نصیب کرے۔

پیر کال سے مرد با مصطفیٰ

ایک نوجوان لڑکا حضرت سرکار سائیں بابا سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ پانچ روپے شیرینی کے لئے دیئے۔ پھر اپنی طلب پیش کی کہ حضرت صاحب مجھے فلاں لڑکی سے محبت ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے میری شادی ہو جائے۔ آپ میرے لئے دعا

فرمائیں۔ سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ اسی طرح سے ہو جائے گا۔ ایک ماہ کے بعد وہ نوجوان آیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ میری بیعت واپس لے لیں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کر دیں کیونکہ اس لڑکی کی شادی کسی دوسری جگہ ہو گئی ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پانچ روپے واپس کر دیئے۔ فرمایا کہ اپنے پانچ روپے لے لو اور بیعت آپ نے مجھ سے نہیں کی وہ آپ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی ہے وہ میں نہیں توڑ سکتا۔ نوجوان نے کہا کہ آپ مجھے خواہ مخواہ ڈرا رہے ہیں، میں نے تو بیعت آپ سے کی ہے اور اگر میں نے بیعت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی ہے تو مجھے دکھائیں۔ جس طرح سے آپ نے دیکھا ہوگا کرکٹ میچ وغیرہ میں Action Re- Play دکھاتے ہیں۔ جو گزر چکا ہوتا ہے اسے دوبارہ دکھا دیتے ہیں۔ سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو میں تمہیں دکھا دیتا ہوں۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ پہلے کا گزرا زمانہ دکھا دیا اور نوجوان نے دیکھا کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر رہا ہے۔ اولیاء اللہ کا وقت اور زمانے پر بھی قبضہ ہوتا ہے کیونکہ ان پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبضہ ہے اور اولیاء اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہوتے ہیں۔ گزرا ہوا زمانہ واپس آ گیا اور وہ نوجوان تو رے بصریت سے دیکھ رہا ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کر رہا ہے۔

پیر کال سے مرد با مصطفیٰ

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنا چاہتے ہو تو کسی ولی سے بیعت ہو جاؤ ان کی

دست بستی کرو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اولیاء اللہ، علماء کرام اور سادات سے مصافحہ کرنا گویا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کرنا ہے۔ ان کی زیارت گویا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا گویا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہتے ہو، ان سے تعلق جوڑنا چاہتے ہو اور ان سے واسطہ رکھنا چاہتے ہو تو وہ صرف اور صرف بیعت کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ اس کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ بیعت ہے تو سب کچھ ہے اور اگر بیعت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ استوار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مدد لیتے ہیں کہ وہ اولیاء کرام اور پیر و مرشد سے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے رشتہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
تو شبانی سے کلیسی دو قدم ہے

فرمایا کہ اگر کوئی ولی کامل میسر ہو جائے تو تیری زندگی سنور جائے گی اگر وہ مل جائے تو یوں سمجھو کہ وہ ایک بکریاں چرانے والے بندے کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کر دیتا ہے۔ اس نوجوان نے حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ ملایا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر کسی سے مُس کر جائیں تو آگ اس کو جلا نہیں سکتی۔ اگر مُس نہیں کیا ہے تو وہ جل سکتا ہے۔ جس چیز کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مُس کر دیں اسے دنیا کی آگ تو کیا اسے جہنم کی آگ

بھی جلا نہیں سکتی۔ پیر و مرشد سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔ پیر و مرشد میں نور بصیرت ہوتا ہے، ان میں فیض محمدی ہوتا ہے۔ ان کو کن کی زبان عطا ہوتی ہے، وہ جو کہہ دیں اللہ تعالیٰ اسی طرح سے ہی کر دیتا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سورج، چاند، بادل، ہوا، بارش، دریا سب کچھ اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں تو صرف اس لئے کہ آپ پیر کامل ہیں۔ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ صرف وہی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب تصرف تمام اولیاء اللہ کو عطا کئے ہوئے ہیں۔ ایک مشہور واقعہ ہے۔ حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت پیر بہاؤ الدین ذکریا ملتانی یا ان کے پیر و مرشد کا مرید فوت ہو گیا۔ آپ اس کے جنازے پر تشریف لے گئے، قبر بند ہو گئی تو نکیرین آگئے اور اس مرید سے سوال و جواب شروع ہو گئے۔ مرید کو کوئی جواب بن نہ پڑا وہ گھبرا گیا تو پیر و مرشد قبر کے اندر تشریف لے گئے اور نکیرین سے فرمایا کہ تم سوال کرو میں جواب دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب آپ فوت نہیں ہوئے ہیں۔ یہ فوت ہوا ہے، سوال اس سے ہوں گے، جواب یہ دے گا۔ آپ کیوں آگئے ہیں۔ فرمایا کہ اگر پیر ہو کر میں نے اس کی مدد نہیں کرنی ہے تو اس کا مرید ہونے کا کیا فائدہ اور مجھے اس کی بیعت کرنے کا کیا حاصل۔ نکیرین نے کہا کہ حضرت صاحب یہ آپ کا مرید ہوا لیکن جو کچھ آپ نے ورد و وظائف اس کو بتائے وہ اس نے نہیں کئے، یہ صرف زبانی کلامی مرید ہوا ہے۔ اس نے عمل نہیں کیا ہے۔ فرمایا کہ اس نے میرے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ہیں اتنا تو عمل کیا ہے۔ کہنے لگے کہ ہاں اتنا تو عمل اس کے اعمال نامہ میں ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ لو کہ

اس ہاتھ میں ہاتھ دینے کا کوئی صلہ اس کو ملتا ہے تو دے دو۔ ورنہ جو آپ کی مرضی ہے، وہ آپ کر لیں۔ نکیرین نے بارگاہ عالیہ میں عرض کیا کہ یا اللہ کیا ایسی بیعت کا کوئی فائدہ ہے۔ فرمایا کہ یہی تو ایک عمل ہے زندگی میں باقی تو کچھ بھی نہیں ہے۔ جب کوئی اپنے پیر و مرشد سے بیعت کرتا ہے تو وہ اصل میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کرتا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فیض لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اولیاء اللہ کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب آپ محفل میں آئیں تو اپنی توجہ اپنے پیر و مرشد کی طرف ہی رکھیں۔ دنیا و مافیہا کو بھول جائیں اور پوری توجہ اپنے پیر و مرشد پر مرکوز کر دیں۔ یہی سرمایہ حیات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک معمر شخص کو چار پائی پر لٹا کر لایا گیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عیسائی ہے۔ مرنے کے قریب ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ میں نے مسلمان ہونا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کلمہ پڑھتا ہے۔ ہم اس کو اٹھا کر لے آئے ہیں۔ اس نے کلمہ شریف پڑھا۔ مسلمان ہو گیا۔ ایمان کی حالت میں زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوا اور مر گیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر بغیر کوئی عمل کئے ہوئے کسی جنتی کو دیکھنا چاہتے ہو تو اس کو دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ تونہ شریف کی بات ہے۔ حضرت اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی پاکلی میں گزرتے تھے۔ راستہ میں ایک ہندو کی دکان تھی وہ جب دیکھتا کہ پیر صاحب تشریف لارہے ہیں تو وہ سودا سلف بیچتا بند کر دیتا اور کھڑے ہو کر کہتا کہ لُج پالوں کو لُج ہوتی ہے۔ وہ گزر جاتے تو اپنے کام میں مصروف ہو جاتا، وہ واپس آتے تو پھر

اسی طرح سے ہی کرتا۔ ایک روز آپ گزرے تو دیکھا کہ وہ دکان بند تھی۔ پوچھا کہ وہ لالہ جی کہاں گئے کہ دکان بند ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے۔ فرمایا کہ مجھے اس کے گھر لے چلو وہ میرا ادب کرتا تھا میں اس کی تیمارداری کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے تو پتہ چلا کہ لالہ جی کا آخری وقت ہے اور اسے کمرے میں بند کیا ہوا ہے۔ ہندو کی موت اس طرح سے واقع ہوتی ہے کہ اگر نزع کے وقت کوئی اس کو دیکھ لیتا ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس لالہ جی سے ملنے کا موقعہ دے دو۔ ہندوؤں نے کہا کہ وہ قریب المرگ ہے اور اس حالت میں کوئی اسے دیکھ لے تو وہ اپنے ہوش و حواس کھودیتا ہے۔ لہذا ہم آپ کو اس سے ملنے نہیں دیں گے۔ فرمایا کہ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اور یا درکھو کہ اگر میں نے اسے نہ دیکھا تو وہ مرے گا ہی نہیں۔ آپ کے اصرار پر ہندوؤں نے آپ کو اس لالہ جی کے پاس جانے دیا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ آخری لمحات پر تھا۔ فرمایا لالہ جی اب آخری وقت ہے بہتر ہے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھ لو۔ اس نے پیر صاحب کی آواز سنی تو آنکھیں کھول دیں اور کہنے لگا کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں کلمہ پڑھوں گا ورنہ مجھے میرے دھرم پر ہی رہنے دیں۔ اسی پر مرنے دیں۔ پیر صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کا ادب کرتا تھا۔ اس کے لئے کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ لُج پالوں کو لُج ہوتی ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور آج لُج پالی فرمائیں۔ مدینہ شریف کوئی دُور تو نہیں ہے۔ اتنا عرض ہی کرنا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لالہ جی کے کمرے میں تشریف لے آئے۔ یہ آج سے

کوئی دو سو سال پہلے کی بات ہے۔ اس لالہ جی نے کلمہ پڑھا اور ایمان کی حالت میں زیارت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کر لی۔ وہ فوت ہو گیا۔ پیر صاحب باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ لالہ جی فوت ہو گئے ہیں اب اس کی میت مجھے دے دو۔ لالہ جی کے لواحقین کہنے لگے کہ ہم نے پہلے ہی ایک دستور توڑا ہے۔ آخری وقت آپ کو دکھا دیا ہے آپ خیریت سے بچ گئے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کریں۔ اب ہم آپ کو میت دے کر اپنے معاشرے میں ذلیل نہیں ہوں گے۔ ہم نے اس کو جلانا ہے جو ہماری رسم ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے دستور کے مطابق اس کو جلاؤ لیکن اگر نہ جلتے تو پھر یہ ہمارا ہے۔ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ اگر نہ جلاؤ پھر اس کی میت تمہیں دے دیں گے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ اب اس کو نہ دنیا نہ جہنم کی آگ جلائے گی۔ ہندوؤں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق اس کی چتا جلانے کی کوشش کی۔ سوکھی ہوئی لکڑیاں اور ان پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی لیکن سب کچھ بے سود۔ چتا کو آگ ہی نہ لگی ان کو کیا خبر تھی کہ جو لکڑیوں کے اوپر رکھا ہوا ہے اس نے زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہوئی ہے اس پر کوئی آگ اثر نہیں کر سکتی۔ یہ تو دنیاوی آگ تھی اس پر اب انشاء اللہ جہنم کی آگ بھی اثر نہ کر سکے گی وہ زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کر چکا ہے وہ جنتی ہے۔ اولیاء اللہ کے پاس بیٹھنے سے زیارت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو جاتی ہے۔ حضرت سرکار سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات کرتے ہیں۔ مجھے آپ کی ملاقات سے پہلے ہی ان کی زیارت ہو گئی تھی۔ آپ فیصل آباد تشریف لائے تو ہم ان کی زیارت کے لئے قطار بنا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ سامنے کمرے کے اندر تشریف فرما تھے انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنے

پاس بلا لیا اور فرمایا کہ تمہیں میں نے خواب میں زیارت کرا دی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں ایسا ہوا ہے۔ فرمایا کہ یہ تمہارے قائدہ کی بات تھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت خواب میں نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم نے انہیں جیتے جاگتے دیکھا نہیں ہے اگر زیارت ہو بھی جائے تو ہمیں ان کی پہچان نہیں ہو سکے گی کیونکہ ہم نے ان کو دیکھا ہوا نہیں ہے۔ فرمایا کہ تم نے بھی مجھے دیکھا ہوا نہیں تھا لیکن تم نے خواب میں میری زیارت کر لی ہے۔ اسی طرح سے بے شک تم نے بیداری میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نہیں کی ہے لیکن خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کو اس طرح سے مجھے سمجھا دیا تھا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ شیطان میری شکل و صورت میں نہیں آ سکتا۔ جس نے مجھے دیکھا حق اس نے مجھے ہی دیکھا۔ یہ سبق بھی اولیاء اللہ سے ملتا ہے۔ اور کتنے ہی واقعات ایسے ہیں کہ بڑے بڑے عادی مجرم ولی اللہ کی ایک نگاہ سے ٹھیک ہو گئے۔ میں دادو شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ ان کی محفل میں ایک ایسا نوجوان بیٹھا تھا کہ جس کی شکل و صورت بہت ڈراؤنی تھی۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم فرمایا کہ اس شخص کا اثر دیکھ کر۔ میں نے اس سے بات شروع کی اور اوپر پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ کہنے لگا کہ میں کرائے کا قاتل تھا۔ ڈاکو تھا، ڈکیتی اور عوضا نہ لے کر کسی کو قتل کر دینا میرا کام تھا۔ میں نے ایک شخص سے پیٹلی رقم لے لی تھی اور اس کے اشارہ پر اس کے دشمن کو قتل کرنے جا رہا تھا۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ اپنے آستانہ عالیہ کے مین دروازے پر

کھڑے تھے۔ آپ نے میری طرف بڑے غور سے دیکھا اور میں نے بھی آپ کی طرف دیکھا تو میرے دل کی کیفیت بدل گئی۔ میں نے سوچنا شروع کر دیا کہ تو کیوں بے گناہوں کو قتل کرتا ہے کسی کی بیوی کو بیوہ کرتا ہے۔ بچوں کو یتیم کرتا ہے۔ ماؤں سے ان کے بیٹے، لخت جگر کو چھین رہا ہے۔ عورتوں سے ان کا سہاگ لوٹ رہا ہے۔ یہ سوچا تو میں نے حضرت سرکار سائیں بابا (رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کیا کہ حضرت صاحب کیا آپ یہیں رہتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں یہیں رہتا ہوں۔ عرض کیا کہ میں دس منٹ میں واپس حاضر ہوتا ہوں میں چلا گیا واپس آیا تو حضرت سرکار سائیں (بابا رحمۃ اللہ علیہ) میرے انتظار میں تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ دس منٹ کیلئے کہاں چلے گئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ میں کرائے کا قاتل تھا میں نصف رقم لے کر کسی کو قتل کرنے جا رہا تھا اور باقی نصف جب قتل ہونے کی اطلاع مل جاتی تو پھر مجھے ملنے تھے۔ لیکن آپ کی نگاہ پڑی تو دل کی کایا پلٹ گئی۔ میں نے تو بہ کر لی ہے کہ اب کسی کو قتل نہیں کروں گا اور جو بیگلی رقم میں نے لی تھی وہ واپس کرنے گیا تھا۔ حضرت سرکار سائیں بابا (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے بیعت فرمالیا۔ تب سے ان کے قدموں میں ہی رہتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اب کیا حال ہے۔ کہنے لگا کہ اب میں آسمانوں کی میر کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ ایک لمحہ میں ہی ہو جاتا ہے اور ہو رہا ہے۔ صدق دل سے کسی بھی ولی اللہ کے ساتھ لگ جاؤ۔ یہی حاصل زندگی ہے کسی نے ساتھ نہیں جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سرمایہ ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ادب کے ساتھ کسی ولی اللہ سے نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سرکار

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے

اور اس کا پھل یہ ملتا ہے کہ

مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی یہ کہہ دے کہ

میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں تو پھر امید رکھو اور ڈرو نہیں کہ تم

جہنم میں جاؤ گے۔

مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

یہ فرمایا ہوا ہے کس کا غوث الاعظم کا

یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم ہے جو ہر ولی میں موجزن ہے

کیونکہ ہر ولی کی گردن پر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم ہے۔ جب ان کا

قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو اس میں فیض اور تصرف بھی ہے یہ آپ ان سے حاصل

کر لو۔ جن کو یہ فیض اور تصرف ملا ہوا ہے۔ اللہ کرے کہ ان میں یہ اور زیادہ ہو

جائے اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ زیادہ سے زیادہ آستانہ عالیہ پر

حاضری دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک بات میں نے اور یہ کرنی ہے کہ ظاہر

باطن سے اپنے پیر صاحب کے ساتھ قلمص رہو۔ ظاہر اور باطن میں فرق نہ رکھو کہ یہ

مناقضت ہے جو ظاہر و باطن میں ایک جیسا نہ ہو وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ ایک جیسے ہی

رہو جو تمہارے باطن میں ہے وہی تمہارے ظاہر میں بھی ہونا چاہیے۔ تم اپنے

پیر صاحب کے لئے ظاہر و باطن میں ایک ہو جاؤ تو وہ پیر صاحب تمہارے ہو

جائیں گے یہ آسان اور سیدھا راستہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو فیض بھی نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیرومرشد سے مخلص ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب کوئی بندہ ولی کے سامنے آتا ہے تو وہ موم کی طرح نرم ہوتا ہے پھر اس کے عقیدے کے مطابق ولی اللہ اس کو ڈھال دیتا ہے۔ اگر مرید مخلص ہے تو وہ اور بھی زیادہ مخلص ہو جائے گا۔ ایک حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا مجھ پر کرم ہے کہ جب وہ مجھے خلافت عطا کرنے والے تھے تو میں نے عرض کر دیا کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں۔ پیر مرید کے سر پر رہتا ہے وہ مرید خواہ جھوٹا ہو کہ سچا ہو لیکن مجھ میں یہ تصرف، یہ طاقت نہیں ہے۔ میں تو اپنے آپ کو ہی سنبھال سکتا نہیں تو میں اپنے مریدوں کو کیا سنبھالوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو یہ یقین رکھتا ہے کہ میں مریدوں کو سنبھال سکتا ہوں۔ میں نے عرض کر دیا کہ ہاں مجھے یہ یقین کامل ہے۔ فرمایا کہ پھر تو میری ذمہ داری پر مرید کرو۔ میں خود ہی سنبھال لوں گا۔ جب پیر صاحب عطا کرتے ہیں تو قوت بھی عطا کرتے ہیں۔ تصرف سارا انہی کا ہی ہوتا ہے۔ شیخوپورہ میں ہماری ایک بیٹی ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا عرس اس نے منایا تھا۔ وہ بڑی گھبرائی ہوئی تھی کہ لنگر کتنا پکانا ہے اور کیا پکانا ہے۔ برتن کہاں سے لانے ہیں۔ دریاں شامیانے، قاتیں کتنی ہونی چاہئیں۔ مریدوں کی حاضری نہ جانے کتنی ہو گی۔ لنگر تقسیم کس طرح سے ہوگا اس واقعہ سے چار سال قبل حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے۔ وہ شیخوپورہ میں اس بیٹی کے گھراز خود شریف لے آئے۔ فرمایا کہ بیٹی تو گھبرا کیوں رہی ہے میں تیرا پر داوا مرشد ہوں جس کا تو عرس منا رہی ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں جتنا لنگر تو آسانی سے پکا سکتی ہے وہ پکا

لو۔ اس کھانے کو پورا کرنا میرا کام ہے۔ لوگوں کو حاضر کرنا میرا کام ہے۔ نعت خوانی کرانی میرا کام ہے۔ لنگر کی تقسیم میرے ذمہ ہے۔ تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس محفل میں چار سو کے قریب تو عورتیں ہی آگئیں اور مردوں کا کوئی شمار ہی نہ رہا۔ اس نے لنگر میں صرف ایک دیگہ پکالیا۔ وہ لنگر سارا تقسیم بھی ہوا۔ لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا لنگر نہ صرف یہ کہ پورا ہو گیا بلکہ بچ بھی گیا۔ حاجی عبدالرشید صاحب نے نعت خوانی کی تھی اور اس روز اتنے کمال کی نعت خوانی ہوئی کہ جو اس سے قبل کبھی سنی ہی نہ تھی۔ میں نے جو اس روز ارشادات دیئے ویسے ارشادات مجھ سے دوبارہ ہوئے ہی نہیں۔ یہ سارا حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے۔ اس روز محفل کے اختتام پر جب درود و سلام پڑھا جا رہا تھا تو خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہیے

میں گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملنے کا وسیلہ مرشد کمال ہے۔ کیا آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہتے ہیں وہ نہیں ملیں گے جب تک وسیلہ مرشد پاک نہیں ہوگا۔ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ: ۲۵) ”اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“۔ کیا آپ اللہ سے ملنا چاہتے ہیں تو پھر اس کے لئے بھی وسیلہ پکڑو۔ جو مرضی ہو وہ تفسیر پڑھ لیں۔ مرشد کمال ہی وسیلہ ہے۔

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی

کیا تم اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتے ہو تو پھر کسی ولی کے در پر کتابن کر بیٹھ جا، تجھے

اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ جو عقیدہ بیان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ظاہر و باطن سے اس پر یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب کا ظاہر باطن ایک جیسا ہو جائے۔ مرشد کریم سے خلوص کے ساتھ تعلق رکھیں۔ بہانے جوید۔ بہانہ سے جوید زیادہ کی ضرورت نہیں ہے صرف اخلاص کے بہانہ کی ضرورت ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے۔ ظاہر باطن سے اپنے پیرو مرشد سے خلوص رکھتے تھے اور ہمیں بھی یہی درس دیتے تھے۔ صوفی محمد سرور صاحب موجود ہیں کہ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخاص مریدوں میں سے ہیں۔ اگر خلوص اور سچ دیکھنا چاہتے ہو تو ان کو دیکھ لیں۔ ان کے نقش قدم پر چلو۔ یہ جو میں نے عرض گزارش کی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ وسیلہ سے قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر پر وہی عرض ہے کہ

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں
جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مئے خانے میں

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمَعِينُ

خطاب پہلا سالانہ عرس مبارک حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ

برہائش حاجی غلام محی الدین صاحب

13-11-08

غلط اور درست

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہے اور اسے کس طرح
سے گھٹایا جا رہا ہے ہم نعت پڑھ رہے ہیں بڑے جھوم رہے ہیں نعت خوانوں کی
بڑی مدد کر رہے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں ان کو بڑی داد دے رہے ہیں۔
لیکن آج کل (محرم 1460ھ) ٹی وی پر کوئی پروگرام چل رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے بعد کس کا مقام ہے یہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پھر اس کے بعد کس کا مقام ہے۔ وہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ ان کے بعد کس کا
مقام ہے یہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے پھر ان کے بعد کس کا
مقام ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے پھر حضرت سیدنا عثمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر ان کے بعد حضرت سیدنا علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ہے، اگر یہ ترتیب کوئی شخص بدل دے اور کسی ہستی کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ارفع و اعلیٰ درجہ دے تو پھر اس کا کیا کریں۔ چوری کرنا گناہ ہے لیکن اس سے ایمان ضائع نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن اس سے ایمان ضائع نہیں ہوتا لیکن اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ اور مرتبہ گھٹا دیں تو یہ کفر ہے اور یہ آج کل ٹی وی پر آ رہا ہے والدین سے میری یہ گزارش ہے کہ یہ بچے جو ہماری محفل میں آئے ہوئے ہیں ان کی بڑی مہربانی ہے والدین ان پر رحم فرمائیں۔ یہ ٹی وی دیکھتے ہیں اور دیکھتے رہیں گے اس سے یہ باز نہیں آئیں گے لیکن والدین خیال رکھیں کہ یہ کیا دیکھ رہے ہیں ان سے پوچھیں کیا دیکھا ہے کیا سنا ہے پھر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ دراصل اس نئی پود کے اقدان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے انہیں ورغلا یا جا رہا ہے والدین کا فرض ہے کہ ان کی نگہداشت کریں ورنہ یہ سب بد مذہب خیال ہو جائیں گے اور آپ دیکھتے ہی رہ جائیں گے کہ یہ کیا ہو گیا ہے آپ نے بھی یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے اور آپ اسے تسلیم بھی کرتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ ٹی وی پر ایک ذاکر صاحب بڑے زور شور سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ دیکھو فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ اور بیت اللہ شریف کے اندر رکھے ہوئے بت گرا دو۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور بت گرا دئے اور فرمایا کہ میرا قاتل سببا ہو گیا ہے کہ میں اب عرش معلیٰ کو پکڑ سکتا ہوں اب وہ ذاکر میری تیری بچوں کی اور سب کی توجہ اس طرف کرتا ہے کہ دیکھو اوپر کون ہے اور نیچے کون

ہے بولو، بولو کہ اوپر کون ہے اور نیچے کون ہے۔ اوپر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ دیکھا کہ کس طرح سے کاٹ ماری کس طرح تمہیں اٹے راستہ پر لے گیا۔ کس طرح سے تمہیں اور خاص کر بچوں کو ورغلا یا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر ہیں اور اوپر والا علی ہی ہوتا ہے۔ حضرات یہ سب جھوٹ ہے یہ واقعہ ایسا نہیں ہے یہ سب غلط بیانی ہے اصل حدیث شریف اور واقعہ یہ ہے کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا مقام نہیں ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو جاؤں میں یہ گستاخی اور بے ادبی نہیں کر سکتا مہربانی فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں اور یہ بت گرا دیں۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا ہے ذرا غور سے سنیں اور اپنے بچوں کو بھی بتائیں۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت جلد دوم ص 397 پر نقل فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے علی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم مان لیں ورنہ کفر ہو جائے گا۔ یہ اس سارے واقعہ کی روح ہے جو ذکر صاحب نے نکال لی اور باقی غلط بیانی ہمارے اور ہمارے بچوں کے حوالے کر دی۔ مانا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا فاتح خیبر ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کے دروازہ ہے۔ لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مقام عطا کس نے کیا ہے یہ مقام انہیں میرے نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا۔ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرش معلیٰ تک پہنچ گئے تو ان کو وہاں تک میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہنچایا ہے۔

لَا وَرَبُّ الْعَرْشِ جَسَ كُو جُو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

جب تک یہ عقیدہ نہیں رکھو گے تب تک ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ جس نے کسی صفت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی کمی کی وہ بے ایمان ہے۔ قادیانیوں نے ایک صفت میں کمی کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں تو وہ بے ایمان ٹھہرے اور مرتد ہو گئے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے انہیں کافر قرار دے دیا گیا۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام سے بلند ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو عاجزی اختیار فرمائی اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہوں انہوں نے بے ادبی نہیں کی بلکہ اپنا مقام ادب قائم رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ آپ نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اس لئے آپ ہی میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں تو یہ ہے کہ اس طرح سے کاٹ ماری جا رہی ہے اور نئی پودا اس سے متاثر ہو کر بد مذہب گروپ میں شامل ہو رہی ہے یہ اب والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو سیدھے راستے پر گامزن رکھیں میں نے یہ ساری ذاکر کی بات اپنے بیٹے سے سنی ہے جو آپ حضرات کے کوش گزار کر دی ہے۔ ایک اور بھی نئی پود پر حملہ ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کون

ہے وہ خاتون جنت ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے یہ
 ذاکر صاحب بیان کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ خاتون
 جنت نہیں ہے لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ خاتون جنت ہے
 اس لئے کس کی والدہ کا مرتبہ بلند ہے کس کی امی جان اعلیٰ اور ارفع مقام والی ہے
 کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہے اس طرح سے زہر پھیلا یا جا رہا
 ہے۔ پھر آگے چل کر ذکر کرتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نانا کون
 ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 نانا جی نبی بھی نہیں ہے لہذا لو کو دیکھو اور غور کرو کہ کس کا مقام بلند ہے پہلے حضرت
 امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا محترم کو دیکھو پھر ان کی امی جان کو دیکھو اور پھر
 موازنہ کرو کہ کس کا مقام بلند ہے۔ یہ زہر ہے جو پھیلا یا جا رہا ہے۔ یاد رکھو کہ
 حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بتانے والے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام ہیں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خاتون جنت بتانے والے
 میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی عظمت
 دینے والے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جس کو جتنا دیا اس کا وہی مقام متعین
 ہو گیا اگر کوئی روگرائی کرے گا پیچھے ہٹے گا وہ گر جائے گا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا یہ
 جو ذکر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اس طرح سے متعین کیا ہے یہ
 سب غلط ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں
 ایسا ہوں میں بڑا عظیم ہوں میری عظمت اور شان بڑی بلند و بالا ہے یہ تو ذکر
 صاحب نے مہربانی فرمائی اور نہایت ہی غلط بیانی سے کام لے کر حضرت امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند و بالا کر دیا
 اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے اور ہدایت عطا فرمائے۔ تیسری بات جو وہ کہتے ہیں
 اور کہتے رہیں گے کیونکہ ہمارے ٹی وی پر پورا پورا قبضہ ایک خاص مسلک کے
 حضرات کا ہے اس لئے ہم پر ایسے حملے ہوتے رہیں گے۔ چینی میں لپٹا ہوا زہر کھلایا
 جائے گا اب ہم نے خود اپنی عقل سمجھ سے ان حملوں سے بچنا ہے۔ اپنے آپ کو
 بچانا ہے اور اپنی نئی پود کو خاص کر بچانا ہے اب دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ کہا کہ
 اللہ تعالیٰ کو منانے کیلئے کیا ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منالو۔ اور حضور
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح سے مانتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کو منالو۔ لہذا یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بھی تب ہی مانتا ہے کہ جب حضرت
 سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منالیا جائے۔ جب تک حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 راضی نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ بھی راضی نہیں ہوتے حالانکہ یہ حدیث شریف اس طرح
 سے ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے راضی کیا اس
 نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور جس نے میرے کسی پیارے کو راضی کر لیا اس سے میں
 راضی ہو گیا۔ اور جس سے میں راضی ہو گیا اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ جس نے
 میرے کسی پیارے کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت
 دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ یہ چیز سب کیلئے ہے کسی خاص ایک فرد کے لئے
 نہیں ہے۔ اگر آپ کسی بھی اللہ کے بندے کو راضی کر لیں حضرت سرکار غوث الاعظم
 رحمۃ اللہ علیہ کو کر لیں پھر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں گے۔
 حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کر لیں تو پھر بھی نبی پاک علیہ

الصلوة والسلام راضی ہو جائیں گے آپ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کر لیں پھر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں گے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کر لیں پھر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں گے۔ لیکن یہ شرط لگانا کہ رب کو راضی صرف اسی صورت میں ہی کیا جاسکتا ہے جب کہ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی راضی کریں یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ صرف اسی صورت میں ہی راضی ہوتا ہے کہ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راضی ہو جائیں یہ غلط ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جتنے بھی پیارے ہیں ان کو راضی کرنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جاتے ہیں اور جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتا ہے۔ ہمیں صرف ایک تخصیص میں رکھ کر ہمارے ایمانوں کو صلب کیا جا رہا ہے۔ اور دوسری ہستیوں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں سے نفرت دلائی جا رہی ہے۔ اب آپ نے ان کے چکروں سے خود بچنا ہے۔ آپ خود ہی ہمت سے کام لیں گے۔ ٹی وی پر ایسی بات دیکھو تو خوب عقل سمجھ اور دھیان سے اس کا جائزہ لو اور جو کچھ سمجھ میں نہ آئے یا آپ کو شک میں ڈالے وہ کسی عالم دین اہل سنت و جماعت عقیدہ سے پوچھیں وہ آپ کو صحیح بتائیں گے۔ یہ جو مرہیے پڑھے جاتے ہیں ان میں بھی یہی ہوتا ہے کہ بس صرف اہل بیت ہی عظمت والے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ بتائیے جنت کا مالک کون ہے۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور میرے نبی پاک علیہ

الصلوة والسلام نے انہیں جنت کا مالک بنایا ہے۔ ان مریوں میں اور ان کے بیانات میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام کیوں نہیں آتا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا ہوتا تو یہ بندہ آتا۔ ان کا نام کیوں نہیں لیتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تو نے اتنی سخاوت کی ہے اور اسلام کی خدمت کی ہے مسلمانوں کی مدد کی ہے اب تو جو بھی چاہے کرے تو جنت میں جائے گا۔ تو پکا سچا جنتی ہے ان کا نام کیوں نہیں لیتے۔ جب تک ان کی محبت تمہارے دل میں نہیں آتی ایمان نصیب ہی نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت نہیں ہے وہ بے ایمان ہے جو ان سے نفص رکھتا ہے وہ بھی بے ایمان ہے۔ دو چار دن پہلے مجھے ایک لڑکی کا فون آیا کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی تعریف کرتے ہیں اور ہم تو ان کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیتے ہیں آپ انہیں جنتی کہتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک تو وہ پکا جہنمی (نعوذ باللہ) ہے۔ ہمارا آپ سے بڑا تضاد ہے آپ اگر مشرق میں ہیں تو ہم مغرب میں ہیں۔ ہم آسمان پر ہیں تو آپ زمین پر ہیں آپ ان کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف تو ذات باری تعالیٰ کرتی ہے اس کے کہنے پر ہم بھی ان کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ سے ہی پوچھ لیں اگر وہ تعریف کرتا ہے تو تم بھی کرو۔ اس نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف میں کیا کہتا ہے میں نے کہا سورۃ النمل میں ہے کہ کائنات میں سب سے زیادہ متقی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اَتَقَىٰ الْبَيْتَ يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ
(اٰیل ۱۸) ”جو سب سے بڑا پرہیزگار، جو مال اپنا دیتا ہے کہ ستمرا ہو“ اللہ تعالیٰ کے
ہاں جو عزت ہے وہ متقی کی ہے۔ اِنْ اَكْثَرَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتَّقٰكُمْ (الحجرات ۱۳)
”بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔“
تو اب بتاؤ کہ انہیں عزت ملی ہے کہ نہیں۔ پھر آپ فیصلہ کر لو کہ تو سچی ہے کہ قرآن
سچا ہے۔ کہنے لگی کہ قرآن ہی سچا ہے میں کس طرح سے سچی ہو سکتی ہوں۔ پھر اس
سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری راہ میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا
صدیق اکبر ہے۔ یُوْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ (اٰیل ۱۸) ”جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستمرا ہو۔“
اس کی اپنی کوئی غرض نہیں ہوتی یہ صرف مجھے ہی راضی کرنے کے لئے مال دیتا ہے۔
اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی (اٰیل ۲۰) ”صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو
سب سے بلند ہے“ آپ یہ کہتے ہیں کہ ان سے برا کوئی شخص نہیں ہے۔ تو بتاؤ کہ سچا
کون ہے اس نے کہا کہ قرآن ہی سچا ہے۔ میں نے کہا کہ تیری مہربانی کہ تو نے ان
باتوں کو سمجھا ہے ورنہ ہٹ دھری کا تو کوئی علاج نہیں ہوتا پوچھنے لگی کہ اور بھی کچھ
بتائیے میں نے پھر کہا کہ اسی سورت میں ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنی
مرضی بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی ہے۔ وَلَسَوْفَ يَرْضٰی (اٰیل ۲۱)
”اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔“ تم یہ کہتے ہو کہ اس کے پلے میں کوئی
چیز ہی نہیں ہے۔ کہنے لگی کہ میں شیعہ مذہب سے تو بہ کرتی ہوں۔ میں نے کہا کہ
بڑی اچھی بات ہے۔ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آ جائے تو وہ بھولا ہوا نہیں ہوتا۔
اللہ تعالیٰ تجھے توفیق عطا فرمائے۔ اور تیرے حال پر رحم کھائے۔ اب یہ محرم ۱۴۳۰

کا مہینہ شروع ہونے سے دو دن پہلے اس کا پھر فون آیا کہ میرے والد صاحب اور بھائی مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ خیمے میں جاؤ۔ اب آپ بتائیں کہ جاؤں کہ نہ جاؤں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو علم نہیں ہے کہ خیمے میں کیا ہوتا ہے اور آپ لوگ وہاں کیوں جاتے ہیں میں تو کبھی وہاں گیا نہیں ہوں۔ اب آپ بتائیں کہ وہاں کیا ہوتا ہے اس نے کہا کہ وہاں عورت کی عزت و آبرو باقی نہیں بچتی پھر آپ اندازہ کر لیں کہ باقی وہاں کیا کچھ ہوتا ہے میں نے کہا اپنی عزت بچاؤ۔ کہنے لگی کہ میں اپنی پوری کوشش کروں گی۔ میں نے کہا کہ کوئی اپنی بیماری وغیرہ کا بہانہ بنا لو۔ میرے پیٹ میں درد ہے یا یہ کہ چٹس وغیرہ لگے ہوئے ہیں۔ پیٹ درد کا کون سا کوئی ٹسٹ ہے پھر اس کا فون آیا کہ میں سچ گئی ہوں اس سال میں وہاں نہیں گئی اور اب انشاء اللہ کبھی بھی نہیں جاؤں گی۔ ایسی عورت جو خیمہ میں جاتی رہی ہے وہ بیان کرتی ہے کہ وہاں عورت کی عزت نہیں بچتی۔ کیا یہ دین اسلام ہے کہ خیمے گاڑھ کروہاں عورتوں کی عزت لوٹی جائے۔ کیا دین یہ سکھاتا ہے کہ زنا کاری کی جائے اگر نہیں تو پھر ہمیں یہ کیا سوت دیا جا رہا ہے یہ وہ دین نہیں ہے جو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ یہ وہ دین بھی نہیں ہے جو حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے یہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی دین نہیں ہے یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی نہیں ہے ان کا نام لے لے کر ہمیں ڈرایا جا رہا ہے۔ یہ شیعہ مذہب ہے اللہ تعالیٰ ایسے دین سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے یہ ایک صاحب ہماری محفل میں آج تشریف رکھتے ہیں ان کی ایک شیعہ سے بات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ تم نے تو کلمہ شریف اور آذان بھی بدل لی ہے۔ کہنے لگا

کہ ہاں بالکل تبدیل کیا ہے یہ ہم نے نہیں کیا یہ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی بدل دئے تھے پوچھا کہ وہ کس طرح سے بدلا ہے۔ کہنے لگا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبدیلی کی ہے۔ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کا اضافہ اپنی طرف سے ہی کر دیا ہے۔ صبح کی آذان بدل کر رکھ دی ہے تو پھر اگر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ یا آذان تبدیل کر دی ہے تو کون سی کوئی بات ہو گئی ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تبدیلیاں نہیں کیں بلکہ ان کے بعد ہوئیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی بغض نہیں ہے جو ان کا مقام ہے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں بلکہ جتنا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہم سنی عقیدہ مانتے ہیں اتنا کوئی اور مسلک والا نہیں مانتا ہے۔ یہ شیعہ عقیدہ ہے جوئی وی پر آ رہا ہے اور اتارا ہے گا۔ یہ ایک سازش ہے آپ کا اولین فرض ہے کہ آپ خود بھی اس سے بچو اور خصوصی طور سے ان بچوں کو بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس شر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک وزیر صاحب سے کسی نے پوچھا کہ قرآن میں کتنے پارے ہیں اس نے کہا کہ چالیس۔ اسے جب بتایا گیا کہ چالیس نہیں بلکہ قرآن حکیم میں تیس پارے ہیں تو اس نے کہا کہ اچھا تمہیں ہی ہوں گے لیکن آپ یہ یاد رکھنا کہ یہ قرآن مجید میں چالیس پارے ہیں یہ بھی شیعہ مذہب کا ہی عقیدہ ہے اس نے چالیس پارے غلط نہیں کہا ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں چالیس پارے تھے دس پارے بکری کھا گئی ہے۔ دس پارے عائب ہو گئے ہیں تو کیا یہ اللہ تعالیٰ پر الزام تراشی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ (الحجرہ)

”بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قرآن مجید کا محافظ ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ دس پارے غائب ہیں۔ تو اب بتائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میں پارے اتارے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی میں پارے ہی فرماتے ہیں لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ چالیس تھے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھول گئے تھے کہ انہوں نے وحی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لانی تھی لیکن وہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لے گئے۔ یہ کس پر الزام ہے یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لانے والے پر الزام یہ وحی بھیجنے والے اللہ تعالیٰ پر الزام اور وحی وصول کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا اور پھر اس کی حفاظت نہیں کر سکا اس میں دس پارے ہی غائب ہو گئے۔ کیا یہ تمہارا ایمان ہے اور یہ تمہارا نظریہ قرآن مجید سے متعلق ہے۔ یہ آجکل ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَا مٍ بِاِمْلٰمِہِمْ (نبی اسرائیل ۷) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔“ حشر کے دن ہر بندے کو آواز دی جائے گی کہ اپنے امام کے ساتھ مل کر جنت میں چلے جاؤ۔ حضور نبی کریم سے لے کر آج تک جتنے بھی مفسرین آئے ہیں سب نے امام کا مطلب پیر لیا ہے۔ اپنے پیر صاحب کے ساتھ لگ جاؤ تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ جس کا پیر نہیں ہے کہ اس کی موت جاہلیت کی موت ہے اب وہ شیعہ ذاکر کیا کہہ رہا ہے کہ حشر کے روز تمام بندوں کو آواز دی جائے گی کہ اپنے امام کے ساتھ لگ جاؤ لہذا ہر زمانے میں ایک امام ہوگا جب تک اس کے ساتھ نہیں لگیں گے تمہارا بیڑہ پار نہیں ہوگا۔ کیا آپ

جانتے ہیں کہ اس زمانہ کا امام کون ہے کیا شیعہ ذاکر کو علم ہے کہ آج کل کون امام ہے اگر علم میں نہیں ہے تو پھر کس امام کو ڈھونڈو گے کس امام کے ساتھ لگ جاؤ گے امام ایک ایسی چیز ہے جو عقلا ہے اور عقلا ایسی چیز کو کہتے ہیں جو ملتی ہی نہیں ہے اب وہ شیعہ ہمیں اس کے پیچھے لگا رہا ہے جس کا ملنا ہی محال ہے پھر تو بندہ بیعت سے بھی گیا سلاسل سے بھی گیا۔ یہ تعلیم ہے جو شیعہ تمہیں دے رہا ہے ذرا غور کرو کہ وہ کون سے امام کی طرف کھینچ رہا ہے وہ اپنے امام کی طرف یعنی حضرت امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور ہم اپنے پیر صاحب کی طرف کھینچ رہے ہیں کہ اس کی بیعت کرو تو تم جنتی بن سکو گے۔ اللہ تعالیٰ ایسی تعلیم جو دین کے خلاف ہو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ اس زمانے کی چال ہے حملہ ہے اور ہمارے تمہارے ایمانوں پر یلغار ہے اس سے بچ جاؤ۔ سختی کرنے سے کام نہیں بنے گا بچے سختی سے نہیں سدھریں گے ان کو دلیل دینی پڑے گی دین میں سختی نہیں ہے۔ لَّا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (البقرہ ۲۵۵) دین میں کچھ زبردستی نہیں ہے۔ جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ بچوں کے ذہن میں یہ ڈالو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکو گے۔ جب یہ بتاؤ گے تو مقام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ذہنوں میں بحال ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرہ سی بھی بے ادبی اور توہین کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ہے کہ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے منع کرے اور کہے کہ ان میں تو کوئی فضیلت نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں نقص ہی ڈھونڈتا رہے جس طرح سے کہ یہ نقص ڈھونڈ لیا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر ہیں اس لئے اعلیٰ ہیں۔ کیا اس جیسا برا بندہ بھی امتی ہو سکتا ہے۔ حشر کے دن اصل مقام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہو جائے گا۔ سینے میں شرابور ہوں گے جسم پگھل رہے ہوں گے تو برا بندہ پریشان ہوگا کہ جس طرح سے بھی ہو سکے کوئی شفع ڈھونڈو تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہر ایک نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ہماری شفاعت کریں برا نبی علیہ السلام ہی جواب دیں گے کہ میں آج شفاعت نہیں کر سکتا۔ اِذْهَبُوْا اِلٰی غٰیْرِیْ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ لوگ تمام انبیاء علیہم السلام کے در سے انکار سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی شفاعت سے انکار کریں گے لیکن پھر وہ لوگوں کو بتائیں گے کہ آج صرف ایک ہستی ہے جو شفاعت کر سکتی ہے اور وہ صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں تو آیا ہی شفاعت کے لئے ہوں۔ اَنَا لَهَا تَمَ کہاں پھرتے رہے ہو۔ آج جو بندہ یہ کہہ رہا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی کوئی امام یا کوئی بندہ شفاعت کرے گا اس کو اس حدیث شریف کے سامنے لاؤ۔ یہ ٹھیک ہے قرآن بھی شفاعت کرے گا۔ کعبہ شریف بھی شفاعت کرے گا۔ پیر

صاحب شفع ہوں گے عالم دین بھی شفاعت کریں گے اور بھی اسی طرح سے شفع ہوں گے لیکن یہ سب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے شفع نہیں گے لیکن شفاعت عظمیٰ صرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے حصہ میں آئی ہے جو اس کا انکاری ہو گا وہ کفر میں چلا جائے گا۔ علحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی
خوش ہوں، اولیاء ہوں، انبیاء ہوں
شاہ عالم ہوں یا کہ گدا ہوں
بھیک لیتے ہیں سب آ کے ان سے
تیرے ہی در پہ ہے سب کا گزارہ

ایک بات وہ شیعہ ذاکر نے اور بھی کہی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گمان میں سے بہتر جہنمی ہوں گے اور صرف ایک جنتی ہو گا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کا نام نہیں لیا کہ فلاں فرقہ جنتی ہو گا۔ یہ بھی اس ذاکر صاحب نے ڈنڈی ماری ہے۔ جنتی فرقہ کا نام بھی لکھا ہوا ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتائی ہوئی ہیں۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی فرقہ کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اہل سنت و جماعت ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نشانی کیا ہے فرمایا کہ اس میں خود میں بھی ہوں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا نام لیا ہی نہیں ہے۔ یہ لوگ ہر زمانہ میں آتے رہیں گے اور ڈنڈی مارتے

رہیں گے آپ کو ورغلا تے رہیں گے یہ اب آپ کا کام ہے کہ ان کی چالبازیوں کو سمجھو
 اور ان سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرو۔ جہاں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 عظمت پر حرف آئے وہاں خبردار ہو جاؤ۔ جہاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی آئے وہ غلط ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 عظمت پر حرف آئے وہ غلط ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی الزام آئے
 وہ غلط ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ایک ہی عظمت کو متعین فرما دیا ہے
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو محتاج نہیں چھوڑا۔ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ
 وہ ان میں اس طرح سے درجہ بندی کرے اور تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ عشرہ
 مبشرہ میں سب کے اول کون ہے یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو
 پھر یہ ان کا نام کیوں نہیں لیتے۔ میں نے تو کبھی سینوں کی محافل میں بھی ان کا نعرہ نہیں
 سنا ہے نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کے بعد سیدھے نعرہ حیدری پر پہنچ جاتے ہیں نعرہ
 حیدری کا انکاری تو میں بھی نہیں ہوں لیکن یہ نعرہ صداقت کے بغیر مناسب بھی نہیں
 ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر چلوں تو پھر نعرہ حیدری تک
 بھی پہنچ جاؤں اور باقی بھی سارا کچھ درست ہو جائے گا۔ نعرہ تکبیر کے بعد نعرہ رسالت
 اور پھر میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دوں اور پھر حضرت سیدنا
 عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی چھوڑ جاؤں اور سیدھا نعرہ حیدری تک پہنچ جاؤں
 تو پھر میرے پلے میں کیا ہے کچھ بھی نہیں ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانشیخ خالد مجید صاحب 11-01-09

شان اولیاء اللہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ
لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ (یونس ۶۲) ”من لو بے شک اللہ کے ولیوں
پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔“ آج حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب نے مجھے حکم فرمایا
ہے کہ اولیاء اللہ سے ہمیں کیا فائدہ ملتا ہے ان سے کیا کیا فیوض و برکات ہمیں
حاصل ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت علامہ ابن علامہ، محقق
ابن محقق الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں لکھتے
ہیں کہ حضرت خواجہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے پائے کے بزرگ
بھی ہیں اور عالم دین بھی ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے ہر عالم ولی نہیں ہوتا لیکن
ہر ولی عالم دین ضرور ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت
خواجہ نجم الدین کمری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ وہ بھی بہت بڑے پائے کے
بزرگ ہوئے ہیں۔ وہ اللہ والے اس مقام پر پہنچے ہوئے تھے جن کے بارے میں
کئی جگہ پر یہ قول موجود ہے کہ ۔

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے

یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

اس منزل پر بھی حضرت خواجہ نجم الدین کبریا رحمۃ اللہ علیہ فائز تھے آپ کے ان مرید حضرت فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر مناظرے کئے دین کا پرچار کیا۔ لوگوں کو علم سکھایا۔ دور دراز تک لوگوں کو علم پڑھانے کے لئے لوگوں کو تبلیغ کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ جہاں جہاں سے گزرتے گئے کفر کے قلعے گراتے گئے اور اسلام کے ڈنکے بجاتے گئے۔ جب حضرت فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت آیا آپ بہت بڑے عالم تھے۔ فاضل تھے محقق تھے۔ حضرت خواجہ نجم الدین کبریا رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے پیارے مرید تھے ان کی نظر عنایت سے ہی ان کو سب کچھ ملا تھا۔ ایک نکتہ یا درکھیں کہ ولی کامل کی نگاہ سے ہی سب کچھ ملتا ہے جس طرح سے کہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جہاں محفل لگاتے آپ کھلے میدان میں محفل لگایا کرتے تھے کہ بند گاہ خدا کو آنے جانے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ آپ جہاں محفل لگایا کرتے تو ایک کتاب بھی آپ کی محفل کے قریب آ کر بیٹھ جاتا اس کو کوئی بھی دھتکارنا نہیں تھا۔ وہ کتاب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کی طرف دیکھتا رہتا۔ ایک دن آپ کی نظر اس کتے پر پڑی، فرمایا کہ میں جہاں اور جب محفل کرتا ہوں یہ کتاب بھی وہیں بیٹھا ہوتا ہے۔ پس آپ کا اتنا کہنا ہی تھا کہ وہ کتاب دوسرے کتوں میں ممتاز ہو گیا۔ وہ کتاب جہاں بھی بیٹھا ہوتا تھا پندرہ بیس کتے اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوتے جب وہ چلتا تو وہ کتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے پہلے اس کتے کی یہ حالت نہیں ہوتی تھی لیکن جب ایک ولی کامل کی نگاہ اس پر پڑ گئی تو

اللہ تعالیٰ نے اس کو کتوں میں ممتاز کر دیا۔ یہ حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آخری وقت آیا تو شیطان نے سوچا کہ اس پر ڈاکہ ڈال کر اس کا ایمان ضائع کر دوں۔ شیطان نے پوچھا کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ہے۔ حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل پیش کی تو شیطان نے وہ رد کر دی۔ دوسری دلیل پیش کی وہ بھی شیطان نے رد کر دی۔ آپ نے تین سو ساٹھ (360) دلیلیں پیش کیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ لیکن شیطان نے وہ ساری دلیلیں رد کر دیں اس نے کہا کہ میں ان میں سے ایک بھی نہیں مانتا۔ حضرت فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ جو تین سو ساٹھ دلیلیں جو میرے علم میں تھیں وہ میں نے پیش کر دی ہیں وہ سب شیطان نے رد کر دی ہیں اب کیا کروں پھر خیال آیا کہ اے فخر الدین رازی تو اپنے پیر و مرشد کا کیوں نہیں تصور کرتا۔ جب آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کیا تو ان کو اپنی مجلس میں پایا انہوں نے فرمایا کہ اے فخر الدین تو یہ کیوں نہیں کہتا کہ میں کسی دلیل کے بغیر خدا کو ایک مانتا ہوں۔ حضرت سلطان العارفین حق باہور رحمۃ اللہ علیہ صحیح فرماتے ہیں: ۔

کی ہویا جے بت دور ہو گیا دل ہرگز نہ دور ہووے ہو

ست کو ہاں تے میرا مرشدو سے مینوں وچہ حضور دسیوے ہو

حضرات محترم! ان اولیاء اللہ سے ہمارے ایمان کی حفاظت ہوتی ہے۔ ہمارے علم کی حفاظت ہوتی ہے۔ ہماری عبادت کی حفاظت ہوتی ہے۔ جو بھی ہماری نیکیاں ہیں جو بھی ہمارے اعمال صالحہ ہیں اللہ تعالیٰ مرشد کامل کے ذریعہ سے ان کی

حفاظت فرمادیتے ہیں۔ لہذا ہمیں ہر وقت مرشد کامل کی ضرورت ہے تاکہ شیطان ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈالے۔ سامعین محترم حضرت سیدنا سرکار غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لاکھنؤی غوث صدیقی ساری ساری رات عبادت کرتے تھے۔ عشاء کی نماز کے لئے وضو فرماتے اور ساری رات اسی وضو سے ہی عبادت میں مصروف رہتے اور اسی وضو سے ہی صبح کی نماز ادا فرماتے۔ یہ عمل کوئی ایک دو دن نہیں ہفتہ نہیں، مہینہ دو مہینے نہیں بلکہ چالیس سال کا عرصہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز باجماعت ادا فرمائی ہے۔ ایک رات آپ عبادت میں مصروف تھے۔ ذرا تازہ دم ہونے کے لئے اپنی مسجد سے باہر تشریف لائے۔ سردی کا موسم ہے۔ رات کے دو بجے ہیں کہ آپ مسجد سے باہر تشریف لائے کہ ذرا چہل قدمی کر لوں آپ کی یہ چہل قدمی بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہی تھی کہ آپ کی زبان اس وقت بھی اللہ کی ذکر سے جاری و ساری تھی۔ آپ نے دیکھا کہ چار آدمی چلے آ رہے ہیں۔ ان چاروں نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ انہوں نے یہ سوچ لیا کہ یہ بھی کوئی ہماری طرح کا چور ہی ہے۔ وہ خود بھی چور تھے ڈاکو تھے اور ہر رات وہ چوری ہی کرتے تھے۔ ہر رات ان کا یہی عمل اور یہی طریقہ تھا۔ انہوں نے جب حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو ان کو بھی چور ہی سمجھ لیا کہ رات کو جو اس وقت سڑک پر موجود ہے تو اس وقت تو صرف چور ہی جاگتے ہیں لیکن جب حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دیکھا تو سوچا کہ یہ بھی اولیاء اللہ ہیں جو اس وقت تک جاگ رہے ہیں کہ اس وقت تک تو رات کو اولیاء اللہ ہی جاگ رہے ہوتے ہیں۔ کاملین جاگتے ہیں وہ

جاگتے ہیں کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس فہرست میں دیا ہے کہ **أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**۔ (یونس ۶۲) یہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں ان پر نہ اس دنیا میں کوئی غم ہے اور نہ ہی آخرت میں کوئی خوف ہے۔ **الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ** ۵ **لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** (یونس ۶۳-۶۴) ”وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں“ **لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ**۔ (یونس ۶۴) ”اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے“۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خیال فرمایا کہ یہ بھی کوئی اولیاء اللہ ہیں لیکن انہوں نے یہ خیال کیا کہ یہ بھی کوئی چور ہے وہ قریب آئے تو انہوں نے سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اس شہر کے باشندے ہیں کوئی امیر گھرانہ بتاؤ کہ جہاں آج ہم چوری کریں تو کچھ مال ہاتھ آئے اس میں سے آپ کو بھی مل جائے اور ہمیں بھی مل جائے یہ نہیں پوچھا کہ آپ بھی چور ہیں نہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا آپ بھی ولی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ آ جاؤ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ بہت خوش ہو گئے کہ ایک ساتھی اور بھی مل گیا جو ہماری راہنمائی بھی کرے گا۔ آپ ان کو اپنی مسجد میں لے گئے فرمایا کہ یہاں ایک بہت بڑا امیر آ دی رہتا ہے۔ میرے ساتھ آپ بھی اندر آ جاؤ۔ چوروں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آج رات تو خراب ہی ہو گئی ہے اب یہ رات مسجد میں ہی گزار لیتے ہیں جو یہ کہتے ہیں آج ویسا ہی کر لیتے ہیں دیکھتے ہیں کہ ہمیں آج کیا مل جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وضو کرو۔ وہ وضو بھی کر رہے ہیں ایک دوسرے

کی طرف دیکھ کر مسکراتے بھی ہیں۔ کہ ہم تو کوئی خزانہ لینے آئے تھے یہ ہمیں مسجد میں لے آئے ہیں۔ بہر حال انہوں نے حکم کے مطابق وضو کر لیا۔ آپ نے ان کو مصلیٰ پر کھڑا کر دیا اور آپ نے دعا کی کہ یا اللہ یہاں تک لانا میرا کام ہے ان کا دل بدل دینا تیرا کام ہے۔ ہاتھ سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر جیلانی نماز کی نیت کر لو نماز ادا کرو جب دائیں طرف چہرہ پھیرو گے تو دائیں طرف والے سب اولیاء اللہ ہو جائیں گے اور جب بائیں طرف چہرہ پھیرو گے تو بائیں طرف والے سارے حافظ قرآن ہو جائیں گے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

نگاہ مردومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں
اگر ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دو رکعت نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو دائیں جانب والے ولی کامل اور بائیں جانب والے حافظ قرآن بن گئے۔ ولی کامل کی نگاہ سے ولی کامل کی بارگاہ سے ایسا فیض ملا کہ وہ کچھ ساری دنیا کو فیض تقسیم کرنے لگے کچھ ساری دنیا کو قرآن پڑھانے لگے۔ وہ پیشوا بن گئے یہ استاد بن گئے جو حافظ قرآن بن جاتا ہے۔ خود پڑھتا ہے اور دوسروں کو پڑھاتا ہے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔ ”تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔ حضرت سرکار

غوث الاعظم قطب ربانی محبوب سبحانی کی نگاہ سے ان کو بھی فیض ملا اور ان کو بھی فیض ملا۔ ان کو بھی وہ خزانہ ملا جو کہیں سے نہیں مل سکتا وہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور ان کو بھی وہ خزانہ ملا جو کہیں اور سے نہیں مل سکتا وہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ہے یہ اولیاء اللہ کا، پیران کاملین، پیران عظام بزرگوں کا مقام ہے کہ جو ان کے پاس آ جاتے ہیں وہ خالی نہیں جاتے۔ خالی جھولی لے کر آتے ہیں تو بھری ہوئی جھولیاں لے کر جاتے ہیں۔ حضرت سرکار بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاکپتن والی سرکار کے مرشد کریم حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ ملنے کے لئے تشریف لائے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ان کے لئے کوئی چیز لینے کے لئے بازار گئے تو دیکھا کہ بازار کی دکانیں بند ہو چکی ہیں لیکن آپ کو جو چیز درکار تھی وہ ابھی تک کھلی ہے آپ نے فرمایا مجھے فلاں چیز دے دو۔ دکاندار نے کہا کہ ابھی میں سودا نہیں دوں گا ایک بزرگ کی پاکی آ رہی ہے ان کو جو بھی دیکھ لے گا جو جنتی ہو جائے گا۔ میں جب تک ان کی زیارت نہ کر لوں میں کوئی سودا نہیں دوں گا۔ آپ بھی یہاں رک جاؤ اور ان بزرگوں کی زیارت کر لو تا کہ تمہیں بھی جنت مل جائے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے سودا لینے سے غرض ہے مجھے جنت لینے سے کوئی غرض نہیں ہے آپ مجھے سودا دے دو لیکن اس دکاندار نے پھر انکار کر دیا کہ جب تک بزرگوں کی پاکی گزر نہیں جاتی میں سودا نہیں دوں گا۔ آپ مجبوراً وہیں کھڑے ہو گئے۔ جب پاکی آئی تو دکاندار اپنی دکان سے باہر آ گیا اور یہ دکان کے اندر پیچھے کی طرف چہرہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ جب پاکی گزر گئی تو دکاندار بڑا متعجب ہوا اور کہا کہ تم عجیب آدمی

ہو تم نے ان بزرگوں کی زیارت کیوں نہیں کی۔ آپ ان کو دیکھتے تاکہ جنت کے
 حقدار بن جاتے۔ خدا کی قسم یہ بزرگ وہ ولی کامل تھے کہ ان کی زیارت سے جنت
 نصیب ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ نے اس طرف نگاہ بھی نہیں کی۔ فرمایا کہ آپ اس
 بات کو رہنے دیں مجھے میری مطلوبہ چیز دیں۔ اس دکاندار نے سودا دے دیا۔ وہ
 واپس تشریف لے گئے تو مرشد کریم حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
 مسعود کیا بات ہوئی کہ تم نے دیر کر دی ہے عرض کیا کہ سرکار ایک بزرگ کی پالکی
 گزر رہی تھی لوگ کہہ رہے تھے کہ جو ان کی زیارت کر لیتا ہے وہ جنتی ہو جاتا ہے
 میں وہاں رک گیا جب وہ گزر گئے تو میں سودا لے کر آیا ہوں۔ حضرت سرکار بختیار
 کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تجھے جنت کی ضرورت نہیں ہے۔ بابا فرید گنج شکر
 رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کریم کے قدموں میں گر گئے اور عرض کیا کہ اگر مجھے ان
 قدموں سے جنت نہ ملے گی تو پھر مجھے ان کے دیدار سے کوئی غرض نہیں ہے۔ آپ
 جوش میں آ گئے تو حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا خدا کی
 قسم۔ میں نے یہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب کوئی ولی کامل خدا کی قسم کھا لیتا ہے تو
 جو وہ کہہ دیتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ دن کو کہے رات تو یہ رات ہو جاتی ہے اور رات کو
 کہے دن تو دن نکل آتا ہے۔ حضرت سرکار بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا
 فرید رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگا کر فرمایا فرید الدین خدا کی قسم جو تجھے دیکھ لے گا وہ
 جنتی ہو جائے گا۔ اور جب تو اس دار فانی سے چلا جائے گا تو جو کوئی بھی قیامت تک
 تیرے قدموں کی طرف سے گزرتا جائے گا وہ جنتی ہوتا جائے گا۔ حضرت سرکار بابا
 فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی طرف بہشتی دروازہ ہے۔ ہر سال محرم میں

چند راتوں کیلئے کھلتا ہے جو کوئی اس دروازے سے گزرتا ہے وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ ہمیں اولیاء اللہ سے یوں ملنا ہے۔

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے

یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

ان کاملین سے ہمیں ہر وقت فیض ملتا ہے جب ہم ان سے قریب ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری یہ دنیا بھی سنوار دیتے ہیں اور آخرت کو بھی سنوار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کاملین کی محبت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: **إِنَّ الْبَاقِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنْزِيلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَكُةُ إِلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ** (تم اسجدہ۔ ۳۰) ”بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو اس پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔“ صرف جنت کا وعدہ نہیں کیا بلکہ ایک مقام پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں فرشتوں کو کھڑا کرے گا جو ان کو سلامی دیں گے اور کہیں گے۔ **سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ**۔ (الزمر ۷۳) ”سلام ہو تم پر۔ تم خوب رہے پس جنت میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کے لئے۔“ آپ اس جنت میں رہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا باغ تمہارے لئے ہی لگایا ہے۔ یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں تو پھر ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے میں نے خود بھی پڑھا ہے اور اس کا حوالہ میرے پاس موجود ہے۔ محفل نجی ہوئی تھی حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضور مجھے بیعت کر

لیں۔ آپ نے اس کو بیعت کر لیا اور اس کو نصیحت فرمائی۔ سبق اسباق دے دیا اور فرمایا کہ سب کچھ جو میں نے بتایا ہے اس پر عمل کرنا ہے لیکن تم نے نماز نہیں پڑھنی ہے۔ وہ آدمی نمازی تھا جب نماز کا وقت آیا تو بہت پریشان ہوا کہ نماز پڑھنی ہے لیکن مرشد کریم نے فرمایا ہے کہ نماز نہیں پڑھنی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ نماز پڑھو۔ اب میں کیا کروں۔ اب اگر نماز پڑھتا ہوں تو مرشد کریم کی نافرمانی ہوتی ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتا تو یہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوتی ہے۔ اس نے سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ نماز پڑھ لیتا ہوں لہذا اس نے نماز پڑھ لی۔ دوسرے روز حاضر ہوا جب ابھی وہ آئی رہا تھا تو مرشد کریم نے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ وہ آدمی آ رہا ہے جو میرا کہنا نہیں مانتا۔ عرض کرنے لگا کہ حضور آج ضرور احتیاط کروں گا۔ لیکن جب نماز کا وقت آیا تو پھر پریشان ہوا کہ نماز کیسے چھوڑ دوں۔ اس نے پھر نماز پڑھ لی۔ جب وہ تیسرے دن حاضر ہوا۔ تو مرشد کریم نے فرمایا کہ یہ وہ آدمی ہے جو اپنے مرشد کریم کا کہنا نہیں مانتا۔ وہ بہت شرمندہ ہوا۔ وہ واپس آ گیا نماز کا وقت آیا تو پھر پریشان ہوا۔ اب اس نے سوچ سوچ کر سنتیں چھوڑ دیں لیکن فرض نماز پڑھ لی۔ تمام نمازوں میں اس نے ایسے ہی کیا۔ سنتیں چھوڑتا رہا اور فرض پڑھتا رہا۔ رات کو سویا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ میری سنتیں چھوڑ کر فرض کس طرح سے پڑھ لئے۔ وہ پریشان تو ہوا لیکن خوش ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال مہربانی فرمائی اور زیارت کا شرف عطا فرمایا۔ اگلے روز جب مرشد کریم کے پاس حاضر ہوا تو مرشد کریم نے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ وہ آدمی آ رہا

ہے کہ جس نے میرا آدھا حکم مان لیا ہے تو اس کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت سے نوازا ہے مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اگر یہ فرض بھی چھوڑ دیتا تو اس کو اللہ تعالیٰ کا بھی دیدار نصیب ہو جاتا۔ جاؤ اب چلے جاؤ تمہیں کون کہتا ہے کہ نماز نہ پڑھو۔ نماز ضرور پڑھو۔ مرشد کریم کے فرمان میں کچھ راز پوشیدہ ہوتے ہیں لہذا اسی طرح سے ہی عمل کرو جس طرح سے مرشد کامل تمہیں بتائے۔ میں کب کہتا ہوں کہ نماز نہ پڑھو میں تو اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرانا چاہتا تھا۔

اٹنی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے
نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اگر ہو زوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اللہ تعالیٰ (حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کا فیض جاری و ساری رکھے اور ہمیں اس فیض سے ہر طرح مستفید فرمائے آمین۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: **أَلَا خَلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ** (الزخرف ۶۷) ”گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر (الزخرف ۶۷)“ فرمایا کہ قیامت کے روز تمام فرشتے ناٹے ختم ہو جائیں گے ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا رشتہ ختم ہو جائے گا۔ باپ انکار کرے گا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ اور بیٹا انکار کرے گا کہ یہ میرا

باپ نہیں ہے۔ جب یہ سب رشتے ختم ہو جائیں گے تو جس شخص کا کسی ولی سے تعلق ہوگا۔ ولی اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہوگا یہاں إِلَّا الْمُتَّقِينَ کا لفظ فرمایا۔ إِلَّا اسمیاء کے لئے ہے کہ تمام رشتے ختم ہو جائیں گے لیکن ولی اللہ کا رشتہ نہیں ٹوٹے گا۔ ولی کامل کہے گا کہ یہ میرا ہے اور مرید کہے گا کہ میں اس کا غلام ہوں اللہ تعالیٰ جب یہ دیکھیں گے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے رشتہ قائم کئے ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ میرے تمام خزانے تمہارے لئے ہیں جس طرح سے چاہوان کو حاصل کر لو۔ ولی اللہ کہے گا کہ اے میرے ماننے والو آ جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے آواز دے دی ہے کہ اپنے مریدوں کو لے کر جنت میں چلے جاؤ۔ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ثابت ہے کہ صرف مرید کا ہی رشتہ باقی رہے گا اس کے علاوہ باقی تمام رشتے ختم کر دیئے جائیں گے۔ ولی کامل سے رشتہ قیامت کے دن بھی نہیں ٹوٹے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کے فیوض و برکات سے مستفید فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب حضرت علامہ محمد پناہ صاحب دامت برکاتہ العالیہ

برہانس پشیر احمد بٹ صاحب

22-11-08

جوا دھر اندھا وہ اُدھر بھی اندھا

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی موجودگی میں ان کی برکت سے ہی ہم
سب یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ ہم ایک بار برکت
شخصیت کی خدمت میں حاضر ہیں جس طرح سے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے
حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی
کہ یا اللہ اگر مریم کو بے موسم کا پھل مل سکتا ہے تو مجھے بھی بیٹا مل سکتا ہے۔ قرآن
مجید میں سورۃ آل عمران میں فرمایا: هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي
مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ. (آل عمران ۳۸) ”پکارا ذکر یا
علیہ السلام نے اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے سقوی
اولاد، بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا۔“ هُنَالِكَ اسی جگہ پر کھڑے ہوئے دعا
مانگی جہاں حضرت مریم رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بے موسم
پھل دیا تھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اللہ کے یہ نیک بندے موجود ہوتے
ہیں وہ جگہ بھی بارکت ہو جاتی ہے اور اگر وہاں کھڑے ہو کر کوئی دعا مانگی جائے تو وہ

قبول ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے آستانہ یا ان کی جگہ سے متعلق عرض کیا کہ یا اللہ یہ جگہ اتنی شرف قبولیت کی ہے کہ یہاں بے موسم کا پھل بھی آسکتا ہے تو یا اللہ میں بھی عرض کرتا ہوں کہ یا اللہ مجھے بھی نیک صالح اولاد عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد عطا فرمادی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں یہ اللہ والے بیٹھتے ہیں جہاں اللہ والے تشریف فرما ہوتے ہیں وہ جگہ بابرکت ہوتی ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمام مسائل حل فرما دیتا ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول بھی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے موقعہ پر ان سے فرمایا: اِرْمِ يَا سَعْدُ فَلَاكَ اَبِيّ وَ اُمِّي اے سعد تیرا چلاؤ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں حالانکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم یہ عرض کیا کرتے تھے کہ فَلَاكَ اَبِيّ وَ اُمِّي یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اکابرین صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم عرض کیا کرتے تھے کہ فَلَاكَ اَبِيّ وَ اُمِّي یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے خوش قسمت اور بڑی عظمت والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود فرمایا کہ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات سنی ہے لیکن اس کی وضاحت سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِيْ الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی

وَاضْلُ سَيْلٍ ۱۔ (بنی اسرائیل ۷۲) ”اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور وہ اور بھی زیادہ گمراہ“۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی فَسَكَتَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش رہے اور کچھ بھی نہ فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور پھر خاموش رہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرض کیا ہے کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہوگا اس کا مطلب کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اتنے میں ابو جہل آگیا اور اس نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم میں ایک ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ اس کو بد نما کو ہجا کہہ سکتے ہیں بہت کوڑھا کہہ سکتے ہیں (نمود باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور مسکرائے اسے جھڑکا نہیں اور غصہ میں بھی نہیں آئے۔ اس کو کچھ نہیں کہا۔ اسی اثناء میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھا تو کہا ۔

دید صد نقش بگفت اے آفتاب

نے بشرقی نے بغربی خوش مہتاب

عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوبصورت پیدا ہوئے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا خوبصورت نہ شرق میں ہے اور نہ ہی غرب میں ہے اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

صَلَّاتِ تم نے سچ کہا اور پھر فرمایا کہ ابو جہل نے بھی سچ کہا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں پوچھوں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل تو یکو اس کر رہا تھا وہ کس طرح سے سچ کہہ رہا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا وہ تو سچ ہے اس کی سمجھ تو آگئی ہے لیکن ابو جہل کس طرح سے سچ کہہ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں ہی سچے ہیں کہ میں تو ایک آئینہ کی طرح سے ہوں جو مجھے دیکھتا ہے اسے دراصل اپنی حقیقت نظر آتی ہے۔ ابو جہل کو میں نظر ہی نہیں آیا۔ یہ یہاں بھی اندھا ہے اور وہاں بھی اندھا ہی ہوگا اس کو مجھ میں اپنی سیاہ کاری نظر آئی اس کو اپنا سیاہ رو نظر آیا اس نے مجھے دیکھا ہی نہیں ہے۔ اس نے جو کچھ دیکھا ہے وہ اس کا اپنا ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو نظر آیا تو وہ اس کو اپنا حسن نظر آیا۔ جو مجھے دیکھے گا۔ وہ دراصل اپنے آپ کو دیکھے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ یہ تیرا مسئلہ ہے جس کی وضاحت کی گئی ہے کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے۔ اے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ

یا داتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس مسئلہ کی سمجھ آگئی کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے۔ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی اندھی صورت سے دیکھتا ہے وہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی ہوگا۔ حضرت سیدنا

امراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پیدائش شہر بابل کے قریب نمرود کی عہد حکومت میں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک غار میں آپ کو جنم دیا تو حکم ہوا کہ اس کو وہیں چھوڑ کر واپس آ جاؤ۔ والدہ اپنے بیٹے کو وہیں چھوڑ کر واپس آ گئیں چند روز بعد دل میں خیال آیا کہ میں اپنے لخت جگر کو دیکھوں کہ کس حال میں ہے اس کی پرورش کس طرح سے ہو رہی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا اللہ میں اپنے بیٹے کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ اگر دن کے وقت جاتی ہوں تو سب لوگ مجھے وہاں جاتے ہوئے دیکھ لیں گے اور اگر رات کو جاتی ہوں تو پھر بھی کوئی نہ کوئی ضرور دیکھ لے گا۔ یا اللہ میں اس کو دیکھنے کے لئے بے قرار ہوں۔ میں کس وقت جاؤں اور کس طرح سے جاؤں۔ فرمایا کہ اے میری بندی تو جب چاہے چلی جا تو سب کو دیکھے گی لیکن تجھے کوئی نہیں دیکھ پائے گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ کس طرح سے ہوگا کہ لوگوں کی آنکھیں بھی کھلی ہوں وہ میری طرف دیکھ بھی رہے ہوں اور میں ان کو نظر نہ آؤں۔ فرمایا کہ اے میری پیاری بندی جن کی دل کی آنکھیں میں نے بند کر دی ہیں وہ یہاں بھی اندھے ہیں وہ وہاں بھی اندھے ہوں گے۔ لہذا تم چلی جاؤ تمہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ حضرت امراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میں دن کی روشنی میں گئی اور مجھے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہی ہوگا۔ ان کی آنکھیں کھلی ہوں گی لیکن وہ بے نور ہوں گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ کے مکان کا محاصرہ ہو چکا ہے نوجوان مشرکین مکہ تنگی نکواریں ہاتھوں میں لئے مکان کے چاروں طرف کھڑے ہیں۔

سکیمیں اس طرف سرکار کے ایذا کی ہوتیں تھیں
 ادھر چشمانِ رحمت عاصیوں کے غم میں روتی تھیں
 ادھر یہ ارادے تھے کہ محمد ﷺ کو مٹا ڈالو
 ادھر فکر تھی کہ دنیا کو دوزخ سے بچا ڈالو
 جب ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمارا احوال دیکھ
 حکم ہوتا ہے کہ تو اپنا نامہ اعمال دیکھ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہجرت کا حکم ہوا۔ ہجرت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کچھ ایسے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جن کو ہجرتیں بھی کہتے ہیں ان کو دو دفعہ ہجرت کرنے کا شرف نصیب ہوا ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر ہجرت کی اور دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہجرت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ہجرت کا حکم بھی ہے مکان کا گھیراؤ بھی ہو چکا ہے۔ جانا بھی ضروری ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ ان ننگی تلواریں میں سے کس طرح گزر کر جاؤں ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
 وَمَا زَمَيْتَ أَذْرَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ زَمَنِي (الانفال ۷۱) ”اور اے محبوب وہ خاک تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک منحنی بھر ریت لے لیں سورۃ یسین پڑھ کر اس پر دم فرمائیں اور وہ ریت ان کی طرف پھینک دیں۔ وہ ریت کے ذرات جو چلے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب شان آپ کی دکھاؤں گا شان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑھے گی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند ہوگا۔ فیصلہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہوگا بلکہ وہ

فیصلہ تیرے رب کا ہو جائے گا۔ ”وَمَا زَمَيْتُ أَذْرَمَيْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ عَرَضَ کَیَا کہ یا رسول اللہ یہ شرکین بڑے دور تک کھڑے ہیں یہ ریت کہاں تک پہنچے گی فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غم نہ کریں کوئی فکر نہ کریں۔ ان کی آنکھیں کھلی رہیں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے جائیں گے مجھاپنے عزت و جلال کی قسم ہے تجھے کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ ”وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۔ (الاحزاب ۱۹۸)“ اور تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔“ عرض کیا کہ یا اللہ یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ان کی آنکھیں کھلی ہوں اور میں گزروں تو وہ نہ دیکھ سکیں اللہ نے فرمایا کہ یہ میرے محبوب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے ان میں سے کوئی بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ ذرا اس مسئلہ کی وضاحت فرما دیں تو فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو میں نے اس دنیا میں اندھا کر دیا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ (البقرہ ۷)“ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے“ جگ احد کے موقع پر ایک صحابی حضرت حبیب بن فدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب میری دونوں آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ کتب میں آتا ہے کہ ایک بہت بڑا زہر بلا سانپ کہیں سے گزرا تھا تو اس کی لکیر پر حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں پڑ گیا تھا جس کے زہر کے اثر سے بینائی جاتی رہی۔ ایک روایت کے مطابق اس زہر نے

سانپ کے انڈوں پر ان کا پاؤں آ گیا تھا تو انڈوں کے اندر جو زہر یا مادہ تھا وہ آپ کے پاؤں کے راستہ سے جسم میں سرایت کر گیا اور وہ زہر آپ کی آنکھوں پر اثر کر گیا جس سے بینائی جاتی رہی۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ کفار نے ان سے مذاق کیا ان کا تمسخر اڑایا کہ یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بننے کا ارادہ کر رہے ہیں کہ جن کو نظر بھی نہیں آتا۔ یہ تو کہتے ہیں کہ جب تک ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ نہ لیں ہمیں قرار ہی نہیں آتا۔ ان کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں یہ کس طرح سے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں گے۔ ایک کافر نے جب آپ کو طعنہ دیا تو آپ نے کہا کہ میری ظاہری آنکھیں ضرور بند ہو گئی ہیں۔ مجھے ایک ایسا مرض لاحق ہو گیا ہے کہ جس سے میری یہ ظاہری آنکھیں ختم ہو گئی ہیں لیکن خدا کی قسم میرے دل کی آنکھیں کھل چکی ہیں میں اب بھی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ رہا ہوں اور قیامت کے دن بھی انشاء اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں گا۔ جب آپ نے یہ بات زور دے کر کہی تو کفار نے کہا کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نظر نہیں آتے تو حضرت حبیب بن فدیك رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت نہ پہچان سکیں جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر نہ دیکھ سکے وہ اس دنیا میں بھی اندھا ہے اور وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس لے آؤ وہ صرف ناجیانا ہی نہ تھے بلکہ بہت نجیف اور کمزور بھی

ہو چکے تھے۔ سو سال سے زائد ان کی عمر ہو چکی تھی۔ لوگ ان کو اٹھا کر لے آئے۔
 ان کو حاضر کر دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی آنکھوں پر دست
 شفقت پھیرا تو حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں
 تندرست ہو گئیں اور ان میں روشنی آئی جو مجھے قدرتی طور پر روشنی ملی تھی اس سے
 کہیں بڑھ کر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کردہ روشنی تھی۔ یہ نعمت حاصل
 کرنے کے بعد میں واپس گیا تو اسی کافر سے مل کر میں نے کہا کہ دیکھو جس کو
 اللہ تعالیٰ اندھا کر دے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بینا کر دیتے ہیں۔ خدا
 کی قسم مجھے پہلے سے بھی زیادہ نظر آ رہا ہے اور تجھے کچھ نظر نہیں آئے گا اس لئے کہ
 تو یہاں بھی اندھا ہے اور وہاں بھی اندھا ہے۔ جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 پہچان نہ کر سکے وہ یہاں بھی اندھا ہے اور وہاں بھی اندھا ہے احادیث نبوی میں
 یہ ہے کہ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پہچان سکا اور حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام پر ایمان نہیں لاسکا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ہی دیکھا
 کہ جس طرح ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں تو ان کے لئے بھی یہی ہے کہ جس
 طرح سے کہا گیا ہے کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے۔ ایک واقعہ یوں
 بھی ہے کہ ہجرت کی رات جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غار ثور میں تشریف
 فرما تھے تو کفار اور مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں غار کے منہ تک
 پہنچ گئے تھے۔ ایک مشرک غار کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے بیٹھ گیا۔ حضرت
 سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے فکر مند تھے کہ کہیں یہ کفار ہمیں دیکھ نہ لیں اگر
 یہ نیچے جھک کر دیکھیں گے تو ہمیں دیکھ لیں لیکن جب ایک کافر اس طرح سے

پیشاب کرنے بیٹھ گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کر لیا اور فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہمیں کبھی نہیں دیکھ سکیں گے یہ میرے انکاری ہیں ان کو میں نظر نہیں آؤں گا یہ یہاں بھی اندھے ہیں اور وہاں بھی اندھے ہی رہیں گے۔ جو ایمان کی حالت میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نظر آتے ہیں اور جو بے ایمانی کی نظر سے دیکھتا ہے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتے اور انہی کے لئے فرمایا گیا ہے کہ جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

خطاب علامہ محمد پناہ صاحب

برہانش پشیر احمد بٹ صاحب 27-12-08

نعت شریف

کہتا رہا کہ جانب عصیاں نہ آئے دل
ان رہزنوں نے لوٹ لی آخر سرائے دل
چمکا کے برق جلوہ جلا دیجئے طور ساں
اِرنسی اگر کہا تو یہی ہے سزائے دل
آہستہ پاؤں رکھنا مدینے کے راہرو
دل فرش راہ نہیں نہ کوئی ٹوٹ جائے دل
جوش ہوائے نفس ہے عصیاں کا دور ہے
دل کی خبر لے جلد مرے غم زدائے دل
فریاد مہر حشر سے اے صاحبِ لوا
لقتا ہے دن کو قافلہ بینوائے دل

☆☆☆☆☆☆

عالم ہمہ صورت اگر جان ہے تو، تو ہے
سب ذرے ہیں اگر مہر دھخشاں ہے تو، تو ہے
پروانہ کوئی شمع کا بلبل کوئی گل کا
اللہ ہے شاہد میرا جاناں ہے تو، تو ہے
طالب میں تیرا غیر سے ہرگز نہیں کچھ کام
گردین ہے تو۔ تو ہے جو ایمان ہے تو۔ تو ہے

پیش لفظ

لوگ جنت کے طالب ہیں۔ اس کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور نیک اعمال صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے صلے میں جنت نصیب ہو جائے لیکن جتنا وہ جنت کے پیچھے بھاگتے ہیں جتنا ہی ان سے دور بھاگتی ہے۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور اس میں وجہ اعمال صالحہ سے ملے گا۔ اعمال جنت میں داخلہ کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت اعمال کی بنا پر نہیں دی ہے بلکہ اپنے فضل اور رحمت کی وجہ سے دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ لہذا جنت میں داخلہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور شفاعت سے ہی ہے۔ ہم عام بندے تو ایک طرف رہے ہم گناہ گار ہیں ہمیں تو شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہارے کی لازمی ضرورت ہے لیکن جو معصوم ہیں جن کے پلے میں نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ گناہ جن کی سرشت میں ہی نہیں ان کو بھی شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی سہارا ہے۔ ان کی بخشش بھی شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ممکن ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

بلا تخصیص ”وہ“ میں ہر وہ بندہ شامل ہے جو کہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ضرورت نہیں۔ میرے اعمال کافی ہیں۔ مفتی محمد امین صاحب نے لکھا

کہ جو کہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے وہ منافق ہے اور جو کہے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم سے جنت ملتی ہے وہ مومن ہے۔

جب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجاویں جاتی ہے۔ اس میں نعت خوانی

اور ذکر اللہ اور ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے تو جنت خود چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے اور جنت سے بھی بڑھ کر جو چیز ہے وہ گنبد خضراء ہے۔ ساری محفل کو اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے ملاحظہ بھی فرماتے ہیں۔ ان کی کارروائی سنتے بھی ہیں اور شرکاء محفل کو بیچانتے بھی ہیں۔ یہی بیچان انشاء اللہ حشر کے دن ہمارے کام آئے گی۔

وسیلہ نجات اسی کا ہی درس دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وسیلہ نجات کا (24) چوبیسواں حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی اشاعت کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

11-06-09

0302-7125492

یا اللہ ﷻ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **یا رسول اللہ ﷺ**

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں

بعد مرنے کے لحد میں اُجالا ہوگا

بعضات نظر

پیر طریقت و راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ
حضرت پیر **پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چیمہ پوری** دامت برکاتہ العالیہ

نیرنگ مل ملا اثریہ قریہ جالندہ سے ہر ماہ تیسرے پنجے بروز جمعہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

وسیلہ نجات فوری لائبریری

میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

برائے ایصالِ ثواب

دالہ بن مریم و الشریعہ

کلی نمبر 10 محرمہ 1431ھ لکھنؤ کا دفن 8802381 سہاگن 7188283-301

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ

25

پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	اللہ کی دلیل	۵
۴	شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۷
۵	والدین کریمین	۶۲
۶	سادات کا ادب	۸۰
۷	گنبد خضراء	۹۴
۸	ایصال ثواب	۱۱۴
۹	حضرت سرکار غوث اعظمؒ بحیثیت ”محمی الدین“	۱۳۷
۱۰	شان اولیاء اللہ	۱۶۷
۱۱	محبت المل بیت	۱۸۸

نعت

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
 گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
 مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
 کیا بات تیری مجرم کیا بات بن آئی ہے
 سب نے صف محشر میں لٹکا دیا ہم کو
 اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
 یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
 یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے
 بازار عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
 سرکار کرم تجھ میں عیبی کی سائی ہے
 گرتے ہوؤں کو مژدہ بجدے میں گرے مولا
 رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے
 مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
 مہمہ دیکھ کے کیا ہو گا پردے میں بھلائی ہے
 اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھال جائیں
 ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے
 طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
 ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
 مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
 صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

پیش لفظ

حضرت علامہ قاری محمد نور الحق صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے وسیلہ نجات سے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

پیر طریقت را بہر شریعت عاشق رسول خلیفہ پر وفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری نقشبندی خلقی دامت برکاتہ العالیہ کے بیانات جن کو پر وفیسر عبدالغفار نقشبندی نے تحریر فرمایا اور جس کا نام وسیلہ نجات رکھا۔ یہ حضرت ڈاکٹر علی محمد صاحب چوہدری کے بیانات کا مجموعہ ہے جس کے پڑھنے سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملتا ہے اور دل بیت پاک اور صحابہ کرام کی محبت ملتی ہے ان بیانات کا مطالعہ کرنے والا صحیح العقیدہ سنی بن جاتا ہے اور عاشق رسول ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

پر وفیسر عبدالغفار صاحب کی تحریر کی برکت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی سچے عاشق رسول ہیں جگہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے بیانات میں بڑا تسلسل ہے یہ تسلسل ایک عاشق رسول کو مدینہ منورہ پہنچا دیتا ہے

کئے جا کئے جا مدینے کی باتیں

یہی ہیں یہی ہیں میرے جینے کی باتیں

فقیر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ محترم ڈاکٹر علی محمد صاحب کے بیانات

میں مزید برکت فرمائے اور لوگوں کو فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔
 حضرت علامہ قاری نورالحق صاحب کی اس تحریر کے بعد وسیلہ نجات کے
 مزید تعارف کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وسیلہ نجات کا پچیسواں (25) حصہ حاضر
 خدمت ہے۔ کتاب کی اشاعت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے قارئین کی قیمتی
 آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

PH: 0302-7125492

30-03-10

یا اللہ **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **یا رسول اللہ**

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں

بعد مرنے کے جہ میں اُجالا ہوگا

بِقِیَاضِ نَظَرِ

بہتر طریقت را بہر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ
 حضرت سید پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چیمہ دینی دامت برکاتہ العالیہ

یہ عمل میلاد شریف قمری طالع سے ہر ماہ تیسرے ہفتے بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب مشفق ہوتی ہے

برائے ایصالِ ثواب

وسیلہ نجات فری لائبریری

طالبینِ حق و حقیقت کے لیے مہیاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263

اللہ کی دلیل

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! ایک بہت مشہور واقعہ ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام نے
بڑے بڑے مفتیوں نے اور محدثین نے اس کو بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام رازی
رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال کا وقت آیا تو شیطان آگیا اور اس نے پوچھا کیا آپ
اللہ تعالیٰ کو مانتے ہو۔ فرمایا کہ جی ہاں میں اسے مانتا ہوں کہنے لگا کہ دلیل پیش کرو کہ
کیا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے آپ نے ایک دلیل پیش فرمائی لیکن شیطان نے
اسے غلط ثابت کر دیا اور دلیل رد کر دی۔ آپ نے دوسری دلیل پیش کی شیطان نے
وہ بھی رد کر دی۔ تیسری چوتھی دلیل پیش کی لیکن شیطان نے وہ بھی غلط ثابت
کر دیں۔ حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 360 دلائل پیش کیں لیکن شیطان
نے وہ تمام کی تمام رد کر دیں۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت

نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے بہت دور تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ میرا مرید مشکل میں ہے اور شیطان اس کے آخری وقت پر اس پر حاوی ہو رہا ہے اور میرا مرید (نعموذا اللہ) کفر پر فوت ہونے والا ہے اس کی مدد کرنا اب ضروری ہے آپ وضو فرما رہے تھے آپ نے وضو کے پانی کا ایک چھینٹا وہیں سے مارا جو سینکڑوں میل دور سے آ کر حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اے رازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کو کسی دلیل کے بغیر مانو۔ کہہ دو کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی دلیل کے ہی مانتا ہوں۔ آپ نے جب یہ کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کو کسی دلیل کے بغیر ہی مانتا ہوں۔ شیطان نا کام ہو کر بھاگ گیا اور حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ وصال کر گئے۔ آپ اس دنیا سے با ایمان گئے۔ لیکن بات جو آج کرنی ہے وہ پروفیسر صاحب یہ ہے کہ ایسا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی دلیل کے مانتا ہوں نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا عقیدہ ہے نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا منشور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نہیں ہے کوئی معبود سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے۔ تو کفار اور مشرکین نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دلیل پیش کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ واحد ہے۔ یکتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ بغیر کسی دلیل کے مانو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس پر کفار و مشرکین کہہ سکتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ہی ایک ماننا ہے تو پھر تمہارے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا وہ سنو اور اس پر غور کرو وغیر فرمایا کہ میں چالیس سال سے تمہارے ساتھ رہ رہا ہوں

میری چالیس سالہ زندگی کے کردار کو دیکھو کہ میں کیسا ہوں۔ تمہارے بقول میں صادق اور امین ہوں میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیا تم یہ مانتے ہو، کفار نے کہا کہ ہاں یہ درست ہے کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپ سچے ہیں، تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم میرے کردار اور اخلاق کو درست سمجھتے ہو تو پھر جان لو کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ بھی سچ ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر تمہیں میرے کردار پر شک ہے تو پھر تمہیں میری بات میں بھی شک ہوگا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اب میں اگر طاہر سلیم سے کہوں کہ کیا یہ مکان تمہارا ہے کیا تم اس کے مالک ہو۔ وہ کہے کہ جی ہاں میں اس کا مالک ہوں۔ اس کا یہ کہنا کہ میں مالک مکان ہوں کافی نہیں ہے اس کو اپنی ملکیت کا ثبوت دینا ہوگا اپنے دعویٰ کی دلیل دینا پڑے گی۔ مکان کی رجسٹری اور اس کے نام مکان کا انتقال دکھانا پڑے گا۔ مکان کے لئے فرد پٹواری جاری کرے گا۔ رجسٹری پر دو کواہ بھی ہوں گے ان کے نام پتہ اور دستخط وغیرہ ہوں گے جو یہ کواہی دیں گے کہ یہ مکان طاہر سلیم نے فلاں سے خریدا ہے اور اتنے میں خریدا ہے۔ لیکن اگر وہ کواہ انکاری ہو جائیں یا وہ جھوٹے ثابت ہو جائیں تو رجسٹری بھی فضول ہے اور فرد بھی بے کار ہے سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ پروفیسر صاحب آپ وکیل بھی ہیں آپ ہی بتائیں کہ اگر رجسٹری پر درج کواہ منحرف ہو جائیں وہ انکار کر جائیں کہ ہم اس رجسٹری یا سودے کو نہیں جانتے۔ ہم نہیں جانتے کہ طاہر سلیم نے مکان خریدا ہے اور اس کی قیمت ادا کی ہے تو کیا اس رجسٹری کی کوئی VALUE کوئی قدر و قیمت ہے۔ جی نہیں یہ سب کچھ بے کار قسم کی دستاویز ہوگی۔ قانون اسے تسلیم نہیں کرے

گھدالت سے تسلیم نہیں کرے گی۔ اسی طرح سے ہی اگر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ پر اعتماد نہیں ہے اس پر یقین نہیں ہے تو پھر ایمان بھی نہیں ہے اسلام بھی نہیں ہے۔ ایمان بھی ختم اور اسلام بھی ختم۔ کوئی چیز تیرے پلے میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے کواہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اے جبرائیل علیہ السلام آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آتے رہے ہیں کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے فرمایا کہ نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا ہے بس مجھے حکم ملتا ہے تو وحی لے کر آ جاتا ہوں اور مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ سدرہ سے آگے میری رسائی نہیں ہے۔ میں اس سے آگے جاؤں تو میرے پر جل جاتے ہیں۔ اس سے آگے کیا مقام ہیں وہ میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ سدرہ سے آگے کون کون سے مقامات ہیں۔ اے حضرت آدم علیہ السلام کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے بات چیت تو ہوئی ہے لیکن میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ اے آدم علیہ السلام بغیر کسی کو ابھی کے آپ کس طرح سے اللہ تعالیٰ کو مان رہے ہیں کیا جبرائیل علیہ السلام کے کہنے سے مان لیا ہے کہ جس نے خود بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہے۔ اے حضرت نوح علیہ السلام کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ فرمایا کہ میں نے دیکھا تو نہیں ہے لیکن مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ کا نام لینے سے میری کشتی تیر گئی تھی۔ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے فرمایا کہ میں کلیم اللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنے والا ہوں لیکن میں نے بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہے۔ اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے آپ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے آخر پر آنے والے ہیں۔ فرمایا کہ میں روح اللہ ضرور ہوں لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کو

دیکھا نہیں ہے۔ تو پھر آپ کس طرح سے کو اسی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے فرمایا
کہ ہاں میں نے اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں نے جاگتے ہوئے
اللہ تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہونے کی اگر کوئی کو اسی ہے
تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کو اسی ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ
کو صرف اس لئے مانتا ہوں کہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب ہے۔ وہ رب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اللہ تعالیٰ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو میں اسے مانتا ہی
نہ تھا۔ میں نے نبوت کی زبان سے سنا ہے میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے اس لئے میں اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں اگر
زبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ نکلتا تو میں اللہ تعالیٰ کو رب نہ مانتا۔ حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں۔ دعویٰ یہ ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اس کی
دلیل نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی طاقتیں عطا فرمائی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کور عطا
فرمائی ہے اگر میں یہ کہوں کہ یہ سارا فیصل آباد میرا ہے تو اس کی کیا دلیل ہوگی۔ کیا
ثبوت ہوگا۔ کیا بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے آپ مان لیں گے کہ یہ میرا دعویٰ درست
ہے۔ آپ کہیں گے کہ اگر سارا فیصل آباد آپ کا ہے تو مجھے ایک پلاٹ دے دیں۔
اب اگر سارا فیصل آباد میرا ہے تو میں اس میں سے پلاٹ آپ کو دے سکوں گا۔ اگر
نہیں ہے تو پھر میں معذرت کروں گا۔ کہ جی افسوس ہے میں تو آپ کو کوئی پلاٹ نہیں

دے سکتا۔ اگر میں کہوں کہ آپ مجھے میڈیکل کالج میں داخل کرادیں آپ یہ کہیں کہ میں تو یہ نہیں کرا سکتا تو پھر آپ کے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ تمہاری Power کوئی نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب کی دلیل ہیں۔ ہمیں اس کا ثبوت عطا فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلتا ہے وہ سچ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور بات بھی فرمائیں وہ اگر سچی ثابت ہوگی تو ہم یہ بھی مان لیں گے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بھی سچ ہے۔ فرمایا کہ جو تم پوچھو میں وہی کر دیتا ہوں ایک کافر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوت اسلام پیش فرمائی اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی ثبوت پیش فرمائیں تو میں مسلمان ہوتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جان جاؤ کہنے لگا کہ بغیر کسی دلیل کے میں اس کو کس طرح سے مان لوں یہ تو ایک دعویٰ ہے۔ Statement ہے۔ Stand ہے مقدمہ ہے۔ اس کی کوئی دلیل تو پیش فرمائیں کوئی ثبوت دیں۔ فرمایا کہ مانگو جو چاہو میں تمہیں دلیل دیتا ہوں۔ تو جو چاہے میں وہ کر دیتا ہوں۔ اس نے ایک کوہ شکار کی تھی جو اس کے پاس تھی۔ کہنے لگا کہ یہ ایک کوہ ہے جو میں نے جنگل سے پکڑی ہے اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوہی دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ فرمایا اس کو میرے سامنے رکھ دو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھیں فرمایا کہ اے کوہ بتاؤ میں کون ہوں کوہ کہنے لگی۔ أَنْتَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کیا کوہ نے کوہی دی کہ نہیں دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کافر کہہ رہا ہے کہ اس کی کوہی دیں۔ اور کوہ کوہی دے رہی ہے کہ أَنْتَ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى کے رسول ہیں۔ آپ اس عجیب تعلق کو تو دیکھیں اس Relationship کو تو دیکھیں۔ کافر پوچھ رہا ہے کہ خدا ہے کہ نہیں کلمہ صحیح ہے کہ نہیں۔ دین صحیح ہے کہ نہیں لیکن کوہ کہہ رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اس لئے کوہ کیا کہہ رہی ہے وہ بتا رہی ہے کہ اسلام اور کفر میں فرق کرتے والی ذات۔ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ یہ کہیں کہ کفر اور اسلام میں تمیز کرنے والی بات نماز ہے۔ روزہ ہے۔ حج ہے نہیں نہیں یہ چیزیں اسلام اور کفر میں تمیز کرنے والی نہیں ہیں۔ یہ تو منافق میں بھی ہیں یہ تو قادیانیوں میں بھی ہیں جن کو آپ نے کافر قرار دیا ہے۔ اگر آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہو تو سب کچھ ہوا اگر ان کے ساتھ نہیں ہو تو پھر کچھ بھی نہیں ہو۔ کوہ نے یہ بتایا ہے کہ پوچھنے والی بات یہ نہیں ہے کہ خدا ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ ایک معبود ہے کہ نہیں پوچھنے والی بات یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اس نے بتایا کہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو ان کو مان جائے گا وہ خود ہی اللہ تعالیٰ کو بھی مان لے گا اور اگر کوئی ان کو نہیں مانے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں مانے گا۔ اگر مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ نہ مانا تو تیرا لالہ إِلَّا إِلَهُ الْكَافِرِ دینا بھی قبول نہیں ہوگا۔ بوجہل نے اپنے منہ میں کنکریاں بند کر لیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھنے لگا کہ بتاؤ میری منہ میں کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری منہ میں کیا ہے یا یہ جو کچھ بھی ہے یہ خود بتائے کہ وہ کیا ہے۔ مجھ سے پوچھتے ہو کہ یہ کیا ہے اور اگر یہ بتائے کہ میں کون ہوں تو پھر کیا کرو گے۔ کہنے لگا کہ اگر یہ بتا دیں تو پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لوں گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کچھ بھی منہ میں ہے

وہ بتائے کہ وہ کیا ہے۔ کنکریوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم کنکریاں ہیں۔ ہم سنگ مرمر کی ہیں یا کہ ہم سنگ اسود ہیں۔ فلاں پتھر کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ پوچھنے والی بات نہیں ہے کہ ہم کون ہیں ہم کیا ہیں بلکہ بتانے کی یہ بات ہے کہ یہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ کنکریوں نے ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر بھیجا ہے۔ کوہ نے بھی ہمیں در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی بھیجا ہے۔ اور جو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچ گیا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

گر با اُونہ رسیدی تمام ابو لہمی است

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چلے جاؤ کہ دین یہی ہے۔ اگر دین ہے تو میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اگر ایمان ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے تو وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اگر تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر نہیں پہنچا تو پھر تو ابولہب کے گھر پہنچ گیا ہے۔ اور جہنم میں پہنچ گیا ہے۔ ایک اور بھی کافر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی دعوت اسلام پیش فرمائی اس نے بھی ثبوت مانگا۔ اس نے ایک دور کھڑے درخت کی طرف اشارہ کیا کہ وہ درخت چل کر آپ کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوایں دے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرما رہے ہیں وہ سچ ہے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ میں دین اسلام کو حق سچ مان لوں گا۔ لیکن اگر درخت چل کر نہ آیا تو میں بھی آپ کی بات کو ہرگز سچا نہیں سمجھوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا اندازہ کرو۔ اب ساری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے اگر درخت چل کر آتا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور دین اسلام بھی سچا

ہے۔ اگر درخت انکار کرتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا یا یہ کہ میں تو زمین میں سے نکل ہی نہیں سکتا میں کس طرح سے چل کر آ جاؤں میرے کون سے پاؤں ہیں کہ میں جن پر چل سکوں تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات نعوذ باللہ سچی نہیں ہے۔ اس کافر کا ایمان لانا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کر لینا اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے۔ فرمایا کہ جاؤ اس درخت سے کہہ دو کہ تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا رہے ہیں۔ جب اس کافر نے جا کر پیغام دیا، درخت جھوم گیا۔ کبھی ادھر اور کبھی ادھر کو ہلا۔ اس کی جڑیں باہر نکل آئیں۔ درخت اپنی جڑوں پر چلتا ہوا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس نے آ کر یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بلکہ اس نے کہا کہ یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ درخت کہاں چل کر آیا ہے۔ یہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں گیا۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ہے۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو گیا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر ہاں تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں ملتے ہیں۔

جنت توں ودھ کے دسدا سوہنے نبی دا روضہ

کعبہ ہے بے شک اعلیٰ پر ملدے خدا مدینے

لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مکان نہیں اس کی کہیں کوئی رہائش نہیں ہے۔ وہ کہیں نہیں ملتے۔ لیکن یہ شعر بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینے میں ہیں جہاں نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے قرآن مجید سے یہ ثابت کیا ہے کہ کچھ صحابہ کرام ہجرت کے بعد بھی مکہ مکرمہ میں ہی رہ گئے وہ سمجھتے تھے کہ بیت اللہ شریف مکہ مکرمہ میں ہے۔ حجر اسود یہاں ہے۔ صفا و مروہ یہیں پر ہے۔ مقام سعی بھی یہیں ہے۔ ایک رکعت پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ رکعت پڑھنے کے برابر بھی مسجد الحرام میں ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے اس لئے ہجرت کر کے مدینہ شریف جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہاں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار رکعت کے برابر ہے لہذا ایک دن میں کڑوڑوں رکعت کے ثواب کے برابر کی آجائے تو مدینہ شریف کیوں جائیں۔ لہذا ہم مدینہ شریف نہیں جائیں گے۔ اب قرآن مجید فرما رہا ہے۔

إِنَّ السَّيِّئِينَ تَوَفُّهُمْ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعِفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا لَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَبِيعَةً فَهِيَ جَبْرًا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَمَاءٌ مَصِيرًا (النساء ۹۷) وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کا ہے میں تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ (فرشتے) کہتے ہیں کہ اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بری جگہ پلٹنے کی۔ پھر فرمایا:

وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ (النساء 100)

اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا گھر بیت اللہ شریف مکہ مکرمہ میں ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں تھا تو میں بھی مکہ مکرمہ میں ہی تھا۔ لیکن اب میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے ہیں۔ اب جو لوگ ہجرت کر رہے

ہیں وہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجرت کر رہے ہیں وہ صرف میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نہیں جا رہے ہیں بلکہ وہ میرے پاس بھی آ رہے ہیں۔ کیونکہ میں وہیں ہوتا ہوں جہاں میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں۔ آیت مبارکہ بتا رہی ہے کہ جو آدمی ہجرت کر کے نکلا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، تو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہیں پر خدا ہے یہ قرآن سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ہجرت کرو۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرو۔ اگر ہجرت نہیں کرو گے مکہ مکرمہ میں ہی بیٹھے رہو گے تو بے ایمان اور کافر ہو جاؤ گے۔ جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں وہیں پر ہی خدا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کہیں دوسری جگہ نہ ڈھونڈتے پھرو۔ بلکہ اس نے جب ملنا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں ہی ملنا ہے۔ جب دلیل سچی ہو تو دعویٰ بھی سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خوف فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (الاخلاص 1) ”تم فرماؤ وہ اللہ ہے، وہ ایک ہے“ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ میں ایک ہوں یا اللہ تو آپ خود ہی لوگوں سے کہہ دیں کہ میں ایک ہوں۔ آپ قادر مطلق ہیں آپ خود حکم فرمائیں کہ آپ ایک ہیں۔ فرمایا کہ لوگوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے۔ لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار کو لوگوں نے دیکھا ہوا ہے۔ اس کے کردار سے متاثر ہو کر مجھے ایک مانیں گے۔ اگر لوگ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار و اخلاق سے متاثر نہیں ہوں گے تو وہ مجھے بھی ایک نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو کون نہیں مانتا۔ کیا یہودی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے ہیں۔ وہ بھی مانتے ہیں تو پھر کافر کیوں ہیں۔ کیا

عیسائی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے تو پھر وہ کافر کیوں ہیں۔ ہندو بھی اللہ تعالیٰ کو بھگوان مانتے ہیں۔ سکھ بھی اللہ تعالیٰ کو واگروا مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب مانتے ہیں لیکن ان کو اللہ تعالیٰ ملتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہیں اکیلے نہیں ملتے ہیں۔ اگر اکیلے اللہ تعالیٰ کو تلاش کرو گے تو وہ نہیں ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں ملتا ہے غزوہ خیبر کا واقعہ ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز عصر ادا فرمائی ہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ سے واپس تشریف لائے ابھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر مبارک حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو مبارک پر رکھ کر لیٹ گئے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے حالات سماعت فرما رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی اثناء میں سو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے لگے۔ نماز عصر کے وقت کے بعد کی بات ہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے شہر کا دروازہ ہیں نماز عصر کی اہمیت کو خوب جانتے ہیں کہ یہ نماز وسطیٰ ہے۔ وہ شیر خدا ہیں کسی سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ عالم ہیں بے علم نہیں ہیں۔ ولایت کے سر تاج ہیں۔ فاتح خیبر ہیں آپ کی عظمت کی تو بات ہی کیا ہے ان کے بیٹے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت کے نو جوانوں کے سردار ہیں آپ کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اتنی بڑی عظیم ہستی کا فتویٰ سنو۔ نماز بھی قضا ہو رہی ہے۔ ادھر مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما رہے ہیں۔ اگر نماز ادا کرتے ہیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل آتا

ہے۔ اگر نماز چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہوتی ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرو۔ آپ نے ان دونوں باتوں کا جائزہ لیا اور فیصلہ کیا کہ نماز ترک کر دوں۔ نماز کی قضاء ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل ڈالنے کی قضاء نہیں ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سبق دیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ادھر آئیں۔ اے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر آئیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ آجائیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرہانہ بن جائیں تاکہ میں جلدی سے نماز ادا کر لوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چھوڑ دی لیکن دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑا۔ سورج غروب ہو گیا۔ آذان مغرب ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری عمر اس وقت نہیں سوئے۔ دوپہر کے وقت قیلولہ ضرور فرمایا ہے۔ رات کو سوئے نہیں لیکن نماز عصر کے بعد مغرب تک کبھی نہیں سوئے تو آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں آرام فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آج کیوں سوئے ہیں۔ آج اس لئے سوئے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان ہو جائے اور ہمیں علم ہو جائے کہ دین ملتا کہاں سے ہے۔ دین میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ملتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام پر قربان ہونے سے دین ملتا ہے۔ اسی طرح سے دین پختا ہے ایمان پختا ہے اگر کہو کہ یہ ایسا نہیں ہے تو پھر بے دین ہو جاؤ گے۔ بے ایمان ہو جاؤ گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم نے نماز عصر ادا کر لی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی نہیں پڑھی۔ فرمایا کہ اب قضاء پڑھ لو گے یا

ادارہ ہٹا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں ویسے ہی عمل کروں گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی یا اللہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تھے۔ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی خدمت میں نہ تھے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو کہ نماز پڑھو کو چھوڑے ہوئے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کس طرح سے حاضر تھے۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں تھے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی اللہ تعالیٰ کی غلامی ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی غلامی میں بھی ہو۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بھی غلامی نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیری نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں تھے ان کے لئے سورج کو واپس کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سورج کو اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کر دیں اور اس کو واپس میں کر دیتا ہوں تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میری دلیل ہے وہ جو کچھ فرماتا ہے وہ اسی طرح سے ہی ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ زبان مبارک سے کہہ دیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بھی ٹھیک ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سورج واپس ہو جا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ واپس ہو جا۔ اب سورج یہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں تو ایک نظام میں جھکڑا ہوا ہوں۔ اپنے مدار پر چل رہا ہوں۔ مجھ پر کشش ثقل ہے میں ایک نظام میں مقید ہوں، میں اپنے مدار سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (۲۸) ”اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے۔ یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔“ اور پھر فرمایا: لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (یسین ۴۰) سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے (تیر) میں چل رہا ہے۔ چاند اور سورج اپنے اپنے مدار میں جھکڑے ہوئے ہیں اپنے راستے سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے۔ سورج عرض کرتا ہے کہ یا اللہ تیرا حکم ہے کہ میں نے اپنے مدار میں چلتے رہتا ہے لیکن تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ واپس ہو جا۔ اب میں کیا کروں میرے لئے کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سورج تو میرا قانون توڑ دے اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے کے تابع ہو جا۔ وہ فرماتے ہیں کہ واپس ہو جا۔ تو بس پھر واپس آ جا۔ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو پورا کرنا ہے۔ سورج واپس آ گیا اس لئے کہ یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلا ہے۔ سورج واپس آیا عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو پھر اشارہ فرمایا تو وہ غروب ہو گیا۔

پوچھتے حضرت علیؑ سے اختیار مصطفیٰ ﷺ

کیسے ہوتا ہے ادا سجدہ قضا ہونے کے بعد

سورج کا واپس آ جانا سچ ہے تو پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بھی سچ ہے کہ یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے ہی نکلا ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ سورج سے

متعلق اگر تم تحقیق کرو اور سائنس دانوں کی اس سے متعلق دریافت کا مطالعہ کرو تو سر میں چکر آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا محیر العقول چیز پیدا فرمائی ہے۔ سورج سے متعلق جو تھیوریاں پیش کی گئی ہیں وہ اتنی مدلل ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ سائنس دان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ اپنی تھیوری پیش کرتے ہیں اور اسی سے مطابق ہی عمل کرتے ہیں کہ سورج کیسے بنا ہے چاند کیسے بنا ہے ستارے کیسے بنے ہیں۔ زمین کیسے بنی ہے، لیکن سورج یہ بتا رہا ہے کہ میں تو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہوں۔ مجھے چلانے والا کوئی اور نہیں ہے میں تو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع چلتا ہوں۔ وہ جس طرف کو چلنے کا حکم دے دیں میں اسی سمت میں ہی جاؤں گا۔ چاند زمین سے اڑھائی لاکھ میل دور ہے اپنے نظام میں مقید ہے اپنے راستے سے ہٹ نہیں سکتا۔ اگر ایک نہیں کئی ایٹم بم بنا کر اکٹھے کر کے بھی چاند کا نشانہ کریں تو وہ اس کو توڑ نہیں سکتے۔ ایٹم بم سے تو پہاڑ نہیں پھٹ سکتا۔ چاند نے کیا پھٹتا ہے ابو جہل نے حبیب شامی کو بلایا جو اپنے وقت کا بڑا طاقتور صاحب اقتدار بندہ تھا کہ وہ آئے تو اسے بہت زیادہ انعام و اکرام سے نوازا جائے گا اگر وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کر دے۔ وہ آیا ساتھ اپنی فوج بھی لے کر آیا۔ دوپہر کا وقت تھا بیت اللہ شریف کے پاس ڈیرہ جمالیہ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا بھیجا کہ آپ آپ آ کر ہم سے مناظرہ کریں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔ کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی اور رسول ہوں کہنے لگا کوئی مجھ کو دکھائیں فرمایا کہ میں تو سراپا مجرہ ہوں تو جو کہے میں وہی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو معجزات عطا

فرمائے۔ کسی کو یہ بیضا دیا کسی کو دم میحائی عطا فرمایا۔ کسی نبی علیہ السلام کو ایک کسی کو دو معجزات عطا ہوئے قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا ہوئے مفسرین بتاتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ جو معجزات کسی نبی علیہ السلام کو عطا ہوئے ان کی تعداد تیرہ ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سرایا معجزہ ہیں یہاں تعداد کی قید نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادائیگی معجزہ ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور لعاب مبارک میں ہزاروں معجزات پنہاں ہیں۔ فرمایا کہ اب حبیب شامی تو جو چاہے میں وہی کر دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی دلیل ہوں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی دلیل میں ہوں تو جو بھی دلیل مانگے گا وہ میں دے دوں گا۔ مناظرہ تو بعد میں ہوگا پہلے میری طاقت کا اندازہ کر لو۔ حبیب شامی نے اپنے عقل و شعور سے سوچا کہ زمین پر تو جادو چل جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ جادوگر ہے ساحر ہے۔ آسمان پر جادو نہیں چلتا۔ فلکیات پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کہ سورج ابھی غروب ہو جائے چاند نکل آئے اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ ایک پہاڑ ابو قیس کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف ہو جائے۔ یہ پہلی شرط ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا سورج غروب ہو گیا چاند نکل آیا اور وہ دو ٹکڑے ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آ گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کی ایک جانب دوسرا پہاڑ کی دوسری جانب۔ چاند نے یہ نہیں کہا کہ میں جامد ہوں میں پتھر سے بنا ہوں میں ٹوٹ نہیں سکتا۔ اس نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ دو ٹکڑے ہو جاؤں۔ فرمایا کہ جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام حکم دیں ویسے ہی کرو کہ وہ میری دلیل ہیں اگر دلیل غلط ہو گئی تو لوگ منکر ہو جائیں گے پھر کوئی نہیں مانے گا اگر اللہ تعالیٰ نے آسمان پیدا کئے، سورج بنایا چاند بنایا فرشتے بنائے زمین بنائی، کوئی مجھے خالق تسلیم نہیں کرے گا۔ ہاں اگر کسی نے ماننا ہے تو وہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سن کر ماننا ہے۔ معجزہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مجھے ماننا ہے، چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے ایک جانب اور دوسرا دوسری جانب چلا گیا، فرمایا کہ اے حبیب شامی یہ تو ہو گیا اب بتاؤ اور کیا چاہتے ہو کہنے لگا کہ چاند جڑ کر واپس چلا جائے۔ غروب ہو جائے اور سورج پھر نکل آئے۔ کسی چیز کا توڑ دینا آسان ہے لیکن اسے پھر اصلی حالت میں جوڑ دینا ناممکن ہے میں یہ کاغذ توڑ دیتا ہوں آپ سب مل کر اس کی اصلی حالت میں Cell By Cell جوڑ نہیں سکتے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جوڑ سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو حکم دیا کہ جڑ جاؤ اور واپس چلے جاؤ۔ چاند جڑ گیا، واپس چلا گیا سورج نکل آیا وہی دو پہر کا وقت ہو گیا۔

میرے مصطفیٰ نے کیا کیا نہیں معجزے دکھائے
کہیں چاند حیر ڈالا کہیں شمس موڑ لائے
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب اور کیا سوال ہے حبیب شامی پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ہونٹ مل رہے ہیں لیکن کوئی بات زبان سے نہیں نکل رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بولتے کیوں نہیں ہو۔ پھر خود ہی فرمایا کہ میں تمہیں

بتاتا ہوں کہ تمہیں کیا مسئلہ ہے تو کیا چاہتا ہے تیرے دل میں کیا ہے اس نے سر ہلایا
 منہ سے کچھ بولنے کے قابل نہ رہا۔ فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ جو تیری بیٹی گھر میں ہے
 وہ بیمار ہے فالج ہوا ہے چلنے پھرنے سے قاصر ہے وہ تندرست ہو جائے۔ جاؤ وہ
 تندرست ہو گئی۔ جب یہ سنا تو اس نے کلمہ شریف پڑھ لیا۔ وہ جب اپنے گھر واپس
 پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیٹی نے ہی آ کر دروازہ کھولا۔ وہ دیکھ کر کہنے لگا بیٹی
 تو بیمار تھی فالج زدہ تھی، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہنے لگی جس نے تجھے مسلمان کیا ہے وہی
 مجھے بھی آ کر کلمہ پڑھا گیا ہے۔ مجھے صحت بھی دے گئے ہیں۔ شفا بھی دے دی ہے
 اور ایمان بھی عطا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان
 اقدس سے نکلی ہوئی بات کو کیوں سچا ثابت کیا ہے تاکہ اسی زبان سے نکلنے والی بات
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بھی سچی ثابت ہو جائے اور لوگ اس پر یقین کر لیں اس پر ایمان لے
 آئیں۔ اگر یہ زبان مبارک سے نکلنے والی بات غلط ہو جائے تو پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 بھی نعوذ باللہ غلط ہو جائے گا قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یہ ایسی کتاب ہے کہ
 جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (المقرہ-۱) وہ بلند
 مرتبہ کتاب کوئی شک کہ جگہ نہیں اس میں قرآن مجید میں کوئی کمی نہیں اس میں کوئی خامی
 نہیں۔ قرآن مجید اسی صورت میں لَا رَيْبَ فِيهِ کے شک و شبہ سے بالاتر ہو گا جب مصطفیٰ علیہ
 الصلوٰۃ والسلام بھی لَا رَيْبَ فِيهِ قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہوں گے۔ اگر حضور نبی
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی شک نعوذ باللہ نظر آئے تو پھر قرآن مجید بھی عیب
 سے پاک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو یہ بتانے والا ہے کہ یہ قرآن مجید ہے یہ اللہ تعالیٰ کا
 کلام ہے اس میں اگر نعوذ باللہ نقص ہے تو وہ کوئی بھی غلط بیانی نعوذ باللہ کر سکتا ہے۔ پھر

تو نماز، روزہ حج وغیرہ سب میں ہی شک پڑ جائے گا۔ تمہارے لئے ہر چیز صرف اسی صورت میں درست ہوگی جب تو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین کرے گا۔ اسے سچا جانے لگا تو پھر ہر بات جو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے گی وہ سچ ہوگی۔ پھر سارا دین بھی درست ہوگا۔ اگر تو اسے ٹھیک نہیں مانتا تو پھر تیرا دین بھی گیا۔ کفر اور اسلام میں فرق کرنے والی ذات۔ ذات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ذات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لگ جاؤ۔ اور اگر کوئی خامی اور کمی تم میں رہ جائے تو وہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری ہو جائے گی۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
گر اس میں ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

تمہارا دین مکمل ہی تب ہوگا کہ جب تم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آؤ گے۔ ان کی زبان اور ان کی بات کا احترام کرو گے۔ اس کو سچا جانو گے۔ جنگ بدر میں ایک روز پہلے ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میدان جنگ میں ستر کفار کے مرنے کی جگہ پر باقاعدہ نشان لگا دیے۔ یہاں ابو جہل مرے گا۔ یہاں یہ مرے گا یہاں وہ مرے گا اگلے روز جب جنگ ہوئی تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس جس کافر کا جہاں جہاں نشان لگایا تھا وہ بالکل اسی جگہ ہی مرا پڑا تھا۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا کہ ستر مریں گے تو پھر ستر ہی مرے۔ اکہتر کیوں نہ مر گئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے ستر کی تعداد نکلی تھی تو اللہ تعالیٰ نے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ثابت کرنے کیلئے ستر ہی مارے اور وہی مارے جن کا نام زبان مصطفیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آیا۔ اگر یہ ستر نہ مرتے تو زبان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حرف آ جاتا۔ یہ غلط ہو جاتا تو پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی مدد نہ رہتا۔ اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی زبان کا حال سنو۔ جنگ بدر میں کل چودہ صحابی شہید ہوئے۔ جنگ ختم ہوئی شہداء کو دفن کر دیا گیا مسلم مجاہدین خوشی کے نعرے مارتے ہوئے واپس مدینہ شریف آئے۔ ایک عورت اپنی کود میں ایک بچہ لئے ہوئے مجاہدین کے استقبال کرنے والوں میں شامل ہے۔ اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ابو کہاں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ تو وہ عورت ہے کہ جس کا خاوند شہید ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ اگر اس کو بتایا تو یہ رونا شروع کر دے گی۔ فرمایا کہ بیٹی پیچھے پوچھو۔ وہ پیچھے آنے والوں سے پوچھ رہی ہے لیکن کوئی بھی نہیں بتا رہا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں بتایا تو وہ کیوں بتائیں اللہ جانے اس میں کیا راز ہے۔ سب سے آخر پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ وہ عرض کرتی ہے یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ابو کہاں ہیں۔ فرمایا کہ وہ پیچھے آ رہا ہے مجاہدین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مسجد نبوی میں تشریف فرما ہو گئے تین سو تیرہ تھے چودہ شہید ہو گئے باقی دو سو ننانوے (299) مجاہدین مسجد نبوی میں موجود ہیں شکرانے کے نوافل ادا کر رہے ہیں کہ وہ شہید ہونے والا نوجوان ہاتھ میں جھنڈا لئے نعرہ بکیر نعرہ رسالت لگاتے ہوئے مسجد نبوی میں پہنچ گیا سب حیران ہیں کہ اسے تو دفن کر کے آ رہے ہیں۔ تین روز تک اس کی قبر پر بیٹھے رہے ہیں چار دن ہمیں سفر میں لگ گئے ہیں یہ

کہاں سے اور کیسے آ گیا ہے یہ ہفتہ عشرہ بعد قبر سے نکل کر آ گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہونے کی کوئی بات نہیں یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکل گیا تھا کہ وہ پیچھے آ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ زندہ کر کے قبر سے باہر نکال کر اس کی موت کو حیات بنا کر یہاں بھیج دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں صدیق کہتے ہیں تو صدیق کی زبان میں صداقت پیدا فرمادی ہے۔ وہ زبان جو کچھ بھی کہے گی وہ سچ ہوگا۔ اگر فی الواقعہ سچ نہ بھی ہوگا تو اس کو سچ کر دیا جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں تو اس سے اندازہ کر لیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کس قدر سچی ہوگی ”یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا“ اس کی سرداری کو مانو گے تو تمہارا بیڑہ پار ہوگا۔

جو ہوا ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

یہ مقام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو دین کی دلیل ہیں۔ دین کی شہادت ہیں۔ دین سچا ہے کیونکہ اس کی سچائی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکل رہی ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہ نکلتا تو پھر کسی بات کی کوئی اہمیت نہ ہوتی۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔
خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب

نشت دوم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا** (۱۷۴) اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کون ہیں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور روشن نور کیا ہے قرآن مجید ہے۔ اس موضوع پر پچھلے دنوں بات ہوئی تھی۔ مزید اس سے متعلق آج کچھ عرض کرنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں جتنی دلیل قوی ہوگی طاقتور ہوگی اتنا ہی دعویٰ بھی پختہ اور پائیدار ہوگا۔ دعویٰ یہ ہے کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** نہیں ہے کوئی معبود دوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کی دلیل ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فعل کروا راخلاق لَا رَبَّ ہے شک و شبہ سے بالاتر ہے تو پھر **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** بھی سچا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ **أَنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** کفار و مشرکین نے اعتراض کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اس کا ثبوت دیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا ثبوت میرا کردار ہے۔ میں چالیس سال سے تمہارے درمیان رہ رہا ہوں۔ میرا دن میری راتیں۔ میرا جاگنا میرا سونا، میرا چلنا پھرنا، میرا بات کرنا، میرا خاموش رہنا یہ سب تمہارے سامنے ہے آپ خود اندازہ کر لیں کہ تم نے مجھے کیسا پایا ہے۔ اگر وہ سچ ہے تو **مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** بھی سچ ہے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار اور اخلاق ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کا ثبوت ہے۔ واقعی کا ثبوت بھی نبی پاک علیہ

الصلوة والسلام ہیں وَالشَّمْسُ طَه۔ لیکن سب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کے محتاج ہیں کہ کوئی آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرے اور یہ بتائے کہ ہاں یہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات خود ہی گواہ ہیں کہ یہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَسْجِدِ نَبِی کے لئے منبر شریف بنالیا گیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ شریف ارشاد فرمانے لگے۔ کھجور کا پرانا سوکھا ہوا تاج مسجد نبوی میں تھا اور اسکے ساتھ ٹیک لگا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ رونے لگا۔ وہ ایسے رونے لگا کہ جس طرح سے کسی اونٹ کے بچے کی ماں گم ہو جائے تو وہ بچہ روتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو وہ سسکیاں لیتے ہوئے چپ کر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے دور ہو گیا ہوں۔ مجھے یہ شرف حاصل تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ٹیک لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے اب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل نہیں ہو رہا۔ مجھے اپنی اس دوری کا غم ہے اب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دیکھو۔ ایک تو یہ بھی عظمت ہے کہ آپ سوکھے ہوئے کھجور کے تنے سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پتھروں سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درختوں سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ ہرنی چڑیا، اور کوہ سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ ہونے کا یہ ایک ثبوت مل رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہستی

ہیں جو سوکھے ہوئے کھجور کے تنے سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ اگر درخت ہر ابھرا ہو گیا ہوندار ہو تو اس سے تو بات ہو سکتی ہے کہ وہ جاندار ہے اس میں Life ہے وہ Living organism ہے لیکن سوکھے ہوئے درخت میں تو کوئی زندگی نہیں ہے۔ لیکن جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بات کر رہے ہیں تو اسے زندگی بھی عطا کر رہے ہیں، اس میں روح بھی ڈال رہے ہیں اس کو قوت کو پائی بھی عطا کر رہے ہیں، اسے علم بھی عطا فرما رہے ہیں جو یہ باتیں دیکھے گا اس کے ایمان کو کتنی تقویت ملے گی وہ پھر خود ہی کہے گا کہ ہاں یہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو چپ کر جا، رونا بند کر دے اگر تو چاہے تو میں تجھے واپس تمہارے باغ میں لگا کر ہر ابھرا کر دوں جہاں سے تجھے لایا گیا تھا۔ اور حشر تک لوگ تیری کھجوریں کھاتے رہیں گے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طاقت حاصل ہے۔ سوکھے ہوئے تنے کو دوبارہ زمین میں نصب کر کے اس کو ہر ابھرا کرنا اور اس کو پھل آوریانا اور حشر تک اسے زندہ رکھنا یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت میں ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ فرمایا کہ میں تمہیں ابھی سے جنت میں لگا دیتا ہوں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی اسی دنیا میں رہتے ہوئے کھجور کے پودے کو جنت میں لگا سکتے ہیں۔ جنت بہت دور ہے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جنت بہت دور ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسائی بھی اس سے کہیں دور تک ہے۔ فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت میں لگا دوں کہ وہاں بھی تم پھل دیا کرو گے اور جنتی لوگ تمہارا پھل کھلایا کریں گے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنت میں ضرور لے جائیں لیکن اس وقت میری تمنا یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے

اپنے قدموں میں ہی رکھیں اور میرے اوپر تشریف فرما ہوا کریں۔ فرمایا کہ اگر میں اسے خاموش نہ کرانا تو یہ میرے فراق میں حشر تک رونا رہتا۔ میں اسے جنت میں لگانا لیکن اس کی تمنا ہے کہ یہ میرے قدموں میں رہے۔ پتہ چلا کہ جنت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہے۔ وہ کھجور کا تاج بھی ریاض البحت میں دفن ہے اور اس جگہ پر ایک ستون کے طور پر بنایا گیا ہے اس پر ستون حنا نہ لکھا ہوا ہے اور اس ستون کی خاصیت ہے کہ جو کوئی بھی اس کے پاس دو نفل نماز پڑھ کر دعا مانگے اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو جہل کے بیٹے تھے اور خوبصورت تھے ابو جہل نے انہیں یہ کہہ دیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ جانا ورنہ اپنے دین سے پھر جاؤ گے۔ اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنے سے کتراتے تھے ایک روز اچانک ایک گلی کی ٹکر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنا سامنا ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا کہ عکرمہ ایسی خوبصورت شکل دوزخ میں جاتی اچھی نہیں لگتی۔ بس ہاتھ مبارک کا چھونا ہی تھا کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین رہنے لگے آخر ایک روز خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں ایمان لاتا ہوں مگر یہ شرط ہے کہ وہ پتھر جو پانی کے دوسری طرف ہے وہ پانی پر تیر کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کوئی دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ تم خود ہی جا کر اس پتھر کو کہہ دو کہ تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں۔ جب پتھر کو پیغام ملا تو وہ پانی پر تیرتا ہوا آیا اور کہا کہ اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت

عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا یہ کافی ہے اس نے عرض کیا کہ یہ پھر اسی طرح سے پانی پر تیرتا ہوا واپس اپنی جگہ پر چلا جائے تو مان لوں گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر کو حکم فرمایا تو وہ پانی پر تیرتا ہوا واپس اپنی جگہ پر جا کر فٹ Fit ہو گیا تو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہے کہ آپ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ہیں۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہیں۔ انسان اور وہ جن جو سرکش ہیں ان کے علاوہ کائنات کا ہر ذرہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتا ہے اسی طرح جب کوہ نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کواہی دی تھی تو اس کوہ کا شکاری بھی مسلمان ہو گیا اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کروں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب سجدہ خدا کے علاوہ کسی کو جائز نہیں۔ بلکہ اب تو تعظیسی سجدہ بھی جائز نہیں ہے اس لئے آپ مجھے سجدہ مت کرو۔ پھر اس نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو اس نے قدمین شریفین پر بوسہ دیا۔ جس کو مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی چاشنی نصیب ہو جاتی ہے تو وہ قدمین شریفین پر بوسہ ہی دیتا ہے۔ اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں سمجھتا۔ جو اپنے آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہی سمجھتا ہے اس نے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ نہیں پڑھا اور نہ ہی سمجھا ہے۔ کوہ کے شکاری نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دیکھ لی ہے پھر وہ کہاں پہنچا ہے۔ وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں پہنچا ہے۔ جو اپنے آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہی سمجھتے ہیں وہ تو ابھی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ بھی نہیں پہنچے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان

ہے۔ کوہ کنکریاں، پتھر، چاند سورج تمام مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ الْکَلٰمِ دے رہے ہیں۔ وہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو پھر وہ جب یہ فرمادیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو وہ بھی سچ ہے کہ اس کی دلیل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام گچی ہے۔ جب تک شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل پر قبضہ نہ کرے اس وقت تک ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ جب تک ہم سری کا دعویٰ کرو گے بات نہیں بنے گی۔

ان کی مدحت میں رواں ہو زبان میری کیسے

جن کی عظمت کی کوئی حد ہی نہ پائی جائے

جن کی انگلی کے اشارہ سے چاند ٹوٹتا ہے اور پھر جڑ بھی جاتا ہے اور اشارہ سے ہی سورج واپس بھی آتا ہے۔ انگلی کے اشارہ میں اتنی طاقت ہے تو انگلی میں کتنی طاقت ہوگی پھر اس ہاتھ مبارک کی طاقت کتنی ہوگی۔ پھر اس بازو کی کیا طاقت ہوگی پھر اس جسم اقدس میں کتنی طاقت ہوگی۔ جب یہ عظمت تیرے میرے دل میں آ جائے گی تو تیرا میرا ایمان پکا ہو جائے گا۔ جنگ بدر میں ہی حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کو قتل کیا تھا لڑائی کے دوران ابو جہل کے بیٹے نے دیکھا کہ دو چھوٹے چھوٹے بچے اسکے باپ کو قتل کر رہے ہیں تو اس نے غصہ میں آ کر کوار ماری کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو کٹ کر لٹک گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس بازو کو تھام کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بازو کٹ گیا ہے مہربانی فرمائیں اسے درست فرمادیں تاکہ میں مزید جنگ لڑ سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو یہ فرمایا کہ میں کون سا سر جن ہوں کہ تمہاری مرہم پٹی وغیرہ یا اپریشن کروں اور نہ ہی یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس کے پاس

جار ہے ہیں۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ وہ کس سے مانگ رہے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگ رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جاؤ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ والے کے پاس جا رہے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غازی ہیں بلکہ وہ سب سے بڑے غازی ہیں کیونکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا سب سے بڑا دشمن ابو جہل ہے فرمایا کہ ہر موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک فرعون ہوتا ہے اور میرے لئے فرعون ابو جہل ہے۔ ابو جہل کو قتل کرنے والا بندہ کتنا بڑا ہیرو Hero ہوگا۔ وہ بہت بڑا ہیرو ہے مگر لیکن وہ جا کہاں رہے ہیں۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جا رہے ہیں۔ اس میں سبق یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعاب دہن لگایا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو ایسے درست ہو گیا کہ جیسے کبھی کٹا ہی نہ ہو۔ جنگ بدر کی جو عظمت ہے اس میں سے ہمیں بھی کچھ ملتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹی سے کھجور کی چھڑی اس کو عطا فرمادی وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے ہی پکڑی وہ تلوار بن گئی۔ دنیا میں جو سب سے لمبی تلوار بنی ہے وہ وہی تلوار تھی۔ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس سال اس تلوار سے جہاد فرمایا۔ درخت کی شاخ کو لوہے میں تبدیل کرنا اور اس لوہے کو تلوار کی شکل دینا کتنا بڑا مرحلہ ہے کیا کبھی لکڑی بھی لوہا بن سکتی ہے۔ یہ تو کار بن ہوتی ہے۔ کار بن سے لوہا بن رہا ہے سائنس اتنی ترقی کرنے کے باوجود ایک اٹلیٹ کو دوسرے اٹلیٹ میں تبدیل نہیں کر سکی۔ کیمیا گروں نے اپنا پورا زور لگالیا ہے لیکن کسی ایک اٹلیٹ سے سونا نہیں بن سکا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے اختیار میں ہے جو چاہیں سو کر لیں چٹریاں تلواریں بن سکتی ہیں ستر کفار مارے گئے اور ستر قیدی بنائے گئے ان قیدیوں کو مدینہ منورہ لے آئے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ جو فدیہ ادا کر دے اسے رہا کر دیا جائے ان قیدیوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چچا جان آپ بھی فدیہ ادا کر کے رہا ہو جائیں۔ وہ کہنے لگے کہ میرے پاس تو فدیہ ادا کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ چچا جان آپ کے پاس رقم ہے وہ آپ ادا کر دیں۔ انہوں نے پھر اصرار کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آپ گھر سے روانہ ہوئے تھے تو آپ نے اتنا سونا میری چچی اُم فضل کو دیا تھا اور تم دونوں نے مل کر وہ سونا مکان کے فلاں کونہ میں دفن کیا تھا۔ وہ سونا آپ کے پاس موجود ہے وہ ادا کر دیں اور رہا ہو جائیں تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شریف پڑھا اور کہا کہ اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ بے شک نبی ہیں علم غیب رکھتے ہیں اس سونے سے متعلق مجھے اور میری بیوی کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا۔ یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی دلیل ہونے کا ثبوت ہے دو آدمی اور بھی تھے انہوں نے آپس میں بات چیت کی کہ ہماری بڑی کرکری ہوئی۔ سر کردہ لوگ قتل کر دیئے گئے ہیں اور بہت سے قیدی بنائے گئے ہیں یہ ہمیں بڑی شکست ہوئی ہے بڑی بدنامی ہوئی ہے اب کوئی ایسا کام کیا جائے کہ یہ ہمارے زخم مندمل ہو جائیں ہماری بھی کوئی عزت رہ جائے۔ ایک نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر سکتا ہوں لیکن میں مقروض بھی ہوں اور میرے بچے بھی ہیں اگر کوئی بندہ میرا قرض بھی اتار دے اور میرے بچوں کی پرورش بھی اپنے قلم لے لے ان کی کفالت کا وعدہ کرے تو

میں یہ کارنامہ سرانجام دے سکتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ تمہارا قرض میرے ذمے
 اور تمہارے بچوں کی کفالت بھی میرے ذمے ہے آپ اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ۔
 اس نے نکواری یا خنجر لیا اسے زہر آلود کر لیا۔ وہ مدینہ شریف پہنچ گیا۔ جب صحابہ کرام
 رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو فلاں نوسر باز ہے۔ اسے پکڑ
 لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے پوچھا کہ تم کیوں آئے اس نے یہاں نہ کر دیا کہ جی میرا بیٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 قید میں ہے اس کا حال معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس کو آزاد کرانے کے لئے
 آیا ہوں۔ فرمایا کہ پھر نکواری کیوں لے کر آئے ہو۔ خنجر کیوں لائے ہو۔ عرض کیا کہ یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نکواریوں نے ہمارا پہلے بھی کون سا کوئی ساتھ دیا ہے۔
 میں نے سوچا کہ شاید راستے میں کوئی خطرہ وغیرہ ہو۔ پوچھا کہ پھر اس کو زہر کیوں
 لگائی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ نکواریا خنجر کو زہر آلود کیا گیا ہے
 آپ تو اس کو ٹٹ کریں گے پھر پتہ چلے گا کہ زہر ہے کہ نہیں ہے۔ لیکن نبی پاک
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی ٹٹ کی ضرورت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ
 زہر لگی ہوئی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پہاڑی پر بیٹھ کر تم نے فلاں
 شخص کے ساتھ مشورہ کیا تھا جس کے تحت تم یہاں آئے ہو۔ وہ کیا تھا۔ کہ تمہارا
 قرضہ بھی وہ اتارے گا اور تمہارے بچوں کی کفالت بھی وہ کرے گا اور تو مجھے قتل
 کرے گا۔ اس نے سنا تو کہنے لگا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے
 رسول ہیں۔ یہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب نے
 اس کو ایمان عطا فرمادیا۔ یہ کہنا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے یہ درست نہیں ہے۔
 اللہ تعالیٰ کا علم غیب اس کا ذاتی ہے اور اس کی عطا سے علم غیب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو بھی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب عطائی ہے۔ جو بھی تصرفات معجزات فضائل و کمالات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہیں وہ سب عطائی ہے اللہ تعالیٰ کا ذاتی ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی لامحدود ہے اور انتہائی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی نہیں ہے۔

وہ محمد بھی حامد بھی محمود بھی
حسن مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا

اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔
صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے کام نہیں لیتا۔ کڑوڑ سال بھی یہ پڑھتے رہتو کچھ حاصل نہیں
جب اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ جاتا ہے اس سے نسبت قائم ہو جاتی
ہے تو پھر کام بن جاتا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ چیز ہے جو ایمان عطا کرتی ہے
ایمان کو قائم رکھتی ہے۔ کلمہ شریف میں مُحَمَّدٌ سب سے اعلیٰ لفظ ہے کہ جو اس کو نہیں
مانتا وہ رسول اللہ کو بھی نہیں مانتا۔ محمد کی ایک صفت رسول اللہ ہے۔ رسالت، نبوت،
حاضر ناظر، شفاعت یہ تمام صفات ہیں ان کے علاوہ بھی بے شمار صفات ہیں جن کی
کوئی حد نہیں ہے جن کا کوئی شمار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ 31-07-09

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحِ يَا سَيِّدِي
يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
دیر حبیب کی سعادت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! ہماری آج کی اس محفل میں بھی اور سابقہ محفل میں بھی
بظاہر بڑا تضاد نظر آتا ہے ایک بات دوسری بات کے خلاف ہوتی ہے۔ ایک بچے

نے حمد پڑھی ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر چیز کا وہ مالک ہے۔ سب کچھ وہی عطا کرتا ہے۔ سرور نے نعت پڑھی۔

دے کے کنجیاں حبیبِ نونِ دو جہاں دیاں

رب آکھیا میں وی تے میری خدائی حضور دی

ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے اور پھر دوسری طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اب معاملہ بڑا مشکل نظر آ رہا ہے کہ اس کا کیا فیصلہ کیا جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (۱) ”سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں“ تو لوگ کہتے ہیں کہ پھر کسی دوسرے کی کوئی تعریف ہے ہی نہیں حمد کے ساتھ ”الف ل م“ ملا کر اسے معرفہ بنا دیا گیا ہے اسے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اللہ کے ساتھ کہ سب تعریفیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں۔ اگر ہم یہ نہ مانیں گے تو کافر ٹھہریں گے۔ اگر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہی نہ مانیں گے تو مشکل میں پھنس جائیں گے جب قرآن مجید یہ فرما رہا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں تو ہمیں اس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے ہمیں یہ من وعن ماننا پڑے گا اور اگر نہ مانیں گے تو قرآن کا انکار ہوگا اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ اس لئے اعتراض کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ پھر فرمایا لہ ما فی السموات وما فی الارض (البقرہ۔ ۲۵۵) ”اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔“ تمام آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ بھی ان میں ہے ان سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ بھی درست ہے اگر اس کا انکار کریں گے تو دائرہ اسلام سے خارج ہوں گے۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (الحجۃ۔ ۱) ”اللہ کی پاکی بولتا

ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بولتی ہے اگر اسے بھی نہ مانیں گے تو سب کچھ ختم، ایمان ختم، اسلام ختم، اور کفر لازم آتا ہے۔ ہادی اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام علوم اس کے پاس ہیں۔ یَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ-۲۵۵)

”جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔“ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آپ سے پہلے ہے اور جو کچھ آپ سے بعد میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ لہذا تمام علوم بھی اس کے پاس ہیں اور اس کے علم کا کوئی احاطہ بھی نہیں کر سکتا مگر جسے وہ چاہے۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُوتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُزِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَلِيلٌ۔ (ال عمران-۲۶)

”یوں عرض کر۔ اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔“

لہذا سارے علوم بھی اس کے ہیں۔ ہدایت بھی اسی کی طرف سے ہے۔ ملکیت بھی اسی کی ہے۔ مالک ہے قادر ہے جو چاہے کرے۔ پاکی بھی اسی کی بولی جائے۔ تعریفیں بھی سب اسی کی ہیں تو اس سے کچھ لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ حتیٰ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک و مختار نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں چوہڑے چمار سے بھی بدتر (نعوذ باللہ) ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جو شان اور اس سے متعلق جو عرض کی ہے وہ بالکل درست ہے لیکن بعض لوگوں نے اس سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان جو اخذ کی ہے وہ بالکل غلط ہے اور وہ بھی کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کا انکار کفر ہے اسی طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا انکار بھی کفر ہے۔ قرآن مجید میں سے اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنا نصف قرآن پر عمل ہے اگر پورے قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے اس پر عمل کیا جائے تو پھر کوئی اور تصویر سامنے آتی ہے اور وہ تصویر بہت اچھی اور مکمل بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ الْكَرِيمَ** (۱) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی ہیں۔ اے لوگو میں نے اپنی ساری اچھی سے اچھی چیزیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا کر رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ان کے پلے میں کچھ ہے ہی نہیں ہے۔ جس نے **الْحَمْدُ لِلَّهِ** لیا لیکن کوثر کی عطا کو نہ مانا وہ بھی اسلام سے خارج ہے۔ فرق کیا ہے کہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ** ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام تعریفیں اس کے تمام کمالات ذاتی ہیں لیکن **إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ الْكَرِيمَ** ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ کوثر کیا چیز ہے۔ تفاسیر میں دیکھیں کہ کوثر کے معنی امت کا زیادہ ہونا بھی ہے شفاعت کا اذن بھی ہے۔ نور ہونا بھی ہے۔ علم غیب بھی ہے۔ تصرفات بھی ہیں۔ فضائل و کمالات بھی ہیں۔ اولیاء اللہ علماء کرام اور سادات نے اس قسم کی تمام چیزوں سے متعلق فرمایا کہ ان کی حد ہے لیکن کوثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ کائنات کی حد ہے۔ سورج چاند ستارے سب کی حد ہے زمین کی بھی حد ہے۔ جنت دوزخ کی بھی حد ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو کوثر عطا فرمادی ہے اس کی کوئی

حد نہیں ہے۔ کوثر ہوتی ہی وہ ہے جس کی کوئی حد نہ ہو۔ اور وہ کیا چیز ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے وہ ذات الہی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے کہ میں نے اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے آپ تو صرف کوثر ہی لئے پھرتے ہو لیکن میں نے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رضا اور اپنی مرضی بھی عطا کر دی ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (مکھنڈی) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔“ لو کو سنو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی نہ جانا وہ میرا ذاتی کمال ہے اور یہ میری عطا ہے۔ میں جو چاہوں عطا کروں میری عطا کو روکنے والا کون ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَکُلِّ شَيْءٍ اور جو اسے فرماتے ہیں کہ میں نے سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے کر بھیجا ہے یہ نہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوں گا۔ مستقبل نہیں بلکہ ماضی ہے کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے کر بھیجا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اس کائنات میں تشریف لائے تو کوثر لے کر آئے۔ یہ نہیں ہے کہ بعد میں بھیجیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں تو بعد میں بھیجیں گے۔ مکہ مکرمہ میں بھیجیں گے، مسجد الحرام میں بھیجیں گے۔ مسجد نبوی میں بھیجیں گے کہاں بھیجیں گے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ دے کر بھیجا ہے پھر اپنی مرضی بھی عطا کر دی۔
اعلہر ت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

یہ ان کی شان ہے عظمت جو ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔ مستقل اللہ تعالیٰ ہے ذاتی اس

کی اپنی ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں نے صرف کوڑ ہی دی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک چیز عطا فرمائی ہے۔ یا اللہ وہ کیا ہے جو آپ نے کوڑ سے بھی بڑھ کر عطا فرمایا ہے۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (الضحیٰ - ۴) ”بے شک کچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے اب کوڑ سے بھی بہتر کیا ہو سکتا ہے ہمیں تو اس کی سمجھ نہیں ہے۔ یہ ہماری سمجھ عقل و شعور سے بالاتر ہے۔ یہی کہہ سکتے ہیں کہ دینے والا جانے یا پھر لینے والا جانے۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین کسی ماں نے جنا نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب پیدا فرمایا گیا اور ایسے پیدا کیا گیا ہے جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی۔ یہاں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے شفاعت کا شعبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ ہدایت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”ہادی“ فرما رہا ہے۔ وہ کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں لوگوں کو پاک صاف اور ستمرا بناتے ہیں۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (المائدہ - ۱۲۹) ”اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستمرا بنادے“ فرمایا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو پاک کر کے علم و حکمت سکھاتا ہے۔ پاک کون کرتا ہے۔ زکاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پاک کرتی ہے۔ یہ عطائی ہے۔ یہ کمال نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو عطا ہوئے ہیں۔ کلمہ طیبہ میں پہلا حصہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دوسرا حصہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ دونوں حصے ہوں گے تو کام بنے گا۔ دونوں پر ہوں گے تو پرواز ہوگی۔ ایک پر سے تو پرندہ اڑتا نہیں ہے۔ جہاز بھی صرف ایک پر سے نہیں اڑتا جتنے بھی اڑنے والے کیڑے مکوڑے تلیاں کھیاں مچھر وغیرہ سب دوپروں سے ہی اڑتے ہیں صرف ایک پر ہوتا ان کا توازن ہی قائم نہیں رہتا۔ لہذا کلمہ شریف کے بھی یہ دونوں پر ایک ساتھ نظر میں رکھے پڑیں گے۔ يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ دُنیا و کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ یہ بالکل درست ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ امْنُوا صَلَّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (اب۔ ۵۶) ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“ لو کہ سنو بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھتے ہیں رہتے ہیں اے مومنو! تم بھی ان پر درود بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو۔ اب آپ بتائیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کیا پڑھ رہا ہے کیا وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد کر رہا ہے۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا ہے کیا وہ یا حی یا قیوم پڑھ رہا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ حکم ربی کے تحت وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہا ہے۔ ہم بھی درود شریف پڑھتے ہیں نعت شریف پڑھتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پڑھتے ہیں اس میں کوئی شرک اور بدعت والی بات نہیں ہے بلکہ اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نعت

عطا ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمائیں تو میں وہ نعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد نبوی کا منبر شریف نکال کر باہر صحن میں رکھ دیا جائے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ منبر شریف پر بیٹھ جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر شریف پر بیٹھا کر یہ ثابت کر دیا کہ جہاں سے تو حید بیان ہو سکتی ہے وہیں سے ہی ثناء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان ہو سکتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ یہ سرائیکی میں جو آپ نے نعت سنی ہے یہ اسی کا ترجمہ ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَ أَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي
خُلِقْتُ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ غَيْبٍ
وَ أَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

میری آنکھ نے اس سے زیادہ حسین دیکھا نہیں، کسی ماں نے اس سے زیادہ حسین جنا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ویرانی پیدا فرمایا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی۔ یہ نعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی گئی۔ پھر نعت پڑھنا بدعت کیسے ہو گئی۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سماعت فرما رہے ہیں۔ نعت پڑھنا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور نعت سننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ہم بھی یہی کچھ کر رہے

ہیں نعت شریف پڑھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رضائے الہی مل گئی۔ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ملی شفاعت کا سرچشمہ ملا۔ طاقت ملی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ قبول کر لیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرنے والا ہے اور میں لینے والا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ **مَلِّ مَا شِئْتَ يَا زَيْدُ** کعب بن زیدہ بن کعب مانگ لو جو مانگنا چاہتے ہو میں تمہیں ابھی عطا کرتا ہوں یہ کون کہہ سکتا ہے۔ مقبول صاحب کیا آپ کمپیوٹر کے علاوہ کچھ اور دے سکتے ہیں، پروفیسر کیا آپ فزکس کے علاوہ کوئی اور مضمون بھی پڑھا سکتے ہیں۔ کیا آپ فارسی پڑھالیں گے کیا عربی پڑھا دو گے۔ جی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے میڈیکل کالج میں داخل کروادیں کیا آپ میں سے کسی کے پاس ایسا کوئی اختیار ہے۔ نہیں ہے آپ ہر کام میں باختیار نہیں ہیں لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام باختیار ہیں جو چاہیں کر سکتے ہیں جو چاہیں عطا کر سکتے ہیں اسی لئے فرمایا: **مَلِّ مَا شِئْتَ يَا زَيْدُ** کعب مانگ لو جو تیرا دل چاہے میں ابھی تمہیں دیتا ہوں۔ مانگنا صحابی کا کام ہے جو چاہے مانگے کوئی حد بندی نہیں ہے کوئی رکاوٹ نہیں ہے کوئی تعین نہیں ہے کہ یہ مانگو اور یہ نہ مانگو یہ میں دے سکتا ہوں اور یہ نہیں دے سکتا ہوں۔ صحابی کو مانگنے کے لئے پوری چھٹی ہے جو چاہے مانگے ایسا کون کہہ سکتا ہے یہ صرف وہی کہہ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کر دی ہوں اور اسے مختار کل بنا دیا ہوا ہے ہر چیز خرچ کرنے کا اذن عطا فرما دیا ہوا۔ اس کی زبان کو کن کی زبان بنا دیا ہو۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اب دیکھیں کہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا مانگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہوں اور میں اسی طرح سے ہی جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا۔ اب کچھ اور بھی مانگ لو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ”آنحضرت نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد“۔ یہ جب مجھل گیا ہے تو اب مزید مجھے کچھ لینے کی حاجت ہی نہیں رہی ہے۔ میں نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔ اب دیکھیں کہ جنت میں داخلہ تک کتنے مراحل ہیں۔ پہلے تو یہ ہے کہ ایمان ہو خاتمہ بالخیر ہو۔ قبر کے سوال جواب درست ہوں میزان میں ناپ تول ٹھیک ہو جائے نیکیوں کا وزن زیادہ ہو۔ پس صراط سے صحیح سالم گزر رہو جائے۔ پھر جنت کا حقدار بنے گا اور جنت میں شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے داخل ہوگا اور جنت میں تیرا مقام تیرے اعمال کی بنا پر ہوگا۔ اعمال اچھے ہوں گے تو اعلیٰ درجہ میں جائے گا۔ اعمال اتنے اچھے نہ ہوئے تو ان کے مطابق جنت میں درجہ میں جائے گا۔ اعمال بے بیکار نہیں جاتے لیکن جنت میں داخل ہونے کے لئے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئے اور پھر اعمال کے حساب سے جنت میں درجہ میں جاتا ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام مراحل کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا اختیار ظاہر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔ فرمایا کہ جاؤ میرے صحابی تم جنت میں میرے ساتھ رہو گے۔ تمہارے اعمال خواہ کیسے ہی ہوں گے لیکن تم میرے ساتھ میرے درجہ

میں رہو گے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختیار ہے ایک دوسری بات بڑی
 نمایاں نظر آتی ہے کہ جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ میری مراد
 ہے۔ وہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا ہے۔ دوپہر کے
 وقت ہاتھ میں نیکی لٹکوا لئے آ رہے ہیں۔ اور لٹکا رہے ہیں کہ میں نے نبی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنا ہے۔ کوئی مائی کا لعل ہے جو مجھے روکے۔ پروفیسر صاحب
 وکیل بھی ہیں یہ بتاتے ہیں کہ یہ 307 کا مقدمہ ہے ارادہ قتل ہے اور اسے چھپایا
 نہیں جا رہا ہے بلکہ علی الاعلان فرما رہے ہیں کہ میں نے قتل کرنا ہے۔ کوایسی کی بھی
 ضرورت نہیں کہ یہ کس ارادہ سے جا رہے ہیں دوسری طرف یہ ہے کہ نبی کریم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام دعا فرما رہے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے مجھے ایک عمر عطا فرما دے
 کہ جس کے ایمان سے اسلام کو بھی عظمت و عزت ملے دوسرے ہی لمحہ میں یہی عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھے کلمہ پڑھ رہے ہیں۔
 اور فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی آتا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ہوتے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان کہاں سے نصیب ہوا۔ کیا
 آپ نے کوئی نمازیں پڑھی ہیں کوئی تفسیر پڑھ لی ہے کوئی روزے حج زکوٰۃ کی پابندی
 کر لی ہے کیا کوئی اسلام کے لئے صدقہ خیرات کر دیا ہے بلکہ وہ تو نیکی لٹکوا لئے آ رہے
 ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے لئے نعرے لگا رہے ہیں۔ کوئی جھولی تو
 نہیں پھیلا رہے ہیں کوئی بھیک تو نہیں مانگ رہے ہیں۔ ایسا ایک اور بھی واقعہ ہے کہ
 عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ یہ کس طرح سے ممکن ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ بہت کمزور ہے۔ حافظہ

کوئی کسی کو نہیں دے سکتا۔ قدرت جو ایک دفعہ مقرر کر دیتی ہے وہی رہتا ہے اس میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ بڑی محنت اور کوشش سے کسی ورزش یا ٹانگ وغیرہ سے انیس بیس کا فرق پڑ سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے کیوں مانگتے ہو جاؤ جا کر اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ مجھ سے مانگنا تو شرک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ جاؤ جا کر کھیں لے آؤ کیا کھیں میں باندھ کر کوئی حافظہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہیں جو چاہیں جب چاہیں عطا کر سکتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیں لے آئے فرمایا بچھا دو آپ نے وہ کھیں بچھا دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا میں سے یونہی بک بھر کر اس میں ڈال دیئے فرمایا کہ اس کو پیٹ کر سینے سے لگا لو۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی حدیث نہیں بھولی۔ دولا کھ یا نولا کھا حدیث مبارکہ کاراوی ہے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں درجے بہا دیئے ہیں

یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگو اور دل کھول کر مانگو جو چاہو سو مانگو۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دینے پر قادر ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار ہیں۔

وہ اور ہوں گے جن کو مجبور نبی ملا ہے

صد شکر کہ ہم بندے ہیں مختار نبی کے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے حکم سے مختار ہیں اس میں کوئی لڑائی نہیں ہے، کوئی جھگڑا نہیں ہے اس سے دین میں کوئی تضاد اور فساد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ دیتا ہے ان کے دست کرم سے دیتا ہے۔ فرمایا: اَللّٰهُ يُعْطِيْ وَ اَنَا قَائِلٌ بِمِ تَعَالٰی مجھے عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اس لئے اگر کچھ ملنا ہے تو وہ در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملنا ہے وہیں سے ہی لینا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ بِالْکُلِّ بِرَحْمٰتِہٖ اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں جو اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمتیں اور فضائل اور اوصاف عطا کئے ہیں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطائی ہیں ان کا ماننا بھی نہایت ضروری ہے۔ اگر تمام صفات اور تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مانی جائیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کی تو کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی ہر شخص کو قرآن میں جانا وہ اسے پڑھتا اور موبچس کرتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ وہ تمہارے سامنے عملی طور پر دین کو پیش کریں خود عمل کر کے تمہارے لئے نمونہ بنیں پھر تم اس کی نقل کر کے دین کو سمجھو اور اپنے لئے اس میں سے راہبری حاصل کرو۔ قرآن مجید میں کوئی سات سو پچاس مرتبہ حکم آیا ہے کہ نماز پڑھو لیکن نماز پڑھنے کا طریقہ بیان نہیں فرمایا۔ یا اللہ نماز تو پڑھیں لیکن کس طرح سے پڑھیں۔ فرمایا کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھو جس طرح وہ نماز پڑھتے ہیں تم بھی ویسے ہی پڑھو۔ جس طرح رکوع و سجود کریں تم بھی کرو۔ وہ رکوع اور سجود میں جو کچھ پڑھتے ہیں وہ تم بھی پڑھو۔ جس طرح سے قیام کریں تم بھی کرو۔ قیام میں جو پڑھیں وہ تم بھی پڑھو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

کس طرح سے پڑھیں فرمایا میری نقل کرو۔ میرے پیچھے پیچھے چلتے رہو۔ میری طرف دیکھ کر نماز پڑھو تمہاری نماز ہو جائے گی۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہے اس کی عظمت ہے۔ اس کی شان ہے اگر اس کے در پر حاضر نہیں ہو گے اس کی افتدائیں کرو گے تو تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور ”لا“ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لینے کی توفیق عطا فرمائے لوگ کہتے ہیں کہ نعت شریف کیوں پڑھتے ہو۔ حمد باری تعالیٰ کیوں نہیں کرتے۔ صرف ایک حمد پڑھی ہے اور پھر اس کے بعد چند رہ نعت شریف پڑھی ہیں۔ یا اللہ کیا ہم غلطی پر تو نہیں ہیں۔ فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہو اس کے ساتھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہو۔ اس کے بغیر کوئی گزارہ نہیں ہے۔ کلمہ، نماز، تکبیر، جہاں بھی دیکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہے۔ قرآن مجید میں اگر الْحَمْدُ لِلّٰہِ تو وہیں اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْفُطُوحَ۔ وَاللَّيْلُ۔ وَالشَّمْسُ ہے۔ یہ سارا کچھ ایک ہی قرآن میں موجود ہے کوئی علیحدہ قرآن نہیں ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرے تو اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔
اعلھرت بریلوی فرماتے ہیں۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو

واللہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

جہنم کی چابی کیا ہے۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ تے خیر سلا۔ فرمایا خبردار یہ جہنم کی چابی ہے۔
 اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے یہ ایک بڑا فریب ہے۔ پھر فرمایا کہ میرا ذکر نہ کرے
 لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرے تو وہ بھی میرا ہی ذکر ہے۔ یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا کیا فائدہ ہے۔ فرمایا کہ اگر تو ذکر
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر لے یا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محفل میں آ جائے
 جس طرح سے کہ آپ اس محفل میں شریک ہیں۔ یہ محفل چھوٹی ہو کہ بڑی ہو اس سے
 کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض صرف یہ ہے کہ محفل میں کیا ہو رہا ہے اگر اس میں ذکر
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے تو پھر کرم ہی کرم ہے۔ اور ایک محفل میں آ جانے سے
 بیس لاکھ بری محفلوں کے گناہ مٹ جائیں گے۔ اور کسی عمل سے اتنے گناہ نہیں مٹتے
 ہیں یہ صرف ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی مٹتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب تم محفل
 میں آتے ہو تو گناہ لے کر آتے ہو لیکن جب آپ محفل میں بیٹھ جاتے ہو تو ذکر مصطفیٰ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سن لیتے ہو تو تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ جھوٹ
 فریب، دعا چوری، چغلی لے کر آتے ہو تو سب معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ ذکر مصطفیٰ علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی برکت ہے کہ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ پروفیسر صاحب
 نے حساب لگایا ہے کہ جنت بہت دور ہے۔ اگر کوئی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی
 سیکنڈ سے پرواز کرے اور مسلسل پرواز کرتا رہے تو وہ تیس لاکھ سال میں جنت کے
 کنارے پہنچ جائے گا۔ جنت کے اندر نہیں پہنچے گا۔ جس طرح سے اس مکان کے
 بیرونی دروازے پر پہنچے گا اندر داخل نہیں ہوگا۔ لیکن جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم ہوتا ہے تو جنت چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کی کیاریوں میں جاتے ہو تو ان کا پھل کھایا کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کہاں ہیں فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ جنت بہت اعلیٰ چیز ہے لیکن مدینہ منورہ کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

اور مدینہ منورہ کس طرح سے ملتا ہے۔ فرمایا کہ جب تک ذکر کرتے ہو۔ درود شریف پڑھتے ہو تو خواہ تم اکیلے ہو یا محفل میں بیٹھے ہو تو ساری محفل کو اٹھا کر میری قبر اقدس میں رکھ دیا جاتا ہے میں ہر ایک کو بیچا نہا ہوں کہ اس کا نام یہ ہے اسکے والد کا نام یہ ہے اس کی یہ ذات ہے اس کا یہ قبیلہ ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ اعمال کی تو کوئی بات ہی نہ ہوئی۔ ذکر سے سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔ یہ تاثر تو بنتا ہے۔ آؤ ذرا حشر کی طرف چلتے ہیں وہاں جو کچھ ہوتا ہے اسکی خبر بھی ذرا لے لیں۔ حشر میں افراتفری ہے۔ نفسی نفسی کا دور دورہ ہے پسینے آئے ہوئے ہیں اور اتنا پسینہ کہ اس میں کشتیاں بھی تیر سکتی ہیں جہاز بھی چل سکتے ہیں اور اتنی شد بد گرمی ہے کہ بدن پگھل رہے ہوں گے۔ لوگ گھبرا جائیں گے۔ یا اللہ اس مصیبت سے نجات دے دے سب کے دل میں یہ القاء کیا جائے گا۔ یہ حدیث شریف بیان فرماتی ہے کہ یہ سب کچھ وہاں ہی ہوگا۔ دل میں یہ خیال پیدا کیا جائے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو اس سے شفاعت کراؤ، آج جو شفاعت کے انکاری ہیں وہ بھی اس میں شامل ہوں گے۔ حضرت صاحب آپ ابو البشر ہیں ہماری شفاعت فرمائیں وہ

فرمائیں گے کہ میں شفاعت نہیں کر سکتا۔ اِذْهَبُوا اِلٰی غَيْرِيْ كِسِي دوسرے کے پاس جاؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی یہی جواب ہوگا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام یہی جواب دیں گے۔ آخر میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے وہ فرمائیں گے کہ شفاعت تو میں بھی نہیں کر سکتا لیکن مجھے علم ہے جو آج شفاعت کر سکتے ہیں لوگ عرض کریں ہے کہ جلدی بتائیے ہم تو دھکے کھا کھا کر مر گئے ہیں۔ فرمائیں گے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لوگ آپ کے پاس حاضر ہو جائیں گے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری مخلوق میرے در پر جھولی پھیلائے کھڑی ہوگی حتیٰ کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں تو بنا ہی شفاعت کے لئے ہوں اِنَّا لَهٗۤ اٰتٰی حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ نے بڑے کارنامے فرمائے ہیں اب کیا حالت ہو رہی ہے۔ کورنمنٹ کے سارے بت تو زد دیئے۔ سزا ہوئی کہ آگ میں پھینک دو، ملک بدر کر دیئے گئے۔ بچہ پیدا ہوا تو حکم ہوا کہ جاؤ مکہ مکرمہ کی وادی میں چھوڑ آؤ جہاں پانی کا دور دورہ نہ تھا نہ پانی نہیں پھر حکم ہوا کہ قربانی کرو۔ آپ نے بکریاں قربان کر دیں، پھر حکم ہوا کہ قربانی کرو تو آپ نے گائے ذبح کر دیں پھر حکم ہوا کہ قربانی کرو تو اونٹ ذبح کر دیئے۔ پھر حکم ہوا کہ اپنی پیاری چیز قربان کر دیئے کو تیار کر لیا۔ بیٹا بھی تیار ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں باندھ لئے چھری تیز کر لی۔ اگر بیٹا ذبح نہیں ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلوص میں کوئی کمی نہیں۔ دنبہ آ گیا وہ ذبح ہو گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام بچ گئے۔ یا اللہ ایسے زبردست اعمال بھی کام نہیں آئے
فرمایا کہ اعمال کام نہیں آئیں گے صرف میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت ہی
کام آئے گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے اس دنیا میں
میری شفاعت نہ مانی حشر میں اس کی شفاعت میں نے کرنی بھی نہیں ہے اور جس کی
میں نے شفاعت نہ کی وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ یہ کوئی پروپیگنڈہ نہیں ہے بلکہ حق
ہے کہ جنت میں داخلہ صرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہوگا۔
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے فرمایا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے ظلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جو کہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت نہیں ہے میرے اعمال
کافی ہیں وہ پکا جہنمی ہے۔ لیکن اعمال ترک نہیں کرنے ہیں اعمال ضرور کرو لیکن
اعمال کا سہارا نہ لو۔ پھر صرف ایک ہی نصیحت ہے عرض ہے گزارش ہے کہ جو
میرا ایمان بھی ہے کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

اے تجو ذکر کرنے والو! اے ٹوپی دارھی والو! اے روزہ والو! اے حاجیو یا درکھو کہ جنت
میں داخلہ کے لئے اعمال کافی نہیں ہوں گے اس کے لئے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کی ضرورت ہے۔ لیکن اعمال بے کار نہیں جائیں گے ان میں کوئی کمی نہیں کی
جائے گی ان کو پورا پھل دیا جائے گا اور جنت میں درجہ اعمال کی بنیاد پر ہوگا۔ لیکن یاد

رکھو کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری جنت سے باہر ہی رہ جائے گا۔ حافظ قرآن سات پشتوں کو بخشوا لیتا ہے۔ حافظ قرآن جب جنت میں داخل ہو جائے گا تو اسے کہا جائے گا کہ تو الحمد للہ سے شروع کر اور والناس تک پڑھتا چلا جا اور ہر حرف کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ حافظ قرآن قادیانی ہو تو وہ جنت میں نہیں جائے گا باہر ہی بیٹھا رہے گا۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ مفتی محمد امین صاحب کہ جن کے زیر سایہ ہم بیٹھے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی کہے عمل سے جنت، عمل سے جنت، عمل سے جنت تو فرمایا یہ منافق کی بولی ہے۔ منافق کہتا ہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے اور مومن کی بولی یہ ہے کہ جنت شفاعت مصطفیٰ، شفاعت مصطفیٰ، شفاعت مصطفیٰ، سے ہی ملتی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں میں مفتی محمد امین صاحب کی بات کر رہا ہوں میں ان کا حوالہ دے رہا ہوں میں ان کو Quote کر رہا ہوں کہ یہ میں نے ان سے لیا ہے۔ ان سے سیکھا ہے۔ حضرت امیر ایم علیہ السلام کا جھولی پھیلا نا بھی یہ ثابت کر رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شفاعت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کریں گے۔ فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام چپ کر جائیں گے اللہ تعالیٰ کی اس روز اتنی دہشت ہوگی کہ کوئی بول نہیں سکے گا۔ وہ چپ کر جائیں گے میں ان کا خطیب ہوں گا۔ میں ان کی طرف سے بات کروں گا۔ وہ رک جائیں گے اور پاؤں نہیں اٹھا سکیں گے میں ان کا راہبر ہوں گا میرے سہارے سے چلیں گے۔ وہ میرے سامنے جھولی پھیلا لیں گے میں ان کا شفیع ہوں گا لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر کیوں نہیں ہے فرمایا فخر وہ کریں جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں یہ انبیاء علیہم السلام کی کیفیت

ہے کہ ہم کون ہیں۔ حضرات شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت خوانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرائی ہے ہم بھی سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کر رہے ہیں۔ نام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آتا ہے تو ہم انگوٹھے چومتے ہیں آنکھوں پر لگاتے ہیں لوگ اس پر سخت نالاں ہوتے ہیں۔ یہ سنت حضرت آدم علیہ السلام ہے آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی سننے پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ سنت مٹ گئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ زندہ کی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب یہ میرا نام سنتا ہے تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہے جو اس کی سنت پر عمل کرے گا اس کا گھر جنت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ اس عمل پر مفتی محمد امین صاحب نے تحقیق کی ہے اور چھ احادیث مبارکہ لکھی ہیں جن میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کا جواز ملتا ہے۔ حضرات ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہ قرآن وحدیث کے عین مطابق کر رہے ہیں۔ علماء کرام کے نظریہ سے کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کے مطابق کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعلیمات کے مطابق کر رہے ہیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے علیحدہ ہو کر کر رہے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعت لکھی ہے اور سنائی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے سنی ہے تو ہم بھی لکھ رہے ہیں پڑھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ یہ مانتے ہیں کہ ہماری نعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شان کے لائق نہیں ہے لیکن انکا کرم ہے کہ وہ قبول کر رہے ہیں۔

مَا اِنْ مَلَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مَلَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

یہ شعر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی پڑھا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنے الفاظ سے اپنے اشعار سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتا۔ صرف یہ کرنا ہے کہ ان کا نام لے لے کر اپنی قسمت کو سنوار لیتا ہے۔ یہی ہم بھی کر رہے ہیں حالانکہ ان کے لائق نہیں ہیں۔ کوئی نعت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو محیط نہیں ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حشر کے دن میری ایسی نعت پڑھے گا جو میرے لائق ہوگی۔ اور میں اس روز اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان کروں گا جو میرے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہوگی۔ اس سے پہلے یہ سارا Sub Standard مال ہی قبول ہو رہا ہے۔

بازار مصطفیٰ وہ بازار ہے کہ جس میں

کھرے دام کھوٹا سکھ سر عام چل رہا ہے

یہ ہم چلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جن کا یہ عقیدہ نہیں ہے ان کو یہ عقیدہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے کہ اے لوگو! اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر لو کوئی گناہ کر لو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ وہاں جا کر معافی مانگ کر ان سے عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خفاقت فرمائیں۔ پھر اگر وہ تمہاری خفاقت فرمائیں گے تو میں تمہاری بخشش کر دوں گا۔ ایک اعرابی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو وہ

مدینہ شریف آگیا اور پوچھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں۔ اسے بتایا کہ وہ تو وصال فرما گئے ہیں۔ پوچھا کہ ان کی قبر اقدس کہاں ہے قبر بتائی گئی تو وہ وہاں کھڑے ہو کر روتا رہا اور یہی آیت مبارکہ (سورت النساء ۶۴) پڑھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گناہ گار ہوں۔ اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو گیا ہوں۔ مہربانی فرمائیں میری شفاعت فرمائیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور سے آواز آئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آواز کو سننے والے ہیں اور اس واقعہ کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ قبر انور سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز آئی فرمایا کہ اے اعرابی جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جاؤ۔ اعرابی تو مدینہ شریف آیا اور بخشش لے کر گیا ہے۔ کیا تمہیں بخشش کی ضرورت ہے۔ بخشش نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے ملتی ہے۔ جو وہاں نہیں جاسکتا وہ یہیں بیٹھے ہوئے ہی عرض کر دے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر نہیں ہو سکتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لانے پر قادر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمادیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جب ضرورت ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو ان کو ساری کائنات کے علوم آ گئے۔ آپ کا ایک پیر بھائی ہے اس نے جب یہ سنا تو عرض کر دیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو لعاب دہن عطا فرمایا ہے تو مجھے بھی عطا فرمائیں بڑا رویا سجدہ کیا بڑی التجائیں کیں دعائیں مانگیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے فنج ہال کے

کمرہ میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ منہ کھولو میں تمہیں لعاب دہن عطا کرتا ہوں۔
اس نے منہ کھولا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنا لعاب دہن مبارک عطا
فرمایا دس بارہ سال پہلے کا واقعہ ہوا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس لعاب دہن کی شیرینی اب
بھی میرے منہ میں ہے۔ پھر یہی ہے کہ ۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور ”لا“ کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگھوٹھے چوڑے ایک مردہ سنت کو
زندہ کر دیا۔ آج ہم بھی انگھوٹھے چوڑے ہیں جنکی خوشخبری نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے دی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعت پڑھی ہم بھی پڑھ
رہے ہیں۔ شفاعت اس اعرابی نے مانگی اور اسے مل گئی ہم بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی شفاعت ہی مانگ رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اپنی قبر کی جگہ کس سے مانگی آپ نے فوت ہونے سے قبل وصیت فرمائی کہ میرا
جنازہ پڑھا کر میری میت کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر لے جانا۔ یہ کہتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر نہیں جانا چاہئے لیکن صدیق مر کر بھی نبی پاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جانے کی تمنا کرتا ہے۔ فرمایا کہ وہاں جا کر یہ عرض کرنا
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ یہاں یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہے لوگ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا شرک
ہے۔ لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے وصال شریف کے دو سو دو سال بعد قبر
انور پر کھڑے ہو کر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے اور عشرہ مبشرہ والے بھی ان میں

شال ہیں۔ حجرے مبارک کو لگا ہوا نالا بھی کھل گیا کنڈی بھی کھل گئی دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو۔ اور یہ آواز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوست کون ہے جو یہ کہتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے لئے جگہ عنایت فرمائیں۔ ہم بھی یہی طلب رکھتے ہیں کہ یا اللہ مدینہ منورہ میں موت آئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو اور ہم بھی یہی مانگ رہے ہیں کہ کتے و بکھن توں پہلاں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی باتیں سب پرانی ہیں کہ ہر دفعہ اس کا سرور تیا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس سے آپ کو کوئی مزہ بھی آیا ہے کہ نہیں۔ جن کو مزہ آیا ہے وہ ہاتھ کھڑا کرے۔ (سب ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں)۔ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے تقریر کی تو ایک بندے کو مزہ آ گیا آپ کو سب کو آیا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور فرمایا کہ کیا تو وہی بندہ ہے کہ جو کہتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا۔ یعنی تیرے قول و فعل میں تضاد تھا۔ عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں بخش دیتا ہوں کہ تو نے ایک روز تقریر کی تھی جس سے میرے ایک بندے کو مزہ آ گیا تھا۔ اس وجہ سے میں تمہیں بخش رہا ہوں اسے مزہ آ گیا تھا جس وجہ سے اسے بخشا ہوں اور تم دونوں کی وجہ سے ساری محفل والوں کو بخشا ہوں۔ مزہ تو آپ سب کو آ گیا ہے جو میری بخشش کا بہانہ ہے اور تمہیں مزہ آنے سے تمہاری بخشش کا بھی بہانہ بن گیا ہے اللہ تعالیٰ ذکر

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ وہ کام ہے کہ جو حشر کے روز آخری پروگرام ہوگا۔ اور آج بھی بخاری شریف کی حدیث کے مطابق صلوٰۃ رب کیا ہے کہ یہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بٹھا کر اپنی قدرت کی طرز پر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کی پہچان کیا ہے یہ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ریاض الدین ریاض صاحب کی ایک نعت ہے جس میں ان کا بڑا کرم ہے میں وہ آپ کو سناتا ہوں۔

ثناء محمد جو کرتے رہیں گے وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے
 وہ لحات بخشش کا سامان ہوں گے جو ذکر نبی میں گزرتے رہیں گے
 حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی جو عشق نبی میں مرتے رہیں گے
 انہیں دیکھ کر جہاں کے نظارے نگاہوں سے میری اترتے رہیں گے
 ہر اک گام پر ہم کو معراج ہوگی جوہر ان کے قدموں میں دھرتے رہیں گے
 ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا تیرے کام بگڑے سنو رتے رہیں گے
 اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر انہیں راضی کرنے کے لئے کرتا ہے۔
 ہمیں بھی ثناء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو راضی کرنے کیلئے ہی کرنا چاہئے۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانشاہ تنویر صاحب 18-04-09

والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَاصْحَابِكَ يَا
سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو آپ کی اک عنایت تو جہات بنتی ہے
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق آج کچھ عرض کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ پر بڑی الزام تراشی ہوئی کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی نہیں ہوئی نکاح نہیں ہوا تو یہ بچہ کہاں سے آگیا یہ کس طرح پیدا ہو گئے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے اولاد کس طرح سے ہو گئی۔ قوم نے بڑے طعنے دیئے بڑا برا بھلا کہا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھبرا گئیں۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ یہ تیری عطا ہے اب میری قوم کے اعتراضات کا جواب بھی آپ خود ہی عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کرو۔ آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ آپ میرے بیٹے سے پوچھ لیں کہ اس کا باپ کون ہے اس کی پیدائش کیوں کر ہوئی ہے۔ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ (الموم۔ ۲۹)

پس حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اِنِّیْ الْکِیْبَ وَجَعَلَنِیْ لِهٰرِیْطَہَا (۳۰) ”بچہ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) بتایا ہے“

اس پر ساری قوم نے عرض کیا کہ بی بی مریم ہمیں معاف کر دیں ہم سے غلطی ہو گئی ہے تو پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ پر فرمایا ہے مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ وَّ اٰمَنَّا بِالْحَقِّ (مائدہ ۷۵) ”مسیح ابن مریم نہیں مگر ایک رسول اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔“ بیٹے نے یہ نہیں کہا کہ میری ماں پاک ہے بیٹے نے اپنی ماں کی صفائی نہیں دی بلکہ اس نے اپنی عظمت بیان کی ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں میں کتاب لاؤں گا میں صاحب کتاب ہوں میں اللہ کا نبی ہوں۔ اب دیکھو کہ یہودیوں کا یہ عقیدہ

ہے کہ جو نبی ہوتا ہے اس کی ماں پاک ہوتی ہے وہ خراب نہیں ہوتی اس کا کردار بالکل ٹھیک ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تین دن کے تھے اور پچھوڑے میں لیٹے ہوئے فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں میں صاحب کتاب ہوں میں اللہ کا بندہ ہوں پھر جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ولادت باسعادت کے صرف تین منٹ کے بعد گھنگو کرے اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تین دن کے تھے جب انہوں نے بات کی ہے لیکن ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ولادت باسعادت سے تین منٹ بعد ہی عرض کیا **لَیْ اُقْبِلَ بِاَمْرِیْ** مت میرے حوالے کر دے میں خود ہی جنت میں لے جاؤں گا پھر ان کے والدین کریمین سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین پر اعتراض لگاتا ہے وہ یہودیوں سے بھی بدتر ہے۔ یہودی اپنے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کو مان کر ان کی والدہ کی عظمت کو بھی مان گئے۔ اور مسلمان کلمہ پڑھنے والے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سن کر بھی ان کے والدین کریمین کی عظمت کو نہ مانیں تو پھر تمہارے خیال میں وہ کیسے مسلمان ہیں اور کیسے کلمہ کو ہیں اور کیسا کلمہ وہ پڑھتے ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے خود فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں لیکن جب اللہ تعالیٰ خود یہ فرمائے کہ **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ** محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی کو اسی خود دے رہے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کو اسی اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں کہ یہ میرے رسول ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائے کہ یہ رحمۃ اللعالمین ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عظمت بنے گی۔ اور جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائے کہ **وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ**

وَالْحِكْمَةُ وَبُزْجِيهِمْ (بقرہ ۱۲۹) اور تمہیں کتاب اور حکمت داناٹی اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستر افرامادے اللہ تعالیٰ خود فرمائے کہ یہ پاک کرنے والا ہے تو ان کے والدین کریمین کی کیا عظمت ہوگی ان کی کیا شان ہوگی ایک مثال سمجھ لیں کہ کسی نے کہا کہ میری والدہ خوب اچھے طریقے سے بار بار ایک برتن کو دھو رہی تھی۔ ایک بار نہیں دو تین بار نہیں بلکہ تین چار مرتبہ بار بار برتن کو دھو رہی تھی میں نے پوچھا کہ امی جان آپ اس برتن کو بار بار اتنے اچھے طریقے سے کیوں دھو رہی ہیں وہ کہنے لگی کہ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ کا نور ڈالنا ہے اس میں دودھ ڈالنا ہے۔ دودھ کو نور کہتے ہیں۔ جس برتن میں دودھ ڈالنا ہے اس کی صفائی تو اس طرح سے کی جا رہی ہے اور جس برتن میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنا نور ڈالنا ہو وہ کتنا صاف اور پاکیزہ ہونا چاہئے۔ یہ جو بیبیاں برتن کی اس طرح سے صفائی کرتی ہیں ان کا علم ایک طرف اور اللہ تعالیٰ کا علم کتنا ہوگا۔ دودھ ابھی آنا ہے لیکن برتن کی صفائی پہلے سے ہو رہی ہے جس رحم میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور جلوہ افروز ہوگا اس رحم کی صفائی اور پاکیزگی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ لوگ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم ان عورتوں کے علم سے ہی خدا کے علم کا اندازہ کر لیں۔ ان کی برتنوں کی تیاری سے ہی وہ رحم حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیاری کا اندازہ کر لیں کہ جس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور جلوہ افروز ہونے والا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تود یوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا ہوتے ہی یہ علم ہے کہ میں نبی ہوں اور میری امت بھی ہے تب ہی تو فرمایا کہ رَبِّ هَبْ لِيْ اٰمِيْنًا لِّمِيْرِيْ اُمّت میرے حوالے کر دے یہ کہتے ہیں کہ چالیس سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہی نہ

تھا کہ وہ بھی نبی ہیں۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب سے نبی ہیں فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی گارے اور مٹی میں ہی تھے میں اس وقت بھی نبی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرا نبی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ یہ رُوْفُ الرَّحِیْمِ ہے یہ رَحْمَةُ الْعَالَمِیْنَ ہے۔ یہ طُہ ہے۔ یہ یُسُیْن ہے۔ یہ مَزَل ہے۔ یہ مَدْر ہے۔ یہ وِیْل ہے۔ یہ وَافِی ہے۔ کتنے ہی القابات سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا ہے۔ سارا قرآن ہی اللہ تعالیٰ نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بنادی ہے اگر پورا قرآن پڑھ کر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کی عظمت کسی کی نظر میں نہ آئے تو وہ اپنی نظر بنوائے اور ساتھ عقل کے ناخن بھی لے۔ یہ بے عقلی کی انتہا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سمجھ میں نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے اسے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ بلکہ میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ اتنے عظیم المرتبت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو جس رحم میں رکھتا ہے جس صلب میں رکھتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کتنی زیادہ پاکیزگی کا لحاظ رکھیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میرا نور پاک پشتوں سے پاک رگوں میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت مبارک میں آیا اور پھر وہاں سے میری والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں منتقل ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت آمنہ تک میری تمام پشت میں نہ کوئی شرک ہوا اور نہ ہی زانی سب نکاح والے ہوئے۔ حافظ قرآن کے سر پر قیامت کے روز بڑا نورانی تاج پہنایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے حافظ قرآن تیری بڑی عظمت ہے تو جنت میں

داخل ہو جاو قرآن مجید کو آسم سے پڑھنا شروع کر دے اور والناس تک پڑھتا چلا جا
اور اس کے ہر حرف پر ایک درجہ بلند ہوتا جا۔ جہاں والناس تک پہنچے گا جنت میں
وہ تیرا مقام ہے۔ حافظ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں اکیلا جنت میں نہیں جاؤں گا۔
اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرا کیا مطالبہ ہے وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ یہ میرے نھال
کھڑے ہیں ان کو ساتھ لے کر جاؤں گا اور یہ میرے دو دھیال کھڑے ہیں میں ان کو
بھی ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ وہ عرض
کرے گا یا اللہ نھال کے بھی نھال موجود ہیں اور دو دھیال کے بھی دو دھیال کھڑے
ہیں۔ حکم ہو گا کہ ان کو بھی لے جاؤ۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ نھیال کے بھی نھیال اور
ان کے بھی نھال کھڑے ہیں اسی طرح دو دھیال کے دو دھیال اور پھر ان کے بھی
دو دھیال کھڑے ہیں۔ اس طرح سات پشتیں نھال کی طرف سے اور سات پشتیں
دو دھیال کی طرف سے ایک حافظ قرآن ان کی بخشش لے کر ان کو جنت میں ساتھ
لے جا رہا ہے۔ اور جس کے صدقہ میں حافظ قرآن بنا ہے اور پھر جس ہستی پر یہ قرآن
نازل ہوا ہے اس کی شان کتنی ہے۔ یہ قرآن جس کے دل پر جس کے سینے میں نازل
ہوا ہے اس کا کیا مقام ہے وہ ساری امت کی بخشش لے کر راضی ہو رہے ہیں ادھر
سات پشتیں بخشی جا رہی ہیں ادھر ساری امت کی بخشش ہو رہی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی شان عظمت اور اختیار کا اندازہ کریں کہ فرمایا مَلَأَ مَا شِئْتَ يَا رَبِّ عَالَمَ
ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جو چاہے مانگ لے میں ہر چیز دینے پر قادر ہوں۔
جو ہستی اتنی عظیم ہو اس کی ماں کی عظمت کیا ہوگی ذرا اس سے اندازہ کرتے جاؤ۔
حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تمہیں عطا ہو گیا اس کے علاوہ بھی کچھ مانگ لو۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو جنت عطا فرما رہے ہیں ان کے اپنے والدین کی عظمت کیا ہوگی۔ ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ جو چاہو پوچھ لو۔ لوگ کہتے ہیں کہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ ایک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا نہیں ہوں آپ فرمائیں کہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا کہ تو حلال کا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بندوں کے حلال حرام ہونے کا بھی علم ہے۔ ہر شخص کے باپ کا بھی علم ہے اس کی ہر نسل کا علم ہے ہر پشت کے رحم اور صلب کا بھی علم ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پشت مبارک کا علم نہیں ہو گا خود فرمایا کہ میرا نور پاک پشتوں سے پاک رگوں میں منتقل ہوتا ہوا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے نمودار ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کون سی چیز کو پیدا فرمایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے روئے محمد ﷺ بنایا گیا
پھر اس نور سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکان کو سجایا گیا
طاہر سلیم صاحب کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے اس محلے میں سب سے
پہلے کون سا مکان پہلے تعمیر کیا گیا تھا۔ چلئے یہی بتادیں کہ آخر میں کون سا تعمیر ہوا تھا۔

کچھ علم نہیں ہے۔ آپ کے محلہ میں کون پہلے پیدا ہوا یا یہ کئی الحال کون سب سے بعد میں فوت ہوا ہے۔ کوئی فیملی یہاں پہلے آ کر آباد ہوئی، کس کی شادی سب سے پہلے ہوئی۔ کچھ علم نہیں ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوری کائنات سے متعلق پوچھا جا رہا ہے کہ سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی گئی۔ گلبرگ نہیں پوچھا گیا۔ خیابان گارڈن نہیں پوچھا گیا۔ فیصل آباد نہیں پوچھا گیا پاکستان سے متعلق نہیں پوچھا گیا بلکہ پوری کائنات کا پوچھا جا رہا ہے کہ کائنات میں سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی گئی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلا پیش و پیش اور سوچ و بچار فوری طور سے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ کیا اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ اپنے خاندان پر نہیں ہو گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین مخلوق میں سے اشرف المخلوقات انسان کو بنایا اور مجھے انسانوں میں پیدا فرمایا۔ انسانوں میں بہترین عربی نسل تھے مجھے ان میں رکھا گیا۔ عربی قبائل میں بہترین قبیلہ قریش تھا مجھے قریش میں رکھا گیا قریش کی شاخ ہاشمی بہترین تھی مجھے بنو ہاشم میں رکھا گیا۔ قبیلہ زہرہ میں سب سے بہترین میری والدہ ماجدہ تھیں مجھے ان میں رکھا گیا۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ علم نہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو ہر ایک کے نطفے کا علم ہے کہ کون کس کے نطفے سے ہے۔ ایک نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو حرام کے نطفہ سے ہے اس نے تلواریں پکڑی اور اپنی ماں کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات غلط نہیں ہو سکتی تو مجھے سچ بتا کہ میں حرامی ہوں کہ حلال کا ہوں۔ والدہ نے کہا کہ تو پکا

حرام کا ہے جو اپنی ماں کو نکوار سے قتل کرنے کے لئے آیا ہو وہ حلال کا ہو ہی نہیں سکتا۔
 جو اپنی ماں کے گستاخ ہیں وہ ذرا غور سے یہ بات سن لیں۔ جس کی نسل میں خرابی ہو وہ
 ماں کا گستاخ ہوتا ہے۔ اگر آپ اپنی والدہ سے ناراض ہیں تو سوچ لیں کہ تم پر کون سا
 لیل لگتا ہے۔ تو اس کی والدہ نے جب کہا کہ تو حرام کا ہے تو پوچھنے لگا کہ یہ کس طرح
 سے ہے۔ کہنے لگی تیرا باپ اولاد پیدا کرنے کے قابل ہی نہ تھا۔ میں نے ایک غلط
 بندے سے تجھے حاصل کیا تھا۔ یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں تو کیا آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاندان کا علم نہیں ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں کہ میں
 پاک پشتوں سے پاک رگوں میں منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں اللہ تعالیٰ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ان کے والدین کریمین کی عظمت سمجھنے کی
 توفیق عطا فرمائے۔ سعودی زمانے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم
 حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک مسجد نبوی کی توسیع کے دوران کھل گئی تھی۔
 جب آپ کی میت کو نکالا گیا تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسا بھی دفن کئے گئے ہوں۔ کوئی
 چودہ سو سال بعد وہ جسد مبارک نکالا گیا تھا۔ اس کے کفن کو بھی مٹی نہیں لگی تھی۔

زمین مٹی نہیں ہوتی زمین میلا نہیں ہوتا

محمد کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا تو کفن میلا نہیں ہوتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد
 محترم سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے آپ خود ہی اندازہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ والدین
 کریمین کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ اعتراض کرنے والوں سے
 بچائے۔ ایک واقعہ ہے کہ جس میں نصیحت بھی ہے اور عبرت بھی ہے کہ حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام تراشی ہوئی۔ کچھ لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بتائیں آپ اپنے والد محترم کے گھر بھی تشریف لے گئیں تو اللہ تعالیٰ نے خود آپ کی پاک دامنی ظاہر فرمائی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام آیا ان پر تہمت لگی تو بچے نے آپ کی صفائی پیش کی۔ جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگی تو ان کے تین دن کے بیٹے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کی صفائی سے متعلق کواہی دی۔ لیکن جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ پر تہمت لگی تو ان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے کواہی دی۔ اور ایک معیار بھی عطا فرمایا۔ کواہی یہ دی کہ یہ بالکل پاک دامن ہیں اور معیار یہ دیا کہ اے لوگو تم جو ان پر الزام لگاتے ہو تو ایک دستور سن لو۔ **الْخَيْثُ لِلْخَيْثِ وَالْخَيْثُونَ لِلْخَيْثِ وَالطَّيِّبُ لِلطَّيِّبِ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبِ** (النور-۲۶) ”گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کیلئے۔ اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے“ فرمایا کہ نیک کی بیوی نیک ہوتی ہے۔ خبیث کی بیوی خبیث ہوگی۔ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو دیکھیں کہ وہ کتنی عظمت والے ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بھی اتنی ہی عظمت والی ہوں گی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہو اور زوجہ محترمہ کو فاحشہ (نور بالہ) کہتے ہو تو پھر یہ دیکھ لو کہ تم اپنی ماں پر ہی الزام لگا رہے ہو۔ **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِی كِتَابِ اللَّهِ** (الاحزاب-۶) اور یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ

قریب ہیں، اب یہ بتائیں کہ جو اپنی ماں پر الزام لگائے اس سے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہے جو اپنی ماں پر الزام لگاتا ہے وہ خود یہ کہہ رہا ہے کہ میں حرام کا ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یریت کا خود سر شفیٹ عطا فرمایا ہے سورۃ نور میں ایک پورا رکوع آپ کی شان میں نازل ہوا ہے۔ تو اگر یہ چاہتا ہے کہ تیری بیوی نیک ہو نیک چلن ہو تو پھر یہ ہے کہ تو خود نیک چلن ہو جا۔ یہ سارا پیغام ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری بیوی پاک دامن ہو عزت مآب ہو پھر یہ تیری ذمہ داری ہے کہ تو بھی پاک صاف عفت مآب ہو جا۔ تو بھی نیک ہو گا۔ اگر تو نیک ہے تو تجھے بیوی بھی نیک ہی ملے گی اور تیری اولاد از خود ہی نیک پیدا ہوگی اور نیک بنے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا کردار ٹھیک کرنے کی توفیق عطا فرمائے قرآن مجید میں ایک اور بھی میعار آیا ہے۔ جَنَّتٌ عَلَيْنَا يَدْخُلُوهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (سورۃ النحل ۲۳) بنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں۔ ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر کہتے آئیں گے۔ یعنی جو لوگ مومن ہوں گے وہ جنت کے حق دا ہوں گے انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور ان کے باپ دادا ان کی بیویاں اور اولاد کو بھی ان کے ساتھ ان کے درجہ میں داخل کر دیا جائے گا اگرچہ انکے اعمال ان (جنتی) جیسوں کے سے نہ بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اکرام کے لئے بھی ان کے باپ دادا، بیویوں اور اولاد کو ان کے ساتھ جنت میں ان کے درجہ میں ہی داخل کر دے گا۔ ایسا ہی حکم سورۃ مومن آیت ۸ میں بھی آیا ہے۔ فرمایا کہ ایک باپ نیک ہے اس کی اولاد کا عقیدہ ٹھیک ہے لیکن اس اولاد کے اعمال اور

کر دار ٹھیک نہیں ہیں پھر بھی اس اولاد کو نیک باپ کے درجہ میں شامل کر دیا جائے گا۔
 اگر اولاد ٹھیک ہے نیک پرہیزگار متقی ہے جنت میں داخل ہونے کے لائق ہے اگر اس
 کے والدین عقیدہ کے اعتبار سے ٹھیک ہیں لیکن ان کے اعمال درست نہیں ہیں تو
 اللہ تعالیٰ جہاں اولاد کو رکھے گا وہیں اسے حکم دے گا کہ جاؤ اپنے والدین کو بھی اپنے
 ساتھ ملا لو اب بتائیں کہ جو جنت کے مالک ہیں جنت عطا کرنے والے ہیں نبی پاک
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کے والدین کریمین کہاں رہیں گے۔ اپنے لئے تو بڑے
 فتوے لے رہے ہیں کہ میں جنت میں جاؤں گا تو میرے والدین بھی میرے ساتھ جنت
 میں جائیں گے۔ میری اولاد بھی میرے ساتھ ہوگی ہاں یہ درست ہے ہم مانتے ہیں یہ
 قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اِیَّاہُوْگا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ
 بِاِیْمَانٍ ذُرِّیَّتُهُمْ وَمَا اَلَّیْنٰهُمْ مِنْ شَیْءٍ کُلٌّ اٰمِرٌۢ بِمَا کَتَبَ رَہِیْنُ
 (الطور ۲۱) ”اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی
 پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ
 دی۔ سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔ جنت میں اگر چہ باپ دادا کے درجے
 بلند ہوں گے تو ان کی خوشی کے لئے ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا
 اگر چہ اولاد کے اعمال باپ دادا جیسے نہ بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم
 سے اولاد کو بھی وہ درجہ عطا فرمائے گا اس سے باپ دادا کے اعمال کا ثواب پورا
 پورا دیا جائے گا اس میں کمی نہ کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اولاد
 کو بھی اعلیٰ درجہ دے کر ان کے درجات کو بلند فرما دے گا۔ اسی طرح سے اگر
 اولاد اعلیٰ درجہ میں ہے لیکن اس کے باپ دادا کم درجے والے ہوں تو ان باپ

دادا کو بھی اولاد کے ساتھ ملا دیا جائے گا ان کے درجات کو بھی بلند کر دیا جائے گا۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود جنت کے مالک اور جنت عطا کرنے والے ہیں تو جہاں
 حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ ہوگا وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین
 کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی شامل کر دیا جائے
 گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو اٹھا کر
 مومن کے درجے میں رکھے گا کواعمال میں وہ اس سے علاوہ ہوں یہ صرف اس مومن
 کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے اور اس کے سرور کو مکمل کرنے کے لئے ہوگا۔ پھر
 آپ کا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی آنکھیں ٹھنڈی نہ فرمائے گا اور آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنت میں نبی کریم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے درجے میں نہ رکھے گا۔ یقیناً وہ ایسا کرے گا۔ ان
 لوگوں کا فلسفہ اور منطق عجیب ہے۔ خود اپنے پاؤں میں کلباڑی مار رہے ہیں اللہ تعالیٰ
 ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے بچائے۔ جو بھی اپنی ماں کے کردار میں طعن کریگا وہ خود
 بد کردار ہوگا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین پاک ہیں اور یہ حدیث
 شریف میں ہے کہ اگر تم کسی ایسے شخص کو گالی دیتے ہو جو پاک ہے تو وہ گالی خود واپس
 آ کر تمہیں مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی والدہ ماجدہ کے رحم پاک میں جلوہ افروز تھے تو اگر
 ان کا قدم مبارک کسی نوکدار پتھر پر آ جاتا تو وہ موم بن جاتا تھا۔ جب آپ کنویں پر
 پانی لینے جاتے تو آپ کو ڈول کنویں کے میں لٹکانے کی ضرورت نہ پڑتی کنویں کا پانی
 از خود ہی اوپر آ جاتا۔ اتنا تو کنویں کے پانی کو بھی علم ہے کہ کس کی والدہ پانی بھرنے

آ رہی ہے۔ ڈول میں پانی بھر کر جب چلتی تھیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے ڈول کو اٹھائے رکھتے اور آپ کو ذرا بھی وزن محسوس نہ ہوتا تھا۔ اور یہ جو الزام لگاتے ہیں ان کو کوئی خبر نہیں ہے کہ کس ہستی کی والدہ ماجدہ سے متعلق بات کر رہا ہے حالانکہ کنویں کے پانی کو علم ہے پتھروں کو بھی علم ہے کہ یہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون ہیں اور یہ کس کی والدہ ہے۔ جب تو اپنی ماں سے متعلق کوئی بات کرتا ہے تو زبان سنبھال کر پوری ہوش و حواس عقل و خرد سے بات کرتا ہے یا جو بھی منہ میں آئے بلا سوچ و فکر کر دیتا ہے اگر سنبھال کر زبان کھولتا ہے بات کرتا ہے تو پھر جو تیری اور تیری ماں کی بھی ماں ہے اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جو تیرے باپ کی بھی ماں ہے جو ساری امت محمدی کی ماں ہے اس کے متعلق تو کیسی بات کرتا ہے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین پر طعنہ زنی کرتا ہے تو براہوں ہو جاتا ہے مولانا روم فرماتے ہیں کہ جب کسی فرد کی قسمت بد ہو جائے تو وہ نیک لوگوں کے بارے میں بری باتیں کرتا ہے پھر اگر کوئی سردار الانبیاء کے والدین کریمین سے متعلق بری بات کرے وہ کتنا بد نصیب اور بد قسمت ہوگا۔ یہ لوگ بڑی بری کھیل کھیل رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی باتوں سے بھی محفوظ رکھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک رومال تھا جس سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھانا تناول فرمانے کے بعد ہاتھ مبارک پونچھے تھے وہ رومال جب میلا ہو جاتا تھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے جلتے تنور میں ڈال دیتے تھے اور وہ بالکل صاف اور دودھ کی طرح سفید ہو جایا کرتا تھا اس رومال پر آگ اتر نہیں کرتی

تھی۔ جس رومال کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک چھو جائیں اس پر آگ اتر نہیں کرتی اور جس رحم میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود جلوہ افروز رہے ہوں کیا اس پر کوئی آگ اتر کرے گی اس پر تو دوزخ کی آگ بھی اتر نہیں کر سکتی اور جس پشت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور جلوہ افروز رہا ہو اس پشت مبارک پر کون سی آگ اتر کر سکے گی۔ جس چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چھو بھی لیں اس پر آگ حرام ہو جائے اور جن پشتوں اور ارحام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور منتقل ہوتا ہوا آئے وہ آگ میں ہوں یہ کس طرح سے ممکن ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایمان والے ہیں ان پر آتش دوزخ حرام ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ میرے والدین کریمین کو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کر دیا۔ وہ دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اُمت محمدی میں داخل ہوئے اور پھر وصال فرما گئے۔ لہذا والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایمان والے تھے۔ وہ اہل جنت میں سے ہیں اور جنت میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔ جب صالحین کا ذکر ہوتا ہے تو نزول رحمت ہوتی ہے ہم اس وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین شریفین کا ذکر کر رہے ہیں جو صالحین کے بھی سرخیل ہیں تو اس وقت اس محفل پر بھی نزول رحمت ہو رہی ہے ہم پر رحمت برس رہی ہے اور رحمت کے صدقے ہماری بخشش کا بہانہ بن رہا ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ قیامت کے روز حافظ قرآن کے والدین کے سروں پر نورانی تاج پہنائے جائیں گے اور یہ قرآن جن پر نازل ہوا ہے جو صاحب قرآن ہیں کیا ان کے والدین کریمین

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سروں پر نورانی تاج نہیں ہوں گے ان کے سروں پر تو ایسے نورانی اور روشن تاج ہوں گے کہ کڑوڑوں سورج کی روشنیاں بھی ان کے سامنے شرمنا جائیں گی۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ قاعدہ نبوت رہا ہے کہ نبی کی ماں مومن ہوتی ہے۔ پھر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کیسے ایمان سے محروم رہ سکتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام صرف پاکیزہ عورتوں کا ہی دودھ پیتے ہیں اس لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے والی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ پاک اور پاکیزہ ہیں ان کے علاوہ حضرت حلیمہ سعدیہ، حضرت ثویبہ اور حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہن تمام کی تمام مسلمان اور ایمان والی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (طہ ص ۵) اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی دوزخ میں نہ جائے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے سوال کروں گا کہ میری اہل بیت کا کوئی فرد جہنم میں نہ جائے اور اللہ تعالیٰ میرے اس سوال کو پورا فرمائیں گے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے گھر والے جن کو دعوت حق نہیں بھی پہنچی وہ بھی اہل جنت میں سے ہوں گے۔ عذاب صرف ان کو ہوگا جنہوں نے دعوت اسلام کو ٹھکرایا ہوگا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو میں اپنے والد۔ والدہ اور اپنے رضاعی بھائی کے لئے

شفاعت کروں گا۔ ایک مستند واقعہ ہے اہل حدیث کی کتب میں درج ہے ایک اہل حدیث مولوی صاحب اپنی مسجد میں بچوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی تو اس مولوی صاحب نے اس سے کہا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھو اس نے کہا کہ میں سنی بریلوی عقیدہ ہوں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہوں میں تو اسی طرح سے ہی نماز پڑھتا ہوں جس طرح سے آپ نے دیکھا۔ اس پر اہل حدیث اس مولوی صاحب نے کہا کہ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو کیا آتا ہے صرف سترہ تو احادیث اس کو آتی تھیں اس پر ہی وہ بڑا فقیہ بن گیا۔ یہ بات بریلوی مولوی صاحب نے سن لی اور فرمایا کہ اس اہل حدیث مولوی کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا۔ چند روز بعد پتہ چلا کہ وہ اہل حدیث مولوی مرزائی ہو گیا ہے ختم نبوت کا انکاری ہو گیا ہے اور اسی حالت میں ہی وہ مر گیا ہے۔ لوگوں نے اس بریلوی مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کس طرح سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ بے ایمان ہو جائے گا فرمایا وہ حدیث قدسی ہے۔ مَنْ عَادِلِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اَذْنَبَ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا اقْتَرَضْتُ عَلَيْهِ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص میرے ولی کو ایذا دے بے شک میں اس کو لڑائی کے ساتھ خبردار کرتا ہوں اور کسی چیز کے ساتھ میرے بندے نے میری طرف نزدیکی حاصل نہیں کی سوائے اس چیز کے کہ وہ میرے نزدیک بہت محبوب ہو یعنی میں نے اپنے بندے پر فرض کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے کسی پیارے پر تہمت لگائے میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اس شخص نے ایک ولی اللہ حضرت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تہمت لگائی تو میں نے سمجھ لیا کہ اس نے تو اللہ تعالیٰ سے
 جنگ کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کا ایمان سلب کر لے گا اور یہ بے ایمان ہو کر
 مرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کون جنگ جیت سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے کسی ولی
 کسی دوست پر تہمت لگانے سے بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے تو پھر جو کوئی تمام
 اولیاء اللہ اور تمام امت محمدیہ کی ماں پر تہمت لگائے تو اس کا کیا حشر ہوگا اور اس
 ماں کی بھی ماں پر تہمت لگائے اس کا کیا حشر ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں بیان فرمائی ہے پھر ان پر تہمت
 لگانے والے اللہ تعالیٰ کے غضب سے کس طرح بچ سکیں گے۔ حدیث شریف میں ہے
 کہ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی مسلمہ ہے۔ والدین شریفین
 صاحب اہل ایمان ہیں ان پر الزام لگانے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہوگا۔
 اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین سلام پڑھتے ہیں۔

والدین کریمین خیر الوری
 لخت جگر مصطفیٰ سیدہ النساء
 طفل حیدر، حسین و حسن مجتبیٰ
 خاندان رسالت پہ لاکھوں سلام
 خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب

28-06-09

سادات کا ادب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِلِ وَأَصْحَابِكَ يَا
 سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو آپ کی اک عنایت تو جہات بنتی ہے
 اسی دید سے بننے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
 اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! سادات کی بڑی قدراں کا بڑا مقام اور ادب ہے ان سے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ میں اپنی تبلیغ پر تم سے کوئی اجر ت طلب نہیں کرتا بلکہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میری آل سے میری سادات سے محبت کریں۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الشوریٰ-۲۳) ”تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجر ت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت“ لہذا سادات سے محبت کرنا فرض ہے۔ جس کے دل میں سید کی محبت نہیں ہے وہ بے ایمان ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے میرے نواسوں سے محبت کی اس نے ہم سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی اس نے ہم سے دشمنی رکھی جس نے ان سے لڑائی کی اس نے ہم سے لڑائی کی جس نے ان سے صلح رکھی اس نے ہم سے صلح رکھی جس نے ان کو غضب ناک کیا اس نے ہم کو غضب ناک کیا اور جس نے ہم کو غضب ناک کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو غضب ناک کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو غضب ناک کیا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ پھر فرمایا کہ میرے غلامو تم میرے حسنین کریمین سے محبت اور عقیدت رکھنا۔ وَمَنْ مَاتَ عَلَىٰ حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ مُؤْمِنًا وَمَنْ مَاتَ عَلَىٰ حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ شَهِيدًا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک سے محبت رکھتا ہو اور وہ مومن مرا۔ اور جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مرا وہ شہادت کی موت مرا۔ پھر فرمایا۔ وَمَنْ مَاتَ عَلَىٰ بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ كَافِرًا وَحُرِّمَتِ الْجَنَّةُ عَلَىٰ مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ بَيْتِي۔ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہوئے مرا وہ کافر

مرا اور جس نے میری اہل بیت پر ظلم کیا اس پر جنت حرام ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی علیہ وسلم اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھیل اوڑھے ہوئے تھے اور اس میں کوئی چیز ابھری ہوئی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلداک اُمّی وَاَبیّ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیل کا گوشہ مبارک اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جلوہ قلن ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا وَاَحَبُّ مِنْ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ میں ان حسنین کریمین سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما جو ان سے محبت کرے اس سے بھی تو محبت فرما۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بندہ اتنا گناہ گار ہو کہ جتنے گناہ تمام بندوں کے ہوں گے اتنے صرف اس ایک بندے کے ہوں گے پھر اگر وہ کسی سید زادے کے ہاتھ کو ادب کے ساتھ بوسہ دیدے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے آپ اس سے اندازہ کر لیں ایک سید زادے کا کیا مقام ہے۔ ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ایک شخص بے روزگار ہو گیا مقروض ہو گیا۔ لاچار ہو گیا کوئی سبیل نظر نہ آئی کہ کس طرح سے روزی کما سکے۔ مجبور ہو کر گھر میں بیٹھ رہا اس نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ چند روز بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا کہ فلاں مجوسی کے پاس چلے جاؤ اسے میرا سلام کہنا اور اس کو خوش خبری دینا کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے۔ مجوسی جانتے ہو کہ کون ہوتے ہیں۔ یہ آتش پرست ہوتے ہیں آگ کی پوجا کرتے

ہیں۔ فرمایا اسے یہ بھی کہنا کہ وہ تمہاری کچھ مدد بھی کر دے۔ وہ مجوسی بہت امیر آدمی تھا وہ شخص اس کے پاس گیا۔ اس سے کہا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام ہے اور یہ ان کا پیغام ہے اس نے کہا کہ میں تو مجوسی ہوں میں تو ان کو مانتا ہی نہیں ہوں میں ان کا کلمہ کو نہیں ہوں انہوں نے مجھے سلام کس لئے بھیجا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے آپ کو کیوں سلام بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا ہے میں نے لے کر آگیا ہوں اور فرمایا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے پوچھا کہ کیا تمہیں دعا کا پتہ ہے۔ جی نہیں مجھے دعا کا تو پتہ نہیں ہے۔ نہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے از خود بتایا ہے صرف یہی فرمایا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے۔ مجوسی نے کہا کہ پہلے تو آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں اور پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دعا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارے مذہب میں حقیقی بہن بھائی کی آپس میں شادی ہو سکتی ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی بیٹی سے کر دی۔ بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور بہت بڑی دعوت کی پورے شہر کو کھانا کھلایا۔ شام کو تھک کر اوپر چھت پر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ میری ہمسائیگی میں سیدزادیاں رہتی تھیں۔ ایک والدہ تھی اور تین اس کی بیٹیاں تھیں میں لیٹا ہوا تھا تو وہ سیدزادیاں آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ یہ اچھا ہمارا ہمسایہ ہے کہ پورے شہر کی دعوت کی ہے دھوم دھام سے شادی کی ہے ہر طرح کی خوشی کی ہے لیکن ہم اس کے ہمسائے میں ویسے ہی بیٹھی ہیں ہمیں اس نے نہ دعوت دی ہے اور نہ ہی ہمیں کھانا بھیجا ہے۔ مجوسی نے یہ بات سنی تو اسے افسوس ہوا کہ اس کے ہمسائے ہی بھوکے رہ گئے اور پورے شہر کو کھانا

کھلاتا رہا۔ وہ نیچے آیا اور پوچھا کہ کتنی عورتیں ہیں بتایا گیا کہ تین بیٹیاں ہیں اور چوتھی ان کی والدہ ہے۔ اس نے ان سب کے لئے سوٹ لئے اور ساتھ کھانا بھی لیا اور ان سیدزادیوں کے گھر بھجوا دیا اور خود پھر اوپر چھت پر جا کر لیٹ گیا۔ اب وہ بیٹیاں کہہ رہی ہیں امی ہم یہ کھانا کیسے کھا سکتی ہیں وہ مجوسی ہے۔ والدہ نے کہا کہ کوئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رزق آیا ہے اسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پڑھ کر کھالو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک یہودی کے گھر کا کھانا کھالیا تھا آپ مجوسی کے گھر کا کھانا کھالیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کہنے لگیں کہ ہمارا یہ مطلب نہیں تھا ہم تو یہ کہتی ہیں کہ ہم کھانا بھی اسی مجوسی کا کھائیں اور پھر وہ مجوسی کا مجوسی ہی رہے وہ مسلمان کیوں نہ ہو۔ والدہ نے کہا کہ تم دعا کرو میں آمین کہہ دیتی ہوں۔ بیٹیوں نے دعا کی کہ یا اللہ اس مجوسی کو ایمان عطا فرما دے والدہ نے آمین کہا۔ اس مجوسی نے کہا کہ یہ وہ دعا ہے جو میرے حق میں قبول ہوئی ہے اور مجھے ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے۔ اس مجوسی نے سیدزادیوں کی جو تھوڑی سی خدمت کی انہیں کھانا بھیج دیا۔ ان کو کپڑے بھیج دئے اور اس کے صلہ میں انہوں نے دعا کر دی اسے ایمان نصیب ہو گیا وہ جہنم سے آزاد ہو گیا اور اس کی بخشش ہو گئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی اتنی تھوڑی سی بھی سادات کی خدمت کر دے اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرما دیتا ہے۔ اگر آپ کو بھی کبھی موقع مل جائے تو سیدزادے کی طرف داری کرو۔ اس کے ہاتھ کو بوسہ دے دو، اگر کچھ ہو سکے تو اس کی خدمت بھی کر دیا کرو۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت سرکار دانا صاحب گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے

دادا مرشد کون ہیں۔ آپ کے دادا پیر دادا مرشد کریم حضرت خواجہ جنید بغدادی
 رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ شاہی پہلوان ہوا کرتے تھے اس زمانے کا دستور تھا کہ جو
 قوی پہلوان ہوتا تھا اسے اگر کوئی چیلنج کر دیتا ہے کہ اس سے کشتی کا مقابلہ کرے تو
 پھر اسے کشتی کرنا ضروری ہو جاتا تھا۔ اگر یہ قوی پہلوان جیت جائے تو یہ چیمپین
 رہتا تھا اگر ہار جائے تو اس کا یہ اعزاز ختم اور جیتنے والا چیمپین بن جاتا تھا۔ ایک
 بہت کمزور اور لاغر شخص نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کشتی لڑنے کا چیلنج
 کر دیا۔ اکھاڑہ لگ گیا پورا سٹیڈیم بھر گیا۔ حضرت جنید بغدادی بڑے جسم طاقتور
 اور ان کا مقابلہ ایک نہایت ہی لاغر اور کمزور شخص۔ عجیب مقابلہ تھا۔ کشتی شروع
 ہونے سے پہلے دونوں پہلوان ہاتھ ملاتے ہیں۔ جب اس شخص نے آپ سے
 ہاتھ ملایا تو کہا کہ میں ایک سید زادہ ہوں مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے میں کوئی
 پہلوان تو نہیں ہوں اور نہ ہی آپ سے مقابلہ کر سکتا ہوں آپ اگر مہربانی
 فرمائیں اور نیچے گر جائیں مجھے انعام مل جائے گا میں چلا جاؤں گا۔ آپ کو اپنا
 عہدہ مبارک ہو آپ شاہی پہلوان ہیں اور آپ ہی رہیں گے میری ضرورت
 پوری ہو جائے گی میں نے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا اور نہ ہی کرنا
 چاہتا ہوں کہ یہ میرا ضمیر مجھے اجازت نہیں دیتا کہ میں کسی سے بھیک مانگوں۔ بس
 میں نے سوچا کہ آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون کا واسطہ دے کر اپنی
 ضرورت پوری کروں اگر آپ مان جائیں تو آپ کی مہربانی ہے۔ اب ایک
 طرف حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے اپنی شان آن بان کو دیکھا
 دوسری آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فیصلہ کر لیا کہ اے جنید تو آل رسول

کے سامنے گر ہی جا۔ بس جو نبی سید زادے نے کشتی کا آغاز کیا تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ چت نیچے گر گئے سید زادہ وہ کشتی جیت گیا لوگوں نے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت برا بھلا کہا پھر مارے جو ہو سکا سو کیا لیکن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے اٹھے اور گھر کو چل دیئے وہ مطمئن تھے کہ وہ کشتی ہارے نہیں تھے صرف آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کیا تھا سید زادہ انعام لے کر چلا گیا۔ رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا کہ اے جنید تو نے میرے خون کا ادب کیا ہے میں تمہیں اولیاء اللہ کا سردار بنانا ہوں آپ کشتی ہار گئے جان بوجھ کر شکست مان لی لیکن انعام یہ ملا کہ آپ اولیاء اللہ کے سردار بن گئے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری کی شان اور عظمت کو دیکھیں اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دادا پر دادا مرشد کریم ہیں۔ آپ کشف المحجوب پڑھیں تو دیکھیں کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ بھی تحریر کرتے ہیں اس کا باقاعدہ ثبوت قرآن و حدیث کے حوالے سے پیش فرماتے ہیں اور اکثر جگہ پر جو کسی مسئلہ کا حل بیان فرمایا ہے وہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق کیا ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ میں یوں فرمایا ہے لہذا یہی سچ ہے۔ اسی سے آپ کو بھی علم آ گیا۔ ولایت بھی مل گئی۔ سب کچھ مل گیا اگر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت پڑ جائے تو کہیں کا کہیں مرتبہ بلند ہو جاتا ہے یہی کچھ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا کہ ایک سید زادے کا ادب کیا تو اولیاء اللہ کے سردار بنا دیئے گئے۔ آپ کو موقع ملے تو سید زادے کا ادب کریں۔ ایک اور بھی واقعہ ہے کہ پچھلے زمانے میں کوئی اسلامی

جنگ ہوئی وہ بچوں اور عورتوں کو بھی ساتھ میدان جنگ میں لے جاتے تھے۔ مسلمانوں کو شکست ہو گئی تو ساری فوج ادھر ادھر بھاگ گئی جہاں کسی کو جگہ ملی وہ چھپ گیا۔ ایک سید زادی اور اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی جنگ میں تھے وہ علیحدہ ہو گئے۔ وہ سید زادی اپنے بچوں کے ساتھ بہت بھوک پیاسی ایک آبادی میں پہنچی اور پوچھا کہ یہاں کوئی مسلمان کا گھر ہے۔ اسے بتایا گیا کہ ہاں ایک بہت امیر آدمی مسلمان ہے اور وہ سامنے اس کا گھر ہے۔ وہ سید زادی اس کے مکان پر پہنچی دروازے پر دستک دی۔ صاحب مکان باہر نکلا تو اس نے اپنی کہانی بیان کی اور بتایا کہ میرے بچے بھی ساتھ ہیں میں سید زادی ہوں اور ہم سخت بھوک سے دو چار ہیں ہمیں کھانے کے لئے کوئی چیز دے دو۔ اس صاحب نے کہا کہ کوئی ثبوت پیش کرو کہ تم سید زادی ہو۔ اس نے کہا کہ میں پردیس ہوں یہاں پردیس میں تمہیں کہاں سے ثبوت دوں۔ اس نے کہا کہ کوئی جان پہچان والا یہاں نہیں ہے جو میرے سید زادی ہونے کا ثبوت دے۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی ثبوت نہیں ہے تو پھر معاف رکھو اور چلی جاؤ۔ اس کے سامنے ہی ایک یہودی کا مکان تھا وہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس نے اس سید زادی کی شکل و صورت بڑی محصوم دیکھی بچوں کی بڑی نورانی صورتیں دیکھیں تو دل میں خیال کیا کہ یہ سچی معلوم ہوتی ہے اس نے اس سید زادی کو اپنے گھر میں بلا لیا۔ انہیں کھانا کھلایا رہائش کے لئے ایک علیحدہ کمرہ ان کو دیا۔ بڑی آؤ بھگت کی رات کو اس مسلمان بندے کو خواب آئی کہ حشر کا دن ہے۔ سخت تپش گرمی اور شدید پیاس لگی ہوئی ہے وہ حوض کوثر پر پانی پینے کے لئے گیا تو اسے کسی نے بھی پانی نہ پلایا نیا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں یا حوض کوثر کے ہر کونے پر موجود تھے وہ نئی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہوں سخت پیاس لگی ہوئی ہے۔ مہربانی فرمائیں مجھے پانی پلائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں یاروں نے مجھے پانی نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی تو تمہیں بعد میں دیں گے لیکن تم جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اس کا کوئی ثبوت دو۔ تمہارے دروازے پر میری بیٹی آئی تھی تو تم نے اس سے سید زادی ہونے کا ثبوت مانگا تھا۔ اب تم آئے ہو تو اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کرو نیند سے بیدار ہوا تو سخت پریشان ہوا صبح سویرے جا کر یہودی کا دروازہ کھٹکھٹایا یہودی باہر نکلا اور پوچھا کہ کیا بات ہے، کہنے لگا کہ وہ جو سید زادی ہے وہ میری مہمان ہے اسے میرے گھر بھیج دیں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ وہ سید زادی ہے مجھے اس کے مقام کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ یہودی نے کہا کہ وہ سید زادی میری مہمان ہے وہ اب تیرے گھر نہیں آئے گی رات جہاں تو تھا وہاں میں بھی تھا مجھے بھی اس کے مقام کا علم ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بی بی کے صدقے مجھے ایمان عطا فرما دیا ہے۔ اللہ کرے کہ کوئی بھی بات کسی کے دل کو لگ جائے تو اسے سید زادے کی عزت اور ادب کرنے کی توفیق مل جائے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں سید ہوں تو پھر اسے ٹٹولنے کی ضرورت نہیں اس کو سید زادہ مان لو۔ اس سے سید زادہ ہونے کا ثبوت طلب نہ کرو۔ یہ نہ کہو کہ تیرا شجرہ کیا ہے اور آپ اس میں کہاں ہیں کسی نے سید زادہ ہونے کا اعلان کیا ہے سادات ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ اس کو تسلیم کر لیں اس کے سید زادہ ہونے یا نہ ہونے کی پڑتال نہ کرو۔ تمہارا کام بھی بن جائے گا۔ وہ اگر سید نہ بھی ہو لیکن وہ کہہ دے کہ وہ سید ہے تو اس کو سید مان لے تجھے اس کا انعام وہی ملے گا

کہ جس طرح سے وہ حقیقی سید زادہ ہے۔ پروفیسر صاحب آپ بتائیں کہ جنگل اور اس میں اندھیر گھپ ہو نماز کا وقت ہو جائے لیکن تمہیں یہ علم نہ ہو سکے کہ خانہ کعبہ کس طرف ہے۔ گہرے بادل چھائے ہوئے ہوں تو پھر تم کس طرف منہ کر کے نماز پڑھو گے جی پھر جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔ ایسے حالات میں اگر قبلہ رخ نہ بھی ہو تو نماز ہو جاتی ہے اسی طرح سے جو کہہ دے کہ میں سید ہوں پھر اگر وہ سید نہیں بھی ہے تو جب اس کا ادب کرے گا تو تجھے وہی انعام ملے گا جو حقیقی سید زادے کے ادب سے ملتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں گے۔ میں نے آپ کو سادات کا ادب کرنے کی ترغیب دی ہے اور آپ نے اس کو قبول کیا ہے لہذا ہم دونوں کا ہی بیڑا پار ہے۔ ایک بزرگ ہیں وہ روزانہ نماز تراویح میں پانچ سپارے پڑھتے ہیں۔ مجھے کسی بزرگ نے فرمایا کہ وہاں جاؤ میں گیا تو انہوں نے پانچ سپارے پڑھے لیکن یوں معلوم ہوا کہ جس طرح سے وہ پانچ سپارے پندرہ منٹ میں پورے ہو گئے۔ ایسی برکت تھی۔ ان کے پاس ایک بندہ آیا اور کہا کہ میں سید زادہ ہوں۔ انہوں نے اس کی تعظیم کے لئے چادر بچھا دی بڑی خاطر تواضع کی اس کا ادب کیا اس کی خدمت بھی کی۔ جب وہ چلا گیا تو حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضرت صاحب آپ نے خواہ مخواہ اس کی اتنی تعظیم اور ادب کیا ہے وہ تو فلاں گاؤں کا میراثی ہے وہ سید زادہ نہیں ہے۔ ان بزرگوں نے کہا کہ اس نے سید ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو میں نے تسلیم کر لیا ہے۔ اس کے یہاں بیٹھے ہوئے مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی ہے تم کیا باتیں بنا رہے ہو۔ ٹھیک ہے وہ جھوٹا ہی ہو گا لیکن میں نے اسے سید سمجھ کر اس کا ادب کیا ہے جس

پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے انعام عطا فرمایا ہے کہ مجھے اپنی زیارت سے نوازا ہے۔ اور مجھے قرآن مجید کو نہایت تیزی رفتاری سے بالکل صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کا بھی انعام عطا فرمایا ہے اور یہ وصف اب ان کے خاندان کے تمام افراد میں ہے۔ یہ جو غلام اللہ ہوا ہے جس کا فوت ہو جانے کے بعد چہرہ تبدیل ہو گیا تھا اور دیکھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ یہ اس بزرگ کی بددعا سے ایسا ہوا تھا کہ جس نے سید زادے کا ادب کر کے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ ان کا نام محمد حسین دامت برکاتہ العالیہ ہے یہ ڈھڈی والا میں بھی تشریف لایا کرتے ہیں کراچی تک لوگ ان کو دعوت دیتے ہیں۔ رمضان المبارک کی آخری رات کو پورا قرآن مجید نماز تراویح میں ختم کرتے ہیں اس میں ذرا سی بھی مشقت اور تھکا دینے والی بات نہیں ہے ساری رات کھڑے رہنے والی بات نہیں ہے ایسا روانی اور صحیح تلفظ کے ساتھ قرأت کرتے ہیں کہ ہر لفظ کی سمجھ آتی ہے لیکن اتنی جلدی میں پڑھتے ہیں کہ آپ سمجھیں گے کہ ابھی آدھا پارہ ہی ہوا ہو گا لیکن ادھر پاؤں پارے ختم ہونے کو ہوتے ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی زیارت کرائی کہ سارے خاندان پر کرم ہو گیا۔ دریا شریف میں یہ بزرگ ہوا کرتے ہیں اور میں وہیں ان کی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ بٹیاں ایک سٹاپ ہے وہاں سے حضور کو سڑک جاتی ہے۔ اس حضور کو جانے والی سڑک پر ان کا گاؤں ہے۔ پہلے اس کا نام کچھ اور تھا اب اسے دریا شریف کہتے ہیں۔ ان کا مناظرہ غلام اللہ سے ہوا تھا جو اپنے ہاتھ اپنا میں کھونڈا رکھا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ میرا کھونڈ زیادہ طاقتور ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے کمزور ہیں وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اب وہ

میرے کھونڈ جتنا بھی کام نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو مرے گا تو تیرا چہرہ دیکھنے کے قابل نہیں رہے گا۔ اتنا وہ بگڑ جائے گا۔ اس کا انتقال دوسری میں ہوا تھا۔ مرنے کے وقت جو زس اس کے قریب تھی وہ اس کے چہرے کی ہولناکی دیکھ کر پاگل ہو گئی۔ شاف نے جلدی سے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال کر باندھ دیا اور اس کے اوپر لکھ کر رکھ دیا کہ کوئی اس کا چہرہ نہ کھولے نہ دیکھے اور اگر کوئی دیکھے گا تو وہ بالکل پاگل ہو جائے گا۔ لاش پاکستان میں آئی تو اس کا چہرہ کسی نے نہ دیکھا لیکن اگر اس کا چہرہ دکھایا جاتا تو سارے دیوبندی اپنے عقیدے سے تو تو بتائے ہو جاتے۔ یہ بزرگ وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے سادات کا ادب کیا اللہ تعالیٰ سادات کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں جو چھپا سی نفوس سوار ہو گئے تھے وہ بچ گئے باقی تمام ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ اُمت محمد کی کون سی کشتی ہے وہ سادات ہیں جو ان میں بیٹھ جائے گا جو ان کا ادب کر جائے گا وہ تیر جائے گا اور جو اس سے باہر رہ جائے گا وہ ڈوب جائے گا اب لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر سید زادہ شیعہ ہو تو پھر کیا کریں گے۔ اگر وہ دیوبندی عقیدہ ہے تو پھر کیا کریں اگر وہ وہابی اہل حدیث ہو تو پھر کیا کریں میں عرض کرتا ہوں کہ تم ان چیزوں کو مت دیکھو ان کے عقائد کو نہ دیکھو بلکہ خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر رکھو۔ اس کا عقیدہ خواہ کچھ بھی ہے لیکن اس کے رگ و ریشہ میں خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہے نا۔ وہ تو نہیں بدل گیا ہے۔ آپ اس کا ادب کریں اور سید زادہ سمجھ کر اس کا ادب کریں پھر وہ جانے یا اس کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جانے تمہیں اس کا کھوج لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کا ادب کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ سادات کے علاوہ ہر ذات خواہ وہ مغل ہے اراکین ہے۔ رانا ہے یا جٹ ہے پٹھان ہے جو کچھ بھی ہے وہ سب ختم ہو جائیں گے ان کا کوئی نام و نشان نہیں رہے گا۔ یہاں تو سب کوئی چوہدری صاحب ہے تو کوئی ملک صاحب ہے کوئی رانا صاحب لیکن حشر کے روز کچھ باقی نہ رہے گا۔ اگر کچھ باقی بچے گا تو وہ سادات ہی ہوں گے اگر کوئی نشان باقی رہے گا تو وہ سید ہیں جب یہ حدیث شریف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو خیال میں آیا کہ میں بھی کیوں نہ سادات سے اپنا رشتہ قائم کر لوں حالانکہ بڑی عظیم ہستی ہیں فاروق اعظم ہیں عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ آپ کی نیکیاں آسمان کے تمام ستاروں کے برابر ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت زیادہ فضائل و کمالات والے ہیں۔ آپ کا محل جنت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ملاحظہ فرمایا ہے اور ان میں حوریں بیٹھی ہوئی دیکھی ہیں اس کے باوجود آپ نے سوچا کہ جب تک سادات سے تعلق نہیں ہے دل کو اطمینان نہیں آتا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام دیا کہ آپ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیں جب آپ نے اپنے گھر میں یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام دیا تو گھر کے کسی فرد نے پسند نہ فرمایا۔ دو تین روز بعد جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں آرام فرما رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹوں سے ارشاد فرمایا کہ اس وقت کائنات میں افضل ترین جو ہستی ہے وہ یہ ہے کہ جو یہاں لیٹا ہوا ہے اسے بھی یہ خواہش ہے کہ وہ ہمارے ساتھ رشتہ داری قائم کرے اور میرا بھی دل یہ چاہتا ہے کہ ایسی عظیم ہستی سے رشتہ قائم کر لیں پھر حضرات حسنین کریمین

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی قبول فرمایا اور یہ رشتہ داری قائم ہو گئی۔ اس طرح سے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بخشش کے بہانے کا ایک بڑا سبب سادات سے رشتہ داری قائم کر کے کی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے سادات سے رشتہ داری قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سادات سے سب سے بڑا رشتہ ان کا ادب کرنے کا ہے۔ جتنا بھی زیادہ ادب اور احترام سادات کا آپ کر لیں گے اتنا ہی آپ کا فائدہ ہے۔ ہم سادات کو کچھ نہیں دے سکتے۔

لگ جان گے رنگ تینوں بن جاوے گی گل تیری
سیداں نال وکھ ذرا بچناں توں وفا کر کے
قاظمۃ الزہرا دی کی شان میں دساں تینوں
سورج وی گزر دا اے بی بی دا حیا کر کے

میں کہتا ہوں کہ جبرائیل بھی کھڑا درتے بی بی دا حیا کرے۔ آپ بتائیں سورج بڑا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بڑی عظمت والے ہیں۔ ان دونوں میں کس کا مقام عظیم ہے۔ حشر کے روز سورج توڑ کر بے نور کر دیا جائے گا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام قائم رہیں گے۔ اب دیکھ لیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی حیا کر کے بی بی کے در پر کھڑے ہیں۔ حضرات سادات سے تعلق قائم کر لو۔ ادب کرو ان کے ہاتھ پر محبت و ادب سے بوسہ دو۔ ان کی طرف داری کا تعلق قائم رکھو۔
آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

18-06-09

گنبد خضراء

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْإِسْلَامِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

یہ گنبد خضراء ہے اسے جان میں سمو لے
دل کھول کے اے دیدہ پر غم یہاں رو لے
طیبہ کی گھٹا ٹوٹ کے بڑے میرے مولا
جب تک یہ زمین روح کی سیراب نہ ہو لے
شائد کہ تیری قسمت میں حضوری کی گھڑی ہو
اے دیدہ بیدار کچھ دیر کو سو لے
واری شوق کی اک اپنی ادا ہے
کانٹے راہ محبوب کے پلکوں میں پرو لے
سب کچھ ہے اسی کا یہ ہوائیں بھی فضا نہیں بھی
مدح شاہ والا میں کوئی ہونٹ تو کھولے

یہ اشکِ مدامت بھی بڑی چیز ہے احسن

دربار رسالت میں زبان بولے نہ بولے

سمندری کے ایک قرعی گاؤں فیض پور میں قاری عبدالرحمن صاحب امام مسجد ہیں۔ وہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے ان کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں اس نے سوچا کہ نماز روزہ تلاوت تہجد نوافل تو میں پاکستان میں بھی کر سکتی ہوں یہاں وہ کام کروں جو وہاں نہیں کر سکتی۔ وہ گنبد خضراء کے سامنے ہر وقت بیٹھی رہتی اور اس کی زیارت کرتی رہتی کیونکہ گنبد خضراء تو صرف مدینہ منورہ میں ہی ہے اور اس کی زیارت بھی صرف وہیں پر ہی ہو سکتی ہے۔ وہ صرف فرض نماز کے لئے یا قضاے حاجت کے لئے وہاں سے اٹھتی باقی سارا وقت گنبد خضراء کی طرف ہی ٹکلی لگا کر بیٹھی رہتی۔ تین چار روز اسی حالت میں گزرے کہ ایک رات دو بجے اس کے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان جو آٹھ دیواریں تھیں جن میں سے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بھی ہے اور باقی دیواریں بھی کنکریٹ سے نہایت مضبوط بنی ہوئی دیواریں ہیں وہ تمام دیواریں ہٹ گئیں اور وہ بی بی براہ راست نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں مبارک تک پہنچ گئی اور قدمین شریفین کے بوسے لینے لگی۔ یہ گنبد خضراء ہے اسے جان میں سمو لے۔ وہ عمرہ کر کے واپس اپنے گاؤں میں آئی۔ ایک عورت نے اپنے گھر میں عورتوں کی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجائی اس بی بی کو بھی دعوت دی گئی۔ اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی گنبد خضراء وہاں بھی آ گیا۔ تمام خواتین نے اس کی زیارت کی محفل میں ایک وہابی عقیدہ عورت بھی تھی اس کو بھی

گنبد خضراء کی زیارت ہوگئی وہ حیران ہوگئی کہ کیا ایسا بھی ممکن ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گنبد خضراء یہاں بھی آ جاتا ہے وہ اتنی متاثر ہوئی کہ اس نے اعلان کر دیا کہ اس کے گھر میں بھی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوگی۔ دوسری خواتین نے کہا کہ تم بھی اور تمہارا شوہر اور دوسرے بہن بھائی سب وہابی عقیدہ ہیں وہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہونے دیں گے۔ تمہاری بھی بے عزتی ہوگی اور ساتھ ہمیں بھی ذلیل کرائیگی اس نے کہا خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ مجھے جان سے مار بھی دیں تو مجھے قبول ہے لیکن یہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اب میرے گھر میں بھی ضرور ہوگی۔ اس عورت کے گھر میں جب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوئی تو گنبد خضراء وہاں بھی آ گیا۔ اس محفل میں اس وہابی عورت کی نسبت سے تقریباً ساری وہابی عقیدہ عورتیں ہی شامل تھیں ان سب کو بھی شوق پیدا ہو گیا ان سب نے بھی اپنے اپنے گھروں میں محافل کرانی شروع کر دیں اور آہستہ آہستہ اب سارا گاؤں ہی سنی عقیدہ ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے۔ اس گاؤں کے تمام مرد حضرات بھی سنی عقیدہ ہو چکے ہیں بس اب وہی باقی رہ گئے ہیں کہ جن کا عقیدہ ہے کہ ”میں نہ مانوں“ اس ایک بی بی کے گنبد خضراء کی زیارت سے سارا گاؤں روشن ہو گیا ہے۔ یہ گنبد خضراء ہے اسے جان میں سمو لے۔ ایک شخص ہے کہ اس کے پاس زادراہ بھی نہیں تھا شاید وقت بھی نہ ہوا کوئی اور بھی ایسی رکاوٹ ہو کہ وہ مدینہ شریف نہیں جاسکتا تھا۔ لیکن تمنا تھی کہ جس طرح سے بھی ہو سکے وہ مدینہ شریف کی حاضری کی سعادت اسے مل جائے۔ اس نے گنبد خضراء کی ایک بڑی سی تصویر اپنے گھر میں آویزاں کر لی۔ اور وہ اس کے

سامنے کھڑے ہو کر نعت شریف پڑھا کرتا تھا کہ

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

ایک روز بڑے درد اور سوز سے نعت پڑھ رہا تھا آنکھوں میں آنسو

چھلک رہے تھے کہ گنبد خضراء اس تصویر میں بھی آ گیا۔ یہ آپ کے فیصل آباد شہر کا

ہی واقعہ ہے۔ آٹھ دس سال کا عرصہ ہوا ہے آپ بھی گنبد خضراء کا شوق دل میں

رکھو اس کی زیارت کے تمنائی بنو تو جہاں گنبد خضراء آ سکتا ہے تو وہاں گنبد خضراء

والا خود بھی آ سکتا ہے۔ اس لئے اس شعر کو عملی جامہ پہناؤ اس کو اپنی عملی زندگی میں

لاؤ۔ اس کی طلب رکھو۔ جب بھی کوئی بندہ یہ کہتا ہے کہ ۔

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

اسے مدینہ منورہ کی حاضری کا ثواب مل جاتا ہے اور مدینہ شریف کی حاضری

کا ثواب کیا ہے۔ فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ نے میری قبر کی

زیارت کی مجھ پر واجب ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ واجب فرض کا ہی درجہ رکھتا

ہے۔ اگر واجب رہ جائے تو نماز بھی نہیں ہوتی۔ واجب رہ گیا تو سب کچھ گیا اور قبر انور

کی زیارت کرنے والے خوش نصیب کی شفاعت کرنے کی ذمہ داری نبی پاک علیہ

صلوٰۃ والسلام نے لی ہے۔ لہذا مدینہ منورہ کی حاضری خواہ وہاں جا کر پوری کریا پھر

یہیں بیٹھے ہوئے طلب کر اگر تیری طلب سچی ہے تو تجھے یہیں بیٹھے بیٹھائے ہی سب

کچھ مل جائے گا جو تجھے مدینہ منورہ پہنچ کر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اور گنبد

خضراء کی سچی طلب عطا فرمائے۔ جو کہ شفاعت ہے اور جنت ہے اور یہ صرف سنی عقیدہ لوگوں کے حصہ میں آئی ہے دوسرے تو وہاں جانے ہی نہیں دیتے۔ اور فتویٰ جاری کرتے ہیں کہ وہاں جانے سے شرک ہو جاتا ہے۔ بدعت ہو جاتی ہے۔ اے اللہ کے بند و تم ہمیں مدینہ شریف جانے سے کیوں روکتے ہو۔ ان ستر ہزار فرشتوں کو کیوں نہیں روکتے جو صبح وہاں حاضری دیتے اور ان ستر ہزار فرشتوں کو کیوں نہیں روکتے جو شام کو وہاں حاضری دیتے ہیں آپ ہم پر فتویٰ لگا رہے ہیں کہ مدینہ شریف جانے سے شرک ہو جاتا ہے بدعت ہو جاتی ہے لیکن یہ بتاؤ کہ ان فرشتوں کو کون اتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتوں کو بھیج رہا ہے کیونکہ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿۵۵﴾ ”وہ وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔“ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتے۔ اس لئے اگر فتویٰ لگاتے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ پر لگاؤ۔ فرشتے پر کیوں لگاتے ہو۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک بندہ پہلے مذہب اسلام میں آئے گا۔ اسے مذہب کا فہم بھی آ جائے گا۔ پھر وہ بگڑ جائے گا جب وہ بگڑ جائے گا تو وہ ہر ایک پیر پر فتویٰ لگائے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ فتویٰ ان لوگوں پر لگے گا کہ جن پر وہ لگا رہا ہے یا وہ فتویٰ اس پر لگے گا جو فتویٰ لگا رہا ہے۔ فرمایا کہ جو فتویٰ لگا رہا ہے فتویٰ اسی پر لگے گا کیونکہ دوسرے تو مشرک ہی نہیں ہوں گے۔ یہ جو شرک کے فتوے لگاتے ہیں اگر ان کی نظر سے یہ حدیث گزرے یا ان کو اس حدیث شریف کی سمجھ ہی آ جائے تو وہ شرک کے فتوے لگانا ہی ترک کر دیں۔ ایک شعر کوثر نیازی صاحب کا ہے کہ ۔

میں گنبد خضراء کو دیکھ رہا ہوں
کوڑ میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

میری سب سے بلند نگاہ کب ہو سکتی ہے۔ سب سے اونچی نظر کس پر پڑ سکتی ہے۔ کیا میں اہل نادر دیکھوں۔ ماؤنٹ ایورسٹ دیکھوں کیا کے ٹو دیکھوں۔ جو کچھ مرضی دیکھوں اس سے کچھ بھی نہیں بن سکتا معراج والی نظر گنبد خضراء ہے جو ہر ایک کو مل سکتی ہے۔ اہل نظر گنبد خضراء کو دیکھتے ہیں اور گنبد خضراء کے مکین کو بھی دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا بھی دیدار کرتے ہیں۔ ہماری معراج گنبد خضراء ہے۔ حشر کے دن ہر چیز ختم کر دی جائے گی یہ محل یہ دریا، یہ پہاڑ چاند سورج ستارے آسمان زمین ہر چیز تباہ کر دی جائے گی۔ صرف گنبد خضراء قائم رہے گا۔ مدینہ شریف نہیں توڑا جائے گا۔ بیت اللہ شریف کو حکم دیا جائے گا کہ تو بھی میدان عرفات جہاں کہ حشر قائم ہوتا ہے وہاں چل۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ اگر آپ نے مجھے چلنے کی توفیق اور حکم فرمایا ہے تو میری ایک عرض ہے کہ یا اللہ مجھے ایک دفعہ مدینہ شریف کی حاضری دے لینے دیں۔ بیت اللہ شریف حاضر ہوگا اور گنبد خضراء کی زیارت کر کے چلا جائے گا۔ پھر اس گنبد خضراء کو پورے پرڈو کول کے ساتھ حشر میں رکھا جائے گا اور پھر پورے اہتمام کے ساتھ جنت میں رکھ دیا جائے گا تو جنت اس روز جنت بنے گی جنت میں جان نہیں ہے جنت میں جان اس روز ڈالی جائے گی جس روز اس میں گنبد خضراء آئے گا۔ جنت جسم ہے اور اس کی روح گنبد خضراء ہے اسی لئے ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام تہ رہے ہیں کہ ہمیں یہ تعلیم حاصل ہو جائے کہ اصل میں ہمیں کہاں جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ گنبد خضراء کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ گنبد خضراء کو اگر کوئی ایک نظر دیکھ لے تو وہ

جنتی ہو جاتا ہے اور جب وہ واپس جاتا ہے دیتا ہے خواہ کسی بھی ملک میں جائے تو جو اس بندے کو دیکھے گا وہ بھی جنتی بن جائے گا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں:

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا

جے کوئی بخیا مل پوے تے توں وی بخیا جا

کون بخشا ہوا ہے کون CERTIFIED جنتی ہے وہ کہ جس نے ایمان کی حالت میں گنبد حضراء کی زیارت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ گنبد حضراء سے محبت کرنے اور اس پر فدا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ شعر پڑھا گیا ہے

سب کچھ ہے اسی کا یہ ہوائیں یہ فضائیں

مدح شاہ والا میں ہونٹ جس نے کھولے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے سے کیا ملتا ہے۔ یہ شعر بتا رہا ہے کہ ہوائیں بھی اس کی ہیں فضائیں بھی اس کی ہیں۔ سب کچھ اس کا ہے حدیث شریف یہ بتاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سننے سے، مدحت کرنے والے کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ مدحت سننے والے کی بات ہو رہی ہے نعت خواں حضرات نے مدحت کی ہے اور ہم نے تو صرف سنی ہے۔ اور جس نے مدحت لکھی ہے اس کا مقام تو اور بھی بلند ہے۔ فرمایا کہ صرف ایک محفل میں آ جانے سے جس میں نعت شریف پڑھی جا رہی ہو۔ درود شریف پڑھا جا رہا ہو۔ نظم میں نثر میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کی جا رہی ہو۔ بیس لاکھ بری محفلوں میں جانے کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

آپ میں لاکھ بری محفلوں میں گئے آپ تصور کر لیں کہ بری محفلیں کیسی ہوتی ہیں ان میں کیا کچھ لگتا ہے آپ سب کچھ مال دولت عزت آبرو حسن جوانی اخلاق کردار لٹا کر آجائیں اور گناہوں کے انبار لے کر آجائیں تو یہ تمام گناہ مٹ جاتے ہیں ان کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جب لوگ محفل میں آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں۔ ہمیں اور کوئی کام نہیں ہم گناہ ہی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں گناہوں پر گرفتاری شروع کر دوں تو شام تک انسان تو ایک طرف رہے چہند پرند درند تمام ہی پکڑے جائیں گناہوں کی اتنی فراوانی ہے۔ جب ہم محفل میں آتے ہیں تو وہی گناہ ہی لے کر آتے ہیں۔ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں تو وہ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں، مٹ جانا اور بات ہے لیکن ان کا نیکیوں میں بدل جانا اور بات ہے۔ ذرا اکٹناکس کی بات کریں کہ میں نے تمہارے سو روپے دینے ہیں لیکن آپ مجھے معاف کر دیں تو مجھے ایک سو روپے کا فائدہ ہو گیا جو آپ نے مجھے معاف کر دیا۔ لیکن اگر آپ سو روپیہ مجھے اور بھی دے دیں تو پھر مجھے کتنا نفع ہوگا۔ سو معاف ہو گیا اور سو مزید مل گیا تو اس طرح سے مجھے دو سو روپے کا فائدہ ہو گیا۔ جب ایک شخص مدینہ شریف جانے کا قصد کرتا ہے اور وہ ایک قدم مدینہ شریف کی طرف اٹھاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے۔ یہ بھی حدیث شریف ہے۔ یہ ہے گنبد خضراء کی زیارت کے لئے جانا یا جانے کی تمنا کرنا صرف تمنا کرنے سے ہی حاضری کا ثواب مل جاتا ہے۔ مومن کو اس کی نیت پر ہی پورا ثواب مل جاتا ہے اگر کسی کی تمنا ہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے تو اسے زیارت کا ثواب مل گیا۔ جو کہے کہ میں نے گنبد خضراء دیکھنا ہے تو اسے اس کی زیارت کا

ثواب مل گیا۔ اگر کوئی نیت کرے کہ میں نے ایک کڑوڑ بار درود شریف پڑھتا ہے اسے اس کے پڑھنے کا ثواب مل گیا۔ یہ مومن کے لئے ایک خاص رعایت ہے اللہ تعالیٰ مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ مومن کون ہوتا ہے۔ کیا سرثقیٹ ہے کہ کوئی بندہ مومن ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا ایمان والوں درود بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو۔ جو درود و سلام پڑھتا ہے وہ مومن ہے۔ جو کوئی یہ کہے کہ درود تو ہے کوئی نہیں۔ نعت تو ہے ہی بدعت اور شرک تو وہ مومن نہیں ہے اس کو کیا اجر اور ثواب ملتا ہے۔ وہ تو ایمان سے ہی خالی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحِکْمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمُ الْمُنٰۤفَکُوْنَ (۶۵) ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں کوئی بھی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا حاکم تسلیم نہ کرے۔ جب کوئی یہ کہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے جیسے ہی ہیں تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا اپنا حاکم تسلیم کیا۔ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت مانتا ہے وہ مومن ہے اور جب وہ قصد کرے کہ میں نے مدینہ منورہ جانا ہے تو اسے مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب مل گیا یہ نقد سودا ہے اس میں کوئی ادھار ہے ہی نہیں اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تیسری حدیث میں ہے کہ پروفیسر صاحب نے حساب لگایا ہے کہ جنت بہت دور ہے اگر کوئی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے پرواز کرے اور مسلسل پرواز کرتا ہی رہے تو وہ تیس لاکھ سال میں جنت کے کنارے پر پہنچے گا، جنت کے اندر تک نہیں

جائے گا۔ لیکن جب درود مصطفیٰ، نعت مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو جنت چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب جنت میں جاؤ تو اس کا پھل کھایا کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کہاں ہے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ حضرات جنت کے طالب نہ بنو کہ جنت سے بڑھ کر بھی کوئی چیز ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ عالیہ نے اپنی کتاب آب کوثر میں حدیث شریف نقل کی ہے کہ جب درود شریف، نعت مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے تو پوری محفل اٹھا کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں رکھ دی جاتی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کو بیچا دیتے ہیں۔ اس کا نام یہ ہے اور اس کے والد کا نام یہ ہے اس کی ذات یہ ہے۔ اگر صدر پاکستان مجھے جان جائیں تو تمام سرکاری غیر سرکاری ملازمین اور بڑے بڑے افسران میرے آگے پیچھے چلیں لیکن اگر سردار الانبیاء علیہم السلام مجھے پہچان لیں مجھے جان لیں تو پھر میرا کیا مقام ہوگا اپنی پہچان کرانا چاہتے ہو تو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کراؤ۔

ایک نعت خوان شبیر احمد شاہین صاحب لقمہ دیتے ہیں۔

ہما اوج سعادت بدام ما افتد
گر تیرا گزرے بمقام ما افتد

”ہما ایک پرندہ ہے“ جس کو خوش بختی اور بلندی کے استعارہ کے طور پر

بولتے ہیں پرانے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ ”ہا“ جس کے سر کے اوپر سے گزر جائے یا اگر کسی کے سر پر بیٹھ جائے تو وہ بادشاہ بن جاتا تھا۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر سعادت مندی کا ہمارے سر پر بیٹھ جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ میرے دام میں آ گیا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا مبارک سر پر رکھنے کو مل جائے تو میں بھی تاجدار بن جاؤں۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
اک اعزاز ہے نعت شاہ والا کہنا
مدح ممدوح خداوند میں اب کیا کہنا
ان کی تعریف میں الفاظ کہاں سے لاؤں
جیسے وہ ہیں ان کو ممکن نہیں ویسا کہنا

کچھ احادیث مبارکہ میں نے بیان کر دی ہیں اور ایک حدیث قدسی بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہو وہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ہو اور فرمایا میرا ذکر ہو اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ ہو تو اس بندے کا جنت میں حصہ ہی نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ میرا ذکر نہ ہو اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو تو وہ ذکر بھی میرا ہی ہے۔ جب ہم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں تو یہ بھی عبادت میں شمار ہے انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے اور ذکر اولیاء اللہ نزول رحمت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت خوان شاہین صاحب نے ایک واقعہ یاد دلایا ہے کہ مجھے ایک دفعہ کسی جیل میں قیدیوں سے ملاقات کرنے کا

موقعہ ملا تو میں نے ان سے کہا کہ ہم سب ایک ہی جیسے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ آپ پکڑے گئے ہیں اور ہم ابھی پکڑے نہیں گئے۔ ہم آزاد ہیں شاہین صاحب بتا رہے ہیں کہ یہ اب جہاں کہیں بھی کسی محفل میں تشریف رکھتے ہیں تو وہاں یہ میری کہی بات کو ایک Quotation کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ (میں پروفیسر عبدالغفار عرض کرتا ہوں کہ ہم ابھی پکڑے نہیں گئے بڑا ہی ذومعنی اور گہرائی میں جا کر سمجھ آنے والی بات ہے ہم گناہ گار ہیں اور ضرور ہیں لیکن اللہ کرے کہ ہم اپنے پیر و مرشد کے صدقے اور وسیلہ سے پکڑے نہ ہی جائیں تو بہتر ہے) میں نے جب ان سے کہا کہ آپ پکڑے گئے اور ہم ابھی پکڑے نہیں گئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ قیدی ہم سے بہت بہتر ہیں کیونکہ پکڑے گئے اور سزا پوری کر کے آزاد ہو گئے ان کے گناہ مٹ گئے وہ گناہوں سے بری ہو گئے لیکن ہم تو اسی طرح سے گناہوں میں جھکڑے ہوئے ہیں ہم تو مجرم کے مجرم ہی رہے (شاہین صاحب لقمہ دیتے ہیں کہ میں آپ کی بات وہاں بھی کرتا رہتا ہوں جہاں بڑے دانشور لوگ بیٹھا کرتے ہیں۔ پریس کلب میں لوگ صاحب علم اور دانش ور ہوتے ہیں جن کے پاس دانش ہوتی ہے ان لوگوں میں آپ کی یہ بات ایک معزز دوست کے توسط سے آئی تو میں نے وہ بات اچک لی۔ میں اب پوری دنیا میں یہ بات سناتا ہوں تو آپ کے حوالہ Reference سے سناتا ہوں) اسی طرح سے ایک اور بھی Quotation تھی جو بڑی مشہور ہو گئی۔ 26 جنوری 1984 کو انجمن اساتذہ پاکستان کا مرکزی سالانہ کنونشن گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھائی گیٹ لاہور میں منعقد ہوا جس کی پہلی نشست کی صدارت کا اعزاز مجھے دیا گیا میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ جو بھی کوئی عظمت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانے گا

خود اس میں وہ عظمت آجائے گی اگر نور مانو گے تو خود نور ہو جاؤ گے علم غیب مانو گے تو تمہیں علم غیب آجائے گا۔ تم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع مانو گے تو تم خود شفیع بن جاؤ گے آپ جو جو بھی صفت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانتے جاؤ گے اس صفت کا پرتو اور حصہ تم میں آتا جائے گا۔ میں نے اپنے اس خطبے میں کہا کہ عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مایئے عظیم بن جائیے۔ میری اس بات کو ایسی پذیرائی حاصل ہوئی کہ یہ انجمن اساتذہ پاکستان کا بنیادی نعرہ اور ماثور قرار پا گیا۔ تو اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہو جاتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح بنے ہیں انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہیں، جن کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔ ابو بکر کہلائے۔ عقیق بھی ہوئے وہ صدیق کس طرح سے بنے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے۔ واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نہایت ہی تھوڑے وقت In no Time میں معراج کر کے آ گیا ہوں۔ میں نے وہاں یہ دیکھا ہے وہ دیکھا ہے۔ ہر بندے کے ذہن میں چکر سا آ گیا کہ کنڈی ہلتی رہی وضو کا پانی چلتا رہا اتنے میں تو کوئی دروازہ نہیں کھول سکتا اور یہ فرما رہے ہیں کہ لامکاں سے ہو کر آ گیا ہوں۔ عمر بن ہشام بڑا خوش ہو گیا کہ اب کام بن گیا ہے کوئی بھی عقل مند اس پر یقین نہیں کر سکتا۔ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور کہا کہ ایک آدمی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اتنے تھوڑے عرصہ میں لامکاں میں سے ہو کر آ گیا ہوں فرمایا کہ نہیں ہو سکتا۔ عمر بن ہشام نے پھر بات دہرائی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر انکار کیا۔ تیسری مرتبہ پھر عمر بن ہشام نے کہا کہ ایک بندہ کہہ رہا ہے کہ میں یہ سفر کر کے آ گیا ہوں کیا یہ ممکن ہے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں جاسکتا۔ اس پر عمر بن ہشام نے کہا کہ یہ بات تیرا خیال ہے کہ رہا ہے فرمایا اگر یہ بات میرے خیال علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں تو یہ حق ہے سچ ہے اور ان کے لئے تو یہ معمولی بات ہے اگر وہ اس سے بھی بڑی بات کہیں میں وہ بھی مانتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اور ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آج سے صدیق اکبر بن گئے ہیں قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّلَٰتِ وَصَلَّىٰ بِهٖ (الزمر ۳۳) اور وہ جو سچ لے کر آئے اور وہ جن نے ان کی تصدیق کی۔ یہ آیت مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سے نہیں ملی بلکہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق سے ملی ہے۔ تصدیق اور صدیق کر دیا حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد جن کا نمبر ہے وہ یہ دو بندے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔ ایک یہودی ہے اور ایک منافق مسلمان ہے پانی کی باری کا مسئلہ ہے کہ کون پہلے لگائے گا اور کتنی دیر لگائے گا اور کیسے لگائے گا جس طرح سے زمیندار اپنی زمینوں کو دارہ بندی سے پانی لگاتے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وہ بظاہر جو مسلمان تھا اس نے کہا کہ یہ فیصلہ مجھے منظور نہیں ہے میں نے علاقہ مجسریٹ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیصلہ لینا ہے۔ یہودی نے کہا کہ مجھے منظور ہے اب تو چاہے تو خواہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں چلا جا میرے حق میں تو فیصلہ ہو چکا ہے۔ دونوں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں حاضر ہوئے۔ اس مسلمان نے پہلے اپنی بات سنائی دلائل دیئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی سے پوچھا کہ تمہاری کیا دلیل ہے۔ تیرے دعوئی کی دلیل کیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میری دلیل یہ ہے کہ آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر تو اس مقدمہ کا فیصلہ کرنا میرے لئے نہایت ہی آسان ہو گیا ہے۔ فرمایا آپ یہیں رکھیں میں ابھی آتا ہوں۔ اندر تشریف لے گئے اور نگلی تلواریں لے کر باہر تشریف لائے اور ایک ہی وار میں اس مسلمان کی گردن اڑا دی۔ فرمایا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو نہیں مانتا اس کے حق میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ ہے۔ لوگوں میں شور برپا ہو گیا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے اس کا قصاص لیا جائے یا دیت وصول کی جائے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ (النساء ۶۵) لے کر آ گئے۔ کہ تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک تم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ مانو۔ اس سے اگلی آیت مبارکہ میں ہے کہ اگر دل میں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کے خلاف کوئی میل آگئی تو پھر بھی بے ایمان ہو گے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر فیصلہ پر خوشی کا اظہار کرو اگرچہ وہ فیصلہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھے جہنم سے بچا لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج سے فاروق اعظم

بن گئے ہیں۔ حق و باطل میں تمیز کرنے والے بن گئے ہیں۔ اس لئے آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو بھی صفت مان جاؤ گے وہ عظمت آپ میں آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وقت اگرچہ بہت زیادہ ہو رہا ہے لیکن ایک بات اور بھی ہے کہ

ہے یہی عشق کی معراج خالد یہ جہیں

ان کی چوکھٹ پر جھکا کر نہ اٹھائی جائے

خالد صاحب نے اس کو اپنے عشق کی معراج بتایا ہے کہ جب تیری جہیں چوکھٹ پر جھک جائے تو یہ معراج ہوگی۔ دوسرے فرقوں والے اس کو شرک اور بدعت قرار دیتے ہیں کہ تم نے اپنی گردن جھکا دی۔ تم نے سجدہ کر دیا۔ تم نعت بنائے پھرتے ہو ان میں بھی ایسے ہی سبق دیتے ہو۔ یہ ایک بھاری مقدمہ ہے شرک والا کوئی چھوٹا مقدمہ نہیں ہے شرک کی معافی نہیں ہوتی۔ اب دیکھیں کہ کیا گردن جھکانی چاہئے کہ نہیں جھکانی چاہئے۔ اپنی جہیں جھکانی چاہئے کہ نہیں۔ آئیے ذرا معراج کی رات کی بات کرتے ہیں اس کا آغاز کس طرح سے ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم علیہ السلام اپنے کمرہ مبارک میں آرام فرما رہے تھے۔ جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہیں حالانکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سونا ہماری طرح سے نہیں ہے لیکن جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے پاس آیا ہوں وہ تمام ہی بیدار ہوا کرتے تھے آج یہ پہلا موقعہ ہے کہ جب میں حاضر ہوا ہوں تو یہ آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کو انہیں بیدار کرنے کا طریقہ نہیں آتا

تھا۔ عرض کیا کہ یا اللہ مجھ سے کوئی گستاخی نہ ہو جائے مجھے حکم فرمائیے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح سے بیدار کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے قدمین شریفین کو بوسہ دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا حکم ہو رہا ہے اور فرمایا جا رہا ہے کہ تیرے ہونٹ میں نے کافوری بتائے ہی اسی لئے ہیں کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کو مس کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ٹھنڈک محسوس ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیدار ہو جائیں گے اب آپ اندازہ کر لیں کہ قدمین شریفین کو بوسہ دینے کیلئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کتنا جھکے ہوں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام جھک رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں جھکا رہے ہیں۔ فرشتوں کا سردار انبیاء علیہم السلام کے سردار کے سامنے جھک رہا ہے۔ یہ مقام تو فرشتے کا ہے اگر اس سے بھی زیادہ مرتبہ چاہتے ہو تو تمہیں اس سے بھی آگے جانا ہوگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے اپنی والدہ کے پاؤں کو بوسہ دیا وہ جنتی ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ فوت ہو گئی ہے فرمایا کہ اس کی قبر کے پاؤں کی طرف جا کر بوسہ دے دو تم بھی جنتی ہو جاؤ گے اب آپ بتائیں کہ کوئی اپنی ماں کے پاؤں کو بوسہ دینے کے لئے کتنا جھکے گا۔ قبر کو بھی بوسہ دینے کیلئے کوئی کتنا جھکے گا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ تو میرے بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی اور مجھے تو اس کی قبر کا بھی علم نہیں ہے اب میں کیا کروں۔ فرمایا کہ قبرستان چلے جاؤ اپنے ہاتھ سے ایک قبر کا

نشان بنا لو اور اس کے قدموں کی طرف بوسہ دے دو۔ تم بھی جنتی ہو جاؤ گے۔ اب دیکھو کہ اگر جنت لینا چاہتے ہو تو جن کی والدہ حیات ہیں وہ بھی یہ عمل کر لیں اور جن کی والدہ حیات نہیں ہے وہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے پر عمل کر لیں۔ جن کی قبور مٹ چکی ہیں یا تقسیم برصغیر میں ہندوستان میں رہ گئی ہیں وہ یہاں ان کے نشان بنا لو۔ ان کے قدموں کی طرف بوسہ دے لو۔ لوگ شرک لیتے ہیں آپ جنت لے لو۔ ان کو شرک کے فتوے لگانے دو یہ خود شرک ہو جائیں گے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک منت مانی تھی کہ میرا قلاں کام ہو جائے تو میں بیت اللہ شریف کی دہلیز اور سر دل کو بوسہ دوں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا کام ہو گیا ہے لیکن میرے پاس کوئی سواری بھی نہیں اور نہ ہی اتنا زاد راہ ہے کہ مکر مکرمہ چلا جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ میں اب کیا کروں اپنی منت کس طرح سے پوری کروں۔ فرمایا کیا تیرے والدین حیات ہیں عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا کہ ماں کے پاؤں کو بوسہ دے دو یہ کعبہ کی دہلیز کو بوسہ دینے کے مترادف ہو جائے گا اور اپنے باپ کی پیشانی کو بوسہ دے دے تو یہ بیت اللہ شریف کی سر دل کو بوسہ دینے کے مترادف ہو جائے گا اس طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی کا بوسہ دلو اگر اسے منت سے بری کرادیا۔ آپ بھی اگر بری ہونا چاہتے ہیں تو ہو جائیں شرک بدعت کا خیال دل میں نہ لانا یا اللہ کیا قرآن مجید میں بھی اس جھگٹنے سے متعلق کوئی حوالہ موجود ہے۔ فرمایا کہ جب میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسے سنوارا تو میں نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو۔ مکمل سجدہ

کرو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدم بوسی فرمائی ہے سجدہ نہیں کیا۔ کسی نے اپنی ماں کے قدموں کا بوسہ لیا ہے تو سجدہ نہیں کیا ہے لیکن یہاں تو سجدہ کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ اگرچہ وہ سجدہ تعظیسی ہی تھا لیکن سجدہ تو تھا۔ تعظیم کی حد سجدہ تک ہے۔ کوکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا ہے کہ سجدہ تعظیسی بھی نہ کیا جائے۔ لیکن اس کا جائز ہونا حرام نہیں ہے اگر غلطی سے بھی کر لو گے تو معافی مل سکتی ہے اور کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہی ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمام فرشتوں کا سردار بنا دیا۔ ولادت باسعادت کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حاضر ہو گئے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کیوں آئے ہیں آپ ایک اعلیٰ مقام سدرۃ المنہی پر ہیں۔ آپ کو میرے کمرے کے در پر آنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ عرض کیا کہ جب میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا تو ان کی پیشانی میں جس ہستی کا نور تھا میں نے اصل میں سجدہ اس کو کیا تھا اور مجھے اسی روز سے ہی طلب تھی کہ جس کے نور کو سجدہ کرنے سے مجھے سرداری ملی ہے میں اس ہستی کا دیدار کروں۔ عرض یہ ہے کہ سجدہ بڑی اعلیٰ چیز ہے اللہ کرے کہ اس کی طرف دل مائل ہو جائیں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

فرمایا کہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آ گیا ہوں اور پاؤں کے بل چل کر

آگیا ہوں لیکن یہ وہ جگہ ہے اور ایسا موقع ہے کہ تجھے سر کے بل چل کر آنا چاہیے تھا۔ پاؤں کے بل چل کر آنا بے ادبی ہے لیکن مجبوری ہے کہ میں سر کے بل چل نہیں سکتا۔ پھر یہ دیکھیں کہ قرآن مجید میں ہی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائیوں اور والد نے ان کو سجدہ کیا ہے۔ اس لئے سجدہ تعظیم اور سر جھکانا یہ سب تعظیم ہے اور جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہیں ہے وہ بے ایمان ہے جس کے دل میں جس کے ذہن میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اس حد تک نہیں ہے وہ بے ایمان ہے۔ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیچ لگوائے جس سے خون مبارک نکلا اور وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کہ اس خون کو کسی ایسی جگہ رکھ دو جہاں اس کی بے ادبی نہ ہو۔ آپ باہر تشریف لے گئے ادھر ادھر دیکھا تو کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی کہ جہاں وہ خون مبارک کو رکھے کہ اس کی بے ادبی نہ ہو لہذا آپ نے وہ پی پی ہی لیا واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کہاں رکھا آئے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین پر ایسی جگہ نہ ملی جہاں اسے رکھا جائے میں نے تو وہ پی پی ہی لیا ہے حالانکہ قرآن مجید نے خون کا پینا حرام قرار دیا ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے غلطی کر لی ہے بلکہ انعام عطا فرمایا کہ قیامت تک آنے والے تیری نسل میں کوئی زانی نہیں ہوگا سب بخشے ہوئے اور جنتی ہوں گے یہ تعظیم کا صلہ ہے اللہ تعالیٰ ایسی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش ممتاز علی عامر صاحب 14-06-09

ایصال ثواب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ
 يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے
 ملے جو اذنِ ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 در حبيب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
 اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
 اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین: یہ ایصالِ ثواب کی محفل ہے۔ ایصالِ ثواب کا مطلب یہ ہے کہ نیکی آپ کریں لیکن اس کا اجر اس کا ثواب کسی دوسرے کو دے دیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو ضرور کریں اور اگر نہیں ہو سکتا تمہاری نیکی کا ثواب کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا تو پھر آپ یہ ثواب کسی کو نہ دیں۔ اس کا پھر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو اس کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”پانی“ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ یہ اُمّ سعد کے لئے ہے۔ عوام الناس اس کنویں سے پانی پیتے رہے اور اس کا ثواب قبر میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کو پہنچتا رہا۔ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کا مرید بیٹھا تھا کہ اس کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے اس سے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میں نے مکاشفہ سے دیکھا ہے کہ میری والدہ دوزخ میں ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ پچتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ رکھا تھا وہ آپ نے اس کی والدہ کو بخش دیا لیکن اپنے مرید کو نہ بتایا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ نوجوان اب خوش و خرم ہشاش بشاش بیٹھا ہوا ہے آپ نے پھر اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اب میں اپنی والدہ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر کلمہ شریف یا قرآن مجید یا درود شریف یا کوئی سورت پڑھ کر مرنے والے کو اس کا ثواب کیا جائے تو وہ مردے کو پہنچتا ہے اور اس کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا

ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا ایک قبرستان سے ہوا آپ نے دو قبروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کو گناہ کبیرہ کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ ان میں سے ایک پیٹاب کے چھیتوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی سبز شاخ لی اور اس کو حیر کر اس کے دو حصے فرمائے اور ایک ایک حصہ دونوں کی قبور پر گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ٹہنیوں کا کیا فائدہ ہے۔ فرمایا کہ یہ جب تک بری بھری رہیں گی یہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھیں گی اور اللہ تعالیٰ کے اس ذکر سے ان قبور والوں کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اگر کھجور کی ٹہنی ذکر اللہ کرے تو قبر کے اندر مردے پر سے عذاب میں تخفیف ہو جائے پھر اگر کوئی انسان قبر پر بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بصورت نثر یا نعت شریف کرے تو کیا اس سے اس قبر والے کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔ ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اگر مرنے والے کے لئے ایصال ثواب کیا جائے تو قبر میں اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اس کی بدیاں کم ہوتی جاتی ہیں اور نیکیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی تمام بدیاں گناہ مٹ جاتے ہیں اور اس کی نیکیاں پہاڑ کی مانند جمع ہو جاتی ہیں جس سے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے اپنا باغ اپنی والدہ مرحومہ کے لئے وقف کر دیا تھا کہ اس سے پرندے اور انسان فائدہ اٹھاتے رہے تو اس کا ثواب اس کی والدہ مرحومہ کی روح کو پہنچتا رہا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي

وَلِوَالِدَيْكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۱۱۷﴾ ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کو یہ دعائے ابراہیمی پسند آئی تو اس کو قرآن کا حصہ بنا دیا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند آئی تو نماز کا حصہ بنا دیا۔ ہم اس وقت تک نماز سے فارغ نہیں ہوتے جب تک ہم یہ ایصال ثواب کی دعا نہ کر لیں۔ یا اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور تمام آنے والے مسلمانوں کو بخش دے یہ ADVANCE PAYMENT ہو رہی ہے۔ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کے لئے بھی بخشش کی دعا مانگی جا رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان کے لئے دعا فرما رہے ہیں اور آپ بھی ان کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما رہے ہیں۔ پھر یہ ایصال ثواب تو ہو گیا۔ ایصال ثواب پر اعتراض کرنے والے کرتے رہیں گے لیکن قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ پر تو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کر رہے ہیں کہ یا اللہ مجھے بخش دے۔ میرے والدین کو بخش دے اور تمام آنے والے مومنین کو بخش دے۔ یہ یاد رکھیں کہ یہ دعا مومن کے لئے ہے۔ کوئی دوسرا اس میں حصہ دار نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس میں قید مومن کی لگائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ حیات میں ایک مشرک عاص بن وائل فوت ہو گیا اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں اس کے دو بیٹے تھے ایک نے اپنے حصہ کے پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ دوسرا بیٹا حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نامی مسلمان تھا اس نے کہا کہ میں تو اپنا حصہ پچاس غلام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ کر آزاد کروں گا۔ اس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ مشرک تھا وہ فوت ہو گیا ہے اس نے وصیت کی ہے کہ میں اس کے نام پر پچاس غلام آزاد کروں۔ کیا اگر پچاس غلام آزاد کروں تو اسے اس سے کوئی فائدہ پہنچے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تو اس کی طرف سے غلام آزاد کرتا یا کوئی صدقہ وغیرہ کرتا یا اس کی طرف سے حج کرتا تو اس کا ثواب اسے ضرور پہنچتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فوت ہو جانے کے بعد اگر میت کی طرف سے غلام آزاد کئے جائیں۔ صدقہ خیرات کیا جائے یا حج کیا جائے تو میت کو اس سے ثواب پہنچتا ہے بشرطیکہ مرنے والا مسلمان ہو۔ اس لئے صرف مومن اور مسلمان کو ہی مرنے کے بعد اگر پڑھ کر بخشا جائے تو اسے ثواب پہنچتا ہے۔ غیر مسلم کو نہیں پہنچتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت مرحومہ ہے۔ یا اللہ اس امت پر کیا رحم ہوا ہے۔ فرمایا جب قبر میں رکھے جاتے ہیں تو گناہ گار ہوتے ہیں اور جب حشر کے روز اٹھیں گے تو جنتی ہو کر اٹھیں گے۔ یا اللہ یہ کس طرح سے ممکن ہوگا۔ فرمایا جو تمہارے پیچھے رہ جانے والے ہیں تمہاری اولاد۔ تمہارے دوست و احباب وہ فوت ہو جانے والے کے لئے خیرات کرتے ہیں ان کی بخشش کی دعا کرتے ہیں اس صدقہ و خیرات اور جو پڑھ کر میت کے لئے ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس کی بنا پر میت کے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس

کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تم عمل اس کے ساتھ جاتے ہیں ایک یہ کہ اس نے کوئی صدقہ جاریہ کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ اس نے کوئی علم ایسا چھوڑا ہو کہ جس سے عوام الناس کو فائدہ پہنچتا ہو اور تیسرے یہ کہ اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لئے دعا مانگتی ہو۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ قیامت کے روز ایک شخص کی نیکیاں پہاڑوں کی مثل ہوں گی۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں تو گنہگار تھا میں نے تو اتنی نیکیاں کی نہیں ہیں یہ مجھے کہاں سے مل گئی ہیں تو اسے کہا جائے گا کہ تیرے بیٹے کی دعا مغفرت ہے جو وہ تیرے لئے کیا کرتا تھا۔ ایک تیسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تحقیق اللہ رب العزت ایک نیک بندے کو جنت میں بلند مقام عطا کرے گا۔ وہ عرض کرے گا اے اللہ مجھے یہ مقام کیسے ملا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے بیٹے کی تیرے حق میں دعا کی برکت ہے۔ آج اگر فوت ہو جانے والے کو ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے تو کل ہمیں بھی کسی کی دعاؤں کی ضرورت ہوگی۔ آج آپ فوت ہونے والوں کیلئے دعائے مغفرت کریں تو کل کوئی ہمارے لئے بھی مغفرت کی دعا کریں گے۔ مفتی محمد امین صاحب نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اعمال سے جنت نہیں دینی بلکہ میں نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کون ہیں فرمایا کہ میری رحمت اور میرا فضل میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ہے۔ اگر آپ جنت لینا چاہتے ہو تو ان سے لے لو۔ ورنہ نہیں ملے گی۔ انہوں نے اپنی کتاب عقیدہ کی اہمیت میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز

جس کے اعمال کھل گئے اس کا حساب کتاب کھل گیا اور شروع ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ وہ جہنمی ہو گیا۔ اللہ کرے کہ ہمارے اعمال کھلنے ہی نہ پائیں اور شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری بخشش ہو جائے اور بخشش کا کوئی ذریعہ نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے دنیا میں میری شفاعت کا انکار کیا ہے۔ میں حشر کے روز اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔ ان کو میری شفاعت نصیب ہی نہیں ہوگی۔ پھر یہی کہہ سکتے ہیں کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

یا اللہ ہمارا عقیدہ اور عمل ایسا ہی ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ اعمال سے جنت مل جائے گی ہم نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کر رہے ہیں قربانیاں کر رہے ہیں زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں تو یہ تمام اعمال کیوں کر رہے ہیں کہ جب یہ اعمال کام ہی نہیں آئیں گے صرف شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی بخشش ہونا ہے اور جنت ملنی ہے۔ یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ حضرات آپ دیکھیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ بہتر اور اچھے اعمال تو کسی اور کے نہیں ہو سکتے ہمارے وہ جدا مجد ہیں۔ انہوں نے براہ راست کورنمنٹ سے ٹکری ہے۔ سارے بت توڑ دئے ہیں۔ سزا تجویز کی گئی کہ ان کو آگ میں ڈال دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ میں آپ کو آگ سے بچاتا ہوں فرمایا کہ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو آگ میں پھینک دیا گیا آگ اللہ کے حکم سے گل گلزار بن گئی آپ بچ گئے۔ حکومت نے ملک بدر کرنے کا حکم دے دیا۔

آپ ملک سے چلے گئے۔ چھوٹا بچہ پیدا ہوا فرمایا کہ اسے جنگل میں چھوڑ آؤ۔ آپ بچے کو اس کی والدہ کے ساتھ جنگل بیابان میں چھوڑ آئے جہاں پانی کا بھی نام و نشان تک نہ تھا۔ زندگی کی ایک رنق بھی وہاں موجود نہ تھی۔ کیا ایسا عمل کوئی کر سکتا ہے۔ جب بچہ ذرا بڑا ہوا تو حکم دیا کہ اس کے گلے پر چھری چلا دو۔ آپ نے پوری تیاری کر لی لیکن اگر چھری نہیں چلی تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پورے خلوص کے ساتھ اپنے بیٹے کو قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔ کیا ان کے بعد اب تک کوئی ایسا ہوا ہے جو اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلائے۔ اور ایسے اعمال والا بندہ بھی حشر کے دن نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جھولی پھیلا کر کھڑا ہوگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

روح البیان میں بھی یہ حدیث شریف موجود ہے۔ نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حشر کے روز تمام بندے میرے در پر جھولیاں پھیلائے کھڑے ہوں گے اور مجھ سے شفاعت کی خیرات مانگیں گے ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے۔ اس لئے اعمال پر ناز کرنے والو اپنے اعمال کا سہارا نہ لو۔ اعمال ضرور کرو لیکن یہ شکرانے میں کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرنی ہے۔ اعمال جنت کا معاوضہ نہیں ہیں۔ جنت میں داخلہ صرف اور صرف شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوگا۔ جسے

شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیب نہیں ہے۔ وہ بد نصیب ہے۔ جسے یہ نصیب ہے وہ خوش نصیب ہے۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ حوصلہ افزاء آیت مبارک جو آپ کے لئے ہے میرے لئے ہے اور تمام ماننے والوں کے لئے ہے وہ یہ ہے کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرَىٰ (علیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میری رضا بھی تمہیں حاصل ہے۔
اعلمھرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رضائے الہی حاصل ہو گئی ہے۔ Blank Cheque مل گیا ہے۔ Power of Attorney مختار نامہ خاص مل گیا ہے۔ سب کچھ مل گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ ہمیں بھی پتہ چل جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تو دینے پر تیار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لیں گے۔ فرمایا کہ اے لوگوں! میں صرف ایک چیز لوں گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک چیز کیا ہے فرمایا کہ میں اپنی امت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا۔ آؤ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے ہوئے جھولی پھیلا لیں تو ابھی سے ہی جنت مل جائے گی۔ رضائے الہی کے حاصل ہونے پر میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت کر سکتے ہیں۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے

فرمایا کہ میں شَفِیعُ الْمُتَلَبِّسِینَ ہوں۔ یہ نہیں کہ میں صرف نیکوکاروں کا ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ میں بدکاروں کا بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ کبار گناہ کرنے والوں کا بھی شفیع ہوں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

یہ بڑی حوصلہ افزاء آیت مبارکہ ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی امتی کیلئے سب سے زیادہ حوصلہ افزاء اگر کوئی آیت مبارکہ ہو سکتی ہے تو وہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور اس کے صلہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ہماری بخشش ہی لیتی ہے اور کچھ بھی نہیں لینا ہے۔ فرمایا کہ رَبِّ هَبْ لِيْ اُمِّيْتِيْ نَبِيْ پاك عليہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے آپ بھی اس میں حصہ ڈال لیں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس شفاعت کے خزانے ہیں۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر) کا ایک پرزہ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام وسیلہ اور مقام محمود کیا ہیں فرمایا کہ ان پر بیٹھ کر میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ ہاتھ کھڑے کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرو۔ جی سب نے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں اور انشاء اللہ سب کو شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیب ہوگی اور سب بخش دئے جائیں گے۔ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بڑا غم کھا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا علاج فرمائیں۔ فرمایا کہ تمہیں کیا غم کھا رہا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ

سے جنت تو مل جانی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اعلیٰ درجہ میں ہوں گے اور میں نہ جانے کہیں دور دراز ہوں گا تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہو سکے گی تو ایسی جنت میرے لئے کس کام کی ہے۔ اے جنت کے طالب کبھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی زیارت کے بھی طالب ہو جاؤ۔ صحابی عرض کر رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنت وہ سکون عطا نہیں کر سکتی جو سکون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مل رہا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے تو نہیں دعا کر رہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ غم کھائے جا رہا ہے۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب عطا نہیں فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک پیغام ہے کہ اپنے اس صحابی سے فرمادیں اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی فرمادیں کہ جس کو جس سے محبت ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ جنت میں بھی تیرا حصہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ یہ بھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی فرمایا ہے۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم خوش ہو گئے کہ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے اس لئے ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی ساتھ ہوں گے آپ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کر لو۔ اور جو کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرتا ہے اس کی نشانیاں ہیں کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گاتا ہے۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے عیب

مانتا ہے اگر اسے نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عیب نظر آتے ہیں تو اسے نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہیں ہے۔ محبت کا معیار یہ ہے کہ زبان پر ذکر یا رہو اور آنکھوں میں یا رکاویدار ہو یا دیدار کی تمنا ہو۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر محبت بھی نہیں ہے خواہ مخواہ قبضہ گروپ بنا ہوا ہے۔ جب محبت ہوتی ہے تو محبوب پر یا اس کی اداؤں پر کوئی اعتراض نہیں اٹھتا۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ کہے کہ نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرنا۔ اور دوسرے یہ ہے کہ وہ کہے کہ نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ دے نہیں سکتے۔ اور تیسرے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نقص ڈھونڈنا رہے۔ تو ایسا برا بندہ کس طرح سے امتی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ امتی وہ ہوگا جو نئی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کا سہارا لیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب مانتا ہے جب تک بے عیب نہیں مانے گا وہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کہنے کا مجاز ہی نہیں ہے۔ کیونکہ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب ہی یہ ہے کہ جس میں کوئی عیب نہ ہو۔ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوتا ہے کہ جس میں ہر تعریف صحیح ہو جائے جس میں کوئی نقص نہ رہے۔ آپ کہیں کہ وہ حاضر ناظر نہیں ہیں۔ حاضر ناظر تو شیطان بھی ہے۔ شیطان کو حاضر ناظر مانتے ہو تو نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو کیوں نہیں مانتے۔ آپ کہیں کہ وہ نور نہیں ہیں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نور ہیں پھر

اعتراض کس بات پر ہے یہ محبت کی نفی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سراج المہیر ہیں۔ تو کہتا ہے کہ نہیں ہیں تو پھر یہ تمہاری لڑائی اللہ تعالیٰ سے ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں ہے۔ ایک مسئلہ تو آپ کے اپنے ملک میں بھی ہے۔ کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی نہیں ہیں تو پھر تمہاری پارلیمنٹ نے ایسے شخص کے خلاف کیا فیصلہ دیا ہے۔ اسے مرتد اور کافر قرار دیا ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے حالانکہ انہوں نے صرف ایک شان کو گھٹایا ہے تو ان کا اپنا سب کچھ مٹ کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ وہ کلمہ کو ہیں، نمازی ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں، قربانی زکوٰۃ سب کچھ ہے۔ ان میں کیا کچھ نہیں ہے جن کو آپ نے کافر اور مرتد کہا ہے انہوں نے صرف ایک صفت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا ہے۔ فرقے اسی طرح سے ہی بنتے ہیں۔ کسی صفت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا تو ایک الگ فرقہ بن گیا۔ یا اللہ ہمیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت عطا فرما دے ان کے گیت گانے کی توفیق عطا فرما دے۔ یا اللہ کیا آپ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الشراہ-۴) ”ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ تم تو اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گاتے ہو۔ میں نے اس کا ذکر بلند کر کے اس کو بھیجا ہے۔ اور کیوں ان کا ذکر بلند کیا ہے تا کہ وہ راضی ہو جائیں۔ ایک اور بھی حوصلہ افزاء چیز ہے جو ماننے والوں کے لئے ایک ہی کافی ہے۔ ہر نبی علیہ السلام کو ایک دعا ملی ہے کہ جو بھی وہ مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ دعا قبول کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے لیکن ایک دعا

کا اس نے اذن دیا ہے کہ وہ ہر حال میں قبول ہوگی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام نے دنیا میں رہتے ہوئے دعا مانگ لی ہے۔ کسی نے پانی کا طوفان مانگ لیا ہے تو وہ اسے مل گیا ہے۔ طوفان نوح حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے آیا تھا۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگ لی ہے فرمایا کہ نہیں میں نے نہیں مانگی ہے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب مانگیں گے۔ فرمایا کہ میں حشر کے روز مانگوں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مانگیں گے فرمایا کہ میں اپنی امت کی بخشش مانگوں گا۔ ہر بندہ نفسی نفسی پکارے گا۔ یا اللہ مجھے بچالے۔ یا اللہ میں مر رہا ہوں مجھے بچالے۔ صرف ایک ہستی ایسی ہوگی جو فرمائے گی امتی۔ امتی اے میرے غلام آؤ میں تمہیں بچالیتا ہوں میں تیرا بیڑہ پار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعمال سے بیڑہ پار نہیں ہوگا۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ جنت میں داخل ہونے کے بعد تیرے اعمال کام آئیں گے۔ جنت میں درجہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ملے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک ہیں۔ شَفِيعُ الْمُسْلِمِينَ ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے زیادہ نوافل کیوں پڑھتے ہیں۔ بسا قیام فرماتے ہیں۔ لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے ہیں۔ ان سے خون مبارک رسنے لگتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جس اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی عنایات سے نوازا ہے کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو شکرانے

میں اعمال کر رہے ہیں۔ اپنے امام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھیں کہ امام صاحب کیا ہم اعمال کرنے ترک کر دیں۔ فرمایا کہ میری طرف دیکھ میں نے فقہ حنفی بنائی۔ تمام مسئلے مسائل ترتیب دئے ہیں۔ شرعی علوم کا عالم اور عالم بھی ہوں۔ پھر بھی میں نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے اور ہر رات میں نے ایک قرآن مجید ختم کیا ہے اور یہ سب کچھ میں شکرانے میں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فہم و ادراک عقل سمجھ شعور عطا فرمایا ہے کہ میں نے فقہ بنا کر رکھ دی ہے۔ دنیا و کائنات میں حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ڈنکا بچ رہا ہے۔ وہ اپنی طاقت اتنی Authority بیان فرماتے ہیں۔

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے کس کا غوث الاعظم کا
مریدی لا تخف کہہ کے تسلی دی غلاموں کو
حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

جو میرا مرید ہو گیا وہ جنتی ہو گیا۔ اور خود اپنا عمل ایسا ہے کہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ اور ہر رات ایک قرآن مجید ختم کیا ہے۔ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف تو تصرف اور عظمت ہے کہ جو آپ کا مرید ہو جائے وہ جنتی ہے اور دوسری طرف یہ ہے کہ بجدہ میں پڑے ہوئے رات گزار رہے ہیں۔ نوافل ادا کر رہے ہیں فرمایا کہ جس اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا تصرف عطا فرمایا ہے کیا اس کا شکر ادا نہ کروں۔ اس لئے جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں جنت عطا فرمائی ہے اس کا شکر یہ ادا کرنے کیلئے ہم نوافل نہ پڑھیں۔ اعمال

کا سہارا بالکل نہ لیں۔ سہارا صرف ماہِ کملی والے کا ہی لیں۔

ضرورت جب بھی پڑی سہارے کی بے سہاروں کو

سہارا صرف ماہِ کملی والے کا نظر آیا

نہ تھا پاس میرے کچھ روز محشر

نئی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے

یہ وسیلہ پکڑ لیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفاعت کے بغیر میری بخشش ممکن نہیں ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارا

بازو پکڑ لیں گے اور تمہیں جنت میں لے جائیں گے۔

انہیں مان کر شافع محشر

غمِ آخرت سے رہا ہو گیا ہوں

اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ اور یہ عمل رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز جنازہ خود ایک

دعا ہے جو ہر فرقے والے پڑھتے ہیں یا اللہ ہمارے زندہ کو اور مردہ کو بخش دے۔ جو

حاضر ہیں ان کو بھی اور غیر حاضر کو بھی اور ہماری عورتوں کو بھی بخش دے۔ حضور نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ پس جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کیلئے بعد

میں خاص کر میت کیلئے دعا مانگو۔ اسی لئے ہم نماز جنازہ کے بعد میت کی مغفرت کیلئے

اور اس کی بلندی درجات کے لئے دعا مانگتے ہیں۔ ہمارے غم میں شریک ہونے کیلئے

جو بھی کوئی آتا ہے وہ بھی مرحوم کیلئے دعا مغفرت کرتا ہے۔ یہ دعا خواہ روزانہ کی

جائے۔ تیسرے روز کی جائے۔ ساتویں روز کی جائے یا چالیس روز کے بعد بیٹھ کر کی

جائے یا جب بھی فرصت ملے تو مرحوم کی بخشش کیلئے دعا کی جائے تو یہ دعا مرحوم کے

لئے بخشش کا باعث اور اس کے درجات کی ترقی کا باعث بن جاتی ہے۔ یہی کچھ ہم اپنی محافل میں کرتے ہیں اور یہی کچھ ہم اپنی دعاؤں میں کرتے ہیں۔ اور یہی ہم حشر والے دن کریں گے۔ قیامت کے روز بھی شفیع ڈھونڈیں گے جو آج شفاعت کے منکر ہیں وہ بھی شفیع ڈھونڈیں گے۔ پسینہ اتنا آ جائے گا کہ اس میں کشتیاں بھی تیر سکیں گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ یا صفی اللہ ہماری شفاعت فرمائیں وہ فرمائیں گے کہ میں آج شفاعت نہیں کر سکتا کسی اور کے پاس جاؤ۔ اِذْ هَبْوَ اِلٰی غٰیْبِ حَظْرَتِ ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کوئی بھی شفاعت نہیں کرے گا۔ آخر ہوتے ہوتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ آج شفاعت تو میں بھی نہیں کر سکتا لیکن مجھے اس ہستی کا علم ہے جو آج شفاعت کر سکتی ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ سب لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جھولی پھیلائے حاضر ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے اِنَّا لَهٰمِلٌ تُو بِنٰی تہمارے لئے ہوں تم کہاں دھکے کھاتے رہے ہو۔ آؤ میں تمہاری شفاعت کرتا ہوں تو حضرات اب یہی ہے کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب بہ چالیسواں محمد اشرف بھولا صاحب ملت روڈ فیصل آباد

دوسری نشست:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھائی کی دعا اس کے دینی ایمانی بھائی کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔ ایک بحری جہاز میں چند لوگ سفر کر رہے تھے۔ اس جہاز کو حادثہ پیش آ گیا وہ سارا ٹوٹ گیا۔ اس کے سوار سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ دو افراد ایک ٹوٹے ہوئے تختے پر سوار ہو گئے اور وہ تختہ چلتے چلتے ایک جزیرہ کے ساحل پر جا لگا۔ وہ دونوں اس جزیرہ میں اتر گئے۔ جنگل بیاباں تھا کوئی چیز خور و نوش کی نہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ جزیرہ آدھا آدھا کر لیتے ہیں ایک حصہ ایک لے لے اور دوسرا حصہ دوسرا لے لے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ ایک نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے بھوک لگی ہے مجھے کوئی چیز کھانے پینے کی عطا فرما دے۔ اس کے قریب ایک درخت اگ آیا اس کو پھل لگ گیا وہ کھانے لگا۔ پھر اس نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے یہاں ایک بیوی مل جائے تو وہاں ایک عورت نمودار ہو گئی۔ پھر اس نے دعا کی کہ مجھے ایک کمرہ عطا فرما دے تو وہاں ایک کمرہ تیار ہو گیا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہاں کیا کرنا ہے کسی آباد ملک میں چلتے ہیں اس نے دعا کی کہ یا اللہ کوئی ایک جہاز آ جائے اور ہمیں یہاں سے لے جائے۔ دیکھا کہ ایک جہاز اس جزیرے کی طرف آ رہا ہے۔ جہاز آ کر لنگر انداز ہو گیا۔ یہ شخص اپنی بیوی کے ہمراہ جہاز پر سوار ہو گیا۔ ہاتھ نے آواز دی کہ اے خدا کے بندے اپنے دوسرے ساتھی کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ اگر وہ اتنے پانی میں ہوتا تو اس کی دعائیں بھی قبول ہو جاتیں میری تو دعائیں قبول ہوئی ہیں اب میں اس کو ساتھ کیوں لے جاؤں وہ تو اس پایہ کا ہی

نہیں ہے۔ پھر ہاتھ نے آواز دی کہ اس کی دعا کے صدقے میں تیری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ جب تو نے پھل مانگا تھا تو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ اس کی دعا کو قبول فرما۔ تو نے بیوی مانگی تو اس نے دعا کی کہ یا اللہ اس کی دعا کو قبول فرما۔ تو نے مکان مانگا تو اس نے عرض کی کہ یا اللہ اس کو مکان عطا فرما دے۔ تو نے جانے کے لئے جہاز مانگا تو اس نے دعا کی کہ یا اللہ اس کو جہاز دے دے تجھ میں کوئی کمال نہیں ہے۔ کمال تو اس کا ہے کہ تو صرف اپنے لئے مانگتا رہا لیکن وہ تیرے لئے مانگتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں اس کی دعائیں قبول کی ہے۔ یہ تو قصہ ہوا ختم لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارے لئے کون دعائیں مانگتا ہے ہمارے لئے ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں مانگتے ہیں اور ہر نمازی سب کیلئے دعائیں مانگ کر اپنی نماز ختم کرتا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱)

”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بخش دے اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“ ہماری بخش کا بہانہ کوئی اور ہے۔ فرمایا کہ اے لوگو اپنے اعمال پر نہ جانا کہ میری نمازیں ہیں میرے روزے ہیں میرا حج ہے میری زکوٰۃ ہے میرا کلمہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اعمال سے جنت دینی ہی نہیں ہے بلکہ میں نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے اور میری رحمت اور فضل میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس نے پیدا ہوتے ہی دعا کی کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے معراج پر بھی عرض کی کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ قبرانور میں بھی دعا کی کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے اور حشر میں تیرے لئے سجدے کون کرے گا۔ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری

بخش کے لئے دعا کریں گے۔ حضرات جو کچھ بھی ہے یہ سب کچھ نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا ہی نتیجہ ہے فرمایا کہ میری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں میرا زندہ رہنا بھی اچھا ہے اور میرا وصال کر جانا بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال فرما جانا ہمارے لئے کیسے بہتر ہے فرمایا کہ ہر شام تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے جو نیکیاں ہوں گی ان پر میں خوش ہوں گا۔ اور جو تیرے گناہ ہوں گے ان کے لئے میں بخشش کی دعا کروں گا اللہ تعالیٰ وہ معاف فرمادیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے اپنا کوئی خاص بندہ ملا دے۔ فرمایا کہ بندہ تو میرا ہے لیکن وہ مجھ سے ناراض ہے اب پتہ نہیں کہ وہ تم سے بھی کلام کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ کیوں ناراض ہے اور کیا آپ اسے منا نہیں سکتے فرمایا کہ اس کا منانا میرے لئے مشکل ہے سوچتا ہوں کہ کس طرح سے اس کو مناؤں۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس کا مطالبہ کیا ہے فرمایا کہ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ یا اللہ تو نے جہنم کو بندوں سے ہی بھرنا ہے تو میرا کیلئے کا جسم اتا پڑا کر دے کہ تیرا جہنم مجھ اکیلے سے ہی بھر جائے اور باقی ساری مخلوق جنت میں چلی جائے اب بتاؤ اے موسیٰ علیہ السلام میں اسے کس طرح سے راضی کروں۔ اب دیکھو کہ وہ اللہ کا بندہ بھی صرف تیرے لئے ہی دعا کر رہا ہے لہذا جو تمہاری شان بان ہے وہ کسی کی دعاؤں کا صدقہ ہے خواہ وہ تیری ماں کی دعا ہے یا تیرے باپ کی دعا ہے یا تیرے پیر و مرشد کی دعا ہے یا تیرے کسی مومن بھائی کی دعا تیرے لئے ہے یا تیرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے تمہارا جو کچھ بھی ہے کسی کی

دعاؤں کا صدقہ ہے۔ دیکھو کہ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے کتنے بندے بخشے جائیں گے۔ جتنی بنی تمیم کی بکریوں کے بال ہیں اتنے بندے بخشے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری بخشش ان بالوں کے صدقے ہی ہو جائے۔ حضرت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا امت محمدیہ کی بخشش کیلئے بہت دعائیں فرمایا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ آپ نے جو اپنا حق مہر طلب کیا تھا وہ یہ تھا کہ یا اللہ میرے بجدوں کو قبول فرما کر ان کے صدقے میں ساری امت محمدی کی بخشش فرما دے۔ شاید ان کے حق مہر کے صدقے میں ہماری بخشش ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے تیس مارخاں ہیں ہم یہ ہیں ہم وہ ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ ابھی نماز پڑھی ہے کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا ہے اگر نہیں تو نماز کا پہلا معیار تو گیا۔ پھر یہ کہ کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے اگر یہ بھی نہیں تو نماز تو ختم ہو گئی۔ لہذا ایسی نماز پر تمہیں کیا بھروسہ ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا احسان ماننے کی توفیق عطا فرمائے جن کی دعاؤں سے ہم بخشے جائیں گے۔ بندہ جب اپنے لئے دعا کرتا ہے تو وہ قبول نہیں ہوتی لیکن جب دوسرے کیلئے دعا کرتا ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ جب تم میں یہ گناہ ہو۔ وہ گناہ ہو تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہ کوئی گناہ تو ہر بندے میں ہوتا ہے کوئی بندہ بھی بے گناہ نہیں ہے۔ چودہ پندرہ گناہ ایسے ہیں جو بندے میں ہوں تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا دعا کرو لیکن دوسروں کیلئے کرو۔ گناہ گار کی دعا دوسرے گناہ گار کیلئے قبول ہے۔ لیکن اپنے لئے نہیں۔ اس میں سبق یہ ہے کہ دوسروں کیلئے دعا مانگا کرو۔ نماز کے اختتام پر کہتے

ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ بِنَدْوٰی پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو۔ دونوں طرف رخ کر کے ہم یہی کہتے ہیں۔ ہر موقع کی دعا ہے۔ نماز جنازہ دعا ہے۔ رسم قل پر بھی دعا ہے چالیسوں پر بھی دعا ہے قرآن مجید میں بھی ایک دعا ہے جو صحابہ کرام مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ ہمیں بخش دے اور ہم سے پہلے آنے والوں کو بھی بخش دے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِہِمَا (۱۹) ”اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عام اور خاص تمام اُمتیوں کے لئے بخشش کی دعا مانگیں تو میں ان سب کو بخش دوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو امت محمدی کی بخشش کیلئے دعا مانگا کرو میں اسے قبول کر لوں گا۔ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَمَّا الْمُؤْمِنٰتِہُمَا (۲۰) ”مؤمنین کی مغفرت مانگتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ بخشش عطا فرماتا ہے لیکن کسی کی زبان اقدس سے نکلواتا ہے۔ وہ خود بھی بخشش عطا فرما سکتا ہے لیکن وہ ہمیں کسی کا تیا ز مند کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں کسی کا احسان مند کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم میں کہیں یہ غرور اور تکبر نہ آجائے میں اپنے اعمال سے ہی بخشا گیا ہوں۔ بلکہ یہ پتہ چل جائے کہ یہ کسی کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ ہماری بخشش ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی کے لئے دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان دعاؤں کو قبول ہونے کا شرف حاصل ہو۔ تاکہ یہ ہماری بخشش کا بہانہ بن جائیں۔ سورت النساء آیت ۹۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میری یہ آیات ان لوگوں تک پہنچا دیں کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہجرت نہیں کی اور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر جانے کے بعد بھی مکہ مکرمہ کو ہی اپنا مسکن بنایا ہوا ہے میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت ضعیف لاغر کمزور تھے سفر کرنے کے قابل نہیں تھے وہ ہجرت نہیں کر سکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مجبوری کو دیکھ کر سورت النساء آیت ۹۸ میں ان کو ہجرت کرنے سے مستثنیٰ قرار دے دیا اور ان کو اجازت مل گئی کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہی رہ سکتے ہیں۔ ایک صحابی بہت ضعیف تھے۔ چلنے پھرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ بہت کمزور اور لاغر تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مکہ مکرمہ نہیں رہ سکتا۔ مجھے چار پائی پر ہی ڈال کر مدینہ شریف پہنچا دو جب اس نے ضد کی تو اس کے بیٹوں نے اسے چار پائی پر ڈال کر اٹھالیا اور مدینہ شریف کی طرف چل دے لیکن اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ میں ہی وصال ہو گیا۔ ہجرت کی نیت سے چل پڑا لیکن مدینہ شریف پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورت النساء آیت ۱۰۰ میں اس کو ہجرت کا ثواب عطا فرما دیا۔ حالانکہ ہجرت سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ عمل کا ثواب فوت ہو جانے کے بعد بھی مل جاتا ہے۔ اعمال صالحہ کا ثواب فوت ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں لہذا قبور میں بھی مرنے والوں کو ثواب پہنچتا ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش صاحبزادہ والا شان

حضرت اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت ”محبی الدین“

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے
حضور آپ نواز دیں تو بات نبتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات نبتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات نبتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو آپ کی عنایت تو اک جہات نبتی ہے
اسی دید سے بنے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات نبتی ہے

معزز حاضرین! ابھی آپ نے اس بچہ سے زمین و آسمان کے مابین ایک مقابلہ سنا ہے۔ زمین کامیاب ہو گئی اس نے مقابلہ جیت لیا۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس نے یہ مناظرہ کس نقطہ پر جیتا اے آسمان یہ مانا کہ تم پر چاند سورج، ستارے، جنت، حوریں اور فرشتے ہیں لیکن مجھ پر سردار الانبیاء علیہم السلام جلوہ افروز ہیں اس نقطہ پر وہ جیت گئی اس لئے اگر آپ نے بھی کوئی مقابلہ یا مناظرہ جیتنا ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ہی جیتنا ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

مسلمان کی آبرو اس لئے ہے کہ اس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ آپ بھی اپنے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ کو بٹھالیں آپ بھی آبرو والے بن جائیں گے جس سے بھی محبت ہوتی ہے وہ محبوب کے دل میں ہی ہوتا ہے۔ آپ یقیناً جیت جائیں گے آسمان و زمین کی ہر چیز سے جیت جاؤ گے۔

ان کو دل میں بٹھا لیا ہم نے

دل کو مدینہ بنا لیا ہم نے

ایک آدمی صاحب نظر ہے جب ہماری پانچویں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم 10-03-09 کو ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ کس نقطہ پر کوئی نعت اور کون سے فقرے، کون سے شعر پر سب سے زیادہ نور کی بارش ہوئی تو اس نے بتایا کہ جب یہ شعر پڑھا گیا کہ

خدا سے مانگنے والے اے شام و سحر

جو مصطفیٰ کو نہ مانگا تو مانگا کیا ہے

اس مرحلہ پہ سب سے زیادہ کرم ہوا ہے۔ جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانگو گے تمہارے پلے میں کچھ نہیں آئے گا۔ نہ نور آئے گا نہ کوئی اور شے آئے گی۔ جنت مانگو گے نہیں ملے گی۔ خاتمہ بالخیر مانگو گے تو نہیں ملے گا۔ قبر کا امتحان پاس نہیں ہوگا پس صراط سے نہیں گزرے گا۔ میزان درست نہیں ہوگا۔ اگر کچھ بات بنے گی تو صرف اس پر بنے گی کہ

فضل رب العلی اور کیا چاہئے

م گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

حضرات یہ ربیع الثانی کا مہینہ ہے جو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کے حوالہ سے آج بات کرنی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شان یہ ہے کہ آپ نے دین کو زندہ کیا ہے اس وجہ سے آپ کو محی الدین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ دین اسلام مرچکا تھا آپ نے نئے سرے سے زندہ فرمادیا۔ دین کو مارتے والی کون سی چیز ہے اور دین کو زندہ کی کون سی چیز عطا کرتی ہے تاکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ اس سے دین زندہ ہوتا ہے اور اس پر عمل کریں تاکہ ہمارا دین بھی زندہ رہے۔ تمہارا دین اس وقت مرجاتا ہے جب تمہارے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان نہیں رہتی۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تمہارے دل میں جلوہ گر ہے تو تمہارا دین زندہ ہے۔ اگر تمہارے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کم ہوگئی یا نکل گئی تو تمہارا دین مرگیا۔ قادیانیوں کو دیکھ لیں کہ وہ حافظ بھی ہیں۔ تراویح بھی پڑھتے ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ روزہ حج، زکوٰۃ سب کچھ کرتے ہیں نماز بھی پڑھتے ہیں۔ حج بھی کیا

کرتے تھے۔ اب ان کے حج پر پابندی عائد ہوئی ہے پہلے تو وہ بھی حج بیت اللہ شریف کیلئے جایا کرتے تھے۔ انہوں نے یہ کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بھی نبی آسکتے ہیں جیسے ہی انہوں نے عقیدہ اپنایا ان کا دین مر گیا۔ کیا اب ان کے پلے میں کوئی چیز ہے آپ کی پارلیمنٹ نے ان کے خلاف کیا فتویٰ دیا ہے۔ آپ کی عدالت اعلیٰ Supreme Court نے ان کے خلاف کیا فیصلہ دیا ہے۔ کہ وہ مرتد ہیں۔ کلمہ شریف پڑھنے کے باوجود نماز پڑھنے کے باوجود وہ مرتد ہیں۔ روزہ، حج، زکوٰۃ صدقات قربانیاں کرنے کے باوجود مرتد ہیں لیکن وہ آج بھی نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں روزے بھی رکھ رہے ہیں تراویح بھی پڑھ رہے ہیں۔ زکوٰۃ بھی ادا کر رہے ہیں۔ لوگوں کی خدمت بھی کر رہے ہیں صدقات و خیرات بھی کر رہے ہیں لیکن یہ سب کچھ بے کار جا رہا ہے کیونکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک صفت خاتم النبیین کا انکار کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کا انکار کر دے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کر دے۔ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع ہونے کا انکار کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات ہونے کا انکار کر دے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا انکار کر دے۔ کوئی یہ کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ہیں ہمارے بھائی ہیں۔ وہ تو فوت ہو گئے ہیں جس جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی صفت و عظمت کا انکار کر دیا۔ اس کا دین ہی مر گیا۔ شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دین کو زندگی عطا کرتی ہے۔ کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دین کو

زندگی عطا کرتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے دل میں جلوہ گر ہیں
تیرے عقیدے میں ہیں تو تیرا دین زندہ ہے اور تو بھی زندہ ہے۔ اور جیسے ہی
عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے عقیدے سے نکل گئی۔ تو نبی پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان کو گھٹا کر بیان کرے تو تیرا دین مر گیا۔ اس عقیدے کو جو تقویت
دینے والا شعر ہے وہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

کوئی کہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرنا۔ بس اللہ، اللہ ہی
کرنا۔ ان کا دین مردہ ہے اور وہ خود بھی مرے ہوئے ہیں ان سے متعلق اعلیٰ حضرت
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
نہ کرنا۔ اور یہ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے اور ان کی ذات
مبارکہ میں فلاں فلاں نقص ہے ان سے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
وہ مر گئے ہیں ان کا دین مر گیا ہے اور پھر کہتے ہیں مردک کہ میں ہوں امت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ مردک یعنی ایسا برا بندہ بھی کیا کبھی امتی ہو سکتا ہے۔ مردک کے
معنی نہایت برا آدمی۔ اللہ کرے کہ ہمیں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل سے نظر
آئے اور اسے اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان سن
کر دلی طور پر بھی خوش ہوں۔ حضرت محدث اعظم پاکستان جناب مولانا محمد سرمد راحمد
صاحب۔ رحمۃ اللہ علیہ جن کے سایہ میں ہم رہ رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان سن کر تیرا دل خوش ہو جائے تو پھر تو مومن ہے اگر تیرا دل

مرجھائے۔ جل سڑ جائے کہ یہ کیا ہو گیا ہے تو پھر تو مر گیا یہ دین کا مردہ ہو جانا ہے۔
 حضرت سرکارِ غوث الاعظم نے دین کو زندہ کیا۔ آپ کی زندگی کے چند ایک ایسے
 واقعات ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کس طرح سے دین کو زندہ کیا ہے
 آپ کی پیدائش کے بعد رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا۔ آپ صرف سحری اور
 افطاری کے وقت اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا کرتے اور باقی سارا دن دودھ نہ پیتے
 کو یا کہ اپنی والدہ کے آغوش میں ہی جب کہ ابھی چند ماہ کے تھے روزہ رکھا کرتے
 تھے اس بات کا علم لوگوں کو بھی ہو گیا کہ یہ نومولود بچہ روزے رکھ رہا ہے۔ اتنیس
 رمضان کو لوگ عید الفطر کا چاند دیکھنا چاہتے تھے لیکن بادل چھا گئے چاند نظر نہ آیا۔
 پتہ نہیں چل رہا تھا کہ صبح عید الفطر ہوگی کہ نہیں ہوگی۔ سب نے کہا کہ سید زادوں کے
 گھرانے میں جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ رمضان المبارک کے روزے رکھ رہا ہے۔ ان سے
 معلوم کرتے ہیں کہ اگر اس بچے نے صبح سحری کے بعد دودھ پیا ہے تو عید ہے ورنہ
 روزہ ہے۔ لوگوں نے صبح روزہ تو رکھ لیا لیکن عقیدہ یہ تھا کہ صبح پتہ کریں گے کہ بچے
 نے دودھ پیا ہے کہ نہیں۔ صبح لوگ آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے اور آپ کی
 والدہ ماجدہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ سحری کے بعد آپ نے دودھ نہیں
 پیا۔ تو لوگوں نے کہہ دیا کہ آج روزہ ہے عید نہیں ہے۔ کیا حضرت سرکارِ غوث الاعظم
 رحمۃ اللہ علیہ نے شیر خوارگی کے ایام میں روزہ رکھا ہے کہ نہیں رکھا ہے۔ بچپن سے ہی
 غوث الاعظم سرکار کو یہ پتہ ہے کہ دین کیا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا
 ہوتے ہی سجدہ کیا ہے اور سجدہ میں کیا دعا مانگ رہے ہیں۔ رَبِّ هَبْ لِي اَمْسِي
 يَا اللہ میری اُمت میرے حوالے کر دے۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے

ہیں کہ اگر مجھے رمضان شریف کا علم ہو گیا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان کی ساری امت کا پتہ چل گیا ہے۔ وہ پیدا ہوتے ہی سجدہ کر رہے ہیں تاکہ اُمت کی بخشش ہو جائے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں شکم مادر میں تھا تو لوح محفوظ پر چلنے والی قلم کو میں سن لیتا تھا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ اور حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی سے ہمیں یہ پڑھا رہے ہیں کہ مجھے رمضان المبارک کا علم ہو گیا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری کائنات کا علم ہو گیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ساری اُمت کو بخشوالیا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک گلی میں سے تشریف لے جا رہے تھے اور آپ کے آگے آگے ایک بیل جا رہا تھا۔ گلی تنگ تھی آپ بیل سے آگے نہیں گزر سکتے ہیں۔ بیل رک گیا اور اس نے عرض کیا کہ اے عبدالقادر آپ جانوروں کے پیچھے چلنے والے نہیں ہیں بلکہ آپ لوگوں کے راہبر و راہنما ہیں کیا اس بیل کو حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پہچان ہوئی ہے کہ نہیں۔ بیل کو علم غیب تھا کہ نہیں۔ اب ذرا غور کرو کہ ایک بیل کو علم ہو سکتا ہے تو کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہو سکتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی پتہ نہیں ہے۔ پھر بیل کو کیسے علم ہے کہ اس کے پیچھے سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آ رہے ہیں۔ بیل زبانِ حال سے بول کر بتاتے ہیں کہ ہمیں علم غیب ہے آپ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بنیں گے اور لوگوں کے راہنما و راہبر بنیں گے۔ حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کسی دکان پر گئے ابھی طالب علمی کا ہی زمانہ تھا۔ وہ

کتب فروش کی دکان تھی اس دکاندار کو آپ کے عقیدہ اور مدرسہ کا علم تھا اس نے ایک تنکا پکڑا اور حضرت مولانا محمد سر دار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس تنکے کا علم ہے کو یا کہ اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر اعتراض کیا۔ طعنہ زنی کی کہ کیا تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس تنکے کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں کتاب نکالو۔ آپ نے وہ کتاب لی اور اسکے ایک صفحہ کو دیکھا اور فرمایا یہ پڑھ لو یہ تمہارے ہی علماء کا لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس تنکے کا علم ہے کہ نہیں لیکن یہ تنکا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا ہے۔ اگر تنکے کو اتنا علم غیب ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں علم غیب نہیں ہوگا وہ کیوں اس تنکے کو نہیں جانتے ہوں گے۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کرے گا تو بے ایمان ہو جائے گا۔ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ منافق حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو نہیں مانتے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ مصطلق سے واپس آ رہے تھے۔ ابھی مدینہ شریف سے کافی دور ہی تھے۔ رات کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈاچی مبارک گم ہو گئی۔ صبح صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ ڈاچی کی تلاش کریں وہ سب ادھر ادھر بکھر گئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رقاد کا انتقال ہو گیا ہے۔ منافق کہنے لگے کہ عجیب بات ہے کہ اپنی ڈاچی کا تو پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے اور مدینہ منورہ میں فوت ہو جانے والے کی خبر دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے میرے صحابہ یہ منافق کی بولی میں تمہیں سنانا چاہتا تھا

میری ڈاچی کی ٹکیل فلاں گھاٹی میں میری کے درخت کے ساتھ اٹک گئی ہے اسے وہاں سے چھڑا کے لے آؤ لیکن یہ پتہ چل گیا کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ اگر نیک کو علم غیب ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں نہیں ہے۔ جب ایک تنگے کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس تنگے کا علم کیوں نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا علم تو جانوروں حیوانوں کو بھی ہے یعنی ان لوگوں نے نیک کی عظمت نفی کرنے کیلئے استعمال کی ہے۔ یہ دیکھیں کہ نیک کو کیوں علم غیب ہے وہ اس لئے ہے کہ نیک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنا ہوا ہے۔ کائنات کی ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنی ہے۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

ایک بھیڑیے کو بھی علم غیب ہو گیا تھا۔ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ایک بکری اٹھالی اور چلا گیا۔ چرواہے کو علم ہوا تو وہ اس کے پیچھے بھاگا اور لاٹھی وغیرہ سے اس نے بھیڑیے سے اپنی بکری چھڑالی۔ وہ بھیڑیا کہنے لگا کہ تو عجیب آدمی ہے کہ بکری تو میری روزی ہے میرا رزق ہے یہ تو نے کیوں مجھ سے چھین لی ہے میرا کون سا باورچی خانہ ہے یا میرے کون سے رزق کے ستور بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے تو اسی طرح سے دوڑ

بھاگ کر کے اپنی روزی حاصل کرنی ہے۔ چہ واہے نے کہا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جنگل کا جانور بھی انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کہ تو میری بات پر تعجب کر رہا ہے بلکہ اس سے تو عجیب تر بات یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کر دیا ہے۔ تو جا اور ان کا کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔ ان پر ایمان لے آؤ کہ وہ سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ میری گفتگو کرنے پر اتنا حیران نہ ہو بلکہ اب بات کرنے کی یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آؤ۔ چہ واہے نے کہا کہ پھر میری بکریوں کی نگرانی کرو اور میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہوں۔ اب بھیڑیا اس کی بکریوں کی رکھوالی کر رہا ہے اور وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ شریف پڑھ رہا ہے۔ کیا بھیڑیے کو اتنا علم غیب ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی کواعی دے رہا ہے۔ اس کو بھی علم غیب ہے کیوں کہ وہ بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنا ہے اگر تو بھیڑیے کے علم غیب کو مانتا ہے تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کس طرح سے کر سکتا ہے۔ کیا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ولی کامل سے بیعت کی ہے۔ جی ہاں کی ہے تو پھر ہم کیوں بیعت نہ کریں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دین زندہ ہے تو ہم اپنے دین کو کیوں مردہ کریں۔ لوگ آج کہہ رہے ہیں کہ بیعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ بدعت ہے شرک ہے۔ یہ بیعت کرنا پہلے نہیں ہوا کرتا تھا اب یہ نئی اختراع پیدا کر لی گئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت

کی ہے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ حضرت بابا فرید پاکپتن والی سرکار نے بھی بیعت کی ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیعت کی ہے تو پھر ہم کس طرح سے بے نیازہ کہہ سکتے ہیں، بیعت ہونے کا فائدہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے اگر تم اپنا دین زندہ کرنا چاہتے ہو تو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہے اس پر عمل کرلو۔ ہم تو بیعت کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ خواہ مخواہ کے لوازمات ہیں۔ ہم یونہی ہاتھ باندھے پھرتے ہیں۔ ٹوئیاں پہنے ہوئے پھرتے رہتے ہیں۔ دست بوسی اور قدم بوسی کرتے ہیں حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کسی نے ان کے قصیدہ غوثیہ سے نقل فرمایا ہے۔

مریدی لَا تَخَفْ کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

حشر تک رہے بے خوب بندہ غوث اعظم کا

اے شخص اب تو میرا مرید ہو گیا ہے تجھے اب خوش خبری ہے کہ تمہیں اب جہنم کا کوئی ڈر نہیں ہے تو اب دوزخ میں نہیں جائے گا۔ یہ بیعت کا فائدہ ہے جو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے دنیا والوں کو بتایا ہے کہ مرید جب بیعت کرتا ہے تو وہ جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا۔ وہ قریشی ہی تھا لیکن جو مسلمان ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے ان کو کسی طرح سے واپس لانے میں کوشش کرنا تھا۔ وہیں اس کو علم ہو گیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وہ حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے مسلمان ہونا ہے اور میں

نے بیعت بھی ضرور کرنی ہے۔ جب بیعت کیلئے ہاتھ بڑھائے تو پھر واپس کر لئے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کیوں پیچھے کر لئے ہیں کیا بات ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت تنگ کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی بہت تنگ کیا ہے آپ یہ فرمادیں کہ کیا میرے وہ گناہ معاف ہوں جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بیعت ہو جا۔ تیرے اگلے گناہ بھی معاف اور تیرے پیچھے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ اور یہی کچھ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی فرما رہے ہیں۔

مریدی لَا تَخَفْ کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

حشر تک رہے بے خوب بندہ غوث اعظم کا

اے میرے مرید تو خوف نہ کر۔ جب تو نے میری بیعت کر لی ہے تو میرا مرید ہو گیا ہے اب تجھے جہنم کا کوئی خوف یا ڈر نہیں ہے۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ہیں۔ لیکن یہ لوگ جس طرح سے بیعت کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو بیعت ہونے سے روکتے ہیں پھر تو دنیا میں کوئی بھی بیعت ہی نہ ہوتا۔ لیکن اب وہ بھی بیعت کر رہے ہیں۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت کا انکاری ہو جائے گا تو پھر کوئی ولایت نہیں ملے گی بلکہ ولایت کیا ملتی ہے مسلمان ہی نہ رہے گا۔ جو کوئی ان دوسرے فرقوں میں بیعت ہو رہے ہیں وہ کوئی بیعت نہیں۔ وہاں تو ولایت ہی نہیں ہے تو بیعت کیا ہوگی۔ آج کل کے دور میں جو سب سے بڑا چکر اور فریب دھوکہ ہے وہ یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں کوئی شان نہیں ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک عیسائی پادری نے چیلنج کر دیا کہ مسلمانوں سنو تمہارے قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جو ہمارے نبی ہیں وہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اور اسی قرآن میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ لہذا جو مردوں کو زندہ کر دے وہ زیادہ طاقت والا ہے وہ اعلیٰ درجہ والا ہے اس لئے تم اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو جاؤ۔ جو وہاں مسلمان ایسے تھے جو خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹانے والے تھے انہوں نے اس عیسائی کا جواب کیا دینا تھا۔ عیسائی پادری نے کہا کہ بات قرآن میں سے کرنی ہے۔ قرآن کے حوالہ سے کرنی ہے جس طرح میں عرض کر رہا ہوں کہ تمہارا قرآن کو ابی دے رہا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے اسی طرح سے تم بھی قرآن سے ثابت کرو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوڑھیوں کو تندرست کرتے تھے۔ پیدائشی نابینا کو بینائی عطا کرتے تھے۔ وہ علم غیب رکھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا اپنے گھروں میں رکھ کر آئے ہو۔ کل کیا کھاؤ گے۔ کل کیا کھایا تھا۔ آئندہ کیا کھاتے رہو گے۔ یہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شانیں ہیں جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں۔ اب جو مولوی حضرات جو اپنا دین مردہ کئے بیٹھے تھے ان میں سے کسی نے بھی عیسائی پادری کے اعتراضات کا جواب نہیں دیا۔ اور نہ ہی دے سکتے تھے کہ وہ تو خود اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ کہتے ہیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا کہ ایک عیسائی

نے چیلنج کیا ہے اور مولوی حضرات اس کا جواب دینے سے قاصر ہیں تو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عیسائی کے چیلنج کو قبول فرمایا اور اس سے پوچھا کہ بتاؤ تمہارا کیا دعویٰ ہے اس نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہے وہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے جب کہ آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کو زندہ نہیں کیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی قرآن مجید کو ایک طرف رہنے دو۔ یہ بتاؤ کہ اگر میں مردے کو زندہ کر دوں تو پھر کیا کہو گے۔ آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کرتے ہو لیکن میں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں۔ میں مردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔ اس عیسائی نے کہا کہ آپ مردے کو زندہ کر دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ فرمایا کہ پھر چلو قبرستان چلتے ہیں تو جس قبر پر ہاتھ رکھے گا میں اس کو زندہ کرنا ہوں۔ اس نے ایک بہت پرانی قبر پر ہاتھ رکھا کہ اس کو زندہ کر دو۔ اب حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا علم غیب دیکھو۔ فرمایا کہ یہ قوال تھا سارگی نواز تھا۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا صحابی ہے اور میرا عاشق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں صرف چھیا سی نفوس بچے تھے اور ان میں سے اب کڑوڑوں بن چکے تھے۔ اس سے اندازہ کر لیں کہ وہ قبر کتنی پرانی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنے امتیوں کے سامنے میرا ذکر فرمایا کرتے تھے اس وجہ سے یہ بچہ میرا عاشق ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں نے سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہونا ہے۔ اب میں اس کو حکم دوں گا تو یہ زندہ ہو جائے گا۔ سارگی بجاتے ہوئے قبر سے نکلے گا اور مجھے پوچھے گا کہ کیا آپ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور مجھ سے

میرا مرید ہونے کی درخواست کرے گا۔ کیا یہ علم غیب ہے کہ نہیں ہے۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا اب اگر دین زندہ کرنا چاہتے ہو تو اسی واقعہ سے ہی ہو جائے گا۔ اور اگر دین کو مردہ ہی رکھنا چاہتے ہو تو پھر سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا انکار کر دو تو تمہارا دین ابھی مر جائے گا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے عیسائی بتاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کرتے وقت کیا فرماتے تھے۔ کہا کہ وہ قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ کے حکم سے زندہ ہو جا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اسے کہوں گا قُمْ بِإِذْنِی میرے حکم سے زندہ ہو جا۔ عیسائی نے کہا کہ یہ اور بھی بڑی بات ہے۔ اس پر حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ قُمْ بِإِذْنِی کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔ قبر پھٹ گئی اور وہ بندہ سارنگی بجاتا ہوا باہر نکل آیا اور کہنے لگا کہ آپ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سرکار ہیں۔ مجھے مرید کریں اور مجھ پر توجہ فرمائیں میری کڑوڑ سال پرانی امید آج بھر آئی ہے میری تمنا پوری ہو گئی ہے۔ مردے نے زندہ ہو کر حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کی۔ جو کوئی قبر پر کھڑا ہوتا ہے میت قبر کے اندر اس کو جانتی ہے اس کو پہچانتی ہے۔ آپ بھی کسی قبر پر جاؤ گے تو وہ میت تمہیں بھی پہچانے گی۔ حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر پر اگر ایک چڑیا بھی بیٹھ جائے تو میت کو قبر کے اندر یہ پتہ ہوتا ہے کہ یہ زہر ہے یا مادہ ہے۔ اتنا علم غیب تو ہر قبر والے کو ہے۔ تو کیا میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہو گا۔ لوگ اس کا انکار کر کے خود بھی مرتے ہیں اور اپنے دین کو بھی مارتے ہیں۔ جب حضرت سرکارِ غوث الاعظم

رحمۃ اللہ علیہ نے مردے کو زندہ کیا تو اس عیسائی نے کلمہ پڑھ لیا اور اس کے ساتھ جو تمام پیروکار تھے وہ سب مسلمان ہو گئے۔ اور اس طرح سے دین ایک دفعہ پھر سے زندہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو بھی علم غیب ہے۔ وہ تصرف بھی رکھتے ہیں کہ وہ مردوں کو بھی اگلے جہاں سے واپس بلا لیں۔ یہ دین کا زندہ ہونا ہے۔ اور اگر تمہارا دین مردہ ہے تو پھر یہی کہو گے کہ نہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی علم ہے اور نہ ہی حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہے۔ اور نہ ہی مردے کو علم ہوتا ہے نہ مردے سنتے ہیں نہ بولتے ہیں۔ تو پھر آپ جب قبرستان جاتے ہیں تو وہاں السَّلَامُ عَلَیْکُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ کہتے ہیں۔ اے اہل قبور تم پر سلام ہو۔ سلامتی ہو اگر وہ مردے ہیں تمہارے سلام کو نہ سنتے ہیں اور نہ جواب دیتے ہیں تو پھر تم سلام کس کو کر رہے ہو۔ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے کہ آپ اس کو سلام کہو جو اس کا جواب دینے کا مکلف ہو۔ جواب دینے پر قادر ہو۔ قبرستان جاؤ تو حکم ہے کہ ان اہل قبور کو سلام کہو۔ آپ ان کیلئے ایصالِ ثواب اپنے گھر بیٹھ کر کرو تو ان کو وہاں ان کی قبور میں علم ہوتا ہے کہ ان کیلئے کس نے ایصالِ ثواب کیا ہے اور کیا ثواب کیا ہے۔ کیا تحفہ بھیجا ہے۔ علم غیب کو ماننا دین کی زندگی ہے۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں سبق سکھایا ہے۔ اس زمانے کا سب سے بڑا فتنہ یہی تھا تو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دبا دیا۔ اس مسئلہ کو حل فرما دیا جس سے دین کو از سر نو زندگی مل گئی اور دین کا راستہ کھل گیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چار سو سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سے پچاس سال بعد پیدا ہوئے اور پچاس سال بعد ہی وصال ہوا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور اب بھی وہی حکم فرماتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ تبلیغ دین کرو۔ وعظ کیا کرو۔ آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو تقریر ہی بھول گئی۔ حالانکہ پینتیس سال شرعی علم پڑھا تھا۔ آپ پر کچھ شروع ہو گئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں تشریف فرما تھے۔ جہاں کہیں بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ کسی کو نظر آئیں یا نہ آئیں یہ اپنی اپنی قسمت کی بات ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محفل میں تشریف فرما ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اسی لئے یہ حدیث پاک جلی حروف میں لکھوا کر یہاں دیوار پر آویزاں کی گئی ہے کہ سب کو علم ہو جائے کہ جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے تو اس پوری محفل کو اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں شریک تمام لوگوں کو بیچا جاتے ہیں ان کے نام جانتے ہیں ان کے والد گرامی کا نام بھی جانتے ہیں ان کی ذات اور قبیلہ بھی بیچا جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا بات ہے آپ وعظ کیوں نہیں کرتے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو ساری تقریر ہی بھول گئی ہے۔ میں تو ڈر رہا ہوں گھبرا رہا ہوں۔ فرمایا کہ منہ کھولو۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے منہ کھولا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ ان کے منہ میں لعاب دین ڈال دیا۔ یہ علم عطا ہو رہا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما رہے ہیں اور حضرت

سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ علم لے رہے ہیں اور آپ نے انکار نہیں کیا۔ یہ نہیں کہا کہ کیا کبھی تھوک سے بھی علم آتا ہے۔ بلکہ جب لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈالا گیا تو آپ کو ساری کائنات کا علم حاصل ہو گیا جو علم آپ کو نہیں آتا تھا وہ بھی آ گیا اور جو علم آتا تھا وہ یاد آ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن مبارک میں علم بھی ہے اور اس میں شفا بھی ہے کہ اسی سے حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں تندرست ہوئیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو سانپ نے ڈس لیا تھا وہ تندرست ہو گیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باہر نکلی ہوئی آنکھ تندرست ہوئی اور حضرت عبداللہ بن عقیق رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پٹلی کی ہڈی درست ہو گئی۔ کھاری کنویں میں لعابِ دہن ڈالا تو اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔ اسی لعابِ دہن سے حضرت سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو علم عطا ہو رہا ہے اسی محفل میں جنابِ حسنت صاحب تشریف فرما ہیں جب اس نے یہ بات سنی تھی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا لعابِ دہن عطا فرما رہے ہیں تو مجھے بھی لعابِ دہن سے نوازیں۔ کوئی بندہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوتے ہیں ان کے سامنے جھولی پھیلاؤ وہ خوش بھی ہوتے ہیں اور عطا بھی فرماتے ہیں۔

ہونا طاہر تیرے فقیروں میں

تیری دلہیز پہ کھڑا ہونا

آپ فقیرِ نبو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو۔ حسنت صاحب نے

جب لعاب دین مانگا تو زرعی یونیورسٹی فتح ہال میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے اور فرمایا کہ منہ کھولو میں تمہیں بھی لعاب دین عطا کرتا ہوں۔ اس واقعہ کو دس بارہ سال گزر چکے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ آج تک اس لعاب دین کی شیرینی میرے منہ میں ہے اسی لعاب دین نے اس کو پروفیسر بنادیا ہے اور اس کے پڑھائے ہوئے طلباء A-LEVEL اور O-LEVEL میں امتیازی حیثیت سے پاس ہو رہے ہیں اور اس کو اعلیٰ کارکردگی کا انعام ملا ہے۔ اسناد ملتی ہیں بونس ملا ہے۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو علم عطا فرمایا ہے اور حسنت صاحب کو علم عطا فرما کر اسے پروفیسر بنادیا ہے۔ یہ خلیفہ بھی ہے۔ بہت اچھا مقرر بھی ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ابھی کچلی ہی محسوس کر رہے تھے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ منہ کھولو میں تیرا ڈر خوف دور کرتا ہوں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی محفل میں تشریف فرما تھے۔ جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں وہیں ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بھی وہیں ہوتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دین حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالا تو آپ کا خوف ڈر سب جاتا رہا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ آپ نے چھ مرتبہ لعاب دین عطا فرمایا جب کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات مرتبہ کرم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ادب کے لحاظ سے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برابری تصور نہ ہو جائے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو علم کہاں سے ملا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں جو کرم ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ یہ دین کا زندہ ہونا ہے۔ اب دیکھیں ولی کس طرح سے بنتے ہیں کوئی مدرسہ میں کئی سال علم حاصل کرتے ہیں کوئی چلہ کشی کرتے ہیں۔ کوئی مجاہدے کراتے ہیں۔ ریاضتیں کراتے ہیں۔ مختلف طور طریقے ہیں کہ جس سے ولایت ملتی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت اپنے کمرے میں عبادت میں مصروف ہیں کہ ایک چور آ گیا۔ وہ چھپ کر بیٹھ گیا اس کا مدعا یہ تھا کہ جب سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے کمرے سے باہر نکلیں گے تو میں ان کا جبہ چرالوں گا۔ آپ سرکار کا جبہ مبارک بڑا قیمتی ہوا کرتا تھا۔ رات بہت گزر گئی اور چور کو موقع نہ ملا۔ اسی اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ غوث الاعظم (رحمۃ اللہ علیہ) ایک قطب کی ضرورت ہے کہ فلاں علاقہ کا قطب فوت ہو گیا ہے۔ آپ وہاں کسی کی تعیناتی فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ صبح دیں گے اس وقت آدھی رات گزر چکی ہے۔ عرض کیا کہ صبح تک اللہ جانے کہ اس علاقہ کا کیا ہو جہاں پر قطب نہیں ہے۔ فرمایا کہ اس وقت تو پھر یہی ایک چور ہے اس کو ہی قطب بنا دیتے ہیں۔ آپ نے اس چور پر نگاہ ڈالی تو اسے قطب بنا کر رکھ دیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تو ایک قائل کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا کر رکھ دیا۔ یہی رنگ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ہے کہ ایک نگاہ سے چور کو قطب بنا کر رکھ دیا یہ

شان ہے خد مہکاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ ایسا فاروق بتایا کہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نئی آنے والا ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ آپ مراد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ چشتیاں شریف میں حضرت خواجہ نور محمد کھرل رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اس کے قریبی گاؤں میں ایک درس تھا جس میں بچے حفظ اور درس نظامی کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ سال بعد دستار فضیلت کا جلسہ ہوا کرتا تھا۔ فارغ التحصیل طلباء کو اسناد اور دستار فضیلت عطا کی جاتی تھیں۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں کی بکریاں بھیڑیں وغیرہ چرایا کرتے تھے۔ جب جلسہ دستار فضیلت شروع ہوا تو یہ بھی وہیں بیٹھ گئے۔ طلباء کو دستار چادر اور ٹوپیاں اور ان کے ساتھ اسناد تقسیم ہو رہی تھیں۔ بڑا مسحور کن سماں تھا۔ عجیب رونق تھی۔ عجب نور چھایا ہوا تھا۔ پیر صاحب نے پوچھا کہ اے نور محمد کیا تم نے بھی کچھ لینا ہے عرض کیا کہ بچوں نے حفظ کیا ہے۔ درس نظامی پڑھا ہے کسی نے کوئی تعلیم حاصل کی ہے کسی نے قرآن اور کسی نے حدیث کا علم حاصل کیا ہے میں نے کیا پڑھا ہے کہ جس کی مجھے سند ملے گی۔ میں نے تو سرکار آپ کی بکریاں مال مویشی چرائے ہیں۔ پیر صاحب خوش ہو گئے فرمایا نور محمد میں تمہیں قبلہ عالم بنانا ہوں ایک ایسی نگاہ ڈالی کہ ایک مویشی چرانے والے کو قبلہ عالم بنا کر رکھ دیا۔

گر کوئی شعیب آئے میر

تو شبانی سے کلیسی دو قدم ہے

بڑے بڑے شیخ المشائخ کی 360 گدیاں حضرت خواجہ نور محمد کھرل

رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے جاری ہوئی ہیں۔ یہ سب آپ کے مرید ہیں۔ ان میں

سیال شریف والے۔ تونسہ شریف والے کلڑہ شریف والے بھی شامل ہیں اتنے

صاحب عظمت بزرگ حضرات خواجہ نور محمد کھل رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ اور دیکھیں کہ حضرت خواجہ نور محمد کھل رحمۃ اللہ علیہ کس طرح سے بنے ہیں کہ ان کے پیر صاحب نے فرمایا کہ جاؤ میں تمہیں قبلہ عالم بنانا ہوں تو وہ قبلہ عالم بن گئے۔ آپ کا ایک مرید آیا اور مجھے عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب میری تبلیغ میرے گاؤں میں کوئی پروان نہیں چڑھ رہی ہے کوئی رنگ نہیں لارہی ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم جمہرات کو ایک محفل منالیا کرو۔ لنگر پکالیا کرو۔ لوگوں کو لنگر کھلایا کرو اور ساتھ کچھ تبلیغ بھی کر دیا کرو۔ لنگر کا از خود بہت فائدہ ہوتا ہے۔ مجھے اس نے انکار تو نہ کیا لیکن دل میں سوچا کہ یہ کون سا کوئی کارگر نسخہ ہے یہ تو خواہ مخواہ خرچہ بڑھانے والی بات ہے۔ وہ چلا گیا۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسے خواب میں ملے یا ظاہر طور سے ملے۔ یہ صاحب بھی ظاہری زیارت والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جوڈاکٹر علی محمد صاحب نے تمہیں بات بتائی ہے کیا وہ تمہیں اچھی نہیں لگی۔ اپنے گھر میں لنگر چلاؤ۔ مخلوق خدا کو کھلاؤ۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصال فرمائے کوئی چار سو سال ہو چکے ہیں وہ آج بھی جانتے ہیں کہ میں ان کے مرید کو کیا تجویز دے رہا ہوں اور وہ اس تجویز سے اتفاق کر رہا ہے کہ نہیں کر رہا ہے۔ اب اس نے لنگر کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور خود ایک بڑا پیر صاحب بنا بیٹھا ہے اور پورا گاؤں ان کے لنگر خانہ سے کھا رہا ہے آٹھ دس دیکھیں پکتی ہیں اور کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ لنگر کا انتظام کہاں سے ہو رہا ہے۔ یہ خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں جو بھیج رہے ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خود عمل کر کے بتلادیا کہ اے

خدا کے بند و جو کوئی قطب بنتا ہے قبلہ عالم بنتا ہے، ولی بنتا ہے وہ کسی شیخ کاں کی نگاہ سے بنتا ہے۔ ولایت کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ جس نے بھی بنتا ہے اس نے نگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی بنتا ہے۔ یا پھر اس سے بنے گا جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی نگاہ عطا فرمائی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کس طرح سے بن جاتے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی پوری طرح سمجھ ہے کہ کس طرح سے بننے ہیں۔ فرمایا:

شوکت سحر و سلیم تیرے جلال سے نمود

فقر جنید و بایزید تیرا کمال بے نقاب

فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہوں کا دبدبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال سے ہے، اور حضرت جنید اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چار سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا۔ اور ولی بنا کر رکھ دیا۔ جو چور قطب بنا تھا وہ بڑا مشہور زمانہ پیر صاحب ہوئے ہیں۔ اس وقت ان کا اسم گرامی ذہن میں نہیں آ رہا ہے۔ انشاء اللہ مل جائے گا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب کرے۔ فرمایا کہ کیا وہ میرا مرید تھا۔ جی نہیں کیا کبھی میری افتاء میں نماز پڑھی۔ جی نہیں۔ کیا کبھی میرے مدرسہ میں آیا۔ جی نہیں۔ کیا کبھی اس نے میرا نگر کھلایا تھا۔ جی نہیں کیا کبھی میرا وعظ

سنا۔ جی نہیں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر ان میں سے ایک چیز بھی ہوتی تو آج جنتی ہوتا۔
 دیکھو کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ لنگر کھلا کر جنت عطا فرما رہے ہیں۔ یہ
 زندہ دین کی نشانی ہے۔ آپ ہزار کوشش کے باوجود بھی یہ لنگر کسی دوسری پارٹی
 والے کو نہیں کھلا سکیں گے وہ تو قل شریف والا لنگر بھی نہیں کھاتے یہ کہاں وہ کھالیں
 گے۔ چالیسویں کے ختم کا بھی لنگر نہیں کھاتے۔ وہ اسے بدعت بلکہ حرام سمجھتے ہیں۔
 حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف ہر
 ہفتہ منایا کرتے تھے۔ ہر مہینہ منایا کرتے تھے۔ ہر قمری مہینے کی بارہ تاریخ کو ایک
 بڑی محفل منعقد کیا کرتے تھے۔ لنگر پکایا کرتے تھے فرمایا کہ کیا اس نے کبھی میرا لنگر
 کھایا تھا۔ جی نہیں۔ فرمایا کہ اگر اس نے لنگر کھایا ہوتا تو آج جنتی ہوتا۔ وہ نوجوان
 رونے لگا کہ ان تمام چیزوں میں سے تو کوئی ہے نہیں اس لئے اب اس کے والد کیلئے
 تو جہنم لازم ہو گیا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی اور خوشخبری
 دی کہ جاؤ تمہارے والد کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ وہ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ
 حضرت صاحب میرے والد صاحب کی بخشش کس طرح سے ہوئی ہے۔ فرمایا کہ
 ایک روز وہ میرے مدرسے کے سامنے سے ادب سے گزرا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو
 اس ادب کی وجہ سے بخش دیا ہے۔ مدرسہ کے ادب کرنے سے بھی جنت عطا ہو جاتی
 ہے۔ پھر اگر تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس کا ادب کر لے تو
 پھر کیا ملے گا۔ فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ جس نے میرے روضہ
 کی زیارت کی مجھ پر واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں۔ حضرت سرکار
 غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ہمیں درس دے رہی ہیں کہ لوگوں کی بخشش

بزرگوں کے مزارات ان کے مدرسوں کے ادب کرنے سے بھی ہو رہی ہے۔ آج بھی تم حضرت سرکار غوث الاعظم کے روضہ کا ادب کر لو گے تو تمہیں جنت عطا ہو جائے گی۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شریقوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید حضرت نور الحسن صاحب کیلیا نوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم اعلان کر دو کہ جو تمہاری گلی میں سے گزر جائے گا وہ جنتی ہے۔ ولی اللہ کی گلی سے گزرنے سے جنت ملی رہی ہے یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ہیں کیا انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے مدرسے کے سامنے سے ادب سے گزرا تھا تو جنتی بن گیا۔ آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس پر حاضری دے دو۔ بلکہ مدینہ شریف جانے کی تمنا ہی کر لو۔

الہی دکھا دے مدینہ کسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت بہتی ہے

صرف اتنا کہہ دو اس میں کوئی خرچہ تو نہیں آیا۔ کوئی زور تو نہیں لگا۔ کوئی وقت تو نہیں لگا۔ لیکن تجھے مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب مل گیا۔ اس طرح سے سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمیں تعلیم دے رہے ہیں اور ہمارا دین زندہ کر رہے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ایک پیر صاحب تھے۔ ان کے پاس سواری کے لئے شیر ہوتا تھا اور اسے چلانے کے لئے سانپ چھڑی کی جگہ استعمال فرماتے تھے۔ سانپ کا کوڑا بنایا ہوا تھا جس سے شیر کو ہانکتے تھے۔ جو کوئی ان کی دعوت کرنا تھا اس کے لئے وہ حکم فرماتے تھے کہ میرے شیر کے کھانے کے لئے ایک گائے اور میرے سانپ کے کھانے کے لئے ایک مرغ کا انتظام بھی کیا جائے۔

مرغ کا گوشت وہ سانپ کھائے گا اور شیر گائے کھائے گا۔ اگر یہ انتقام کرو گے تو دعوت قبول ہے ورنہ نہیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی دعوت کر لی۔ شیر کیلئے گائے اور سانپ کیلئے مرغ کا انتقام کر دیا گیا۔ پیر صاحب تشریف لے آئے۔ شیر کو اپنے بنجرے میں بند کر دیا گیا اور سانپ کیلئے بھی بنجرے کا انتقام کر دیا گیا۔ رات ہوئی تو شیر کیلئے گائے اور سانپ کیلئے مرغ ان کے بنجروں میں داخل کر دئے گئے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کتا تھا وہ شیر کے بنجرے میں داخل ہو گیا۔ صبح ہوئی تو بنجرے میں شیر کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں اور گائے زندہ موجود تھی۔ دوسری طرف سانپ کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں اور مرغ صحیح سلامت موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے ان کے کتے میں وہ طاقت عطا فرمائی کہ وہ شیر کو کھا گیا۔ اور مرغ کو ایسی طاقت عطا فرمائی کہ وہ سانپ کو کھا گیا۔ اس لئے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کیا دے جس پہ حمایت کا ہو پتہ تیرا

شیر کو خاطر میں لاتا نہیں کتا تیرا

فرماتے ہیں کہ یا اللہ مجھے بھی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در کا کتا ہی بنا دے۔ کتا شیر کو کچھ نہیں سمجھتا کہ اس میں طاقت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سرکار کی ہے۔ پھر فرمایا۔

تجھ سے دور، دور سے سنگ اور سنگ سے ہے مجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی رہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سنگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پتا تیرا

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کتابن جانے سے بندہ قرب الہی میں چلا جاتا ہے۔

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی

اگر اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے ہو تو پھر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کتابن جا۔

سگ دربار میراں شو چو خواہی قرب ربانی

کہ بر شیراں شرف وارد سگ دربار جیلانی

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب فرمائے۔ غوث کے کتے شیروں سے زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں اور اس نسبت سے جنتی ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے کہ اصحاب کبف کے دروازے پر کتا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو کیا عظمت ملی کہ وہ بندے کے شکل میں جنت میں جائے گا۔ لیکن اصحاب کبف سے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ زیادہ طاقتور ہیں۔ ولی کو طاقت اس کے نبی علیہ السلام سے ملتی ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ طاقتور ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ولی باقی تمام امتوں کے اولیاء اللہ سے زیادہ طاقتور ہے۔ اصحاب کبف کا کتا اگر جنت میں جائے گا تو انشاء اللہ ہم جب سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کتے بن جائیں گے تو ہم بھی جنت میں جائیں گے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ شریعت کے پورے عالم اور عامل تھے۔ شریعت کے پابند تھے۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے۔ رات بھر جو نوافل ادا فرماتے تھے ان میں ایک قرآن ختم فرمایا کرتے تھے۔ اتنا عمل ہونے کے باوجود وہ اپنی بخشش کا کیا بہانہ بناتے ہیں کہ۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْظِرْ حَالَنَا يَا حَبِيبَ اللَّهِ اسْمَعْ قَالَنَا
إِنِّي فِي بَحْرِ غَمٍّ مِّنْ مُّغْرَقٍ خُذْ بِلِيٍّ سَهْلًا أَثْقَالَنَا

اسنے عمل کے باوجود فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو بخشش ملے گی اور جنت عطا ہوگی۔ میرے اعمال اس قابل نہیں ہیں کہ مجھے جنت مل جائے اگر آپ کے اعمال کام نہیں آئیں گے اور بخشش شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہونی ہے تو آپ اسے لے لے نوافل اور سجدے کیوں ادا کرتے ہیں فرمایا کہ میں یہ سب کچھ شکرانے کے طور پر کرتا ہوں کہ میں اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں کہ میں اپنے مرید کو خوشخبری دیتا ہوں کہ آپ جنتی ہیں جس طرح سے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام کو اپنے غلاموں کو جنتی ہونے کی خوش خبریاں دی ہیں۔ میں سارے اعمال اس لئے کرتا ہوں کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میرا خدا مجھ سے راضی ہو جائے۔ آپ بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کیلئے اعمال کریں۔ اللہ کو راضی کرنے کیلئے نفل ادا کرو گے تو قبول نہیں ہوں گے وہی نوافل تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے پڑھے گا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی راضی ہو جائیں گے اور جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔ یہ بھی حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہی تعلیم ہے۔ کہ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْظِرْ حَالَنَا يَا حَبِيبَ اللَّهِ اسْمَعْ قَالَنَا
إِنِّي فِي بَحْرِ غَمٍّ مِّنْ مُّغْرَقٍ خُذْ بِلِيٍّ سَهْلًا أَثْقَالَنَا

مفتی محمد امین صاحب نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت اعمال کی بنا پر نہیں دینی ہے بلکہ اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے فرمایا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میری رحمت بھی ہے اور میرا فضل بھی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس کے اعمال کا تول شروع ہو گیا جس کے اعمال کی پڑتال شروع ہو گئی جس کا حساب کتاب کھل گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اعمال ضرور کرو حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں اعمال ضرور کریں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اعمال کرو کہ وہ بھی عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے تھے۔ اور انہوں نے بھی چالیس سال ایک روایت میں پینتالیس سال اور ایک روایت میں ستر سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے اور ہر شب ایک قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ بھی یہی عرض کیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم نہ ہوا تو بخشش نہیں ہوگی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بھی ایک تعلیم ہے کہ وہ بڑی عمر میں ہو کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست بیعت ہوئے لیکن کسی نے کہہ دیا کہ آپ تو خود بڑے عالم ہیں، فقیہ ہیں فقہ بنانے والے ہیں آپ کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ جو علم نہیں رکھتے ان کو تو راہبر کی ضرورت ہے آپ تو خود بلکہ معلم ہیں آپ کیوں بیعت ہوئے فرمایا اگر میں بیعت نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ اس سارے علم کے باوجود میں ہلاک ہو گیا ہوتا۔ اس سارے عمل کے باوجود میں جہنمی ہو جاتا یہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اور تعلیم ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی

تعلیم اور پیغام دے رہے ہیں۔ حضرات سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دین کو زندہ کیا ہے، تو ان عقائد سے کیا ہے۔ ان تعلیمات سے کیا ہے جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت تیرے عقیدے اور تیری زندگی میں جا اگر نہیں ہوتی۔ تیرا دین زندہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی تو زندہ ہے، اگر تم نے زندگی لیتی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مان جاؤ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی نفی منافقت اور کفر ہے اور اس کو مان لینا ایمان اور جنت ہے اللہ تعالیٰ ایسی جنت لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں بیعت ہونے کی توفیق ملے اولیاء اللہ کا ادب کرنے اور ان کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا سہارا عطا ہو پھر یہی کہیں گے کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا
آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

آستانہ عالیہ نقشبندیہ 10-04-09

شان اولیاء اللہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
مُسْلِمِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذان ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے

معزز حاضرین! قاری صاحب نے قرآن مجید میں سے جن آیات کی تلاوت کی
ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی حزن ہے نہ
ہی ان کو کوئی غم ہے ان کو دنیا میں بھی خوشخبری ہے اور یہ آخرت میں بھی خوشخبری
ہے۔ اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہوتیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا

فضل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل اولیاء اللہ ہیں۔ قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی بہت شان آئی ہے۔ قرآن مجید میں ہی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مذکور ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو بلقیس کا تخت ہزاروں میل دور سے لے آئے ایک جن کھڑا ہوا کہ میں حاضر ہوں میں لے آتا ہوں آپ کی یہ محفل یہ نشست ختم ہونے سے پہلے پہلے لے آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے وہ تخت جلدی چاہئے کیونکہ بلقیس تو یہاں پہنچنے ہی والی ہے مجھے اس کی آمد سے قبل اس کا تخت یہاں موجود چاہئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی کامل تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت لے آتا ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ تخت ان کے سامنے موجود ہے اور فرمایا کہ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي یہ میرے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ آپ ولی کی طاقت دیکھیں کہ وہ ایک چھوٹا سا تخت نہیں تھا ایک چارپائی جتنا نہیں تھا وہ ساٹھ ہاتھ لبا اور چالیس ہاتھ چوڑا اور پتہ نہیں کہ کتنا اونچا تھا۔ وہ بہت وزنی تھا ایک ہال کمرہ میں رکھا ہوا تھا دروازہ میں سے نہیں گزر سکتا تھا۔ ہال کے دروازے بند تھے تالے لگائے گئے تھے۔ نہ تو کوئی تالا ہی توڑا نہ ہی دروازہ کھولا گیا۔ نہ ہی کوئی دیوار یا چھت کو پھاڑا گیا۔ صرف اللہ تعالیٰ کے ولی کی زبان سے نکل گیا کہ میں ابھی آنکھ جھپکنے سے قبل تخت لے آتا ہوں تو وہ تخت آ گیا۔ دوسرا واقعہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے جو ایک ولیہ ہیں جب ان کے ہاں بچے کی ولادت کا وقت آیا تو وہ باہر جنگل میں چلی گئیں۔ دروازہ میں مبتلا تھیں بڑی تکلیف میں تھیں ایک سوکھے

ہوئے کھجور کے درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس خشک تنے کو ذرا ہاتھ لگاؤ۔ آپ نے ہاتھ لگایا تو وہ درخت ہرا بھرا ہو گیا۔ اس پر پھل آ گیا وہ پھل کھجوریں پک کر تیار بھی ہو گئیں فرمایا کہ اس درخت کو ہلاؤ۔ آپ نے درخت کو ذرا ہلایا تو پکی ہوئی کھجوریں اس سے نیچے گر پڑیں۔ آپ نے اپنی ایریڑھی زمین پر ماری تو اس سے پانی کا چشمہ ابھر پڑا۔ آپ نے وہ پانی پیا اور کھجوریں کھائیں تو درد کو آفاقہ ہو گیا۔ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ تیسرا واقعہ بھی قرآن مجید میں مذکور ہے کہ ایک کتا اولیاء اللہ کے ذر پر بیٹھ گیا۔ اصحاب کبف اندر غار میں موجود تھے اور ان کا یہ کتا باہر غار کے منہ پر بیٹھ گیا۔ وہ اصحاب کبف تین سو نو سال غار میں سوئے رہے اور یہ کتا باہر غار کے منہ پر سویا رہا۔ حشر کے دن یہ کتا بندوں کی شکل میں اصحاب کبف کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ بنی اسرائیل کے اولیاء اللہ کی یہ شان ہے لیکن امت محمدی کے جو اولیاء اللہ ہیں ان کی طاقت بنی اسرائیل کے اولیاء اللہ سے کڑوڑا گنا زیادہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی تلاش کروان سے عقیدت رکھوان سے محبت کروان کی پیروی کرو۔ اولیاء اللہ ہی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ آپ کہیں کہ میں حج کر لوں گا بے شک حج کر لو، قربانی کر لو، زکوٰۃ ادا کر لو، روزے رکھ لو، نماز پڑھ لو لیکن بیعت نہیں، ولی سے رابطہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اگر کسی ولی اللہ کا دامن ہی پکڑ لو گے تو جنتی ہو جاؤ گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس ولی کے ساتھ تجھے محبت ہے تو جنت میں اس کے ساتھ ہو گا۔ قرآن مجید فرما رہا ہے کہ انہیں دنیا میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے۔ انہیں نہ

کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی حزن ہے۔ خوف اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے لیکن حزن دوست کے لئے ہوتا ہے۔ انہیں جہنم کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ جب انہیں کوئی ڈر نہیں ہے تو پھر اس کے دوست کو بھی کوئی ڈر نہیں ہے کیونکہ اس کا دوست بھی اس کے ساتھ ہی ہوگا۔ اولیاء اللہ سے محبت کو یا ان کے ساتھ جنت میں جانے کا سبب ہے ان کی زیارت سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ اولیاء اللہ کی یہ شان ہے کہ جب آپ ان کا ذکر کریں یا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے صرف اتنا ہی کہا ہے لیکن اس سے کیا بن گیا ہے۔ تیرے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ اور دل کی بھی ساری سل صاف ہو گئی ہے یہ سیف الملوک کے مصنف حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

آل نبی تے اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی
 ناں لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے مل اندر دی جاندی
 صرف غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ دیں۔ حضرت داتا گنج بخش
 جویری رحمۃ اللہ علیہ ہی کہہ دیں۔ بابا فرید گنج شکر پاکین شریف والے ہی کہہ
 دیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیں، حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
 ہی کہہ دیں تو سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک سیٹھ شفیق نامی تھا۔ وہ
 حضرت کرمانوالی سرکار کا مرید تھا اس نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا کہ حضرت
 صاحب آپ کے پیر بھائی حضرت نور الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلیاں نوالی سرکار
 نے اعلان کیا ہے کہ جو میری گلی سے گزر جائے وہ جنتی ہے یہ اولیاء اللہ کی شان

ہے کہ ان کی گلی سے گزر جاؤ گے تو جنتی ہو جاؤ گے۔ سیٹھ شفیع نے عرض کیا کہ حضرت صاحب میں آپ کا مرید ہوں اب میں جنت لینے کے لئے کیلیا نوالی جاؤں یا آپ خود مجھے جنت عطا فرمائیں گے۔ حضرت سرکار کرمانوالی نے فرمایا کہ آخر کتنے بندے کیلیا نوالی چلے جائیں گے اور اس گلی میں سے گزر جائیں گے آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے میرا ذکر کر لیا کرو تم جنتی ہو جاؤ گے۔ پھر ذرا جوش آیا تو فرما دیا کہ سیٹھ شفیع جو تیرا ذکر بھی کرے گا وہ بھی جنتی ہو جائے گا۔ اولیاء اللہ کے ذکر پر نزول رحمت ہوتی ہے اور جب رحمت کا پہلا قطرہ برستا ہے تو بندے کی بخشش ہو جاتی ہے آپ اولیاء اللہ جیسا لباس زیب تن کر لو۔ ان جیسی ٹوپی پگڑی باندھ لو ان جیسی شکل و صورت بنا لو۔ باطن سے خواہ تم چور ہی کیوں نہ ہو۔ تمہاری مشابہت ولی جیسی ہو جائے تو انشاء اللہ حشر والے دن تم ان کے ساتھ ہو گے۔ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن تمہارے لئے یہ بہت گراں ہے تم اپنی شکل و صورت ولی جیسی بنانا نہیں چاہتے لیکن اگر بنا لو گے تو تمہارا کام بن جائے گا۔ ایک بہر ویا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ڈھلی سی پگڑی باندھ لیتا تھا ان جیسی داڑھی رکھی ہوئی تھی یا جھلی داڑھی لگا کر آتا تھا۔ ان جیسی توکلی زبان میں باتیں کر کے بادشاہ کو ہنسایا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر فرعونوں سے بچنے کے لئے جا رہے تھے اور فرعونی فوج آپ کے تعاقب میں نکلی تو وہ بہر ویا بھی فرعونی فوج میں شامل ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر دریا پا کر گئے لیکن جب فرعونی دریا میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے دریا کے پانی تو مل جا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں سے اپنے ساتھیوں سمیت گزر رہے

تھے تو دریا میں راستے بنے ہوئے تھے۔ جن میں سے بنی اسرائیلی گزر رہے تھے۔ جب فرعونی فوج انہی راستوں میں سے گزرنے لگی تو دریا کا پانی مل گیا تو تمام فرعونی ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ سات لاکھ فرعونی فوج ان کے گھوڑے، خیر، گدھے اونٹ تمام ساز و سامان ڈوب گیا۔ لیکن ایک آدمی تیر کر پیچھے واپس مڑ گیا اور بچ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرا وعدہ تھا کہ میں سب کو ڈبو دوں گا یہ ایک آدمی کس طرح سے بچ نکلا ہے۔ فرمایا کہ میں نے ڈبو تو اسے بھی دینا تھا لیکن وہ ایک بہرہ ویا تھا اس نے تیرے جیسی شکل و صورت بنا رکھی تھی مجھے کو ارا نہ ہوا کہ تیری جیسی شکل ہو اور میں اسے ڈبو دوں۔ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اگر کسی ولی اللہ کے ساتھ تمہاری بیعت نہیں ہے تمہیں ولی اللہ سے کوئی نسبت نہیں ہے بیشک وارثی رکھ لوٹو پی بھی ہیں لو۔ بیت اللہ شریف چلے جاؤ۔ مسجد نبوی میں بھی داخل ہو جاؤ۔ تہجد گزار بھی بن جاؤ، جو بھی چاہو اعمال کر لو لیکن تم جنت کے حق دار نہیں بن سکو گے۔ اگر تیری بیعت نہیں ہے تو تیری موت جاہلیت کی موت ہے اور جاہلیت کی موت ابو جہل کی موت جیسی ہوتی ہے۔ حضرت امام الاعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہمارے امام ہیں ہم ان کے مقلد ہیں ہم حنفی ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافی بڑی عمر میں ہو کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ کسی نے سوال کیا کہ حضرت صاحب آپ تو خود امام ہیں۔ آپ نے فقہ بنائی آپ شریعت کے امام ہیں شریعت کے عالم ہیں۔ کئی پیچیدہ مسائل آپ نے حل فرمائے ہیں آپ کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ کوئی عام بندہ ہو جو بے علم ہو وہ تو راہبر کی تلاش کرے تاکہ

صراط مستقیم پر آجائے لیکن آپ تو پہلے سے ہی صراط مستقیم پر گامزن ہیں آپ کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو ہلاک ہو گیا ہوتا یعنی (نعوذ باللہ) میں جہنمی ہو جاتا۔ یہ حضرت امام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے یہ اس حدیث شریف کا ترجمہ ہے کہ جس کی بیعت نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے میں وی آکھاں راہ دے
بناں مرشداں راہ نہیں لھبنا رُل مرسلں وچہ راہ دے
توں بلی تے سب جگ بلی تے ان بلی وی بلی
بجناں باعجھ محمد بخشا بنجی بھئی حویلی
رانا علی محمد صاحب فرما رہے ہیں کہ

توں بلی تے سب جگ بلی تے ان بلی وی بلی
بجناں نال محمد بخشا وسدی پئی اے حویلی

حویلی وئی ایس یعنی بندے نے کامیاب ہونا ہے اس کا ایمان تازہ ہونا ہے اس میں شریعت اور اسلام کی ہر بات تب ہی آئے گی جب اس کا ہاتھ کسی کال کے ہاتھ میں ہوگا، کسی ولی اللہ کا دامن تیرے ہاتھ میں ہوگا تو تیری حویلی آباد ہو جائے گی ورنہ نہیں وسے گی۔

لوئے لوئے بھرلے کڑیے جے تھ بھاڈا بھرنا

شام پئی بناں شام محمد توں گھر جاندی نے ڈرنا

شام کے معنی پیر صاحب جب تو مرنے کے قریب ہوگا اور تیرا کوئی پیر نہ ہوا

تو پھر تیرے لئے اندھیرا ہی اندھیرا ہے جہنم ہی جہنم ہے اگر دنیا پر کوئی کام کرنا چاہتے ہو تو پھر بیعت کر لو۔ یہ ان کی ترغیب ہے بیعت کے بغیر فوت نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ہر بندہ ہی بیعت کرے۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ یَوْمَ نَلْعَنُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِغْمَارِهِمْ (نئی اسرائیل ۷) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے“ اے لوگوں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حشر کے دن تمام بندوں کو آواز دوں گا۔ وہ آواز کیا ہوگی۔ فرمایا کہ اے فلاں کے مرید اپنے پیر کے ساتھ لگ جاؤ۔ میں دوزخ کرا اپنے پیر کے ساتھ اور میرے مرید میرے ساتھ۔ میرا پیر اپنے پیر کے ساتھ۔ وہ آگے اپنے پیر کے ساتھ اسی طرح سے ہوتے ہوئے ہم تمام اکٹھے ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ یہ آواز ہے اور یہ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے۔ اس دن آواز دی جائے گی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و آجاؤ۔ حضرت سرکار سائیں بابا نعمت اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و آجاؤ۔ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و آجاؤ۔ تمام لوگ اپنے اپنے پیر صاحبان کے ساتھ لگ جائیں گے پھر بھی باقی بہت لوگ بچ جائیں گے ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا بھی کوئی پیر ہے وہ کہیں گے کہ نہیں ہمارا کوئی پیر نہیں ہے۔ ان سے فرمایا جائے گا کہ تم شیطان سے مل کر جہنم میں داخل ہو جاؤ، بس دو ہی دوست ہیں یا تو ولی کامل ہے یا پھر شیطان ہے۔ جو ولی کامل کا ٹولہ ہے وہ جنتی ہے اور جو شیطان کا ٹولہ ہے وہ جہنمی ہے اب اختیار آپ کو ہے جس ٹولے میں شامل ہونا چاہتے ہو اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ ایک بڑا مشہور واقعہ ہے کہ لوگ پیر حضرات سے کس طرح سنور جاتے ہیں ان کا بیڑہ کس

طرح سے تیر جاتا ہے۔ ایک چور حضرت سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر آگیا اور چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ آپ کا جبہ بڑا قیمتی ہے وہ میں اگر چہا کر لے جاؤں تو قیمتی بک جائے گا تو چار دن اچھے گزر جائیں گے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رات اپنی عبادت میں مصروف رہے اور چور کو جبہ چوری کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ رات کے دو بج گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک قطب عطا فرمائیں کہ فلاں علاقہ کا قطب فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا صبح دیں گے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا کہ صبح تک تو وہ علاقہ ہی غرق ہو جائے گا۔ فرمایا کہ اگر اتنا ہی ضروری ہے تو یہ ایک چور چھپا ہوا ہے اس کو ہی لے جاؤ۔ ہم اس کو ہی قطب بنا دیتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم نے ایک نظر ڈالی تو چور کو قطب بنا کر رکھ دیا In No Time ایک چور قطب بن گیا۔ اگر تجھ پر بھی کسی ولی اللہ کی نظر عنایت پڑ گئی تو بھی کامل بن جائے گا۔ تیرا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اگر تجھ پر کسی ولی کی نظر عنایت نہ پڑی تو پھر کچھ بھی نہیں بنے گا۔ یہ ایک صاحب چشتیاں شریف والے آئے ہوئے ہیں جہاں حضرت قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ ہے۔ یہ روز وہاں حاضری دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب اپنے پیر و مرشد کی گائے بھینس بکریاں وغیرہ چہلایا کرتے تھے ان جانوروں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ ان کے پیر صاحب کا بہت بڑا درس تھا۔ ایک روز جلسہ دستار فضیلت تھا۔ حفظ اور درس نظامی وغیرہ میں کامیاب ہونے والے طلباء کو اسناد وغیرہ دی جا رہی تھیں، دستار فضیلت عطا کی جا رہی تھیں بچوں کو ان کی تعلیم مکمل ہونے پر اعزازات اور انعامات وغیرہ تقسیم کئے جا رہے تھے

حضرت خواجہ نور محمد صاحب بھی ایک طرف بیٹھے یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ پیر صاحب کی ان پر نظر پڑ گئی فرمایا کہ اے نور محمد کیا تو نے کچھ لینا ہے۔ عرض کیا کہ سرکار میں تو آپ کے موشیوں کی دیکھ بھال کرنے والا ہوں میں نے تو کوئی تعلیم وغیرہ حاصل نہیں کی ہے۔ ان بچوں نے تو بہت محنت کی ہے۔ حفظ کیا ہے، ناظرہ پڑھا ہے کسی نے درس نظامی مکمل کیا ہے یہ آج انعامات کے مستحق ہیں ان کو انعامات سے نوازا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ میں تمہیں قبلہ عالم بنانا ہوں۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ اسی لمحہ قبلہ عالم بن گئے۔ آج پنجاب اور پاکستان میں 360 گدیاں یعنی آستانے ہیں جو سب آپ کے ہی مرید ہیں۔ سیال شریف والے، تونسہ شریف والے، کلڑہ شریف والے ان کے ہی مرید ہیں لیکن یہ دیکھو کہ وہ کس طرح سے بنے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ چور کو قلعہ بنا رہے ہیں یہ ایک چرواہے کو قبلہ عالم بنا رہے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک ہے کہ

وہ زبان جس کو سب کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ولی کو بھی وہ زبان عطا ہوئی ہے کہ وہ جو کچھ کہے دے وہ ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی بندہ نوافل میں زیادتی کر کے قرب الہی حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان بن جاتا ہے اس کے کان اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کان بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں بن جاتی ہیں جن سے وہ دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں قدرت کے پاؤں بن جاتے ہیں جن سے وہ چلتا ہے۔ جب

ولی کی زبان قدرت کی زبان بن جاتی ہے تو وہ جو کچھ کہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو قبلہ عالم کہہ دیا تو وہ قبلہ عالم بن جاتا ہے۔ چور کو قطب کہہ دیا تو چور قطب بن گیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے آ رہے تھے ادھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ ان دو عمروں میں سے ایک کو ایمان عطا فرما کہ اس سے اسلام کو عظمت ملے دوسرے ہی لمحہ میں وہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھ رہا ہے اور فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی آتا ہوتا تو یہ بندہ آتا۔ وہی سلسلہ آج تک چل رہا ہے اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے پاس بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے بکھرے ہوئے بال ہوں گے۔ پھٹے پرانے کپڑے ہوں گے کوئی ان کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دے گا لیکن جب وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کچھ طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور عطا کر دے گا۔ جو کچھ وہ کسی کو دینا چاہیں گے اللہ تعالیٰ وہی عطا کر دیں گے ان کی اپنی مرضی ہے جو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ جنت کا قبضہ کس کے پاس ہے جنت کی چابیاں کس کے پاس ہیں۔ جنت کا مالک کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کی چابیاں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ان کا مالک ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادیں اب جس نے بھی جنت میں جانا ہے اس نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے جانا ہے۔ یہ رانا علی محمد صاحب کا

مکان ہے کیا ان کی اجازت کے بغیر کوئی اندر آ سکتا ہے اگر زبردستی کوئی اندر آ جائے تو اس پر 452 دفعہ لگ جاتی ہے جس کی سزاسات سال قید با مشقت ہے اور اس کی ضمانت بھی نہیں ہوگی۔ لیکن رانا علی محمد صاحب کی اجازت سے ہم سب اندر آئے بیٹھے ہیں۔ اسی طرح سے جنت میں جانے کیلئے تیرے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت ہونی چاہئے۔ جنت کی ٹکٹ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیں گے اور اس پر جو داخلہ کی مہر لگے گی وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لگائیں گے یہ حدیث شریف ہے اگر جنت کا ٹکٹ لینا چاہتے ہو تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در پر آنا ہوگا اور اگر اس پر داخلہ کی اجازت حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در پر حاضر ہونا پڑے گا اگر تو ان دونوں کی عظمت کو نہیں مانے گا تو پھر جنت میں تیرا حصہ بھی کوئی نہیں ہے۔ ایک گلی میں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں اور دوسری طرف سے حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور مسکراتے ہیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوچھتے ہیں کدے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کیوں مسکرائے ہیں تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے ہیں کہ میں اس لئے مسکرایا ہوں کہ میں اس ہستی کا دیدار کر رہا ہوں جس نے جنت کا ٹکٹ دینا ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس لئے مسکرایا ہوں کہ میں اس ہستی کا دیدار کر رہا ہوں کہ جب تک اس کی محبت بندے کے دل میں نہیں ہوگی میں نے اسے جنت کا ٹکٹ دینا ہی نہیں ہے۔ ان دونوں ہستیوں سے نسبت قائم کرلو۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں

ہر دروازے کا تعلق کسی نہ کسی عبادت سے ہے۔ کوئی دروازہ نمازیوں کیلئے، کوئی روزہ داروں کیلئے، کوئی دروازہ جہاد والوں کیلئے ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ ان کو ہر دروازہ سے داخل ہونے کی اجازت ہے۔ آپ جائیں گے تو ایک دروازہ کے سامنے جا کر روک جائیں گے اور فرمائیں گے کہ میں نے اندر نہیں جانا ہے فرشتے عرض کریں گے کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو معاف کر دیں اور جنت میں داخل ہو جائیں۔ آپ فرمائیں گے کہ میرا سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھیں کہ جو میرے نبی ہیں، دوست ہیں میں ان کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں میں اپنے نام لیواؤں کو ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا میں ان کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوں گا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ یا اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قضا ہے کہ یہ اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہاں ان کو اجازت ہے وہ جس کو چاہیں ساتھ لے جائیں۔ اب اگر آپ جنت میں جانا چاہتے ہو تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت قائم کر لو۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی بن جاؤ۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی بن جاؤ۔ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی بن جاؤ۔ اہل بیت کے ساتھی بن جاؤ تو پھر بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تیری لخت جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا ہے۔ عرض کیا کہ بہت اچھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ بیٹی تیرا

نکاح تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو گیا ہے اب حق مہر کی بات کرو۔
 کیا سو تو لے چاندی کافی رہے گی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی
 رہنے دیں اور نکاح مجھے منظور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ شاید
 چاندی تھوڑی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سو تو لے سونا کافی رہے گا۔
 حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ سونا رہنے دیں مجھے نکاح قبول
 ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں
 جنت کی ساری بہاریں حق مہر میں دیتا ہوں وہ قبول کر لیں۔ حضرت فاطمہ الزہراء
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے جنت کی بہاریں نہیں لیتی ہیں مجھے نکاح
 قبول ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹی سے
 پوچھیں کہ چاندی اور سونے کا انکار انہوں نے کیا ہے جنت کی بہاریں بھی قبول نہیں
 کی ہیں۔ اب اس سے ہی پوچھیں کہ یہ حق مہر میں کیا لینا چاہتی ہیں۔ حضور نبی کریم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیٹی تو حق مہر میں کیا چاہتی ہے۔ عرض کیا کہ میں
 چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے بعدے قبول کر لیں اور اس کے صلے میں ساری امت
 محمدی کی بخشش فرمادے۔ یہ شان اہل بیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شان عطا فرمائی
 جو ہمارے کام آ رہی ہے۔ اب دیکھیں کہ جنت کی چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہیں۔ حق مہر میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 ہماری بخشش لے رہی ہیں۔ اہل بیت سے محبت کا دعویٰ کرنے والو تیری میری بخشش
 حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق مہر کی وجہ سے ہے۔ یہ وہ ہستیاں
 ہیں جو ہماری بخشش کا بہانہ ہیں۔ اس لئے جس کی بیعت نہیں ہے وہ جنت میں جا ہی

نہیں سکا۔ جس کے دل میں کسی ولی کی محبت نہیں ہے وہ بھی جنت میں نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے تعلق جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے ان کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خانہ کعبہ کو ایک نظر دیکھنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

اک دیدار مرشد دایا ہو مینوں لکھ کڑ وڑاں جہاں ہو

یہ لاکھ کڑ وڑ کیسے بن جاتی ہیں۔ حج بیت اللہ شریف کریں تو ایک حج کا ثواب ہے اور اگر ایک بار مرشد کریم کی زیارت کر لی جائے تو یہ لاکھ کڑ وڑاں جہاں کیوں ہو جاتی ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ جو ولی کامل ہے وہ خانہ کعبہ سے کڑ وڑ گنا زیادہ افضل ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے خانہ کعبہ تو بڑی عظمت والا ہے بڑا افضل ہے تجھے ایک بار دیکھنے سے بندے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن میرے جو کلمہ کو ہیں وہ تم سے بہت زیادہ افضل ہیں۔ کئی اہل نظر جب بیت اللہ شریف کی زیارت کیلئے وہاں گئے تو خانہ کعبہ کو غائب پایا۔ پوچھا کہ کہاں گیا ہے۔ بتایا کہ وہ فلاں بندے کا طواف کرنے گیا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ ”ولیوں کے دم قدم سے قائم ہے یہ کائنات۔“ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بارش ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ فتح ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ رزق ان کی وجہ سے ملتا ہے۔ عذاب ان کی وجہ سے ملتا ہے۔ اگر ہمیں کھانا مل رہا ہے تو یہ کسی ولی کامل کی وجہ سے مل رہا ہے۔ اگر فتح ہو رہی ہے تو ان کے کرم کی وجہ سے ہو رہی ہے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ حملے کئے لیکن سو منات فتح نہ ہوا۔ پھر جب حملہ کرنے کیلئے تیاری شروع کی تو کسی نے کہا کہ کسی اللہ والے سے مدد

حاصل کرونا کہ تمہیں فتح نصیب ہو جائے وہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ میں نے سولہ حملے کئے ہیں لیکن کامیابی نصیب نہیں ہوئی مہربانی فرمائیں میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی عطا فرمائے۔ انہوں نے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ جس وقت تمہیں ضرورت پڑے اس کے وسیلہ سے دعا کرنا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ ہندوستان والوں کو بھی پتہ چل گیا کہ محمود غزنوی پھر حملہ کرنے کیلئے آ رہا ہے انہوں نے بھی پورے ہندوستان میں اعلان کر دیا کہ تمام راجے مہاراجے اپنی فوجیں بھیج دیں تاکہ محمود غزنوی جو بار بار تنگ کر رہا ہے اس کو شکست فاش دی جاسکے تاکہ یہ دوبارہ ہندوستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرے۔ ہندوؤں کی بے شمار فوج اکٹھی ہو گئی۔ اس کے مقابلہ میں محمود غزنوی کی فوج کی کوئی حیثیت ہی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ہندوستانی فوجوں نے اس کو گھیرے میں لے لیا۔ سلطان محمود کو اپنی شکست یقینی نظر آنے لگی۔ وہ سمجھا کہ اب میں بھی گیا اور میری فوج بھی ماری گئی سخت پریشان ہوا۔ اس نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص مبارک نکالی بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھ کر سر بسجود ہو کر دعا کی کہ یا اللہ اس قمیص کے صدقے مجھے فتح عطا فرما دے۔ دوسرے ہی لمحے یہ ہوا کہ ہر ہندو سپاہی کو دوسرا ہندو سپاہی مسلمان نظر آئے وہ اس کو قتل کرے وہ اس کو قتل کرے وہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ کچھ مارے گئے باقی بھاگ گئے اور محمود غزنوی کو فتح مل گئی۔ رات کو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے تو غصے میں بولے کہ سلطان محمود نے تو کچھ بھی نہیں مانگا ہے۔ عرض کیا کہ میں نے تو فتح مانگی وہ مجھے مل گئی۔ میں تو شکر ادا کر رہا ہوں فرمایا کہ تو نے ایک چھوٹی سی فتح مانگی اگر تو کہتا کہ دنیا پر

کوئی کافر باقی نہ بچے تو وہ بھی ہو جاتا۔ یہ ولی کامل کی قمیص کا کمال ہے تو ولی اللہ کی اپنی شان کیا ہوگی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو آنکھیں عطا ہو رہی ہیں تو ایک ولی کامل کی قمیص سے ہندوستان فتح ہو رہا ہے۔ داتا صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پر کیا احسان ہے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت

صبح ماز مہر تو تابندہ گشت

اے داتا پنجویری رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کے قدم ہندوستان کی زمین پر لگے تو یہ مسلمان ہو گئی۔ تیرے چہرے سے ہمارے ایمان تازہ ہوتے ہیں، روشن ہوتے ہیں، اگر آج ہم یہاں اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کہہ رہے ہیں تو یہ داتا پنجویری رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے۔ یہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص کا کرم ہے۔ اگر شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کو فتح ہوئی ہے تو یہ اجمیر شریف والی سرکار سے ہوئی ہے۔ اسلام تلواریں کے زور سے نہیں پھیلا۔ تلواریں تو حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کام نہیں آئیں وہ تو ٹوٹ جانے کو ہی تھیں کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص نے پچالیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلواریں کے زور سے پھیلا تھا۔ یہ بالکل غلط ہے اسلام تلواریں سے نہیں بلکہ نگاہ ولایت سے پھیلا ہے۔ اگر تلواریں سے ہی اسلام پھیلتا تو وہ قمیص کے بغیر جو سولہ حملے ہوئے ہیں ان سے پھیل جاتا۔ اس لئے حضرات تمہاری فتح میری فتح، تمہاری بخشش میری بخشش ولی اللہ کی وجہ سے ہے اگر اصحاب کہف کا کتا اولیاء اللہ کے در پر بیٹھ کر

جنت میں داخل ہو سکتا ہے تو ہم بھی انشاء اللہ اولیاء اللہ کے در پر بیٹھ کر جنت میں جاسکتے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کیما پیدا کن از مشتے گلے

بوسہ زن بر آستانے کالے

اس گندی مٹی کو جنتی بنالے۔ علامہ صاحب یہ کس طرح سے بناؤں۔ فرمایا کہ کسی کال کے دروازہ کی دہلیز پر بوسہ دے تو جنتی بھی بن جائے گا۔ جن کے در پر بوسہ دینے سے انسان بخشا جاتا ہے تو ان کا اپنا مقام کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جتنا کوئی ان کا ادب کر لیتا ہے اتنا ہی وہ بلند ہو جاتا ہے۔ ولیوں کے دم قدم سے ہے قائم یہ کائنات۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

مریدی لاتخف کہہ کے تسلی دی غلاموں کو

حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

مریدی لاتخف کوئی چھوٹی سی چیز نہیں ہے یہ ایک بہت بڑا احسان ہے

اور فرمایا کہ:

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے

بغداد شریف جانے کی ضرورت نہیں۔ یہیں بیٹھے ہوئے کہہ دو کہ میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں تو بس وہ مرید ہو گیا۔ اور ساتھ ہی جنتی بھی ہو گیا۔ فرمایا کہ جو میرے قادری مرید کو بھی دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہو جائے گا۔ فرمایا کہ تمام

قادر یوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ مرید ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں کہ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کو جنت عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سارے نقشبندی جنتی ہیں جو نقشبندی مرید کو دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے میں تمام نقشبندیوں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی کو ایک خرقہ ولایت حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملا ہے۔ اس لئے سلسلوں کے نام مختلف ہیں لیکن دراصل یہ تمام ایک ہی ہیں آپس میں ان کی محبت ہے پیار ہے ہمیں بھی تمام سلاسل کے بزرگوں سے محبت اور پیار کرنا چاہئے ان کا ادب کرنا چاہئے۔ جو بھی سلسلہ ہے وہ حق ہے اللہ تعالیٰ انہیں ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ بخشش اولیاء اللہ کی وجہ سے ہی ہوگی۔ ان کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے پیارے کو راضی کیا اس نے مجھے راضی کیا۔ اور جس سے میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو گیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ تک براہِ راست نہ آؤ۔ بلکہ کسی کے واسطے سے آؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے کسی میرے پیارے کو ناراض کیا اس سے میں بھی ناراض ہو گیا اور جس سے میں ناراض ہو گیا اس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو گیا۔ اس لئے رضائے الہی اور رضائے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رضائے ولی میں ہے اگر کسی ولی کا دامن تیرے ہاتھ میں نہیں ہے تو پھر دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پہلے ولی اللہ میں خناہ ہوگا تو پھر فنا فی الرسول ہوگا اور فنا فی الرسول ہونے کے بعد فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچے گا۔ دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک تیرا واسطہ کسی ولی کامل سے نہیں ہے تو پیدا ہی نہیں ہوا۔ تیری تو کوئی حیات ہی

نہیں ہے تیرا تو جاہلیت کی موت والا حساب ہے۔ اولیاء کرام وہ لوگ ہیں جو زندگی عطا فرماتے ہیں۔ جو ہمیں ایمان عطا فرماتے ہیں جو ہمیں تقویٰ اور پرہیز گاری سکھاتے ہیں۔ جو ہمارے گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ قیامت کے روز ایک بندے کو جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ دو رو یا جتنی کھڑے ہوں گے ان کے درمیان سے فرشتے اس جہنمی کو تھکیٹ کر لے جا رہے ہوں گے۔ اس کی نظر ایک بزرگ پر پڑے گی اور وہ بھاگ کر ان بزرگوں کو پکڑ لے گا اور عرض کرے گا کہ بابا آپ مجھے پہچانتے ہیں کہ نہیں۔ وہ فرمائیں کہ میں تو تمہیں نہیں پہچانتا ہوں۔ عرض کرے گا کہ میں وہ بندہ ہوں جس نے آپ کو ایک گلاس پانی پایا تھا۔ وہ فرمائیں گے کہ اب تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کرے گا کہ میری شفاعت کریں مجھے جہنم سے آزاد کرائیں۔ وہ بزرگ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ مجھے پانی پلانے والا ہے میرا خدمت گار ہے اس کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنا پرانا فیصلہ تبدیل کر کے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ جس طرح یہ ولی کہتا ہے اس مجرم کو معاف کر کے جنت میں داخل کر دو۔ اسی طرح سے ایک اور جہنمی کو بھی فرشتے تھکیٹ کر لے جا رہے ہوں گے وہ بھی ایک بزرگ کو پکڑ لے گا اور عرض کرے گا کہ کیا آپ نے مجھے پہچان لیا ہے کہ نہیں۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں نے تمہیں نہیں پہچانا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر ولی اللہ تمہیں پہچانتا نہیں ہیں تو کم از کم تم تو ولی اللہ کی پہچان کرو۔ ولی تو اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گم ہے اسے تمہیں پہچاننے کی کیا ضرورت ہے لیکن تم ان کو پہچانو۔ یہ تمہارا کام ہے۔ تمہارے پیر صاحب کا رابطہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے یا ان کا رجحان تمہاری طرف زیادہ ہے۔ ان کا رجحان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف

نیا وہ ہے۔ تم ان کو پیچھا نہ تو وہ جہنمی عرض کرے گا کہ میں نے آپ کو ایک دفعہ وضو
 کرایا تھا۔ وہ ولی اللہ عرض کرے گا کہ یا اللہ یہ میرا وضو کرانے والا ہے مہربانی فرما
 اسے میرے ساتھ جنت میں جانے کی اجازت فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ
 تم اسے جنت میں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ ہی تبدیل فرما دے گا یہ اولیاء اللہ
 کی شان ہے جو دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔ ہر شخص اپنے پیر صاحب
 کے وسیلہ اور کرم اور نسبت سے جنت میں جائے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ
 وسیلہ دنیا میں عطا فرمائے دوسرے فرقوں والے اولیاء اللہ سے نسبت قائم نہیں
 کرتے بلکہ انکاری ہیں کہ کوئی غوث نہیں ہے، کوئی داتا نہیں ہے۔ یہ شیطان کی
 چال بازی ہیں اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ اولیاء اللہ برحق ہیں قرآن مجید فرما
 رہا ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت عطا ہو جاتی ہے۔ اور
 جو کوئی ان کے ساتھ لگ جائے اسے بھی جنت کی بشارت ہے۔ اولیاء اللہ بڑی
 نعمت ہیں ان کے بغیر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ بھی نہیں ملتا ہے۔ اور جس کو
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ نہیں ملتا اسے اللہ تعالیٰ کا بھی درجہ نہیں ملتا۔ اولیاء
 اللہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاتے ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاتے ہیں۔ ہمیں جنت دلاتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھتے
 اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانس رانا علی محمد صاحب

(06-05-09)

محبت اہل بیت

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! ہم بفضل رب العلمین ایک مبارک محفل میں شامل ہیں جس میں
اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو
ایسی مبارک محافل میں شامل ہوتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسی محافل
میں ایسی شخصیات بھی شامل ہوتی ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہاں ہمارا اٹھنا،
بیٹھنا، سنا اور سنانا اپنی بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت بخشا ہے اس حوالے سے
عرض کروں گا کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساری رات عبادت
میں مصروف گزارتے ہیں اور صبح جب اٹھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ فرید اب تو اپنے
آپ کو ایسی محفل میں شامل کر کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بیٹھے ہوں جن کی
برکت سے تمہاری بخشش ہو جائے تمہاری مغفرت ہو جائے۔ اس حقیقت میں کوئی
شک نہیں کہ ان مبارک محافل میں شامل ہونا بڑی سعادت ہے، برکت ہے، گناہوں
کی معافی ہے اور اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد
فرمایا۔ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (شوریٰ ۲۳) تم فرماؤ

میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگنا مگر قرابت کی محبت۔“ فرمایا۔ قُلْ لِّمِیْرَے محبوب فرما دیجئے۔ لَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں تجھ سے کچھ سوال نہیں کرتا۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام بھی تشریف لائے تو یہی فرمایا کہ تجھ سے میں کچھ نہیں مانگتا۔ اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلَی الْیَسْرِ (۱۷۷) ”میرا اجر تو نہیں مگر اللہ پر“ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ مجھے عطا فرمائے گا۔ ہر نبی اور رسول نے یہی کہا۔ پہلے یہ بات سمجھ لیجئے کہ نبی اور رسول میں فرق کیا ہے۔ نبی عام ہے رسول خاص ہے۔ ہر نبی رسول نہیں لیکن ہر رسول نبی ضرور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال لے لیں۔ کہ ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام صرف نبی ہیں رسول نہیں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہیں اور رسول بھی ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی ہیں اور تمام رسولوں کے بھی رسول ہیں۔ قُلْ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما دیجئے۔

لَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خطاب فرمایا اور سامعین پر یہ بات واضح کی کہ کسی نبی علیہ السلام نے کچھ نہیں مانگا لیکن یہ کچھ مانگنا چاہتے ہیں۔ یہ کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگنے کیلئے آیا ہوں تمام سامعین متوجہ ہوئے کہ اور تو کسی نبی اور رسول نے کچھ نہیں مانگا تو یہ کیا مانگتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی میری قرابت والوں سے محبت کرلو۔ یہاں اس آیت مبارکہ میں محبت کا لفظ نہیں ہے۔ مَوَدَّةٌ کا لفظ ہے۔ مَوَدَّت کے معنی آپ کو بتانے کیلئے میں اتنا عرض کرتا ہوں۔ میں آپ کو گراں امر کی طرف نہیں

لے جانا عام مثال عرض کرتا ہوں کہ پھلی کو پانی سے محبت نہیں ہے بلکہ مودت ہے اگر اس کو پانی سے جدا کر دو تو اس کی جان ختم ہو جاتی ہے یہ پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہاں یہ فرمانا کہ **إِلَّا الْمَوْتَةُ فِي الْقُرْبُلِ** کہ میرے قرابت داروں سے مودت کر لو۔ یعنی یہ سمجھ لو کہ ان سے جدا ہو کر ہمارا نہ تو اس جہان میں کچھ بچا ہے اور نہ ہی اگلے جہان میں ہمارا کچھ بچا ہے۔ صحاح ستہ کی کتب میں سے ابن ماجہ شریف اور ابوداؤد شریف اس کے علاوہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں سے حوالہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں ابن ماجہ شریف صفحہ 222 پر ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے ساتھ جو محبت کرے گا اور میری اہل بیت سے محبت کرے گا وہ مومن مرے گا فرمایا۔ **مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ قَبِرَهُ مَزَارًا لِلْمَلَائِكَةِ الرَّحِمَةِ** میری محبت میں اور میرے اہل بیت کی محبت میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کیلئے زیارت گاہ بنائے گا۔ پھر اسی صفحہ پر آگے چل کر ارشاد فرمایا۔ **مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ مَلَكَ الْمَوْتِ بَشْرَةً بِالْجَنَّةِ** جو میری محبت اور اہل بیت کی محبت میں مرے گا موت کا فرشتہ اس کی جان قبض کرنے سے پہلے اسے جنت کی بشارت دے دیتا ہے اور پھر اسی صفحہ پر یہ بھی فرمایا۔ **مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى أَهْلِ مُنْتِ وَجَنَّتْ** میری اور میری اہل بیت کی محبت میں مرے گا وہ اہل سنت و جماعت میں مرے گا۔ اور پھر آگے فرمایا۔ **وَعَلَى بُغْضِ مُحَمَّدٍ وَآلِ بُغْضِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا** جو میرے بغض میں مرا، مجھ سے دشمنی میں مرا اور میری اہل بیت کی دشمنی میں مرا، وہ کافر ہو کر مرا۔ اور اسی صفحہ پر ارشاد فرمایا۔ **عَلَى أَهْلِ بَيْتِي خَيْرٌ**

یا در کھو میری اہل بیت مِثْلُ مَفِیْنَةِ نُوحٍ کشتی نوح کی مثال ہے مَنْ رَكِبَهَا نَجَّى وَمَنْ خَلَفَهَا هَلَكَ اَمْلَانِ کے ساتھ ہو گا وہ نجات پا گیا جو ان سے جدا ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کون ہیں جن کے متعلق یہ چند احادیث مبارکہ عرض کی ہیں ان کے علاوہ کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ کتب احادیث میں موجود ہیں کیا صرف حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اہل بیت ہیں یا کیا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت ہیں۔ کیا صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت ہیں کیا صرف حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی اہل بیت ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے: قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحِمْتُ اللّٰهَ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مُّبِيْنٌ (ہود ۷۳) ”فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچھا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو۔ بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا“۔ اور اس سے پہلی آیت مبارکہ میں حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ قَالَتِ يٰوَيْلَتِيْ ءَاِلٰہٗ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلٰی شَيْخًا۔ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِيْبٌ۔ (ہود ۷۲) ”بولی ہائے خرابی میرے بچہ پیدا ہو گا اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے۔ بے شک یہ تو اچھے کی بات ہے“ فرمایا کہ میں بھی بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہو چکا ہے اب تعجب کی بات ہے اولاد کہاں سے ہوگی۔ میری عمر زیادہ ہو چکی ہے اور میرے میاں کی عمر بھی زیادہ ہو چکی ہے عجب بات ہے کہ اس عمر میں اولاد پیدا ہو۔ پھر وہ اگلی آیت مبارکہ ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ فرشتوں نے کہا کہ اے سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف توجہ کر اس کی

رحمت کی طرف توجہ کر۔ اس کی برکت کی طرف توجہ کر اپنی اہل بیت کو دیکھ۔ یعنی حضرت سیدنا امیر اہم علیہ السلام اور اس کی بیوی کو دیکھ اللہ تعالیٰ اس پر کرم فرمانے والا ہے۔ یہاں اس آیت مبارکہ میں بیوی کو اہل بیت فرمایا گیا ہے۔ یہاں اہل بیت سے مراد حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اس وقت آپ کی کوئی اولاد ہے ہی نہیں۔ اس لئے یہاں اہل بیت سے مراد بیوی کے ہیں اس لئے صرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اہل بیت مراد لینا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی مراد لینا کافی نہیں ہے قرآن مجید میں اور بھی کثیر آیات مبارکہ ہیں جن میں اہل بیت سے مراد گھر والے ہیں۔ اگر گھر والے اہل بیت ہیں تو کیا ان کے قریبی اور قرابت دار اہل بیت میں نہیں ہوں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ محترمہ ہیں تو کیا وہ اہل بیت میں نہیں ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد محترم ہیں کیا وہ اہل بیت میں نہیں ہیں بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ اگر تم اہل بیت کی طرف جاؤ گے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت بیت میں شامل ہے یہ بخاری شریف صفحہ 205 پر حدیث شریف موجود ہے اگر تمہیں اہل بیت کی وضاحت کی طلب ہوگی تو تم اس مقام پر پہنچو گے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت ہی اہل بیت میں شامل ہے۔ اہل بیت میں صرف حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی نہیں ہیں بلکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی حیدر کرار، شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل بیت فرمایا ہے۔ مسلم شریف میں حدیث شریف موجود ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی میرے اہل بیت ہیں۔ ان اہل بیت میں سے ایک فرد اعظم ایسے بھی ہیں جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی جان ہیں جن کا نام اُم فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ یہ اُم فضل بنت حارث ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر کا تھوڑا سا حصہ کٹ کر میری جھولی میں آ گیا ہے۔ وہ بہت پریشان ہوئیں۔ صبح ہوئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ پریشانی کے آثار چہرہ پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ کیا بات ہے کیا پریشانی ہے وہ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ علیہ وسلم میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں اپنے حجرے میں سو رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا ایک حصہ کٹ کر میری کود میں آ گیا ہے۔ اس پر میں بہت پریشان ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور فرمایا کہ میری بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بیٹا پیدا ہو گا اور وہ تیری کود میں کھیلے گا۔ اس خواب کے چند روز بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی تو سب سے پہلے حضرت اُم فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہنچیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار سے اپنی کود میں لے لیا۔ پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اُم فضل

رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ تیرے خواب کی تعبیر ہے۔ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے تو اس وقت بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تشریف لائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کود میں اٹھالیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام بھی حضرت فاطمہ بنت اسد ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجنے والی ہی تھی کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے لیکن وہ آنکھیں نہیں کھولتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کود مبارک میں اٹھالیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فوری طور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کو دیکھا۔ جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تک میں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا تم آنکھیں نہیں کھول رہے تھے اس کی کیا وجہ تھی۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری یہ تمنا تھی کہ جب میری پہلی بار آنکھ کھلے تو دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو جائے۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ مبارک صرف ایک بار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک سے ملا ہے۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف صرف ایک بار ہی حاصل ہوا ہے۔ اگر کوئی اپنی طرف سے کہے کہ یہ ایک سے زائد مرتبہ ایسا ہوا ہے تو وہ اس کی اپنی من گھڑت بات ہے حقیقت یہی ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ صرف ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے لگا ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ مبارک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ

مبارک سے بارہ دفعہ لگا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ خوش قسمت ہوں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اٹھارہ مرتبہ اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے آٹھ مرتبہ اپنے سینے مبارک سے لگایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف ایک مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ میں نے کس کو کتنی مرتبہ اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نیت یا ارادہ نہیں تھا بلکہ یہ ان لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ جن کو یہ شرف حاصل ہوا ہے اور اپنی اپنی قسمت کی بات ہے کہ جس کو بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازدیں۔ اب دیکھیں کہ یہ ایک مرتبہ جو سینہ لگا تو اس کو کیا مقام حاصل ہوا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے تمہیں یمن کا قاضی بنادیا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کرم فرمایا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی مقرر فرمادیا ہے لیکن مجھے اس سے متعلق کوئی قواعد و ضوابط کا علم نہیں ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اٹھا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اٹھے اور مجھے اپنے سینے سے لگالیا اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہوا تو میں نے یہ محسوس کیا کہ میں صرف یمن کا ہی نہیں بلکہ پوری

دنیا کا قاضی بن گیا ہوں۔ پھر آپ جو بھی فیصلہ فرماتے تو لوگ اس پر حیران ہوتے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے آپ سے کہا کہ آپ کی داڑھی بہت گھنی ہے لیکن میری داڑھی بکھری ہوئی ہے کہیں بال ہیں اور کہیں نہیں ہیں یہ ایسا کیوں ہے۔ میری داڑھی آپ کی طرح گھنی کیوں نہیں ہے کیا قرآن میں ان داڑھیوں سے متعلق بھی کوئی ذکر موجود ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورت الاعراف کی آیت مبارکہ پڑھی فرمایا کہ جس کی زمین خراب ہو وہ کھیتی بھی ایسی ہی دیتی ہے اور جو زمین اچھی ہو وہ کھیتی بھی اچھی ہی دیتی ہے۔ وَالْبَلَدِ اطْيَبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبَتْ لَا يَخْرُجُ إِلَّا كَذَلِكَ نَصْرَفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُشْكُرُونَ۔ (الاعراف: ۵۸) ”اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل ہم یونہی طرح طرح سے آنتیں بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو احسان مانیں۔“ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ایک دفعہ سینے سے لگایا اس سے ہی آپ کے علم اور شجاعت و رفعت اور زہد و تقویٰ کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اور جن کے سینے بار بار لگے ہیں ان ہستیوں کا کیا مقام ہوگا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کوہ مبارک میں اٹھالیا اور ام فضل سے فرمایا کہ یہ تیرے خواب کی تعبیر ہے۔ حضرت ام فضل فرماتی ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی پیدائش کی بشارت بھی دے دی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو کچھ والدہ کے رحم میں ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ بھی جانتے ہیں کہ بیٹا ہے کہ بیٹی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَلَكُورِي نَفْسٍ
 مَا ذَاتُكَ سَبَّ عَلَيْنَا وَمَا تَلْمِزِي نَفْسٍ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ
 (لقمن ۳۳) ”بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور انا جانتا ہے مینہ اور جانتا ہے
 جو کچھ ماؤں کی پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی
 جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جانتے والا بتانے والا ہے۔“
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ کل کون
 مرے گا اور کہاں مرے گا اور اس کو موت کیسے آئے گی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی علم
 دیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ ماں کے پیٹ میں بیٹا ہے یا بیٹی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے
 سارے علم کے خزانے عطا کر دیئے ہیں اور مجھے فرما دیا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ
 الصلوٰۃ والسلام تو تقسیم کرنے والا ہے اور میں عطا کرنے والا ہوں اسی لئے جنگ بدر
 کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی سے نشان لگا کر فرمایا کہ یہاں ابو جہل
 مرے گا۔ یہاں عقبہ مرے گا یہاں شیبہ مرے گا۔ ان سے متعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے ایک روز پہلے ہی فرما دیا تھا بخاری شریف میں حدیث شریف صفحہ 70 پر
 ہے کہ کفار جو بدر میں مارے گئے اور انہیں ایک گڑھے میں پھینکا گیا اور ان سے نبی
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم ایمان لے آتے تو تمہارے لئے کتنا اچھا
 ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ سن
 رہے ہیں۔ فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ان سے بہتر سننے والے نہیں ہو۔ پھر اپنے
 موضوع پر آتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 سینے مبارک سے اپنا سینہ مبارک صرف ایک بار لگایا ہے جس سے آپ کو یہ مقام یہ

شان اور یہ عظمت عطا ہو گئی۔ اسی طرح سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازتے رہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درس میں رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تعلیم دی۔ استاد جتنا قابل اور کامل ہوتا ہے اس کا اثر اس کے شاگرد پر ہوتا ہے اور شاگرد کی قابلیت سے استاد کی قابلیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اگر شاگرد خود نہ بھی بتائے تو جو اس کا چلنا پھرنا ہے جو اس کی گفتگو ہے اس کا اٹھنا بیٹھنا وہ ساری اس کے استاد کی تصویر ہوتی ہے۔ اس سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کسی کامل استاد کا شاگرد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معلم کائنات ہیں ان سے بڑھ کر کون استاد ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل و اکمل استاد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے پہلے استاد خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات سال سات ماہ اور سات دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ شفقت میں رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایسی تصویر بنا دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرماتے ہیں کہ میرے جانے کے بعد اگر تمہیں میرے دیدار کی تمنا ہو تو حضرت حسین اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سامنے کھڑے کر کے دیکھ لیا کرنا تمہیں میرا دیدار ہو جایا کرے گا۔

ابن ماجہ میں حدیث شریف 110 اور ترمذی شریف میں حدیث پاک صفحہ 571، ابن ماجہ شریف کی ایک دوسری حدیث شریف، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں مبارکہ پر اٹھالیا اور فرمایا کہ بتوں کو توڑ دو، سیدنا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہوئے تو اس لئے شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان افضل ہے۔ احادیث مبارکہ میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک پر سوار ہونا تو موجود ہے یہ کہیں نہیں ہے کہ اس سے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ سے بلند ہو گیا۔ یہ خود ساختہ بات ہے اور اپنی ناقص عقل سے یہ بات بتائی ہے کہ جو اوپر ہو وہ افضل ہو جاتا ہے یہ سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا کسی بھی حدیث شریف سے یہ ثابت نہیں کہ جو نیچے رہ جائے اس کا مرتبہ بھی نیچے ہوتا ہے اور جو اوپر چلا گیا اس کا مرتبہ بھی بلند ہو گیا۔ اگر یہ کہیں سے ثابت ہوتا تو یہ بات بھی ہے کہ ہجرت کی رات حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے تو اس سے یہ دلیل دی جائے کہ اوپر والے کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اٹھانے سے نہیں بڑھا بلکہ اس سے خود حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور مرتبہ بڑھا ہے کہ امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے کندھوں پر سوار ہوئے، جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو فرمایا کہ میرا جنازہ پڑھا کر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر پیش کر دینا۔ اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے اندر دفن کر دینا ورنہ واپس لے آنا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمانا کہ جہاں تیری مرضی ہو مجھے وہاں دفن کر دینا۔ لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چارپائی در اقدس پر

لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر حاضر ہیں اور اندر دُفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ تو مسلم شریف کی حدیث پاک ہے کہ دروازہ خود بخود کھلتا ہے اور اندر سے آواز آتی ہے: اَدْخُلُوا الْحَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ فَاِنَّ الْحَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَقٍ دُوسٹ کو دُوسٹ سے ملا دو۔ یا تو یا رکا انتظار کر رہا ہے جلدی کرو میرے یا رکو اندر لے آؤ۔ یہ حدیث کیا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کو بیان نہیں کرتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے یا رکو مجھ سے ملا دو کہ میں اس کا انتظار کر رہا ہوں یہ وعدہ کی تکمیل تھی کہ غار ثور میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اندر جا کر غار کو صاف کیا اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آئیں۔ آج یہ میری آواز ہے کہ میں اندر پہلے آ گیا ہوں اور اپنے یا رکو آواز دے رہا ہوں کہ اے میرے صدیق اندر آ جاؤ تا کہ وعدہ پورا ہو جائے۔

لُج پال پریتاں نوں توڑ دے نہیں

جھدی ہاتھ پھڑ دے پھر چھوڑ دے نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی بھر میرا ساتھ دیا ہے اب قبر میں بھی میں اسے ساتھ رکھوں گا۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم سے ہم پوچھیں تو یہ تمام مسائل بڑی وضاحت کے ساتھ حل ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مہم فتح کر کے آئے اور بہت سامان غنیمت لے کر آئے اور جب اس مال غنیمت کو تقسیم فرمایا تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ ہزار رائج الوقت روپیہ دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس دس ہزار روپیہ دیئے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ابا جان میں آپ کا صاحبزادہ ہوں اور آپ نے امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مجھ سے دگنے روپے دیئے ہیں اس سے میری تو بین ہو گئی ہے آپ کو ان کے سامنے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ میرے والد صاحب خلیفہ وقت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین جیسی ماں لاؤ ان کے باپ جیسا باپ لاؤ اور ان کے نانا جیسا نانا لاؤ اور پھر اپنے ساتھ ان کا مقابلہ کرو اور اس کے بعد فیصلہ کرو کہ قسمت کس کی اعلیٰ ہے مقام کس کا اعلیٰ ہے شان کس کی اعلیٰ ہے عظمت کس کی اعلیٰ ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ بچے پہلے سے ہی کھیل رہے تھے جن میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جب امام حسن اور حضرت امام حسین بھی کھیل کود میں مصروف ہوئے تو ایک موقع پر کچھ ناراض ہو کر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دیا کہ تم ہمارے غلام ہو اور تمہارے والد گرامی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمارے غلام ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت رنج ہوا وہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا اور اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمایا کہ عبداللہ جاؤ ان سے یہ بات لکھوا کر لے آؤ کہ انہوں نے ہمیں اپنا غلام کہا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھے کہ یہ شاید کچھ تحریری طور پر ثبوت چاہتے ہیں اور پھر حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے کچھ پوچھ گچھ کریں گے۔ جب حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ لکھوا کر لے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تحریر کو بوسہ دیا اپنے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ تحریر میرے سینے پر رکھ دینا اگر میرے اعمال اس قدر نہ ہوئے کہ میری نجات کا ذریعہ بن جائیں تو میں اللہ تعالیٰ کو یہ تحریر دکھا دوں گا کہ یا اللہ یہ دیکھ لے کہ ہم غلام کس کے ہیں۔ ہم امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام ہیں۔ ہمیں ان کی غلامی میں ہونے کا واسطہ اور ان کو ہمارے آقا ہونے کا صدقہ ہمیں معاف فرمادے۔ یہ ان کا مقام ہے ان کی محبت اور ان کی شان ہے۔ مسلم شریف کی یہ بھی حدیث مبارک ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پہلو کی طرف گئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو جاؤں میری یہ کیا مجال ہے۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمہیں حکم ہو چکا ہے اسے پورا کر دو کہ حکم ہونے کے بعد اس پر سوچنا ایمان کی توہین ہے۔ لہذا جس طرح سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس پر فوراً عمل کرو۔ یہی ایمان کی نشانی ہے۔ اب دیکھیں کہ یہاں مشورہ دینے والا کون ہے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر بھی شرمائے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ کام ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کر سکتے تھے لیکن میں نے کام تقسیم کر دیئے ہیں۔ کبھی تیری تلوار سے خیر فتح ہو گا اور کبھی تیرے ہاتھوں سے یہ بت ٹوٹ جائیں گے جبکہ تیرا قدم میرے کندھوں پر ہو گا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ مقام ہے کہ کبھی سارا گھرانہ اسلام کی خدمت کرتے ہیں اور کبھی سانپ سے ڈس کھا کر زندگی بچھا کر دیتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق کئے وہ ان کاموں سے افضل و اعلیٰ ہیں جو کام حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر میں سو رہا ہوں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کرائی ہے پھر ایک ٹوکرا کھجوروں کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک ایک کھجور عطا فرمائی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی صرف ایک ہی کھجور ملی آپ نے وہ کھجور خواب میں ہی کھائی لیکن جب آنکھ کھلی تو اس کا ذائقہ ابھی بھی ان کے منہ میں تھا۔ آپ بڑے خوش ہوئے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور عطا فرمائی اگلے روز مسجد میں تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کرائی۔ نماز کے بعد کھجوروں کا ٹوکرا آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہ کھجوریں تقسیم فرمائیں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایک کھجور دی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اے خلیفہ المسلمین مجھے ایک اور کھجور دے دو۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دو کھجوریں دی ہیں تو مجھ سے بھی دو کھجوریں لے لو۔ لیکن اگر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کھجور دی ہے تو بس پھر اسی پر صبر کرو۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھوں

پر سوار ہوئے تو یہ حکم کس کا تھا اور مشورہ دینے والا کون تھا۔ اگر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مقام ہو سکتا ہے تو پھر مشورہ دینے والے کا بھی وہی مقام ہو سکتا ہے۔ ہر معاملہ مشورہ سے ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھے مبارک پر قدم رکھا ہے تو یہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے رکھا ہے۔ اس مسئلہ میں کوئی حدیث شریف نقلی طور پر بھی نہیں ملتی۔ یہ تو صرف عقلی دلیل ہے کہ جو اوپر بیٹھ گیا ہے اسکی شان زیادہ بلند ہے ایسا نہیں ہوتا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ اوپر جانے والا افضل ہے تو یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ (النساء: ۵۸-۵۷) ”اور بے شک انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا“ یہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کر دیا ہے۔ یہ غلط ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اسے ہم نے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ جو اوپر چلا گیا وہ افضل ہو گیا تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو زندہ اوپر اٹھائے گئے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو زمین پر ہیں۔ لیکن حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں جب قرب قیامت میں واپس تشریف لائیں گے تو شریعت محمدی کو ہی چلائیں گے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہو کر رہیں گے۔ اپنی نئی شریعت نہیں لائیں گے۔ بخاری اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اقدس جب یزید کے گھر میں پہنچا تو یزید کے گھر والوں نے وہاں رونا پینا شروع کر دیا۔ اور ظاہری طور سے افسوس کرنے لگے کہ ہم نے کیا کر دیا ہے ایسا نہیں کرنا

چاہئے تھا جب یزید کے گھر والوں کی اور اس کی اپنی رونے پیٹنے کی آواز دور تک پہنچی تو حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ آواز سن لی حالانکہ وہ وصال فرما چکی تھیں تو فرمایا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ بتایا گیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک یزید کے گھر میں گیا ہے اس پر یزید رو رہا ہے اور اپنے آپ کو پیٹ رہا ہے اس کے اہل خانہ بھی رو رہے ہیں اور پیٹ رہے ہیں کہ ہم سے یہ کیا ہو گیا ہے تو خاتون جنت نے ہاتھ بلند کر کے دعا مانگی: **يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ ابْكُونِ ابْكُونِ قَلِيلٌ كَثِيرًا ابْكُوا قَلِيلًا كَثِيرًا** فرمایا اللہ یہ قیامت تک روتے رہیں اپنے آپ کو پیٹتے ہیں یہ تھوڑا نہیں اور ہر وقت روتے رہیں قیامت تک روتے رہیں قیامت آجائے لیکن ان کا رونا ختم نہ ہو تو حضرات یہ سمجھ لیں کہ یزید کے گھر سے ماتم شروع ہوا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صابروں کا بادشاہ قرار دیا ہے۔ اگر آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے بھی تو ایسا رونا سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں۔ بخاری شریف میں حدیث پاک ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ **مَنْ ضَرَبَ الْخُلُودَ وَشَقَّ الْجُؤُبُودَاعَ بِالسَّاعِ لَجَاهِلِيَّةٍ لَيْسَ مِنْهُوَ** اپنے چہروں پر تھپڑ مارے اپنے کپڑے پھاڑے اور جہالت کے نعرے مارتا پھرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایسا شخص میری امت میں سے ہی نہیں ہے اس کا کوئی تعلق مجھ سے نہیں ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف میں فرمایا کہ سیاہ لباس پہننا دوزخیوں کی نشانی ہے۔ اس کا حوالہ میں دکھا سکتا ہوں۔ ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھا اس نے کڑا پہنا ہوا تھا اس پر حضور نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص بیٹھا ہوا ہے جس نے دوزخیوں کا کہنا پکین رکھا ہے۔ وہ شخص اٹھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میں نے پہنا ہوا ہے میں ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اسے اتار پھینکتا ہوں۔ یہ دونوں نشانیاں سیاہ لباس اور کڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوزخیوں کی بتائی ہیں اور یہ کہنا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ خاتون جنت ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ خاتون جنت نہیں ہے۔ اس لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند ہے۔ یہ بھی کسی حدیث شریف میں نہیں ہے۔ یہ بھی عقلی دلیل دی ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ سب سے پہلے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی خاتون جنت ہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خواب میں دیکھا۔ بعض لوگوں نے اس دیکھنے کو بھی بیان فرمایا ہے جو زیادہ صحیح ہے جس کو حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ دیکھنے کی صورت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لاتے ہیں اور قضائے حاجت کیلئے جاتے ہیں۔ یہودی ہر وقت آپ کے درپے رہتے تھے۔ کیونکہ جہاں کہیں بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوتے تو وہاں کی مردہ زمین زندہ ہو جاتی۔ جس درخت کو پھل نہ لگتا ہوتا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے نیچے سے گزر جاتے تو اس درخت کو پھل آنا شروع ہو جاتا۔ آپ کی ایسی کرامت دیکھ کر یہودی جل رہے تھے کہ کسی طرح سے ان کو ختم کر دیا جائے۔ نہ معلوم کہ ان کی پشت سے کون سی ہستی تشریف لانے والی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قضائے حاجت کیلئے نکلے تو ستر یہودیوں نے زہر آلود ٹکواریں لے کر آپ پر حملہ

کر دیا۔ آپ ان یہودیوں کو دیکھ کر بالکل نہیں گھبرائے غائب سے آواز آئی کہ اے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے بالکل خوف نہ کھائیں اگر یہ تیرے قتل کے ارادہ سے آتے ہیں تو تجھے بچانے والا بھی موجود ہے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ فرشتے بھی آگئے اور فوری طور پر اسی جگہ پر تمام یہودیوں کو ختم کر دیا یہ دیکھنے والے حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جو اس معاملہ کو جنگل میں دیکھ رہے تھے۔ حضرت وہب جلدی سے گھر آئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ میں ایک عجیب معاملہ دیکھ کر آ رہا ہوں اگر تجھے بتا دوں تو تم تعجب میں پڑ جاؤ۔ ان کی بیوی نے مسکرا کر کہا کہ خدا کی قسم جو آپ جنگل میں دیکھ کر آ رہے ہو وہ میں اپنے گھر میں بیٹھی دیکھ رہی تھی یہ تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ کا حال ہے آپ کے والد گرامی حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے خاندان کی یہ شان ہے۔ خاوند جو کچھ جنگل میں دیکھتا ہے بیوی گھر میں بیٹھی ہی دیکھ لیتی ہے۔ حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ اپنی بیٹی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا جائے۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ میں سو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھوں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا انتظام کر دیا ہے۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور گھر کی طرف چل دیے ادھر حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لارہے تھے جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا پر وہ غیب سے آواز آئی کہ یہ تمہارا ہی فیصلہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے۔ تو کیا جس کے نکاح کا پروگرام اللہ تعالیٰ نے خوف فرمایا ہو کیا وہ جنت میں نہیں جاسکتی کیا وہ خاتون جنت نہیں ہے۔ جس کے والد گرامی ایسے ہوں کیا وہ خاتون جنت نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو

سب سے اعلیٰ و افضل خاتون جنت ہے انہی کے صدقہ سے تو حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاتون جنت بنی ہیں۔ یہ مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے اور ابن ماجہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہونے کی وجہ سے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی ہونے کی وجہ سے بے شک ان کا مقام افضل و اعلیٰ ہے۔ اگر عقلی طور پر بھی دیکھا جائے کہ جس طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کی والدہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے خدا کی قسم اپنی والدہ ماجدہ کو جنت میں دیکھا ہے یہ حدیث شریف ترمذی شریف میں صفحہ 222 پر موجود ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ کو جنت میں دیکھا ہے اور یہ کہ صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام پر دیکھا ہے۔ جنت الفردوس میں دیکھا ہے اس لئے میں اپنی اُمت کو حکم دیتا ہوں کہ جب بھی جنت کی دعا کریں تو جنت الفردوس کیلئے دعا کریں یہ ان کے مرتبے شانیں اور عظمتیں ہیں جو کچھ آج کل ٹی وی پر کہا جا رہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر ہے یہ سب اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں ان کا اصلیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے کسی حدیث میں اس کا کوئی نہ اندراج ہے اور نہ ہی کوئی حوالہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطاب حضرت علامہ محمد پناہ صاحب

برہانشیر احمد بٹ صاحب 24-01-09

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ

26

پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

پیش لفظ

زیب آستانہ عالیہ سرہند شریف حال جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ حضرت سید عاشق حسین شاہ صاحب نے پانچ چھ سال قبل فرمایا تھا کہ مجھے کتاب وسیلہ نجات کے چند حصے ملے تھے۔ میں وسیلہ نجات کا مطالعہ کر رہا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو وصال فرمائے ہوئے کوئی چار سو سال سے زائد ہو چکے ہیں۔ سرہند شریف بھارت سے بخش بھیس از خود شریف لے آئے اور فرمایا۔ ”شاہ صاحب میں نے بھی یہ کتاب پڑھی ہے میں اسے پسند کرتا ہوں۔ یہ بالکل درست لکھا ہوا ہے آپ اس کتاب کو سبقاً سبقاً اپنے مدرسہ میں پڑھاؤ۔ اپنے شاگردوں کو اس کی تعلیم دو۔“ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ پیغام وسیلہ نجات میں چھپ چکا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری کتاب وسیلہ نجات کی جو یہ تصدیق فرمائی ہے اس کے بعد میں اس کتاب کے مزید تعارف کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ وسیلہ نجات کا چھبیسواں (26) حصہ حاضر خدمت ہے کتاب کی بہتر سے بہتر اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

رابطہ: 0302-7125492

23-09-10

نعت شریف

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
 نبی راز دار مع اللہ لی ہے
 وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
 رؤف و رحیم و علیم و علی ہے
 ہے بیتاب جس کے لئے عرش اعظم
 وہ اس رہرو لا مکان کی گلی ہے
 نہ کیوں کر کہوں یا جیبی اغثنی
 اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
 صبا ہے مجھے ضرر دشت طیبہ
 اسی سے میرے دل کی کلی کھلی ہے
 تیرے چاروں ہدم ہیں کجبان یک دل
 ابوبکر فاروق عثمان علی ہے
 خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
 دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
 کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر
 کہ تجھ پہ میری حالت دل کھلی ہے
 تیرے در کا دربان ہے جبرائیل اعظم
 تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے
 شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
 سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	دینے والا ہے سچا ہمارا نبی	۴
۴	خیرات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۷
۵	نعت کا کرم	۳۵
۶	قبر والوں سے مایوس نہ ہو	۵۵
۷	جسم اور روح	۴۸
۸	خوف ورجا	۹۸
۹	سوال جواب	۱۱۳
۱۰	درجات انبیاء علیہم السلام	۱۲۸
۱۱	دعا ئیں	۱۳۸
۱۲	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصول جنت و بخشش	۱۴۹
۱۳	گن کی زبان	۱۶۸
۱۴	نعت کا چہ چاکرو	۱۹۲

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَسِيحِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصْحَابِكَ يَا مَسِيحِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! پروفیسر صاحب کا مضمون Subject فزکس ہے آؤ

آج ہم بھی تھوڑی سے فزکس پڑھ لیں۔ یہ تو ڈمڈے سے پڑھاتے ہیں لیکن میں
ذرا نرمی اور پیار سے پڑھا دوں گا۔ ہم دونوں ہی ٹیچر ہیں استاد ہیں۔ یہ بتائیں
کہ پانی کہاں سے ملتا ہے۔ یہ ٹوٹی سے ملتا ہے لیکن یہ ٹوٹی میں کہاں سے آ رہا
ہے۔ نہر سے آ رہا ہے اور نہر میں یہ کہاں سے آ جاتا ہے۔ یہ بادلوں سے آتا ہے
اور بادلوں میں یہ سمندر سے آتا ہے۔ اور سمندر میں پانی کہاں سے آتا ہے۔
سمندروں میں پانی نی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے آتا ہے۔ یہ
روشنی اور یہ حرارت کہاں سے ملتی ہے یہ سورج سے آتی ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ بجلی
سے یہ دونوں چیزیں ملتی ہیں اور بجلی تریلا ڈیم سے آتی ہے تریلا ڈیم سے یہ بجلی
پانی کی مدد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ پانی کہاں سے آتا ہے پھر وہی بات کہ یہ

سمندر سے آتا ہے اور سمندر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنا ہوا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہ محلہ نصیر آباد اور گرین ویو کالونی میں سب سے پہلے کون سا مکان تعمیر کیا گیا تھا یہ اس کے مکین بھی نہیں جانتے ہوں گے اس کالونی میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا۔ سب سے پہلے کون فوت ہوا۔ کسی کو اس کا علم نہیں ہے لیکن یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے کہ کائنات میں سب سے پہلے کون پیدا کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس نور کے پرتو سے کائنات بن گئی۔ فرش بن گیا، عرش بن گیا، زمین بن گئی، سمندر بن گئے، انسان بن گئے، جن بن گئے، فرشتے بن گئے، جنت بن گئی، دوزخ بن گئی، حتیٰ کہ تمہارے اعمال اور تمہاری نجات بن گئی۔ نجات صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے نجات صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں نہیں جاسکے گا۔ جو کوئی بھی جنت میں جائے گا وہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہی جائے گا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو سمجھنے کا ایک نہایت ہی آسان طریقہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام حسن جو تخلیق فرمایا گیا اس کا 9/10 حصہ عطا کیا گیا ہے۔ کیا یہ سن کر آپ کوئی فرق محسوس ہوا ہے کہ نہیں۔

ہمیں تو کچھ بھی احساس نہیں ہوا کہ فرمان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطلب کیا ہے ہاں جو عاشق ہوتے ہیں وہ محسوس کرتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرق محسوس کیا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 9/10 حسن تو حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا اور باقی 1/10 پوری کائنات میں تقسیم کیا گیا ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی 1/10 میں ہی ہیں۔ مجھے یہ کوارا نہیں ہے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم اپنا دل چھوٹا نہ کرو۔ میں نہ تو 9/10 میں ہوں اور نہ ہی 1/10 میں ہوں میرے حسن کا جب صدقہ اترتا ہے تو اس سے حسن یوسف بنتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی جنت سے نکال کر زمین پر اتار دیئے گئے۔ آپ تین سو نو سال روتے رہے۔ بچے بھی کرتے رہے۔ دعائیں کرتے رہے۔ معافی مانگتے رہے لیکن معافی نہیں ملی بخشش نہیں ہوئی۔ آنسو بہاتے رہے اور اتنے آنسو بہائے کہ جتنے تمام رونے والے بہائیں گے لیکن پھر بھی معافی نہیں ملی۔ لوگ کہتے ہیں کہ مدامت کا ایک آنسو جہنم میں گر جائے تو جہنم کی آگ بھی بجھ جائے۔ لیکن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے تو وہ بجھی نہیں ہے۔ پھر آپ کے آنسوؤں سے کس طرح بجھ جائے گی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا کہتے رہے۔ جیل رحمت پر تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آ گیا فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام آپ بہت روئے ہیں بڑی گریہ زاری کی ہے۔ بڑی ہمت کی ہے۔ بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن تیری لغزش معاف نہیں ہوئی۔ لیکن تو ایک فقرہ پڑھ اس فقرے کا وسیلہ پکڑ تو تیری بخشش ابھی ہو جاتی ہے عرض کیا کہ یا اللہ آپ بتا دیں کہ وہ کون سا فقرہ ہے۔ فرمایا کہ وہ فقرہ صرف یہ

ہے کہ یا اللہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے مجھے بخش دے۔ جونہی حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فقرہ عرض کیا تو اسی لمحہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بخشش ہو گئی۔ حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہما بھی جیل رحمت پر پہنچ گئیں دونوں کی ملاقات ہو گئی اور اسی نام کے صدقے انہیں دوبارہ جنت میں داخل کر دیا گیا تمہیں بھی اگر بخشش اور معافی ملتی ہے تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہی ملتی ہے شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے تیرے بندوں کو آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر ہر طرف سے آ کر ورغلا نا ہے آپ مجھے یہ طاقت عطا فرما دیں کہ میں ان کو ورغلا سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو جو بھی طاقت لینا چاہتا ہے وہ میں تمہیں عطا کرتا ہوں عرض کیا کہ مجھے یہ تصرف حاصل ہو جائے کہ میں ان کے دل میں بیٹھ جاؤں۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں یہ بھی تصرف ہو گا اور یہی شیطان آج لوگوں کے دل میں بیٹھا ہوا ہے۔ عرض کی کہ یا اللہ مجھے طاقت عطا فرما دے کہ میں ان کے جسم میں خون کی طرح گردش کروں۔ فرمایا یہ بھی تمہیں عطا کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا اللہ مجھے یہ طاقت عطا کر دے کہ میں ان کی آنکھوں میں بس جاؤں میں ان کی سوچ اور فکر میں بھی داخل ہو جاؤں میں ان کے کانوں میں بھی رس جاؤں۔ میں ان کے ہاتھوں کو اپنے کنٹرول میں کر لوں فرمایا کہ تو جو چاہے تصرف حاصل کر لے میں تمہیں یہ تمام طاقتیں عطا کرتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو علم ہوا کہ شیطان نے تمام تصرفات حاصل کر لئے ہیں تو عرض کیا کہ یا اللہ ہم اب کیا تبلیغ کریں گے کہ اور ہماری تبلیغ کا کیا اثر ہو گا کون ہماری بات سنے گا کون ہمارے پیچھے لگے گا دل میں شیطان ہے خون میں وہ ہے۔ آنکھوں کا نوں پر اس کا قبضہ ہے جسم

پر اس کا حکم چل رہا ہے ہاتھ پاؤں اس کے اشارے پر کام کر رہے ہیں۔ ہم اگر کسی کو نیکی کا راستہ بتا بھی دیں گے تو اسی لمحے اس کو بھلا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام میں نے اس کو کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ یا اللہ یہ کس طرح سے ہے فرمایا کہ کوئی کتنے بھی گناہ کر لے گا اور پھر جب یہ کہہ دے گا یا اللہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مجھے بخش دے تو میں اس کی بخشش فرما دوں گا۔ آؤ ہم بھی اسی نام کا سہارا لیں۔ اسی نام کے صدقے بگڑے کام سنور جاتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک شعر پڑھا گیا ہے۔

شمع عشق نبی کی دل میں فروزاں کر لو
ورنہ قبر میں جہنم کا ٹھکانہ ہو گا

اے لوگو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو دل میں سجالو۔ یہ شعر یہ تجویز کر رہا ہے خاکی صاحب ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ اے لوگو دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت بجالاؤ ورنہ تمہاری قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے حاصل کروں۔ جب تک محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل میں نہ آئے ایمان ہی نصیب نہیں ہوتا۔ اور اگر محبت نہ آئی تو پھر شعر کہہ رہا ہے کہ قبر جہنم کا ٹھکانہ بن جائے گی۔ محبت اگر لینا چاہو تو یہ کہاں سے ملے گی کوئی دکان کوئی بازار پاکستان میں یا دنیا میں کہیں ہے کہ جہاں سے یہ محبت مل سکتی ہو۔ ایک یہودی لڑکا تھا۔ اس کا باپ بہت امیر تھا اور یہ اس کا اکلوتا بیٹا تھا۔ بیٹے نے جب ذرا ہوش سنبھالی تو باپ نے اسے اپنے تمام خزانے دکھائے۔ سونا، چاندی، ہیرے جو اہرات نقدی سب کچھ اس کو دکھا

دیا اور ایک بند ڈبیہ بھی دکھا دی اور کہا کہ بیٹا کچھ بھی ہو جائے تم نے یہ ڈبیہ کھوئی نہیں ہے۔ جب اس کے کھولنے کا وقت آئے گا تو میں خود ہی تمہیں یہ دکھاؤں گا۔ یہ تمام تر خزانے میرے بعد تمہاری ملکیت ہی میں ہوں گے۔ اس بیٹے کو بڑی جستجو ہوئی کہ ابا جان نے مجھ سے کوئی پردہ نہیں رکھا۔ ہر قیمتی سے قیمتی چیز مجھے دکھائی ہے لیکن اس ڈبیہ کو کھولنے سے منع فرمایا ہے آخر اس ڈبیہ میں کیا چیز ہے۔ وہ اس تاک میں رہا کہ اس ڈبیہ کو کھول کر دیکھوں۔ ایک روز اس کا والد سفر پر گیا تو اسے موقع مل گیا اس نے وہ ڈبیہ کھول لی تو اس میں لکھا ہوا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سے یہ بہت اچھا لگا۔ اس نے کلمہ شریف پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے والد صاحب سفر سے واپس آئے تو خاص کر اس ڈبیہ سے متعلق پوچھا بیٹے نے کہا کہ جو کچھ ڈبیہ میں تھا وہ میں نے دیکھ لیا ہے میں اس پر ایمان بھی لے آیا ہوں اس کو قبول بھی کر لیا ہے اور مسلمان بھی ہو گیا ہوں باپ کو بہت غصہ آیا اس نے اس کو بہت مارا میا اور اپنے ملازموں سے کہا کہ اس کو باہر کھیتوں میں لے جاؤ اس سے خوب محنت مشقت والا کام لو اگر نہ کرے تو اس کی خوب مرمت کرو۔ مارو پیٹو تاکہ یہ واپس اپنے مذہب پر ہی آ جائے دن کو خوب کام لو اور ساری رات باندھ کر رکھو جب تک یہ مسلمانوں کا کلمہ پڑھنا ترک نہ کرے اس کو واپس نہیں لانا۔ اس کو میری نظروں سے دور رکھو اور ابھی لے جاؤ میں اس کی شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ ملازم اسے زمینوں پر لے گئے اس سے خوب کام بھی لیا اور مار پیٹ بھی کی۔ رات کو باندھے رکھے تھے۔ ایک ایسی رات آئی کہ جو بیڑیاں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں وہ ساری از خود ہی ٹوٹ گئیں اور وہ بیٹا آزاد ہو گیا۔ اسی نوے میل

دور تھا وہاں سے جو نبی بھاگا تو چند منٹوں میں مدینہ شریف پہنچ گیا پیدل سفر بھی کریں تو چند رہے میں میل فی یوم کون چل سکے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عاشق آ رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت کرنے والا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اس نے بڑی مار کھائی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام سنو کوئی جب مجھ سے محبت کرتا ہے تو وہ صرف اس وقت محبت کرتا ہے کہ جب میں پہلے اس سے محبت کرتا ہوں اس لئے یہ ہے کہ محبت خود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے عطا کرتے ہیں تو پھر اس محبت کے صلہ میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت عطا نہ کریں کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے دلوں میں نیک لوگوں کی محبت سجا دیتا ہوں محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا کرتے ہیں۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی تو ایمان بھی ہوگا۔ اگر ایمان ہے تو نماز، روزہ اور نیک اعمال بھی قبول ہوں گے ورنہ یہ سب بے کار ہوگا اگر ایمان نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت نہیں ہے تو پھر سب کچھ بے کار ہے یہ تمام بہاریں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں ٹکوار لئے آ رہے ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے اور ارادہ ہے کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا ہے۔ کیا وہ ایمان لینے آ رہے تھے کیا وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیردار تھے۔ کیا یہ محبت کرنے والے

طریقے ہیں یہ تو دشمنی حاصل کرنے والے ہیں۔ وہ لٹکارتے ہوئے آرہے ہیں لوگ ڈر کے مارے گھروں میں گھس رہے ہیں ان کا راستہ روکنے والا کوئی نہیں ہے سب سمجھ رہے ہیں کہ یہ آج کوئی نہ کوئی کارنامہ کر دکھائیں گے۔ ادھر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک اٹھے ہوئے ہیں دیکھو کہ ان ہاتھوں سے کیا ملتا ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے مجھے ایک عمر عطا فرما دے اور اس کو ایسا ایمان عطا فرما کہ جس سے اسلام کو بھی عظمت ملے۔ طویل واقعہ ہے آپ نے سنا ہوا ہے اس کو مختصر کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ چند منٹوں کے بعد وہی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں کلمہ شریف پڑھ رہے ہیں۔ ایمان کس نے عطا فرمایا کس نے اس کی سوچ فکر بدلی کس نے اس کا رخ بدلا یہ سب کچھ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ جہاں سے حضرت سے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا ہے وہیں سے ہی سب کو ملتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حافظہ کوئی نہیں ہے۔ کیا حافظہ کوئی ڈاکٹر دے سکتا ہے۔ ۱.۵ کوئی نہیں دے سکتا۔ ۱.۵ جو بھی ہے وہ ایک دفعہ مل چکا ہے۔ خوراک سے انیس بیس کا فرق آ سکتا ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ میرا حافظہ بالکل نہیں ہے میں بڑے غور

سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتا ہوں جو نبی دروازہ سے باہر نکلتا ہوں بھول جاتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو اسے ہی نہ فرمایا ہے اور نہ ہی وہ آپ کو نہ کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوالی کو نہ نہیں فرمایا ہر ایک کا سوال پورا کیا ہے ہر ایک کی جھولی بھری ہے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور ”لا“ کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَ (الفضلی ۱۰) اور منگتا کو نہ جھڑکوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام منگتوں کو جھڑکنا نہیں ہے۔ جھولی بھر کر دینا ہے میں نے تیرے خزانے بھرے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دامن بھرتے جاؤ اگر خزانے لینا چاہتے ہو تو یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملنے ہیں براہ راست اللہ تعالیٰ سے نہیں ملیں گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا حافظہ اللہ تعالیٰ سے مانگو وہی حافظہ دینے والا ہے میں تمہیں حافظہ کس طرح دے دوں۔ اللہ کے علاوہ تو مجھ سے مانگ رہا ہے تو شرک کر رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگو تو یہ شرک ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ نہیں فرمایا کہ یہ شرک ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ شرک ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں شرک کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ کھیں لے آؤ۔ کیا حافظہ کبھی کھیں میں بھی بند کر کے دیا جاسکتا ہے یہ کون سی میڈیکل سائنس ہے ہاں میرا نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے چاہیں دے سکتے ہیں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیں لے آئے فرمایا بچھا دو۔ آپ نے وہ بچھا دیا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یونہی ہوا میں سے بک بھر کر کھیں پر ڈال دیئے۔

مالک کونین ہیں کو پاس کچھ رکھتے نہیں
 دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
 فرمایا کہ کھیں کو لپیٹ کر اپنے سینے سے لگا لو۔ جو نبی آپ نے وہ کھیں اپنے
 سینے سے لگایا تو اتنا حافظہ تیز ہو گیا کہ آپ نوا کھا حدیث مبارکہ کے راوی ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
 دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

جانتے ہو کہ سب سے بڑا جرنیل کون ہے یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی طرح کا کوئی جرنیل نہیں ہوا۔ جرنیلی وہ کر گئے ہیں اور طاقت کا مظاہرہ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر گئے ہیں۔ قلعہ قموص خیبر کے علاقے کا بہت مضبوط قلعہ تھا جس کا دروازہ سولہ سو من لوہے کا بنا ہوا تھا۔ نہ وہ دروازہ ٹوٹے نہ ہلے۔ سب نے زور لگایا لیکن کامیابی نہیں ہوئی نہ دروازہ کھول سکے اور نہ ہی دروازہ توڑ سکے۔ سب تھک رہے۔ باہر مسلمان مجاہدین اس قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے اور اس کے اندر مقید یہودی، بڑی بے بسی کا عالم تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں کل میں اسے جھنڈا دوں گا جو اس قلعہ کو فتح کر لے گا۔ رات ہر صحابی بجدہ میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا ہے اس لئے فتح تو ہو جانی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکل چکا

ہے کہ فتح ہو جائے گی۔ یہ وہ زبان ہے کہ ۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے کبھی کسی عہدے کی تمنا نہیں ہوئی کبھی بھی لالچ نہیں ہوا لیکن اس روز میرا بھی دل کر رہا تھا کہ صبح میرے ہاتھ ہی جھنڈا دے دیا جائے کیوں کہ فتح تو لازمی ہو جاتی ہے اس لئے فاتح خیبر کا اعزاز مجھے ہی حاصل ہو جائے۔ صبح ہوئی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو طبی طور پر معذور ہیں ان کی آنکھیں آئی ہوئی ہیں آشوب چشم ہے وہ تو فوج کی راہنمائی نہیں کر سکتے۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے۔ نظر نہیں آ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو لے آؤ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن مبارک لگایا تو دونوں آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں۔ اب بتائیے کہ وہ آنکھیں کس نے دی ہیں جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنکھیں عطا فرمائی ہیں وہی آپ کو بھی آنکھیں دیں گے۔ وہی آپ کو بھی بینائی عطا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ کوبائیں ہاتھ سے کھینچ کر دور پھینک دیا دروازہ کھل گیا۔ فتح ہو گئی۔ جب واپس آئے تو دروازہ کوبلانے کی کوشش کی لیکن دروازہ نہ ہلا۔ چالیس آدمیوں نے بیک وقت زور آزمائی کی لیکن دروازہ نہ ہل سکا۔ پھر سو آدمیوں نے اسے ہلانے کی کوشش

کی لیکن دروازہ پھر بھی نہ مل سکا فرمایا کہ یہ دروازہ آدمیوں کی طاقت سے نہیں بلکہ فرمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے۔ یہ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طاقت کا عالم ہے لیکن اس کے پیچھے اصل میں طاقت زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن مبارک لگایا اور جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تھی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے منہ میں زبان اقدس ڈال کر اپنا لعاب دہن مبارک بطور گھٹی عطا فرمایا تھا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ نے آنکھیں بند کئے رکھیں۔ آنکھیں بالکل نہیں کھولیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بچے کی پیدائش ہوئی ہے لیکن وہ نہ تو آنکھیں کھول رہا ہے اور نہ ہی منہ کھول رہا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لے گئے۔ بچے کو دیکھا تو اس نے اپنی آنکھیں بھی کھول دیں اور اپنا منہ بھی کھول دیا۔ یوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی نظر چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی پڑی یوں کہہ لیجئے کہ آپ نے یہ تعلیم ہمیں دی کہ اصل میں نظر ہوتی ہی دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ جس کی پہلی نظر چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑے وہ شیر خدا ہوتے ہیں وہ شہر علم نبی کے دروازے ہوتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ پوچھا کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کے دروازے ہیں۔ بتائیے اس وقت جبرائیل علیہ السلام کہاں ہیں آپ نے دائیں دیکھا بائیں دیکھا اوپر نیچے دیکھا پھر فرمایا کہ اس وقت جبریل نہ تو

آسمان میں ہے نہ ہی زمین میں ہے۔ لہذا اب صرف یہ بات ہے کہ یا تو جبرائیل تم ہو یا پھر میں ہو سکتا ہوں یہ نظر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کی ہوئی ہے۔ دوسری ہستی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی ساری طاقت جن کی ساری عظمت اس موئے مبارک کی وجہ سے ہے جو آپ نے اپنی ٹوپی میں سیا ہوا ہے۔ ایک محاذ جنگ پر گئے تو وہ ٹوپی گھر ہی بھول گئے جنگ میں محصور ہو گئے۔ کتنے ہی سوئل سے آواز دی کہ مدینے والی سرکار میری مدد کو آئیں میری ٹوپی گھر رہ گئی ہے میں دشمنوں میں گھر گیا ہوں۔ مدینے کے باسیوں نے آواز سن لی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے بھی وہ آواز سن لی۔ مدینے سے مجاہدین دوڑے آپ کی بیوی نے دیکھا کہ ٹوپی تو گھر رہ گئی ہے اس نے وہ ٹوپی لی کھوڑے پر سوار ہوئی اور چند منٹوں میں محاذ جنگ پر پہنچ گئی وہ ٹوپی جو نبی حضرت خالد بن ولید نے اپنے سر پر رکھی تھی ہو گئی۔ لہذا وہ فتح کس میں ہے وہ فتح میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک میں ہے۔ تمہیں بھی اگر فتح ملتی ہے تو وہ درمستطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتی ہے اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آؤ سلام پڑھتے ہیں

خطاب برہانش شاہد تنویر صاحب

07-11-09

خیرات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! شعر پڑھا گیا ہے۔

میرے پاس جو کچھ بھی ہے
وہ ہے خیرات مصطفیٰ کی

یہ میرا بھی عقیدہ ہے اور آپ کی بھی یہی دعا ہو سکتی ہے ہر بندے کا یہی
ایمان ہے۔ بندے کو کس کس چیز کی ضرورت ہے اور بندے کے پاس کیا کچھ ہے
یہ سب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ کی ہی خیرات ہے یہ اس شعر کا مطلب ہے۔
رانا صاحب کہیں گے کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے پروفیسر صاحب کہیں گے کہ
میرے پاس جو کچھ بھی ہے۔ یہ کہیں کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے۔ وہ کہیں گے کہ
میرے پاس جو کچھ بھی ہے۔ نعت خوان کہیں گے کہ ہمارے جو کچھ طرز ہے۔ شاہ
صاحب کہیں گے کہ مجھے خاندانی نسبت ہے۔ پروفیسر صاحب کہیں کہ میرے پاس
فزکس کا بڑا علم ہے۔ حسنا صاحب کہیں گے کہ میرے پاس کمپیوٹر کا علم ہے۔ عزیز
صاحب کہیں گے کہ میرے پاس فیکٹری ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہیں گے کہ میرے پاس

شفا ہے۔ کوئی اللہ کا بندہ کہے گا کہ میرے پاس بخشش ہے جنت ہے، سورج کہے گا میرے پاس روشنی ہے لیکن شعر یہ بتلا رہا ہے کہ جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا ہے۔ یہ شعر جس کسی بھی شاعر کا ہو۔ کسی بھی شعر کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب تک وہ شعر اس کا وہ مفہوم اس کا وہ مضمون زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا نہ ہوا ہو۔ جب تک وہ چیز قرآن مجید میں بیان نہ کی گئی ہو اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ ہر چیز کی بنیاد اور حقیقت اس وقت بنتی ہے۔ اس کی اصلیت اس وقت بنتی ہے جب اس کی تصدیق زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرے یا پھر کلام الہی کرے اس کے بغیر کسی کی کوئی تصدیق نہیں ہے کسی کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیا یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی قدر ہے کہ جس کسی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ میرا ہی عطا کیا ہوا ہے۔ کیا قرآن مجید نے اعلان فرمایا ہے کہ جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر شعر بھی درست ہے اگر یہ نہیں ہے تو پھر ہمارا دعویٰ ہی غلط ہے۔ مشہور حدیث شریف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰهُ يُعْطِيْ اِنَّمَا اَنَا قَائِلٌ تَعَالٰی دیتا ہے لیکن یہ تقسیم میرے ہاتھ سے ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور تقسیم میرے در سے ہی ہوتی ہے تقسیم میری عطا سے ہی ہوتی ہے۔

دیتا خدا ہے اس میں ذرہ بھی شک نہیں

دیتا ہے مگر وہ نعمتیں محمد پر وار کے

بے شک اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن

میں کہاں سے لوں۔ میں بخشش کہاں سے لوں۔ میں جنت کہاں سے لوں میں فیکٹری
کہاں سے لوں۔ میں صحت کہاں سے لوں میں زندگی کہاں سے لوں۔ میں عمل کہاں
سے لوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر چیز میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا
کر دی ہے ان سے لے لو۔ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ فکر کرنے کی کوئی بات
نہیں ہے جو کچھ بھی تیری ضرورت ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لے لو۔

زمین خواں آسمان خواں زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے، تیرا تیرا

زمین پر دستر خواں بچھا ہوا ہے آسمان پر بھی دستر خواں بچھا ہوا ہے اور
سارا زمانہ کھا رہا ہے۔ یہ کون کھلا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو کھلا رہے ہیں ان کے علاوہ اور
کون ہو سکتا ہے۔ کھانا طاہر سلیم نے پکایا ہے لیکن یہ عطا میرے نبی پاک علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی ہے جس کے بھی گھر میں کچنی ہے جب بھی کچنی ہے۔ جتنی بھی
کچنی ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا ہے۔ ”اِنَّمَا“ بے شک
میں ہی۔ ایک ”بھی“ ہوتا ہے ایک ”ہی“ ہوتا ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔ نعت
مختار بھی پڑھ سکتا ہے نعت احمد بھی پڑھ سکتا ہے۔ نعت حاجی عبدالرشید صاحب اور
ان کے ساتھی بھی پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن ”ہی“ میں فرد واحد ہی ہو سکتا ہے جیسے ایک
مثال ہے نعت صرف گڈو ہی پڑھ سکتا ہے ”ہی“ میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوتا۔
اس لئے صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دیتے ہیں اور کوئی نہیں دیتا
ہے۔ ”بھی“ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن ”ہی“ صرف نبی پاک علیہ

الصلوة والسلام کے لئے ہے۔ صرف وہی دے سکتے ہیں اور کسی کے پاس کچھ ہی نہیں۔ یا اللہ کیا قرآن مجید بھی اس کی تصدیق فرماتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں ہے میں نے تو اسے بتایا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کے پاس سب کچھ ہو۔ اگر سب کچھ ہی ان کے پاس نہ ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن نہیں سکتا۔ ہمارے نام فرضی ہیں رانا شاہد علی آپ کتنے شاہد ہیں کتنے ایسے مواقع ہیں جہاں پر آپ حاضر ہوتے ہیں علی محمد فرضی نام ہے علی کا مطلب بلند ہوتا ہے۔ میرا نام علی ہے لیکن کتنا سا بلند ہوں آپ سب سے بھی چھوٹا ہوں۔ عبدالرشید ہیں، رشید بہت نیک ہوتا ہے۔ کیا رشید صاحب آپ بہت نیک ہیں۔ اگر مگر جتنا۔ ہمارے نام فرضی ہیں لیکن نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ہے یہ خاص اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام خوبیاں اس میں جمع کر دی ہیں۔ میں نے ہر چیز انہیں عطا کر دی ہے تب جا کر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنے ہیں۔

جز محمد نیست در ارض و سماء

بہترین و مہترین انبیاء

یہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ کائنات میں حضور نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ انہی سے ہے۔

ایں صورت میں جان آکھاں

جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں

جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

یہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ اس صورت کو میں کیا کہوں۔ جان کہوں یا کہ دنیا و کائنات کی جان کہوں۔ اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ یہ رب دی شان ہیں یا یہ کہ ہر کسی کو جو شان ملی ہے وہ ان سے ہی ملی ہے۔ نعت لکھنا بھی شان ہے نعت کہنا بھی شان ہے نعت گانا بھی شان ہے یہ سب کچھ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ تقریر کرنا بھی اسی میں ہے۔ تقریر سننا اور اس پر جھومنا بھی اسی سے ہے۔ تقریر کا مزا آنا بھی ایک نعت ہے جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ محفل میں آنا بھی انہی کی وجہ سے ہے آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ (تکوثر ۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں“ اس میں کوئی شک نہ کرنا۔ بے شک ہم نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ تمہاری جو کوئی بھی ضرورت ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے اگر لینا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے لو۔ اگر وہ عطا کر دیں گے تو تیرے وارے تیار رہے ہو جائیں گے۔ اگر ان سے نہیں مانگو گے تو پھر تم اپنی بد بختی کی وجہ سے محروم رہ جاؤ گے۔ تیرا مذہب ٹھیک نہیں ہے تیرا عقیدہ درست نہیں ہے جس وجہ سے تو محروم رہ جائے گا۔ اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نواز سکتے ہیں تو پھر عمر بن ہشام کو بھی نواز سکتے تھے لیکن وہ آیا ہی نہیں۔ اس نے مانگا ہی نہیں۔ اگر وہ بھی آ جاتا تو ضرور پا جاتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بھی نہ نہیں فرماتے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ تفسیر یہ ہے کہ دنیا و کائنات میں جتنی بھی خیر ہیں وہ ساری کی ساری نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو ہی عطا کر دی گئی ہیں۔ کتنی خیر عطا فرمائی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ میں نے بے حد و بے حساب عطا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرَىٰ (طہ ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے لوگو تم یہ نہ سمجھنا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف چیزیں ہی دی ہیں بلکہ میں نے تو ان کو اپنی مرضی بھی عطا کر دی ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کی کتنی قدر و قیمت ہے اس کی کتنی Value ہے اس کی کتنی اہمیت ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا Blank Cheque ہے۔ Blank Cheque کیا ہوتا ہے اکاؤنٹ میں جو رقم ہے وہ تیری چیک پر دستخط تیرے لیکن اس میں رقم کتنی درج کرنی ہے وہ میری مرضی ہے اگر تیرے بینک بیلنس میں ایک کروڑ روپیہ ہے تو بلیٹک چیک کی Value بھی ایک کروڑ تک ہے اگر اکاؤنٹ میں دو کڑوڑ ہے تو چیک کی قدر بھی دو کڑوڑ ہے اگر اکاؤنٹ میں اربوں روپیہ ہے تو جتنی رقم بینک میں موجود ہے وہی بلیٹک چیک کی حد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بینک بیلنس ہوگا کیا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ کا بینک بیلنس ہے اس کے برابر بلیٹک چیک میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا ہے۔ آپ ذرا غور کر لو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ یہ کوشہ ہے یہ رضا ہے۔ ہم نے اپنی مرضی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دی ہے۔ ذرا اپنے چہروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھو کہ کتنے ہیں جنہوں نے اپنی مرضی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے کہ داڑھی رکھی جائے اب کتنے ہیں کہ جنہوں نے نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے مطابق عمل کیا ہوا ہے۔ اپنے چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سجائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے لیکن ہم سے تو یہ بھی نہیں ہو سکا۔ کاش ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مرضی دے دیتے ان کے رنگ میں رنگ جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مرضی اور کوثر عطا کر کے بھیجا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ عطا کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بعد میں تشریف لائے لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی اور کوثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل ہی عطا کر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو کوثر اور اللہ تعالیٰ کی مرضی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں چھپی ہوئی تھی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ فرمایا کہ کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم تسلیم نہ کرے۔ جب تک کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو نہیں مانتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو آخری اور حتمی فیصلہ تسلیم نہ کرے تو مومن نہیں بن سکتا۔ وہ بے ایمان ہے اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ کتنے عالم ہوں گے حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کل اتنی ہزار عالم ہیں۔ جتنے بھی عالم ہیں اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں اس لئے جہاں تک اللہ تعالیٰ کی خدائی ہے وہاں تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصطفائی ہے۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر نبی علیہ

الصلوة والسلام ایک ہیں تو باقی سب امتی ہیں۔ امتی کے لفظی معنی غلام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر بندہ انسان، حیوان، درندے پرندے، جمادات حیوانات، نباتات فلکیات الغرض ہر مخلوق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلام ہے۔ انسان اور جن سرکش ہوتے ہیں یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کو نہیں مانتے۔ یہ اگر مگر کرتے ہیں۔ باقی پوری کائنات کی ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کو مانتی ہے۔ اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سامنے والے درخت سے فرمادیں کہ اے درخت تو چل کر آ جا۔ تو وہ اس دیوار میں سے بھی پار ہو کر آ جائے گا کیونکہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کو ماننے والا ہے۔ ہاں بندے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کے انکاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمادیں کہ اے پتھر پانی پر تیر کر آ جا۔ تو وہ پتھر پانی پر تیرتے ہوئے حاضر خدمت ہو جائے گا۔ حالانکہ پانی پر تیرنا پتھر کی سرشت میں شامل نہیں ہے۔ اگر حکم فرمادیں کہ اے درخت اپنی جڑوں پر چل کر آ جا تو وہ بھی آ جائے گا۔ اگر حکم فرمادیں کہ اے سورج واپس لوٹ کر آ جا تو وہ سورج واپس آ جائے گا۔ اگر حکم فرما دیں کہ اے چاند ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جا تو وہ ہو جائے گا اگر حکم فرمادیں کہ اے چاند جڑ جا تو وہ جڑ بھی جائے گا۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاکم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار عطا فرمایا ہے۔ اے سورج تمہاری روشنی کہاں سے آئی۔ اے چاند تمہیں کس نے منور کر دیا ہے۔ اے سمندر تو نے

پانی کہاں سے لیا ہے۔ اے جنت تجھ میں حوریں کہاں سے آئی ہیں۔ جنت تمہاری یہ بہاریں کہاں سے آئی ہیں۔ اے عرش تو کس طرح سے بنا ہے۔ اے فرش تو کہاں سے بنا ہے۔ اے ملائکہ اے جبرائیل علیہ السلام آپ کس طرح سے بنے ہیں۔ انسان نہ مانے تو اس کی مرضی لیکن ہم ان سے تو پوچھ سکتے ہیں جو سر تسلیم خم کئے بیٹھے ہیں۔ ہم تو انکاری ہیں۔ فرعون آیا تو خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ نرود آیا تو خدا بن بیٹھا۔ ڈارون آیا تو اس نے اپنی تھیوری پیش کر دی وہ تخلیق انسان کا انکاری ہو گیا کوئی اور آیا تو اس نے اپنی تھیوری پیش کر دی کہ انسان کی تخلیق کس طرح سے ہوئی ہے۔ اے جنت تو کس طرح سے بنی ہے۔ اے آسمان تو کس طرح سے بنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا پھر اس نور کے پر تو عرش بن گئے فرش بن گئے سورج چاند ستارے فلکیات بن گئے۔ جنت بن گئی دوزخ بن گئی۔ حوریں بن گئیں۔ غلمان بن گئے جنت کی بہاریں بن گئیں۔ زمین بن گئی سمندر بن گئے ہر چیز بن گئی۔ اور ہر چیز ہی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی محتاج ہے اس لئے حاکم وہ ہیں مالک وہ ہیں پھر وہی عطا بھی کرتے ہیں اور قاسم بھی وہی ہیں۔ جس کسی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا ہے۔ اگر یہ مان لو گے تو مومن بن جاؤ گے اگر انکار کرے گا تو بے ایمان ہو جائے گا۔ فرعون نے نہیں مانا خود ہی خدا بن گیا تو آج

لعنت کا طوق اس کے گلے میں پڑا ہوا ہے شہادۃ نے نہ مانا۔ قارون نے نہ مانا۔ کہا
دولت میری ہے میں نے بنائی ہے تو آج تک اسی دولت کے بوجھ تلے مار کھا رہا
ہے زمین میں دھنس رہا ہے شیطان نے نہ مانا تو آج تک لعنتی بنا ہوا ہے۔ ساری
پھٹکار اس کے منہ پر پڑ رہی ہے۔ تیرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ تو مان کہ یہ میرے
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ تو یہ ایمان ہے۔ ایمان نہایت قیمتی
چیز ہے۔ اگر بے ایمان ہے تو خواہ ساری کائنات کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو پھر آخر
کار دوزخ میں جلے گا تو کیا حاصل ہوگا۔ ایمان دار ہونا بڑی خوش نصیبی ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان کہاں سے نصیب ہوا ہے۔ وہ ایمان لینے تو
نہیں آ رہے تھے۔ وہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے
آ رہے تھے۔ دوپہر کا وقت ہے ہاتھ میں ننگی ٹکوار ہے اور نعرے مارتے ہوئے
آ رہے ہیں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا ہے سیدھا سیدھا
307 کا مقدمہ ہے۔ ارادہ قتل ہے اور یہ ارادہ پوشیدہ بھی نہیں ہے خود ہی للکار تے
ہوئے آ رہے ہیں۔ کو انہی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ جو ارادہ ہے سب پر عیاں
ہے۔ ادھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ مبارک اٹھائے دعا فرما رہے ہیں کہ
یا اللہ دو عمروں میں سے ایک کو ایمان عطا فرما دے اور اس سے اسلام کو تقویت عطا
فرما دے۔ دوسرے ہی لمحہ وہی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھا کلمہ شریف پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمر بن
خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان کہاں سے ملا ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کی

زبان عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں طاقت عطا فرمائی ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ بِقُرْآنِهِ (۱۵۱) ”اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے۔“ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک کرتے ہیں۔ ہم ناپاک ہیں۔ کافر ناپاک ہے۔ ہندو ناپاک ہے۔ غیر مسلم ناپاک ہیں ان کو پاکیزگی اور طہارت زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتی ہے۔ علم دین بھی وہی سکھاتے ہیں۔ حکمت دانائی سائنس کو کہتے ہیں۔ ڈاکٹری بھی سائنس ہے انجینئرنگ بھی سائنس ہے۔ جہاز سازی بھی سائنس ہے۔ ایٹم بم بنانا بھی سائنس ہے مکان بنانا بھی سائنس ہے شیشہ سازی بھی سائنس ہے۔ یہ پیکیٹر اور یہ ٹیپ ریکاڈر بنانا بھی سائنس ہے اور یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سکھاتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ کا ہی کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہادی ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔ بالکل درست ہے لیکن جس جنت اور دوزخ کی چابیاں مجھے عطا کر دی گئی ہیں۔ ہر سیاہ و سفید کی چابیاں مجھے مل گئی ہیں۔ میری حکومت آسمانوں پر بھی ہے اور میری حکومت زمینوں پر بھی ہے۔ میرے دو وزیر آسمانوں پر ہیں اور دو وزیر زمین پر ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آسمانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اِنِّیْ مَلِكٌ مَّا شِئْتَ مِنْهُ سَ مَا لَكَ لَوْ جِئْتَ بِرَاوِلٍ چاہے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے۔ یہ صرف وہی کہہ سکتا ہے کہ جو ہر چیز دینے پر قادر ہو۔

رانا صاحب کیا آپ ہر چیز دے سکتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کیا آپ ہر مضمون پڑھا سکتے ہیں۔ کیا کوئی نعت خوان ہر نعت پڑھ سکتا ہے۔ لوہرا صاحب سے میں نے کہا ہے کہ آج اپنے ہاں محفل کرو۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ آج تو میں نہیں کر سکتا پھر کبھی اگلے ماہ کروں گا۔ ہم ہر چیز دینے پر قادر نہیں ہیں۔ مجھ سے بھی اگر کوئی پوچھے گا تو میں بھی انکار کروں گا کہ میں یہ نہیں کر سکتا۔ میں وہ نہیں کر سکتا۔ طاہر سلیم آپ انکم ٹیکس سے متعلق تو مشورہ دے سکتے ہیں لیکن کیا آپ فارسی پڑھا سکیں گے کیا آپ حکمت سکھا سکتے ہیں۔ کیا آپ ڈاکٹری پڑھا سکتے ہیں۔ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ بس صرف ایک ہی شعبہ ہے کہ جس میں انہیں دسترس حاصل ہے اور وہ بھی مکمل طور پر نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص اپنے ہنر میں کامل اور اکمل نہیں ہو سکتا۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مانگ جو تیرا جی چاہے میں وہ تمہیں دے سکتا ہوں۔ حسنات صاحب بیٹھے ہیں کیا آپ تمام بچوں کو پاس کر سکتے ہیں۔ نہیں کر سکتے کہ ان کے بچوں کے پرچے کیمبرج والے چیک کرتے ہیں۔ نتیجہ پاس یا فیل ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ حسنات صاحب تو صرف بچوں کو امتحان کی تیاری کرا سکتے ہیں۔ ہم میں کوئی بھی ہر چیز نہیں دے سکتا۔ صدر محترم بھی ہر چیز نہیں دے سکتے لیکن صرف ایک ہستی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے کہ جو ہر چیز عطا کرتی ہے۔ اب ذرا دیکھیں کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا مانگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنت میں اس مقام پر رہنا چاہتا ہوں کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے میں جس طرح سے اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور خدمت میں رہتا ہوں اسی طرح سے ہی آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی رفاقت جنت میں چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا خاتمہ بالآخر ہوگا۔ قبر کا حساب ٹھیک ہوگا۔ میزان پر تیرا حساب کتاب درست نکلے گا۔ پس صراط سے بخیریت گزرے گا۔ پھر تمہیں جنت میں وہ درجہ ملے گا جو تیرے اعمال کے حساب سے ہوگا جنت میں تو میرے ساتھ کس طرح سے ہوگا کہ میرے اعمال کچھ اور ہیں اور تیرے اعمال کچھ اور ہیں۔ آپ میرے امتی اور غلام ہو اور میں تیرا نبی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ غلام اور آقا۔ امتی اور نبی کس طرح سے برابر ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ جو تو چاہتا ہے میں وہ تمہیں عطا کرتا ہوں۔ تو جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ مانگ لو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”اتھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد“ اس کے علاوہ میری اور کوئی حاجت نہیں ہے۔

فضل رب العلی اور کیا چاہئے

میں گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

ایک موقعہ اور بھی ایسا آیا کہ منافقین نے طعنہ زنی کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ آج جس کا جودل چاہئے مجھ سے پوچھ لے۔ جو کچھ ہو چکا ہے وہ بھی پوچھ لو جو ہو رہا ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے وہ بھی پوچھ لو میں تمہیں آج ہی بتاتا ہوں۔ جو حشر میں ہونا ہے اور جو کچھ حشر کے بعد بھی ہونا ہے سب مجھ سے آج ہی پوچھ لو۔ پوچھنا تمہارا کام ہے اور بتادینا میرا کام ہے۔ لوگوں نے اتنی راز کی بھی باتیں پوچھ لیں کہ انسان ویسے ہی حیران رہ جاتا ہے کہ اس راز کا علم

کس طرح سے ہو جاتا ہے۔ ایک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ میں حلالی نہ نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمائیں کہ میں حلالی ہوں کہ حرامی۔ یہ کتنے راز کی بات ہے۔ میاں بیوی کا راز۔ کمرے کا راز اندھیرے کا راز۔ لیف کا راز۔ پردہ کا راز نہ جانے کتنے راز ہیں۔ بعض اوقات ماں کو بھی یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا بیٹا کس سے ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ کون کس کا بیٹا ہے۔ یہ راز میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے ایک نے پوچھا کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ مرنے کے بعد جنت یا دوزخ کہاں جاؤں گا۔ فرمایا کہ تو جہنم میں جائے گا۔ ایک اور نے بھی پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ فرمایا کہ تو حرامی ہے۔ اس نے تلواریں نکالی اور اپنی ماں پر سوار ہو گیا کہ مجھے سچ بتاؤ کہ میں حلالی ہوں کہ حرامی ہوں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حرامی فرمایا ہے ماں نے کہا کہ وہ حرامی ہی ہوتے ہیں کو اپنی ماں پر تلوار کھینچ لیتے ہیں اور قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ایسے حلالی نہیں ہوتے۔ اس نے بتایا کہ تیرا باپ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں تھا میں نے کسی دوسرے شخص سے تمہیں حاصل کیا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ یہ وسعت علم ہے اور حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی بات وسعت عطا ہے۔ پھر ہم یہی کہیں گے کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ ہے عطا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ ان کے ٹکڑوں پہ میرا کام چل رہا ہے۔ صرف میرا ہی نہیں بلکہ سب کا ہی چل رہا ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم یہ تسلیم کر لیں کہ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خیرات ہی کھا رہے ہیں۔ اگر

میں کہوں کہ یہ میرا اپنا کام ہے۔ میرا علم ہے۔ میری فیکٹری ہے۔ میری حکومت ہے۔ میرا یہ ہے میرا وہ ہے تو پھر میں پھنس جاؤں گا۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو سمجھے کہ فلاں نیکی مجھ سے ہے کوئی نیکی ہو چھوٹی ہو کہ بڑی ہو اور تو یہ کہے کہ یہ نیکی مجھ سے ہوئی ہے یہی سب سے بڑا گناہ اور دھوکہ ہے اور اگر یہ سمجھو کہ یہ عطاء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو یہ اصل ہے۔ کوئی اسلام آباد سے آئے ہیں۔ کوئی لاہور سے آئے ہیں تو کیا یہ آپ خود آئے ہیں اگر کہو گے کہ ہم خود آئے ہیں تو یہی دھوکہ ہے فریب ہے کوئی اپنے آپ نہیں آتا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ پھر آنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ہمارا اس میں کیا حصہ ہے۔ ہماری تو یہ خوش قسمتی ہے کہ ہمیں بلایا بھی ہے اپنی محفل میں بٹھایا ہے اور جنتی بنا دیا ہے۔ جس کے پاس جو کچھ بھی ہے یہ عطاء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی تو سے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

بزم ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے

اگر زندگی میں حرارت ہے تو تہی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے

ہے۔ اگر ایمان ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اگر عمل ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہے۔ اس دنیا میں لوگ نہیں مانتے ہیں۔ میں میں کرتے ہیں۔ یہ فیکٹری میری ہے یہ میرے اعمال ہیں یہ میرے کمال ہیں لیکن حشر والے دن سارے کمال ختم ہو جائیں گے نیک اور بد تمام کے کمالات ختم ہو جائیں گے۔

نہ تھا میرے پاس کچھ روز محشر

نبی کا وسیلہ ہی کام آ گیا ہے

جن کے پلے میں کچھ نہیں تھا مان لیں کہ ان کو وسیلہ مل گیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ مل گیا تو بیڑہ پار ہو گیا نیک لوگوں سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا وہ از خود ہی جنت میں چلے جائیں گے۔ سب سے زیادہ عمل کرنے والی ہستی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ کورنمنٹ کے بت توڑے۔ آگ میں کود گئے۔ ملک بدر ہونا پسند فرمایا بچے کو جنگل میں چھوڑ آئے۔ ویران بیابان نہ پانی نہ کوئی خوردنوش۔ نہ سایہ نہ سہارا۔ آپ مکہ مکرمہ سے دس بارہ کلومیٹر باہر نکل آئیں تو آج بھی ویرانی ہی ویرانی ہے کوئی شے نظر نہیں آتی۔ خشک پہاڑی ٹیلے چٹیل میدان بے آب و گیاہ علاقہ ہے۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند ارحمنہ اور اس کی والدہ ماجدہ کو تنہا چھوڑ آئے یہ صرف ان کے ہی حوصلہ کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہاں چھوڑ آؤ آپ نے صرف حکم کی تعمیل کی۔ پھر حکم ہوا کہ بچے کی قربانی پیش کرو۔ آپ نے بلا پس و پیش بچے کی قربانی پیش کر دی وہ اگر ذبح نہ ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے خلوص نیت میں کوئی کمی کوتاہی نہیں۔ اور وہ خود یہ عرض کر رہے ہیں۔
 رَبَّنَا الْغَفُورُ لِي وَلِوَلَدِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِشَابُ (۴۱)
 ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو
 جس دن حساب قائم ہوگا۔“ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ ہر روز ہر
 نماز میں آپ سب بھی پڑھتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پڑھتے ہیں۔
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ
 وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَشَرِيفٌ حَضْرَتِ اِبْرٰهِيْمَ عَلِيْهِ
 السَّلَامُ پڑھا جا رہا ہے اتنا کچھ خزانہ ہونے کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام
 میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کے سامنے جھولی پھیلا کر کھڑے ہوں
 گے۔ اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری
 شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پلہ میں تھا وہ بھی نکل گیا کیونکہ وہ تو
 تھا ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ بخشش نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی شفاعت سے ہی ہوتی ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام تمام صالحین تمام گناہ
 گاروں کی شفاعت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی فرمائیں گے۔ جس کسی کو بھی
 جنت ملنی ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہی ملتی ہے۔ کوئی
 بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر جنت میں نہیں جائے گا۔

مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے انہوں نے نچوڑ نکال کر بتا دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عمل سے جنت نہیں دینی ہے اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی نہیں مل رہی ہے۔ اگر عمل کی بنا پر جنت ملتی ہوتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے اعمال کس کے پاس ہیں۔ وہ جنت میں جانے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سہارا لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے۔ فرمایا کہ میری رحمت میرا نبی رحمۃ اللعالمین ہے اسی کا نام فضل بھی ہے۔ میں نے اس سے جنت دینی ہے اسی لئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان سے جنت مل رہی ہے۔ جنت میں جانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جنت میں جانے کا واحد ذریعہ دامن شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اللہ کرے کہ یہ سب کو نصیب ہو جائے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کوڑ کے مالک ہیں۔ وہ ہر چیز کے قاسم ہیں دونوں جہاں میں جو کوئی بھی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب

17-01-10

نعت کا کرم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

جو ہوا ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا یا رسول اللہ ﷺ

معزز حاضرین! محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سرور احمد
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہیں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے وہاں حاضرین محفل
کی تعداد بہت کم تھی جس طرح سے آج ہماری اس محفل میں بہت تھوڑے سے
آئے ہیں۔ کسی نے کہہ دیا کہ کہ حضرت صاحب آپ بیان نہ فرمائیں کہ سامعین
کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ آپ کس کو سنائیں گے فرمایا کہ میں نے حاضرین کے
لئے بیان نہیں کرنا ہے بلکہ اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے
لئے بیان کرنا ہے۔ مجھے سامعین کی حاضری ہونے یا نہ ہونے سے غرض نہیں ہے مجھے
تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کی ضرورت ہے۔ ان کے راضی ہونے سے
غرض ہے اس لئے میری عرض ہے کہ جو بھی بات کرو۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے لئے ہی کرو۔ پھر اگر سامعین نہ بھی آئیں گے تو فرشتے ضرور حاضر ہو جائیں گے

پروفیسر صاحب بتائیں کہ محفل میلاد میں فرشتے آتے ہیں کہ نہیں آتے ہیں۔ جی ہاں ضرور آتے ہیں میں نے آج یہ بات کرتی ہے کہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا اہمیت ہے اس کا کیا کرم ہے۔ جب سے محفل شروع ہوئی ہے ہم نعت خوانی ہی کر رہے ہیں دو تین گھنٹے ہو چکے ہیں صرف نعت خوانی ہوئی ہے اور کوئی کام نہیں کیا ہے۔ آخر میں منقبت پڑھانی تھی تو حاجی محی الدین صاحب نے کہہ دیا کہ نعت ہی پڑھیں تو مختار صاحب نے منقبت کی بجائے نعت ہی سنائی ہے حالانکہ ان سے آخر پر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت سنا کرتے ہیں۔ نعت کی کیا اہمیت ہے۔ ہمارے ایمان میں ہمارے عمل ہے ہمارے عقیدہ میں ہماری زندگی میں نعت شریف کی کیا اہمیت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَثَلُ الْيَمِينِ حَمَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْجَمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔ کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات جھٹلائیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو میں نے توریت دی پھر انہوں نے اس کا بھارت نہیں اٹھایا ان کی مثال گدھے کی ہے کہ جو اپنی پیٹھ پر کتابیں لئے پھرتا ہے اور یہ کیا بُری مثال ہے ان کی کہ جنہوں نے آیات جھٹلائیں۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔ انہوں نے کون سی آیات جھٹلائیں ان سے متعلق علماء کرام فرماتے ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ انہوں نے توریت سے نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت چھپا دی۔ منادی تو پھر پیچھے صرف بوجھ رہ گیا اور

اس کو اٹھانے والے صرف گدھے رہ گئے۔ تو ریت الہامی کتاب ہے اس کا پڑھنا ثواب اس کا پڑھنا بخشش لیکن جب اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئی تو پھر پیچھے بوجھ رہ گیا اور اس کو اٹھانے والے گدھے رہ گئے۔ جس طرح سے گدھے پر کہ خواہ سو کتابیں لاد دیں اس کو ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا وہ اس کے لئے بوجھ ہی ہوتا ہے ان کتابوں کے اندر جو کچھ علم لکھا ہوا ہے اس کا گدھے کو کچھ فائدہ نہیں ملتا۔ اسی طرح سے اہل کتاب تو ریت والوں کو بھی کچھ فائدہ نہ رہا۔ الہامی کتب میں بھی فائدہ دینے والی چیز نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اگر نعت ہے تو سب کچھ ہے اور اگر نعت نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے ابھی حال میں ہی گزرنے والی رات لیلة القدر بہت اہتمام کیا بڑے شوق و ذوق سے اس کو منایا ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں اس میں حضرت جبرائیل علیہ بھی اترتے ہیں اس میں سلامتی ہوتی ہے اس میں سلام آتا ہے جس کو یہ رات میسر ہو جائے جس کو یہ رات مل جائے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اس کو جنت عطا ہو جاتی ہے یہ لیلة القدر کے انعامات ہیں یہ رات بندے کو قدر والا بنا دیتی ہے لیکن یہ سمجھیں کہ اس رات کو قدر والی رات کس نے بنایا ہے۔ یہ قرآن مجید کا نزول ہے لیکن قرآن میں اصل چیز کون سی ہے وہ نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اس میں سے اگر نعت کو نکال دیں تو پھر پیچھے بوجھ ہی رہ جائے گا۔ وہ تمام فرقے جن میں نعت نہیں ہے اس کے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ بیشر (72) ہیں اور سارے کے سارے

جہنمی ہیں۔ وہ نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں پڑھتے ہیں ان کی کوئی چیز قبول نہیں ہے۔ اعمال کو قبول کرانے والی چیز نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر نعت شریف ہے تو لیلة القدر بھی ہے کیا آپ ابھی لیلة القدر بتانا چاہتے ہیں پہلی لیلة القدر تو اب گزر چکی ہے پھر سال بعد آئے گی اور اسے تلاش بھی کرنا ہو گا وہ تمہیں ملتی بھی ہے کہ نہیں ملتی ہے۔ کبھی طاق راتوں میں آتی ہے کبھی دوسری راتوں میں آ جاتی ہے زیادہ اغلب یہ ہے کہ وہ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے۔ اکیسویں، بیسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا ائیسویں میں ہوتی ہے۔ کبھی ملتی ہی نہیں ہے۔ کیا ابھی اسی وقت لیلة القدر چاہتے ہو۔ لیلة القدر میں فرشتے اترتے ہیں۔ روح الامین اترتے ہیں اس میں سلامتی اترتی ہے۔ اگر اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت شریف پڑھی جائے تو کیا کچھ اترتا ہے حدیث شریف بیان فرماتی ہے کہ جہاں نعت مصطفیٰ، ذکر مصطفیٰ، درود مصطفیٰ ہوتا ہے اس میں فرشتے اتر آتے ہیں اور ساری محفل کو گھیر لیتے ہیں زمین سے لے کر پہلے آسمان تک ساری جگہ گھیر لیتے ہیں۔ محفل سے نور نکلتا ہے۔ اس سے خوشبو نکلتی ہے۔ اس میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آتے ہیں۔ اس میں اولیاء اللہ بھی آ جاتے ہیں اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین بھی تشریف لے آتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام بھی آ جاتے ہیں۔ غوث، قطب ابدال آ جاتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی قدرت کے ساتھ آ جاتے ہیں اگر نعت نہ ہو تو ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں اترتی۔ آپ اللہ اللہ کریں آپ یاقیوم کہتے رہیں پھر بھی کوئی چیز نہیں اترتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہاں میرا ذکر ہو اور میرے حبیب

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ ہوتا میں اپنا ذکر بھی قبول نہیں کرتا جو شخص میرا ذکر تو کرے
لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرے تو اس شخص کا جنت میں حصہ
نہیں ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی میرا ذکر نہ کرے لیکن
میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے نعت شریف پڑھے فرمایا کہ وہ بھی
میرا ہی ذکر ہے۔ ذکر کو ذکر بنانے والی چیز نعت مصطفیٰ ہے۔ محفل میلاد میں جو
فرشتے اترتے ہیں وہ محفل کے اختتام پر بارگاہ عالیہ میں پیش ہوتے ہیں اور عرض
کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم فلاں محفل سے آ رہے ہیں۔ طاہر سلیم کے گھر سے آئے
ہیں وہاں محفل میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھی۔ یہ ایک طویل حدیث پاک ہے
جس کے آخر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے
اس محفل میں شریک ہونے والوں کو بخش دیا ہے جس طرح سے لیلۃ القلث میں
سلامتی ہوتی ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ اس محفل میں شریک ہونے والوں پر
سلامتی بھیج رہا ہے جتنے بھی حاضر ہو گئے ہیں سب بخش دئے گئے ہیں فرشتے عرض
کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک بندہ تو اپنی کسی غرض سے آ گیا تھا۔ وہ محفل کی غرض سے
نہیں آیا تھا۔ وہ نعت شریف سننے کے لئے نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ کوئی کس غرض سے آیا ہے۔ جنتی لوگوں کے
پاس بیٹھنے والا بھی شقی نہیں رہتا۔ دوزخی نہیں رہتا بلکہ جنتی بن کر گھر جاتا ہے یہ
نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ روزہ بھی ہے۔ حج اور زکوٰۃ بھی ہے
اگر نعت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ جس طرح سے تو ریت سے نعت نکل گئی تو
پیچھے مٹھن بوجھ رہ گیا اور اس کو اٹھانے والے گدھے رہ گئے۔ جب قرآن مجید

سے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت منادی جاتی ہے تفاسیر سے منادی جاتی ہے۔ آیات مبارکہ کا ترجمہ غلط کرنے سے عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام منادی جاتی ہے۔ تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے۔ سورۃ فتح میں ہے۔ يَغْفِرْ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَلَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا كُنْتَ تَعْلَمُ تا کہ اللہ تمہارے سب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“ اس آیت کا ترجمہ وہ لوگ کہ جن میں نعت نہیں ہے وہ کسی اور طرح سے کرتے ہیں اور جن میں نعت ہے وہ ترجمہ کسی اور طرح سے کرتے ہیں۔ جن میں نعت نہیں ہے وہ ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گناہ کئے ہیں۔ نبی معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو امام الانبیاء ہیں۔ ان سے کون سے گناہ ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے ہیں۔ اور جو نعت والے ہیں وہ کیا ترجمہ کرتے ہیں ذرا غور سے سنیں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تیرے وسیلے والے سارے بخش دیئے ہیں۔ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے واسطے والے تیری نعت شریف پڑھنے والے سارے اگلے اور سارے پچھلے میں نے معاف کر دیئے ہیں۔ یہ نعت شریف کا اثر ہے اور نعت شریف سے متعلق حدیث شریف کیا بیان فرماتی ہے۔ یہ میں نے بارہا دفعہ بیان کیا ہے اور دل چاہتا ہے کہ پھر بھی بیان کیا جائے پروفیسر صاحب تو یہی کہیں گے کہ یہ بات تو سو دفعہ ہو چکی ہے بار بار اسے نہ دہرایا جائے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ خواہ سو

دفعہ ہی سن چکے ہیں لیکن اگر اس سے ہماری بخشش ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے۔
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب نعت شریف کی محفل ہوتی ہے تو اس
 میں اگر ایک ایسا بندہ بھی حاضر ہو جائے جس پر بیس لاکھ بری محفلوں میں شریک
 ہونے کے گناہ ہیں۔ بیس لاکھ بری محافل میں شمولیت کے گناہ اس کے سر پر ہیں تو
 اس ایک محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جانے سے اس کے سب
 گناہ معاف ہو جاتے ہیں بیس لاکھ بری محافل کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔
 اور فرمایا کہ جب ہم محافل میں آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں جب محفل میں
 ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے نعت شریف پڑھی جاتی ہے تو سارے
 گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں اور پھر یہ فرمایا کہ جنت بہت دور ہے پرو فیسر
 صاحب نے حساب لگایا ہے کہ اگر کوئی بندہ اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی
 رفتار سے پرواز کرے اور مسلسل تیس لاکھ سال تک ایک ہی سمت میں پرواز کرتا
 رہے تو جنت کے دروازہ پر پہنچ جائے گا جنت کے اندر نہیں آئے گا لیکن جب نعت
 پڑھی شریف پڑھی جاتی ہے تو جنت چل کر تمہارے قدموں میں آ جاتی ہے۔ تمہیں
 اتنی پرواز کرنے کی ضرورت نہیں جنت خود چل کر آ جاتی ہے حضور نبی کریم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ جب تم جنت کی کیاریوں میں جاتے
 ہو تو وہاں جنت کا پھل کھایا کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاری
 کہاں ہے فرمایا کہ جس جگہ اللہ اور میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی
 ہے لہذا آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں جنت میں ہے اور آپ کو یہاں کس چیز نے
 بٹھایا ہے۔ نعت شریف نے بٹھایا ہے۔ نعت خواں نے تو نعت پڑھی ہے ہم نے

صرف سنی ہے یہ نعت کا کرم ہے۔

سو کھلیں گے اس کیلئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گئی

نعت شریف پڑھی نہیں ہے۔ نعت شریف پڑھنے والے کا مرتبہ تو بہت بلند

ہے۔ پھر اس سے بھی زیادہ انعام یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

جنت تو کوئی چیز ہے ہی نہیں اصل تو یہ ہے کہ

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مدینہ منورہ پر تمام جنتیں قربان ہو جاتی ہیں اور محفل شروع ہوتی ہے تو نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پوری کی پوری محفل میری قبر اقدس میں

ہوتی ہے۔ میں تمام شعر کا محفل کو پہچان رہا ہوتا ہوں ان کے نام اور ان کے والد

کے نام اور ان کی ذات کو بھی جانتا ہوتا ہوں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیری

اور میری پہچان کس نے کرائی ہے۔ ہماری کیا حیثیت ہے ہمیں تو ایس پی بھی نہیں

جانتا۔ ایس ایچ او بھی نہیں جانتا بلکہ پٹواری بھی نہیں جانتا ہے لیکن نعت کا کتنا کرم

ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں جانتے ہیں۔ ضرور جانتے ہیں بڑی مشہور

حدیث شریف ہے اور جلی حروف میں لکھوا کر آستانہ عالیہ پر آویزاں کی ہوئی

ہے۔ تمہارے علم کے لئے لکھوائی گئی ہے آپ ضرور پڑھا کریں اور اس پر غور کیا

کریں کہ جب کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی قبر اقدس میں ہوتا ہے۔ کیا آپ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا گھر دیکھنا

چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم درود شریف اور نعت شریف پڑھا کر تو تم مرنے سے قبل جنت میں اپنا گھر دیکھ لو گے کیا اس سے بڑھ کر کوئی انعام ہے۔ یہ مقام یہ انعام کس نے دیا ہے۔ یہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے دوسرے فرقوں والے کہتے ہیں کہ نعت پڑھنا بدعت ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں نہیں تھی۔ بعد کی پیداوار ہے۔ نئی چیز ہے، نئی اختراع ہے، فضول ہے۔ وہ یوں ڈراتے ہیں کہ ہر بدعت ضلالت ہے اور ضلالت جہنم میں لے جاتی ہے۔ ان کے مسلک میں نعت پڑھنے والا جہنمی ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعت عطا ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمائیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد نبوی کا ممبر شریف نکال کر باہر صحن میں رکھ دو۔ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف فرما ہو گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی بیٹھ گئے عشرہ مبشرہ بھی بیٹھ گئے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ممبر شریف کے اوپر بیٹھ جاؤ اور وہ نعت سناؤ۔ جو نعت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھی وہ پروفیسر صاحب کو یاد ہے وہ لکھ لیں گے جو اس طرح سے ہے کہ

وَ أَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي
وَ أَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْيَسَاءَ
خُلِفْتُ مَبْرُوءٌ مِنْ كُلِّ غَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِفْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کی ماں نے جنا نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک اور منزہ پیدا کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے پیدا فرمایا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی کیا یہ نعت شریف نہیں ہے۔ یہ نعت شریف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پڑھی گئی ہے یہ بدعت کس طرح سے ہوئی۔ اس طرح سے ہم بدعتی ہوئے یا نعت شریف سے منع کرنے والے نعت شریف کو بدعت کہنے والے بدعتی ہوئے۔ نعت سننا سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور جو سنت نبی کو مٹانا ہے وہ تو بدعتی سے بھی بڑھ کر ہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت پڑھ رہا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نعت شریف سن رہے ہیں۔ لہذا نعت شریف پڑھنا نعت شریف سننا بدعت نہیں ہے۔ سارا قرآن ہی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حشر کے دن کیا ہوگا۔ صرف دو کام ہوں گے۔ پہلا کام تو یہ ہے کہ ساری مخلوق حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی شفاعت کرانے کے لئے تلاش کرے گی۔ جو آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے انکاری ہیں وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کریں گے۔ عرصہ دراز کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخر لوگ تلاش کر لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شفاعت کے لئے عرض کریں گے۔ دوسرا کام یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمام لوگ بیٹھ جائیں اور میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمہیں نعت سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حشر کے دن اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھنی ہے اور

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنی ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

ورنہ حساب کتاب تو ایک چنگی بجانے کے وقت میں ہی مکمل ہو جائے

گا۔ اس کے لئے کوئی وقت نہیں لگے گا۔ سارا وقت کہاں صرف ہوگا کہ یا تو یہ کہ

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفاعت کے لئے ڈھونڈیں یا پھر نبی پاک علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے گیت گاؤ۔ پھر حکم ہوگا کہ تمام لوگ کھڑے ہو جاؤ اور میرے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سلام پڑھو۔ لوگ سلام کے لئے کھڑے ہو

جائیں گے تو رحمت کی بارش شروع ہو جائے گی۔ سلام پڑھنے والوں کے وارے

نیارے ہو جائیں گے۔

خالد یہ تصدیق ہے فقط نعت کا ورنہ

محشر میں تیرے وارے نیارے نہیں ہوتے

صرف نعت، درود و سلام کی وجہ سے ہی وارے نیارے ہوں گے اور

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ میں نے محشر میں خود سلام پڑھنا ہے۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اجازت عطا ہو گئی ہے۔ میں نے حشر کے روز

سلام پڑھنا ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔ اور یہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے

پڑھوانا ہے۔ سلام کے دوران رحمت کی بارش برسی رہے گی کچھ لوگ ہوں گے جو

اٹھ نہیں سکیں گے۔ کھڑے نہیں ہو سکیں گے ان کے گھٹنوں میں کیل لگا دئے جائیں گے وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمیں بھی اٹھنے کی طاقت عطا فرما دے تاکہ اس برستی ہوئی رحمت میں سے ہمیں بھی حصہ مل جائے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اب کھڑے ہو جانا صرف ان کے حصہ میں آئے گا جو دنیا میں کھڑے ہو کر سلام پڑھا کرتے تھے۔ آج صرف انہیں ہی انعام ملے گا وہی انعام کے مستحق ہیں۔ ان کے علاوہ اور کسی کو انعام نہیں ملے گا۔ حضرات یہ نعت کا کرم ہے کہ اس کے بغیر نہ تو کوئی اسلام ہے اور نہ ہی کوئی ایمان ہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمام سادات کے جد امجد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ سنی اور مومن کی پہچان نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کوئی پہچان نہیں ہے۔ ٹوپی داڑھی ہر فرقہ میں ہے کلمہ نماز روزہ بھی ہر فرقہ میں ہے۔ کلمہ منافق بھی پڑھتا ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ سب کچھ کرتا ہے۔ حفظ، تفسیر، حدیث تمام فرقوں میں ہے یہ تمام اعمال منافق اور مومن دونوں میں موجود ہیں تو پھر ایک مومن ہے دوسرا منافق ہے یہ ایسا کیوں ہے۔ ان میں فرق کیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ جب نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے تو منافق اس کا انکاری ہو جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ میں نے نہیں پڑھتا ہے یہ بدعت ہے لیکن مومن سنی یہ پڑھ کر جنتی بن جاتا ہے مومن اور منافق میں فرق کرنے والی چیز نماز نہیں ہے یہ دونوں میں ہے میں نماز کی نفی نہیں کر رہا ہوں۔ مومن اور منافق میں نماز مشترک ہے۔ لیکن منافق نعت اور درود شریف نہیں پڑھتا جب کہ مومن یہ دونوں کرتا ہے۔ نعت بھی پڑھتا ہے اور درود شریف بھی پڑھتا ہے۔ لہذا بیڑہ پار کرنے والی

چیز نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ صرف سنیوں میں ہے اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی نعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حالانکہ ہم جو نعت شریف پڑھتے ہیں وہ نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق نہیں ہے۔

مَا اِنْ مَلَحْتَ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي
وَلَكِنْ مَلَحْتَ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

تم اپنی باتوں سے اشعار سے یا تقریروں سے نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت نہیں پڑھ سکتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی پڑھ سکتا ہے۔ جس کو نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا علم ہے۔ تو ہماری نعت جو مختصر ہے Sub-Standard ہے یا اس میں خامی ہے یہ صرف اس لئے قبول ہو جاتی ہے کہ اس سے بہتر ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے کوئی نعت نہیں ہے اگر ہوتی تو ہم ضرور پیش کرتے ہم معذور ہیں۔ ہمارا علم محدود ہے اس لئے نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری ہر نعت کو قبول فرما لیتے ہیں اصل نعت شریف تو اللہ تعالیٰ نے روز محشر پڑھنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اصل حمد نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کریں گے۔ اور آخری کاروائی سلام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعت شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔

خدا خود ثنا خواں ہے سوہنے نبی دا
جے نہ منے حاکم تے آیتوں دساں
جے رب مصطفیٰ دا ثنا خواں نہ ہوندا
قرآن دا کوئی سپارہ نہ ہوندا

قرآن پاک کے ہر پارہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ہے۔
 سورۃ الفتحی پوری کی پوری نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ فرمایا کہ اے
 میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیرے چہرے کی قسم، مجھے تیری زلفوں کی
 قسم، میں تم پر راضی ہوں، تیری ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر یہ نعت نبی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔ سورۃ الم نشرح بھی نعت نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 نعت اتنی بلند کر دی ہے کہ تمہارا تو وہاں تک خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر فرمایا لو کو سنو
 میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بلند کیوں کی ہے اللہ تعالیٰ چیلنج
 کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے کی
 ہے ہم تو پیسے لینے کیلئے نعت پڑھتے ہیں اگر کسی کو نعت کا موقع نہ ملے یا اس کی خدمت
 اس کی توقع کے مطابق نہ ہو پائے وہ پھر دوبارہ آتا ہی نہیں ہے۔ ہماری اغراض ہیں
 لیکن اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض نہیں ہے اس کی اگر کوئی غرض ہے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو راضی کرنا ہی اس کی غرض ہے۔ اگر قرآن مجید کو نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 مانو گے تو اس کا بے حد انعام ملے گا۔ کائنات میں سب سے بڑھ کر جو نعت ہے وہ ہے
 کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرَى الْفَنَاءَ (۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ
 تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو
 سنو میں نے اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی مرضی عطا ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ میں صرف ایک ہی چیز لے کر راضی ہوں گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی چیز ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر راضی ہوں گے فرمایا کہ میں اپنی اُمت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا۔ دیکھو اور غور سے سنو کہ عظمت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی لیکن وہ میرے اور تیرے کام آگئی۔ یہ نعت شریف کا کرم ہے اگر کوئی کہے کہ ایسی بات کوئی نہیں ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔ اعمال ہی کام آئیں گے تو پھر ان جیسوں کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی نفی بے ایمانی ہے۔ روزہ بہت بڑی عبادت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے کی جزا میں خود ہوں۔ باقی تمام اعمال کے ثواب ہیں لیکن روزے کا ثواب اللہ تعالیٰ خود ہیں۔ روزہ کتنا بڑا عمل ہے لیکن اگر کوئی بندہ یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں پھر وہ روزہ بھی رکھے تو اس کا روزہ کس کام کا۔ کیا اس کا روزہ قبول ہے، ہرگز نہیں ہے، وہ کون ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں۔ یہ قادیانی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے اس لئے ان کا روزہ نہیں ہے حالانکہ بھوک پیاس، مشقت بھی ہے سحری بھی کھائی ہے رات بھر جاگنے کا اہتمام کیا ہے تراویح بھی پڑھی ہے۔ قرآن بھی سنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم پر لعنت ہے لے جاؤ اپنا روزہ بھی اور تم بھی چلے جاؤ۔ تو نے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا ہے تو میں تیرے روزے کو کیا کروں۔ تو نعت نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو مانو تو میں تمہارے گناہ بھی قبول کرتا ہوں اور بخش دیتا ہوں۔ ادھر ثواب قبول نہیں ہو رہا ہے اور ادھر گناہوں سے معافی دی جا رہی ہے۔ کتنا بڑا انعام ہے۔ درود شریف اور نعت شریف ایک ہی چیز ہے اگر کوئی ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔ اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے جو اس نے کئے ہیں دس نیکیوں کا اضافہ کرتا ہے جو اس نے نہیں کی ہیں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور دس ہزار مرتبہ درود شریف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بندے کو اسی لمحہ عطا کرتے ہیں۔ میرا درود شریف بھی ناقص ہے میری نعت شریف بھی ناقص ہے، میرا عمل بھی ناقص ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مجھے دس ہزار مرتبہ درود شریف عطا کیا ہے اس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے میرا درود شریف Sub Standard ہے میرا تلفظ درست نہیں ہے۔ میں ”ص“ اور ”س“ میں فرق نہیں کر سکتا۔ باقی دوسرے اعراب سے متعلق بھی میں پورا نہیں اتر سکتا۔ میں ہر طرح سے ناقص ہوں لیکن جو درود شریف اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کر دیا ہے اس کی عظمت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ایک درود پوری کائنات میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کی بخشش ہو جائے گی لیکن ہمیں تو دس درود شریف عطا ہوئے ہیں آخری بات یہ ہے کہ آپ تمام حاضرین پورے زور سے درود شریف پڑھواتا زور سے پڑھو کہ کونج پڑ جائے ایک جاہل قسم کا بندہ تھا۔ ماجھا گا ماقسم کا تھا اس نے سن رکھا تھا کہ اپنے زور سے درود شریف پڑھا جائے تو بخشش ہو جاتی ہے وہ ایک محفل میں گیا تو اس نے اپنے زور سے درود شریف پڑھا۔ وہ جوان تھا طاقت رکھتا تھا اس کے درود شریف پڑھنے کو نچ پڑ گئی۔ وہ فوت ہو گیا تو اسے کسی صاحب

بصیرت نے جنت میں دیکھا اور پوچھا کہ تو یہاں جنت میں کس طرح سے پہنچ گیا
تیرے تو اعمال جنتیوں جیسے نہ تھے۔ اس نے کہا کہ ہاں میرے اعمال ایسے نہ تھے
کہ مجھے جنت عطا ہو جاتی لیکن میں نے درود شریف کی جو کونج ڈالی تھی وہ میرے
کام آگئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے آپ بھی درود شریف کی کونج ڈال دیا
کریں اگر آپ کی آواز بلند نہیں بھی ہو سکتی تب بھی اپنی طرف سے پورا زور لگایا
کرو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنی آواز اس سے زیادہ بلند نہیں کر سکتے لہذا وہ
تمہاری دھیمی آواز بھی قبول فرما کر جنت عطا کر دے گا۔ یہ نعت شریف کا کرم ہے
اللہ تعالیٰ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت شریف کے بغیر نہ تو ایمان ہے نہ ہی
سنی ہے۔ نہ ہی عقیدہ ہے اور نہ ہی نجات ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ قبر میں تمہارے
ساتھ کوئی رشتہ دار، دوست احباب نہیں جائیں گے۔ قبر میں تمہارے ساتھ نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف جائے گی۔ منکر نکیر آجائیں گے۔ سوال
کریں گے لیکن بندہ ان کے سوالوں کے جواب نہیں دے سکے گا وہ گھبرا جائے گا
کہ اب اس کی قبر میں جہنم کی کھڑکی کھل جائے گی۔ نکیرین بڑی مشکل اور سخت
سوال کریں گے اور اتنے رعب سے کریں گے کہ بندہ ویسے ہی پریشان ہو جائے
گا۔ ایک نہایت خوبصورت نورانی چہرے والا بندہ آجائے گا۔ وہ نکیرین سے کہے
گا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ میں اس کی مشکل آسان کرتا ہوں۔ آپ مجھ سے سوال کرو
میں جواب دیتا ہوں۔ فرشتے سوال کریں گے وہ بندہ جواب دے گا جتنے بھی
سوال ہوں گے وہ ان کے جواب دیتا جائے گا۔ فرشتے اس کو پاس کر کے جنت کی
کھڑکی کھول کر چلے جائیں گے۔ وہ بندہ بھی واپس جانے لگے گا تو میت اس کا

دامن پکڑ لے گی کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں۔ میری مشکل حل فرمائی ہے۔ مجھے جنت عطا ہوئی۔ وہ کہے گا میں تیری پڑھی ہوئی نعت اور درود شریف ہوں آج انسانی صورت میں تیری مدد کرنے کیلئے آئی ہوں۔ یہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب ”سفر آخرت اور درود شریف“ میں لکھا ہے حشر میں تمہاری امی بھی تم سے نیکیاں مانگے گی کہ بیٹا مجھے نیکی دے دے اور تو خواہ جہنم میں چلا جائے۔ لیکن تیری نعت اور درود شریف تیرا بازو پکڑ کر تمہیں پس صراط سے پار کر دے گی۔ چل صراط بال سے باریک اور نکوار سے زیادہ تیز ہے اور اتنی طویل ہے کہ ایک آدمی مسلسل پانچ سو سال بھاگتا رہے تو پس صراط کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچے گا کون اس پر سے گزر سکتا ہے۔ ایک بندہ اس پر سے گزرتے ہوئے کبھی ادھر گرے گا کبھی ادھر گرے گا۔ لڑکتا پھرے گا پھر نی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش خبری دی کہ اے میرے صحابہ خوش ہو جاؤ مجھے ایک نعت مل گئی ہے۔ رات کو یہ سماں میرے سامنے آیا کہ میرا امتی پس صراط پر ہے بڑی دشواری میں ہے۔ کبھی ادھر گرتا ہے کبھی ادھر گرتا ہے۔ بڑا پریشان ہے۔ نیچے جہنم ہے۔ وہ سخت بے قرار ہے۔ چلنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ ہی چل سکتا ہے۔ ایک بندہ آئے گا وہ اسے بازو سے پکڑ کر پار گزار دے گا۔ وہ پوچھے کہ آپ کون ہیں تو وہ بھی جواب دے گا کہ میں تیری پڑھی ہوئی نعت اور درود شریف ہوں۔ گناہ گاروں کے ساتھ قبر میں نعت اور درود شریف۔ پس صراط پر نعت اور درود شریف پھر اب بھی ہم نعت شریف نہ پڑھیں تو اور کیا کریں۔ میرے ایمان کی نشانی نعت شریف اور درود شریف ہے۔ سلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے درود

وسلام سنی ہونے کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے یا اللہ نعت مصطفیٰ زندگی میں ورد زبان ہو اور مرتے دم بھی یہی زبان پہ ہو۔

حسرتیں ناز کریں دل کا یوں ارمان نکلے
لب پہ ہو صَلَّی عَلَیْہِ مِیْرِی جَان نکلے
موت آئے تو مہکتا ہو میرے لب پہ درود
آخری وقت بھی ساتھ کمائی جائے

اور تو کوئی ہماری کمائی نہیں ہے۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی اس کتاب ”سفر آخرت اور درود مصطفیٰ“ سے مجھے یہی سبق ملا ہے کہ نجات کا اصل ذریعہ نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے آپ کہیں گے کہ نماز نجات کا ذریعہ ہے تو میں کہوں گا کہ ہاں یہ ضرور ہے لیکن یہ منافق کو کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ زکوٰۃ ہے لیکن منافق کو یہ بھی فائدہ نہیں دیتی۔ حفظ بھی ہے یہ بھی اس کو نفع نہیں دیتا۔ بس یہ محنت ہے مشقت ہے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِلَةٌ (۱) ”کام کریں مشقت جھیلیں۔“ عمل ہے لیکن ضائع ہو گیا۔ وہ ختم ہو گیا اس کا کوئی اثر نہیں ہے اس کی جڑ ہی نہیں اس کا کوئی پودا ہی نہیں اس کا کوئی پھل ہی نہیں۔ پھل صرف اسی عمل کا ہے جس کی بنیاد نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سارا اسلام اگر جسم ہے تو اس کی روح نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سارا قرآن ساری عبادات جسم ہے اس کی روح نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قبر میں صرف ایک ہی سوال ہوگا: مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اس ہستی کے بارے میں تو دنیا کیا کہا

کرتا تھا وہ کون ہستی ہے وہ میرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور تو کیا کہتا تھا مطلب یہ ہے کہ تو کون سی نعت پڑھا کرتا تھا۔ وہاں پوچھا جائے گا کہ تو کون سی نعت پڑھا کرتا تھا۔ اگر تو کہے کہ میں یٰسَاحِیسی یٰسَاحِیسی کہتا تھا تو پھر دیکھ لینا کہ تیری حرمت کس طرح سے ہوتی ہے۔ یٰسَاحِیسی یٰسَاحِیسی بڑا کلمہ ہے لیکن اس کی قبولیت کے لئے اس کے ساتھ نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ضروری ہے۔ یہ اس امر کی شرط ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ تیری کوئی دعا خواہ وہ رو کر کی جائے۔ سجدہ میں گر کر کرے، ملتزم کے ساتھ سینہ لگا کر کرے غلاف کعبہ پکڑ کر کرے وہ قبول نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے سنی ہی نہیں۔ جب تک دعا کے آگے پیچھے درود شریف نہیں ہے وہ بارگاہ عالیہ میں نہیں پہنچتی۔ بہترین دعا درود مصطفیٰ ہے۔ تو صرف درود شریف ہی پڑھا کرے تو تیرے سارے کام ہو جائیں گے۔ درود شریف کا مطلب ہے کہ یا اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت عطا فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہرت دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلیہ دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح دیدے۔ جب میں یہ کہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیدیا ہے۔ میں تیری اس دعا کی وجہ سے تیری بخشش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ یہ بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب

27-09-09

قبر والوں سے مایوس نہ ہو

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ
اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ قَدْ يَسُوءَا
مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَسُوءُ الْكُفَّارُ مِنَ أَصْحَابِ الْقُبُورِ (الممتحنة ۱۳) ”وہ
آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔“ اللہ تعالیٰ
کافر مان ہے کہ اے ایمان والو تم اہل قبور سے مایوس نہ ہو جانا جس طرح سے کفار ہو
جاتے ہیں۔ کفار اہل قبور سے مایوس ہیں یا اس لئے وہ اپنی قبور سے باہر نہیں آ سکتے
یا کہ یہ وہ انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے یا یہ کہ وہ انہیں کچھ دے نہیں سکتے یا یہ کہ وہ
ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے بہر حال کوئی بھی وجہ ہو کفار اپنے اہل قبور سے مایوس
ہیں۔ جب کوئی کافر مر گیا اور قبر میں چلا گیا تو اب اس کا دنیا سے یا دنیا والوں سے
کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور اگر دنیا والوں کا ان سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ اب وہ
تمہارا نہ کوئی فائدہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
مومنوں سے فرماتا ہے کہ تم ایسے مت ہو جاؤ۔ تم اہل قبور سے مایوس نہ ہو جاؤ وہ
اپنی قبور میں زندہ ہیں اور تمہاری مدد بھی کرتے ہیں۔ اہل قبور کس طرح سے مدد

فرماتے ہیں اس کی چند ایک مثالیں عرض کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہری وصال فرمائے ہوئے سوا دو سال کا عرصہ ہو چکا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہونے والا ہے آپ نے بوقت وصال ایک وصیت فرمائی ایک اپنی تمنا اور آرزو کا اظہار فرمایا یوں کہہ لیجئے کہ پسماندگان کو حکم فرمایا کہ فرمائش کی کہ جب میری نماز ادا کر چکو تو میری میت کو در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں یا رسول اللہ کہنا ٹھیک تھا اب وہ فوت ہو چکے ہیں اب انہیں یا رسول اللہ کہنا جائز نہیں ہے اب ”یا“ کا لفظ کہنا درست نہیں ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہو تمہارا کام بن جائے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ جنہوں نے یہ وصیت نامہ یہ پیغام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا ہے۔ جس کمرہ میں یا حجرہ شریف میں قبر اقدس ہے اس کا دروازہ بند تھا۔ کنڈی لگی ہوئی تھی تالا لگا ہوا تھا۔ اگر کوئی بندہ کمرے میں بند ہو تو کیا وہ اس دروازے کی کنڈی تالا باہر سے کھول سکے گا۔ نہیں کھول سکے گا لیکن شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں۔ ادھر درخواست کی ادھر تالا کھل گیا کنڈی کھل گئی دروازہ بھی کھل گیا۔ اور اندر سے آواز آئی دوست کو دوست کے پاس آنے

دو کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر کی جگہ عطا فرمائی ہے جی ہاں عطا فرمائی ہے تو پھر قبر والے دیتے ہیں کہ نہیں دیتے ہیں۔ یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ہے کہ نہیں ہے۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث شریف جلی حروف میں لکھوا کر لگائی گئی ہے تاکہ یہ تمہاری نظر میں رہے اس میں کیا اہمیت ہے جب ہم درود شریف پڑھتے ہیں۔ نعت شریف پڑھتے ہیں محفل مناتے ہیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ ساری کی ساری میری قبر اقدس میں ہوتی ہے۔ کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال شریف کے بعد بھی ایسا ہو گا فرمایا کہ ہاں میری امت مشرق میں ہوگی مغرب میں ہوگی لیکن جب نعت اور درود شریف پڑھیں گے تو وہ میری قبر اقدس میں میرے سامنے ہوں گے۔ میں ان کو پہچانتا ہوں گا میں ان کی بات سنوں گا۔ بات کون سن سکتا ہے دیکھ کون سکتا ہے وہی جو زندہ ہو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں ہماری بات کون رہے ہیں یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اسے آب کوثر میں نقل فرمایا ہے۔ آپ جب بھی درود شریف پڑھیں تو یہ تصور میں رکھیں کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں اور آپ کو پہچان رہے ہیں کہ یہ تمہارا نام ہے۔ یہ ولدیت ہے اور یہ قوم ہے۔ کوئی درود شریف پڑھے گا جہاں کہیں پڑھے گا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے سنیں گے۔ اور جو کوئی درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیج دیتا ہے۔ ہمارا درود شریف ناقص ہے ہمیں عربی نہیں آتی ہم ”مس“ اور ”ص“ میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔ الف اور عین میں کوئی فرق نہیں رکھتے اور اصل لفظ

کے معنی ہی بدل جاتے ہیں لیکن جو درود شریف اللہ تعالیٰ پڑھتے ہیں وہ کیسا ہوگا۔
 پھر یہ کہ ہمارے ایک بار درود شریف پڑھنے پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر
 دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں وہ درود شریف کتنا کامل اکمل اور اعلیٰ ہوگا۔
 حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پڑھا ہوا درود شریف
 پوری کائنات کو تقسیم کیا جائے تو سب کی جھولیاں بھر جائیں اور درود شریف کا
 ثواب پھر بھی باقی رہے۔ حضرات یہ اہل قہور دیتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر کس نے دی۔ وہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 دی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو معراج شریف سے واپس تشریف لائے
 تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کیا تحفہ ملا ہے فرمایا پچاس نمازیں ملی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض
 کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت زیادہ ہیں۔ میں بھی دنیا سے ہی آیا ہوں۔
 لوگ اتنی نمازیں نہیں پڑھتے ہیں۔ لوگ بہت سست ہیں کوتاہی کرتے ہیں۔
 عبادت کی طرف رجحان نہیں رکھتے۔ ذوق شوق نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 واپس تشریف لے جائیں اور نمازوں کی تعداد میں کمی کرائیں اس وقت حضرت
 موسیٰ علیہ السلام وصال فرما چکے تھے یا ابھی دنیا میں زندہ تھے وہ تمہاری طرف
 داری کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے ہیں اگر وہی پچاس نمازیں ہی روزانہ فرض
 رہیں تو کیا حال ہوتا۔ ہم سے تو پانچ پڑھی نہیں جا رہی ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں تخفیف کرائیں امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔ وہ
 زیادہ امتحان میں آجائیں گے۔ پانچ کا ہی حساب نہیں دے سکیں گے اور اگر

پچاس ہوئیں تو کیا بنتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لے گئے تو پانچ کم ہو گئیں پھر دوبارہ گئے تو پانچ اور کم ہو گئیں نو مرتبہ آئے اور گئے تو باقی صرف پانچ رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر یہ پانچ پڑھ لیں گے تو میں پچاس کا ثواب عطا کر دوں گا۔ لیکن یہ تخفیف کس نے کرائی۔ زندہ حیات ظاہری میں ہونے والے نے کرائی ہے یا کہ وصال شریف کرنے کے بعد قبر میں جانے کے بعد کرائی ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے یہ ان کی حیات کا ثبوت ہے۔ اس لئے آپ ان اہل قبور سے مایوس نہ ہوں۔ یہ قرآنی نص کے خلاف ہے اور کفر کے دائرہ میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کفر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی والدہ کے قدموں کو بوسہ دے وہ جنتی ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ فوت ہو چکی ہے اب میں کس طرح سے ان کے قدموں کو بوسہ دے کر جنتی بن جاؤں۔ فرمایا کہ تیری والدہ کی قبر موجود ہے عرض کیا کہ جی ہاں موجود ہے فرمایا کہ اس کے پاؤں کی طرف بوسہ دے دو تمہیں بھی جنت عطا ہو جائے گی۔ اب دیکھیں کہ قبر میں اس کی والدہ ہے اور اس کی قبر کے پاؤں کی طرف بوسہ دینے سے جنت عطا ہو رہی ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ قبر والے کچھ نہیں دے سکتے۔ اس کی والدہ کی قبر بھی جنت دے رہی ہے تو پھر والدہ کیوں نہیں دے سکتی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کو فوت ہوئے عرصہ دراز ہو چکا ہے اس کی قبر کا تو نشان بھی باقی نہیں رہا اب مجھے علم نہیں ہے کہ اس کی قبر کہاں ہے فرمایا کہ تم قبرستان جا کر اپنے ہاتھ سے قبر کا نقشہ بنا

لو۔ لکیر کھینچ کر قبر کی نشان دہی کر لو۔ اور سمجھ کہ یہ میری والدہ کی قبر ہے ان کے پاؤں کی طرف بوسہ دے لو تمہیں بھی جنت عطا ہو جائے گی۔ والدہ کی قبر تو ایک طرف رہی اس کی قبر کے نشان بھی اور فرضی نقشہ بھی جنت عطا کر رہا ہے۔ اللہ نہ کرے کہ ہم اہل قبور سے مایوس ہو جائیں۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مسئلہ درپیش ہوا۔ کہ چار مسلک ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی، داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے سارے علم اور کمالات کے باوجود انتخاب نہ کر پائے کہ کون سا مسلک اختیار کروں۔ چاروں میں کوئی اتنا بڑا فرق نہیں ہے تاہم معمولی فرق ضرور ہے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پر چلے جاؤ۔ ان کے مزار پر جھاڑو سے صفائی کرو تو انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا لوگ کہتے ہیں کہ قبر والے نہیں دیتے ان کا تو مزار بھی دے رہا ہے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے مزار مبارک کی صفائی کرتے رہے تو ایک روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلو میں ایک شخص کو اٹھایا ہوا ہے۔ اور زمین پر اس کے پاؤں نہیں لگ رہے تھے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے پوری طرح سے سنبھالا ہوا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ یہ کون ہستی ہیں جن کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اٹھایا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تیرے شہر اور تیرا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے تم بھی اس کا مسلک اختیار کرو حنفی بن جاؤ۔ یہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ دیا اور کس وجہ سے دیا۔ یہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے صدقہ میں دیا۔ اگر آپ کا بھی کوئی مسئلہ حل

طلب ہو تو کسی ہستی کے مزار پر جا کر جھاڑو دیا کرو تمہارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔
پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلے جاؤ۔ بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے
ہاں چلے جاؤ۔ دانا بخوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چلے جاؤ، جو مایوس ہیں یہ ان کا اپنا
خیال ہے اپنا کردار ہے۔ ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔

میں قربان ابناں توں باہو
قبر جہاں دی جوئے ہو

یہ وہ لوگ ہیں جو آج بھی عطا کرتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ ہیں
کافی سال ہوئے وصال فرما چکے ہیں غالباً 1975 میں فوت ہوئے ہیں۔ اب
دیکھیں کہ ان کے وصال کے بعد ان کی اولاد کو کیا مل رہا ہے۔ ان کے بیٹوں کے
پاس بھینسیں تھیں۔ رات کو بھینسوں کو ان کی مقرر کردہ جگہ میں بند کر کے گھر چلے
گئے۔ سو گئے۔ رات کسی طریقہ سے تمام بھینسیں کمرے سے باہر نکل گئیں اور کسی
شخص کے کھیت میں جا کر چرنے لگیں۔ یہ جن بزرگ کا میں ذکر کر رہا ہوں ان کو
وصال کئے ہوئے چار سال ہو چکے تھے وہ خواب میں آئے اور ایک بیٹے کو اٹھایا
کہ جاؤ تمہاری بھینسیں فلاں کھیت میں پہنچی ہوئی ہیں ان کو لے آؤ۔ وہ نہ اٹھا اور
پھر سو گیا۔ دوسرے کو اٹھایا کہ تمہاری بھینسیں فلاں شخص کے کھیت میں چر رہی ہیں
ان کو لے آؤ۔ وہ نہ اٹھا تو پھر پہلے بیٹے کو جگایا۔ کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو دو
چار مرتبہ بلایا جگایا وہ آخراٹھ بیٹھے کہ ذرا پتہ تو کریں۔ جب بھینسوں والے کمرے
میں دیکھا تو ایک بھی جانور وہاں نہیں تھا۔ سردی کا موسم رات اندھیری اب کہاں
جانوروں کو تلاش کریں پھر سوچا کہ جہاں باباجی نے نشان دہی کی ہے وہیں ہوں

گی۔ جب وہاں گئے تو اسی بتائے ہوئے کھیت میں بھینسیں چر رہی تھیں۔ وہ ان کو لے آئے یہ کس نے مدد کی ہے۔ یہ قبر والے نے نقصان ہونے سے بچایا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام درغلام کر رہے ہیں تو سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ انہی بیٹوں کی ایک بہت اعلیٰ نسل کی گھوڑی تھی۔ وہ چوری ہو گئی۔ اس کے پاؤں کے نشان بھی مٹ گئے پتہ نہ چلے کہ گھوڑی کو کس طرف لے کر گئے۔ جس طرف کی طرف گھوڑی نے کھرے کا نشان بتایا یہ اسی طرف کو چل دیئے آگے دریا آ گیا۔ دریا کے پار کھرے کا کوئی نشان نہ ملے۔ وہ چور کہیں دور دراز علاقہ میں لے گئے۔ وہ باباجی جن کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ خواب میں ان چوروں کو ملے ہاتھ میں لاٹھی پکڑی ہوئی ہے اور ان چوروں کو ڈراتے ہیں کہ میرے بیٹوں کی گھوڑی واپس کرو۔ ورنہ میں تمہیں ماروں گا۔ دو تین رات اسی طرح سے ہوا۔ وہ چور بہت تنگ آ گئے۔ کہ باباجی کون ہیں جو ہمیں ڈراتے ہیں اور سونے بھی نہیں دیتے۔ روزانہ ہمیں مارتے ہیں۔ آخر تنگ آ کر انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا کہ ہم نے آپ کی گھوڑی چوری ضرور کی ہے لیکن وہ اب ہمارے پاس نہیں ہے آپ ہم سے اس کی قیمت لے لیں۔ پھر وہ اس گھوڑی کی پوری منہ مانگی قیمت واپس کر کے گئے۔ گھوڑی کی قیمت کس نے ادا کرائی وہ بندہ جو وصال کر چکا ہے اور قبر میں ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے پھر سردار کا عالم کیا ہوگا۔ پھر آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ ان کا مقام کیا ہوگا۔ پروفیسر صاحب کی ایک عزیزہ ہے شیخوپورہ میں رہتی ہے۔ وہ فیصل مسجد اسلام آباد کی زیارت کے لئے گئی۔ مسجد کے کتب خانہ سے ایک کتاب میرے لئے خریدنا چاہتی تھی وہ مختلف کتب کی دیکھ بھال کرتی رہی مطالعہ کرتی رہی اور وہ انتخاب نہ کر سکی کہ کون سی کتاب

خریدوں۔ یہ پانچ چھ سال پہلے کی بات ہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب تشریف لے آئے وہ خود 1938 میں فوت ہوئے ہیں اور ستر سال بعد حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیصل مسجد میں تشریف لے آئے اور نام لے کر بیٹی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ تیرے پیر و مرشد کو جس کتاب کی ضرورت ہے وہ ”شرح سلام رضا“ ہے۔ اس نے وہ کتاب خریدی اور مجھے لا کر دی جو نا حال میرے پاس ہے۔ کتاب کا انتخاب کس نے فرمایا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میری فکر یا سوچ میں جو کئی تھی اس کا بھی ان کو علم تھا بیٹی اور اس کی جستجو کا بھی علم تھا اور کتاب کا بھی علم تھا کہ مجھے جس چیز کی جستجو تھی اس کا بھی علم تھا۔ وہ تشریف لائے کتاب سے متعلق بتا دیا تو میں یہ کیوں نہ کہوں کہ قیروا لے ہی دیتے ہیں ان سے ہی ملتا ہے۔ ایک بندہ ایسا بھی تھا کہ جو علماء دین، حفاظ اور نعت خوان حضرات کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتا تھا۔ سید زادے کے بھی دست بوسی کرتا تھا۔ یہ اس کا اپنا طریقہ کار تھا۔ کہ وہ ان ہستیوں کے دست بوسی کیا کرتا تھا۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شخص کے ہونٹوں کو بوسہ دے رہے ہیں جو سادات نعت خوانان اور حفاظ و عالم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص کے ہونٹوں پر کیوں بوسہ دے رہے ہیں فرمایا کہ یہ میرے سید زادے کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہے یہ حافظ قرآن کے ہاتھ کا بوسہ لیتا ہے۔ یہ عالم دین کی دست بوسی کرتا ہے یہ نعت خوانان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہے۔ آپ دیکھو کہ نعت خواں کا یہ مقام ہے عالم دین سید زادہ اور حفاظ تو بہت اعلیٰ مقام رکھتے ہیں سید کا بھی بڑا مقام ہے۔ لیکن نعت خواں کا مقام دیکھیں کہ جب کوئی ان کے ہاتھوں کو

بوسہ دیتا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ہونٹوں کو بوسہ دیتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہری وصال فرمائے ہوئے چودہ سو سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آج بھی علم ہے کہ کون میرے سید زادوں اور نعت خوانوں کو بوسہ دیتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے شخص کو دکھا رہے ہیں تاکہ سب کو علم ہو جائے کہ یہ وہ ہستیاں ہیں جو لائق تعظیم ہیں۔ اگر جب ان کی اتنی تعظیم ہوتی ہے تو پھر سردار الانبیاء کی تعظیم کا کیا مقام ہوگا۔ جس خوش نصیب کو یہ خواب آئی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زیارت سے نوازا وہ بہت خوش ہوا اور سمجھنے لگا کہ یہ کام کرنا ضروری ہے۔ وہ پھر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا۔ وہ صاحب کشف ہے اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری زیارت کرنے والا ہے جو اندھے ہیں جس کو نظر نہیں آتا اور نہ ہی وہ صاحب بصیرت ہیں وہ یہ شور مچاتے ہیں کہ اہل قبور کچھ نہیں دیتے ہیں لیکن جو اہل قبور کو باہر دیکھتا ہے تو پھر سمجھ آتی ہے کہ ہاں اہل قبر ہی دیتے ہیں۔ یہ مرتے نہیں بلکہ زندہ رہتے ہیں اس لئے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں قربان انہاں توں باہو

تے قبر جہاں دی جیوے ہو

وہ شخص کلڑہ شریف گیا تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے باہر ہی ملاقات ہوئی۔ جو شخص عالم دین، حفاظ سادات اور نعت خواں کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتا تھا وہ بھی روحانی طور سے وہاں موجود تھا اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے ہونٹوں کو بوسہ دے رہے تھے اس نے پوچھا کہ شاہ

صاحب آپ ان کے ہونٹوں کو کیوں بوسہ دے رہے ہیں۔ فرمایا کہ رات خواب میں سب کچھ دیکھ آئے ہو۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ عمل فرماتے ہیں تو میں کیوں نہ کروں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی تو کوئی انتہا نہیں ہے۔ ان کے غلام کے علم کو بھی دیکھ کہ کتنا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے افراد کے ہونٹوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ پھر وہ شخص حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا وہاں پر بھی اس نے اپنے کشف سے وہی سب کچھ دیکھا جو وہ کلڑہ شریف میں دیکھ آیا تھا۔ حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس آدمی کے ہونٹوں کو بوسہ دے رہے ہیں جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا تھا۔ اس نے پوچھا کہ یا امام صاحب آپ یہ بوسہ کیوں دے رہے ہیں فرمایا کہ دو دفعہ تو آپ پہلے دیکھ آئے ہیں اب پھر مجھ سے پوچھ رہے ہو آپ اندازہ کر لو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام زندہ ہیں اور نوازتے ہیں جو عالم دین کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے کیا کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہے۔ شیخ پورہ میں آستانہ عالیہ سرہند شریف ہے یہ جنتیالہ روڈ پر واقع ہے۔ وہاں کے گدی نشین پیر صاحب کے پاس چند حصے وسیلہ نجات کے پہنچے۔ وہ ان کا مطالعہ کر رہے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ از خود تشریف لے آئے جن کو وصال فرمائے ہوئے کم از کم چار سو سال ہو چکے ہیں بادشاہ اکبر اعظم کے زمانہ کی بات ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف بھارت سے تشریف لے آئے۔ فرمایا شاہ صاحب یہ کتاب میں نے بھی پڑھی ہے اور میں اسے پسند کرتا ہوں۔ یہ بالکل درست لکھا ہوا ہے آپ اس کتاب کو سبقاً سبقاً اپنے مدرسہ میں پڑھاؤ اپنے شاگردوں کو اس کی تعلیم دو۔ یہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

ہماری کتاب وسیلہ نجات کی تصدیق فرمائی۔ انہیں کتاب کا بھی علم ہے اس کے لکھنے والے کا بھی پتہ ہے اس کے پڑھنے والے کا بھی علم ہے۔ کتاب میں جو کچھ درج ہے اس کا بھی علم ہے۔ میں جب بہت دلیر ہو کر بات کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھی کتاب ہے تو یہ میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑ کر بات کرتا ہوں۔ اس میں کوئی حوالہ نہیں ہوتا لیکن مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جانتے ہیں کہ کتاب کی کیفیت کیا ہے ایک دوسری کتاب ہے ”ذکر مرد کمال“ یہ میرے پیرو مرشد حضرت شیخ المشائخ حضرت سائیں نعمت اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ المعروف سرکار دادوی کی سوانح حیات ہے۔ پروفیسر صاحب اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا فرمائی اور ہم سے یہ کتاب لکھوائی تھی۔ اس کا مواد سندھا آستانہ عالیہ دادو شریف سے آیا تھا اس کی ترتیب تدوین ہم نے کی۔ مسودہ تیار کرنے کے بعد ہم نے سوچا کہ یہ صاحبزادہ والا شان حضرت نئی عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ کو بھیج دیا جائے تاکہ وہ اس کو پڑھ کر جو اس میں کمی بیشی ہے اس کی نشان دہی فرمادیں اس سے جو کچھ خارج کرنا ہے یا اس میں اضافہ کرنا ہے تو وہ بتادیں تاکہ کتاب مکمل طور پر تیار ہو سکے۔ صاحبزادہ صاحب نے وہ کتاب پڑھنے کی بجائے حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر رکھ دی اور عرض کیا کہ ابا جان یہ سب کچھ آپ سے متعلق ہی لکھا گیا ہے اور آپ ہی بہتر جانتے ہیں آپ خود ہی پڑھ لیں۔ آپ کی قبر سے آواز آئی کہ یہ میں نے پڑھ لی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے اس کو چھپوا دو اب یہ کتاب دو دفعہ چھپ چکی ہے جسکے پاس نہ ہو وہ پروفیسر صاحب سے حاصل کر لیں جس بیٹی کا میں نے ذکر کیا ہے کہ جو فیصل مسجد گئی تھی اور میرے لئے کتاب خرید کر لائی تھی اس کے گھر میں پہلی پہلی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہونا تھی جس طرح

ہم آج کر رہے ہیں وہ چونکہ پہلی دفعہ محفل کا انعقاد ہونا تھا اس لئے وہ بیٹی گھبرائی ہوئی تھی کہ نہ جانے کتنی حاضری ہو جائے گی کتنا کھانا تیار کرنا پڑے گا کس طرح سے لنگر کی تقسیم ہوگی کیا کیا انتظام کرنا ہوں گے۔ نعت خوان کتنے ہوں گے اور کہاں سے آئیں گے۔ اب تو بڑی ماہر ہو گئی ہے ہر روز دو محافل ہوتی ہیں جن کی صدارت اور انتظام وہ خود کرتی ہے اس وقت یہی میرے دادا مرشد حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کو وصال فرمائے چار سال ہو چکے تھے وہ ظاہر طور سے شیخو پورہ میں اس کے گھر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ بیٹی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ محفل میرے سلسلہ کی ہو رہی ہے۔ حاضری بھی میں پوری کروں گا۔ آپ جتنا لنگر پکانا چاہو وہ پکالینا میں لنگر بھی خود ہی پورا کر دوں گا۔ نعت خوانوں کو بھی میں لے آؤں گا اور تقریر بھی خود ہی کراؤں گا۔ تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے جو ہو سکا اس نے دو چار کلو پکالیا اور جو روٹیاں پک سکیں وہ بھی اس نے پکالیں۔ اس محفل میں 350 عورتیں تھیں اور اس سے مردوں کا اندازہ خود کر لو کہ کتنے ہوں گے۔ کھانا بھی پورا ہو گیا بلکہ بہت کافی بچ بھی رہا نعت خوانی ایسی اچھی ہوئی کہ دوبارہ میں نے ویسی نہیں سنی۔ اور اس روز جو تقریر ہوئی تھی وہ ریکارڈ نہ ہو سکی تھی لیکن اس سے بہتر اور اچھی تقریر دوبارہ نہیں ہو سکی یہ میرے سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے جو اپنی قبر سے آ کر خود انتظام کر رہے ہیں اہل قبر زندہ ہوتے ہیں اور تصرف رکھتے ہیں ان کو زندہ سمجھو اپنی فریاد لے کر ان کے در پر حاضر ہو۔ ان سے دعا کراؤ ان کا وسیلہ پکڑو تو اللہ تعالیٰ بیڑہ پار کر دے گا۔ آپ جب قبرستان میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اَلْسَلَامُ عَلَیْکُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ وہاں آپ یا کالفظ بولتے ہیں یا کی مدازندہ کے لئے ہوتی ہے یہ مردہ کے لئے نہیں ہوتی

کیا وہ اہل قبور آپ کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ جی ہاں دیتے ہیں اور اگر آپ کسی پیر کمال کی قبر پر جا کر سلام عرض کریں تو بھی جواب میں وَعَلَيْكُمْ السَّلَام دیتے ہیں ان کی سلامتی کی دعا سے ہی ہمارا بیڑہ پار ہو جاتا ہے ”یا کہنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اے اہل قبور تم زندہ ہو۔ اگر وہ زندہ ہیں تو پھر جتنی مدد وہ اپنی حیات ظاہری میں کر سکتے تھے اس سے اب دس گناہ زیادہ مدد کر سکتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہر ولی ہر غوث ظاہری زندگی میں جو کچھ کر سکتے ہیں وہ وصال فرمانے کے بعد قبر میں جا کر دس گناہ زیادہ تصرف رکھتے ہیں۔ دہلی میں ایک بزرگ ہیں ان کا فرمان ہے کہ ظاہری زندگی میں کسی بزرگ سے جو مدد لی جاسکتی ہے وصال کے بعد ان کی قبر سے دس گناہ زیادہ مدد لی جاسکتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اہل قبور سے مایوس نہ ہوں اہل قبور بہت تصرف رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا بہت لحاظ کرتا ہے سورۃ کہف میں ہے کہ دو تیمیوں کی دیوار گرنے والی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ جا کر اس گرتی ہوئی دیوار کو نئے سرے سے تعمیر کر دیں انہوں نے آکر وہ دیوار بتائی شان کو مزدوری ملی اور نہ ہی ان کی کوئی خاطر تواضع کھانا وغیرہ دیا۔ پینے کو پانی تک نہ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ بہت بے مروت ہیں ہمیں کھانے پینے کو بھی نہیں دیا ہمیں کوئی اجر ت بھی نہیں ملی۔ تو اے خضر علیہ السلام آپ یہ سب کچھ خواہ مخواہ کر رہے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا آپ اعتراض نہ کریں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اس دیوار کو درست کر دو کیوں کہ ان دو یتیم بچوں کا ساتواں آنکھواں پر دادا مرد صالح تھا۔ وہ پیر کمال تھے اللہ تعالیٰ کو اس کا لحاظ ہے کہ اس دیوار کے نیچے ان یتیم بچوں کا خزانہ ہے اگر

دیوار گر جائے تو لوگ اس خزانے کو لوٹ نہ لیں جب یہ بچے جوان ہوں گے تو خود ہی اپنا خزانہ نکال لیں گے اب دیکھیں کہ ساتویں آٹھویں دادا کو اس کی پشت میں سے سات آٹھویں نمبر پر آنے والوں کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ایک ولی کامل بھی قبر میں ہوتے ہوئے بھی فائدہ دے رہا ہے ولی اللہ مرتے نہیں ہیں۔ ”مر گئے انہاں دے جو کہن مر گئے“ ہمارا تو کوئی بھی نہیں مرا ہے سردار محمد نعت خواں پڑھا کرتا ہے کہ ہمارا غوث بھی زندہ ہمارا پاکین والا بھی زندہ ہے۔ ہمارا دادا بھویری بھی زندہ۔ ہمارا ویٹر شریف والا بھی زندہ۔ ہمارے تو سب زندہ ہیں ان سے استفادہ حاصل کریں۔ اگر آپ کا کوئی کام مشکل میں ہے آپ پریشان ہیں تو محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلے جاؤ۔ دو رکعت نماز نفل حاجت پڑھ کر جو بھی دعا مانگو گے وہ اللہ تعالیٰ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ جمیلہ سے قبول فرمائیں گے۔ پروفیسر صاحب 90-1989 میں بغداد شریف گئے تھے اور پھر واپس آ کر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی تھی جس کا نام ”ناقابل فراموش سفر“ ہے بہت اچھی معلوماتی کتاب ہے پڑھنے کے لائق ہے ان کے ساتھ لاہور کا ایک رہائشی بھی ہم سفر تھا۔ حاجی احسان الحق ان کا نام تھا ان کا اپنے بھائیوں کے ساتھ وراثت کا جھگڑا تھا اور وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ وہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر تھے اور دعا مانگی کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمارا بھائیوں کا آپس میں وراثتی جائیداد کی تقسیم کا مسئلہ ہے۔ بھائی آپس میں حصہ کی تقسیم پر جھگڑا کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے بھی تیار ہیں آپ مہربانی فرمائیں اور ہمارے اس مسئلہ کو حل فرمادیں کہ تمام

بھائی خوش و خرم ایک دوسرے سے محبت پیار کے ساتھ رہیں۔ دعا کر کے واپس اپنے ہوٹل آ گیا۔ اسے خواب آئی کہ اس کے سارے بھائی ایک بھائی کے گھر میں جمع ہیں۔ خوش ہو رہے ہیں آپس میں محبت پیار سے باتیں کر رہے ہیں اور کھانا کھانے کے لئے ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اس نے اپنی خواب پر وفیہ صاحب کو بتائی اور اپنی دعا سے متعلق بھی بتایا۔ انہوں نے کہا کہ لاہور ٹیلیفون کر کے صورت حال سے متعلق پتہ کرو۔ جب ٹیلیفون کیا تو جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہی کچھ ہو رہا تھا۔ اس کے بھائی نے بتایا کہ ہماری صلح ہو گئی ہے کہ یہ دنیا کا مال ادھر ہی رہ جائے گا جس کے لئے ہم خواہ مخواہ لڑ رہے ہیں اب ہم کھانا کھا رہے ہیں اور آپ کا بڑی شدت سے انتظار ہے آپ اپنا سفر مکمل کر کے جلدی واپس آئیں ہم آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ جب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں فریاد بغداد شریف میں کی اور لاہور میں صلح ہو گئی۔ آپ کا بھی اگر کوئی مسئلہ ہے تو سمجھو کہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔ میرے دل میں موجود ہیں ان سے اپنی پریشانی کے لئے دعا مانگیں وہ انشاء اللہ تمہاری ہر پریشانی دور کریں گے تمہارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا حضرات جن کے مر گئے ہیں وہ ان سے مایوس ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ اپنے اہل قبور سے مایوس نہ ہوں۔ ان سے فائدہ حاصل کرو۔ 1996 میں مجھے حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ ہمارے ساتھ راہ والی کا ایک نوجوان بٹ صاحب بھی تھے۔ بہت جھگڑا الو قسم کا آدی تھا۔ ہر کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا گالی گلوچ کرتا تھا۔ جس بس میں ہم گئے اس میں وہ ہر ایک کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ ادھر میں نے بیٹھنا ہے ادھر میرا بیگ پڑا ہوا ہے وہ میں نے ادھر رکھنا ہے پوری بس

میں افراتفری پھیلا رکھی تھی۔ وہ پیشہ کے لحاظ کو چوان تھا۔ تاکہ چلایا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے بعد میں بتایا کہ اس کی عادت ہی ایسی ہے کہ ہر کسی کے ساتھ ترش کلامی۔ سواریوں سے بھی لڑائی۔ پولیس سے بھی جھگڑا۔ گھوڑے کو بھی مارنا پینے والا وہ اس قسم کی طبیعت کا مالک تھا۔ جب روضہ اقدس پر گیا تو وہاں اس نے رونا شروع کر دیا۔ وہ بہت رویا۔ کوئی ایک گھنٹہ بھر روتا رہا۔ روضہ اقدس میں سے آواز آئی کہ جاؤ بٹ تمہیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے اور تیری ساری لڑائی بھڑائی بھی معاف کر دی ہے۔ اس نے پھر وہیں سے ہی واڑھی رکھ لی۔ اب اتنی زیادہ خاموشی سادھ لی کہ واپسی پر پتہ ہی نہیں چل رہا ہے کہ بٹ صاحب ہیں کہ نہیں ہیں۔ وہی بٹ جس نے جاتے ہوئے ہر کسی سے لڑائی بھڑائی۔ ہر کسی سے جھگڑا اور بالکل ایک منٹ کے لئے خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ اسے واپسی پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے سنوار دیا کہ اسے بالکل نرم موم بنا دیا جدھر کو چاہو مڑوڑلو۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اقدس سے نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ سمندری کے قریب فیض پور گاؤں کی رہائشی ایک عورت ہے وہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے گئی۔ جب مدینہ شریف حاضر ہوئی تو اس نے سوچا کہ وہ کون سا عمل ہے جو میں اپنے گاؤں گھر بیٹھ کر بھی کر سکتی ہوں اور وہ کون سا عمل ہے جو میں صرف مدینہ شریف میں کر سکتی ہوں اور اپنے گاؤں میں نہیں کر سکتی اس نے آخر سوچا کہ گنبد خضرا کی زیارت ہے جو گاؤں میں نہیں ہو سکتی وہ صرف یہیں پر ہی ہو سکتی ہے۔ نفل، تہجد، تلاوت قرآن مجید جیسے اعمال میں وہاں کر لوں گی۔ یہاں میں صرف روضہ رسول گنبد خضرا کو ہی دیکھا کروں کہ جو میں گاؤں میں نہیں کر سکتی۔ وہاں مجھے یہ

نظارہ حاصل نہیں ہوگا۔ باب جنت البقیع کے سامنے روشنی کا ایک مینار بنا ہوا ہے وہ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ عوام کا بہت رش ہوتا ہے۔ مسجد نبوی میں آنے جانے والوں کا بہت ہجوم ہوتا ہے۔ کھلی جگہ پر بیٹھ رہنا ممکن نہیں ہوتا کہ آنے جانے والے اس بیٹھنے والے سے ٹکراتے ہی رہتے ہیں۔ سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اس لئے جو اس مینار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جائے وہ ان ٹھوکروں سے بچا رہتا ہے وہ عورت وہاں بیٹھ گئی ضروری حاجات اور فرائض کے علاوہ اس نے کچھ نہیں کیا صرف زیارت گنبد خضراء ہی کرتی رہی۔ دو چار دن گزر گئے گنبد خضراء اور اس کے درمیان سات دیواریں جن میں سے ایک سیدہ پلائی نہایت مضبوط دیوار ہے۔ ایک رات دو بجے وہ تمام دیواریں شق ہو گئیں پھٹ گئیں اور اس عورت سے لے کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور تک راستہ بن گیا اس عورت نے جا کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کو بوسہ دیا۔ وہ دیواریں کس طرح سے ہٹ گئیں۔ کس نے بلایا۔ کس نے نوازا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ بابر کون بیٹھا ہوا ہے اور کس غرض سے بیٹھا ہوا ہے۔ اس کی کیا خواہش ہے اس کی کیا تمنا ہے۔ لوگوں کے لئے دیواریں حائل ہیں لیکن اس کے لئے کوئی پردہ نہیں ہے ذرا اس Standard کو دیکھو دوسروں کے لئے رکاوٹیں ہیں اس عورت کے لئے راستہ بنا ہوا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دروازہ کھول دیا اس عورت کے لئے ساری دیواریں کھول دیں۔ اب اس عورت کو یہ تصرف حاصل ہے کہ وہ جہاں بھی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتی ہے وہیں پر روضہ اقدس آ جاتا ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اس عورت کا شوہر فیض پور

گاؤں میں خطیب ہیں اور امامت بھی کراتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کے لئے درس بھی بنایا ہوا ہے۔ اس عورت نے اپنے گھر میں محفل منعقد کی تو اسی گاؤں کی ایک وہابی عقیدہ عورت بھی آگئی۔ محفل میں تلاوت ہوئی نعت خوانی بھی ہوئی اور اس نے تقریر بھی کی اس کی زبان میں بڑی تاثیر ہے جب وہ تقریر کر رہی تھی تو روضہ رسول وہاں بھی آگیا۔ اس وہابی عورت نے بھی اس کی زیارت کر لی۔ پوچھا کہ یہ کیا ہے بتایا کہ یہ روضہ رسول ہے پوچھا کہ کیا یہ یہاں بھی آسکتا ہے فرمایا کہ ہاں یہ یہاں بھی آ جاتا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں لا سکتے اور یہاں تو کمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ آگیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں ابھی تو بتا رہی ہوں۔ اور سنی عقیدہ ہوتی ہوں مولوی حضرات تبلیغ کر کے تھک گئے لیکن وہ اپنے عقیدہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جلوہ دکھا دیا تو وہ بد عقیدہ عورت راہ راست پر آگئی۔ روضہ رسول کی نسبت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے وہ گنبد خضراء اےمنٹ سیمنٹ سر یا سے بنایا ہوا ہے۔ اس کے اوپر ٹائلیں لگائی گئی ہیں اور یہی سارا میٹرل ہر عمارت میں استعمال ہوتا ہے۔ کمال اس میٹرل میں نہیں ہے۔ کمال میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت میں ہے۔ گنبد خضراء کو نسبت ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اس عورت نے کہا کہ اب آئندہ محفل میرے گھر میں ہوگی۔ لیکن اس خطیب کی اہلیہ نے کہا کہ تمہارا شوہر وہابی ہے وہ تمہیں بھی گالی گلوچ کرے گا اور ہمیں بھی محفل کرنے سے روکے گا، ہماری بھی بے عزتی کرے گا۔ اس وہابی عورت نے کہا کہ میں اس کی ذمہ داری لیتی ہوں وہ کچھ نہیں کہے گا آپ میرے گھر میں ضرور محفل منعقد

کریں۔ اس کے گھر محفل منعقد کرنے کا انتظام کیا گیا اس کی دوسری سہلیاں اور رشتہ دار خواتین جو وہابی عقیدہ تھیں وہ بھی محفل میں آ گئیں۔ محفل ہوئی تلاوت ہوئی نعت شریف پڑھی گئیں درود شریف بھی پڑھا گیا۔ صلوٰۃ والسلام پڑھا گیا تو روضہ رسول وہاں بھی سب کو نظر آ گیا۔ اس محفل میں شریک تمام وہابی عورتیں سنی ہو گئیں اور بلا آخر ان کے شوہر اور اہل خاندان لوگ بھی وہابیت سے تائب ہو کر سنی عقیدہ بن گئے۔ اب اس گاؤں میں زیادہ سے زیادہ پانچ گھرا ئیے رہ گئے ہیں جو وہابی مولوی کے طرف دار ہیں وہ وہابی رہ گئے ہیں باقی سارا گاؤں ہی سنی عقیدہ ہو گیا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور کے دیدار نے سب کو ہدایت عطا فرمادی ہے۔ یہ تو روضہ رسول کے دیدار کا صلہ ہے تو پھر روضے والے کا کیا تصرف اور کیا کمال ہوگا آپ خود اندازہ کر لیں۔ روضہ اقدس کے دیدار سے وہابی عقیدہ کو ہدایت مل رہی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے دیدار کا کیا عالم ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طاہری دیدار سے صحابی اور خواب میں زیارت سے ولی بن جاتا ہے۔ ایک عالم آدمی ہے وہ مسجد غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ المعروف مسجد ٹھنڈی کھوسی میں تشریف لاتے ہیں وہ اقبالیات کے پروفیسر ہیں اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر ہی وہ تقریر کرتے ہیں انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ میں نے اس عورت کو اپنے گاؤں میں محفل کرنے کی دعوت دی ہے راوی کے کنارے ان کا گاؤں ہے۔ باہک تھانے کا علاقہ ہے بڑا خونخوار علاقہ ہے۔ بڑے نامی گرامی چور ڈاکو اس علاقہ کے ہیں، وہ عورت ان کے گاؤں میں گئی اور وہاں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بھی آ گیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کو اتنا نوازا ہے

اور وصال شریف کے بعد نوازا ہے۔ اگر اسے نوازا ہے تو پھر تمہیں کیوں نہیں نوازیں گے۔ ہم کیوں مایوس ہوں ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں حیات ہیں ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے ہیں دیکھتے ہیں۔ نوازتے ہیں عطا کرتے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری ظاہری زندگی اور وصال دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی ہمارے لئے نعمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے صحابی بن رہے ہیں۔ دلوں کی مثل دور ہو جاتی ہے قلوب روشن ہو رہے ہیں لیکن وصال شریف کے بعد یہ سب کچھ کس طرح سے ممکن ہوگا۔ بدعتیہ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتے وہ تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں تمہیں کس طرح سے فائدہ دے سکتے ہیں۔ فرمایا کہ وصال کے بعد تمہارے اعمال ہر شام میری خدمت میں پیش ہوں گے تم جو نیکیاں کرو گے میں وہ دیکھ کر خوش ہوں گا کہ میرا مشن آگے چل رہا ہے اور جب تمہارے گناہ میرے سامنے آئیں گے تو میں تمہاری بخشش کے لئے دعا کروں گا۔ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے اگر تم اپنے گناہ معاف کرانا چاہتے ہو تو پھر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مان جاؤ ان کی دعا سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ان کی دعا ایسی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد نبوی میں تقریر کرتے ہوئے بہت تعریف کی ایک بندہ کھڑا ہو گیا کہ حضرت صاحب

آپ نے بہت اچھی تقریر فرمائی میں آپ کی دعوت کرتا ہوں آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں وہ شخص چلا گیا جب اس میزبان کے مکان پر پہنچا تو اس نے اس کو اندر بلا کر کنڈی لگا دی۔ اور اسے نیچے زمین پر گرا کر اس کی زبان کاٹ دی اور باہر نکال دیا اور کہا کہ میں تمہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے کا مزہ چکھاتا ہوں۔ وہ کوئی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالف پارٹی کا تھا اور ان کا مشن ہی یہی ہے اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کریں گے۔ اس زخمی نے اپنے منہ پر رو مال باندھ لیا پھر بھی خون چل رہا ہے۔ وہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار کی تعریف کی تو یہ میرا حشر ہوا ہے۔ اسی درد اور تکلیف کے عالم میں اسے اونگھ آگئی تو دیکھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نے تمہاری تعریف کی تھی آپ ہی اسے درست کریں جب اس کی اونگھ ختم ہوئی تو محسوس کیا کہ اس کی زبان بالکل درست ہو چکی ہے کوئی درد و تکلیف باقی نہیں رہی پوری زبان منہ کے اندر موجود ہے اور بات کرنے میں کوئی دقت تک نہیں ہے۔ یہ اہل قبر دیتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال شریف کے بعد کئی ہوئی زبان درست کی ہے۔ اگلے روز پھر اس نے پورے جوش و خروش کے ساتھ خوب تقریر کی اور اس میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بیان کی۔ ایک شخص کھڑا ہوا کہ حضرت صاحب آپ نے بہت اچھی تقریر فرمائی میں آپ کی دعوت کرتا ہوں آپ میرے گھر میں تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ اس نے کہا کہ

ایک نہیں سو دعوتیں قبول کرتا ہوں مجھے تو ایسی دعوت قبول کرنے میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوتی ہے مجھے تقریر کرنے پر انعام عطا ہوا ہے۔ میری زبان کیا میرا جسم بھی کٹ جائے پھر بھی دعوت قبول کرتا ہوں۔ وہ شخص ان کو ساتھ لے گیا اور دیکھا کہ وہی گھر ہے جہاں اس کی زبان کاٹ دی گئی تھی لیکن وہ بلا خوف و خطر اندر چلا گیا۔ دیکھا کہ بہت اعلیٰ انتظام ہے کھانے موجود ہیں۔ اسی اثناء میں ایک پردہ ہٹ گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک سور باندھا ہوا ہے اس مقرر نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ سور یہاں کیوں باندھا ہوا ہے۔ میزبان نے کہا کہ آپ پہلے کھانا کھالیں پھر آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ کون ہے۔ کھانا کھا چکے تو میزبان نے بتایا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں جس نے کل تیری زبان کاٹ دی تھی۔ آپ کل جیسے ہی دروازے سے باہر نکلے تو اللہ تعالیٰ نے اسے سور بنا دیا۔ تو اس سارے قصے سے کیا سبق ملا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد از وصال شریف اپنی قبر انور سے زیارت کرائی اس کی زبان درست کرنے کا حکم دیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے وصال کے بعد زبان درست فرمائی۔ اہل قبریوں دیتے ہیں۔ حضرات یہ سارے دارے نیارے اس عقیدہ کی وجہ سے ہیں کہ اہل قبور اور خصوصاً ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور اب بعد از وصال بھی مدد کرتے ہیں تصرف رکھتے ہیں۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تمام انبیاء علیہم السلام جسم اور روح کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی امامت فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہماری نمازیں

پچاس سے پانچ کرائیں ہیں کہ نہیں کرائی ہیں۔ آپ بھی اگر رعایت لینا چاہتے ہیں تو اس پارٹی میں شامل ہو جاؤ جو حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیات انبیاء علیہم السلام حیات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور حیات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی موت صرف یہ ہے کہ وہ ایک پس پار کرتے ہیں تو پھر وہی ہی پہلے جیسی زندگی عطا ہو جاتی ہے اور وہ پہلے سے دس گنا زیادہ تصرف رکھتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وصال شریف سے بعد میں آکر کتاب وسیلہ نجات کی تصدیق فرمادیتے ہیں اور اپنے مدرسہ میں اس کی تعلیم لازمی قرار فرمادیتے ہیں۔ حضرت آپ بھی یہی عقیدہ رکھیں تو آپ کو بھی یہ سارے ثواب اور اجر ملیں گے اور سارے ہی انعام ملیں گے۔ آپ سنی ہونے پر فخر کریں اور اس کے شکرانے میں نماز، روزہ، حج زکوٰۃ اور نیک اعمال بجالائیں اور شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحیح عقیدہ والا بنا دیا۔ ابھی میں نے جس بزرگ کی بات بتائی ہے اس سے متعلق ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے گاؤں سے جو بھی حج بیت اللہ شریف کے لئے جاتا ہے یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جاتا ہے یہ بزرگ ان کو وہاں پر ملتے ہیں اور یہ ان کی بات بہت مشہور ہو چکی ہے۔ جو کوئی مدینہ شریف جاتا ہے یہ بزرگ وہاں بھی اس کو ملتے ہیں خاص طور سے جو کوئی ہمارے گاؤں کا رہائشی جاتا ہے اسے تو وہ ضرور ہی ملتے ہیں۔ ایک ان کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے بیٹے اور پوتے ٹریکٹر لے کر ملتان روڈ پر جا رہے تھے انہوں نے اپنے سرال ٹریکٹر سے کوئی کام کرنا تھا صحیح پانچ چھ بجے پیچھے سے ایک ٹرک آیا اور اس نے ٹریکٹر کو ٹکر مار دی ٹریکٹر الٹ گیا۔ اس کے سوار گر پڑے اور

زخمی ہو گئے بابا جی خواب میں آئے اور بتایا ٹریکٹر الٹ گیا ہے حادثہ ہو گیا ہے اور حسین علی زخمی سڑک کے کنارے پڑا ہوا ہے میں نے ٹریکٹر کو وہاں روک دیا ہے جاؤ جا کر حسین علی کو لے آؤ۔ بچوں کو بابا جی کا پہلے سے ہی علم تھا وہ جاگے اور بھاگے اور جا کر دیکھا تو جو کچھ بابا جی نے بتایا تھا وہی کچھ ہوا تھا۔ یہ ان کے گاؤں سے کوئی تیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہوا تھا۔ وہ اپنے زخمی بھائی کو لے بھی آئے اور ٹریکٹر بھی لے آئے بابا جی اس واقعہ سے بیس سال پہلے فوت ہو چکے تھے وہ اب بھی اپنی نظر کرم سے ٹریکٹر اور بیٹے کو دیکھ رہے ہیں اور انہیں علم ہے کہ ان کے پوتے کا حادثہ ہوا ہے اور وہ زخمی ہو کر سڑک کنارے پڑا ہوا ہے اس واقعہ کی اطلاع وہ گھر والوں کو دے رہے ہیں اور بچے کی جان بچا رہے ہیں۔ چلتے ہوئے ٹریکٹر کو روک رہے ہیں۔ اور آپ زندہ ہونا کس کو کہیں گے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا بھی واقعہ سن لیں ان کی بھی کرامت سن لیں۔ یہ حافظ صاحب اسلام آباد سے آئے ہوئے ہیں ان کے خاندان کے لوگ وہابی عقیدہ ہیں ان کے ماموں کا وصال ہو گیا تو یہ فاتحہ خوانی کے لئے ان کے گھر گئے۔ مرحوم کا ایک بھائی بڑی لمبی ڈاڑھی رکھے ہوئے تھا اس نے کہا کہ کوئی فاتحہ خوانی وغیرہ ہم نہیں کرتے نہ ہی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور نہ ہی ہم تمہیں یہ کرنے دین گے۔ وہ بہت ناراض ہو رہا تھا۔ حافظ صاحب بتاتے ہیں کہ ہم نے فاتحہ خوانی کی اور ہاتھ اٹھا کر دعا بھی کی تو وہ ہمارے گلے پڑ گیا۔ اتنے میں ہم نے دیکھا کہ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے آئے ان کو وصال فرمائے ہوئے چودہ پندرہ سال ہو چکے ہیں۔ فرمایا کہ تم گھبراؤ نہیں میں اس کا ابھی علاج کر دیتا ہوں۔ وہ شخص پانی والی موٹر چلانے لگا تو اس کی داڑھی موٹر کی بیلٹ میں پھنس گئی اور بیلٹ اس

کی ٹھوڑی سے سارے بال بمعہ گوشت کھینچ کر لے گئی وہ سخت زخمی ہو گیا اسے فوری طور سے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا تو حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ پھر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ایسے گستاخوں کا علاج ہم اسی طرح سے ہی کرتے ہیں۔ اب بتائیں کہ کیا اہل قبر زندہ ہیں کہ نہیں ہیں۔ وہ تصرف رکھتے ہیں کہ نہیں۔ ہمارے اہل قبور زندہ ہیں اور تصرف بھی رکھتے ہیں۔ کل (09-11-1) ایک دعوت ولیمہ میں جانے کا موقع ملا۔ پروفیسر صاحب بھی وہاں موجود تھے اس دعوت میں سالار والے علاقے کے ایک ایم پی اے بھی تھے ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ انکیشن کس طرح سے لڑا ہے کیا اپنی برادری کی بنیاد پر انکیشن جیتا ہے یا کوئی اور بنیاد تھی۔ اس نے کہا کہ میں سہون شریف حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے روضے پر گیا تھا۔ میرے ساتھ ایک بزرگ بھی تھے وہ مراقبہ کی حالت میں بیٹھے تھے۔ جب مراقبہ کی کیفیت ختم ہوئی تو مجھے فرمایا کہ آپ انکیشن لڑیں۔ میں نے کہا کہ مجھے نیتو اپنے حلقہ کی حد بندی کا کوئی علم ہے نہ ہی اتنی کوئی جان پہچان اور شہرت ہے نہ کوئی واقفیت ہے نہ ہی میرے پاس کوئی اتنا سرمایہ ہے کہ میں انکیشن کے خرچ اخراجات برداشت کر لوں۔ میں کس طرح سے انکیشن جیت سکتا ہوں۔ ان بزرگوں نے فرمایا کہ یہ حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہے وہ فرما رہے ہیں کہ ان سے کہہ دو کہ یہ انکیشن میں حصہ لیں۔ میں نے پوچھا کہ کس پارٹی کے ٹکٹ پر انکیشن میں حصہ لوں۔ فرمایا کہ پیپلز پارٹی میں شامل ہو کر اس کے ٹکٹ پر انکیشن لڑیں۔ میں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کا ٹکٹ تو ملتا ہی نہیں ہے۔ یہ تو بہت مشکل ہے۔ فرمایا کہ مل جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ لوگوں سے ووٹ مانگنے کی بھی اتنی ضرورت نہیں ہے بس صرف اپنے حلقہ میں کار

پر گشت لگاتے رہو اور لوگوں کو معمولی طور سے اپنا تعارف کراتے جاؤ لوگوں سے کوئی وعدے وعید بھی نہیں کرنے ہیں کہ میں سڑک بنا دوں گا۔ میں یہ کر دوں گا میں وہ کر دوں گا۔ وعدے پورے ہوتے نہیں ہیں بعد میں خواہ مخواہ جھوٹے ثابت ہو جاؤ گے۔ میں جب واپس اپنے گھر آیا تو میں نے عجیب سماں بدلا ہوا پایا۔ ایک آدمی آیا کہ آپ ”ق“ لیگ سے ٹکٹ لے لیں میں آپ کو ٹکٹ لے دیتا ہوں ایک دوسرا آدمی آیا کہ آپ ”ن“ لیگ کی طرف سے ایکشن میں حصہ لیں۔ میں آپ کو ”ن“ لیگ کا ٹکٹ لے دیتا ہوں۔ اسی طرح ہر پارٹی والے آ کر مل رہے ہیں۔ میں نے سب سے کہا کہ مجھے ذرا سوچ بچار کر لینے دو۔ ایک شخص آیا کہ میں آپ کو پیپلز پارٹی کا ٹکٹ لے دیتا ہوں حالانکہ جن دشواریوں اور خرچ اخراجات کے بعد یہ ٹکٹ ملتا ہے آپ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ بہر حال میرا نام جب گیا تو بے نظیر صلیب نے مجھے ٹکٹ دے دیا میں نے قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق بس یونہی اپنے حلقے کے دو چار چکر لگائے جب ایکشن ہوا تو مجھے اتنے ووٹ ملے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ اس لئے میں تو کہا کرتا ہوں کہ میرا انتخاب تو حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ مجھے حلقہ کے ووٹروں نے کامیاب نہیں کرایا میری کامیابی کا راز حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے اب میں اپنے حلقہ میں جو بھی کام کرتا ہوں وہ نہایت ایمانداری سے ہوتا ہے۔ میرے کسی کام میں کسی کا کوئی کمیشن نہیں ہوتا۔ مجھے ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ یہ نہ فرمادیں کہ میرا منتخب کیا ہوا بندہ بے ایمانی کر رہا ہے۔ اگر میں نے کوئی لڑائی جھگڑا چیف منسٹر وزیر اعلیٰ سے کیا ہے یا زرداری سے کیا ہے تو صرف اپنے حلقہ کی بہتری کے لئے کیا ہے۔ میرا ہر کام ہر

منصوبہ بڑی خوش اسلوبی سے چل رہا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ میرے کاموں میں کامیابی عطا کر رہا ہے۔ یہ بزرگوں کا فیض ہے ان کی طاقت ہے۔ یہ شان ہے خد متگاریوں کی سردار کا عالم کیا ہوگا حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ ہے کہ کون آیا ہے اس کو کیا دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی شان ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ایک محفل میں شریک تھے۔ محفل کے بعد لنگر چاول کھا رہے تھے۔ بے احتیاطی تو ہم سے ہو ہی جاتی ہے لنگر چاول زمین پر گر گئے۔ ہمارے ساتھ ایک نابینا شخص بھی تھا۔ بظاہر اس کی آنکھیں نہیں تھیں لیکن وہ صاحب بصیرت تھے۔ اس نے پوچھا حضرت سائیں فقیر محمد صاحب کون ہیں۔ میں نے بتایا کہ وہ ہمارے دادا مرشد کے بھی دادا مرشد ہیں اس نے کہا کہ وہ آئے ہوئے ہیں اور جو احباب بے احتیاطی سے چاول کھا رہے ہیں ان سے چاول نیچے زمین پر گر رہے ہیں اور حضرت سائیں فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ نیچے گرے ہوئے چاول اٹھا اٹھا کر دوبارہ ان کی پلیٹوں میں ڈال رہے ہیں کہ لنگر بڑی تعظیم والی چیز ہوتی ہے اور جو بے احتیاطی کر رہے ہیں ان کو کوئی گناہ نہ ہو حضرت سائیں فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ غالباً 1901 میں فوت ہوئے اور سو سال گزرنے کے بعد فیصل آباد میں ایک نابینا صاحب انہیں موجود دیکھ رہے ہیں اگرچہ وہ ہمیں نظر نہیں آ رہے ہیں اس نابینا کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا فرمائی ہے وہ بزرگوں کو دیکھ بھی رہے ہیں ان سے بات بھی کر رہے ہیں جو عمل وہ کر رہے ہیں اس کی وجہ بھی پوچھ رہے ہیں اس سے لنگر کی اہمیت کا بھی پتہ چل گیا۔ اور ہماری کوتاہی کا بھی علم ہو گیا۔ ان کی شفقت اور مہربانی کا بھی علم ہو گیا۔ وہ زندہ ہیں تو مہربانی فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر نعوذ باللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ

تصور کرو گئے خود بھی مر جاؤ گے۔ اگر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مانو گئے پھر تم بھی زندہ رہو گے۔ حاجی رحمت اللہ صاحب پیپلز کالونی بیان کرتے ہیں کہ میری بائیں ران میں کئی سال سے درد تھا۔ زچون کا تیل مالش کر کے پلاسٹک کے کاغذ لپیٹ لیا کرتا تھا۔ 1990 میں حج بیت اللہ شریف کیا۔ 2007 میں اپنی رہائش گاہ پر سخت درد میں مبتلا تھا کہ میں نے پٹھانے خاں قوال کی طرز پر مناجات کرنا شروع کر دی کمرے کے ایک کونے میں مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ گری زاری شروع کر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بڑا کوئی حکیم نہیں کوئی ڈاکٹر نہیں۔ میرا دین بھی توں میرا ایمان بھی توں میرا دین تے قرآن بھی توں۔۔۔۔۔) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تکلیف دور فرما دیں۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ بتاؤ تمہیں درد کہاں ہوتا ہے میری درد والی جگہ پر دست شفقت رکھا میں نے اپنے سر کر ہلا کر ہاں کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری درد والی جگہ پر ہاتھ پھیرا۔ میری آنکھ کھلی تو درد غائب تھا اور آج 2010 تک وہ درد دوبارہ نہیں ہوئی۔ پنڈلی میں کبھی درد ہو یا نہ ہو لیکن ران میں دوبارہ درد نہیں ہوئی۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ

06-11-09

جسم اور روح

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِیِّ يٰ اَيُّهَا الْبَرِّیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یٰ سَیِّدِیْ یٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یٰ سَیِّدِیْ یٰ حَبِیْبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! ایک جسم ہوتا ہے اور ایک روح ہوتی ہے۔ مثال کے
طور پر بندے میں روح بھی ہے اور جسم بھی ہے اگر روح نکل جائے تو پھر جسم کی
باقی کیا قیمت رہے گی اس کی کیا Value ہوگی، لوگ کہیں گے کہ جلدی دفن کر دو
بدبو نہ پھیل جائے۔ جسم خراب نہ ہو جائے نقص پیدا نہ ہو جائے اس لئے کسی
بندے میں جو اصل چیز ہے وہ روح ہے۔ جب تک روح ہے تو اس کی بڑی
Value ہے۔ بہت بادشاہ ہے صدر محترم ہے۔ کمانڈر ہے۔ بڑا نعت خواں
ہے۔ بڑا شاعر ہے بڑا سیاست دان ہے۔ بڑا مقرر ہے جب تک روح ہے تو
بندے کی بہت شان ہے بہت قدر و قیمت ہے۔ جیسے ہی روح غائب ہوئی تو وہ
بھی ختم شد۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، حفظ، جہاد اور شہادت کی روح
کیا ہے اور اس کا جسم کیا ہے۔ یہ بڑے بڑے اعمال ہیں یہ بڑی اعلیٰ درجہ کی
عبادات ہیں درود شریف کو بھی اس میں شامل کر لیں پھر جب ہمیں پتہ چل جائے
کہ جسم کیا ہے اور روح کیا ہے تو ہم اس روح کو حاصل کرنے کی کوشش کریں

گے۔ ذرا ایک حافظ کی ہی عظمت کو لے لیں اللہ تعالیٰ حافظ کو قیامت کے روز نورانی تاج پہنائے گا اس سے اتنی خوشبو اور نور نکلے گا کہ ہر بندہ ہی اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ لوگ حیرانی سے پوچھیں گے کہ یہ کون بندہ ہے بتایا جائے گا یہ حافظ قرآن ہے۔ حافظ صاحب کو حکم ہو گا کہ آپ جنت میں چلے جائیں۔ وہ عرض کرے گا یا اللہ میں اکیلا جنت میں نہیں جاؤں گا۔ میں اپنے والدین کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اس کے والدین بھی ان کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ۔ حافظ صاحب پھر بھی جنت میں جانے سے انکار کریں گے ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کیا بات ہے وہ کہے گا کہ میرے والدین کے بھی والدین ہیں میں ان کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ حافظ صاحب کے والدین اور نہال اور دوھیال بھی سب جنت میں چلے جائیں۔ اب پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کتنی پشتیں ایک حافظ صاحب کی وجہ سے جنتی ہو رہی ہیں حافظ صاحب پھر عرض کریں گے کہ یا اللہ میرے والدین کے جو نہال اور دوھیال ہیں ان کے بھی تو نہال دووھیال ہیں۔ وہ بھی میرے ساتھ جنت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو اجازت عطا فرمائیں گے یوں حافظ صاحب کی سات پشتیں نہال کی طرف سے اور سات پشتیں دووھیال کی طرف سے جنت میں داخل کر دی جائیں گی۔ ایک حافظ کتنے ہی بندوں کو جنت میں لے جائے گا۔ اگر یہی حافظ صاحب یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں تو پھر کیا ہوتا۔ حفظ بھی ہوتا قرأت بھی ہوتی اور عقیدہ یہ ہوتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں تو پھر ایسے حافظ صاحب کی تو اپنی ہی بخشش نہیں ہوگی وہ دوسروں کو کیا

بخشوائے گا۔ اسے تاج بھی نہیں پہنایا جائے گا اس نے پشتوں کو کیا بخشوانا ہے۔
 حفظ جسم ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور عظمت روح ہے دونوں کو
 ایک ساتھ ملاؤ تو یہ بہت اہمیت کی حامل ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 ایک شان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں لیکن یہ قادیانی کیا عقیدہ
 رکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں ان کے بعد اور بھی
 نبی آسکتے ہیں۔ کیا قادیانی حافظ نہیں ہیں کیا وہ قاری نہیں ہیں۔ کیا وہ نماز تراویح
 نہیں پڑھاتے۔ وہ یہ سارے اعمال کرتے ہیں تو پھر ان کے حافظ کا کیا انجام
 ہے۔ آپ کی پارلیمنٹ نے انہیں مرتد قرار دیا ہے اور جو مرتد ہے اس کی سزا ابو
 جہل سے بھی زیادہ بدتر ہے اس لئے حفظ میں عظمت تلاش نہ کرو۔ اگر صحیح عقیدہ ہو
 تو پھر حفظ بڑی عظمت والی چیز ہے۔ اور اگر عقیدہ صحیح نہیں ہے تو پھر سو حفظ بھی کام
 نہیں آئیں گے۔ نہ اپنی بخشش اور نہ ہی اپنی پشتوں کی بخشش کا بہانہ بنیں گے۔
 ایسے حافظ نے محنت تو بہت کی ہے تین چار سال کا عرصہ اس نے لگایا ہے۔ حفظ کے
 بعد اس کا یاد رکھنا اور بھی مشکل ہے۔ روزانہ دو تین سپارے کا ورد کرنا ضروری
 ہے ورنہ حفظ بھول جاتا ہے لیکن اس کی یہ ساری محنت ضائع جاتی ہے یہ سوائے
 مشقت کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے
 کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر شان کو مانا جائے اگر یہ ہے تو پھر حفظ بھی
 قبول ہے۔ قرأت بھی قبول ہے۔ اب سوال ہے کہ اگر کوئی عیسائی نعت پڑھے وہ
 بڑا خوش الحان بھی ہو بڑی سرور آنے والی آواز بھی رکھتا ہے ترنم بھی ہے اور جب
 کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ۔

سو کھلیں گے اس کیلئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گئی

عیسائی نے سنی بھی ہے اور پڑھی بھی ہے تو کیا تمہارے خیال میں اسے بھی کچھ صلہ ملے گا۔ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا نبی ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ میرا نبی تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حالانکہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے۔ انجیل منسوخ ہو گئی ہے اب اگر کوئی کتاب موجود ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہے اور نبی ہے تو وہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے نعت خوانی میں روح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ایک اعلیٰ عبادت ہے اس کی جزا خود اللہ تعالیٰ ہے تو پھر کتنی بڑی عظمت والی چیز ہے۔ تمام عبادات کے لئے ان کی جزا اور ثواب الگ الگ ہیں۔ کسی کے لئے جنت کسی کے لئے حوریں لیکن روزے کا جو ثواب ہے اور جو اس کا انعام ہے وہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی انعام ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ایسا ہوگا کہ اس کے پاس نمازیں بھی ہوں گی روزے بھی ہوں گے۔ حج بھی ہوگا۔ زکوٰۃ و قربانی صدقہ و خیرات بھی ہوں گے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کے بہت اعمال ہیں بڑے کارنامے ہیں اس کو جنت میں داخل کر دو۔ ایک اور آدمی کھڑا ہو جائے گا عرض کرے گا کہ یا اللہ اس نے مجھ سے قرضہ لیا تھا جو واپس نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کا قرضہ ادا کرو۔ وہ کہے گا کہ یا اللہ اب یہاں میرے پاس تو کوئی رقم وغیرہ نہیں ہے میں کس طرح سے ادا کروں اللہ تعالیٰ

فرمائے گا کہ اس کے قرضے کے عوض میں اس کی نمازیں قرض خواہ کو دے دو۔ نمازیں وہ قرض خواہ اپنے قرض کے عوض میں لے جائے گا۔ ایک اور آدمی کھڑا ہو جائے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے گالی دی تھی مجھے مارا یا تھا اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ اس کے حج اس کو دے دو۔ اس طرح سے وہ حج کے ثواب بھی دے دے گا۔ ایک اور دعویٰ رکھتا ہو جائے گا کہ یا اللہ اس نے مجھ سے بھی فلاں زیادتی کی تھی اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ اس کے دوسرے اعمال کے ثواب اس دعویٰ کو دے دو۔ اس طرح سے ہوتے ہوتے وہ جتنی اپنے تمام اعمال کا ثواب دوسرے دعویٰ داروں کو دے کر خود ہر قسم کے ثواب سے فارغ ہو جائے۔ صرف روزہ کا ثواب اس کے پلے میں باقی رہ جائے گا، نمازیں، حج، زکوٰۃ، درود شریف قربانی خیرات صدقات تمام چلے گئے۔ صرف روزہ باقی رہ گیا لیکن اس کے خلاف مدعی اور دعویٰ دار اب بھی بہت سارے باقی ہیں ہر کوئی اس سے جنت کا حصہ طلب کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے کا انعام میں ہوں۔ اس کے خلاف جتنے مرضی دعویٰ دار پیدا ہو جائیں میں ان سب کو بھی حصہ دے کر ان کو بخش دیتا ہوں اور اس روزہ دار کو بھی بخش کر اسے جنت میں داخل کرتا ہوں یہ روزے کی عظمت ہے لیکن اگر اسی روزے دار کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کر سکتے تو اس کا روزہ بھی گیا۔ بھوک پیاس ضرور ہے۔ عَامِلَةٌ نَاصِيَةٌ (۳) ”کام کریں مشقت جھلیں۔“ بے دین کی کوئی نیکی قبول نہیں ہے۔ اس لئے بخشش کا بہانہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو ماننا ہے یہ روح ہے اس کو اپناؤ روزہ، نماز، نعت، درود شریف، حج، زکوٰۃ ضروری ہیں حج پر بہت لوگ جا

رہے ہیں۔ پہلی نظر جب بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حجر اسود کا بوسہ لیتا ہے تو وہ حاجی کے سارے گناہ چوس لیتا ہے آپ زم زم پی کر جو دعائیں وہ قبول ہے ان باتوں کے باوجود اگر حاجی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے تو اس کا حج کا سارا خرچہ دواڑھائی لاکھ بھی ضائع ہو گیا سفر کی جو صعوبتیں جھیلیں وہ بھی گئیں۔ سردی بھی برداشت کی۔ دھکم پیل بھی برداشت کی۔ رات مزلفہ میں ٹھہریں گے وہاں سخت سردی کی رات ہوگی۔ حج سارے کا سارا بڑی مشقت اور بھاگ دوڑ ہے اگر اسی حاجی کا نظریہ ہو کہ میں نے مکہ مکرمہ سے ہی واپس چلے جانا ہے میں نے مدینہ شریف حاضری نہیں دینی ہے وہاں کیا رکھا ہوا ہے وہاں تو قبر پرستی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں اب مردوں کے پاس کیا لینے کے لئے جانا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ حج کر کے نہیں گیا بلکہ مجھ پر جھا کر کے گیا ہے اس جھا کے دس گناہ ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ کی لعنت اس پر ہوتی ہے اور اس کا مذہب چھین لیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ روح ہے۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روح ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان روح ہے۔ جس میں آگئی وہ اکیلی ہی کافی ہے۔ مفتی محمد امین دامت برکاتہ العالیہ نے بہت واضح کر کے لکھا ہے کہ ایک جنگ ہو رہی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم از خود شامل ہیں ایک مسلمان مجاہد بڑا جنگ جو ہے بڑی نکوار چلا رہا ہے اور کافروں کو قتل کر رہا ہے بڑی بہادری کے جوہر دکھا رہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی بڑی تعریف فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بڑے حیران ہوئے کہ اگر ایسا آدمی بھی جہنمی ہے تو پھر جنتی کون ہوگا ہم سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکا اور اس نے پتہ نہیں کہ کتنے کفار جہنم رسید کر دئے ہیں جنگ کرتے کرتے وہ آدمی خود بھی بہت زخمی ہو گیا اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے بھی خودکشی کر لی۔ صحابہ کرام بھاگتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے خودکشی کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ منافق تھا میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ وہ جہنمی ہے۔ اس نے جہاد میں حصہ ضرور لیا ہے۔ اس نے قتال بھی کیا ہے لیکن خودکشی کر کے حرام کی موت مر گیا ہے۔ کہ یہ منافق تھا۔ میری شان شفاعت۔ میرا علم غیب نہیں مانتا تھا۔ اگر کوئی جہاد میں شامل ہو اور اس سے ایک بھی کافر قتل نہ ہو سکا ہو تو وہ جنتی ہے، نمازی ہے بشرطیکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو مانتا ہو ایک شخص فوت ہو گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے لیکن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں یہ بہت ہی گناہ گار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی اور بھی شخص ہے جو اس مرنے والے کے کردار سے متعلق بتائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بتا رہے ہیں کہ اچھا بندہ نہیں تھا۔ گناہ گار تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اتنا علم ہے کہ فلاں جنگ میں ایک رات میں نے اس کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا پہرہ دیا تھا کہ اگر رات کو دشمن شب خون مارے تو ہمیں کوئی ٹکوار لگ جائے لیکن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آؤ اس کا جنازہ پڑھیں، نماز جنازہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ خدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر یہ قسم اٹھاتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ یہ مجھ پر اپنی جان نثار کرنے کے لئے تیار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت عطا کر دی ہے۔ یہ روح ہے۔ ایک کاتب وحی تھے۔ جب وحی کا نزول ہوتا تو وہ اس کو لکھ لیا کرتے تھے اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رفاقت سے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نظر آنے شروع ہو گئے اور وحی کے نزول کا بھی علم ہونا شروع ہو گیا۔ اس نے کہا شروع کر دیا کہ وحی کے نزول اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد کی جو فضیلت ہے وہ مجھ میں آگئی ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی خاص وصف نہیں ہے یہ اتنا وصف تو مجھے بھی حاصل ہو گیا ہے۔ میں بھی یہ دیکھ سکتا ہوں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کیا لے کر آئے ہیں۔ یہ کوئی خاص بات نہیں ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہی ہوں۔ آج بھی لوگ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہی ہیں اور وہ بھی ہماری طرح کے ہی ہیں۔ وہ بھی بشر ہیں ہم بھی بشر ہیں بڑے دعوے یہ کہتے پھرتے ہیں اس صحابی کا انجام دیکھو کہ کیا ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ اے زمین جب یہ مر جائے تو اسے قبول نہیں کرنا اس کو اپنے اندر دفن نہیں ہونے دینا۔ پوری روئے زمین کے ہر ٹکڑے نے یہ حکم سن لیا جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر اگل دیا پھر دفن کیا تو زمین نے پھر باہر اگل دیا۔ بارہ مرتبہ اسے مختلف جگہ پر بھی دفن کیا گیا۔ کافی گہرا کر کے بھی دفن کیا گیا لیکن زمین نے

کسی حالت میں اسے قبول نہیں کیا۔ ہر دفعہ اسے باہر نکال کر پھینک دیا۔ باہر ہی گل سڑ کر ختم ہو گیا۔ یہ کاتب وحی تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا جب غلامی سے برامری تک آیا تو یہ انجام ہو گیا۔ غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روح ہے اور کاتب وحی ہونا جسم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنا کتنی عظیم چیز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کتنا عظمت والا ہے اگر ایمان کے حالت میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمحہ کے لئے ہی ہو جائے تو صحابی بن جاتا تھا۔ اور جنتی ہو جاتا ہے۔ کسی بھی زمانہ کے ستر ہزار غوث ہوں ان کی عظمت ایک طرف اور صحابی گھوڑی پر سوار ہو اور اس گھوڑی کے پاؤں سے مٹی اڑے تو اس مٹی کی عظمت ان ستر ہزار غیاث سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس سے راضی اور وہ مجھ سے راضی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں جس نے جس کی بھی افتداء کی وہ قلاح پا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔ لیکن اگر وہی صحابی یہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت نہیں کر سکتے تو وہ منافق ہو گا۔ وہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے تو وہ بھی منافق ہے۔ کہاں گئی زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں یہ کہ ہدایت کا ستارہ بنا ہوا تھا اور کہاں یہ کہ اب کوئلہ بھی نہیں رہا۔ تباہ و برباد ہو گیا۔ لہذا روح کیا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو ماننا ہے اگر شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا ہے تو پھر بڑا کچھ ہے۔ کہتے ہیں کہ درود شریف ہر حال میں قبول ہوتا ہے۔ نماز پڑھی لیکن کوئی سرٹیکلیٹ نہیں کہ یہ قبول ہو گئی ہے۔ روزہ رکھا قربانی کی۔ کوئی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ قبول ہو گئی ہے۔ یہ ظن ہے کہ قبول ہو گئی ہے۔

ورنہ یہ رد بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن درود شریف ہر حال میں قبول ہے لیکن درود شریف پڑھنے والا بندہ خواہ وہ کڑوڑوں اربوں مرتبہ روزانہ پڑھنے والا ہی کیوں نہ ہو وہ کہہ دے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے جیسے ہیں وہ تو فوت ہو گئے ہیں۔ اب وہ سن نہیں سکتے انہیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ تو پھر اس کا درود شریف بھی قبول نہیں ہے۔ مفتی محمد امین دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں کہ بدعتیہ کا درود شریف بھی قبول نہیں ہے۔ لہذا روح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ اگر شان ہے تو درود شریف بھی ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم ہستی ہیں آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور مراد ہیں اور باقی سارے اور ہم بھی مرید ہیں۔ آپ کے عظیم کارنامے ہیں شریعت کا نفاذ بڑا سختی سے تھا۔ خود شریعت کے پابند تھے اور دوسروں کو بھی ڈنڈے کے زور پر شریعت کے عامل بناتے تھے پورے زمانے کو شریعت کے پابند کیا کرتے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیوی بچوں سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ مال و اسباب سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ فرمایا کہ کیا تمہیں اپنی ذات سے بھی زیادہ مجھ سے محبت ہے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہیں۔ فرمایا کہ پھر کچھ بھی نہیں بنا ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو شرح صدر ہو گیا۔ اور سمجھ آ گئی پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں فرمایا کہ اے

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کام اب بنا ہے اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا جا رہا ہے کہ جو عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں کہ جب تک تمہیں میری ذات سے اتنی شدید محبت نہ ہو جائے کہ یہ تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز ہو جائے تب تک ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار اور احوال و اعمال کو جسم سمجھیں اور اس کی روح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں سمجھانے کیلئے ایک مثال بیان فرمائی۔ بڑے شیطان نے اپنے چھوٹے شیاطین کو اپنے پاس بلایا اور ان سے پوچھا کہ انہیں کام کرنے میں کوئی مسئلہ کوئی رکاوٹ کوئی دقت کوئی مشکل تو نہیں آتی۔ کام ٹھیک طرح سے چل رہا ہے کہ نہیں لوگوں کو ورغلا یا جا رہا ہے کہ نہیں۔ انہیں لئے رستے پر ڈالنے میں کامیابی ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی ہے۔ تم اپنے مشن میں کامیاب ہو رہے ہو کہ نہیں۔ چھوٹے شیطانوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

جو غریب مسلمان ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی جان بھی وار دینے کو ہر دم تیار رہتے ہیں۔ ہم انہیں بڑا لالچ دیتے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آتی ہے تو وہ ان کی خاطر ہر قربانی دینے کو تیار ہو جاتے ہیں اور وہ باز نہیں آتے ہمیں بتاؤ کہ ہم ان کے لئے کیا کریں۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

وہ موت سے نہیں ڈرتا لیکن ہم ان کو موت سے ڈرانا چاہتے ہیں جب تک

آدمی اپنی موت سے بے خوف اور غرور نہ ہو جائے وہ مجاہد نہیں بن سکتا۔ امریکن جو افغانستان یا عراق میں شکست کھا رہے ہیں وہ اصل میں موت سے ڈرتے ہیں۔ مسلمان کبھی موت سے نہیں ڈرتا ہے۔ کافر موت سے ڈرتا ہے۔ مسلمان اسے شہادت سمجھتا ہے۔ اور شہادت کی تمنا کرتا ہے۔ بڑے شیطان نے کہا کہ میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ مسلمان کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت ہوتی ہے وہ محبت اگر تم نکال دو تو پھر وہ بھی ڈر جائیں گے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

اس کے دل سے روح محمد نکال دو

اس کو آپ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لیں یا محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لیں مسلمان کے لئے جہاد کرنے کی جو اصل روح ہے وہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے باقی جسم ہے۔ اللہ تعالیٰ منافق سے بھی کام لے لیتا ہے۔ یہ دہشت گرد تمام منافق ہیں۔ خود کشی حرام ہے اور یہ خود کش حملہ کو جہاد قرار دے رہے ہیں آپ جانتے ہی ہیں کہ ان کا تعلق کس فرقہ سے ہے۔ جو کوئی بھی یہ ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بھی کام لے رہا ہے۔ مومن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہوتا ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہوتا ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا ہی اصل روح ہے۔ غیر مسلموں نے بڑی اچھی نعت شریف لکھی ہیں لیکن ان میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اگر روح ہوتی تو ضرور کلمہ شریف پڑھ لیتے۔ نماز مومن کی معراج ہے اور جب بندہ سجدہ کرتا ہے

تو وہ قرب الہی میں ہوتا ہے۔ شیطان نے سب سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں اور پڑھ رہا ہے۔ لیکن اسے قرب الہی حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ اس کی عبادات جسم ہیں اور اس کی روح حضرت آدم علیہ السلام کا ادب تھا۔ شیطان سے ادب حضرت آدم علیہ السلام نہیں ہو سکا اگر وہ ادب کر لیتا تو وہ بھی کامیاب ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی کام ہیں ان میں ایک بات نہایت واضح ہے کہ اس میں جو محرک چیز ہے جو اس میں Motivation ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا ہے۔ فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا تو پھر روح کون ہے۔ فرمایا کہ میں کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا اگر اسے پیدا نہ کرتا ہوتا اب دیکھیں کہ کائنات کو پیدا کرنے کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ کائنات اگر جسم ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی روح ہیں فرمایا کہ میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہیں کرتا اس سے بڑھ کر اور کیا نشانی Indication ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی اور منشا شامل ہوتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا کہ اس نور کے پر تو سے ہر چیز بنی ہے اس لئے ہر چیز میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کا پرتو موجود ہے تو پھر ہر چیز کی روح کیا ہے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں
وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے
پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایس صورتوں میں جان آ کہاں جان آ کہاں کہ جان جہاں آ کہاں
سچ آ کہاں تے رب دی شان آ کہاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
ہر شان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی محتاج ہے اور حضرت
علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ ہو یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
بزم دہر میں کلیوں کا تقسیم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
بزم ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے یہ سچے لوگوں کا عقیدہ ہے ان کے عقائد
اپناؤ گے تو بات بنے گی۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ العین

خطاب برہانس طاہر سلیم صاحب 22-11-09

خوف ورجا

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا. الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
دور حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
ربخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو آپ کی اک عنایت تو جہات بنتی ہے
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! آج محفل میں حاضری بہت ہی کم ہے لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی محفل میں تشریف لے گئے وہاں آپ کی تقریر تھی لیکن وہاں حاضری بہت تھوڑی تھی سامعین محفل چند ایک تھے۔ انتظامیہ نے عرض کی کہ حضرت صاحب آپ ذرا رک جائیں ابھی بیان نہ فرمائیں لوگ آجائیں تو پھر آپ تقریر شروع کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوں سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں کبھی کسی محفل میں بندوں کی حاضری کے لئے نہیں جاتا ہوں نہ ہی یہ دیکھتا ہوں کہ حاضرین کی تعداد کتنی ہے، میں تو محفل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے آتا ہوں۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مجھے پھر لوگوں کی حاضری کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ ہمیں بھی اپنی اس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ نظر نہیں آتے لیکن یہ یقین کامل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری محفل میں بھی تشریف فرما ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی قدر ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے میں وہاں موجود ہوتا ہوں۔ لہذا ہماری محفل میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ پھر ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ محفل کی تیاری کریں، دریاں، چٹائیاں ضرور بچھائیں۔ پھر یہ اعتماد اور یقین رکھو کہ آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلا تے ہیں۔

معزز حاضرین! ایک بڑا نازک اور مشکل مرحلہ ہے یا عنوان ہے کہ Topic ہے جو میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہ عالم دین میرے

پاس بیٹھے ہیں ان کا مجھے سہارا رہے گا۔ فرمایا گیا ہے کہ ایمان جو ہے وہ خوف اور امید کے درمیان ہے۔ خوف بھی رہنا چاہئے اور امید بھی رکھنی ضروری ہے خوف کتنا ہونا ضروری ہے اور امید کتنی دینی ضروری ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر کو اتنا واضح کیا ہے فرمایا کہ اگر صرف ایک آدمی نے جہنم میں جانا ہو تو مجھے خوف ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا اور اگر صرف ایک آدمی نے جنت میں جانا ہو تو مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ اس لئے ہمیں خوف اور رجاء میں ہی رہنا چاہئے۔ خوف کتنا رہنا چاہئے اس سے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جو سب سے زیادہ چیز کرتے ہیں وہ گناہ ہیں اگر ان گناہوں کی وجہ سے گرفتاری شروع ہو جائے تو انسان تو انسان رہے ان گناہوں کی وجہ سے پرندے، درندے، چمڑے تمام کے تمام ہی ان گناہوں کی وجہ سے پکڑے جائیں اور غرق کر دیئے جائیں۔ اس قدر گناہ ہم کرتے ہیں۔ یہ گناہوں کی فراوانی ہے اور ہم سب اس میں شامل ہیں جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم گناہ گار ہیں تو پھر اس میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے یقیناً ہم گناہ گار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ذرے ذرے کا حساب لوں گا۔ جب ہم ہیں ہی گناہ گار۔ گناہوں کے سوا ہمارے پلے میں کچھ اور ہے ہی نہیں تو ہم کیا حساب دیں گے۔ ہمارے پلے تو کوئی نیکی ہے ہی نہیں ہے۔ اور جس کا حساب ہو گیا وہ سمجھو ہلاک ہو گیا۔ کوئی بندہ بچ نہیں سکتا اور کوئی اپنے اعمال سے جنت میں جا نہیں سکتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اعمال کی بنا پر نہیں جاسکیں گے فرمایا کہ ہاں میں بھی اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں نہیں جاسکتا مجھے بھی

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لیں گے اگر ذرے ذرے کا حساب لیا جانا ہے تو ہم تو ایک ذرہ کا بھی حساب نہیں دے سکیں گے تو اس کا انجام جہنم ہوگا۔ کیا یہ خوف ہے کہ نہیں ہے۔ کیا کوئی امید نظر آتی ہے؟ ہم اپنی آنکھوں سے گناہ کرتے ہیں۔ اپنے کانوں سے کرتے ہیں، زبان سے کرتے ہیں۔ ہاتھوں سے کرتے ہیں، پاؤں سے کرتے ہیں۔ قیامت میں جب ہمیں پوچھا جائے گا تو ہم انکاری ہو جائیں گے کہ ہم نے تو گناہ کئے ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ منہ پر ٹیپ لگا کر بند کر دے گا اور ہاتھوں کو حکم دے گا کہ بتاؤ اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا کیا تھا۔ ہاتھ بتائیں گے کہ اس نے ہماری مدد سے چوری کی تھی اس نے دست اندازی کی تھی۔ اس نے دست درازی کی تھی۔ پاؤں بتائیں گے کہ یہ چل کر بُرے راستے پر گیا تھا۔ کان بتائیں گے کہ اس نے بُرا سنا تھا۔ آنکھیں بتائیں گی کہ اس نے نظر بد سے دیکھا تھا۔ میرے اعضاء میرا ساتھ نہیں دیں گے بلکہ وہاں یہ الٹ ماجرا ہو جائے گا۔ میرے اعضاء میرے خلاف کو ایسی دیں گے۔ میرے اعضاء اللہ تعالیٰ کے کواہ ہوں گے۔ میرے کواہ نہیں ہوں گے تو پھر خوف ہی خوف ہوگا۔ سزا سے بچنے کی کوئی امید نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عمل سے جنت نہیں دینی ہے۔ بلکہ اپنے فضل و کرم سے دینی ہے۔ جس کو چاہوں گا اسے جنت میں داخل کروں گا۔ اس روز کون شفیق ہوگا، کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ ہم تو کسی حساب میں نہیں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اسمِ ختم کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے تو انبیاء علیہم السلام بھی رک جائیں گے۔ وہ بھی چل نہیں سکیں گے۔ خوف سے بول نہیں سکیں گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں جھولی پھیلا لیں

گے اور شفاعت کی خیرات مانگیں گے یہ تو انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے، وہاں ہماری کیا اوقات ہے۔ لوگ پینہ میں غرق ہوں گے۔ اتنا پینہ آگے گا کہ کسی کے مجھے تک، کسی کے کھٹنے تک، کسی کی کمر تک اور کسی کے کاندھوں تک، کسی کے گردن برابر اور کوئی پینہ میں غرق ہوگا۔ اتنا پینہ ہوگا کہ اس میں اگر چاہیں تو کشتیاں اور جہاز بھی چل سکیں گے۔ یہ ہماری اوقات ہے اور یہ ہمارا انجام ہے۔ شیطان کہتا ہے کہ میں تمہارے آگے سے بھی آؤں گا، پیچھے سے بھی آؤں گا۔ دائیں سے بھی آؤں گا، بائیں سے بھی آؤں گا اوپر سے بھی آؤں گا، تمہیں ورغلاؤں گا، تمہیں اُلٹے رستے پر ڈالوں گا تمہیں ہدایت نہیں آنے دوں گا تمہیں گناہوں میں پھنساؤں گا جب اسے اتنا تصرف حاصل ہے تو پھر ہم سے نیکیاں کس طرح سے ہو سکیں گی۔ ہم تو ہر دم گناہوں میں ہی مبتلا رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی گنہگار سے بھی گنہگار ہو گا وہ جب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر مجھ سے معافی مانگ لے گا، مجھ سے اپنی بخشش طلب کرے گا تو میں اس کو بخش دوں گا۔ یہ امید ہے، یہ رجا ہے، لیکن جو یہ سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت نہیں کر سکتے۔ وہ شفاعت کے منکر ہیں۔ پھر ان کے لئے شفاعت ہوگی بھی نہیں وہ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ یہ خوف ہے۔ خوف منافقین کافرین اور مشرکین کے لئے ہوتا ہے اور امید یا رجا مومنین کیلئے ہے۔ **فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ** (الزلزال ۷) ”تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرنے اسے دیکھے گا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہر مومن اور کافر کو روز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ

مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اس کی بدیاں معاف کر دے گا اور اس کی نیکیوں پر اس کو ثواب عطا فرمائے گا اور اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ یہ امید ہے رجا ہے۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (الزلزال ۸) ”اور جو ایک ذرہ بھیرائی کرے اسے دیکھے گا۔“

فرمایا کہ کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی اس کی نیکیاں اس کے کفر کے باعث اکارت جائیں گی اور اس کی بدیوں پر اس کو عذاب دیا جائے گا یہ خوف ہے۔ کافر نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا میں ہی پالے گا اور جب دنیا سے جائے گا تو اس کے پلے میں کوئی نیکی نہیں ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں ہی چکے لے گا اور پھر آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہیں جائے گی اور اس کی بخشش کا سامان بن جائے گا۔ یہ امید ہے اس لئے چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی کار آمد ہے اور چھوٹی سے چھوٹی بدی بھی وبال جان ہے۔ ذرے ذرے کا حساب ہو گا یہ کافرین کیلئے ہے اور مومن کی بخشش کے لئے فرمایا: لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (الزمر ۵۳) ترجمہ: ”اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“ مشرکین میں سے چند آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ بے شک سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بھی حق ہے اور سچا ہے لیکن ہم نے تو بہت بڑے بڑے گناہ کئے ہیں اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کر لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں تو کیا ہمارے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے تو

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم گناہ کر لو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی گناہ ہے وہ بخشے والا ہے وہ بہت مہربان ہے یہ مومنین کے لئے بشارت ہے۔ کافر چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو مانتا ہی نہیں ہے اس کو رحمت ملتی بھی نہیں اور آخر کار اپنے کفر کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔ یہ ان کے لئے خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہیں: **وَامْتَغْفِرْ لِنَبِيِّكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ** (محمد ۱۹)

”اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو“۔ اللہ تعالیٰ کا مومنین پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی غلاموں پر کس قدر کرم ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرما رہے ہیں کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کے لئے بخشش کی دعا کرو تو میں ان کو بخش دوں گا۔ شفاعت اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اور سفارش حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں جس سے ہم جیسے گناہ کار بخشے جا رہے ہیں یہ امید ہے یہ رجا ہے اور جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفع نہیں مانتے وہ اس دعا سے خارج ہیں۔ پھر ان کے لئے جہنم کا خوف ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے انہیں خبر ہونی چاہئے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے مومنین کی بخشش ہو رہی ہے۔ گناہوں کو مٹایا جا رہا ہے گناہوں کے بدلے نیکیاں مل رہی ہیں۔ فرمایا: **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا** (النساء ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے حضور

حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور گناہ گاروں کی بخشش کی امید کے لئے ہے کہ اگر کوئی گناہ کر لے کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور معافی مانگے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے بخشش طلب کریں تو اللہ تعالیٰ اس گناہ گار کو بخش دیتا ہے۔ یہ بات صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات طیبہ میں ہی نہ تھی بلکہ بعد از وصال شریف بھی وہی کرم چل رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق پوچھا۔ اسے بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔ وہ اعرابی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر کھڑا ہوا اور مذکورہ بالا آیت پڑھ کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں میری بخشش کے لئے دعا فرمائیں۔ قبر انور میں سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اب جو لوگ مدینہ شریف جانے سے روکتے ہیں اور خود بھی وہاں حاضر نہیں ہوتے تو وہ اس آیت مبارکہ کے منکر ہیں اور قرآن مجید کی آیات کا منکر کافر ہے اور جہنمی ہے یہ ان کیلئے خوف ہے۔ ایسے لوگ اگر سبق سیکھنا چاہیں تو ان کیلئے یہی کافی ہے ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو فرشتے روضہ اقدس پر آتے ہیں تو وہ کس لئے آتے ہیں روضہ اقدس پر حاضری دینا فرشتوں کی سنت ہے اللہ تعالیٰ یہ نکتہ سمجھنے کی توفیق

عطا فرمائے۔ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اعمال کافی نہیں ہیں البتہ میں اللہ تعالیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا کہ پھر تو خوش ہو جا قیامت کے روز تو میرے ساتھ ہوگا۔ فرمایا کہ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ قیامت کے روز اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کے ساتھ جنت میں بھی رہے گا۔

جے میں اعمال دل دیکھاں تے ناصر کول کجھ وی نہیں

فقط امید بخشش دی محبت مصطفیٰ دی اے

یہ امید ہے کہ انشاء اللہ ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے صدقے بخش دیئے جائیں گے اور دوسرے جو اپنے آپ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہی سمجھتے ہیں ان کے دامن محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برامدی کا دعویٰ کرتے ہیں اپنے اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں ان کے لئے خوف ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔

آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (یونس ۶۲)

”سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم“

ولی اللہ کا دوست ہوتا ہے اسے قرب الہی نصیب ہوتا ہے اور اسے کن زبان عطا ہوتی ہے۔ اس کی ساری زندگی أَطِيعُ اللَّهَ وَأَطِيعُ الرَّسُولَ میں گزرتی ہے وہ ہر دم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہوتا ہے اس لئے وہ خوف سے آزاد ہوتا ہے اسے نہ تو اپنا کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دوستوں اور پیروکاروں کا کوئی

غم ہوتا ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے ولی اللہ جنتی ہے اور اپنے ساتھ اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی لے کر جنت میں جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہیں وہ داخل ہو جائیں۔ آپ ایک دروازہ پر جا کر رک جائیں گے فرشتے عرض کریں گے کہ حضرت صاحب جنت آپ کی مشتاق ہے آپ کی غنیمت ہے آپ تشریف لے چلے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائیں گے کہ میں جنت میں نہیں جاؤں گا فرشتے گھبرا کر پوچھیں گے کہ کیا ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا ہم آپ کو پروٹوکول نہیں دے سکے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائیں گے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں اپنے سے محبت کرنے والوں کو ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔ ان کے بغیر نہیں جاؤں گا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مطالبہ ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان کو اجازت ہے وہ جس کو چاہیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں۔ امید ہے کہ ہم جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں ان کے گیت گاتے ہیں ان کی مدح سرائی کرتے ہیں ان کی شان میں منقبت پڑھتے ہیں ضرور انشاء اللہ ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ اور وہ لوگ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ گالیاں دیتے ہیں ان کو جہنمی کہتے ہیں ان کے لئے ڈر ہے خوف ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے جو اپنے آپ کو ”علی“ کے ملنگ کہتے ہیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانتے ہیں ان کیلئے خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

فرمان ہی کافی ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو مجھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے میں اس کو معتری کی سزا (اسی کوڑے) دوں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے وہ اہل سنت میں سے ہی نہیں رہتا۔ اب یہ بات بندہ یا تو خود ولی بن جائے اگر یہ نہیں کر سکتا تو کم از کم ولی کا دوست بن جائے تو اس کی بخشش کی امید بن جائے گی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جتنا زہد اور تقویٰ تو ہم اختیار نہیں کر سکتے۔ ہمارا وضو تو ایک نماز سے دوسری نماز تک قائم نہیں رہتا اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک نماز عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے غلام بن جاؤ ان کے گیت گاؤ گے تو وہ فرماتے ہیں۔

مریدی لا تحف کہہ کر قسلی دی غلاموں کو

حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

اس سے پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے کہ اگر کسی نے کسی ولی کو پانی کا ایک گلاس بھی پلایا ہوگا وہ بھی جنت میں اس ولی کے ساتھ جائے گا جس نے کسی ولی کو وضو بھی کرایا ہوگا وہ اس ولی کی معیت میں جنت میں جائے گا یہ تمام تر امید مومنین کے لئے ہے۔ اور جو اولیاء اللہ کی شان کو ہی مانتے ہیں بیعت کو نہیں مانتے ان کے لئے حشر میں بھی اور اس دنیا میں بھی ڈر اور خوف ہی ہے۔ قیامت کے روز جب آواز پڑے گی کہ اپنے اپنے پیر صاحب کے ساتھ مل کر جنت میں چلے جاؤ پھر بیعت کے مکروں

کو خوف ہوگا۔ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۳۹) ”تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اس کی توبہ قبول فرما لے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“ کچھ لوگ ہیں جو بے علمی کی وجہ سے گناہ کر لیتے ہیں پھر جب ان کو علم ہو جائے کہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو وہ جھٹنی جلدی ہو سکے اس گناہ سے توبہ کر لیں اور آئندہ کے لئے وہ اس گناہ سے پرہیز کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتے ہیں معاف کر دیتے ہیں۔ یہ امید ہے۔ قیامت کے روز ایک ایسا ہی آدمی پیش ہوگا کہ جس کے گناہ توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہوں گے، اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ گناہ کیا تھا، وہ اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کا یہ گناہ مٹا دو اور اس کے بدلے میں اس کو نیکی دے دو۔ پھر دوسرے گناہ سے متعلق پوچھا جائے وہ اس کا بھی اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدلے میں نیکی عطا کر دے گا اس طرح سے اس کے سارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور ان کے بدلے نیکیاں عطا کر دی جائیں گی۔ اور وہ بندہ جنت کا حق دار بن جائے گا توبہ اس گناہ کے لئے ہے جو لاعلمی میں کیا جائے۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا رَحِيمًا (النساء: ۱۷) ”وہ توبہ جس کا قبول کر لیا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہی کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کر لیں۔ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ

السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحْلَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْفَنَ وَلَا لِيِنَّ
يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَلْنَا لَهُمْ ذَلَالًا يَّئِيمًا (النساء ۱۸) ”اور تو بہ
ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو
موت آئے تو کہے کہ اب میں نے تو بہ کی اور نہ ہی ان کی جو کافر میں۔ ان کے
لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے“ یہ خوف ہے کفار کے لئے ہے اور ان کے
لئے جو ساری زندگی گناہوں پر اصرار کرتے رہیں۔ کافر مشرک کی تو بہ قبول نہیں
ہوتی۔ ان کے لئے تو دردناک عذاب کا خوف ہی خوف ہے۔ جو مومن لوگ غلطی
سے لاعلمی میں گناہ کر بیٹھتے ہیں اور جب علم ہو جاتا ہے تو فوری طور سے توبہ کر لیتے ہیں
اور پھر اس گناہ کی طرف مائل نہیں ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی توبہ قبول
فرما لیتے ہیں ان کے گناہوں کے بدلے ان کو نیکیاں عطا فرما دیتے ہیں جو ان کی
بخشش کے لئے امید بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رحمت کی امید میں رہیں
اس کی رحمت سے مایوس یا ناامید نہ ہوں۔ اَلَا خِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
عَلُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِينَ يَعْبادِ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ يَحْزَنُونَ
(الزخرف ۶۸-۶۷) ”گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے
مگر پرہیزگار۔ ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج تم پر نہ کوئی خوف ہے
اور نہ ہی تم پر کوئی غم“۔ پہلی آیت مبارکہ کافرین منافقین کے لئے ہے اور دوسری
مومنین کے لئے ہے کافر جو اس دنیا میں ایک دوسرے کے بہترین دوست ہوں
گے قیامت کے روز جب ان کو اپنے انجام کی خبر ہوگی تو وہ ایک دوسرے سے
لڑیں گے باہم ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے اور ایک دوسرے پر الزام

تراشی کریں گے کہ دنیا میں رہتے ہوئے تم نے مجھ سے یہ گناہ کروائے۔ پھر انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائے گا جہاں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ یہ خوف ہے لیکن جو لوگ اس دنیا میں تقویٰ اختیار کئے ہوئے ہوں گے وہ قیامت کے روز بھی ایک دوسرے کے دوست ہوں گے ان پر نہ کوئی خوف ہوگا کہ وہ جہنم میں جائیں گے نہ ہی ان پر کوئی اپنے دوستوں کا جہنم میں جانے کا غم ہوگا۔ وہ جنت میں جائیں گے ان کے ساتھی ان کے پیروان کے نام لیوا بھی ان کے ساتھ جنت میں داخل کروئے جائیں گے یہ امید ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امید اور خوف مومن کی دو سواریاں ہیں ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مجھے آگ میں نہ پھینک دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جو حالت نزع میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم میں اللہ کی رحمت کا امیدوار بھی ہوں اور اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ امید اور خوف دونوں جس بندے کے دل میں ایسے موقع پر جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا کرتا ہے جس کی اسے امید ہوتی ہے اور اسے محفوظ رکھتا ہے اور امن میں رکھتا ہے اس چیز سے جس سے وہ ڈرتا ہے آدمی جب تک تندرست ہے صحت مند ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے خوف میں رہنا بہتر ہے تا کہ گناہوں سے بچا رہے اور جب اس پر موت طاری ہونے لگے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی

امید رکھنا افضل ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور اللہ تعالیٰ کے انعام کی امید
پرندے کے دو پروں کی مانند ہیں اگر یہ دونوں برابر ہیں تو پرواز بھی صحیح ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے جہنم کی آگ بطور رحمت پیدا فرمائی ہے کہ اس
کے ذریعہ سے وہ ان کو ڈراتا ہے تاکہ گناہوں سے بچے رہیں اور نیکیوں کی طرف
راغب رہیں تاکہ وہ ان کی بخشش کا بہانہ بن جائیں حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ
اپنی دعا میں یوں عرض کرتے کہ الہی مجھے خوشی صرف ایمان کی وجہ سے ہے اور مجھے
خوف اس بات کا ہے کہ کہیں یہ مجھ سے چھن نہ جائے لیکن مجھے امید ہے کہ جب
نک میرے دل میں تیرا خوف ہے مجھ سے ایمان چھینا نہیں جائے گا۔ اللہ کے
بندے وہ ہیں جو خوف ورجاء میں رہتے ہیں۔

آؤ سلام پڑھتے ہیں

خطاب برہانش میاں مقبول حسن صاحب

05-11-09

سوال جواب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَسِيحِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَائِكَ يَا مَسِيحِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! میں اور پروفیسر صاحب ٹیچر ہیں اور ٹیچر ہمیشہ سوال ہی پوچھتے
رہتے ہیں۔ میرا پہلا سوال آپ سے یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے سب سے زیادہ محبت کون کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ کچھ لوگ مجھ سے بہت زیادہ محبت
کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے سوچا کہ شاید یہ ہم ہی ہیں۔
فرمایا کہ آپ نہیں ہیں بلکہ وہ آپ کے بعد میں آئیں گے یعنی وہ صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کے بعد میں آئیں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون خوش نصیب لوگ ہوں گے۔ فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہوں
گے جن کی تمنا یہ ہوگی کہ ہماری اولاد ہماری جان ہمارا مال اللہ تعالیٰ لے لے اور
ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دیدار کرادے اس لئے جن کی دعا یہ

ہے کہ دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ان لوگوں
 میں ہی شامل ہو جائیں گے یہ دعا وہی کرتے ہیں کہ جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ ایک کافر ایک بزرگ کے پاس آیا اور
 کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نظر تو آتے نہیں ہیں پھر آپ اس کو بن دیکھے کس طرح سے
 مانتے ہیں اور کیوں مانتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی
 ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہوتا ہے پھر بندے کو اس کے گناہ کرنے کی
 سزا کیوں ملتی ہے۔ اگر وہ گناہ کرتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی (نعوذ باللہ) سے
 ہی کرتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے وہ تاری
 ہے پھر اسے اگر جہنم میں بھی ڈال دیا جائے تو اس کو کیا فرق پڑے گا۔ آگ کو
 آگ میں ڈال دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے جہنم میں ڈال دینے سے
 بھی اس کو کوئی سزا نہیں ہوگی۔ ان بزرگوں نے ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھا کر زور سے
 اس کافر کو مارا۔ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس نے مقدمہ دائر کر دیا۔ وہ بزرگ
 عدالت میں بلائے گئے وہ حاضر ہو گئے۔ مقدمہ چلا اور پوچھا گیا کہ آپ نے اس
 کو ڈھیلا کیوں مارا ہے فرمایا کہ میں نے اس کو ڈھیلا نہیں مارا بلکہ اس کے سوال کا
 جواب دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا اللہ کے
 حکم کے بغیر تو کوئی پتا بھی نہیں مل سکتا۔ پھر اللہ کے حکم کے بغیر اس کو میں نے ڈھیلا
 کس طرح مار دیا۔ وہ میں نے خود نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا ہی یہی تھی
 سو وہ پوری ہو گئی۔ تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ اس کو درد ہوتی
 ہے تو مجھے تو درد نظر نہیں آتی ہیں کس طرح سے یقین کر لوں کہ اس کو درد ہو رہی

ہے۔ اگر یہ در نظر آئے بغیر مانتا ہے کہ درد ہے تو میں بھی اللہ تعالیٰ کو بن دیکھے مانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے خواہ وہ نظر نہ ہی آئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں نے اس کو مٹی کا ڈھیلا مارا اس کا جسم بھی مٹی کا بنا ہوا ہے۔ مٹی کو مٹی ماردی گئی تو کیا فرق پڑا اسی طرح سے کہ جب آگ کے بنے ہوئے شیطان کو آگ میں ڈال دیا جائے تو اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ خود ہی اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ لہذا میں بے قصور ہوں میں نے تو صرف اس کے سوالوں کے جواب دئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عقل عطا فرمائی ہے تو یہ بھی عقل سے کام لے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ یہودیوں کی عید ہے ان کی محفل لگی ہوئی ہے آپ جا کر اس محفل میں بیٹھ جائیں۔ آپ نے یہودیوں جیسا لباس پہن لیا اور یہودیوں کی مجلس میں جا بیٹھے۔ یہودیوں کا بڑا راہب آیا جس نے تقریر کرنا تھی۔ لوگوں کا بہت ہجوم تمام اس کی تقریر سننے کیلئے دور دراز آئے ہوئے اس کیلئے بڑے بے چین انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس راہب نے تقریر شروع کی لیکن وہ اس کو نبھانہ سکا کبھی کوئی بات کبھی کوئی موضوع اور کبھی کوئی عنوان بدلتا رہا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی لوگ تنگ آ گئے اور اسے طعن وغیرہ کرنے لگے تو اس نے کہا کہ آج ہماری محفل میں کوئی محمدی آ گیا ہے اس کے نور سے میرا سارا علم سلب ہو گیا ہے۔ میں کوئی بات کرنے کے قابل نہیں رہا۔ لوگوں نے کہا کہ اس محمدی کو تلاش کر لو۔ اس راہب نے کہا کہ اے محمدی تجھے تیرے نبی کی قسم ہے تو جہاں کہیں بھی ہے کھڑا ہو جا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگا کہ آپ نے میرا سارا علم سلب کر لیا ہے میں تم سے چند سوال کرتا ہوں اس نے سو سے زائد سوال کئے اور

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے سب کے جواب دئے ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ وہ کون سے جھوٹے ہیں جو جنت میں جائیں گے فرمایا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں انہوں نے جھوٹ بولا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے حالانکہ بھیڑیے نے آپ کو نہیں کھایا تھا۔ بعد میں وہ تائب ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو معاف کر دیا تھا اب وہ جنت میں جائیں گے حالانکہ ان کے متعلق قرآن مجید نے فرمایا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ یہودی راہب نے کہا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ وہ کون سے ہیں جو جہنم میں جائیں گے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ عیسائی اور یہودی ہیں جب عیسائی کہتا ہے کہ یہودی بد مذہب ہے تو وہ سچا ہے اور جب یہودی کہتا ہے کہ عیسائی بد مذہب ہے تو وہ بھی سچا ہے اس طرح یہ دونوں سچے ہیں لیکن یہ دونوں جہنم میں جائیں گے یہودی راہب نے کہا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں آپ سچ کہہ رہے ہیں یعنی اسے معلوم ہے کہ وہ بد مذہب اور جھوٹا ہے لیکن پھر بھی وہ جھوٹ پر قائم ہے پھر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے اتنے سوال پوچھے ہیں اور سب کی تصدیق خود ہی کی ہے کہ جواب درست ہے اب میں بھی آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں آپ بتائیے کہ جنت کی چابی کون سی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے علم ہے کہ جنت کی چابی کون سی ہے لیکن اگر میں بتا دوں تو یہ سب لوگ مجھے ماردیں گے میں ان سے ڈرتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اتنے سوال کئے تو وہ تو ڈرے نہیں ہیں آپ کیوں ڈر رہے ہیں اس کے سوال کا جواب دیں تو اس نے کہا کہ جنت کی چابی ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہا اور کہنے لگا کہ اب خواہ آپ مجھے

جان سے بھی مار دیں۔ میں کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
مسلمان ہوتا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ آج اس واقعہ سے قبل وہ مسلمان کیوں نہ ہوا
حالانکہ وہ جانتا ہے کہ مذہب حق مذہب اسلام ہے اور جنت کی چابی بھی کلمہ شریف ہے
۔ پھر اس نے آج تک کلمہ کیوں نہ پڑھا اپنی ضد پر کیوں قائم رہا۔ اس کو یہ بھی پتہ ہے
کہ وہ جھوٹا ہے پھر بھی مسلمان نہیں ہوا۔ یہ ایک سوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علم کچھ
نہیں کرتا ہے جو کرتا ہے وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
میں جو نور محمدی موجزن ہے وہ جب اس یہودی پر پڑا تو اسے ہوش آگئی عقل سمجھ عطا
ہوگئی اور حق سچ کا علم ہو گیا اس پر سے حجاب اٹھ گیا تو آج اس نے کلمہ شریف بھی پڑھ
لیا۔ اب کیا آپ کو بھی جنت کی چابی کا علم ہو گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جہنم کی چابی
کون سی ہے۔ جہنم کی چابی یہ ہے کہ صرف اللہ اللہ ہی کرے صرف یا حی یا قیوم ہی کرتا
رہے۔ سبحان اللہ، الحمد للہ کا ذکر کرتا رہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہی اسم
گرامی نہ لے۔ ذکر اللہ تو کرے لیکن ذکر مصطفیٰ نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ذکر
تو ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو اس بندے کا یا اس محفل کا جنت
میں کوئی حصہ نہیں ہے وہ جہنمی ہے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ۔

ذکر حق چاہو نجدیو ذکر مصطفیٰ کے بغیر

یہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

جہنم کی چابی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ذکر نہ کیا جائے۔ قیصر روم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا
جس میں اس نے درج ذیل سوال کئے اور ان کے جواب طلب کئے۔ سوال یہ تھے کہ

(۱) وہ کون سی جگہ ہے جس کا کوئی قبلہ نہ ہو۔ (۲) کون ایسا شخص ہے جس کا کوئی باپ نہیں۔ (۳) کون ایسا شخص ہے جس کا کوئی سابقہ خاندان نہیں ہے۔ (۴) وہ کون شخص ہے جس کو لے کر اس کی قبر چلی ہو۔ (۵) وہ کون سی تین چیزیں ہیں جو کسی رحم مادر سے پیدا نہ ہوئی ہوں۔ (۶) مکمل شے، آدھی شے اور لاشے (نہ ہونا) کسے کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے ایک خالی بوتل بھیجی کہ اس میں دنیا کی ہر چیز کے بیج مجھے ارسال کئے جائیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط اور بوتل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دی تا کہ وہ جوابات سے نوازیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جوابات دئے وہ اس طرح سے ہیں فرمایا کہ (۱) ایسی جگہ جس کا کوئی قبلہ نہ ہو وہ خانہ کعبہ ہے۔ (۲) ایسا شخص جس کا کوئی باپ نہ ہو وہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (۳) ایسا شخص جس کا کوئی سابقہ خاندان نہ ہو وہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ (۴) ایسا شخص جس کو لے کر اس کی قبر چلی ہو وہ حضرت یونس علیہ السلام ہیں۔ (۵) ایسی تین چیزیں جو رحم مادر سے پیدا نہ ہوئی ہوں ان میں سے ایک حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذنب ہے جو جنت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہوا۔ دوسری قوم ثمود کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی تھی کہ جب قوم نے ان سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ اس پتھر پر چھڑی ماریں تو اس میں سے اونٹنی نکل آئے اور وہ نکلتے ہی پتھر بنے اور ایسا ہی ہوا۔ اور تیسری چیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک تھا کہ جب اس کو پھینک دیتے تھے تو وہ اڑدھا بن جاتا تھا۔ (۶) فرمایا مکمل شے وہ شخص ہے جو صاحب عقل ہو اور اپنی عقل سے کام بھی لے سکتا ہو۔ آدھی شے وہ شخص

ہے جو خود صاحب عقل نہ ہو لیکن دوسرے عقل مند لوگوں کی رائے کے مطابق عمل کرتا ہو۔ اور لاشے وہ شخص ہے جو نہ تو خود عقل مند ہو اور نہ ہی دوسرے عقل مندوں سے مشورہ کرتا ہو۔ (7) اور خالی بوتل میں آپ نے پانی بھر دیا اور فرمایا کہ ہر چیز کا حج پانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر زندہ چیز پانی سے پیدا فرمائی ہے۔ ان جوابات کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بوتل قیصر روم کو بھیج دی۔ قیصر روم نے جوابات پڑھ کر کہا کہ یہ باتیں صرف کسی نبی کے گھر والوں سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ اب میرا بھی ایک سوال ہے کہ آپ کو ان تمام سوالات سے کون سا سوال اچھا لگا (کوئی جواب نہ پا کر) آپ کو اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنا اچھا نہیں لگا اگر ہے تو پھر دعا مانگا کریں کہ کتے و بکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ محبت کی انتہا یہ ہے کہ محبت اپنے محبوب سے ملنا چاہتا ہے۔ محبت بھی ہو پھر ملاقات کا متمنی نہ ہو تو یہ کوئی محبت نہیں ہے۔ حضور نبی کریم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے کہ میری نظر ہر وقت میرے محبوب کے چہرہ پر لگی رہتی ہے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے میری نگاہ میں رہتے ہیں میں ہر لمحہ چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دیکھتا رہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس کے محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور وہ بندہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہے جو یہ کہے کہ کتے و بکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور بھی بہت ساری دعائیں ہیں لیکن ان میں محبت بنانے والی کوئی دعا نہیں ہے۔ صرف محبت والی دعا یہی ہے کہ کتے و بکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صرف اسی دعا میں یہ وصف ہے۔ جنت کے طلبگار بہت ہیں خاتمہ بالخیر

مانگنے والے بھی بہت ہیں۔ دنیا اور آخرت میں بھلائی مانگنے والے بھی بہت ہیں لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ جن سے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کا ایمان ایسا ہے کہ اگر تمام بندوں کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان رکھ دیا جائے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وزنی ہوگا۔ ایسا ایمان رکھنے والا بندہ کیا کہہ رہا ہے وہ عرض کر رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو بس اور مجھے کچھ نہیں چاہئے یہ وہ ہستی ہے جس کو خود خدا نے ”صدیق“ فرمایا ہے اسکی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی چیز نہیں مانگی صرف دینے کی ہی کوشش کی ہے آپ کی تین دعائیں ہیں ایک یہ کہ میری بیٹیاں ہوں میں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں دوں۔ ایک مرجائے تو دوسری دے دوں وہ بھی مرجائے تو تیسری دی دوں۔ وہ بھی مرجائے تو چوتھی دے دوں۔ علیٰ ہذا القیاس ایک مرتی رہے دوسری دیتا رہوں۔ آپ کی دوسری دعا اور تمنا یہ ہے کہ میرا مال ہو اور وہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کرتا رہوں اور تیسری تمنا یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ یہ وہ ہستی ہے کہ جس کا ایمان تمام امت کے ایمان سے وزنی ہے۔ یہ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر ہیں بلکہ جنت ان کو عطا کر دی گئی ہے جنت کے مالک بنا دیئے گئے ہیں اور ایک ایسی ہستی ہستی ہیں کہ جن کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز دی جائے گی کہ آپ چاہیں تو ہر دروازے سے گزر کر جنت میں جائیں آپ ایک

دروازے پر جا کر رک جائیں گے اور سوال کریں گے کہ میں اکیلا جنت میں نہیں جاؤں گا اپنے تمام چاہنے والوں کو ساتھ لے کر جاؤں گا فرماتے اللہ تعالیٰ تک آپ کا سوال پہنچائیں گے اور اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائیں گے کہ ان کو اجازت ہے وہ جس کو چاہیں لے کر جنت میں چلے جائیں۔ اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیت گایا کرو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی محافل کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے سجایا کرو۔ ایک سوال ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در پر چور آیا تھا وہ قطب کس طرح سے بن گیا۔ جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور والے بندے ہیں اگر ان کی نگاہ کسی گنہگار پر بھی پڑتی ہے تو اس گناہ گار کے گناہ مٹ جاتے ہیں وہ نیک بن جاتا ہے پھر چور نہیں رہتا چور سے قطب بن جاتا ہے۔

علم کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

ہمارا علاج کسی کی نظر عنایت کے ساتھ ہے لہذا بزرگوں کے پاس حاضری دیا کرو ان کی خدمت میں حاضر ہونے سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ بزرگوں کا ذکر بھی نزول رحمت کا باعث ہے۔ ایک سوال اور یہ ہے کہ کتا کب بندے کی شکل میں جنت میں جاتا ہے اور بندہ کب کتے کی شکل میں جہنم میں جاتا ہے۔ اصحاب کہف کے در پر کتا بیٹھا تھا ان کی صحبت کی وجہ سے وہ بندے کی شکل میں نورانی تاج پہن کر جنت میں جائے گا۔ وہ شکل و صورت

کسی بندے کی ہوگی وہ بطعم ماعور کی شکل ہوگی یہ موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ایک ایسا بندہ تھا کہ جس کی بددعا منظور ہو جایا کرتی تھی۔ یہودیوں نے اسے بہت انعام و اکرام سے نوازنے کا وعدہ کر کے اسے کہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں بددعا کرے اس نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں میری بددعا ان کو اثر نہیں کرے گی اس لئے میں نے ان کے لئے کوئی بددعا نہیں کرنی ہے یہودیوں نے اسے بڑا مال و زر کا لالچ دیا وہ نقدی وغیرہ لے کر بددعا کرنے کے لئے تیار ہو گیا جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بددعا کی تو اس کا سارا تصرف ختم ہو گیا اور اس کے لئے جہنم لکھ دیا گیا۔ اب وہ قیامت کے روز اس کتے کی شکل میں جہنم میں جائے گا اور بطعم ماعور کی انسانی شکل اس کتے کو عطا کر کے اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اگر نیک لوگوں سے نسبت ہے تو کتا بھی جنتی ہے اگر بد لوگوں سے نسبت ہے تو انسان بھی جہنمی ہے۔

فضل تیرے تھیں لوہے تر دے پھٹیاں دے سنگ جڑ کے

کتے وی جنت جان محمد چنگیاں دے سنگ لگ کے

حدیث شریف میں ہے کہ تمہیں جس سے محبت ہے اس کے ساتھ ہی تیرا حشر نشر ہے۔ اگر وہ بخشا ہوا ہے اور جنتی ہے تو پھر تو بھی اس محبت کی وجہ سے جنتی ہے اگر اللہ تعالیٰ معافی دے وہ جہنمی ہے تو پھر تیرا بھی حشر نشر اسی کے ساتھ ہے جہاں تیرا محبوب ہو گا وہیں تو بھی ہو گا۔ ایک اور بھی سوال ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندہ نیک ہے اور کسی بعد میں آنے والے زمانے میں ایک شخص کو اس بندے سے محبت ہو گئی ہے حالانکہ اس محبت کرنے والے کا کردار اپنے اس محبوب جیسا

نہیں ہے۔ پھر کیا اس بندے کو اس محبت کا کوئی فائدہ ہے جس طرح سے کہ ہمیں حضرت سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے لیکن ہمارا کردار ہمارے افعال ان جیسے نہیں ہیں۔ انہوں نے چالیس عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ کیا آپ میں سے کسی نہ یہ عمل کیا ہے ہم تو ایک وضو سے دو نمازیں بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ کیا آپ حضرت سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھ سکیں گے کیا آپ میں اتنی طاقت ہے کیا آپ کی یہ تمنا ہے۔ نہیں ہے تو پھر حضرت سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں یہ طاقت اور تصرف ہے ہم نہ تو سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی بن سکتے ہیں نہ ان جیسا کردار ہے لیکن ان کے ساتھ ہمیں جو محبت ہے وہ ہمیں انشاء اللہ فائدہ دے گی ہمارا حشر نثران کے ساتھ ہوگا۔ نہ تو آپ نے مجھے بتایا ہے نہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ مجھے سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت ہے۔ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے۔ حضرت سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے۔ مومن تب ہی ہو سکتے ہیں کہ اگر نبی کریم علیہ السلام سے محبت ہے۔ ایک سوال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ سب سے بدتر مخلوق بدتر بندے کون ہیں۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بدترین بندے وہ ہیں جو ایسی آیات کو جو بتوں اور کافروں کے لئے نازل ہوئی ہیں وہ ان کو مومنین کے لئے قرار دیتے ہیں وہ اولیاء اللہ کے لئے قرار دیتے ہیں وہ آیات کافرین کے لئے آئی ہیں وہ بتوں کے لئے آئی ہیں وہ کوئلے ہیں کہ بول نہیں سکتے وہ بہرے ہیں کہ سن نہیں سکتے وہ کچھ کر

نہیں سکتے وہ کہتے ہیں کہ دیکھو جی اب سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی کچھ نہیں کر سکتے اب وہ سن بھی نہیں سکتے۔ اب وہ بول بھی نہیں سکتے اس طرح سے انہوں نے یہ آیات مبارکہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر چسپاں کر دیں حالانکہ یہ آیات بتوں کے لئے نازل ہوئی ہیں لیکن انہوں نے آیات مبارکہ مومنین پر چسپاں کر دیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد ہے ان کا فتویٰ ہے کہ وہ بدترین مخلوق ہے۔ سنی جماعت کے علاوہ باقی تمام فرقے یہی کچھ کر رہے ہیں جو آیات کافرین اور بتوں کے خلاف آئی ہیں وہ مومنین پر چسپاں کر رہے ہیں وہ قرآن مجید کا غلط سے غلط مطلب نکال رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی شیطانوں سے بچائے۔ بھرا ایک سوال یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہنمی کون ہوتا ہے وہ ہمارے امام ہیں۔ آپ کافی عمر کے ہو کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہوئے کسی نے پوچھا کہ آپ خود عالم ہیں امام ہیں آپ نے فقہ بنائی ہے۔ Jurisprudence بنائی ہے آپ قرآن وحدیث کا علم رکھنے والے عالم فاضل ہیں آپ کو بیعت کی کیا ضرورت پیش آئی۔ بیعت کی ضرورت اسے ہوتی ہے جسے خود کچھ علم نہ ہو اور وہ سمجھے کہ پیر صاحب سے کوئی راہبری حاصل کر لوں گا اور اس پر عمل کر لوں گا تا کہ میری نجات کا سبب بن جائے اب ذرا غور سے سنیں کہ انہوں نے اس سوال کا کیا جواب دیا ہے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ حضرات یہ پیغام ہے یہ سوال ہے اور یہ جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک سوال یوں سمجھ لیجئے کہ آپ اس محفل میں آئے ہیں تو محفل میں آنے سے کیا حاصل ہوتا

ہے آپ بڑی دور دور سے آئے ہیں کوئی ساہیوال سے کوئی رحیم یا رخان سے اور کوئی اسلام آباد سے آئے ہیں۔ کرایہ بھی خرچ کیا ہے نعت خواں حضرات کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے ہو۔ تو ایک محفل میلاد میں آنے سے بیس لاکھ بری محفلوں میں شریک ہونے کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تم آتے ہو تو گناہ لے کر آتے ہو جب تم محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے ہو جہاں کہیں بھی محفل ہو وہاں آپ شریک ہوتے ہیں۔ حاضرین محفل کی تعداد تھوڑی ہو کہ زیادہ ہو یہ شرط نہیں ہے جو کسی ایک کو ملتا ہے وہی سب کو ملتا ہے جب آپ محفل میں بیٹھتے ہیں نعت خوانی سمجھتے ہیں تو وہ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا وہ جنتی ہے۔ اب سوال ہے کہ جنت تو مل گئی بخشش ہو گئی۔ سب گناہ بھی معاف ہو گئے۔ کیا اب اعمال کریں کہ نہ کریں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر نے ہمیں جنتی بنا دیا ہے اب نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کریں یا نہ کریں۔ اب ہمیں نیکی کرنی چاہئے کہ نہیں کرنی چاہئے۔ ہمیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نیکی ضرور کرنی چاہئے یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں چھوڑی تو ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں البتہ اب بات یہ ہے کہ جو کچھ بھی کرو وہ شکرانے کے طور پر کرو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شک گزار ہو کر کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنت میں پہنچا دیا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظمت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کتنے عظیم ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم تمہیں ایسا بنا دیں کہ تم خود جنت عطا کرنے والے بن جاؤ۔ ستر ہزار ایسے بندے ہوں گے کہ جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی لیکن وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے بخش دیئے جائیں گے کہتے ہی بندے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق ہونے ان سے وابستہ ہونے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ ایک سوال ہے کہ کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال شریف کے بعد بھی دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں جس طرح سے بعض کہتے ہیں کہ وہ تو مر گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں اب نہ سنتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث شریف ہے اور بڑی جلی حروف میں لکھوا کر آستانہ عالیہ کی دیوار پر آویزاں کی گئی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت مشرق میں ہوگی مغرب میں ہوگی لیکن جب وہ مجھ پر درود شریف پڑھتے ہیں تو وہ میری قبر اقدس میں ہوتے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا ہوں بھی ہوں گا اور ان کو سنتا بھی ہوں گا اور میں ان سب کو پہچانتا بھی ہوں گا۔ حیات النبی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا۔ ایک سوال ہے کہ کائنات میں سب سے افضل اعلیٰ مقام کون سا ہے سب سے افضل جگہ کون سی ہے۔ کائنات میں افضل ترین وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں آرام فرما رہے ہیں اور سب سے افضل اعلیٰ چیز وہ مٹی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن اقدس کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ قبر انور میں پہنچانے والی چیز صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی تصنیف آب کوثر میں نمبر 71 پر حدیث نقل فرمائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی درود شریف پڑھتا ہے وہ میری

قبر اقدس میں ہوتا ہے کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔ قبر میں بھی
 تین سوال ہیں پہلا سوال کہ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے دوسرا سوال کہ مَا دِينُكَ
 تیرا دین کیا ہے پہلے سوال کا جواب ہے رَبِّيَ اللَّهُ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرے
 سوال کا جواب کہ دِينِي الْإِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے۔ دونوں سوالوں کے جواب
 صحیح دے بھی دے تب بھی کوئی نمبر نہیں ملتا جب تک کہ تیسرے اہم اور لازمی
 سوال کا جواب صحیح نہ دے وہ سوال ہے مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دنیا میں اس بستی کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ وہاں نبی کریم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز ہوں گے اور انہی سے متعلق سوال کیا جا رہا ہے کہ ان
 کے بارے میں کیا کہتا تھا وہاں تو نعت شریف پڑھ دے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
 یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
 پھر تمہیں پورے کے پورے نمبر مل جائیں گے۔ قبر میں جنت کی کھڑکی کھل
 جائے گی جو کبھی بند نہیں ہوگی کو یا جنتی بنا دیا جائے گا۔

آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش صاحبزادہ والا شان

حضرت اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

26-11-09

درجات انبیاء علیہم السلام

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے

معزز حاضرین! تیسرے پارے کے شروع میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں۔ يٰلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَوْلَ الرُّسُلِ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَزَفَّحَ
بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (البقرہ۔ ۲۵۳) ”یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر
افضل کیا۔ ان میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر
درجوں بلند کیا۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے میں نے بعض کو
بعض سے بلند درجات عطا فرمائے ہیں۔ کوئی وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن سے ہم کلامی
فرمائی ہے اور کچھ وہ ہیں کہ جن کے درجات ان سے بھی بلند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کا
نام نہیں لیا کہ کس کے درجے بلند ہیں صرف ایک طریقہ یا سلیقہ بتلایا ہے۔ اگر میں
کہوں کہ آج کی محفل میں آئے ہوئے تمام بندوں میں سے ایک بندہ بہت بلند درجہ
والا ہے تو اس سے کچھ علم نہیں ہوگا کہ وہ کون ہے اگر میں کہوں کہ وہ پر امیری پاس ہے تو
پھر جو پر امیری نہیں ہیں ان کا نمبر تو ختم ہوا۔ میں کہوں کہ وہ میٹرک پاس ہے پھر جو

میٹرک نہیں ہیں ان کا نمبر بھی نہیں آیا۔ میں یہ کہوں کہ وہ ایم ایس سی ہے تو پھر تمام گریجویٹ بھی اس نمبر سے خارج ہو جائیں گے اگر میں کہہ دوں کہ وہ پی ایچ ڈی ہے تو ایم ایس سی والے بھی سب شمار میں نہیں آئیں گے۔ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے بعض کو بعض پر افضلیت دی ہے لیکن یہ بتایا نہیں ہے کہ کون فضیلت والے ہیں یہ ہم پر چھوڑ دیا ہے کہ ہم جتو کریں۔ ایک اشارہ فرمایا ہے کہ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن کے درجات ہم کلامی کرنے والوں سے بھی بلند ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہستی کلیم اللہ سے بلند ہے اتنا سا اشارہ ضرور ملتا ہے۔ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ہیں۔ وہ بشر ہیں ہماری طرح سے ہی ان کے جسمانی اعضاء ہیں۔ ہماری طرح ہی کھاتے پیتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے کلام فرمائی ہے اگر نہیں تو پھر تو کلیم اللہ جیسا بھی نہیں ہے اور وہ ہستی جو کلیم اللہ سے بھی بلند ہے تو اس جیسا کس طرح سے ہو گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اللہ کے دوست ہیں کیا تو بھی اللہ کا دوست ہے تو بھی خلیل اللہ ہے اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر تو خلیل اللہ جیسا بھی نہیں ہے اور وہ ہستی تو خلیل اللہ سے بھی بلند تر ہے پھر تو اس جیسا کس طرح سے بن گیا ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔ کیا تو بھی روح اللہ ہے اگر نہیں تو پھر تو ان جیسا کس طرح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جو روح اللہ سے بھی بلند درجہ پر ہیں۔ وہ صفی اللہ سے بھی بلند درجہ پر ہیں اور تو صفی اللہ جیسا بھی نہیں ہے تو حضرت آدم علیہ السلام جیسا بھی نہیں ہے جو صفی اللہ ہیں۔ پھر ان جیسا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو صفی اللہ سے بھی بلند درجہ پر ہیں۔ وہ تو حضرت نوح علیہ السلام نجی اللہ سے بھی بلند مرتبت ہیں اور تو نجی اللہ جیسا بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے

کیلئے فرمایا کہ میرا حبیب وہ ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی بلند مرتبہ پر فائز ہے۔ لہذا ہم سری کرنے والے پہلے کلیم اللہ جیسا تو بن جا۔ خلیل اللہ جیسا بن جا، اگر نہیں بن سکا تو پھر تو کس کھاتے میں ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کس طرح بننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہیں لیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اس طرح سے بیان فرمائے ہیں کہ ہر کسی کی کاٹ ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما تھے اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کر رہے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صغی اللہ بتایا ہے ان کی بڑی شان ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نجی اللہ بتایا ہے ان کی بھی بڑی شان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بتایا ہے ان کی بڑی شان ہے کہ اللہ کے دوست ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام فرمایا ہے یہ بڑی شان والے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی ہے وہ روح اللہ ہیں ان کی بھی بڑی شان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی گفتگو سماعت فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ تم نے سچ کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے بڑی بڑی شان پائی ہے بڑے درجے پائے ہیں لیکن یہ یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اور کلیم میں کیا فرق ہے۔ نجی اللہ، صغی اللہ، روح اللہ، خلیل اللہ اور حبیب اللہ میں کیا فرق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلیل اللہ، کلیم اللہ اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے عمل کرتے ہیں لیکن حبیب وہ ہوتا ہے کہ جس کو اس کا رب راضی کرے۔ یہ وہ ہستی

ہے کہ جن کی شان بیان ہو رہی ہے۔ علماء بیان فرماتے ہیں کہ جہاں عام بندے کی عقل سمجھ، سوچ فکر ختم ہو جاتی ہے وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں اولیاء کرام کی عقل ختم ہو جاتی ہے وہاں غوث کا مقام شروع ہوتا ہے اور جہاں غوث کی عقل ختم ہو جاتی ہے وہاں شہدا کا مقام شروع ہوتا ہے جہاں شہدا کی بات ختم ہوتی ہے وہاں سے صدیقین کا مقام شروع ہوتا ہے جہاں صدیقین کی بات ختم ہو جاتی ہے وہاں سے انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام شروع ہوتا ہے جہاں انبیاء علیہم السلام کی بات ختم ہوتی ہے وہاں سے رسولوں کا مقام شروع ہوتا ہے اور جہاں رسولوں کی بات ختم ہو جاتی ہے وہاں سے پانچ اولوالعزم پیغمبروں کی بات شروع ہوتی ہے اور جہاں ان کی بات ختم ہوتی ہے وہاں سے حبیب اللہ کی شان شروع ہوتی ہے۔ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو بھی طرز اپنائی ہے اس میں ابہام ہے عام انسان حیران رہ جاتا ہے کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا شان بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَرَفَعْنَا لَكَ إِلهًا حَرَّكَ** (۳) ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ ذکر کتنا بلند کیا ہے۔ کوئی ان کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو اس سے بھی کہیں بلند ہے اس مقام تک کون پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا **وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ** (۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔“ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا علم دیا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا پھر اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ فرمایا **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** (۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم

راضی ہو جاؤ گے“ فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رضا دے دی ہے اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کتنی بڑی چیز ہے اس کی کوئی انتہا نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مرضی بھی عطا کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے جو بھی اپنی عطا کی طرز اپنائی ہے اس میں کوئی حد بندی نہیں کی ہے۔ الامکان میں جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام قاب قوسین کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اور بھی قریب ہو جائیں اور بھی قریب آجائیں اب کس قدر قرب عطا فرمایا۔ یہ کوئی نہیں جانتا ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے حبیب کو کتنا قرب عطا کیا ہے بس یہی آواز آرہی ہے کہ اور قریب آجائیں اور قریب آجائیں پھر جو وہاں وحی پاک عطا کی اس کا بھی پتہ نہیں چلتا پس وحی کی جو بھی کی۔ لیکن کیا وحی عطا ہوئی یہ پتہ نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا پھر اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں کسی کو بھی اس کا خیال تک نہیں آ سکتا۔ جب بندے کی عقل و فکر ختم ہو جاتی ہے تو وہاں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان شروع ہوتی ہے تو جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہی ہیں وہ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھیں وہ تو عام بندے جیسے نہیں ہیں تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام جیسے کس طرح سے ہو سکتے ہیں اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کس طرح سے ہو گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اہل سنت و جماعت نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے کعبہ تو بہت افضل ہے لیکن اہل سنت و جماعت کا ایک بندہ تجھ سے افضل ہے۔ ایک امتی ایک غلام جو کعبہ سے بھی افضل ہے لیکن یہ جو سوچ رکھتے ہیں کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہیں ان کا منہ بند کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ساری طرزیں بنائی ہیں اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حشر کے روز تمام انبیاء

علیہم السلام کی امتیں انکاری ہو جائیں گی کہ یا اللہ ہمارے پاس کوئی نبی علیہ السلام نہیں آیا۔ کسی نے ہمیں تبلیغ نہیں کی ہے کسی نے ہمیں کچھ نہیں بتایا ہے اگر کوئی نبی آتا اور ہمیں بتاتا تو پھر ہم آپ کا حکم نہ مانتے تو ہم سزاوار ہوتے اب آپ ہمیں کیوں سزا دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے آدم علیہ السلام کیا آپ نے تبلیغ نہیں کی تھی وہ فرمائیں گے کہ میں نے تبلیغ ضرور کی لیکن وہ انکاری ہیں۔ اے نوح علیہ السلام کیا آپ نے بھی تبلیغ کی وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ میں نے بھی تبلیغ کی ان کو بہت سمجھایا۔ ساڑھے نو سو سال میں نے ان کو سمجھایا ان کو تبلیغ کی لیکن یہ انکاری ہیں۔ اے ابراہیم علیہ السلام کیا آپ نے بھی تبلیغ نہیں کی ہے یا اللہ میں نے تو بہت زور لگایا لیکن یہ انکاری ہیں۔ اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ نے بھی تبلیغ نہیں کی، وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ میں نے بھی بہت زور لگایا فرعون سے مقابلہ کیا اسی طرح ہر نبی علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے تبلیغ کی تھی وہ سب تسلیم کریں گے کہ یا اللہ ہم نے تیرا پیغام ان کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے فرمائیں گے کہ اگر تم نے تبلیغ کی تھی تو اس کے لئے کواہ پیش کرو کیونکہ اب کواہی کے بغیر کوئی ثبوت نہیں ہوگا۔ کواہی کے لئے امت محمدی کو بلایا جائے گا جو نعت پڑھنے والے ہوں گے جو نعت سننے والے ہوں گے ان کو بلایا جائے گا۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ کرم کرتا ہے تو کوئی محفل میں آ جاتا ہے جب بے حد کرم ہوتا ہے تو کسی کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل نصیب ہو جاتی ہے۔ شکر ادا کیا کرو کہ اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے۔ سنی ہونے سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے اور نعت خوانی سننے سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے نعت پڑھنا تو بہت بڑی بات ہے۔ نعت لکھنا تو اس سے بھی بڑی بات ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

امت محمدیہ کو پیش کیا جائے گا وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ان سب انبیاء علیہم السلام نے تبلیغ کی تھی۔ وہ اعتراض کریں گے کہ یا اللہ یہ تو بعد میں آئے تھے یہ موقعہ پر حاضر ہی نہیں تھے ان کو کیا علم ہے کہ انبیاء علیہم السلام آئے تھے اور انہوں نے تبلیغ بھی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہارا اعتراض درست ہے پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوہ کے طور پر بلایا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوہی پر فیصلہ ہو جائے گا۔ کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوگی کہ ہمارے زمانہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر نہیں تھے۔ ہر کوئی یہ مانتا ہے کہ ہر زمانہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی زمانہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہے وہ اس لئے کہ ہر زمانہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہی بنا ہے۔ ہر نبی علیہ السلام میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی بنا ہے۔ ہر امت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی بنتی ہے۔ ہر چیز میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد مقام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ وہ اول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا ہے پھر اس نور کے پرتو سے ساری مخلوق پیدا فرمائی گئی ہے۔ ہر چیز ان کے نور سے پیدا ہوئی ہے اس لئے ہر زمانہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی زمانہ ہے کوئی بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوہی پر انبیاء علیہم السلام کی خلاصی ہوگی اور ان کی منحرف امت کو مزا ہوگی۔ اس لئے حشر کے روز ہمارے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے مقام کا پتہ چل جائے گا کہ ان میں اعلیٰ و افضل کون ہے۔ امت محمدی کو بعد میں کیوں پیدا فرمایا گیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پہلے گزر جائیں ان کا گزاری اور کارستانیاں تمہارے امت کے سامنے ہوں اور تمہاری امت کا کوئی فعل کوئی کام ان کے سامنے نہ ہوتا کہ تمہاری امت ان کے سامنے رسوا نہ ہو۔ میں نے ان کو بعد میں اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ ان کے عیب پہلے گزرنے والی امتوں کے سامنے نہ آئیں۔ ہم قوم ثمود اور قوم عاد پر بڑی تنقید کرتے ہیں قوم لوط پر بڑے تبصرے کرتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی نافرمانیوں کو بڑا جاگر کرتے ہیں۔ جن امتیوں نے اپنے نبی علیہ السلام کو ستایا حتیٰ کہ ان کو شہید تک کر دیا ان کے متعلق بڑی باتیں بتاتے ہیں۔ امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہم بڑی شد و مد سے اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کر دیا۔ ہم کسی قوم یا امت کے سامنے رسوا نہیں ہوئے کیونکہ انہوں نے ہماری کثرت دیکھی ہی نہیں ہے پہلے آنے والی امتیں تو ویسے ہی ناپید ہو چکی ہیں اب قیامت تک کے لئے صرف امت محمدی ہی باقی رہے گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اس لئے حشر کے روز بھی امت محمدی اپنے سے پہلے ہو گزرنے والی امتوں کے سامنے رسوا نہیں ہوگی۔ بلکہ ان کے عیوب کو چھپا کر ان سے درگزر کر کے ان کو معاف کر کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ تمام انبیاء علیہم السلام بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بڑے درجے ہیں ان کے بڑے مراتب

ہیں ان کے بڑے فضائل ہیں لیکن وہ تمام میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں۔ مقابلہ اور درجہ بندی تو انبیاء علیہم السلام میں ہوگی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوگی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ان سب سے بالاتر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سردار الانبیاء ہیں اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ ایک امتی اور نبی میں کیا درجہ بندی ہوگی۔ ان میں کیا مقابلہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ درجہ بندی میں نہیں آتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَلَدِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (۳۱) ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“ اے اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور سارے مومنوں کو بخش دے۔ اس کے مقابلے میں ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا عطا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیں اور فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو چاہیں جنت میں لے جائیں اور جس کو چاہیں دوزخ میں بھیج دیں آپ کو پورا اختیار ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کرم سے جنت کی چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دیں اور انہیں جنت کا مالک بنا دیا کہ جس کو چاہیں جنت میں لے جائیں اور جس کو چاہیں نہ لے جائیں۔ انبیاء علیہم السلام دعا مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بخش دے لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو از خود جنت عطا کر دی ہے ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ جن کو ایسا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ملا ہے۔ حضرت زبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز تھیں وہ نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک خاص پیغام لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ فرمایا کہ بتاؤ کیا پیغام ہے عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگل میں لکڑیاں کاٹنے کے لئے گئی میں نے لکڑیاں کاٹ کر اس کا گٹھا بنایا اور پتھر پر رکھ لیا کہ اٹھا کر گھر لے جاؤں گی۔ اچانک آسمان سے ایک بندہ نازل ہوا وہ بہت نورانی شکل و صورت والا تھا مجھے کہنے لگا کہ مجھے جنت کے داروغہ رضوان نے بھیجا ہے کہ یہ پیغام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کر دوں اور وہ پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تیری امت کے تین حصے کر دیئے ہیں ایک حصہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا۔ دوسرے حصے کا نہایت آسان سا حساب کتاب ہوگا تیسرا حصہ جو سب سے بڑا ہوگا وہ گنہگار ہوں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیا ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان سب کو جنت میں جائے گی۔ میں نے لکڑیوں کا گٹھا پتھر پر رکھا ہوا تھا۔ اسے اٹھانے کی کوشش کی تو وہ مجھ سے اٹھلایا نہ جاسکا اسی بندے نے اس پتھر کو آواز دی کہ تجھے کیا ہو گیا ہے جاؤ اس کی لکڑیاں اس کے گھر چھوڑ آؤ۔ وہ پتھر چل پڑا اور لکڑیاں اس عورت کے گھر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس راستہ سے پتھر آیا ہے اس کا نشان وہاں موجود ہوگا آؤ ہم بھی اس راستہ کو دیکھتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور پتھر کے آنے اور واپس جانے کی طرز بھی ملاحظہ فرمائی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے اور میری امت میں ایسی بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہیں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے ہمارے مذہب میں ان کا

کر دیا کہ یا اللہ یہ میری بات نہیں مانتے تو ان کو زندہ ہی ڈبو دے تو پھر ایسا پانی کا طوفان آیا کہ صرف وہی بچ سکے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی کشتی میں سوار ہو گئے۔ اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی بخشش کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور یہ فرق ہے نبی اللہ میں اور حبیب اللہ میں اور یوں درجہ بندی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء علیہم السلام سے بلند درجہ و مرتبت بتایا ہے کتنا بلند درجہ عطا فرمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں یہ مقام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے لیکن ہم سے چھپا ہوا ہے ہماری سوچ سمجھ فہم ادراک وہاں تک نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ الْكَرِيمَ (۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی ہیں“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ اور کتنا کچھ عطا کر دیا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا پھر اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں ہماری عقل تو دنگ رہ جاتی ہے کوڑوہ ہوتی ہے کہ جس کی کوئی حد نہ ہو کائنات کی حد ہے ستاروں سیاروں کی حد ہے جنت اور دوزخ کی حد ہے ہر چیز کی حد ہے لیکن کوڑ کی کوئی حد نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ساری کائنات جو آپ دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت کا ایک ذرہ ہے۔ کوڑ کا مالک ہونا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات میں سے ایک چھوٹی سی صفت ہے ان کی ذات کا احاطہ کون کر سکتا ہے سورج غروب ہو جائے تو کائنات کی کوئی طاقت اسے واپس نہیں کر سکتی لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اک اشارہ ہی اسے واپس کر سکتا ہے۔ کائنات بہت تھوڑی ہے قلیل ہے اور جو کچھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے وہ

کائنات میں نہیں ہے، وہ کائنات سے علاوہ ہے۔ چاند کو توڑنے کے لئے کتنے ایٹم بم درکار ہوں گے۔ جتنے مرضی ایٹم بم لے آؤ ان سے چاند کا نشانہ لیا اور چاند پر مارو چاند کبھی نہیں ٹوٹ سکتا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اشارہ چاند توڑ بھی سکتا ہے اور پھر اسے جوڑ بھی سکتا ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کائنات کا حصہ نہیں ہیں اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن سے پیدا فرمایا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے بنے ہیں اور یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی مقام ہے کوئی دوسرا یہ مقام حاصل نہیں کر پایا۔ بلکہ باقی تمام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پرتو سے بنے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سورج کو موڑ سکتے ہیں چاند کو توڑ سکتے ہیں پتھروں کو پانی پر تیرا سکتے ہیں۔ درختوں کو چلا سکتے ہیں، کیا اپنے جیسا کہنے والے بھی یہ کر سکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا معیار ہے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو چاہے مقام عطا فرما دے۔ ساری کائنات میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے اور میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں
ہر نبی علیہ السلام اور اس کا عمل معجزہ اور کمالات میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے نور سے ہیں۔ پھر جو نور عطا کرنے والا ہے اس کا مقام کیا ہوگا۔
سیحے نور اوسے دے پاؤں اس دا نور حضوروں
اس نوں نور حضوروں ملیا تے موسیٰ نوں کوہ طوروں
یہ کلیم اللہ اور حبیب اللہ میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص نور سے میرے نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور بنایا ہے۔ یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جو تمام کائنات میں جگمگ کر رہا ہے اور اسی نور سے ہی ہمارے اعمال بنتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سوالی آیا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے آپ میری مدد فرمائیں میری مشکل حل فرمائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لچال ہیں کبھی سوالی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ سوالی کے سوال کے مطابق کچھ رقم موجود ہے کہ نہیں عرض کیا کہ رقم تو نہیں ہے البتہ دونوں بیٹے حاضر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دو صاحبزادوں کو لے کر ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ میرے دو بیٹے ہیں ان کو گرو دی رکھ لو اور ان کے عوض مجھے اتنی رقم دے دو۔ فلاں دن نماز عصر تک اگر میں ان کو واپس نہ لے سکا تو بیٹے تیرے اور رقم میری۔ یہودی بڑا خوش ہوا سوچنے لگا کہ آج ان کے پاس رقم نہیں ہے یہ کل کہاں سے لے آئیں گے۔ اس نے بیٹے رکھ لئے اور مطلوبہ رقم دے دی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوالی کا سوال پورا کر دیا۔ وہ چلا گیا مقررہ وقت آ گیا۔ لیکن رقم کا بندوبست نہ ہو سکا حضرت سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء سجدہ میں پڑ گئیں کہ یا اللہ تو مہربانی فرما میرے بچے مجھے دلوا دے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ دو آنسو جو زمین پر گرے وہ موتی بن گئے ادھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورج کو حکم فرمایا کہ رک جاؤ جب تک نقدی کا انتظام نہیں ہو جاتا آپ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ سورج رک گیا ادھر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنسو موتی بن گئے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ دو موتی لے کر یہودی کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ یہ موتی لے لو اور ہمارے بچے واپس کر دو۔ یہودی نے کہا کہ آپ کا وعدہ کیا ہوا وقت ختم ہو چکا ہے عصر کی نماز

گزر چکی ہے آپ نے فرمایا کہ باہر نکل کر سورج کو دیکھ لو اور پھر بات کرو یہودی نے دیکھا کہ سورج اپنی جگہ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے وہ موتی دیئے تو یہودی نے پوچھا کہ یہ موتی کہاں سے ملے ہیں فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں۔ بچوں کی ماں نے آنسو بہائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو موتی بنا دیا ہے۔ یہودی نے موتی لئے اور بچوں کو رہا کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے واگزار کرائے پھر سورج کو حکم فرمایا کہ اب تو اپنی منزل پر چل۔ یہ شان ہے خد متکا روں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ سورج کو کوئی نہیں روک سکتا صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام روک سکتے ہیں یا ان کے غلام ان کے پیارے روک سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ میں تمہیں ایمان عطا کروں گا تمہیں معجزے عطا کرنا چاہتا ہوں تمہیں کتابیں دوں گا لیکن یہ تب ہوگا جب آپ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بن جائیں گے۔ آپ ان پر ایمان لانا ان کی مدد کرنا سب انبیاء علیہم السلام نے اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے کواہ بن جاؤ اور میں خود تم سب پر کواہ ہوں۔ یہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی ﷺ

سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ زَارَ أَقْبَرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي جس نے میرے روضہ اقدس کی زیارت کر لی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی اب روضہ اقدس کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی تو روضے والے کی تعریف کب ممکن ہے جس نے بھی روضہ اقدس کی زیارت کر لی۔ یہ کوئی قید نہیں کہ کون آئے نیک آئے گناہ گار آئے کب آئے فلاں وقت میں آئے اور فلاں وقت میں نہ آئے کیا کوئی رکاوٹ

Full Stop ہے کوئی حد بندی ہے کوئی پابندی ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔ درنی صلی اللہ علیہ وسلم ہر کسی کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی قاتل نہ آئے کوئی چھوٹا نہ آئے کوئی چور نہ آئے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِيْ جَسَاسٍ نَّيْ جَسَاسٍ میری قبر کی زیارت کر لی۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور درجہ ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ہے۔ جو کوئی بھی خواہ کورا خواہ کالا خواہ عربی خواہ عجمی روضہ اقدس پر آ گیا اس کی بخشش ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ اگر ہو سکے تو مدینہ منورہ میں مرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا ہو گا فرمایا کہ مدینہ میں مرنے والا بخشا جائے گا۔ ادھر عطا پہ عطا ہو رہی ہے، ادھر دعا پہ دعا ہو رہی ہے۔ ادھر مانگا جا رہا ہے ادھر بن مانگے عطا ہو رہا ہے۔ آذان کے بعد مانگتے ہیں کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرما۔ مقام وسیلہ عطا فرما اور ہم کو ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرما۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔ ہر مقام پر جنت ہی جنت ہے۔ یہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنت ہے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لئے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شان میں بخشش کی نوید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ اِنَّ جِلِّيَّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ (۱-۲) ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محبوب مجھے شہر مکہ کی قسم نہیں ہے۔ ہاں اس لئے ہے کہ اس میں تمہارے قدم لگے ہوئے ہیں۔ تمہارے قدموں کے نشان ہیں اس لئے میں نے اس کی قسم اٹھائی ہے۔ جس مٹی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہوئے ہیں اس مٹی کی یہ عظمت ہے کہ اگر وہ مٹی کسی گنہگار سے بھی گنہگار کی قبر

پہ پڑ جائے اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ جس کے قدم کے نشان لگے ہوئے مٹی کی یہ شان ہو اس جوتی مبارکہ کی کیا شان ہوگی ان پاؤں مبارک کی کیا شان ہوگی اور اس ذات کی کیا شان ہوگی یہ سمجھ سے بالاتر ہے عقل میں نہیں آ سکتی اللہ تعالیٰ اس عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ شعر پڑھا گیا ہے۔

وہ شان پائی کہ نبیوں میں انتخاب ہوئے

وہ جس پایا کہ اپنا ہی خود جواب ہوئے

انبیاء علیہم السلام کی بڑی شان ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے باپ ان کے جد امجد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت با سعادت سے قبل حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو ستر ہزار زبانیں سکھائی ہیں یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں فرمایا کہ اگر میں نے ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور پھر ان کی پشت مبارک سے تمام بنی نوع انسانوں کی پیدائش اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے یہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں

خاکی ونوری نہاد

بندہ مولا صفات

اے لوگو تم خاکی ہو لیکن تمہاری بنیاد نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر تم اس چیز کو مان جاؤ گے تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفات تم میں بھی جلوہ گر ہو جائیں گی۔ حدیث

شریف میں ہے کہ جب بندہ نوافل میں زیادتی کرتا ہے تو وہ قرب الہی میں آ جاتا ہے اور پھر جب اس پر اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم پڑتی ہے تو اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اس کی آنکھ اللہ تعالیٰ کی آنکھ بن جاتی ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے کان اللہ تعالیٰ کے کان بن جاتے ہیں جن سے وہ سنتا ہے اس کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان بن جاتی ہے جس سے وہ بولتا ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے پاؤں بن جاتے ہیں جن سے وہ چلتا ہے۔ جب وہ دعا کرتا ہے تو قبول ہو جاتی ہے یہ ہے جی بند مولا صفات، لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے ہیں تو زندہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بادلوں کی چھت رہتی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ خوراک کے محتاج ہیں نہ کسی چھت وغیرہ کے محتاج ہیں لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق کے محتاج ہیں وہ براق پر تشریف لے گئے۔ راکٹ وغیرہ بھی تو جا رہے ہیں راکٹ بھی مشین ہے براق بھی مشین ہے۔ پھر اس میں کیا فرق ہے، چلو ہم مانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر تشریف لے گئے جب سدرہ پر پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے آگے نہیں جاسکتا فرمایا کہ یہاں تک تو پاپلیٹ بنا ہوا تھا اور براق سواری بنی ہوئی تھی اب کیا ہوا کہ یہاں سے آگے نہیں جاسکتا عرض کیا کہ آگے جاؤں تو میرے پر جلتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے تشریف لے گئے پھر براق بھی جواب دے گیا۔ رفر ف آگیا اور ایک مقام آیا کہ رفر ف بھی جواب دے گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از خود ہی آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ل امکان میں پہنچے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے محتاج ہیں اور نہ ہی براق اور رفر ف کے

محتاج ہیں بلکہ یہ سب تو عزت لینے کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
گزاری کر رہے ہیں۔ لامکان کے لئے نہ کوئی راستہ ہے نہ روشنی وہاں بھی نبی پاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے ہیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ كَشَفَ الْجُحَى بِجَمَالِهِ
حَنَنْتُ جَمِيعُ خَصَّ إِلَيْهِ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَإِلَيْهِ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمال سے اوپر تشریف لے گئے ہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براق کی ضرورت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت
جبرائیل علیہ السلام کی راہبری کی ضرورت نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل کر عزت پائی ہے۔ براق سواری بن کر عزت پا گیا
ہے۔ چلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے براق پر تشریف فرما ہوئے لیکن آپ
صلی اللہ علیہ وسلم واپس کس طرح سے تشریف لائے۔ جتنا جانا مشکل ہے اتنا ہی واپس
آنا بھی مشکل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمال سے ہی واپس تشریف لائے ہیں۔
حضرت جانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی
اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارے لگی یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے نام نامی اسم گرامی کی وجہ سے ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن شوکت اور
حکومت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے صدقے سے ہے، حضرت
ایوب علیہ السلام کی راحت اور بیماری کی شفاء میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
نام کے صدقے سے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا میرے نبی پاک علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ملا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دم عیسیٰ میرے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے کرم سے عطا ہوا۔ تیری آنکھ میں نور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی

وجہ سے ہے۔ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام جو شریعتیں لے کر آئے وہ سب منسوخ ہو چکی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت منسوخ ہوگی اور نہ ہی قرآن مجید۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادیت ہے اور یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔ ایک شعر ہے جو بہت پڑھا جاتا ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ یٰ بیضا داری
آنکہ خوابان ہمہ دارن تو تنہا داری

اس کا مطلب ہے کہ حسن یوسف علیہ السلام، دم عیسیٰ علیہ السلام اور یٰ بیضا حضرت موسیٰ علیہ السلام جو ہے وہ صرف اکیلے اکیلے ہی رکھتے ہیں اس سے ایک مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اگر جمع کر لئے جائیں تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے برابر ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں یہ ایسا برگزینہ نہیں ہے، یہ مساوات ہے نہیں۔ یہ کوئی Equation نہیں ہے۔ برابری نہیں ہے۔ کسی نے اس شعر کو تبدیل کیا اللہ تعالیٰ اس کی اس تبدیلی کو قبول فرمائے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ یٰ بیضا
نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا
آنکہ خوابان ہمہ داری بطفیل مصطفیٰ وارثند

اگر کسی کے پاس کچھ ہے تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہے۔ اس لئے آخر میں وہی بات ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
آؤ سلام پڑھتے ہیں

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب 18-12-09

دعائیں

- دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا سے پتہ چلتا ہے کہ دعا مانگنے والا کس طرز کا بندہ ہے۔
- 1۔ عرش کی دعا یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارکہ کے نیچے جو مٹی لگی ہوئی ہے وہ میرے چہرے پر لگ جائے۔
 - 2۔ چاند کی دعا یہ ہے کہ یا اللہ میرا چہرہ لے لے اور مجھے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ عطا فرما دے۔
 - 3۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا یہ ہے کہ یا اللہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دے کہ جن کے حسن کا صدقہ میرا حسن ہے۔
 - 4۔ فرشتوں کی دعا یہ ہے کہ یا اللہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری کی توفیق عطا فرما دے ہمیں وہاں بھیج دے اور پھر واپس نہ بلائیں۔
 - 5۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا یہ ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو۔
 - 6۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہے کہ یا اللہ میری امت میرے حوالے کر دے یا اللہ میری امت کو بخش دے۔
 - 7۔ امتی کی دعا کیا ہونی چاہئے۔ امتی کی دعا یہ ہے کہ
کتے و بکھن توں پہلوں نہ مرجاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 - 8۔ اللہ تعالیٰ کی دعا تو ہو نہیں سکتی وہ قادر ہے جو چاہے سو کرے اس کی منتا کیا ہے اس کی منتا اور مرضی یہ ہے کہ (i)۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا ہوتی رہے۔
ii۔ میری رضا میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل رہے۔

میلاد النبی ﷺ حصول جنت و بخشش

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے
رج حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! میلاد شریف منانے کا کیا فائدہ ہے اور یہ کتنے دنوں کے
بعد منانا چاہئے۔ کیا ہر ایک ہفتہ بعد یا ہر مہینے کے بعد یا پھر یہ کہ ہر سال اسے منانا
چاہئے اس میں بڑی شد و مد سے بحث ہو رہی ہے اور ابھی تک یہ فیصلہ ہی نہیں ہو رہا
ہے کہ میلاد کتنے عرصہ کے بعد منایا جانا چاہیے پہلے آپ یہ غور کریں کہ جس روز حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اس روز کیا حاصل ہوا ہے کس چیز کا انعقاد ہوا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روز اتنا نور نکلا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھرہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے اوتوں کی گردنیں بھی دیکھ لیں اور شام کے محلات بھی دیکھ لئے۔ اس روز خوشبو نکلتی۔ فرشتے آگئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ولادت باسعادت ہونے کے فوری بعد سجدہ کیا اور اس سجدہ میں کیا مانگا رَبِّ هَبْ لِيْ اَمِيْنًا نَّبِيًّا اُمّت میرے حوالے کر دے میں اسے خود ہی اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا۔ یعنی اپنی اُمّت کی بخشش مانگی۔ آپ مدینہ منورہ میں دیکھیں کہ وہاں کیا کچھ ہوتا ہے۔ وہاں نور برستا ہے وہاں خوشبو نکلتی ہے۔ صبح شام فرشتے اترتے ہیں۔ صبح والے شام تک اور شام کو اترنے والے صبح تک وہاں رہتے ہیں۔ وہاں ریاض الیخت ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی قدرت کے ساتھ وہاں موجود ہے وہاں شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے اور بخشش بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ سب کچھ مدینہ شریف میں ہے۔ آپ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں مڑک میں منائیں اپنے گھر میں منائیں مسجد میں منائیں آپ اکیلے منائیں یا لوگوں کو بلا کر منائیں۔ صبح منائیں دوپہر منائیں کہ شام کو منائیں۔ جہاں اور جب چاہیں منائیں اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی نور نکلتا ہے جو ولادت باسعادت کے روز نکلا تھا اور مدینہ منورہ میں نکلتا ہے وہی خوشبو نکلتی ہے جو مدینہ منورہ میں نکلتی ہے اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ آنکھ ملے جو اس نور کو دیکھ سکے اور وہ ناک عطا ہو جو اس کی خوشبو کو سونگھ لے۔ مجھے ایسے خوش نصیب

افراد کی زیارت ہے کہ جنہوں نے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نور کو نکلتے دیکھا ہے اور خوشبو بھی سونگھی ہے انہوں نے اس محفل میں فرشتوں کو حاضر دیکھا ہے اس محفل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے آپ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں منائیں تو مدینہ منورہ تمہارے گھر میں آ جاتا ہے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ صبح کو نہ مناؤ شام کو نہ مناؤ۔ جمعہ کو نہ مناؤ۔ ہفتہ کو نہ مناؤ۔ آپ جب بھی مناؤ جہاں بھی مناؤ جتنے بھی افراد جمع ہو جائیں۔ کیلا ہی منالے دو منالیں تین افراد کر منالیں۔ دوست احباب کو بلا لو وہ دس آ جائیں لاکھ آ جائیں کہ کڑور آ جائیں خواہ کتنے ہی آ جائیں اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نور ہر حال میں نکلتا ہے خوشبو ہر صورت نکلتی ہے۔ نور کے نکلنے یا خوشبو کے نکلنے کا تعلق حاضرین کی تعداد پر موقوف نہیں ہے۔ اس کا تعلق ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ یہ بھی نہیں ہے کہ اگر بھٹی ساؤنڈ سسٹم ہو تو پھر ہی نور نکلتا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی فرد بھی جو بول نہ سکتا ہو وہ بھی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منالے تو نور پھر بھی نکلتا ہے خوشبو پھر بھی آتی ہے اگر کوئی نابینا ہے وہ بھی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منالیتا ہے تو نور اس کو بھی نظر آ جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ مخالفین سے کوئی جھگڑا وغیرہ کریں۔ ان سے تلخ کلامی کریں آپ یہ دعا کیا کریں کہ یا اللہ مجھے وہ بصارت اور بصیرت عطا فرما کہ جس سے میں نور کو دیکھوں اور خوشبو کو سونگھوں۔ مجھے ایسی آنکھ دینا عطا فرما کہ جس سے میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کروں مجھے ایسی بصیرت عطا فرما کہ جس سے میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروں اب بات یہ ہے کہ مولوی حضرات اعتراض کریں گے کہ دیدار رب کس طرح سے ممکن ہے۔ دیدار الہی کس

طرح سے ہو جاتا ہے یا ہو سکتا ہے لیکن مجھے ان خوش نصیب افراد کی زیارت ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار اس کی شان کے مطابق کیا ہے اب جن لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے یہ وہی جانتے ہیں کہ ان پر یہ عطا کس طرح سے ہوئی ہے یا یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مرضی ہے کہ اس نے دیدار کر لیا ہے تو کیوں کر لیا ہے اور کس طرح سے کر لیا ہے لیکن مجھے ان افراد کی زیارت ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ یہ سب کچھ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منانے سے ملتا ہے جہاں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ خود جلوس ہوتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لاتے ہیں یہ سب کچھ احادیث مبارکہ میں آیا ہے اور یہ حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحب ان احادیث مبارکہ کو جانتے ہیں ان کے علم میں وہ احادیث مبارکہ ہیں۔ یہ سعادت صرف ذکر اللہ اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ ایسی محافل میں اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے ساتھ اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کرم فرماتے ہیں اور تشریف لاتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام بھی آتے ہیں فرشتے آ جاتے ہیں اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث کے مطابق اتنے فرشتے آتے ہیں کہ وہ جائے محفل سے لے کر پہلے آسمان تک ساری جگہ کو گھیر لیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف لے آتے ہیں اولیاء کرام صالحین بھی آتے ہیں۔ اعتراض تو وہ کرتے ہیں کہ جن کو نظر نہیں آتے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے نظر عطا فرمائی ہے وہ کس طرح سے اعتراض کریں گے۔ جن کو نظر نہیں آتا وہ اپنی آنکھیں بنوائیں۔ اعتراض نہ کریں کیونکہ معترض کو تو کبھی کچھ نظر نہیں آیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو چشم پینا عطا کرے۔ مدینہ منورہ میں ریاض الحجت ہے دس مرلہ کی جگہ ہے جو

مہجربوی میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے اور سفید ستونوں سے اس کی نشان دہی کی گئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے اور جہاں میرے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ جنت بہت دور ہے پروفیسر صاحب نے حساب لگایا ہے کہ اگر کوئی جسم اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ہی خط مستقیم میں متواتر پرواز کرے تو وہ تیس لاکھ سال میں جنت کے کنارے پہنچے گا جنت کے اندر نہیں پہنچنے پائے گا۔ لیکن جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو یہی جنت چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے۔ آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں آپ اس وقت جنت میں بیٹھے ہیں۔ جناب مولانا عتیق الرحمن صاحب آپ عالم دین ہیں آپ ہمیں یہ بتائیں کہ جب اللہ تعالیٰ جنت عطا فرماتا ہے تو وہ پکی ہوتی ہے کہ کچی یعنی عارضی ہوتی ہے کہ مستقل طور سے اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتا ہے اللہ تعالیٰ جب بھی جنت عطا فرماتا ہے تو مستقل طور سے عطا کرتا ہے جو ایک دفعہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے پھر اسے وہاں سے نکالا نہیں جاتا۔

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرة ۲۵) ”اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“ آپ کو کس چیز نے جنت دلا دی ہے یہ ذکر مصطفیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائی ہے۔ جو اعتراض کرتے ہیں کہ جنت اس طرح سے نہیں ملتی ہے۔ ان کو نہیں ملتی تو نہ ملے اور شاید ان کو کبھی بھی نہ ملے یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ جو مایوس ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کرتے رہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہے پس مر گئے مر گئے۔ یہ کرو تو وہ کرو تو جنت ملتی ہے وہ کرتے ہیں تو بے شک جنت کیلئے کرتے رہیں جنت ملے یا نہ ملے یہ ان کی بات ہے لیکن آپ تو جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ تو خوش ہو جائیں اور میلاد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منائیں آپ مخالفین کی باتوں میں کیوں آتے ہو آپ جنت لو اور عیش کرو۔ اب آپ جنتی بن چکے ہیں انشاء اللہ اب جب آپ اپنے گھروں میں واپس جائیں گے تو جو آپ کے لئے گھر کا دروازہ کھولے گا وہ بھی تمہیں دیکھے گا تو وہ بھی جنتی بن جائے گا۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا

جے کوئی بخیا مل پوے توں وی بخیا جا

یہ جنت آپ کو مل چکی ہے اور کیا چاہتے ہو۔ ہم نے کیا کر لیا ہے۔ تلاوت ہوئی چند نعت شریف پڑھی گئی ہیں اور حضرت عتیق الرحمن صاحب کا بیان سنا ہے تو اس پر جنت عطا ہو گئی ہے۔ حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے دروازے پر دستک دی۔ حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اندر کون ہے۔ عرض کیا کہ میں اور میرے بیوی بچے ہیں۔ فرمایا کہ آپ کے علاوہ اور کون ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی نہیں ہے فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا دمبارک کی باتیں کر رہے ہیں فرمایا کہ کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور کر رہے تھے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہی باتیں ہی کر رہے ہیں۔ ہم صرف میلا دم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی باتیں کر رہے تھے اور اپنے اہل خانہ کے علاوہ اور کوئی بھی فرد موجود نہیں ہے۔ فرمایا کہ میں تو یہ دیکھ کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں

اور فرمایا کہ جو کوئی بھی قیامت تک تیری طرح کرے گا اس کی طرف بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے کھلے رہیں گے۔ آپ مخالفین کے اعتراض کا جواب دینے میں کیوں وقت ضائع کرتے ہیں آپ اپنے گھروں میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے تمہارے گھروں کی طرف کھلے رہیں۔ جو میلاد شریف کو بدعت سمجھتے ہیں اس پر جلتے ہیں مرتے ہیں سڑتے ہیں ان کو جلنے مرنے دو آپ اپنے کام میں لگن رہو اور موبجس کرو۔ اپنے گھروں کی طرف رحمت خداوندی کے دروازے کھولو۔ جنت سے بھی بڑھ کر ایک چیز ہے ہم جنت جنت کی رٹ لگاتے رہتے ہیں لیکن جنت سے بھی بڑھ کر ایک چیز ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارک ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی تصنیف آب کوثر میں حدیث نمبر 71 میں لکھی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب درود شریف پڑھا جاتا ہے محفل میلاد شریف شروع ہوتی ہے نعت پڑھی جاتی ہے تو پوری کی پوری محفل وہ جگہ وہ گھر وہ خاندان وہ اہل خانہ وہ دوست احباب وہ جماعت وہ جلسہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اقدس میں پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں اس شرکاء محفل میں سے ہر ایک کو پہچان رہا ہوتا ہوں کہ یہ سرور ہے اس کے والد کا نام یہ ہے اس کی ذات یہ ہے۔ میں ہر ایک کی بات سنتا ہوں۔ جو میرے قریب بیٹھے ہیں دائیں بائیں بیٹھے ہیں اور جو وہ دور بیٹھے ہیں اور وہ جو دور میں اپنے پردہ کے پیچھے بیٹھی ہیں ان تمام کو بھی نبی پاک علیہ

الصلوة والسلام دیکھ رہے ہیں اور پہچان رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اتنے افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں آجائیں گے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا میری امت مشرق میں ہوگی میری امت مغرب میں ہوگی لیکن جب وہ میرا ذکر کریں گے تو وہ میرے سامنے ہوں گے۔ اس لئے جب آپ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے ہیں تو آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہوتے ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ سب کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں یا وہ ہمیں دیکھیں ان میں سے کون سی بات افضل ہے میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کروں یا وہ مجھ پر نظر عنایت فرمائیں اس میں بڑی بات کون سی ہے۔ افضل تو بات یہی ہے کہ وہ ہمیں دیکھیں اور یہ حدیث شریف یہی بتا رہی ہے کہ حضور نبی کریم ہم سب پر نگاہ کرم کئے ہوئے ہیں اس سے بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہوگی۔

پڑ گئی جس پہ دم میں دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

یہ سارا کچھ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا انعام ہے۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ ہیں۔ اچھی سے اچھی نعت بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق نہیں ہے۔

مَا إِنْ مَحَلَّتْ مُحَمَّدٌ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مَلَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

کوئی بھی بندہ اپنی باتوں سے اپنی تقریر سے اپنے اشعار سے حضور نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں کر سکا۔ صرف یہ کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کر کے اپنی قسمت کو سنوار لیتا ہے۔ اور یہی کچھ ہم کر رہے ہیں اور ہماری اس Sub-Standard چیز نے غیر معیاری چیز نے۔ غیر معیاری ذکر نے نعت نے ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں پہنچا دیا ہے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي نے میری قبر کی زیارت کر لی۔ مجھ پر لازم ہو گیا کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہو گئی تو کس طرح سے ملی ہے یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منانے سے ملی ہے۔ چارہستیاں ہیں کہ ان کی کبھی ہوئی بات ہم پر اسی طرح سے لازم ہے کہ جس طرح سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات اور سنت۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات اور سنت۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات اور سنت۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات اور سنت ہم پر ایسے ہی لازم ہے جیسے کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات اور سنت ہو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگوں! جو کوئی بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک درہم خرچ کرے گا اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ آپ نے جو نعت خوانان کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے یہ بھی آپ نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کیا ہے۔ جھنڈیاں لگائی گئی ہیں۔ بیڑ لگائے گئے ہیں۔ روشنیاں لگائی گئی ہیں۔ دریاں بچھائی ہیں۔ سٹیج سجایا ہے ساؤنڈ سسٹم کام کر رہا ہے۔ فلم بن رہی ہے یہ سب کچھ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی خرچ ہو رہا ہے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ فضول خرچی ہو

رضی ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرما رہے ہیں کہ جو صرف ایک درہم ہی خرچ کر دے آج کل درہم بائیس روپے کے برابر ہے یوں سمجھ لو کہ پاکستانی بائیس روپے ہی خرچ کر لے اور آپ نے تو ہزاروں خرچ کر دیئے ہیں لنگر بھی پکایا ہے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زیادہ نہیں صرف ایک درہم ہی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کر دے تو اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہو گا اور یہ یقینی امر ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تو جنت میں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے آپ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر ہیں۔ اور دوسرے نمبر پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کیا تم اپنا ایمان بچانا چاہتے ہو کیا تم اپنا اسلام بچانا چاہتے ہو اگر ہاں تو پھر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا کہ کیا تم بدر اور حنین کے جنگ میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ مجاہدین بدر و حنین کی صف میں آنا چاہتے ہو۔ جو ان غزوات میں شامل ہو گیا وہ جنتی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو بدری بنا چاہتا ہے وہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرے۔ آپ گھر بیٹھے ہوئے ہی بدری اور حنینی بن رہے ہیں یہ کس نے بتایا ہے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف نے بتایا ہے۔ آپ جو کوئی بھی مرضی اعمال صالحہ کر لیں آپ بدری نہیں بن سکتے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جتنا مرضی کر لو یہ تمہیں بدری کے درجہ میں نہیں پہنچا سکتے بدری بنانے والا عمل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم خاتمہ بالخیر چاہتے ہو تو میلاد شریف منایا کرو۔ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائے گا اس کا

خاتمہ بالخیر ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیں کوئی خوش خبری سنائیں۔ فرمایا کہ ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جانے سے بیس لاکھ بری محفلوں میں جانے سے ہونے والے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شیطان ان اعتراض کرنے والوں کو محفل میلاد میں آنے سے اسی لئے روکتا ہے کہ ان گناہ نہ مٹ جائیں۔ ان کا سارا زور قوت زبان اسی پر خرچ ہو رہی ہے کہ میلاد نہ مناؤ یہ شرک ہے یہ بدعت ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے بیس لاکھ بری محافل میں جانے سے ہونے والے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ دوسری حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جب ہم آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں اور جو نبی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد میں بیٹھتے ہیں تو سارے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں اور تیسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جنت چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے اور چوتھی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جو محفل میلاد النبی میں شامل ہو گیا وہ مدینہ منورہ میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ کرم ہر لمحہ ہی ہوتا ہے جب تو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہے۔ لیلاً القدر سال بعد آتی ہے لوگ اس کی بڑی جستجو کرتے ہیں اس کی تلاش میں رہتے ہیں پھر بھی ملتی ہے کہ نہیں ملتی ہے۔ لیکن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جستجو کئے بغیر ہی مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس محفل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اتنے کثیر تعداد میں احباب تشریف فرما ہیں ذرا وہ خوش نصیب ہاتھ کھڑا کرے جس کو لیلاً القدر ملی ہو۔ (کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہوتا) میں پھر عرض کرتا ہوں کہ جس کو لیلاً القدر زندگی میں ایک بار ہی ملی ہو وہ ذرا کھڑا ہو جائے تاکہ ہم اس کی زیارت تو کریں۔ (کوئی کھڑا نہیں ہوتا ہے)

لیکن یہ دیکھیں کہ اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عمر رسیدہ بھی بیٹھے ہیں۔
 نوجوان اور بچے بھی موجود ہیں ادھر خواتین بھی ہیں سب نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی محفل پالی ہے سب کو یہ محفل مل گئی ہے یہ اتنا کرم ہے۔ لیلة القدر طاق راتوں
 رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اس کے حصول کیلئے پانچ طاق راتیں
 تمہیں جاگنا پڑے گا پھر قسمت میں ہوئی تو مل جائے گی اور چاند کا نکلتا بھی مشروط
 ہے۔ چاند اسی تاریخ کو نکلا ہو کہ جس کے حساب سے آپ رمضان المبارک کے
 روزے رکھ رہے ہیں پھر طاق راتوں میں لیلة القدر کو تلاش کرو۔ اور اگر چاند کے نکلنے
 میں اختلاف ہے جس طرح سے عید کے چاند نکلنے میں رویت ہلال کمیٹی کا ہی فیصلہ ماننا
 پڑتا ہے اور سرحد کے لوگ تقریباً ہر سال اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ اکثر روزہ بھی
 ایک دن پہلے ہی رکھ لیتے ہیں اور عید بھی ایک دن پہلے ہی کر لیتے ہیں۔ بہر حال اس
 سے کوئی غرض نہیں ہے بات تو لیلة القدر ملنے کی ہے۔ ہم جس روز ستائیس تاریخ سمجھ
 رہے ہیں اور دراصل وہ چھبیس تاریخ ہے یا اٹھائیس تاریخ ہے تو پھر آپ کو لیلة القدر
 کس طرح سے ملے گی۔ لہذا آخری عشرہ کی دس راتیں آپ جاگ کر گزاریں تو شاید
 آپ کو لیلة القدر مل جائے۔ وہ بھی اگر قسمت میں ہوئی تو ملے گی۔ محفل میلاد النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم سے جو نور نکلتا ہے جو خوشبو نکلتی ہے فرشتوں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ
 اس نور اور خوشبو کو دیکھتے ہیں اور سونگھتے ہیں ان میں یہ طاقت یہ وصف موجود ہے
 جب ایک فرشتہ بھی اس نور اور خوشبو کو پالیتا ہے تو وہ باقی فرشتوں کو بھی بلا لیتا ہے کہ
 آ جاؤ مجھے نور اور خوشبو مل گئی ہے۔ مشرق مغرب شمال جنوب سے فرشتے آ جاتے
 ہیں اور محفل کی جگہ سے لے کر پہلے آسمان تک ساری جگہ کو گھیر لیتے ہیں اور یہ ساری

جگہ فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ جب محفل ختم ہوتی ہے تو یہ فرشتے بارگاہ عالیہ میں جا کر رپورٹ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے کہ کہاں سے آئے ہیں وہ علیم ہے وہ خیر ہے پھر بھی فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو۔ اللہ تعالیٰ صرف اس لئے پوچھ رہے ہیں کہ ہمیں پتہ چل جائے کہ اصل بات کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اے فرشتو کہاں سے آرہے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے ہیں یہ مشکوٰۃ شریف کی ایک طویل حدیث شریف ہے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے میری عظمت کی قسم ہے میں نے محفل میں آنے والے تمام افراد کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تمام شرکاء محفل صرف محفل کی غرض سے نہیں آئے تھے ایک سی آئی ڈی کارکن تھا۔ ایک صرف روٹی کھانے آ گیا ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے آ گیا تھا۔ کوئی پیسے لینے آ گیا تھا کوئی ساؤنڈ سسٹم لے کر آ گیا تھا بھٹی صاحب آپ نے یہ ساؤنڈ سسٹم معاوضہ لے کر دیا ہے یا فری دیا ہے جی فری نہیں ہے۔ Paid ہے فرشتے ہماری شکایت کرتے ہیں کہ یہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں آتے بلکہ اپنی اغراض لے کر آتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی ایک فرد تو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آیا ہوگا اس کے پاس بیٹھنے والے اگر جہنمی بھی ہوں گے لیکن محفل میں آنے سے سب جنتی بن جاتے ہیں۔ اس لئے اعتراض کرنے والوں کی باتوں میں نہ آؤ آپ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو اور محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا کرو۔ یا اللہ کیا آپ نے بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح منایا

ہے کہ اس کے حکم سے تین جھنڈے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ شریف کی چھت پر نصب فرمائے گئے۔ لوگ آپ کی جھنڈیوں پر اعتراض کر رہے ہیں۔ یہ جھنڈیاں کیوں لگائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جھنڈے لگا دیئے ہیں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے لگائے ہیں اگر کوئی فتویٰ لگتا ہے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر لگے گا ہم تو اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں یہ ہماری اپنی طرف سے کوئی ایجاد نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ بہت عظمت والا ہے اپنی شان کے مطابق جھنڈے لگوا رہا ہے ہم اس کے مقابل کچھ بھی نہیں ہیں لیکن اپنی اوقات اور وسعت کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس روز مکہ مکرمہ میں اتنے ستارے اتار دیئے کہ لوگ کہتے تھے کہ ہمیں ڈر تھا کہ یہ ستارے ہم پر ہی نہ گر جائیں۔ قادر و مالک اللہ تعالیٰ نے روشنی کے لئے ستارے اتار دیئے ہم نے یہ بلب لگا دیئے۔ ہماری اتنی ہی پہنچ ہے لیکن یہ ہے تو سنت الہی۔ بیت اللہ شریف نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آستانہ عالیہ کی طرف سجدہ کیا۔ بیت اللہ شریف جھک گیا۔ فرشتے آگئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو لے کر در حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر حاضر ہو گئے۔ بت کر گئے۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ حوریں آگئیں حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لے آئیں اگر وہ تشریف لے آئی ہیں تو ہم بھی آئے ہی ہیں وہ تو جنت سے آئی ہیں آپ اپنے گھروں سے آئے ہیں اس لئے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم آنا تو ثابت ہو گیا۔ وہ جنت سے آرہی ہیں اور آپ جنت میں تشریف فرما ہیں محفل

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جتنی ہی آتے ہیں اور آتے ہیں وہی جن کو سرکار
 بلا تے ہیں۔ سرکار دوسروں کو بلا تے ہی نہیں ہیں۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بلایا ہے اس میں آپ سب کی عظمت ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی لسٹ میں آپ سب کا نام شامل ہے۔ جس طرح سے کہ آپ ولیمہ کی دعوت
 میں بلائے جانے والے مہمانوں کی لسٹ بناتے ہیں جب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم میں بلائے جانے والوں کی لسٹ تیار ہوئی تو اس میں آپ سب کا نام شامل
 ہو گیا ہر عمل کی بنیاد نیت پر موقوف ہے۔ نماز نیت کر کے پڑھیں گے تو درست ہوگی
 ورنہ غلط ہوگی۔ روزہ کی بھی نیت ہے۔ حج قربانی زکوٰۃ بھی نیت سے کرے گا تو
 قبول ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ اس کا کوئی اجر ثواب نہیں ہے لیکن محفل میلاد شریف میں
 آنے کی نیت نہیں بلکہ یہ تیرے لئے سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب
 علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں میلاد شریف کی محفل میں بلا لیتے ہیں۔ اعتراض کرنے
 والوں سے بحث نہ کرو بلکہ ہو سکے تو کسی طرح سے ان کو محفل میلاد میں لے آؤ
 تاکہ ان کی بھی بخشش ہو جائے۔ اگر آپ ان سے بحث کریں گے تو وہ بھی زیادہ
 مخالفت کریں گے خواہ تواہ الٹی سیدھی باتیں کریں گے۔ اور اپنے پہلے حال سے
 بھی جاتے رہیں گے۔ جو بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتا ہے اس
 کا اپنا بیڑہ غرق ہوتا ہے ایسے شخص کو لنگر کھانے حلوہ کھیر کھانے کا لالچ دے کر محفل
 میلاد میں لے آؤ۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت اس پر بھی پڑ جائے
 گی تو اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ اس نے بحث مباحثہ سے نہیں آتا ہے وہ کسی
 بھی دلیل سے نہیں آئے گا۔ بس کوئی لالچ ہی اس کو محفل میں آنے کا سبب بنے

گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو محفل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں اگر اسی فقرے پر بھی دل خوش ہو جائے تو خوشی سے بندہ جھوم جائے تو یہ بھی کوئی کم نہیں ہے۔ یہ سب سے بڑی نعمت ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہے۔ اس سے بڑی سعادت نہیں ہو سکتی کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بلائے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اسی بات کا ہی شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ میری اس عرض گزارش کا کسی کو مزا آیا ہے کہ میں نے خواہ مخواہ تمہاری سمج خراشی ہی کی ہے میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ میری تعریف کریں بلکہ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سر دار احمد رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کے سایہ میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اور جن کی سنت پر ہم عمل کر رہے ہیں یہ میلاد شریف کے جلے جلوس مکانوں گلیوں بازاروں کی سجاوٹ جھنڈیاں روشنیاں اور خوشیاں منانا حضرت علامہ محمد سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ان کی ابتداء فرمائی تھی۔ اور یہ اب آئے دن ہر سال زیادہ سے زیادہ ہی ہو رہا ہے آپ دیکھیں کہ اس سال فیصل آباد شہر پہلے سے کئی گنا زیادہ سجا ہوا ہے جہاں پہلے ایک جھنڈی نہیں لگائی جاتی تھی وہاں اب اتنی جھنڈیاں اور دوسرا سامان آرائش اتنا لگا ہوا ہے کہ مزید لگانے کی گنجائش باقی نہیں بچی۔ تمام بازار گلیاں کوچے جگمگا رہے ہیں۔ دیکھیں پک رہی ہیں لنگر وسیع پیمانے پر تقسیم ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ہو تو سننے والے کے دل کو خوشی محسوس ہو اس کا دل کھل جائے تو وہ جنتی ہے وہ مومن

ہے آپ نے ہاتھ کھڑے کر کے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ آپ کو سرور آ گیا ہے
 آپ کو بہت مزا آیا ہے آپ کو یہ بہت اچھا لگا ہے تو آپ نے اپنے ایمان دار
 ہونے کا ثبوت دیا ہے آپ سب کو مبارک ہو۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بات سن کر تمہارا دل مرجھا جائے تمہارا دم گھٹ جائے تو یہ تمہارے بے ایمان
 ہونے کی علامت ہے۔ تذکرہ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک صاحب نے تقریر کی تو
 سامعین میں سے ایک شخص کو بہت سرور آ گیا۔ وہ مقرر فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ نے
 اسے اپنے سامنے حاضر کیا اور فرمایا کہ تو وہی ہے جو زبان سے کچھ کہتا تھا لیکن دل
 میں اس سے خلاف تھا۔ تیرا قول کچھ اور تھا لیکن عمل اس سے مختلف ہوتا تھا۔ یعنی
 تیرے قول و فعل میں تضاد تھا۔ عرض کرتا ہے کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہیں کہ جاؤ میں تمہیں صرف اس لئے بخش دیتا ہوں کہ تیری تقریر سے
 میرے ایک بندے کو مزا آ گیا تھا اس کو میں نے اس لئے بخش دیا ہے کہ اسے
 تقریر سننے سے سرور آ گیا مزا آ گیا تھا۔ اور تمہاری تقریر کی وجہ سے اسے سرور آیا
 تھا اس لئے میں تمہیں بھی بخش رہا ہوں اور تم دونوں کی وجہ سے میں نے اس محفل
 میں شریک سب کو بخش دیا ہے۔ آپ سب ہی ایسے ہیں کہ جن کو میری باتوں سے
 سرور آ گیا ہے۔ تمہاری بھی بخشش ہو گئی اور تمہاری وجہ سے میری بھی بخشش ہو گئی
 اب کس کے دل میں کوئی شک ہے۔ اللہ تعالیٰ محفل میلاد منانے کی توفیق عطا
 فرمائے۔ آپ کے پاس بھی اینٹم بم ہے اور سمجھ لو کہ ہندوستان کے پاس بھی اینٹم
 بم ہے۔ آپ یوم تکبیر اپنے اینٹی دھماکہ کی مناتے ہیں اپنے اینٹم بم کی کامیابی پر
 خوش ہوتے ہیں کہ انڈیا کے اینٹم بم کی خوشی مناتے ہیں اپنے اینٹم بم کی خوشیاں

مناتے ہیں کہ اس نے آپ کو تحفظ فراہم کیا ہوا ہے کسی دشمن کی جرأت نہیں کہ وہ آپ پر حملہ کرنے کی سوچ بھی سکے اسے آپ کا اینٹم بم نظر آتا ہے اسی طرح سے اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو آپ ضرور ان کا میلاد منائیں جن کا نبی نہیں ہے وہ نہ منائیں آپ کیوں خواہ مخواہ ان سے الہجے ہیں۔ مجھے انڈیا کے پاس اینٹم بم ہونے کی کوئی خوشی نہیں بلکہ وہ میرے لئے خوف کی نشانی ہے دشمن یہ سمجھتا ہے اور ہم بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اگر ہم پر حملہ ہوتا ہے تو پہلا اینٹم بم فیصل آباد پر ہی آئے گا کہ یہ صنعتی شہر ہونے کی وجہ سے پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے آج کل جنگ میں بندے نہیں مارے جاتے صنعت تباہ کی جاتی ہے اس فیکٹریاں تباہ ہو گئیں تو اس میں کام کرنے والے مزدور کارمگر خود ہی بھوکے مر جائیں گے۔ خدا نخواستہ اگر فیصل آباد تباہ ہوتا ہے تو سارا پاکستان ہی تباہ ہو جائے گا۔ یہ دشمن کی تجویز ہے یہ ان کا Analysis ہے ان کا خیال ہے اس لئے جب انڈیا کے اینٹم بم کی بات ہوتی ہے تو ہمیں پریشانی ہوتی ہے ہمارے دل مرجھا جاتے ہیں۔ لیکن جب اپنے اینٹم بم کی بات آتی ہے تو ہمارے دل خوش ہو جاتے ہیں کہ یہ ہمارا اینٹم بم ہے ہمارے ملک پاکستان کا اینٹم بم ہے اسی طرح سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ہم ان کا جشن ولادت مناتے ہیں جن کا نبی نہیں ہے وہ نہ منائیں اس میں جھگڑے کی کیا بات ہے بحث مباحثہ کی کیا ضرورت ہے اپنے بیٹے کی یوم پیدائش تو بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ شادی کی سالگرہ مناتے ہیں جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی بات آتی ہے تو یہ شرک بدعت بن جاتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ

جب تمہیں اللہ کی رحمت اور فضل ملے تو خوشی مناؤ۔ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ملے ہیں ہم خوش ہیں اور ان کی ولادت باسعادت کی خوشی مناتے ہیں قرآن مجید فرماتا ہے کہ جب تمہیں اللہ کی نعمت ملے تو اس کا چہ چا کرو۔ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی نعمت ملی ہے ہم اس کا چہ چا کرتے ہیں۔ بیٹے کی سالگرہ مناتے ہو تو اس پر خرچہ ہوتا ہے جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا لیکن ولادت باسعادت پر خرچہ کرنے سے ہمیں جنت کی خوشخبری ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا میلاد منایا ہے۔ فرمایا کہ میں ہر سو مواری کو روزہ رکھتا ہوں کہ یہ میرا یوم ولادت ہے۔ حضرات آپ ولادت باسعادت مناؤ اور ضرور مناؤ۔ گھر میں مناؤ بازار، مسجد، گلی جہاں کہیں بھی مناؤ گے اللہ تعالیٰ کی رحمت بر سے گی۔ رحمت کے دروازے تمہارے گھروں کی طرف کھلے رہیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

آؤ سلام پڑھتے ہیں

خطاب چھٹی سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
برہانش میاں مقبول حسین صاحب گلشن حبیب

26-02-10

کن کی زبان

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْإِسْلَامِ
وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! پہلے دو خوشخبریاں ہیں وہ آپ سن لیں۔ کل ایک صاحب آئے جو
بڑے صاحب نظر ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو گنبد خضر اس کی نظروں کے
سامنے ہوتا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سامنے تشریف فرما ہوتے ہیں۔
اتنی عظمت والے اور صاحب کشف وہ صاحب ہیں۔ وہ کل آئے تو کہا کہ آپ اگر
یقین کر لیں تو بہتر ورنہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ کے سلسلہ کی ساری
جماعت جنت میں دیکھی ہے۔ حمید شاد صاحب مرحوم کی رہائش گاہ پر محفل ہو رہی تھی
جس میں اس خوش نصیب نے یہ اعلان فرمایا اور ہمیں خوشخبری دی۔ دوسری خوشخبری یہ
ہے کہ میرے پیر و مرشد خواجہ حضرت پیر سائیں عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ
زیب آستانہ عالیہ دادو شریف نے پیغام دیا ہے کہ آپ کو خواب آئی اور حضرت سرکار
نعمت اللہ قریشی المعروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ والد محترم حضرت سائیں عبدالرحمن
صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے ان کو اپنی زیارت سے یوں نوازا کہ آپ سرکار
سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور انتظار فرما رہے ہیں

حضرت سرکار عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ عرض کرتے ہیں کہ ابا جان آپ کس کے انتظار میں ہیں۔ آپ نے اپنے خلفاء میں سے دو تین کے نام لئے کہ مجھے ان کا انتظار ہے۔ پھر سائیں عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے عرض کیا کہ ڈاکٹر علی محمد دامت برکاتہ العالیہ سے متعلق آپ نے نہیں فرمایا۔ اس پر حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ تو آگے جنت میں چلا گیا ہے۔ یہ دو خوشخبریاں ہیں لہذا آپ موبھیں کریں اور شکر ادا کریں۔ اب بات یہ ہے کہ کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے۔ پروفیسر صاحب دینے کے لئے تو مال و دولت کی ضرورت ہوتی ہے۔ منہ کی وہاں کیا ضرورت ہے۔ کونگاہند بول نہیں سکتا، اشارہ سے وہ بھی دے دیتا ہے۔ شعر پر دوبارہ غور کریں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

میں عرض کر رہا ہوں کہ دنیا ہو تو مال و دولت دی جاتی ہے۔ ہم جیسے جو لوگ ہیں انہیں مال و دولت کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کسی کو دے سکیں لیں عطا کرنے کے لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان ہی کافی ہے۔ وہ کن کی زبان ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خزانے اٹھائے نہیں پھرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ ہاتھ مبارک سے اٹھا کر نہیں دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جو نکل جائے وہ ہو جاتا ہے۔ یہاں مال و دولت کی موجودگی کی ضرورت نہیں بلکہ

اس سے بڑھ کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک ہے۔ پروفیسر صاحب یہ جو سامنے دیوار نظر آ رہی ہے یہ کس چیز کی بتی ہوئی ہے۔ سرکاریہ کاربن سے بنی ہے۔ سینٹ ریت وغیرہ جو اس کو لگا ہوا ہے اس میں زیادہ حصہ کاربن کا ہی ہے۔ کیا یہ کاربن یا یہ سینٹ ریت بکری وغیرہ سونا بن سکتی ہے۔ نہیں بن سکتی۔ دنیا بھر کے سارے کیمیا گر بھی اکٹھے ہو کر آجائیں تو وہ کاربن کو سونے میں تبدیل نہیں کر سکیں گے۔ کاربن میں سونے کا جو ہر نہیں ہے لیکن اگر زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل جائے کہ سونا بن جا تو یہ اسی لمحے سونا بن جائے گا۔ کاربن سونے میں تبدیل ہو جائے گا۔ اب تک ایک سو چودہ اٹلیمنٹ تقریباً دریافت ہو چکے ہیں جن کے مختلف ملاپ Combinations سے یہ دنیا بنی ہوئی ہے۔ یہ نمک جو ہے جو ہم کھاتے ہیں یہ دو اٹلیمنٹ سوڈیم اور کورین سے مل کر بنا ہے۔ یہ پانی جو ہم پیتے ہیں یہ ہائیڈوجن اور آکسیجن سے مل کر بنا ہے۔ اسی طرح سے جو کچھ بھی بنا ہوا ہے وہ بنیادی طور پر دو یا دو سے زیادہ اٹلیمنٹ کے ملاپ سے بنا ہوا ہے۔ اسی طرح سے سونا بھی اٹلیمنٹ سے بنتا ہے اگر وہ اٹلیمنٹس موجود نہیں ہیں تو سونا نہیں بن سکتا۔ یہ دنیاوی دستور ہے اسے آپ قانون قدرت کہہ لیں۔ اگر سونے کے بنیادی اٹلیمنٹس موجود ہیں تو سونا بن جائے گا ورنہ نہیں بن سکتا۔ یہ قانون فطرت ہے۔ لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس کی یہ عظمت ہے کہ وہ جو کچھ فرمادیں وہ ہو جاتا ہے۔ یہاں بنیادی اٹلیمنٹس کے موجودگی ضروری نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمض مبارک اتاری ہوئی ہے دوپہر کا وقت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر آرام فرما ہیں چٹائی کی مٹی بھی جسم

اقدس کو لگ گئی ہے اور چٹائی کے نشان بھی جسم اقدس پر نمودار ہو رہے ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا تو آنسو نکل آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ آپ کیوں رو رہے ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس لئے رونا آ رہا ہے کہ دنیا کے بادشاہ عیش و عشرت میں زندگی گزارتے ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر دراز ہیں کہ جسم اطہر کو مٹی بھی لگی ہے اور چٹائی کے نشان بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس ظاہری حالت کو دیکھ کر نہ رو۔ یہ میری غربت کی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ میرا اضطراری نہیں بلکہ اختیاری عمل ہے اگر میں چاہوں تو دنیا کے سارے پہاڑ میرے لئے سونے کے بن جائیں اور اگر یہ بھی چاہوں تو یہ میرے حکم پر میرے ساتھ ساتھ بھی چلیں۔ اب دیکھیں کہ دنیا میں کل کتنے پہاڑ ہوں گے۔ بظاہر روئے زمین پر پانی کی مقدار پانی کا تناسب زیادہ ہے لیکن پانی سے زیادہ مٹی ہے اور مٹی میں بھی زیادہ پتھر ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میں کہہ دوں تو یہ پہاڑ پتھر سب سونا بن جائیں اور چاہوں تو یہ میرے ساتھ چلیں حالانکہ پہاڑ جامد ہیں یہ چلتے نہیں ہیں لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمائیں تو یہ چلتے بھی ہیں لہذا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مال و دولت کی ضرورت نہیں کہ وہ ہوگا تو عطا کریں گے۔

کو کہ پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

قرآن مجید میں آیت مبارکہ ہے کہ اگر کسی کی آواز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی آواز سے بلند ہو جائے تو اس کے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور بندہ جہنمی ہو جاتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (الحجرات ۲) ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔“ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہرے تھے اونچی آواز میں سنتے تھے۔ بہرے آدمی میں ایک خاصیت ہوتی ہے کہ وہ اونچی آواز میں سنتا ہے اس لئے وہ بولتا بھی بلند آواز سے ہے وہ سمجھتا ہے کہ جس طرح سے اسے اونچی آواز میں سنتا ہے اسی طرح سے ہی شاید دوسرے لوگ بھی اونچی آواز میں ہی سنتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اپنے گھر جا کر دروازہ بند کر لیا۔ کنڈی لگا دی اور رونے لگا اور کئی روز خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمسایہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ وہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق پتہ کرے کہ اسے کیا ہو گیا ہے وہ حاضر نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پتہ کیا تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سب میں زیادہ بلند آواز ہوں۔ یہ آیت میرے لئے ہی اتری ہے تو میں جہنمی ہو گیا اور اب کس منہ سے حاضر خدمت ہوں جاؤں میرے تو تمام اعمال اکارت ہو گئے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آیت

مبارک میرے لئے ہی اتری ہے اس لئے وہ اندر بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں نبی کریم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ اسے لے آؤ وہ تو شہید ہے وہ جنتی ہے۔ حضرت
 ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے
 خوشخبری دی کہ تو شہید ہے تو جنتی ہے تیرے اعمال اکارت نہیں جائیں گے۔ کفار کے
 اعمال اکارت جاتے ہیں وہ نیکیاں کرتے ہیں لیکن برباد چلی جاتی ہیں اس سے یوں
 سمجھ لو کہ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز مبارک سے کسی کی آواز بلند ہو جائے
 تو بندہ کافر ہو جاتا ہے۔ تم حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہو تم شہید ہو۔
 حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وہ اسلامی لشکر میں
 شامل تھے۔ عراق یا ایران کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور اس میں آپ شہید
 ہوئے ہیں اس آیت مبارکہ کے نزول کے کئی سال بعد آپ شہید ہوئے ہیں اس
 جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمانڈر تھے۔ حضرت ثابت بن قیس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں ملے اور عرض کیا
 کہ فلاں شخص نے میری زرہ اچک لی ہے اور فلاں جگہ چھپا دی ہے اس پر ہنڈیا رکھ دی
 ہے اور ہنڈیا پر پلان رکھ دیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ پلان کیا ہوتا ہے بس صرف ایک
 دو افراد ہی جانتے ہیں۔ اونٹ کے اوپر سامان لادنے کے لئے جو کچا وہ بنا ہوتا ہے
 اسے اونٹ کی کانٹھی سمجھ لیں اسے پلان کہا جاتا ہے آپ میری زرہ اس سے واپس لے
 لیں اور دوسری میری عرض یہ ہے کہ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے عرض کر دیں کہ مجھ پر اتنا قرض وہ اس کی ادائیگی کا انتظام فرما دیں۔ حضرت
 خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے تو ایک بندے کو وہ زرہ حاصل

کرنے کے لئے بھیجا اور جہاں وہ رکھی گئی تھی اس جگہ کی نشان دہی بھی فرمادی۔ وہ صحابی گئے اور بتائی ہوئی جگہ تلاش کر کے زرہ نکال کر لے آئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو بھی اتنا علم ہے تو سردار کا عالم کیا ہوگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوں گے تو کئی سال بعد اس نے شہادت پائی۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام احد پہاڑ پر تشریف فرما تھے تو پہاڑ وجد میں آ گیا اور ہلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں مبارک سے ٹھوکر مار کر فرمایا کہ ٹھہر جا تم جانتے نہیں ہو کہ تم پر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ایک صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ نبی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہیں۔ صدیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو شہیدوں میں سے ایک حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کے کوئی تیس سال بعد وہ شہید ہوئے ہیں۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکل گیا کہ یہ شہید ہیں تو وہ دونوں شہید ہو کر رہے۔ یہ شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو نکل جاتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

جو رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

تیرے منہ سے جو نکلے وہ بات ہو کر رہی

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کل اسے جھنڈا دوں گا جو

خیر فتح کرے گا۔ ہر صحابی کا یہ عقیدہ ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا ہے وہ ہو کے رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کی خوشخبری دی ہے تو یہ فتح کل انشاء اللہ ہو کر رہے گی حالانکہ مہینہ بھر سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اور فتح نہیں ہو رہی تھی فتح کے کوئی آثار بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ لیکن جب زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل گیا کہ کل فتح ہو جائے گی تو یہ یقینی امر تھا کہ فتح ہو ہی جانا تھی۔ جب صبح ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا کہ کیا بات ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں آئی ہوئی ہیں۔ آشوب چشم میں مبتلا ہوں۔ نظر نہیں آ رہا ہے آنکھوں سے پانی جاری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگایا تو آنکھیں اسی لمحہ تندرست ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور انہوں نے قلعہ قنوص فتح کر کے رکھ دیا۔ فاتح خیر تو حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے لیکن اصل فاتح خیر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک ہے۔ ہجرت کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ ادھر کفار نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زندہ یا دوسری حالت میں پکڑ کر لائے گا اسے سو سرخ اونٹ انعام دیا جائے گا۔ سرخ اونٹ بڑی اعلیٰ نسل اور بیش قیمت ہوں گے۔ فی زمانہ یوں ہی سمجھ لیجئے کہ جیسے سوڑک دے دیئے جائیں۔ ہر کوئی دوڑا بھاگا کہ وہ انعام حاصل کرنے کا مستحق ہو جائے۔ سراقہ نے پیچھا کیا اور اس نے پالیا قریب پہنچ کر لاکاراکہ اب ٹھہر جاؤ اب میرے قبضہ سے

بچ کر نہیں نکل سکتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نبی پیچھے مڑ کر دیکھا تو سراقہ کی گھوڑی زمین میں دھنس گئی حالانکہ شاہراہ ہجرہ پتھر پٹی زمین سخت پتھروں سے بنی ہوئی ہے اس میں پاؤں دھنس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو اس پتھر پٹی سخت زمین میں بھی گھوڑی دھنس گئی۔ سراقہ نے جب یہ دیکھا تو معافی مانگ لی پھر گھوڑی باہر نکل آئی۔ اس نے پھر حملہ کرنے کی نیت کی تو گھوڑی دوبارہ زمین میں دھنس گئی۔ دو تین بار یہی ہوا تو سمجھ گیا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے اس نے صدق دل سے معافی مانگ لی اور عرض کیا کہ آپ مجھے تحریر کر دیں کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے میں خود بھی تعاقب نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی اور کو آپ کے تعاقب میں آنے دوں گا۔ آپ تسلی سے اپنا سفر جاری رکھیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے تحریر بھی کر دیا اور اسے ایک بشارت بھی عطا فرمائی کہ اے سراقہ میں تو تیرے ہاتھ میں کسریٰ بادشاہ کے سونے کے کنکن دیکھ رہا ہوں۔ تو کتنے سال بعد یہ واقعہ رونما ہوا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔ دس سال مدنی زندگی۔ دوسوا دو سال حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور مان لین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں پانچ سال بعد یہ واقعہ ہوا۔ بس کوئی اٹھارہ انیس سال بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ سراقہ مسلمان ہوا۔ فوج میں بھرتی ہوا اور اس فوج میں شامل ہوا جس نے ایران کو فتح کیا۔ مال غنیمت ہاتھ آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے وہ مال غنیمت حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں سے وہ سونے کے کنکن نکالو تا کہ میں وہ کنکن سراقہ کے ہاتھ میں پہناؤں۔ جب تلاش کی تو ایک کنکن مل گیا اور دوسرا نہیں مل رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر تلاش کرو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے لہذا وہ دوسرا کنگن بھی لازماً اسی مال میں ہوگا وہ کہیں جا نہیں سکتا۔ کوئی اسے چہ نہیں سکتا۔ جب دوبارہ تلاش کیا تو دوسرا کنگن بھی مال غنیمت میں سے مل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کنگن سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے یہ ایران کیوں فتح ہوا۔ کسریٰ بادشاہ کو کیوں شکست ہوئی۔ دوسرا کنگن بھی کیوں مل گیا۔ صرف اس لئے کہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے نکل چکا تھا اور یہ ہو کے ہی رہتا تھا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی فرما دیتے ہیں وہ اسی طرح سے ہو کر
رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کی زبان عطا فرمائی ہے۔
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حبیبؐ یعنی اپنے دور کا بڑا دانشور آدمی تھا۔ ابو جہل نے اسے بلایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے آپ آکر اس کے ساتھ مناظرہ کرو اور اسے شکست دے دو تو ہم کہیں گے کہ یہ تو ایک عام بندے سے شکست کھا گیا ہے یہ نبی کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ حبیبؐ یعنی آیا اور سچ بنا کر مناظرہ کا سماں پیدا کر لیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اس نے کہا کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں اللہ تعالیٰ کا برحق نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہوں۔ اس نے کہا کہ نبی ہونے کا ثبوت پیش کریں کوئی دلیل پیش کریں جو آپ کے نبی ہونے کو ثابت کرے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ثبوت تو چاہتا ہے وہی میں پیش کرتا ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں فلاں ثبوت دیتا ہوں میں فلاں دلیل دیتا ہوں۔ مکہ کے رہائشی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر (نعوذ باللہ) سمجھتے تھے۔ حبیب یمنی نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) جادوگر ہی سمجھا اور سوچا کہ جادو کا اثر زمین پر تو ہو سکتا ہے لیکن یہ فلکیات پر نہیں ہوتا۔ دوپہر کا وقت تھا اس نے کہا کہ آپ اشارہ کریں کہ یہ سورج ابھی غروب ہو جائے اور پورا چاند ابھی نکل آئے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ ایک ٹکڑا اس پہاڑ کوہ البقیس کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف اتر آئے۔ پھر وہ دوبارہ جڑ کر اپنی جگہ چلا جائے۔ وہ غروب ہو جائے اور سورج واپس اپنی جگہ پر آ جائے وہی دوپہر کا وقت ہو جائے۔ پہلے یہ سب کچھ ہو جائے پھر دوسری بات کریں گے۔ حبیب یمنی نے مناظرے کی یہ پہلی شرط پیش کی کہ اگر آپ اللہ کے برحق نبی ہیں تو یہ کر کے دکھائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم فرمایا کہ غروب ہو جا جو نبی زبان اقدس سے یہ بات نکلی تو سورج غروب ہو گیا، اندھیرا چھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو حکم فرمایا کہ ظاہر ہو جاؤ۔ چاند نکل آیا۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کن کی زبان کام کر رہی ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں وہ ساتھ ہی ساتھ ہوتا جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو حکم فرمایا کہ دو ٹکڑے ہو جا۔ وہ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اب جڑ جاؤ تو چاند جڑ گیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے حبیب تو نے جو چاہا اور کہا وہ تو ہو گیا ہے اب اس سے اگلی بات کرو۔

حبیب یعنی اب اتنا متاثر ہو گیا کہ اس سے کوئی بات نہ ہو سکی۔ اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تجھے بتاؤں کہ اب تم کیا کہنا چاہتے ہو تمہارے میں کیا ہے۔ وہ بول تو نہ سکا لیکن اثبات میں سر ہلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ تیری جس بیٹی کو فالج ہوا ہے۔ چل پھر نہیں سکتی معذور ہو کر رہ گئی ہے وہ تندرست ہو جائے جاؤ وہ تندرست ہو گئی ہے۔ حبیب یعنی نے کلمہ شریف پڑھ لیا مسلمان ہو گیا اور بڑی تیر رفتاری سے واپس اپنے گھر گیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اسی فالج زدہ بیٹی نے آ کر دروازہ کھولا۔ وہ کہنے لگا کہ بیٹی تو کس طرح سے تندرست ہو گئی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ جس نے آپ کو کلمہ پڑھ لیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے انہوں نے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا تو میں اسی لمحہ تندرست ہو گئی اور مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بھی کر گئے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلا کہ جاؤ تمہاری بیٹی ٹھیک ہو گئی ہے تو تین ہزار میل دور سے بیٹی تندرست ہو گئی اور مسلمان بھی ہو گئی اب دیکھیں کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ہے کہ میری ساری اُمت جنتی ہے۔ میری ساری اُمت مرحومہ ہے۔ بہت رحم کی گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت کو جنت میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی نہیں فرمائی۔ فرمایا کہ اور کیا دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو جہنم میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش الہی میرے سامنے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت جنتی ہے تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

زبان مبارک سے اس کی تصدیق ہو رہی ہے۔ اگر آپ بھی تصدیق کو مان لو گے تو آپ بھی جنتی ہو جاؤ گے۔ اگر جنت اعمال سے لینا چاہتے ہو تو وہ تمہاری مرضی ہے۔ ہمارے اعمال میں ریا کاری ہے۔ دکھلاوہ ہے ان میں کوتاہی اور خالی ہے۔ نماز میں ہم پڑھتے ہیں۔ اَلْحَيَاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیْلُتُخْرِیٰ نماز بھی تیری میرے روزے بھی تیرے۔ میرا کلمہ اور طہارت بھی تیری۔ میری قربانی اور حج بھی تیرا۔ تو میرے پاس پھر کیا باقی رہ گیا ہے۔ الیاس صاحب کی یہ گھڑی اس وقت میرے پاس ہے۔ یہ ہے تو ان کی لیکن اس وقت میری ملکیت میں ہے۔ یہ اس وقت الیاس صاحب کی ملکیت اور قبضہ میں نہیں ہے۔ ملکیت ہوتے ہوئے بھی اس وقت معذور ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ میری نماز میرا روزہ۔ میرا صدقہ خیرات۔ میرا جہاد اور میری شہادت سب کچھ تیرا ہے۔ پھر میرے پلے میں تو کچھ باقی نہ رہا۔ اسی طرح سے کسی کے پلے میں بھی کچھ نہیں رہتا کیونکہ یہ اعمال تو سب ہی کرتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سبھی کرتے ہیں اور پھر نماز میں سب ہی اقرار کرتے ہیں۔ اَلْحَيَاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیْلُتُخْرِیٰ پھر اس کے بعد تو صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت ہی باقی رہ گئی ہے۔ آپ نے اعمال خود کئے ہیں۔ مان لیتے ہیں کہ تمہارا عمل کامل ہے۔ ریا کاری سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہے لیکن تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو دے چکا ہے اس کا معاوضہ آپ نہیں لے سکتے۔ اس کے بعد تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہی باقی بچی ہے۔ اس دعا کے صدقے میں تمہیں جنت مل جائے گی۔ پہلے بھی کئی دفعہ یہ بات ہو چکی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بک بھر کے بندوں کو جنت میں ڈال دیا ہے۔ جنت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بک کی عظمت کو ماننے سے ملتی ہے۔ اعمال صالحہ بھی جو آپ کر

چکے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو دے چکے ہیں اب آپ اعمال سے خالی ہیں اگر اعمال صالحہ آپ کے پاس ہیں بھی تو پھر حقوق العباد آپ کے ذمہ ہیں۔ کسی سے قرض لے کر واپس نہیں کیا۔ چوری کی ہے۔ کسی کی غیبت کی ہے۔ کسی سے کوئی زیادتی کی ہے۔ کسی کو بلا وجہ تنگ کیا ہے۔ کسی سے جھوٹ بولا ہے۔ کم تولا ہے کم ناپا ہے۔ پیسے پورے لے کر دو نمبر مال دیا ہے۔ فریب کیا ہے کسی کو دھوکہ دیا ہے۔ یہ حقوق العباد میں آتے ہیں جب تک بندے معاف نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کریں گے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری اس مشکل کا بھی احساس کیا ہے اگر کسی مسلمان سے کسی کافر کا کوئی تنازعہ ہو گیا تو وہ کافر تو بالکل معاف نہیں کرے گا۔ وہ کہے گا کہ میں تو جہنم میں جا رہی رہا ہوں میرے ساتھ یہ بھی جہنم میں جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر کوئی امتی جہنم میں جاتا ہے تو اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ پہنچتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچانے کے لئے کافر شاید نہ مانے اور اپنا حق معاف نہ کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف داری فرمائی۔ حج کے دوران میدان عرفات میں دعا کی کہ یا اللہ میرے امت کے حقوق اللہ بھی معاف کر دے اور حقوق العباد اس طرح سے معاف کر دے کہ جس سے زیادتی ہوئی ہے اس کو آپ خود راضی کر لیں اور جس نے زیادتی کی ہے اس کو معاف کر دے۔ کوئی جواب نہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ پہنچ گئے صبح ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنسو بہا رہے ہیں دعا فرما رہے ہیں کہ یا اللہ میری امت کے ذمہ حقوق العباد بھی معاف فرما دے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گریہ زاری فرما رہے ہیں اور اب یک لخت آپ

صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو رہے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میری امت کے حقوق العباد بھی معاف ہو گئے ہیں۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے نکل چکا ہے اگر اس کو مان لو گے تو تمہارا کام بن جائے گا۔ اگر نہیں مانو گے تو پکڑے جاؤ گے۔ حقوق العباد کا حساب کتاب دینا پڑے گا جس میں کامیابی ممکن نظر نہیں آتی۔ اس لئے بہتر ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو مان لیں۔ حقوق العباد کسی بھی سابقہ امت کے لئے معاف نہیں ہیں یہ صرف کرم امت محمدیہ پر ہی ہوا ہے کہ اس کے لئے حقوق العباد بھی معاف کر دیئے گئے ہیں۔ اسی بناء پر بہت سے انبیاء علیہم السلام نے یہ دعا کی ہے کہ یا اللہ ہم سے نبوت لے لے اور ہمیں امت محمدیہ کا فرد بنا دے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

میری نازم کہ ہستم امت تو
گناہگارم و لیکن خوش نصیبم

فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس پر ناز ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ میں گناہ گار تو ضرور ہوں لیکن کتنا خوش نصیب ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے میری بخشش ہو رہی ہے۔ یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرما۔ زبان اقدس کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرما۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش آستانہ عالیہ 22-01-10

نشست دوم

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! ”کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے“ یہ تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے لیکن دنیا والوں کا دستور کیا ہے دینے کے لئے مال و دولت کی ضرورت ہے یا کہ منہ کی ضرورت ہے شرک بنانی ہے تو رقم کی ضرورت ہے۔ بجلی کے پول لگوانے ہیں تو رقم کی ضرورت ہے۔ اگر رقم ہے تو شرک بھی بن جائے گی اگر رقم ہے تو بجلی کے پول بھی لگ جائیں گے۔ رقم ہو تو دنیا کا ہر کام ہو جاتا ہے یہ دنیا والوں کا دستور ہے قاعدہ کلیہ ہے دام چلائے کام، رقم سے ہر کام بن جاتا ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ جو زبان اقدس سے نکل گیا وہ ہو گیا یہ ایک پانی کا گلاس ہے جو میرے پاس رکھا ہوا ہے آپ بتائیں کہ اس میں جو پانی ہے وہ کتنے افراد کے لئے کافی ہو گا۔ اگر کسی ایک فرد کو بھی دیا جائے گا تو وہ سارے کا سارا پانی پی جائے گا۔ ہمارا یہ ایک گلاس پانی کسی ایک فرد کے لئے بھی کافی نہیں ہے۔ یہی ایک گلاس پانی اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جتنے چاہیں اتنے ہی افراد کو کافی ہو جائے گا۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن سے بھوکے ہیں۔ جسم میں طاقت ختم ہو رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جن کو بھوک لگی ہوئی ہے ان سب کو بلا لیں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بلایا تو ستر افراد ہو گئے۔ دودھ کا صرف ایک پیالہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ہریرہ کو حکم فرمایا کہ دائی طرف سے شروع کرو اور سب کہ یہ پیالہ پیش کرتے جاؤ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیال کیا کہ یہ ایک پیالہ دودھ کا ہے ستر پینے والے ہیں میرے لئے کیا بچے گا اور میں سخت بھوک سے بڑھال ہو رہا ہوں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا جس کی تعمیل ضروری تھی۔ جب افراد نے پینا شروع کیا۔ پہلا فرد سیر ہو گیا تو دوسرے نے شروع کیا وہ بھی سیر ہو گیا تو تیسرے نے شروع کیا لیکن پیالے میں دودھ جوں کا توں ہے وہ لبالب دودھ سے بھرا ہوا ہے دودھ میں کوئی کمی نہیں آ رہی ہے۔ ستر افراد کے پی لینے کے بعد حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی باری آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اب تم خوب سیر ہو کر پی لو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب جی بھر کے دودھ پی لیا تو بعد میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا تو دودھ ختم نہ ہوا یہ دنیا کا دودھ نہیں ہے یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ تمہیں صدیق بنانا ہوں تو وہ ”صدیق“ بن گئے۔ فرمایا کہ آؤ تمہیں فاتح خیبر بنانا ہوں تو وہ فاتح خیبر بن گئے۔ آؤ میں تمہیں قاروق بنانا ہوں تو وہ قاروق اعظم بن گئے۔ جس کو چاہا سو بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کی زبان عطا ہوئی ہے وہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ وہ چاہیں تو شفا عطا فرما دیں وہ چاہیں تو دولت عطا فرما دیں وہ چاہیں تو عزت عطا فرما دیں وہ چاہیں تو عمر بھی عطا فرما دیں۔ جتنا چاہیں رزق

عطا فرمائیں وہ قاسم نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تقسیم کرنے والے ہیں۔ قاسم کی مرضی ہے کہ وہ جس کو جو چاہیں جتنا چاہے عطا کر دے۔

قُلَّا وَرَبُّ الْعَرْشِ جِسْ كُوْ جُو ملا ان سے ملا

بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھ مختلف ممالک میں تبلیغ دین کے لئے سفیر مقرر فرمائے۔ کوئی حبشہ کے لئے کوئی فرانس کے لئے کوئی ایران کے لئے تو کوئی کہاں کے لئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ سفیر تو عربی ہیں ان کو ان ممالک کی زبان نہیں آتی جہاں یہ جا رہے ہیں تو یہ اپنا مدعا کس طرح سے بیان کریں گے اور جہاں بھیجے جا رہے ہیں ان کو عربی نہیں آتی وہ کس طرح سے ان کی بات کو سمجھ سکیں گے۔ آپس میں گفت و شنید کس طرح سے ہوگی۔ بات چیت کس سے طرح ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو جو سفیر جس ملک میں بھیجا جا رہا تھا اسے اس ملک کی زبان از خود ہی آگئی یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ جنگ اتراب کا مشہور واقعہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان نکل آئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سخت پریشان کہ ہزار ہا کوشش کے باوجود یہ پتھر ٹوٹ نہیں رہا ہے ادھر دشمن کی آمد قریب ہو رہی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور اس پتھر پر ایک ضرب لگائی تو پتھر کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ

و سلم نے فرمایا کہ شام فتح ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور ضرب لگائی تو ایک تہائی حصہ پتھر اور بھی ٹوٹ کر الگ ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایران فتح ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری ضرب لگائی تو سارا پتھر ٹوٹ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن فتح ہو گیا۔ ادھر پتھر ٹوٹ رہا ہے ادھر ملک فتح ہو رہے ہیں یہ زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات بالکل درست ثابت ہوئی۔ یہ تینوں ممالک مسلمان افواج نے فتح فرمائے۔ یہ فتح کس طرح سے ہوئی۔ یہ فتح زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ آپ یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرمادیں وہ وحی الہی ہوتا ہے دنیا میں دو ہی حق سچ ہیں ایک تو کلام الہی اور دوسرا زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جو بھی زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل جائے وہ حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا قبول ہے ہر نشتا قبول ہے ہر اشارہ قبول ہے ہر کنایہ قبول ہے۔ جو بھی فرمادیں وہ ہو جاتا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے اللہ تعالیٰ اسے ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ خندق کھودنے والے واقعہ میں ایک بات یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ میرے گھر میں ایک بکری کا بچہ ہے وہ میرے کس کام کا ہے کہ اگر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت نہ کر سکوں۔ ہم اپنا مال و دولت سنبھال کر رکھنے والے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اپنا دھن من نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے والے ہیں ان کا تو تکیہ کلام ہی یہ ہوتا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں تو پھر وہ بکرے کو کہاں بچانے والے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ایک بکری کا بچہ ہے اور دو سیر آٹا ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرتا ہوں۔ فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے تم جاؤ اور دعوت کا اہتمام کرو۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر گئے بکری کو ذبح کیا اور زہبہ محترمہ سے کہا کہ یہ گوشت بھی پکا لو اور جو آٹا موجود ہے اس کی روٹیاں بنا لو۔ ہمارے گھر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا تناول فرمانے کے لئے تشریف لارہے ہیں آپ پھر واپس محاذ پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند افراد کے لئے کھانا حاضر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مجاہدین کہ جن کی تعداد چودہ سو تھی کو حکم دے دیا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں دعوت طعام پر چلیں۔ اے خندق کھودنے والو۔ اے چار پانچ روز سے بھوکے رہنے والو تمام حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کھانا کھانے کے لئے حاضر ہو جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر بھاگے گئے اور زہبہ محترمہ سے فرمایا کہ تین چار آدمیوں کے لئے کھانا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو کو دعوت دی ہے اور ان کو ساتھ لے کر تشریف لارہے ہیں اب کیا ہوگا۔ زہبہ محترمہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے بندے آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو مہمانوں کو لے کر آ رہے ہیں وہ خود ہی ان کو کھلا بھی دیں گے۔ آپ ذرا بھی نہ گھبرائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہنڈیا میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈال کر اس میں برکت کے لئے دعا فرمائی۔ کھانا جب جن دیا گیا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹوں کو بلائیں وہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے لیکن دونوں بیٹے شہید ہو چکے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بکری ذبح کی تو وہ بچے بھی

ساتھ ہی کھڑے تھے باپ کے جانے کے بعد ایک بیٹے نے دوسرے سے کہا کہ آؤ
 میں تمہیں بتاؤں کہ بابا جان نے بکری کس طرح ذبح کی ہے اس نے بھائی کو زمین پر لٹا
 کر اس کے گلے پر چھری چلا دی وہ تڑپا تو چھری چلانے والا بھی گھبرا گیا اور بیڑھیوں
 سے جلدی میں نیچے اترنے لگا تو گر گیا اور وہ بھی فوت گیا ان کی والدہ نے جب دیکھا
 تو دونوں بیٹوں کی لاشیں رضائی میں لپیٹ کر رکھ دیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی دعوت میں کوئی بد مزگی پیدا نہ ہو۔ لوگوں کو اس واقعہ کا علم ہو گیا تو افسردگی پیدا ہو
 جائے گی رونا پینا شروع ہو جائے گا پھر کوئی بھی کھانا نہیں کھائے گا۔ کیونکہ دستور
 زمانہ ہے کہ میت والے گھر میں کھانا نہیں کھاتے۔ اس نے سوچا کہ نبی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کھانا کھالیں گے تو پھر ان سے عرض کر دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو حاضر کرو انہوں
 نے بہانہ بتایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ گھر پر نہیں ہیں کہیں دور نکل گئے ہیں
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار فرمایا کہ اپنے بچوں کو لے آؤ گے تو ہم
 کھانا شروع کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ سنا تو عرض کیا کہ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچے جہاں جا چکے ہیں وہاں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم ہی ان کو بلا سکتے ہیں یہ میرے بس کی بات نہیں رہی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اندر لے گئے اور دونوں بچوں کی لاشیں رضائی میں لپیٹی
 ہوئی دکھا دیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے نام لے کر انہیں بلایا اور
 فرمایا کہ اٹھو اور ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہو جاؤ۔ وہ دونوں بچے زندہ ہو گئے
 اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بچوں کو زندگی کس نے عطا

کی۔ اصغر چشتی صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے تمہیں حیاتی دی ہے اسی نے ہی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کو بھی زندگی عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ کھانا کھاتے جاؤ اور ہڈیاں ایک جگہ اکٹھی کرتے جاؤ دعوت ختم ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہڈیوں کو حکم دیا کہ اے بکری زندہ ہو جا۔ تو وہ بکری جو ذبح ہو چکی تھی اس کو گوشت بنا کر پکایا جا چکا تھا اور ابھی گوشت ہڈیاں میں موجود بھی تھا وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی یہ بکری کو زندگی کس نے عطا کی ہے۔ یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ یہ ہے کہ

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہماری بخشش کرائی ہے۔ ماں کو عظمت ملی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی ملی ہے اس سے قبل ماں کی کوئی عظمت نہیں تھی۔ فرمایا کہ تیری جنت تیری ماں کے قدموں میں ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو جنت چل کر ماں کے قدموں کے نیچے آ گئی۔ یہ جنت کون لے کر آیا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ایک اور جگہ بھی جنت ملتی ہے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو جہاں میرا ذکر ہو وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے اگر اقرار کرتے ہو تو جنت ابھی مل جائے گی اور اگر انکار کرتے ہو تو پھر جنت تمہیں وہاں بھی نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کاپی آئی جس میں ستر ہزار خوش نصیبوں کے نام درج تھے کہ جن کو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل کیا جانا تھا۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں میرا نام بھی شامل کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاتیرا نام بھی اس میں لکھ دیا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بہت تھوڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور زیادہ کریں۔ فرمایا کہ یہ جو ستر ہزار ایک ہیں ان میں ہر فرد اپنے ساتھ ستر ستر ہزار لے کر جنت میں جائے گا۔ یہ جنت کون عطا کر رہا ہے یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو صرف ستر ہزار کے نام ہی آئے تھے لیکن یہ پانچ ارب بن گئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانچ ارب بندوں کو ایک لمحہ میں ہی جنتی بنا دیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں قیامت تک اللہ جانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کتنی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اضافہ فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو پانچ ارب ہیں ان میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ ستر ستر ہزار افراد کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ 350 سیکھ بن جاتے ہیں لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں ان میں اضافہ فرمائیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہند سے تو ختم ہو گئے ہیں بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بک اور بھی ڈال دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال

دیں۔ ایک بک اور بھی ڈال دیں اس طرح پانچ بک ڈالوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بس کر دیں۔ کوئی باقی نہیں بچے گا سب جنتی بن جائیں گے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے تو آپ کیوں روک رہے ہیں اس کرم میں اضافہ ہو رہا ہے تو ہونے دیں۔ پہلے اس چیز کا علم نہیں ہوا تھا آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا علم ہوا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر لمحہ نئی شان ہے اور ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ یہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھی لیکن ہمارے علم میں نہ تھی آج اس شان کا اظہار ہو رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں روکتا نہیں ہوں بلکہ میرا ایمان یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے کائنات سے باہر تو کوئی بندہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں میرا بک تو بڑا ہے میرے ایک چلو میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ ساری کائنات میری ہتھیلی پر ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہی ہے اس لئے یہ حق ہے سچ ہے اگر جنت لینا چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت کو مان جاؤ جنت ابھی مل جائے گی۔

آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانس شاہد تنویر صاحب 06-02-10

نعمت کا چرچا کرو

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثنا کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعمت بنتی ہے
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حکم فرما رہا ہے کہ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ

رَبِّكَ فَحَسِبْ لَفْظِ ۱۱) ”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ وہ نعمت کون سی
ہے۔ کسی چیز کا نام تو آپ لیں کہ یہ نعمت ہے۔ سورج بہت بڑی نعمت ہے پروفیسر
صاحب سے پوچھ لیں کہ اگر یہ سورج چوبیس گھنٹے کیلئے یہیں پر رک جائے تو ہر چیز جل
سڑ جائے گی۔ اور زمین کے دوسرے رخ پر جو کچھ ہے وہ سردی کی وجہ سے مرجائیں

گے۔ ان کے جسم برف بن جائیں گے وہ پھٹ جائیں گے۔ سورج ایک ایسی نعمت ہے جو مصیبت کا باعث بھی ہے اور یہ ایک ایسی نعمت بھی ہے کہ جس سے کاروان زندگی اور نظام کائنات بھی چل رہا ہے اور اگر سورج نہ ہو تو ہمیں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ملے۔ نباتات بنریاں پھل درخت فصلیں سب کی بہاریں ایک سورج کی ہی وجہ سے ہیں۔ سمندر سے پانی سورج کی گرمی سے آبی بخارات میں تبدیل ہوں گے۔ یہ خشکی کی طرف آئیں گے بادل بنیں گے بارش برے گی۔ پانی سے ڈیم بھریں گے دریا، نہریں چلیں گی، بجلی پیدا کی جائے گی جس سے صنعتی کاروبار بھی چلے گا۔ پانی سے ہی فصلیں اگائی جائیں گی سورج کی تپش سے یہ پکیں گی تو ہمیں کھانے کے لئے اناج ملے گا، لہذا نظام کائنات چلانے کے لئے سورج بہت بڑی نعمت ہے اسی سے ہی سمندر بھی بنتے ہیں Water Circle چلتا ہے لیکن پانی کی بہتات سے سیلاب بھی آجاتے ہیں اور ہزاروں زندگیاں اس میں ذوب کر مر جاتی ہیں فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں زمین میں گڑھے پڑ جاتے ہیں اور یہ قابل کاشت نہیں رہتی۔ آندھیاں اور طوفان بھی سورج کی وجہ سے ہی آتے ہیں پروفیسر صاحب کا یہ مضمون ہے وہ یہ سب جانتے ہیں آبی چکر ہوائی چکر سب سورج کی وجہ سے ہی ہے۔ حشر کے روز اس سورج کو توڑ پھوڑ دیا جائے گا۔ اس کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ اتنی بڑی نعمت ختم ہو جائے گی یہ زوال پذیر نعمت ہے اس نے مٹ ہی جانا ہے تو یہ نعمت کیسی ہے۔ حضرات کسی دوسری نعمت کا نام لے لیں۔ یہ ہمارے ہاتھ بڑی نعمت یہ ذرا اس سے پوچھیں کہ جس کے پاس یہ نعمت نہیں ہے اس کے ہاتھ نہیں ہیں وہ اپنی صفائی سے بھی عاجز آ جاتا ہے۔ لیٹرین کا مسئلہ اپنا کمر کس باندھنے سے بھی عاجز آ جائے گا۔ وہ کھانے پینے سے عاجز آ جائے گا وہ کسی کا محتاج ہو کر رہ جائے گا۔ اپنے جسم سے مکھی اڑانے سے بھی عاجز

آجائے گا۔ اپنے جسم کے کسی حصہ پر خارش کرنے سے بھی عاجز آ جائے گا۔ یہ ہاتھ اتنی بڑی نعمت ہیں۔ یہ نعمت حشر کے دن کیا کرے گی یہ میرے سارے گناہ جو میں نے ان ہاتھوں سے کئے ہیں وہ ظاہر کر دیں گے۔ اے ہاتھ تو میرا بڑا مددگار بڑا معاون تھا تیرے بغیر میرا گزارہ نہیں تھا لیکن آج تو کیا کر رہا ہے میری زبان بند کر دی جائے گی اور میرے یہی ہاتھ میرے خلاف کواعی دیں گے اور یہ ایسی سرکاری کواعی ہوگی کہ جس کو ہر صورت منکور اور قبول کیا جائے گا۔ یہ بتائیں گے یا اللہ اس نے ہمارے ساتھ چوری کی تھی۔ فلاں شخص کے ساتھ زیادتی کی تھی فلاں کو مارا بیٹھا تھا۔ یہی حال باقی اعضاء کا ہوگا آنکھیں بھی ہماری دشمن ہو جائیں گی جن کے بغیر یہی دنیاوی زندگی بے مزہ اور فضول ہے ماں باپ بڑی نعمت ہیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ باپ کی پیٹانی کو بوسہ دینا کو یا کہ بیت اللہ شریف کی سر دل کو بوسہ دینا ہے۔ محبت اور پیار سے والدین کی زیارت کرنے سے حج کا ثواب ملتا ہے۔ ہم اس دنیا میں اولاد دینے کی بڑی خواہش کرتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو بڑی محنت سے پالتے ہیں۔ تعلیم دلواتے ہیں اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بناتے ہیں اپنے خون پسینہ سے کمائی ہوئی دولت کو اپنے بچوں کی پرورش پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں لیکن حشر والے دن یہی ماں باپ بیٹے سے کہیں گے کہ اگر تمہارے پاس کوئی نیکی ہے تو وہ ہمیں دیدے اور تو خود خواہ جہنم میں ہی چلا جائے۔ ہر شخص کا یہی حال ہوگا اپنے دوست احباب ماں باپ اولاد سے نیکیاں مانگتے پھریں گے نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ باپ بیٹے سے نیکی مانگے گا کہ میں حج جاؤں میں جنت میں چلا جاؤں بیٹا خواہ جہنم میں ہی چلا جائے وہی باپ جو اس دنیا میں بیٹے پر جان بھی قربان کر دیتا حشر کے روز اس سے ایسے الگ ہو جائے گا کہ جیسے کبھی اس

کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہ رہا ہو۔ کیا ایسا باپ اور بیٹا نعمت ہیں یہ تو مصیبت بنے ہوئے ہیں۔ کوئی اور نعمت کا نام لے لیں اعمال صالحہ کو ہی لے لیں۔ بڑے اعمال کئے اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہا ہے کہ یا اللہ اعمال لے لے اور مجھے جنت عطا کر دے اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ میں نے اعمال کی بنا پر ہی تو جنت دینی ہی نہیں ہے مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے ایک حدیث شریف نقل کی ہے کہ جو یہ کہے کہ میں نے اپنے اعمال سے جنت لینی ہے وہ منافق وہ خارجی ہے جو ایمان سے بھی خالی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں بڑی جماعتیں بستر اٹھائے پھرتی ہیں کہ اعمال کر لو۔ اپنے اعمال نامہ کو سجالو۔ یہ عقیدہ بتایا جا رہا ہے کہ اعمال کر لو۔ صرف اعمال ہی کام آئیں گے۔ اعمال کی وجہ سے جنت ملتی ہے اعمال ضروری ہیں لیکن کام نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اعمال کی طرف نگاہ ہی نہیں فرمائیں گے کہ لے جاؤ ان اعمال کو میں نے اعمال کی بنا پر جنت نہیں دینی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ ہمارے جد امجد ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔ وہ فرمائیں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا آج تو نفسی نفسی ہے تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ لوگ دوسرے تیسرے چوتھے نبی علیہ السلام حتیٰ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور ہر ایک سے یہی جواب ملے گا کہ کسی اور کے پاس جاؤ آج ہم تمہاری شفاعت نہیں کر سکتے۔ اس دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام بڑی نعمت ہیں اسلام کی ساری تعلیمات اور عقیدہ انہی کی وجہ سے بنتا ہے۔ یہ دنیا میں بڑی نعمت ہیں لیکن حشر کے روز یہ بھی جواب دے رہے ہیں۔ میرے کام نہیں آ رہے ہیں۔ یہ صاف سیدھا اور ٹھوک کر جواب دیں گے اور ہماری مدد سے انکاری ہو جائیں گے۔

حشر کے دن سب نبی دے گئے کورا جواب
 دس کہدی بیڑی تری آقا تیرے بنا
 اس دن ہر شخص نفسی نفسی کہہ رہا ہے لیکن صرف ایک ہستی ہے جو کہہ رہی ہے
 کہ اُمّتی اُمّتی، اس ہستی کو اپنی نہیں پڑی ہوئی ہے اسے اپنی کوئی فکر ہی نہیں ہے اسے
 اگر فکر ہے تو تیری اور میری فکر ہے۔ یہ انعام ہے یہ نعمت ہے پھر اگر چہ چا کرنا ہے تو
 اس کا کرو اس کی شان میں جھوم کر پردھو۔

اس کو کچھ خوف نہیں روز حشر کا سن لو
 جس کے ہاتھ میں شفاعت کا پروانہ ہو گا
 اسے کیا ستائے گا خورشید محشر
 ہے نسبت جسے دامن مصطفیٰ سے
 خورشید نہیں ستائے گا۔ یہ سورج دس سال کی گرمی سے ایک ہی دفعہ ظہور
 پذیر ہو گا۔ ایک منٹ کی گرمی ہم سے برداشت نہیں ہوتی لیکن دس سال میں گرمی جو
 سورج سے نکلتی ہے وہ ساری ایک ہی لمحہ میں ظاہر ہو جائے گی لیکن وہ نسبت والے لفر کو
 ذرا بھی تپش نہیں دے سکے گی۔ حضرات اس دامن کا سہارا پکڑیں۔ ان کا میلا و مناؤ
 اس کی خوشیاں مناؤ اس نعمت کا چہ چا کرو۔ لوگوں کو اس کی ولادت سے متعلق بتاؤ۔

حرزِ جان ذکرِ شفاعت کیجئے
 نار سے بچنے کی صورت کیجئے
 اپنے سروں پر سایہ کرلو۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام قرآن
 وحدیث پر مبنی ہوتا ہے۔ حرزِ جان یعنی جان کی حفاظت کیجئے کس سے اس کی حفاظت
 کریں۔ آپ ذکرِ شفاعت سے اپنی جان کی حفاظت کیجئے۔ نار سے بچنے کا کیا طریقہ

ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ یہ کہتے رہو کہ کہ میری بخشش کا ذریعہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ہمارے پلے میں کیا ہے ہم کس باغ کی مولیٰ ہیں حضرت امیر ایم علیہ السلام منیٰ نبی۔ حضرت امیر ایم علیہ السلام کے اعمال کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ کورنمنٹ کے بت توڑے آگ میں کود گئے۔ ملک بدر ہوئے شیر خوار بچے کو جنگل میں چھوڑا۔ بیٹے کے گلے پر چھری چلائی قربانیاں اس نے کیں اور اپنی اور اپنے والدین اور مومنین کے لئے بخشش کی دعائیں کیں نماز میں ہم ہر روز جگنا نہ ان پر اور ان کی آل پر درود شریف پڑھتے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے امتیو جہاں مجھ پر اور میری آل پر درود بھیجتے ہو تو وہاں حضرت سیدنا امیر ایم علیہ السلام اور ان کی آل پر بھی درود شریف بھیجو۔ اتنی کثیر مقدار میں ان پر درود شریف پڑھا جا رہا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قربانی سنت امیر ایم ہے آپ جو بھی قربانی کرتے ہیں ان کا ثواب تمہیں بھی ملتا ہے اور اتنا ہی ثواب حضرت امیر ایم علیہ السلام کو بھی جاتا ہے ذرا اندازہ کر لو کہ حضرت سیدنا امیر ایم علیہ السلام سے لے کر آج تک کتنی قربانیاں ہو چکی ہیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی ان سب کا ثواب حضرت سیدنا امیر ایم علیہ السلام کو جا رہا ہے اور ایک قربانی کی فضیلت یہ ہے کہ جب آپ قربانی کرتے ہیں تو جانور کے خون کا پہلا قطرہ جو نبی زمین پر گرنا ہے تو قربانی کرنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے لیکن ان گنت قربانیوں کا ثواب حضرت سیدنا امیر ایم علیہ السلام کی روح مبارک کو پہنچ رہا ہے پھر بھی آپ کی بخشش نہیں ہو رہی ہے۔ کیونکہ بخشش اعمال سے نہیں ہوتی۔ قربانی تو صرف آپ کو ترغیب دینے کے لئے ہو رہی ہے کہ آپ سنت امیر ایم پر عمل کریں لیکن بخشش کا بہانہ اور شعبہ کوئی اور ہی ہے اس کا اعمال کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اے امیر ایم علیہ

السلام پھر آپ کی بخشش کس طرح سے ہوگی۔ حشر کے دن ساری مخلوق جھولی پھیلا کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائے گی اور عرض کرے گی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی اور ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری بات چیت کو ایک ہی شعر میں بیان فرمادیا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

اس شعر کو بھی حرز جان بنا لیجئے اس کا تعویذ بنا کر گلے میں پہن لو اپنی دیواروں پر جلی حروف میں یہ لکھ دو اندرائیں تو اسی پر نظر پڑے باہر جائیں تو یہی آپ کے خیال اور ذہن میں ہو۔ عمل اور عقیدہ کے لحاظ سے قربانی اور Sacrifice کے لحاظ سے یہ شعر جامع ہے۔ اس کو اپنالو۔ جب آپ کو آتش نمرود میں بھٹکنے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں آپ کی مدد کرتا ہوں میں آگ کو بجھا دیتا ہوں میں آپ کو بچا لیتا ہوں۔ فرمایا مجھے تیری مدد کی ضرورت نہیں ہے میرا اللہ میرا دگار ہے کوئی دنیاوی سہارا نہیں لیا۔ لیکن حشر کے دن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہارے کے بغیر گزارہ نہیں ہو رہا ہے دنیا میں ہر چیز سے بے نیازی فرمائی ہے لیکن حشر کے روز بے نیازی کام نہیں آ رہی ہے اس روز شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کام آئی ہے اسی کا چہ چاکرو اور اپنی زندگی کا انحصار اسی پر کرو کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی گزارہ نہیں ہے۔

ڈرتھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی کہ روز جزا

دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اک میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
تجھ سا سیاہ کار ہے کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں اے دل یہ تیرا گمان ہے
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

جو کوئی بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت پر انحصار
کرے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ یہ سرٹیفکیٹ پیشک آپ آج ہی لے لیں۔ یہ
ہم نے نعمت کا چرچا کیا ہے تو ہمیں اس کا کیا صلہ ملا ہے۔ جنت چل کر خود تیرے
قدموں میں آگئی ہے۔ ابھی میرے پاس کچھ لوگ آئے ہیں تو بتا رہے ہیں کہ
ہمیں اسی محفل سے خوشبو آ رہی ہے۔ یہاں پر خوشبو سو گنھنے والے بھی ہیں محفل سے
نور نکلتا دیکھنے والے بھی ہیں اور جس کی یہ خوشبو ہے اور جس کا یہ نور ہے اس کو
دیکھنے والے بھی تشریف فرما ہیں اور جو ان کا مالک ہے اسے بھی دیکھنے والے ہیں۔
یہ محفل میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ چرچا ہے اور جس کا چرچا ہے وہ خود بھی
تشریف فرما ہیں۔ یہ نہ تو کوئی ادھار ہے اور نہ ہی غیب ہے۔ یہ سب کچھ عیاں ہے
میرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو بھی دیکھ رہے ہیں اور مجھے بھی دیکھ رہے
ہیں اور میری بات بھی سن رہے ہیں۔ آپ کو بھی پہچان رہے ہیں مجھے بھی پہچان
رہے ہیں ہر کسی کو اس کے نام سے اس کی ولدیت سے اس کی ذات سے اس کے
قبیلہ سے پہچانتے ہیں اب آخر پر میرا ایک سوال ہے کہ ان میں کون سی چیز بہتر
ہے کہ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں یا کہ وہ ہمیں دیکھیں بہتر یہی ہے

کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھیں۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا

ان نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

پھر آپ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام لے لو کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

جس وقت ذرا دھوپ لگی پسینے آئیں گے تو ہر کوئی کہے گا کہ شفیع ڈھونڈو۔

اس روز جو شفیع ڈھونڈنا ہے تو آج ہی کیوں نہ شفیع ڈھونڈ لیں۔ قیامت کے روز تو

تیرا عقیدہ عین سیدھا ہو جائے گا تو صراط مستقیم پر آجائے گا اس روز شفیع ڈھونڈیں

گے اور آج کہتے ہیں کہ کوئی شفیع نہیں ہے۔ وہ تو میرے جیسے ہی ہیں۔ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔ پھر کوئی کہے کہ میں

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہوں تو وہ پھر شیطان سے بھی بُرا ہے۔ شیطان تو

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل و صورت میں نہیں آسکتا تو پھر تو کیسے آگیا

ہے۔ اس کا جواب تو یہی ہے کہ تو پھر شیطان سے بھی بُرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نعمت کا

چرچا کرنے کی توفیق عطا فرمائے قیامت کا آخری پروگرام Item اسلام مصطفیٰ ہے

لوگ کہتے ہیں کہ سلام کیوں بھیجتے ہو یہ بدعت ہے یہ شرک ہے، یا اللہ لوگ ڈراتے

ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام بھیجننا بدعت ہے شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے۔ وَمَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(الفقت، ۸۲-۱۸۱) ”اور سلام ہے پیغمبروں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے

جہان کا رب ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تو تمام انبیاء علیہم السلام پر سلام بھیجتا

ہوں اور ان کو صرف ایک نئی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام بھیجنے سے ہی پیٹ میں درود ہو رہا ہے۔ وَمَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ بِهَلْ سَلَامٌ بِهَبْجِیْن پھر وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں اگر پہلے سے سلام نہیں بھیجیں گے تو حمد بھی کام نہ آئے گی، حمد کی قبولیت کا اگر کوئی سرٹیفکیٹ ہے اس کی کوئی بنیاد ہے وہ کلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو حدیث کا علم برصغیر میں لے کر آئے ہیں ان کی زندگی کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز بھی پڑھی ہے روزے رکھے ہیں قربانی دی ہے زکوٰۃ بھی ادا کی ہے لیکن ان میں سے مجھے کسی عمل پر کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ وہ میری بخشش کا بہانہ بن جائے گا۔ مگر صرف ایک عمل پر مجھے بھروسہ ہے کہ جب میں کھڑے ہو کر نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھتا ہوں اگر میری بخشش کا کوئی بہانہ یا سہارا ہے تو وہ نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھتا ہے۔ آؤ ہم بھی سلام پڑھیں تاکہ ہماری بخشش کا بھی سہارا ہمارے نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بن جائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب پہلی سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ

برآستانہ عالیہ صاحبزادہ اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

27-02-10

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہٴ نجات



حصہ

27

پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ	۵
۴	محبت و ادب فوق العمل	۳۵
۵	ترتیب	۵۳
۶	بخشش کی امید	۶۹
۷	سنیت ہی وسیلہ نجات ہے	۸۲
۸	مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا پیغام	۱۰۴
۹	قبر جنت کا باغ یا دوزخ کا گڑھا	۱۲۵
۱۰	بیت اللہ شریف	۱۳۳
۱۱	جے خالق نوں راضی کرنا	۱۵۶
۱۲	اسلام کیسے پھیلا	۱۷۴
۱۳	لگن خوبصورت	۱۹۹

نعت شریف

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
 دل بے کس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے
 نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
 نبی اُمت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے
 ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پر
 کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لا ابالی ہے
 اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
 خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے
 زمین تپتی گھٹیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں
 مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے
 رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
 تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

پیش لفظ

جناب شوکت علی ملک صاحب سنٹر وائس پریذیڈنٹ ریٹائرڈ نیشنل بینک
کو جزا نوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ وسیلہ نجات کا ہر شمارہ، ہر صفحہ، ہر لفظ حب
رسول ﷺ، عشق رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ، چاہت رسول ﷺ، حب آل و
اصحاب رسول، عظمت شان اولیائے عظام کی معطر اور نشا ط انگیز، خوشبوؤں سے لبریز
ہوتا ہے۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر علی محمد نقشبندی صاحب کا اسلوب بیان انتہائی سادہ،
دلنشین اور دل میں گھر کر لینے والا ہوتا ہے۔ واقعہ خواہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہو لیکن اس کا
ہر مطالعہ جناب سائیں بابا (اور اُس پر طرزہ پروفیسر عبدالغفار صاحب کا انداز تحریر)
ایک نئی، انوکھی جاذبیت، مٹھاس، چاشنی اور سرور بخشتا ہے۔

ایک سچی محبت، چاہت اور عشق رسول ﷺ کی لگن رکھنے والا شخص ڈاکٹر
صاحب کے ارشادات عالیہ کو پڑھ کر بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔
دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا، کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

اللہ تعالیٰ سے جناب پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب اور پروفیسر
عبدالغفار صاحب کی درازی عمر اور صحت و تندرستی کی دعا مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا
زورِ علم اور زیادہ عطا فرمائے اور آپ کو صحت اور توفیق دے تاکہ آپ عشق رسول ﷺ
اور محبت رسول ﷺ کی شیرینیاں اسی طرح بکھیرتے رہیں۔

میری یہ بھی دعا ہے کہ جناب ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب اپنی شیریں
بیانی اور سادہ بیانی سے عشق رسول ﷺ اور چاہت رسول ﷺ کی یہ سرور انگیز

کیفیات کو تادم حیات اسی طرح جاری و ساری رکھیں تاکہ اُن کے رُوح پرورد
بصیرت افروز فرمودات عالیہ ہر سچے عاشق رسول ﷺ کے کانوں میں رس
کھولتے رہیں۔ آمین ثم آمین

وسیلہ نجات کے اس تعارف کے بعد کچھ مزید کہنے کی ضرورت محسوس نہیں
کرتا۔ وسیلہ نجات کا ستائیسواں (25) حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر
اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

فون نمبر 0302-7125492

18-10-2010

یا رسول اللہ ﷺ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا اللہ ﷻ

صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ مَبِيتِهِمْ نَبِيَّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں

بعد مرنے کے لمحہ میں اُجالا ہوگا

یقیناً نظر

یہ طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ
حضرت سید پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

یہ محل میلاد شریف قمری طاغ سے ہر ماہ تیسرے ملتے بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتا ہے

وسیلہ نجات فوری لائبریری

برائے ایصالِ ثواب

طالبینِ حق و محبت کے لیے میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

کلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
جسے وسیلہ بنایا سب انبیاء نے
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے
دور حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوا تو برات بنتی ہے

معزز حاضرین! میلاد شریف منانے کا ہمیں کیا فائدہ ہے۔ نعت شریف کا کیا فائدہ
ہے۔ بڑی دور دور سے آپ آئے ہیں۔ شام سے ہی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ جو ہم
میلاد شریف کی محفل منارہے ہیں اس کا کیا فائدہ ہے۔ کائنات میں سے آپ کسی بھی

چیز کا نام لیں۔ قرآن مجید ہی کہہ لیں۔ ایمان ہی کہہ لیں۔ رحمان ہی کہہ لیں۔ جس چیز کا نام بھی آپ لے لیں ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا ہی صدقہ ہے کوئی اور اس کا ذریعہ نہیں کہ جس سے بن جائیں۔ چاند، سورج، ستارے، سمندر سب وہیں سے ہی بنتے ہیں۔ صحت و دولت، اولاد بھی میلاد شریف کا ہی صدقہ ہے۔ سوچ، سمجھ، فکر، فہم و ادراک سب کچھ اسی سے ہی آتے ہیں۔ ہر چیز میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔ آپ یہ سوال کریں گے کہ یہ کس طرح سے صدقہ ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے اپنی شان کے مطابق لغزش ہو گئی یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی حضرت آدم علیہ السلام کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ جانے یا پھر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جانیں بہر حال لغزش ہو گئی حضرت آدم علیہ السلام تین سو سال روتے رہے۔ بجدے کرتے رہے۔ طواف کعبہ کرتے رہے آنسو بہاتے رہے معافی مانگتے رہے جھولی پھیلاتے رہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا بِالْظُلْمِ (۲۳) ”دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ بُرا کیا۔“ دعائیں مانگتے رہے لیکن بخشش نہیں ہوئی۔ تین سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک رحمت کی نظر سے دیکھا تو فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام معافی کے لئے جو کچھ تو کہتا رہا کرتا رہا وہ تیرے کام نہیں آیا اب ایک نیا فقرہ لے لو۔ یہ ایک ایسا علم ہے جو تیرے کام بھی آئے گا اور آئندہ تیری اولاد کے کام بھی آئے گا۔ قرآن مجید فرما رہا ہے کہ سارے کے سارے علم اور اسم اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سکھا دیئے تھے ان میں سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستر ہزار زبانیں حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائیں۔ اتنا علم ہونے کے باوجود بخشش کرانے والا علم نہ مل سکا۔ معافی مانگنے کا کوئی طریقہ کوئی ڈھنگ نہیں ملا۔ جب آپ جبل رحمت پر تھے تو

اللہ تعالیٰ نے ایک خاص عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام آپ ایک فقرہ بول دو تو میں ابھی تمہاری بخشش کر دیتا ہوں اور وہ فقرہ یہ تھا کہ یا اللہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھے بخش دے الہی۔ حرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو اسی لمحہ ہی بخشش ہو گئی۔ یہ ہمارے لئے بھی ایک تعلیم ہے کہ جب کوئی لغزش ہو جائے کوئی گناہ ہو جائے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دو۔ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اپنے دربار سے نکالا تو اس نے عرض کیا کہ یا اللہ میں تباہ و برباد تو ہو گیا ہوں لیکن مجھے آپ کچھ عطا فرمائیں کہ جن سے میں تیرے بندوں کو اور غلاموں کو انہیں گمراہ کر سکوں۔ ان کو اپنے راستہ پر چلا سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو چاہو میں تمہیں وہی تصرف عطا کرتا ہوں۔ کہنے لگا کہ میں بندوں کے دل میں بیٹھ سکوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں یہ تصرف حاصل ہوگا کہ تو بندوں کے دل میں داخل ہو سکے گا۔ یا اللہ میں ان کے خون میں گردش کرنے کا اہل ہو جاؤں۔ فرمایا کہ تو بندوں کے جسم میں خون کی طرح گردش کرے گا۔ یا اللہ ان کے دماغ کو ایسی سوچ سمجھ دے دوں کہ جس سے وہ ہر وقت الٹا ہی سوچیں فرمایا کہ یہ بھی ہو گیا۔ یا اللہ ان کے ہاتھوں اور آنکھوں پر قابض ہو کر ان سے گناہ کراؤں فرمایا کہ یہ بھی تمہیں حاصل ہوگا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو علم ہوا کہ یا اللہ یہ تو سب کچھ لے گیا ہے میں تبلیغ کروں گا تو یہ سب اس کے خلاف کر دے گا۔ لوگوں کے ذہن کو الٹ پلٹ کر دے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو کچھ بھی نہیں دیا ہے اگر ایک بندہ ساری عمر گناہ کرتا رہے اور آخری وقت یہ کہہ دے کہ یا اللہ مجھے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بخش دے تو اسی لمحہ اس کو بخش دوں گا۔ یہ بات صرف حضرت آدم علیہ السلام کے

کام نہیں آئی بلکہ یہ میرے تیرے اور ساری اولاد آدم علیہ السلام کے بھی کام آئی۔ گناہ تو ہم کرتے ہیں۔ جادو کرنا ایک بڑا گناہ ہے بندہ جادو کرنے والا امت محمدی سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے گناہوں سے بچائے رکھے کہ جس سے ہماری پکڑ ہو جائے۔ گناہ ڈٹ کرنے کرو بلکہ گناہ کو گناہ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر کر کرو۔ یہ نہ کہو کہ نماز کیا ہوتی ہے جاؤ میں نہیں پڑھتا ہوں ایسا مت کہو کہ یہ کفر ہے یہ انکار ہے لیکن اگر کوئی بندہ نماز نہیں پڑھتا تو اس کے ذمہ کفر نہیں ہے یہ گناہ ہے۔ نماز نہ پڑھنے سے گناہ لازم آتا ہے۔ اس پر نادم ہو۔ اور نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بخشش مانگ لے تو انشاء اللہ عطا ہوگی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بخش دے تو آپ کی بخشش ہو گئی۔ حضرت ھو ارضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ہو گئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام خود بھی جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایمان ملا ہے نبوت ملی ہے معجزات ملے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو نبوت ملی ہیں کتب ملی ہیں معجزات ملے ہیں جو کچھ بھی مراتب ملے ہیں وہ نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے ہی ملے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے پھر بھی پوچھا کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تمہیں پہلے جو بتایا دیا ہے تو اب آپ پھر دوبارہ کیوں پوچھتے ہیں۔ یہ پوچھنا اور بتانا اس لئے ہے کہ ہمیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا علم ہو جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتے ہیں تو پھر یہ مکالمہ بازی Dialogue

کیوں ہو رہی ہے تاکہ ہمیں یہ علم ہو جائے کہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے اللہ تعالیٰ جانتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام بھی جانتے ہیں لیکن ہمیں تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی علم نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام سن لو کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہ ہوتے تو کیا ہم پیدا ہو جاتے۔ کیا ہماری اولاد پیدا ہو جاتی کیا نسل انسانی چلتی رہتی۔ کچھ بھی نہ ہوتا۔ اگر تیرے باپ کا ہونا ہے تیرا ہونا ہے تیری اولاد کا ہونا ہے تو یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلا د کا صدقہ ہے۔ اپنے بیٹے کی طرف دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ یہ میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ چل پھر رہا ہے کوئی اور ذریعہ نہیں یہ صرف میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے کہ تو بھی ہے اور تیری اولاد بھی ہے۔ تو خود بھی کسی کی اولاد ہے حضرت آدم علیہ السلام سے نسل انسانی شروع ہوئی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام خود میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا د کا صدقہ ہیں۔ جو میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو گھٹاتے ہیں لیکن عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھٹانے سے نہیں گھٹتی بلکہ وہ خود گھٹ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں کائنات کو بھی نہ بناتا۔ کائنات کو دیکھو کہ اس میں کیا کچھ ہے۔ اس میں سورج چاند ستارے اجرام فلکیات ہیں، سمندر ہے، زمین ہے، سیارے ہیں، جنت ہے، حوریں ہیں، فرشتے ہیں، کعبہ ہے، عرش ہے یہ ہر چیز میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے اگر میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو کائنات ہی نہ بنتی۔ نہ تمہیں گرمی ملتی نہ سردی ملتی نہ پانی ملتا نہ روشنی ہوتی نہ ہی مٹی

اور زمین ہوتی نہ پھاڑ ہوتے کوئی معدنیات نہ ہوتیں۔ زراعت و کاشتکاری نہ ہوتی
 تمہیں کھانے کے لئے رزق نہ ملتا۔ تمہیں فحش نہ ملتی۔ تمہاری بخشش نہ ہوتی۔ تیرا علم
 و عمل نہ ہوتا۔ تیری فکر و سوچ نہ ہوتی۔ عذاب نہ ملتے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا صدقہ ہے کہ تیرے پاس سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ
 السلام نہ آپ ہوتے نہ یہ کائنات ہوتی۔ اور اس سے بھی بڑھ کر میں تمہیں یہ
 بتا دوں کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی
 ظاہر نہ کرتا۔ اگر تمہیں رحمان ملا ہے تو یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 میلاد کا صدقہ ہے اگر قرآن ملا ہے اور ایمان ملا ہے تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے میلاد کا ہی صدقہ ہے ہم جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں تو ہم
 دراصل شکر ادا کرتے ہیں کہ وجہ تخلیق کائنات میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی
 صدقہ ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پیدائش کی بنیاد ہے جس طرف بھی
 توجہ کرو گے اس کی اصل اس کی بنیاد میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آئے گی۔
 یہ بجلی ہے جس سے بلب ٹیوب لائٹس روشن ہیں۔ میکرو چل رہا ہے پروگرام ریکارڈ
 ہو رہا ہے۔ یہ بجلی کہاں سے آئی ہے۔ یہ تریلا ڈیم سے آرہی ہے اور تریلا ڈیم خود
 کہاں سے آیا ہے۔ پانی کو روک کر ڈیم بنایا گیا ہے۔ پانی کہاں سے آیا ہے۔ یہ
 بارش سے ملا ہے بارش کہاں سے برسی ہے یہ بادلوں سے آئی ہے بادل کیسے بنے
 ہیں یہ سمندر کا پانی بخارات میں تبدیل ہوا ہے۔ یہ سمندر کہاں سے آیا ہے یہ پانی
 بخارات میں کس طرح سے تبدیل ہوا ہے یہ سورج کی گرمی سے ہوا ہے سورج
 کہاں سے آیا ہے یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے اور سورج
 میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنا ہے۔ جب بجلی کا کھوج لگایا تو یہ آخر

کار نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہے۔ زمین کا کھوج لگایا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور پر پہنچی ہے۔ اولاد کو دیکھا تو اس کی بنیاد نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہی نور حق وہی رب ظل ہے انہی کا سب سے انہی سے سب نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

زمان کیا ہوتا ہے۔ یہ وقت ہے "Time" جسے کہتے ہیں کیا کوئی وقت کو روک سکتا ہے۔ مجھے روک کے دکھا دو اگر تم طاقت رکھتے ہو۔ سورج بھی واپس ہو سکتا ہے چاند بھی ٹکڑے ہو سکتا ہے لیکن وقت نہیں رک سکتا۔ دنیا کی کوئی طاقت وقت کو نہیں روک سکتی۔ گھڑی کو روک سکتے ہو لیکن وقت نہیں روک سکتے۔ ہاں یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام روک سکتے ہیں کیونکہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طفلی ہے ان کے میلاد کی وجہ سے ہے ان کا غلام ہے ان کے نور سے پیدا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو کفار اور مشرکین نے اعتراض کر دیا کہ اتنا بڑا فاصلہ ہے صرف مسجد اقصیٰ تک کا ہی سفر دو ماہ کا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ لامکان سے بھی ہو کر آ گیا ہوں اور اتنے وقت میں آ گیا ہوں کہ وضو کا پانی بھی چلتا رہا۔ کنڈی ہلتی رہی۔ یہ کس طرح سے ممکن ہے انہوں نے سوال کرنے شروع کر دیئے کہ یہ بتائیں مسجد اقصیٰ کیسی ہے اس کے دروازے کتنے ہیں کھڑکیاں کتنی ہیں روشن دان کتنے ہیں اور اس کی دیواریں کیسی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں تشریف رکھتے ہوئے مسجد اقصیٰ کو سامنے دیکھتے ہوئے پورا حلیہ بیان فرما دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کفار یہ پوچھنے والی بات نہیں ہے کہ مسجد اقصیٰ کیسی ہے یہ تو ٹی وی بھی بتا سکتی ہے کوئی بندہ جو اس کو دیکھ کر آیا ہو وہ بھی بتا سکتا ہے۔ مجھ سے اگر کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہو تو

یہ پوچھو کہ تمہارے قافلے کہاں کہاں ہیں اور وہ مکہ مکرمہ میں کب پہنچیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ تمہارا قافلہ قافلہ فلاں جگہ پر ہے اس میں اتنے اونٹ ہیں اور جو اونٹ آگے آگے چل رہا ہے اس کا رنگ ایسا ہے اس پر اتنا سامان لدھا ہوا ہے اور یہ قافلہ فلاں روز عصر کے وقت مکہ مکرمہ میں پہنچے گا۔ اس دن وقت مقررہ پر مکہ مکرمہ کے تمام کفار اور مشرکین شہر سے باہر قافلہ کی راہ میں پہنچ گئے تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ اس قافلے کو دیر ہو گئی اور وقت آہستہ آہستہ آگے چل رہا ہے۔ قافلہ نہ پہنچا اور سورج غروب ہونے کو آگیا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا کہ اے سورج رک جا۔ جب تک قافلہ نہیں آ جاتا وقت آگے نہیں چلے گا۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وقت پر گرفت اور حکمرانی ہے۔ سورج رک گیا اور جب تک قافلہ پہنچ نہیں گیا سورج رکا رہا ادھر قافلہ پہنچ گیا ادھر سورج غروب ہو گیا۔ حضرات جو کچھ آپ کے پاس ہے جو کچھ آئندہ آپ کو ملنا ہے یہ سب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

نیازی صاحب نے شعر پڑھا ہے کہ ۔

نبی ہے بات جس جس کی بھی جہاں میں

محمد ﷺ کے بنانے سے ہی نبی ہے

اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب کی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ آپ آئے ہیں۔ دیکھ رہے ہیں سن رہے ہیں۔ چلتے پھرتے ہیں کھاتے پیتے ہیں یہ روشنیاں ہیں پیکر ہے۔ شامیانے لگائے گئے ہیں سینر لگے ہوئے ہیں جھنڈیاں لگ رہی ہیں پورا پنڈال اور سٹیج سجایا گیا ہے لنگر کا انتظام ہے۔ آپ کی مہمان نوازی ہو رہی ہے یہ تمام بہاریں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا ہی صدقہ ہے۔ اس سے مزید اگر فائدہ چاہیں تو عرض ہے کہ آپ یہ کہیں کہ ہم نے تو صرف اللہ اللہ ہی کرنا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہیں لینا ہے۔ کئی فرقے ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ یا حسیٰ یا قیثیٰ صل چیز ہے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ہی چیز ہے۔ ایک دفعہ سُبْحَانَ اللہ کہنے سے جنت میں درخت لگ جاتا ہے یہ کرو گے تو یہ ہو جائے گا وہ کرو گے تو وہ ہو جائے گا۔ یا اللہ کیا یہ ٹھیک کہتے ہیں فرمایا کہ یہ تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو جانتے ہی نہیں ہیں یہ خواہ مخواہ میری طرف براہ راست بھاگے چلے آ رہے ہیں اے لوگو سنو میں بتاتا ہوں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا عظمت ہے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہو وہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ہو اگر صرف میرا ذکر ہو جس طرح سے کہ سبحان اللہ کہا جائے۔ یا حی یا قیوم کہا جائے اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو تو ایسے ذکر کا جنت میں حصہ ہی نہیں ہے۔

ذکر حق چاہو نجدیو ذکر مصطفیٰ کے بغیر

یہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

جہنم کی چابی یہ ہے کہ تو اللہ اللہ تو کرے لیکن ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کرے۔ صرف اللہ اللہ کرے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرے تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔ تیرے لئے جہنم ہی ٹھکانہ ہوگا۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمہیں جنت ملے گی۔ تم نے راہ راست پر آنا ہے تمہیں ہدایت نصیب ہونی ہے تو یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا ذکر نہ بھی کرو صرف میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر کرو جس طرح سے آپ شام سے لگے ہوئے ہیں۔ نعت خوانی ہو رہی ہے شروع میں جو دو آیات کی تلاوت ہوئی ہے وہ بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی نعت ہے۔ سورت الفحیٰ اور سورت الانشراح کی تلاوت ہوئی ہے یہ دونوں سورتیں مکمل طور سے نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جتنی بھی نعت شریف پڑھی گئی ہیں وہ انہیں دو سورتوں کی تفسیر بیان ہوئی ہے انہی کا مضمون ہی بیان ہو رہا ہے کوئی نئی بات بیان نہیں ہوئی۔ ہم نے اللہ کا ذکر تھوڑا کیا ہے ہم نے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ کیا ہے۔ یا اللہ ہم کہیں غلطی پر تو نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے وہ کو یا کہ میرا ہی ذکر ہوتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ آئیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ اگر تم ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جاؤ۔ دور سے آ جاؤ۔ قریب سے آ جاؤ۔ بات صرف حاضری کی ہے خواہ کوئی C.I.D کا ہی رکن آ جائے۔ کوئی

محفل لنگر کھانے کے لئے ہی آجائے کوئی پیسے لینے کے لئے آجائے۔ بس بات یہ ہے کہ آپ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آجاؤ خواہ کسی بھی غرض سے آجاؤ تو تمہاری بیس لاکھ بری محفل میں شریک ہونے کے جو گناہ لازم ہوئے ہوں گے وہ سب مٹ جائیں گے آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ سب کے گناہ مٹ گئے ہیں۔ یہ تمہارے گناہ کس چیز نے مٹائے ہیں یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ جس کے باعث آپ کے گناہ مٹ گئے ہیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کیا ہے اگر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو میری کوئی عقل نہ ہوتی۔ نعت کو کو نعت لکھنا ہی نہ آتا نعت پڑھنے والے کو طرز نہ آتی۔ یہ سیکر کام کر رہا ہے تو یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔ نعت لکھی جا رہی ہے نعت پڑھی جا رہی ہے اور نعت سنی جا رہی ہے تو یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔ کئی بار یہ چار احادیث مبارکہ ہماری محافل میں بیان ہو چکی ہیں اور وسیلہ نجات میں چھپ چکی ہیں۔ پھر بھی عرض کرتے ہیں تاکہ یہ سبق مجھے بھی یاد ہو جائے اور آپ سب کو بھی یاد ہو جائے تو ہمارا بیڑہ پار ہو جائے۔ دوسری حدیث مبارکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے ہو تو گناہ لے کر ہی آتے ہو۔ تمہارے دامن گناہ آلود ہوتے ہیں۔ چوری، چغلی، غبن کر کے آتے ہیں لیکن جب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چنڈال میں قدم رکھتے ہیں تو تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے حساب لگایا ہے کہ جنت بہت دور ہے اگر کوئی جسم اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ہی خط مستقیم میں متواتر تیس لاکھ سال پرواز کرتا رہے تو وہ جنت کے کنارے پہنچے گا

جنت کے اندر داخل نہیں ہوگا لیکن جب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہوتی ہیں ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے تو جنت از خود چل کر تیرے پاس آ جاتی ہے جس جنت کے لئے ہم مر رہے ہیں دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ جنت عطا فرما دے وہ جنت چل کر تیرے پاس آ جاتی ہے۔ اے جنت تو کیوں آئی ہے وہ کہتی ہے کہ میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے کے لئے آئی ہوں جو بھی یہاں بیٹھا ہوا ہے اس کو بھی مل گئی ہوں میں تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق ہوں میں تمہاری عاشق نہیں ہوں جو کوئی بھی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا ہوا تھا میں اس کو بھی مل گئی ہوں یہ اس کی اپنی قسمت ہے۔ اب صرف جنت پر ہی نہ رہ جانا اس سے آگے بھی ہے کہ ۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

آستانہ عالیہ گرین ویو کالونی کی دیوار پر بڑی جلی حروف میں حدیث شریف لکھوائی گئی ہے۔ یہ آب کوثر میں بھی ہے اور اس کتاب میں نمبر شمار 71 پر یہ حدیث شریف درج ہے آب کوثر حضرت علامہ شیخ المشائخ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تصنیف ہے اس حدیث شریف کا مضمون یہ ہے کہ جب ذکر مصطفیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو وہ پوری محفل خواہ ایک فرد کر رہا ہوں خواہ دو بندے مل کر کر رہے ہیں۔ سو بندے مل کر کر رہے ہوں اس سے بھی زیادہ ہوں جتنے مرضی ہوں سب مل کر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہوں تو وہ پوری کی پوری محفل کو اٹھا کر میری قبر انور میں رکھ دی جاتی ہے۔ میں ہر ایک کو دیکھتا ہوں گا۔ سب کو پہنچاتا ہوں گا کہ اس کا یہ نام ہے اس کے باپ کا یہ نام ہے اس

کی ذات یہ ہے۔ جو سچ پر بیٹھے ہیں یا جو نیچے پنڈال میں بیٹھے ہوئے ہیں آخری آدمی تک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں ہیں دوسری طرف پس پردہ خواتین بیٹھی ہوئی ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت ان پر بھی ہے۔ بچے بھی محفل میں حاضر ہیں ان کا بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے یہ کون ہے یہ کس کا بیٹا ہے اس کی ذات کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ بھی رہے ہیں میری بات کون بھی رہے ہیں اب سوال ہے کہ اس میں سے کون سی بات افضل ہے کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھوں یا یہ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے دیکھیں۔ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر نگاہ عنایت فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ہی بڑی افضل و اعلیٰ بات ہے۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حشر کے روز بھی اگر تیری میری بخشش ہونی ہے تو وہ بھی نگاہ عنایت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہونی ہے۔ ایک اور بھی شعر ہے کہ جس پر نگاہ عنایت پڑ گئی وہ بخشا گیا۔ یا اللہ کس طرح سے بخشا گیا۔ ابھی اس کے بہت امتحانات ہونا باقی ہیں فرمایا کہ جس پر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑ جاتی ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے وہ پکا جنتی بن جاتا ہے اسے کسی امتحان سے نہیں گزرنا پڑتا۔ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی یہ فیصلے ہو جاتے ہیں۔ اٹھے تو بجلی پناہ مانگے۔ گرے تو خانہ خراب کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہمیں دیکھیں ہم پر نظر عنایت فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید

میں فرما رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان غلاموں کو اپنی نگاہ میں رکھیں۔
 اگر ایک لہجہ بھر کے لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نگاہ ہم سے ہٹالیں تو کوئی
 بھی بندہ مومن نہ رہے۔ ایمان دار نہ رہے اور وہ کافر ہو کر مرے۔ آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی نگاہ عنایت ہمیں اتنا بچا رہی ہے ہمیں اتنی حفاظت عطا فرما رہی ہے۔ اتنا تحفظ
 ہمیں ملا ہوا ہے کہ جس سے ہمارے ایمان باقی ہیں اور ہم مومن ہیں مسلمان ہیں۔
 سائنس دان اور Biologist یہ بتاتے ہیں کہ کونج ایک پرندہ ہے جس کا وطن
 سائبیریا ہے بہت دور ہے روس میں ہے وہاں یہ انڈے دیتی ہیں اور سخت سرد موسم
 میں یہ اپنے وطن سے نقل مکانی کر کے گرم علاقوں میں بڑی دور دور تک چلی جاتی
 ہیں لیکن اس پرندے کی نگاہ اور توجہ ہر لمحہ اپنے انڈوں پر رہتی ہے۔ اگر کسی وجہ
 سے یہ پرندہ شکار ہو جائے۔ یا طبعی موت مر جائے تو اس کی نگاہ اپنے انڈوں سے
 ہٹ جاتی ہے تو وہ انڈے خراب ہو جاتے ہیں ان سے بچے پیدا نہیں ہوتے۔ اسی
 طرح سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ اگر ہم پر سے ہٹ جائے تو ہمارا
 ایمان ہی نہ رہے۔ اگر ایمان زندہ ہے نعت شریف زبان پر ہے۔ سرور آ رہا ہے نعت
 مزادے رہی ہے آپ نعت خواں پر روپے برباد کر رہے ہیں۔ یہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا کرم ہے اس لئے آپ یہ نعت سنیں پروگرام ریکارڈ ہو رہا ہے۔ نعت
 شریف ریکارڈ ہو رہی ہیں آپ ان کی کیسٹ لے جائیں خود بھی سنیں اور گھر والوں
 کو بھی سنائیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور
 3x7 ہوگی تو کیا اس میں پوری محفل آجائے گی فرمایا کہ میں مدینہ میں ہوں گا یہ بھی
 علم غیب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور مدینہ منورہ میں ہوگی۔ کیا تمہیں علم
 ہے کہ تمہاری قبور کہاں بنیں گی ہاں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے

کہ تمہاری قبور کہاں بنیں گی۔ فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا میری امت مشرق میں ہوگی۔ میری امت مغرب میں ہوگی لیکن جب مجھ پر درود شریف پڑھیں گے نعت شریف پڑھیں گے میرا ذکر کریں گے میرا میلاد کریں گے تو سارے کے سارے میری قبر میں آجائیں گے۔ میں سب کو دیکھتا ہوں گا میں سب کی باتیں سنتا ہوں گا۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ہیں اگر مدینہ منورہ میں پہنچنا چاہتے ہو قبر انور میں جانا چاہتے ہو تو میلاد منایا کرو قبر انور کی زیارت کی عظمت یہ ہے کہ فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي نے میری قبر کی زیارت کر لی۔ مجھ پر واجب ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں ہماری نجات اس سے ہو رہی ہے کہ ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے ہیں اور ہم پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ہو رہی ہے۔ اس لئے نہیں ہے کہ میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں بلکہ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے جو بھی سن رہا ہے خواہ وہ کہیں پر بھی ہے سیکر کی آواز جہاں تک بھی جا رہی ہے وہاں تک جو بھی اس ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سن رہے ہیں وہ بھی اس میلاد مصطفیٰ کی محفل میں شامل ہیں۔ آخر حشر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص کرم ہوگا۔ حشر کے روز لوگوں کو پینہ آجائے گا کسی کو ٹخنوں تک کسی کو کمر تک کسی کو سر تک اور کوئی اپنے پیسنے میں ڈوب جائیں گے۔ اتنا پینہ آئے گا کہ اس میں کشتیاں بھی چل سکیں گی۔ اس میں جہاز بھی چل سکیں گے۔ ہر ایک فکرمند ہوگا پھر ان کے دل میں بات آئے گی کہ کوئی شفیع ڈھونڈو یہ بات آپ نے کئی بار سن لی ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا صفی اللہ ہماری شفاعت فرمائیں کیا یہ لوگ اعمال صالحہ کرنے

کا ہے۔ عام لوگوں کی کیا بات کرنی ہے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ضرورت ہے تمام انبیاء علیہم السلام خاموش ہو جائیں گے بول نہیں سکیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ چپ ہو جائیں گے میں ان کا خطیب ہوں گا میں ان کی طرف سے وکالت کروں گا لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی عظمت ہے پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فخر نہیں کرتے فرمایا فخر وہ کریں جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ ہم فخر کریں کہ ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام شفیع ہے خطیب ہے وہ ہم جیسے سیاہ کاروں پر کیا فخر کریں گے۔ اتنے گناہ سر پر لئے پھرتے ہیں کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو ہماری گرفتاری ابھی لازم ہو جائے ہم نے کیا فخر کرنا ہے۔ انبیاء علیہم السلام رک جائیں گے جس طرح سے کہ بندہ کسی خوف کے مارے ڈر کر سہم جاتا ہے۔ رک جاتا ہے انبیاء علیہم السلام بھی رک جائیں گے فرمایا کہ میں ان کا راہبر ہوں گا۔ وہ میرے سہارے چلیں گے لیکن مجھے اس پر فخر نہیں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی بڑے فخر کی بات ہے کہ جب تمام رک جائیں جلد ہو جائیں اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی چل سکیں اور رکنے والوں کا سہارا بن جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے فرمایا کہ فخر وہ کریں جن کا میں راہبر ہوں گا۔ پھر وہ سارے جھولی پھیلائیں گے تو آج ہی جھولی پھیلائیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پلے میں کوئی نیکی نہیں ہے تمام گناہ ہی

گناہ ہیں اگر ہمیں کوئی سہارا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ہے۔

حرز جان ذکر شفاعت کیجئے

نار سے بچنے کی صورت کیجئے

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے یہ وہ ہستی ہے کہ جس نے قرآن و حدیث کے علاوہ بات نہیں کی ہے ہر شعر کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر جہنم سے بچنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ایک نسخہ لے لیں۔

حرز جان ذکر شفاعت کیجئے

نار سے بچنے کی صورت کیجئے

جہنم سے بچنا چاہتے ہو تو پھر اس کو وظیفہ بنا لو کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش ہے۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش ہے۔ بہت بڑے کارنامے کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ نے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور تاریخ اسلام نے ان کے تمام اعمال کے ایک ایک جزو کو ریکارڈ کیا ہے۔ تاریخ نے ان کے اعمال کو اپنے اندر محفوظ کر لیا ہے تاکہ قیامت تک کے آنے والوں کیلئے ان کی نگاہ میں رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس پایہ اور مرتبہ کے فرد تھے۔ ساری کورنمنٹ کے بت توڑ دیئے مقدمہ چلا۔ سزا تجویز ہوئی کہ ان کو آگ میں پھینک دیا جائے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے کہ اے ابراہیم علیہ السلام میں آپ کو اٹھا کر لے جاتا ہوں میں آگ کو ختم کر دیتا ہوں۔ بارش برسا کر آگ بجھا دیتا ہوں یا ہوا چلا کر آگ کو اڑا لے جاتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تیری مدد کی ضرورت نہیں اگر مجھے ضرورت ہے تو حشر کے روز اللہ کے کرم اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی ضرورت

ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا گیا لیکن وہ آگ آپ کے لئے گل و گلزار بن گئی۔ آپ نہیں جلتے اس لئے کہ آپ کی پیشانی میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تھا اور جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہو وہ کیسے جل جائے گا ہم کوئی سید تو نہیں ہیں ہمارے اندر خونِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے ہمارا خون نورِ مصطفیٰ والا نہیں ہے لیکن ہمارے دلوں میں نور کا عقیدہ تو ہے اس لئے آگ ہمیں بھی نہیں جلائے گی۔ انشاء اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام ہے کہ جس کے دل میں فکر میں عقیدے میں نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسے دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں نہ جلتے تو آپ کو ملک بدر کر دیا گیا۔ کوئی نوے سال کی عمر میں حضرت اسماعیل پیدا ہوئے چند دن کے تھے کہ حکم ہوا کہ اس کو جنگل میں چھوڑ آؤ۔ اپنے بیٹے کے بارے میں یہ سوچو کہ ایسا عمل کون کر سکتا ہے۔ آپ ماں بیٹے کو جنگل میں چھوڑ آئے جہاں نہ کوئی پانی کا نشان نہ کوئی خور و نوش کا سامان۔ بہر حال حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایزھی مارنے کی جگہ سے پانی نکل آیا اور آج تک نکل رہا ہے قیامت تک نکلتا رہے گا۔ آب زم زم پوری دنیا میں پہنچ رہا ہے حضرت اسماعیل ذرا بڑے ہوئے تو حکم ہوا کہ اس کی قربانی کرو۔ بکریاں گائے اونٹ ذبح کر دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی اپنی پیاری چیز کی قربانی کرو۔ عرض کیا کہ پیارا تو پھر بیٹا ہی ہے حکم ہوا کہ اس کو بھی قربان کر دو۔ بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھ لئے آنکھوں پر پٹی باندھ لی چھری تیز کر لی چھری اگر نہیں چلی تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نیت میں کوئی کوتاہی نہیں ان کے خلوص میں کوئی کمی نہیں۔ کوئی

ریا کاری نہیں وہ تو اپنی طرف سے بیٹے کو ذبح کر چکے تھے لیکن آنکھوں سے جب
پٹی اتاری تو ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔ پھر ان کی دعا ہے کہ یا اللہ مجھے بخش دے
میرے والدین کو بخش دے اور تمام مومنین کو قیامت تک کے لئے بخش دے۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قرآن مجید میں محفوظ کر لیا اور نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے نماز کا حصہ بنا دیا۔ آپ اس دعا کو روزانہ
مذبحگانہ نماز میں پڑھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز میں درود ابراہیمی
کو بھی حصہ بنایا ہے تاکہ ہر نمازی اپنی ہر نماز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
درود بھیجے اور وہ ہم بھیج رہے ہیں اس کے باوجود حشر کے دن حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے کہ جن کے پاس قربانیاں بھی ہیں اعمال بھی ہیں۔ سارے بت توڑ
دیئے ہیں سزا قبول کی ہے۔ ملک بدر ہوئے ہیں۔ بچے کو جنگل میں چھوڑا ہے
اس کے گلے پر چھری چلائی ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کارنامے ہیں
کوئی ایک دو نہیں بے شمار کارنامے ہیں لیکن پھر بھی حشر کے دن اللہ تعالیٰ کی
طرف رجوع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے ہمیں اس کا کیا علم ہے۔ وہ
برجگہ ہے لیکن میں حتمی طور سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا یہاں موجود ہے میں اس کو
Pin point نہیں کر سکتا حالانکہ وہ Omni present ہے قیامت کے روز
تو اللہ تعالیٰ Pin point بھی ہو سکے گا وہ سامنے موجود ہو گا تو پھر اس کی طرف
کیوں نہیں جاتے۔ اے ابراہیم علیہ السلام آپ بڑے کارناموں والے ہیں
آپ تو آگے ہوں انہوں نے دامن شفاعت میں پناہ لی۔ اگر اس روز کوئی پناہ
ہے تو یہ صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور کوئی چیز وہاں آپ کو بچا

نہیں سکتی۔ شفاعت بھی صرف اسی کی ہوگی جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائے گا۔ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں ان کی شفاعت بھی نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ملے تو خوشی مناؤ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ بعض لکھتے ہیں ”فضل“ سے مراد قرآن مجید ہے اور رحمت سے مراد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ملے تو خوشی مناؤ۔ جب اللہ تعالیٰ یہ حکم فرمائیں کہ خوشی مناؤ تو پھر اگر میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ مناؤں تو یہ گستاخی اور حکم عدولی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ منایا جائے۔ ایک اہل حدیث مولوی صدیق حسن بھوپالی صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ منائے اس کی خوشی نہ کرے وہ بے ایمان ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نمازیں پڑھی ہیں روزے رکھے ہیں حج کئے ہیں میں نے تعلیم دی ہے میں نے عقائد بیان کئے ہیں۔ میں نے قربانی دی ہے میں نے زکوٰۃ دی ہے صدقہ خیرات بھی کیا ہے لیکن مجھے ان میں سے کسی پر بھروسہ نہیں ہے مجھے ان کا سہارا نہیں ہے نہ یہ ہے کہ یہ میری بخشش کا بہانہ بن جائیں گے۔ فرمایا کہ میں جب کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتا ہوں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنا تا ہوں تو مجھے اس پر بھروسہ ہے کہ یہ میری بخشش کا بہانہ بن جائے گا اور یہی کچھ ہم بھی کر رہے ہیں۔ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کر رہے ہیں اس سے بہتر میرے پاس کوئی بیان نہیں ہے اس سے بہتر

حاجی رشید صاحب کے پاس کوئی نعت نہیں ہے حاجی صاحب یا چشتی صاحب نے یا کسی دوسرے نعت خوان نے کچھ چھپا کر رکھا ہوا ہے کہ وہ اس سے اعلیٰ کلام کسی دوسری محفل میں پڑھیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہتر ہمارے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔ ہم معذور ہیں کہ اس سے بہتر کوئی کلام پیش نہیں کر سکتے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق نہیں ہے یہ غیر معیاری ہے یہ Sub standard ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہی قبول فرمائیں۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالِي

وَلَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالِي بِمُحَمَّدٍ

کوئی شخص اپنی باتوں سے اشعار سے کلام سے اپنی تقریر سے، اپنی تحریر سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتا صرف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لے لے کر اپنی قسمت کو سنوار لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ میاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے اس میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرات اعمال ضرور کرو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اعمال کئے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک ہیں اور جنتی بنانے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے اعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے نوافل پڑھتے تھے اتنا لبا قیام فرماتے تھے طویل سجدے کرتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشنے ہوئے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشوانے والے ہیں پھر اتنی

زیادہ ریاضت اور عبادت کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جس اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی نعمتیں دی ہیں کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ ہر رات ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کیا یہ عمل آپ کی بخشش کیلئے کافی ہے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں۔

یا رسول اللہ انظر حالنا

یا حبيب اللہ اسمع قالنا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرم فرمائیں گے تو میرا بیڑہ پار ہوگا۔ یہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جب کسی کی گردن پر اپنا پاؤں رکھتے ہیں تو وہ بندہ ولی بن جاتا ہے ایک طرف یہ عظمت اور دوسری طرف اتنا مجاہدہ عبادت اور ریاضت۔ حضرات میلا دمنانا اہل ایمان کی نشانی ہے ان کے ایماندار ہونے کا ثبوت ہے۔ میلا دکی وجہ سے ہی آپ بھی ہیں اور پوری کائنات بھی ہے۔ میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام ہی نہ ہوتے تو ہم کہاں سے ہوتے۔ کائنات ہی نہ ہوتی۔ سورج چاند ستارے نہ ہوتے۔ رب اپنا ظاہر ہونا بھی نہ کرتا بلکہ وہ چھپا ہی رہتا۔ دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتا۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
ہزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

بزم ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

یہ خیمہ لگا ہوا ہے درمیان میں ایک لمبے بانس نے اس کو سہارا دیا ہوا ہے۔ یہ بانس نہ ہو تو یہ خیمہ اس طرح سے قائم نہیں رہ سکتا یہ نیچے گر جائے گا۔ کائنات کے نیچے تو کوئی سہارا نہیں ہے یہ کس کی وجہ سے کھڑی ہے یہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے سے کھڑی ہے۔

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

یہ جو خیمہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ کپڑے کا بنا ہوا ہے۔ ہم افلاک کی بات کر رہے ہیں فلک کی جمع ہے افلاک۔ فلک آسمان کو کہتے ہیں۔ آسمانوں کے نیچے کون سا ستون لگایا گیا ہے کہ جس پر یہ کھڑے ہیں۔ یہ کپڑے کا خیمہ ایک لمبے بانس کے سہارے کھڑا کیا گیا ہے اس کے بغیر یہ کھڑا نہیں رہ سکتا۔ لیکن آسمانوں کا خیمہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے سہارے کھڑا ہے اگر آپ بھی کھڑے ہونا چاہتے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کو مانیں۔ ان کے نور کو مانیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ماننے والی بات یہ ہے کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

قیامت کے روز صرف دو درے ہی لگیں گے تو تیری ہائے ہائے نکلیں گی اور تو بلند آواز سے کہتا پھرے گا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی شفاعت

کرنے والے ہیں لیکن تیری شفاعت وہ پھر نہیں کریں گے کہ تو نے دنیا میں ان کو شفیع نہیں مانا حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو دنیا میں میری شفاعت نہیں مانے گا میں حشر کے روز اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر تو انبیاء علیہم السلام کی بھی بخشش نہیں ہوگی تیری بخشش کس طرح سے ہو جائے گی۔ کیا تو نبی ہے نہیں ہے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بخشش کا کوئی راستہ نہیں ہے اس خیابان گارڈن کے چاروں طرف حفاظتی دیوار بنی ہوئی ہے صرف ایک ہی گیٹ ہے جس سے گزر کر آپ آئے ہیں اور اسی راستے سے آپ واپس جاسکیں گے اور کوئی راستہ نہیں ہے جس طرح سے اس کالونی کا صرف ایک ہی گیٹ ہے اسی طرح سے بخشش کا بھی صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گاؤ تو اللہ تعالیٰ بیڑہ پار کر دے گا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ کرو تو تمہیں ہر طرف شفاعت ہی شفاعت ملے گی۔

تجھ سا سیاہ کار ہے کون ان سا شفیع ہے کہاں

پھر وہ تجھ کو بھول جائیں اے دل یہ تیرا گمان ہے

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی کہ روز جزا

دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یہ گناہ کرنے کا کوئی لائسنس نہیں ہے خدا کی قسم اگر تم اس کو لائسنس سمجھ کر

گناہ کرو گے تو پھنس جاؤ گے۔ اگر تم محفل میلاد میں آئے ہو تو پھر کسی اور جماعت

میں بھی جاسکتے ہو۔ اعمال سے بے نیاز نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی
 تعلیم کو غلط رنگ میں نہ لے لو کہ اب تو سزا ہی نہیں۔ گناہ کی سزا نہ اس دنیا میں ہے
 نہ ہی اس دنیا سے باہر ہے لہذا موجاں کرو۔ خوشیاں کرو۔ دل کھول کے گناہ کرو۔
 عیش کر لو سزا تو ملتی ہی نہیں پھر ڈر کس چیز کا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ گناہ کرنے کی
 ترغیب نہیں ہے بلکہ گناہ کرتے ہو تو تمہیں شرم آنی چاہئے۔ جس نبی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں اتنی نعمتیں عطا کی ہیں تو ان کے بدلے میں اگر تم گناہ کی
 طرف ہی مائل رہو تو تمہیں شرم و حیا آنی چاہئے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے نام نامی اسم گرامی کا ہی لحاظ رکھو۔ کلمہ پڑھانے کا ہی لحاظ رکھو تمہیں ایمان عطا
 فرمایا ہے اسی کا ہی لحاظ رکھو۔ ایک شخص عیسائی عقیدہ تھا اس کا بیٹہ گر گیا جو ایک
 مسلمان شخص کو مل گیا اس نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں کافی رقم تھی اور بیٹے
 کے مالک کا نام اور پتہ بھی تھا۔ وہ بیٹا لے کر اس کے مالک کے پاس پہنچا اور اسے
 بیٹا واپس کر دیا۔ عیسائی نے جب اپنا بیٹا دیکھا تو خوش ہوا لیکن حیران ہوا کہ اس
 میں رقم بھی تھی تو یہ شخص مجھے واپس کرنے آ گیا اور اس میں سے کچھ بھی نہیں چرایا۔
 اس نے پوچھا کہ اتنی رقم سر راہ ملنے پر تو اسے واپس کرنے آ گیا کوئی لالچ نہیں کیا
 آپ چاہتے تو یہ بیٹا بمعہ رقم واپس نہ کرتے لیکن آپ نے بڑی ایمانداری دکھائی
 اس مسلمان نے کہا کہ ہاں اگر میں یہ بیٹا نہ بھی واپس کرتا تو آپ کو کیا علم تھا کہ بیٹا
 کہاں کھو گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ اس نقصان پر صبر ہی کرتے۔ لیکن مجھے شرم آئی
 کے قیامت کے روز تیرے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں میرے نبی حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ سے یہ نہ کہہ دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو میرے امتی

کا گمشدہ بٹا ملا اور اس نے واپس نہیں کیا۔ لیکن اپنی طرف نگاہ کرو کہ ہمارا کیا کردار باقی رہ گیا ہے ہمیں راستے سے نہ ملیں تو ہم لوگوں کی جیبوں سے نکال لیتے ہیں اور ذرا شرم حیا نہیں آتی۔ ہمیں اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا چاہئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے گناہ کرنے سے توبہ کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے فرمایا کہ گناہ گار جب اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے اور معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتا ہے اور وہ ایسے ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کئے ہی نہیں تھے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن اگر کوئی گناہ کر کے توبہ کی طرف آنا ہی نہیں ہے تو اسے سمجھانے کی کوشش کرو۔ لیکن اگر کوئی بعید ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے جیسے ہی ہیں۔ وہ تو فوت ہو گئے ہیں۔ مدینہ شریف جانا ہی شرک ہے وہاں تو قبر پرستی ہے بت پرستی ہے تو آپ سمجھ لیں کہ اس کی عقل اس کا شعور ختم ہو چکا ہے اگر اس کا شعور ختم کر دیا گیا ہے تو اللہ نہ کرے یہ تمہارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ آپ یہاں محفل میں آئے ہو۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا صدقہ ہے کہ آپ اس میں آئے بیٹھے ہو۔ اتنی رات گئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف سن کر جھوم رہے ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا صدقہ ہے ان کی نگاہ کرم آپ پر ہے کہ آپ جھوم رہے ہیں۔ نہ تو میری باتوں میں کوئی بات ہے نہ تیرے سننے میں کوئی کمال ہے لیکن جو ادھر اثر ادھر بھی اثر ہے تو یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم کا ہی صدقہ ہے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ کیا یہ میری باتیں تمہیں اچھی لگی ہیں یا محض سمع خراشی ہی ہوئی ہے۔

(نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت بلند ہوتا ہے) اور ہاتھ اٹھتے ہیں کہ مزا آیا ہے حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جس کے سایہ میں ہم بیٹھے ہیں یہ جلوس اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلے ان کی جہت سے ہیں آپ نے اس کی ابتدا فرمائی تھی آج پوری دنیا میں جلوس جشن ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو نکلتے ہیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلے منعقد ہوتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان ہو اور دل خوش ہو جائے تو وہ مومن ہے اور جب دل مرجھا جائے جل سڑ جائے دل تنگ ہو جائے اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں بنائے اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے سے روکے اس پر شرک و بدعت کے فتوے لگائے تو سمجھ لو کہ وہ بے ایمان ہے۔ آپ کو مبارک ہو کہ تم ایماندار ہو۔ تم مومن ہو کہ تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اچھی لگی اور میں خوش ہوں کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرنے کا موقع ملا ہے آپ اس کو سننے والے ہیں اور پروفیسر صاحب اس کو لکھنے والے اور وسیلہ نجات میں چھوانے والے ہیں اور قاری حضرات ان کو پڑھنے والے ہیں ایک مولوی صاحب آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ کتاب وسیلہ نجات بہت اچھی لگی ہے میں نے پوچھا کہ اس میں آپ کو کیا چیز اچھی لگی ہے۔ وسیلہ نجات آپ حضرات کے پاس بھی ہوگی اگر نہیں ہے تو اسے ضرور حاصل کریں اور اس کا مطالعہ کریں میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ ایک سیدھی اور سادی آسان تحریر ہے اس میں کوئی حوالہ بھی نہیں ہے آپ کو اس میں سے کیا ملا ہے۔ فرمایا کہ اس کتاب کی ہر سطر میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملا ہے تحریر کیسی

بھی ہے لیکن یہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتی ہے میں مانتا ہوں کہ حوالہ نہیں ہے لیکن اس سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو ملتا ہے۔ میری باتوں میں بھی کوئی حوالہ نہیں لیکن آپ کے کھڑے کئے ہاتھ یہ کواہی دیتے ہیں کہ اس میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور یہ کیوں ایسا ہے کہ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اس کو آپ بھی وظیفہ بتائیں ہر کام میں جواثر ہے جو محرک ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسی حالت میں رکھے اور اسی حالت میں مارے اور حشر کے روز ان لوگوں کے ساتھ اٹھائے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر جھومتے ہیں اور ہاتھ کھڑے کرتے ہیں۔ یہ دعا کرو کہ حشر کے روز جب انھیں تو ان لوگوں کے ساتھ انھیں کہ جن کے ہاتھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سن کر بلند ہوتے رہے ہیں۔ آپ کو یہ بات آج اچھی لگی ہے اور اچھی ہی لگتی رہے جس کا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو۔ کل (10-02-26) کی محفل میں بات ہوئی تھی کہ آپ اپنے ایٹم بم کی سالگرہ کیوں مناتے ہوائی دھماکوں کی سالگرہ کیوں مناتے ہو اس لئے کہ وہ اپنا ہے انڈیا کے ایٹم بم کی بات سن کر کیوں خوش نہیں ہوتے کہ وہ دشمن کا ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ ضرورت ہوئی تو پہلا ایٹم بم فیصل آباد پر ہی پڑے گا۔ فیصل آباد صنعتی شہر ہے اور پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اگر یہ خدا نخواستہ ختم ہوتا ہے تباہ و برباد ہوتا ہے تو پھر پاکستان ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ دشمن کی سوچ ہے اور یہ اس کا ہدف ہے اس کی پلاننگ ہے یہ بات سن کر آپ کو خوشی نہیں ہوتی۔ کیوں نہیں ہوتی

حالانکہ اینٹم بم میں کوئی فرق نہیں ہے اس کی کارکردگی میں کوئی فرق نہیں اس کے تباہ کن اثرات میں فرق نہیں ہے وہ خواہ انڈیا کا ہو کہ پاکستان کا ہو لیکن ہمیں خوشی صرف اپنے اینٹم بم کی ہے انڈیا کے اینٹم بم کی نہیں ہے اگر تیرا اینٹم بم تجھے اچھا لگتا ہے تو پھر تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تجھے اس لئے اچھا لگتا ہے کہ وہ تیرا ہے۔ جس کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے ان کو اچھا بھی نہیں لگتا ہے تو نہ لگے۔ اٹھائیس مئی کو آپ ہر سال یوم تکبیر مناتے ہیں کہ اینٹم بم ہمارا ہے۔ ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہیں۔ جن کے وہ نبی نہیں ہیں وہ میلاد نہ منائیں ہمیں اس میں جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ آپ مخالفین سے کہیں کہ ہاں ہاں آپ میلاد بالکل نہ مناؤ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہیں ہی نہیں۔ آپ کے نبی فوت ہو چکے ہیں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی حالت میں رکھے۔ آؤ ہم اب سلام پڑھتے ہیں محدث دہلوی شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ میری بخشش کا بہانہ سلام ہے جو میں کھڑے ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
خطاب چھٹی سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
آستانہ عالیہ گرین ویو کالونی حال خیابان گارڈن
نزد رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب

محبت و ادب فوق العمل

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
رج حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
دور حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! گزشتہ سوموار کو ایک جگہ محفل تھی پروفیسر صاحب بھی تشریف فرما تھے
آپ حضرات میں سے چند افراد موجود تھے ایک مولوی صاحب نے وہاں تقریر فرمائی

جس کا لب لباب یہ تھا کہ اصل بات اعمال ہیں پھر ادب اور پھر محبت اس نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تیسرے نمبر پر رکھا اور فرمایا کہ اگر عمل ہے تو سب کچھ ہے۔ صرف محبت اکیلی ہو تو وہ بے کار ہے۔ محبت کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔ عمل کے بغیر تو محبت بے سود ہے۔ عمل نہ ہو تو محبت کوئی معنی نہیں رکھتی اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعریف کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم والضحیٰ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یسین ہیں۔ طہ ہیں، کوثر کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کی بھی قسم کھائی۔ ان کے راہ گزر کی بھی قسم کھائی۔ اس کے کلام کی بھی قسم اٹھائی۔ وَقِيلَ (الشہادہ ۸۸) ”مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم۔“ پھر انہوں نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کسی کو محبت نہیں ہے۔ پہلے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرو ان کی غلامی کرو پھر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یہ اس مولوی صاحب کی تقریر کی بنیاد تھی اور یہ اس کی ساری گفتگو تھی اس نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت نفی کی۔ اپنی تقریر ختم کر کے وہ جانے لگے تو میں نے عرض کیا کہ کیا شفاعت کا بھی کوئی فائدہ ہوگا کہنے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ شفاعت سے بھی کچھ فائدہ حاصل ہو جائے لیکن اصل چیز پھر بھی عمل ہے۔ اس کی نظر میں شفاعت رسول کی کوئی وقعت نہیں۔ محبت رسول بھی کوئی مستقل چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف عمل ہے۔ اگر عمل ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے پیار کرے گا۔ پھر اس کے بعد آپ کو اور کیا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے پیار کرے جب وہ تم سے پیار کرے گا تو وہ تمہارے سارے گناہ بھی معاف فرما دے گا یہ اس کا طریقہ تقریر تھا کہ طریقہ واردات تھا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ کیا یہ اس مولوی صاحب کی بات صحیح ہے یا ہم سنیوں کی کوئی علیحدہ طرز ہے علیحدہ طریقہ ہے۔ اگر کوئی نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس سے محبت کرے گا اور اس کو بخش بھی دے گا لیکن یہ بتاؤ عمل کرنے کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے۔ عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ محبت کرے گا اور اس کے گناہ معاف کر دے گا یہ درست ہے لیکن عمل کی قبولیت کی کیا شرط ہے۔ عمل محبت کے بغیر قبول نہیں ہوتا جب اس عمل کے کرنے میں محبت ہی شامل نہیں تو تیری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جتنی مرضی کرتے جاؤ۔ بے حد کرتے جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ محبت کے بغیر ایمان ہی نہیں ہے۔ اور اگر ایمان نہیں ہے تو پھر ہر عمل ہی بے کار ہے اس کی تو کوئی جڑ ہی نہیں ہے۔ محبت کے بغیر ایمان ہی نہیں اور ایمان کے بغیر عمل ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہے تو پھر عذاب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کو اپنی اولاد سے کاروبار سے۔ دوست احباب سے۔ ماں باپ سے ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہیں ہے وہ ایمان والا نہیں ہے بلکہ بے ایمان ہے ایمان کے بغیر عمل نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عمل سے محبت کرے گا جو عمل میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں ہو۔ محبت عمل کے تابع نہیں ہے بلکہ عمل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے تابع ہے۔ جب تک محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے وہ ایمان والا ہی نہیں ہے۔ ایمان ہی نہیں ہے تو عمل بے کار ہے۔ کئی ایسے واقعات ہیں ایسے حالات ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ محبت اول نمبر پر ہے اور عمل دوسرے نمبر پر ہے محبت فوق العمل ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے علم کے شہر کے دروازے ہیں۔ آپ کی کوئی نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ نماز قضا ہو رہی ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہاں کیا فتویٰ ہے وہ فرماتے ہیں کہ نماز عمل ہے۔ عمل جانا ہے تو جانا رہے لیکن ادب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ سے نہ جائے۔ ادب محبت کا پہلا زینہ ہے پہلے ادب آئے گا تو پھر محبت ہوگی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آ جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی نہ ہو جائے لیکن عمل جانا ہے تو جائے۔ عمل کی قضا ہے ادب و محبت کی قضا نہیں ہے عمل چلا گیا۔ نماز قضا ہو گئی اور نماز بھی وہ کہ جو نماز وسطیٰ ہے جس کی خاص طور سے قرآن مجید میں تاکید آئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو نماز عصر کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے نماز عصر ادا کر لی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قضا ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ اب قضا ادا کریں گے یا ادا نماز پڑھیں گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ جیسی بھی پڑھا دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو واپس لوٹا دیا اور نماز عصر کا وقت کر دیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر اس کے صحیح وقت پر ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو اس لئے واپس کیا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ کائنات کی ہر چیز اس کا ادب کرتی ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرتا ہے۔ اگر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کر دیتے یا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک کسی اور کی جھولی میں رکھ دیتے تا کہ نماز عصر اس کے وقت پر ادا کر لیتے تو پھر کیا اس کے لئے سورج کو واپس لوٹایا جاتا۔ کیا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مقام مرتبہ درجہ ہوتا جواب ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی قضا کرائی اور پھر خود ہی ادا کرائی۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی بھی نہیں سوتے۔ فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل جاگتا ہی رہتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوئے ہوئے بھی ایسے ہی دیکھ رہا ہوتا ہوں جس طرح سے کہ بیداری کی حالت میں دیکھتا ہوں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نیند میں بھی یہ دیکھ رہے تھے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز قضا ہو رہی ہے تو پھر بھی خود ہی نماز قضا کرائی تا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدے ایمان اور فتویٰ کا پتہ لوگوں کو چل جائے کہ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑی چیز ہے اور عمل اس کے تحت ہے۔ پہلے ادب پھر عمل ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ دوسری ہستی ہیں کہ جنہوں نے عمل کو پیچھے رکھا اور ادب کو ترجیح دی۔ ادب کو پہلے رکھا اور عمل کو بعد میں رکھا۔ غار ثور میں ان کی کود میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور سانپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اڑھی پر ڈس رہا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس سے میری موت واقع ہو سکتی ہے۔ از روئے شریعت جان کا بچانا فرض اور قائل ہے اگر جان بچتی ہے تو اوپرے دل سے کفر کی بات بھی کہہ دو۔ جان کو خطرہ ہے تو نماز بھی توڑ سکتے ہیں۔ حالت نماز میں موذی جانور آپ کو ڈسنے آ رہا ہے تو نماز توڑ دو اس موذی کو مار دو یا اس سے ڈر کر بھاگ

جاؤ۔ اگر حالت نماز میں تمہیں یہ علم ہو رہا ہے کہ ایک اندھا آدمی کنویں میں گر رہا ہے تو نماز توڑ دو اور اس نابینا کو کنویں میں گرنے سے بچالو۔ اپنی جان تو ہے ہی لیکن دوسرے کی جان بھی بچانے کے لئے نماز توڑ سکتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان بچائی ہے۔ آپ نے وہ فرض کہ جان بچاؤ وہ چھوڑ دیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب کو قائل سمجھا ہے۔ جان نہیں بچائی لیکن ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی ایڑھی پر لعاب دہن لگا کر شفا عطا فرمادی ہے۔ اس کو زندگی بھی عطا فرمادی۔ دنیا والوں کو پتہ چل گیا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ایمان یہ ہے کہ ادب فوق العمل ہے۔ پہلے محبت ہے پھر عمل ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اسی لئے فرمایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

اس کا سادہ سا ترجمہ یہ ہے کہ تمام فرائض نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے اصل چیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب ہے ان سے محبت ہے۔ حضرات جو اس مولوی صاحب نے کہا ہے کہ عمل پہلے ہے اور محبت پیچھے ہے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل یہ بتا رہا ہے کہ ان کے عقیدہ اور ایمان میں محبت و ادب پہلے ہے اور عمل ان کے تابع ہے اس لئے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ۔

معلوم ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

فروع شاخ کو کہتے ہیں اگر شاخ کٹ بھی جائے تو درخت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ درخت اپنی اصل یعنی اپنی جڑ کی وجہ سے قائم رہتا ہے فرائض کی جڑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جو مولوی صاحب نے ہمیں سبق پڑھایا ہے کہ عمل پہلے ہے محبت اور ادب بعد میں آتے ہیں یہ غلط ہے اور بے کار ہے۔ اگر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور عمل نہ ہو اور اگر عمل ہو لیکن محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو پھر کیا بنے گا۔ ایک صحابی کا جنازہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ یہ بہت گنہگار آدمی ہے اگر اس قسم کے بندوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ پڑھائیں گے پھر کیا ہوگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا اور بھی کوئی ہے جو اس مرنے والے کی کواہی دے کر یہ کیسا آدمی تھا۔ ایک صحابی آگے بڑھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میرے ساتھ مل کر فلاں جنگ کی ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے مبارک کا پہرہ دیا تھا کہ اگر دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک دشمن کو نہیں پہنچتے دیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھنے والی تلوار یا تیر کے مقابل کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بن

جائیں گے تاکہ وہ نکوار یا تیرہمیں لگ جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگ جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ پہلے اس کا جنازہ پڑھیں پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کا کیا حال ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا اور پھر فرمایا اور سن لو کہ اللہ کے ہاں مرنے کے بعد تیرا عقیدہ پوچھا جائے گا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک کا پہرہ دیا اپنی جان کی پرواہ نہیں کی بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان قربان کرنے کی تمنا اور کوشش کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس جذبے کو قبول فرماتے ہوئے اس کا جنازہ بھی پڑھایا اور اس کے لئے خوشخبری بھی دے دی کہ یہ جنتی ہے۔ اس کے اعمال میں کوتاہی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی دے رہے ہیں لیکن اس کا ایک عمل ایسا ہے کہ اس نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی جان قربان کرنے کی کوشش اور تمنا کی۔ پہرہ دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ اپنی جان بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کو تیار ہے۔ ایک اور واقعہ ہے کہ ایک شخص جنگ میں بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے۔ کفار کو قتل رہا ہے بڑے جوش اور جذبہ سے جہاد کر رہا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ہے وہ بڑا قتال کر رہا ہے بڑی بہادری سے جنگ لڑ رہا ہے دشمنوں کو قتل کر رہا ہے، بڑا آغازی بن رہا ہے فرمایا: کہ وہ جہنمی ہے۔ تمام صحابہ حیران ہیں کہ یا اللہ ایسے عمل والا بندہ اگر جہنمی ہے تو پھر جنتی کون ہو سکتا ہے۔ جہاد ایک بہت بڑا عمل ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جہاد کے لئے نکلتا ہے دشمن پر نکوار مارنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں جہاد یا جنگ کے لئے پیدل سفر

کرتے تھے۔ مجاہد جہاد کرنے کی غرض سے نکلے اس کے پاؤں پر مٹی پڑ جائے اس کے پاؤں گرد آلود ہو جائیں تو وہ جنتی ہے اب دیکھیں کہ یہ بندہ جہاد میں شامل ہے۔ دشمنوں کو قتل بھی کر رہا ہے یہ بھی عمل ہے تلوار بھی چلا رہا ہے تو یہ بھی عمل ہے، کافروں کو جہنم رسید کر رہا ہے یہ سب سے بڑا عمل ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ جہنمی ہے اگر اعمال کی بنیاد پر جنتی ہونے کا انحصار ہوتا تو یہ بندہ جنتی تھا لیکن وہ جنتی نہیں بن سکا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ جہنمی ہے۔ جنگ کرتے کرتے وہ خود بھی زخمی ہو گیا اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے اپنا تختہ پریت میں مار کر خودکشی کر لی۔ صحابہ کرام بھاگتے ہوئے آئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے خودکشی کر لی ہے۔ وہ حرام کی موت مر گیا ہے وہ جہنمی بن گیا ہے فرمایا کہ اگر وہ خودکشی نہ بھی کرتا پھر بھی وہ جہنمی تھا کہ وہ منافق تھا وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا تھا۔ وہ عمل ضرور کرتا تھا لیکن وہ اعمال میری محبت کے بغیر کرتا تھا اس لئے اس کا جہاد اس کا قتل سب کچھ رائیگاں گیا۔ اگر اس کے اعمال ایسے نہ بھی ہوتے لیکن اس کے دل میں میری محبت ہوتی تو وہ جنتی ہوتا۔ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ وہ تو بہت سخت دن ہے وہ بڑا امتحان کا دن ہے بڑا مشکل کا دن ہے سورج سوانیزے پر ہوگا۔ گرمی ہوگی پسینہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اسم غنیم کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہوگی بڑی افراتفری ہوگی لیکن تو بڑا انتظار کر رہا ہے تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اعمال کا ذخیرہ نہیں ہے اب دیکھو کہ وہ خود ہی

اپنے اعمال کی نفی کر رہا ہے۔ فرمایا کہ اگر اعمال نہیں ہیں تو پھر تمہارے پاس کیا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو گئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کو جس سے محبت ہے اس کا حشر اس کے ساتھ گا۔ حشر والے دن ساتھ اعمال سے نہیں بلکہ محبت سے ہو گا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس بندے کا حشر ہے جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اعمال میں کمی ہے لیکن اس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے۔ اعمال جتنے مرضی صالح ہوں وہ محبت کی کمی کو دور نہیں کر سکتے لیکن اگر محبت تھوڑی بھی ہے تو وہ اعمال کی کمی کو دور کر سکتی ہے اصل چیز محبت رسول ہے۔ اعمال ضرور کریں لیکن ان پر انحصار نہ کریں۔ انحصار صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر کریں۔ محبت رسول ایمان کی اصل ہے۔ ایک نو عمر یہودی لڑکا تھا وہ روزانہ مسجد نبوی کے قریب آ جاتا۔ مسجد کے دروازہ یا کھڑکی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل زیارت کرتا رہتا یہ اس کا روزانہ معمول بن گیا تھا۔ ایک روز وہ نہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس نوجوان کو کیا ہوا۔ ایک صحابی گئے اور پتہ کر کے آئے کہ وہ بیمار ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلو آؤ اس کی تنہا داری کریں اس کی عیادت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو دیکھا کہ واقعی سخت بیمار ہے اور قریب المرگ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ شریف پڑھ لو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا وہ اکلوتا ہی بیٹا تھا اور مرنے کے قریب تھا۔ باپ نے اجازت دے دی کہ جس طرح سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں ویسے ہی کرلو۔ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور فوت ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنتی ہے اس نے عمل تو کوئی کیا نہیں ہے پھر بھی جنتی ہے فرمایا کہ اس کو مجھ سے محبت تھی اور اسی محبت کی بنیاد پر یہ میری زیارت کیا کرتا تھا۔ حالانکہ زیارت کرنے کے وقت وہ یہودی تھا پھر بھی اس محبت اور زیارت کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان بھی عطا فرما دیا اور جنتی بھی بنا دیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی

نہ ہو تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق

اگر کافر بھی ہے لیکن وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو وہ مومن ہے اگر کلمہ کو ہے لیکن اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہے تو کلمہ پڑھ کر بھی کافر ہے۔ حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کہیں گے کہ میں ان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں کہہ رہا ہوں۔ میں کہوں گا کہ وہ اس لئے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے اور کافروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے تھے۔ اس محبت کے صدقے، عمل کے صدقے سے نہیں وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کلمہ پڑھ لو۔ اس نے کلمہ نہیں پڑھا اس کے باوجود وہ جنت میں جائیں گے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے حضرات اس سے پتہ چلتا ہے کہ محبت اعلیٰ چیز ہے جو ایمان عطا فرماتی ہے اور جنت کا حق دار بناتی ہے آپ کو جس سے بھی محبت ہے آپ کا حشر نثر۔ جنت اور دوزخ اس کے ساتھ ہوگی۔ اگر تیرا محبوب جنتی ہے تو پھر تو بھی جنتی ہے اور اگر

خدا خواستہ وہ جہنمی ہے تو پھر تو بھی اس کے ساتھ ہے۔ جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے وہ انشاء اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ جن کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے تو وہ بھی ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ جن کو اہل بیت سے محبت ہے وہ ان کی ساتھ جنت میں ہوں گے۔ جو نو جوانان جنت کے سردار ہیں اگر ان سے محبت ہے تو پھر ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو جس سے محبت ہے وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بہت خوش ہوئے کہ آج ہمیں امید ہو گئی ہے کہ ہم جنتی ہیں کیونکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ اس لئے حضرات اس مولوی صاحب کا جو یہ بیان ہے کہ محبت بے کار چیز ہے اصل اور اعلیٰ چیز اعمال ہیں یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ محبت ہی دراصل ایمان ہے۔

منزل قرآن روح ایمان جان دیں

ہست حب رحمۃ اللطین

اگر قرآن مجید کا نچوڑ نکالا جائے اور ایمان کی روح کو معلوم کیا جائے اور دین کی جان کو تلاش کیا جائے تو وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ اصل چیز محبت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے۔ عرض کیا کہ ماں باپ اولاد، مال کاروبار ہر چیز سے زیادہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے فرمایا کہ کیا اپنی جان سے بھی زیادہ

مجھ سے محبت کرتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔ فرمایا کہ پھر تیرے پلے میں کچھ نہیں ہے دیکھو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے ہیں کہ تیرا ایمان مکمل نہیں ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ فرمایا کہ اب ایمان کامل آیا ہے۔ ایمان اب مکمل ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس واقعہ سے پہلے بھی تھا اور بعد میں بھی اتنا ہی ہے لیکن محبت آنے سے ایمان مکمل ہو گیا۔ محبت نہ ملتی تو ایمان نامکمل اور ناقص تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کس چیز نے بنائی۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بات بنائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی تصنیف ”عقیدے کی اہمیت“ میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ عمل سے جنت ملے گی۔ محبت اور شفاعت کی ضرورت نہیں وہ خارجی اور منافق ہے۔ مفتی صاحب نے یہ بات ایک حدیث شریف کی روشنی میں کہی ہے فرمایا کہ جو کہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت ہے وہ مومن ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے جنت اعمال کی بنا پر نہیں دینی ہے بلکہ اپنے فضل اور رحمت کی وجہ سے دینی ہے۔ یا اللہ تیری رحمت اور فضل کون ہے فرمایا میری رحمت اور میرا فضل میرا نبی رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے میں نے جنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے دینی ہے۔ کہ ان کے ساتھ تیرا کیا تعلق ہے۔ اگر محبت اور ادب والا ہے تو پھر جنتی اگر یہ نہیں ہے تو پھر اعمال

خواہ بے شمار بھی ہوں وہ کسی کام کے نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں ایک صحابی کہنے لگا دیکھو کہ صحابی کی بات ہو رہی ہے اور وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کریں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میں نے انصاف نہیں کرنا ہے تو پھر اور کون ہے جو انصاف کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلواریں نکال لی کہ میں اسے ابھی قتل کرتا ہوں کہ یہ منافق ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کی بڑی لمبی نسل ہوگی ان کے اعمال تمہارے اعمال سے زیادہ ہوں گے ان کی طہارت تمہاری طہارت سے بہتر ہوگی ان کی قرأت تم سے بہتر ہوگی لیکن ایمان ان میں سے ایسے نکل جائے گا جیسے کمان میں سے تیر نکل جاتا ہے۔ بندوق میں سے کوئی نکل جاتی ہے اگر ان کو مجھ سے محبت ہوتی تو اعتراض نہ کرتے اور آج جنتی ہوتے یہ اعمال کے ساتھ جہنمی ہیں۔ حضرات یہی صحیح عقیدہ ہے پکا اور سچا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی ایمان ہے اور اعمال کی مقبولیت بھی محبت رسول سے ہے۔ اگر اعمال ہیں اور محبت سے خالی ہے تو پھر بخشش کی کوئی امید نہیں۔ خواہ کلمہ کو نہ نمازی ہو۔ حاجی ہو، روزہ رکھتا ہو قربانی بھی کرتا ہو صدقہ خیرات بھی کرتا ہو لیکن اگر محبت سے خالی ہے تو پھر ایمان سے خالی ہے۔ اور ایمان کے بغیر اعمال بیکار ہیں۔ حضرت امیرائیم علیہ السلام سے زیادہ اعمال کسی کے نہیں ہو سکتے ان کا ایک ایک عمل تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے۔ سارے بت توڑ دیئے سزا ہوئی کہ آگ میں جلا دیا جائے۔ آگ نے ان پر اثر ہی نہ کیا بلکہ ان کیلئے گل و گلزار بن گئی۔ ملک بدر کر دیئے گئے۔ ضعیف العمری میں بیٹا پیدا ہوا تو حکم ہوا کہ اسے جنگل میں چھوڑ آؤ۔

جہاں آج کل کعبہ شریف ہے وہاں چھوڑ گئے ذرا جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ اسے قربان کر دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکمل تیاری کر لی۔ چھری چلائی لیکن نہ چلی۔ جنت سے دنبہ آ کر ذبح ہو گیا حضرت اسماعیل علیہ السلام بچ گئے۔ آپ جو بھی قربانی کرتے ہیں۔ جب سے قربانی شروع ہوئی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی ہر قربانی کا ثواب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح کو بھی پہنچتا ہے کہ یہ ان کی سنت ہے۔ آپ ہر نماز میں ان کیلئے درود شریف پڑھتے ہیں۔ اس کا ثواب بھی ان کو پہنچتا ہے۔ ایسے بڑے اعمال کرنے والا۔ مناظرے کرنے والا۔ اسلام کا بول بالا کرنے والا حشر کے دن جھولی پھیلا کر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کھڑا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی یوں تشریح کی ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

فرمایا کہ ساری دنیا اس روز میرے در پر حاضر ہوگی اور مجھ سے شفاعت طلب کرے گی اس میں انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے صالحین نیکوکار بھی ہوں گے گناہ گار بھی ہوں گے اس روز کوئی بھی اپنے اعمال پیش نہیں کر رہا ہے اس دن اگر کوئی سہارا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا ہے اور شفاعت اسے ہی نصیب ہوگی جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور ادب ہوگا۔ اس مولوی صاحب نے محبت کی نفی کی ہے اس کا درجہ کم کیا ہے اعمال کو اوپر رکھا ہے پورے ایک گھنٹے کی تقریر میں اس نے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تک بھی نہیں لیا۔ لیکن

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بخشش ممکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس درجہ کی محبت اور ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ دیوبندی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ اس کی تو اپنی نہیں ہوتی تیری اس کے پیچھے کس طرح سے ہو جائے گی دیوبندی محبت اور ادب سے خالی ہے پھر وہ خواہ نماز پڑھ رہا ہے۔ تپڑھ رہا ہے الحمد شریف پڑھ رہا ہے۔ سورت پڑھ رہا ہے لیکن یہ قول ہی نہیں ہے۔ اگر عمل تھوڑا بھی ہو لیکن دل میں محبت ہو تو پھر وہ عمل بھی قبول ہے اور جنت میں جانے کا امکان روشن ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

یعنی ہر بندہ ذلیل اور بے کار ہے کسی کی کوئی وقعت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے بلندی کب ملتی ہے جب اس کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آ جاتا ہے۔ یہ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے۔ سب سے ذلیل اور بدترین مخلوق منافق ہے کہ اس کے دل میں عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کے اعمال بے شمار اور قابل رشک ہیں۔ وہ جو قتل کر رہا تھا وہ بھی منافق تھا پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ اتنے جوش و جذبہ سے جہاد کیوں کر رہا تھا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر سے بھی دین کی خدمت لے سکتا ہے وہ چڑیوں سے ہاتھی مروا سکتا ہے تو منافق سے بھی دین کی حفاظت کرا سکتا ہے۔ محبت کا دعویٰ ہم بھی کرتے ہیں اور محبت کا دعویٰ ہر فرقہ والا بھی کر رہا ہے حالانکہ وہ مولوی صاحب تو محبت کی نفی کر گیا

ہے۔ محبت کے کئی قضاے ہیں۔ جب محبت ہوتی ہے تو اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ جس کے دل میں جس کی محبت ہوگی وہ ہمیشہ اپنے محبوب کی بات ہی کرے گا کسی دوسرے کی بات نہ کرے گا نہ سنے گا اگر آج رات بھر سے نکل آئے تو وہ کس کی بات کرے گا وہ ہیر کی ہی بات کرے گا۔ محبتوں لیلیٰ کی بات کرے گا۔ آپ اپنے محبوب کی کریں گے۔ اگر آپ کا محبوب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو آپ ان کی نعت پڑھیں گے۔ ان کی نعت سنیں گے اور پسند کریں گے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف آپ کے دل کو اچھی لگے گی۔ اگر دل عشق نبی سے خالی ہے تو نعت اچھی نہیں لگے گی آپ نعت سننا پسند ہی نہیں کریں گے جس کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور نعت پڑھتا ہے اور سنتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اسے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی نقص نظر نہیں آئے گا۔ محبت کو اپنے محبوب میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ وہ اپنے محبوب کے خلاف کوئی بات سن نہیں سکتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ محبت اپنے محبوب سے ملنا چاہتا ہے اگر تیری یہ دعا ہے کہ کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر تجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے اگر تو جنت کا طلبگار ہے خاتمہ بالخیر چاہتا ہے۔ قبر روشن چاہتا ہے۔ قبر وسیع چاہتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کوئی چاہت ہے اور نہ ہی ان کی ضرورت ہے کیونکہ تیری پسند اور ہے تو جنت کا طلبگار ہے اور عاشق ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تجھے کوئی محبت نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا مانگ رہے ہیں کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو۔ یہ محبت والے کی نشانی ہے کہ وہ اپنے محبوب کا وصل

چاہتا ہے اس سے ملاقات چاہتا ہے اسے اپنے محبوب میں کبھی نقص نظر نہیں آئے گا
 محبت اپنے محبوب جیسا بننا چاہتا ہے۔ آپ کو تو محبت انگریزوں کے ساتھ ہے۔ اپنی
 قمیص کو آپ کا لٹکواتے ہیں یہ کہاں سے آیا نائی لگاتے ہیں وہ کہاں سے آئی ہے۔
 پتلون پہنتے ہیں وہ کہاں سے آئی، یہ لباس پہننا حرام نہیں ہے لیکن یہ نئی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا لباس نہیں ہے نئی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس والے اور ہوتے
 ہیں اور پتلون پہنتے والا کوئی اور ہوتا ہے اور یہ خواہ مخواہ ہی ادھر کھینچا جائے گا اس کی ہر
 کوشش ہوگی کہ میرا لباس میرا کردار میرا چال چلن میرا کھانا پینا میرا اٹھنا بیٹھنا انگریز
 جیسا ہوا اگر محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم والا ہے تو پھر اس کی اور طرز ہوگی۔ وہ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کو پسند کرے گا اور ان پر چلنے کی توفیق مانگے گا۔ ذرا اپنے
 چہروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھو کہ یہ نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہے یا انگریز جیسا ہے اگر
 نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز والا ہے چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 تو پھر تیرے دل میں نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے کیونکہ محبت اپنے محبوب جیسا
 ہی بننا پسند کرتا ہے۔ اگر تمہارے چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو پھر تو
 انگریز جیسا ہے اور حشر کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اگر نئی پاک صلی اللہ علیہ
 وسلم سے محبت ہے تو پھر بخشش کا بہانہ بھی بے حد ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق
 عطا فرمائے نئی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نئی
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ العین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 18-06-10

ترتیب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! کچھ ہستیاں ہیں کہ جن کے اپنے مراتب ہیں اپنے مقام ہیں ان کو
ان کے مقام سے مرتبہ سے نیچے کرنا یا نیچے دکھانا ان کی توہین کرنا کفر ہے۔ مثال
کے طور پر کہ جہاں عام انسان کی عقل کی بس ہو جاتی ہے وہاں سے ولی کا مقام
شروع ہو جاتا ہے جہاں اولیاء اللہ کی عقل و فہم اور علم کی بس ہو جاتی ہے وہاں سے
خوٹ کا مقام شروع ہو جاتا ہے۔ جہاں غوث کی سوچ اور فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے
شہداء کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں سے شہداء کے علم کی انتہا ہے وہاں سے صدیقین
کا مقام شروع ہوتا ہے جہاں صدیق کے علم کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے انبیاء علیہم
السلام کا مقام شروع ہوتا ہے جہاں انبیاء علیہم السلام کے علم کی انتہا ہوتی ہے وہاں
سے رسولوں کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں رسولوں کے عقل و فہم و علم کی بس ہو جاتی
ہے وہاں سے اولوالعزم رسولوں کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں اولوالعزم رسولوں

کے علم و فہم کی بس ہوتی ہے وہاں سے مقام مصطفیٰ شروع ہوتا ہے اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ جانے

مقام مصطفیٰ کیا ہے یہ محمد کا خدا جانے

اور اگر اسے ایک فقرے میں بیان کرنا ہو تو وہ یوں ہے کہ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ اللہ تعالیٰ کے بعد جس کا مقام ہے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس میں گڑبڑ کرنی اس مقام کو نیچے گرا کر کفر ہے اسی محرم 1430 میں ایک ذاکر صاحب نے تقریر کی جو میں نے از خود نہیں سنی لیکن جس نے سنی اس نے مجھے بتایا کہ ایک شیعہ ذاکر نے ٹی وی پر بیان کیا کہ فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ اور کعبہ شریف کے اندر جو بت بلندی پر رکھے گئے ہیں ان کو نیچے گرا دو۔ ان کو توڑ دو۔ اب وہ شیعہ ذاکر کہتا ہے کہ دیکھو اور غور کرو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے ہے آپ اس سے خود ہی اندازہ لگا لو کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ میرا ہاتھ اس وقت عرش معلیٰ تک پہنچا ہوا ہے لو کو دیکھ لو کہ مقام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہے اگر تمہیں یہ نظر نہیں آتا تو تمہیں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ یہ غلط بیانی ہے دھوکہ ہے فریب ہے اس میں کوئی حقیقت والی بات نہیں ہے۔ اصل حدیث شریف یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ میرے کندھوں پر سوار ہو کر بلندی پر رکھے ہوئے

بتوں کو توڑ دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ مقام نہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے لہذا آپ ہی میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں تک پہنچ گئے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میں عرش معلیٰ تک پہنچ گیا ہوں اب آپ اندازہ کر لیں کہ اصل حدیث شریف کیا ہے اور اس شیعہ ڈاکر کی بیان کردہ نقلی حدیث شریف کیا ہے اس کو کفر کہتے ہیں جس کسی کے ذہن میں یہ نقلی حدیث سما گئی ساری عمر اس کے ذہن سے نکل نہیں سکے گی وہ ساری عمر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے بلند سمجھتا رہے گا اور یہی کفر ہے اگر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ بھی ہوتے کوئی دوسرا بھی نہ ہوتا پھر بھی مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی کمی نہ آتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام میرے رب نے بلند کیا ہے۔ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (الانشراح ۴) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ اب اس مقام کو کوئی بھی نیچا نہیں دکھا سکتا۔ کسی اور کا مقام اتنا بلند نہیں کیا جتنا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہے اب اگر کوئی کسی اور کا ذکر کسی اور کا مقام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بلند کرے یا بلند سمجھے وہ قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے یہ شیعہ

ذاکر کی تبلیغ ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ آپ ایسی تبلیغ کو سنائی نہ کریں اور گرسلی ہے تو کسی صحیح عقیدہ عالم سے پتہ کر لیا کرو کہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے اور مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کیا ہے۔ سب سے اول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے ان کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے پھر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بلاشبہ بہت بلند ہے لیکن ترتیب یہ ہے اگر اس ترتیب میں رد و بدل کرو گے تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے خلاف ہوگا۔ پھر اس نے یہ کہا کہ اگر خدا کو راضی کرنا چاہتے ہو تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر لو۔ اور اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا چاہتے ہو تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کر لو اس میں بھی اس ذکر کرنے ڈنڈی ماری ہے۔ اصل حدیث شریف یوں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے راضی کیا اس نے رب کو راضی کر لیا۔ جس نے میرے کسی پیارے کو راضی کیا اس نے مجھے راضی کر لیا۔ اس میں یہ کوئی تخصیص نہیں ہے کہ کس کو راضی کرنا ہے اور کس کو نہیں کرنا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص نہیں ہے کہ آپ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی راضی کرو گے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کر لو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کر لو پھر بھی ٹھیک ہے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کر لیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو راضی کر لیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کر لیں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کر لیں۔ اہمات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو راضی کر لیں اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ صرف ایک ہی ہستی کو راضی کریں گے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہوں گے۔ حضرت سرکارِ نبوت الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو راضی کر لیں حضرت داتا گنجوری رحمۃ اللہ علیہ کو راضی کر لیں کسی بھی ولی اللہ کو راضی کر لیں اپنے پیرومرشد کو راضی کر لو تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہیں اور جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیا۔ جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو ناراض کر لیا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو تکلیف پہنچائی اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی اور جس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ یہ اصل حدیث شریف ہے۔ ایک اور حدیث شریف ہے جو عام بیان کی جاتی ہے لیکن اس کا صرف ایک حصہ ہی پر چار کیا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہیں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔ لیکن پوری حدیث شریف یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بنیاد ہیں۔ کسی عمارت کے لئے اس کی بنیاد افضل ہوتی ہے یا کہ اس کا دروازہ۔ عمارت کی تعمیر میں سب سے اوّل اس کی بنیاد ہی بنتی ہے۔ بنیاد نہ ہو تو عمارت ہی تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ نہ اس کی دیواریں بنیں گی نہ چھت ڈالی جاسکے گی نہ ہی

دروازہ لگایا جاسکے گا ساری عمارت کو کس نے سہارا دیا ہوتا ہے۔ یہ بنیاد ہے۔ فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی دیواریں ہیں۔ اگر دیواریں نہ جتنی جائیں تو چھت کس پر ڈالیں گے دیوار ہی نہ ہو تو دروازہ کہاں لگے گا اس لئے دروازہ سے پہلے دیواروں کا ہونا ضروری ہے۔ فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی چھت ہیں۔ بنیاد بھی ہو۔ دیواریں بھی ہوں لیکن ان پر چھت ہی نہ ہو تو پھر بھی عمارت اچھوری ہے بیکار ہے اس کو دروازہ کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لئے دروازہ سے پہلے بنیاد، دیواریں اور چھت کا ہونا لازمی امر ہے پھر فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔ میری عرض ہے کہ ان ہستیوں کو اسی ترتیب سے ماننا ہوگا جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم فرمائی ہے۔ فرمایا عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں عشرہ مبشرہ وہ دس افراد ہیں جن کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ ان میں اول نمبر پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ دوسرے نمبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور چوتھے نمبر پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے بعد باقی چھ افراد اور بھی ہیں۔ یہ ترتیب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی ہے اسی ترتیب سے ان کی خلافت آئی ہے اسی ترتیب سے ان کا مقام ہے اسی ترتیب سے ان کے درجات ہیں جو ماننے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس ذکر کرنے ایک بات اور بھی کہی ہے کہ دیکھو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں۔
 یہ حق ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے ہم مانتے ہیں لیکن حضور نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے اور
 میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں۔ یہ کیوں نظر نہیں آتا یہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم تمہیں کیوں اس نہیں آتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اُمت
 کیلئے ایک محدث ہوتا ہے اور میری اُمت کا محدث حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ہے۔ جب تک یہ مقام یہ درجات یہ ترتیب صحیح نہیں رکھو گے تمہارا ایمان بھی صحیح نہیں
 رہے گا۔ اس لئے اپنا ایمان سلامت رکھنے کیلئے جب تمہیں کسی ہستی کی تعریف کسی
 سے سننے میں آئے تو کسی صحیح عقیدہ عالم دین سے اس کی تصدیق کر لیں کہ کیا واقعی ایسا
 ہے۔ کیونکہ یہ لوگ جو ہیں یہ حدیث شریف کے کسی ایک حصہ کو لے کر بیان کرتے ہیں
 حدیث شریف کے مکمل متن کو نہیں لیتے۔ ایک مسئلہ پیدا ہوا کہ ایک اہلسنت بریلوی
 لڑکے نے ایک اہل حدیث لڑکی سے شادی کر لی۔ ایک سنی عالم سے فتویٰ لیا گیا کہ کیا
 یہ نکاح جائز ہے یہ نکاح ہو گیا ہے کہ نہیں۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ نکاح تو ہو گیا ہے
 لیکن لڑکے کا ایمان جاتا رہا اب اہل حدیث مولوی صاحب اپنے حواریوں کو بتا رہا ہے
 کہ ایک سنی لڑکے کی شادی اہل حدیث لڑکی سے کی گئی تو سنی عالم نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ
 نکاح ہو گیا ہے اور فتویٰ کا اگلا حصہ بیان ہی نہیں کیا۔ وہ اگلا حصہ جو اہل حدیث مولوی
 نے حذف کر دیا تھا کہ لڑکا بے ایمان ہو گیا ہے۔ صرف اپنے مطلب کی بات کر دی اور
 جو اصل تھا وہ بیان نہیں کیا۔ یہ ڈنڈی مانتا ہے۔ آج کل محرم 1430 مہینہ چل رہا ہے
 جو واقعات میں عرض کر رہا ہوں یہ بڑے زور شور سے ٹی وی پر آ رہے ہیں ایک ایسا

گروپ ہے جو اپنی ترتیب دے رہے ہیں اور آپ پر وارد کر رہے ہیں یہ ایک بڑی سازش ہے اس سے بہت سے بندے De rail ہو جائیں گے یہ تقاریر جو شیعوہ حضرات آج کل ٹی وی پر کر رہے ہیں ان کو سن کر بہت بندے بے ایمان ہو جائیں گے۔ بہتر تو یہ کہ آپ ان کو نہ سنیں لیکن اگر سنو تو اس کی تصدیق ضرور کر لو۔ خواہ مخواہ اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو ڈالنا۔ اللہ تعالیٰ اصل ترتیب قائم رکھے کی توفیق عطا فرمائے اس کے بغیر ایمان کا پختا بہت مشکل ہے۔ اگر کوئی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کر دے تو وہ بے ایمان ہو جاتا ہے یہ ارشاد گرامی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو ان سے محبت نہیں کرنا وہ بھی بے ایمان ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو مد نظر رکھو۔ اہل بیت کا بہت مقام ہے ان کی محبت ہمارا ایمان ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی تو جنت کا ٹکٹ ملے گا۔ یہ ٹکٹ والی بات پہلے کئی بار آچکی ہے وہ یوں ہے کہ ایک گلی سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ رہے ہیں دوسری گلی سے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ رہے ہیں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اے علی آپ کیوں مسکرائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کیوں مسکرائے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے جنت کا ٹکٹ دینا ہے اس لئے میں آپ کو دیکھ کر مسکرایا ہوں۔ تو جنت کا ٹکٹ کس نے دینا ہے وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس لئے مسکرایا ہوں

کہ میں اس ہستی کا دیدار کر رہا ہوں کہ جس کے دل میں اس کی محبت نہ ہوگی تو میں اس کو جنت کا ٹکٹ ہی نہیں دوں گا۔ اب اگر صرف حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی شان بیان کی جائے کہ وہ جنت کا ٹکٹ عطا کریں گے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان بیان نہ کیا جائے تو یہ کفر ہے کیونکہ اصل واقعہ سے مقام صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرایا گیا ہے۔ ان کی شان کو گھٹایا گیا ہے۔ اصل بات بتانا ہوگی کہ جس بندے کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی اسے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کا ٹکٹ دیں گے۔ اس لئے زمانہ حال میں جب تک یہ حکمران موجود ہیں گلوٹی وی پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اہل بیت۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت چرچا آئے گا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہیں آئے گا باقی تمام کا آئے گا۔ اس لئے آپ اپنے بچوں سے پوچھتے رہو کہ آپ نے ٹی وی پر کیا سنا ہے پھر جو وہ بتائیں اس میں جو اصلاح طلب بات ہو وہ اپنے بچوں کو سمجھائیں اور ان کو اصل حقیقت سے آگاہ کرتے رہیں ورنہ پھر یہ ہوگا کہ چند سال بعد وہ سب شیعہ ہو جائیں گے اور پھر آپ دیکھتے رہ جائیں گے کہ کیا ہو گیا ہے۔ اگر آپ اپنے بچوں کے ایمان کو بچانا چاہتے ہیں تو آپ ابھی سے ہی ان کا محاسبہ کریں بچوں سے جو بات آپ سنیں ان میں سے ان کو اصل اور نقل کا فرق بتاتے رہیں تاکہ وہ راہ راست پر رہیں ان کا ایمان بچا رہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ لوگ بادشاہ کے مذہب پر ہوتے ہیں اب فی الوقت (2009) آپ کا بادشاہ کسی اور مسلک پر ہے اور آپ کا مسلک دوسرا ہے لہذا آپ بچ کر رہیں۔ اپنے ایمان کو بچائے رکھیں اپنے عقیدہ کو بچائے رکھیں یہ میری عرض گزارش ہے۔ ایک بات اور بھی ہے جو

پہلے بھی ہو چکی ہے۔ مجھے ایک لڑکی کا فون آیا۔ وہ شیعہ مسلک تھی۔ مجھے یہ نہیں علم کہ وہ کہاں کی رہنے والی ہے کون ہے کس کی بیٹی ہے اس نے مجھے فون پر کہا کہ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی تعریف کرتے ہیں آپ کے پاس ان کی ایسی تعریف کرنے کا کیا جواز ہے کیا ثبوت ہے کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسے آپ ان کو بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کیا ثبوت ہوتا ہے اگر قرآن مجید میں ان کی شان بیان ہوئی ہے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر حدیث شریف میں ان کی عظمت آئی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میری کیا ہستی ہے کہ میں ان سے متعلق بیان کروں۔ میرا تو فہم و ادراک بھی ان کی عظمت تک نہیں پہنچ پاتا۔ میری عقل سے ماوراء ہیں مجھے ان سے متعلق کیا علم ہو سکتا ہے۔ پوچھنے لگی کہ آپ بتائیں۔ کہ قرآن میں ان سے متعلق کیا ہے۔ میں نے کہا کہ سورت وائیل میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ متقی ہیں اور جو سب سے زیادہ متقی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی عزت بھی سب سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر بندے کی عزت اس کے تقویٰ کے مطابق ہے چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ بہت زیادہ ہے وہ بہت متقی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی عزت بھی بہت زیادہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ ان سے متعلق کیا کہتے ہیں۔ کہنے لگی کہ ہم تو کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ گڑبڑ کرنے والا بندہ ہی وہ ہے میں نے کہا کہ تمہارا مقابلہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اب آپ ہی فیصلہ کر لو کہ اللہ کا قول سچا ہے یا آپ جی ہیں کہنے لگی کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سچے ہیں میں کس طرح سے جی ہو سکتی ہوں۔ کہنے لگی اور ان کی کیا تعریف بیان ہوئی ہے میں نے کہا

کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ سچی میری راہ میں خرچ کرنے والا۔ میری رضا کیلئے خرچ کرنے والا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے یہ بھی سورت وائیل میں ہے لیکن آپ انہیں کنجوس ترین بندہ کہتے ہیں تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ آپ سچی ہیں یا کہ قرآن مجید۔ کہنے لگی کہ قرآن ہی سچا ہے۔ میں نے کہا کہ تیری مہربانی ہے کہ تو مان رہی ہے کہنے لگی کہ اس سورت وائیل میں اور کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اسی سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے تمہیں اپنی مرضی عطا کر دی ہے۔ آپ کہتی ہیں کہ ان کے پلے میں کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری مرضی ہی اس کے پاس ہے جو وہ کرتا ہے میری رضا کی خاطر میری مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ میں شیعہ مسلک ہونے سے توبہ کرتی ہوں میں نے کہا کہ تیری مہربانی ہے۔ محرم کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے پھر اس کا فون آیا کہ میرے والدین اور میرے بھائی مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ خیمے میں جلیا کر دیا جائے کہ محرم میں جھنگ روڈ بند ہو جاتی ہے اس پر اور دھوبی گھاٹ والی گراؤنڈ میں بھی شیعہ حضرات کے خیمے لگ جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو علم نہیں ہے کہ خیموں میں کیا ہوتا ہے آپ ہی بتائیں کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ کہنے لگی کہ وہاں عورت کی عزت محفوظ نہیں رہتی اس سے آپ ہی اندازہ لگالیں کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر چاہتی ہو اپنی عزت بچالو۔ کہنے لگی کہ میں نہیں جاؤں گی پھر فون آیا کہ والد صاحب مجھے بہت مجبور کر رہے ہیں کہ خیمے میں لازمی جانا ہے وہاں تو جائے گی تیری عزت و آبرو لٹ جائے گی تو پھر تو مومن بنے گی ورنہ تو مومن نہیں ہو سکتی۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ شیعہ کے ہاں مومن بننے کا معیار کیا ہے۔ یہ زنا ہے۔ اس

مسلک میں مومن بننے کا معیار زنا کاری ہے۔ جس مذہب کی بنیاد ہی زنا ہو۔ اس کی ابتداء ہی زنا کاری ہو اس کی انتہا کیا ہوگی۔ زنا ایک ایسا جرم ہے گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ تو تب ہی معاف کریں گے کہ اگر زانیہ یا اس کے لواحقین معاف کریں۔ کسی کی بیٹی، کسی کی بیوی، کسی کی بہن کسی کی ماں سے زنا کیا ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسی عورت سے یا اس کے والی سے فرمائے گا کہ تو اس زانی شخص کو جس نے تمہارے ساتھ زیادتی کی کیا تم اسے معاف کرتے ہو اگر وہ معاف کر دے تو ایسی عورت یا اس کا والی نہایت بے غیرت ہو گا۔ اور بے غیرت شخص جنتی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس فعل کی معافی کوئی نہیں ہے لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ مومن بننے کی بنیاد ہی زنا کاری ہے اور وہ مومن اسے کہتے ہیں کہ جس نے زنا کیا ہو۔ میں نے اس لڑکی سے کہا کہ جس مذہب کی بنیاد ہی غلط ہے اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا تو کوئی بہانہ بنا لے اور خیمے میں جانے سے بچ جاؤ۔ اس نے ایک ایسا بہانہ بتایا کہ وہ خیمے میں جانے سے اس سال بچ گئی ہے اللہ کرے کہ وہ آئندہ بھی بچی رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بچائے رکھے یہ زمانہ جو گزر رہا ہے بڑا خطرناک ہے بے راہ روی کا دور ہے۔ ٹی وی اور ریڈیو پر شیعہ مذہب کے بہت سے پروگرام آئیں گے اور کسی دوسرے چینل پر بھی کسی سنی مذہب کو اس کا مقابلہ کرنے یا صحیح صورت حال پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی لوگ کہتے ہیں سنی مذہب کو اجاگر کرنے کے لئے چینل کام کر رہے ہیں۔ قرآن بیان ہو رہا ہے حدیث شریف کا علم بیان ہوتا ہے آیت مبارکہ کا شان نزول بتایا جا رہا ہے جو صحیح ہے وہ بیان کیا جا رہا ہے لیکن شیعہ مذہب کا جواب دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ یک طرفہ کاروائی ہوگی بچے تو ہر وقت

ٹی وی کے سامنے ہی بیٹھے رہتے ہیں بچوں کیلئے آج کوئی شغل ہے تو ٹی وی دیکھنا ہی ہے اور ٹی وی میں سے یہ زہر نکل رہا ہے اس لئے اپنے بچوں سے ضرور پوچھو کہ تم نے کیا سنا ہے اگر وہ اصلاح طلب ہے تو ان کی اصلاح کرو اگر آپ کو اتنا علم نہیں ہے تو کسی سنی عالم دین سے رابطہ کرو ان سے اصلاح کراؤ۔ کئی والدین ایسے ہیں کہ وہ اپنے بچوں سے کوئی رابطہ ہی نہیں رکھتے ان کو اپنے کام سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ کسی وقت اپنے بچوں میں بھی رہیں ان کی سیں اپنی سائیں ان کی باتیں اصلاح طلب ہوں تو ان کی ضرور اصلاح کریں اللہ تعالیٰ ایسے بُرے حالات اور بُرے وقت سے بچائے۔ ایک بات اور عرض کرنی ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے خلیفہ اول حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونے چاہئیں تھے ان سے قبل جو تین حضرات آئے ہیں وہ غلط تھے وہ غاصب تھے انہوں نے تخت و خلافت پر ناجائز قبضہ کیا تھا۔ ان کا کوئی حق نہیں تھا میں نے پرسوں (09-01-07) کی اخبار میں پڑھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی گئی کہ آپ خلیفہ بن جائیں تو آپ نے انکار کر دیا کہ میں نے خلیفہ نہیں بننا ہے۔ میں اپنے آپ کو اس کے لائق نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ نہ ہی میں اس کا اہل ہوں۔ مان لیتے ہیں کہ یہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انکساری ہی تھی۔ وہ بتا رہے ہیں کہ میں نے کبھی اس کی تمنا بھی نہیں کی۔ لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ کتنا ہی عرصہ غصہ اور ناراضگی کی حالت میں ہی رہے کہ دوسرے احباب خلیفہ بن گئے اور میں رہ گیا۔ اب جو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں وہ سچ ہے کہ یہ سچے ہیں۔ ان کی آذان میں ہے کہ حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا فصل خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ ان کی آذان ہے کیا
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسی ہی آذان ہوا کرتی تھی۔ اپنے ایمان سے
 بتاؤ کہ کیا آذان کے یہ الفاظ ہوا کرتے تھے۔ نہیں ہوا کرتے تھے تو پھر یہ بدعت ہے
 اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عظمت ملی ہے تو
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو
 عزت و عظمت ملی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہے حضرت امام حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عظمت ملی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہے حضرت
 سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عزت و مرتبہ ملا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ملا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عزت ملی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ملی ہے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی آتا ہوتا تو وہ حضرت سیدنا عمر بن
 خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے قرآن مجید میں سترہ یا اٹھارہ آیات مبارکہ وہی آئی
 ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے یہ ان کا مقام ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 والسلام نے عطا فرمایا ہے۔ اس لئے جو ان کی تبلیغ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا ناتو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ناتو نبی
 نہیں ہے۔ اس لئے سمجھ لو کہ کون اعلیٰ ہے پھر یہ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی والدہ محترمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 کی والدہ کسی نبی کی بیٹی نہیں ہے۔ اس پر بھی یہ سمجھ لو کہ کون اعلیٰ ہے۔ یہ کوئی تبلیغ نہیں
 ہے ورغلا نے کی باتیں ہیں لہذا جو کوئی ایسی باتیں ان سے سنے وہ میرے پاس لے
 آئے مجھے علم ہوا تو میں عرض کروں گا اگر نہیں تو کسی عالم دین سے پوچھ لیں گے ان
 کے پاس علم ہے وہ صحیح طور سے سمجھا دیں گے۔ علماء حق سے پوچھ کر ہم اپنی اصلاح کر

سکتے ہیں کوئی ایسی بات سن کر اسے اپنے دل میں ہی نہ لے کر بیٹھ جانا یہ ایسا زہر ہے جو تمہارے ایمان کو ختم کر دے گا۔ اگر زہر سے فوت ہو جائے تو وہ شہید ہے۔ سانپ ڈس جائے تو کوئی مر جائے وہ شہید ہے۔ ہلکائے ہوئے کتے کے کاٹنے سے کوئی مر جائے تو شہید ہے۔ دیوار تلے آ کر مر گیا تو شہید ہے پانی میں ڈوب کر مر گیا شہید ہے۔ لیکن جو یہ زہر ہے کہ علی کو دیکھو کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو کر عرش معلیٰ تک پہنچے ہوئے ہیں لہذا جو اوپر ہوتا ہے وہ اعلیٰ ہوتا ہے اور جو نیچے ہوتا ہے وہ ادنیٰ ہوتا ہے یہ زہر تمہارے ایمان کا قاتل ہے۔ بے ایمان ہو گیا تو جہنم میں چلا گیا انڈیا سے جنگ ہو جائے وہ اینٹیم بم چلائے کہ ہم مرجائیں تو ہم شہید ہوں گے لیکن اگر یہ ذاکر والی تبلیغ ہمیں ڈس لے تو یہ کفر ہے۔ جب اس نے یہ کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نانا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو پھر اسے یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو عظمت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہونے کی وجہ سے ملی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں لیکن آپ یہ بتائیں کہ حدیث شریف کی رو سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جنت ان کی ماں کے قدموں میں ہے کہ نہیں۔ جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں ان کی اپنی جنت ماں کے قدموں میں ہے اور ان کی ماں کون ہیں وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ماں ہیں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ازواج المطہرات ہیں وہ بھی مائیں ہی ہیں۔ ماں کی عظمت بیٹی سے تو اوپر رہے گی۔ خواہ بیٹی جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ شیعہ اس حدیث کی بھی نفی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی نو جوانوں کے سردار ہیں یہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے لیکن حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان یہ ہے کہ جب جنت و دوزخ کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دیں کہ جس کو چاہو جنت میں لے جاؤ جس کو چاہو دوزخ میں ڈال دو۔ اب جنت کے مالک حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بھی نظر میں رہنا چاہئے۔ ہم مانتے ہیں کہ حسین کریمین نو جوانان جنت کے سردار ہیں اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری جنت کے سردار ہیں مالک ہیں۔ جس طرح سے ایک صدر ہوتا ہے ایک وزیر اعظم ہوتا ہے ایک وزیر اعلیٰ ہوتا ہے اور ان کے ماتحت حکومتی نمائندے ہوتے ہیں ورکر ہوتے ہیں صدر کا اپنا ایک مقام ہے وہ ہر صورت برقرار رہے گا۔ ان کو جنت عطا کس نے کی ہے اس کا مقام دیکھو کہ کیا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

کئے ویکھن توں پہلوں مرنہ جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ وَ نُوْرٍ عَرْشِهِ وَ زَیْنَةِ قَرْشِهِ مُحَمَّدٍ وَّ

اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِیْنَ۔

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 09-01-09

بخشش کی اُمید

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
 وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 ریح حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 درِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوا تو بارات بنتی ہے
 جسے وسیلہ بنایا سب انبیاء نے
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! کافی عرصہ کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی ہے جو میں آپ کی خدمت
 میں پیش کرتا ہوں۔ بات یوں ہے کہ اگر آپ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی

کتب کا مطالعہ کریں یا کسی بھی دوسرے نعت کو کے کلام کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ ہم بخشے ہوئے ہیں ہماری بخشش ہو چکی ہے ہم جنتی بن چکے ہیں۔

نہ تھا پاس میرے کچھ روز محشر
نہی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے
یہ خالد صاحب کا کلام ہے۔

اسے کیا ستائے گا خورشید محشر
ہے نسبت جسے دامن مصطفیٰ سے
یہ بخشش کا بہانہ ہے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کہ سزا اب ہوگی کہ روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر تھا
کہ مجھے میرے گناہوں کی سزا اسی دنیا میں ہی مل جائے گی یا کہ روز محشر اگلے جہان
میں جا کر ملتی ہے۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کو جوش آیا فرمایا کہ
تو اس دنیا میں ملے گی اور نہ ہی اگلے جہان میں ہوگی۔

اللہ رے کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ کے دریا بہا دئے ہیں
اک میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اک اشارہ تیرا
یہ بھی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے اور اس میں بخشش کی نوید

ہے۔ مکمل طور پر بخشش کا ہی پیغام ہے۔

تجھ سا سیاہ کار ہے کون ان کا شفیق ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں اے دل تیرا یہ گمان ہے
خوف نہ رکھ ذرا رضا تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

یہ بھی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی فرمایا ہوا ہے انہوں نے تو دل سے
خوف نکال دیا ہے کہ ہم جہنم میں جائیں گے یا کہ ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا ملے گی۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو
میں وچہ ایڈ گناہ نہ ہو مدے توں تھیندوں کہوں ہو
حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مریدی لَا تَخَفْ کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

فرمایا کہ اے بندے تو میرا مرید ہو گیا ہے اب تو جو بھی کرے میں تمہیں
جنت میں لے جاؤں گا۔ میں تمہارا ضامن ہوں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا کہ اے ابو حنیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ آپ بھی بخشے ہوئے ہیں اور جو بھی تیرا پیروکار ہوگا۔ وہ جنتی ہوگا وہ
بھی بخشا ہوا ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا فرمایا کہ آپ خود بھی اور جو

آپ کا مرید، جو اس کا مرید حتیٰ کہ قیامت تک آپ کے سلسلہ میں آنے والے سب بخشے ہوئے ہیں۔ یہ پیغام ہے۔ اور ایک خوشخبری اور بھی سن لیں کہ حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف والی سرکار نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ آپ کی ساری جماعت سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہے اور اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش ہیں تو یہ ہماری نجات کا ہماری بخشش کا سرٹیفکیٹ ہے اور جو کچھ ہم اپنی محافل میں نعت خوانی کر رہے ہیں عرض گزارش کرتے ہیں یہ اس کی قبولیت کی تصدیق اور سند ہے۔ یہ تو اولیاء اللہ کا کلام آپ نے سنا ہے اب آپ سنیں کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آگیا وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے وہ جنت میں بیٹھا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب جنت کی کیاریوں میں جایا کرو تو جنت کا پھل کھایا کرو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں اور اس کا پھل کہاں ہیں فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اس حدیث شریف کی رو سے آپ اس وقت جنت کی کیاری میں بیٹھے ہوئے ہیں کوئی ادھار کی بات نہیں ہے یہ فرمان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے پہلے جن حضرات کا ذکر کیا ہے ان سے متعلق تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ نبی علیہ السلام تو نہیں ہیں ان کی بات کوئی حدیث تو نہیں ہے کوئی بخشش کی سند تو نہیں ہے لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا کلام۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا پورا کلام۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سارا فرمان۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سارا فرمان۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان قرآن حدیث کے عین مطابق ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حشر کے روز تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے کرسیاں رکھ دی جائیں گی میرے لئے بھی کرسی ہوگی لیکن میں اپنی کرسی پر نہیں بیٹھوں گا۔ میں مسلسل کھڑا ہی رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے سے فرمائیں گے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھ جائیں۔ میں عرض کروں گا کہ یا اللہ مجھے بہت تشویش ہے بہت فکر ہے اور مجھے میری امت سے متعلق بہت غم ہے ان کی بخشش کی فکر ہے اس لئے یا اللہ میرا بیٹھنے کو دل نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ پھر ایک معیار بنے گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرماتے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشا جائے گا۔ پہلے نیکوکاروں کو پھر گنہگاروں کو پھر جن کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا پھر جن کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور ہوتے ہوتے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس نے کلمہ بھی پڑھ لیا ہے اسے بھی بخش دیتا ہوں۔ اب ذرا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہ کیا فرماتا ہے۔ یَسْتَغْفِرُ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَعَلْتَ ذَنْبِكَ وَمَا أَخْلَعْتَ (۲) ”اللہ تمہارے سب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“ اس آیت مبارکہ کے تحت روح البیان میں ہے کہ تمہاری بدولت اللہ تعالیٰ امت کی مغفرت فرمائے۔ یہ بخشش کے لئے خوشخبری ہے بشارت ہے پھر فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِلنَّبِيِّ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد ۱۹) ”اے محبوب اپنے

خاصوں اور عام مسلمان مردوں عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔“ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اُمت محمدی پر خاص کرم ہے کہ اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ وہ اپنی اُمت کے لئے مغفرت طلب فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفیع مقبول الشفاعت ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی بخشش کی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ضرور قبول فرمائیں گے ایک اور بھی حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں تمہاری اُمت کی خاطر رسوا نہیں کروں گا۔ یہاں ترجمہ ”رسوا“ ذرا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ میں تمہیں تمہاری اُمت کی خاطر دل گرفتہ نہیں کروں گا اب دیکھیں کہ قرآن مجید بھی یہی فرماتا ہے کہ اُمت محمدی بخشی ہوئی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرما رہے ہیں کہ میری اُمت مرحومہ ہے بہت رحم کی ہوئی ہے۔ یہ بخشی ہوئی ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جن اولیاء اللہ اور صالحین کا ذکر کیا ہے وہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اُمت محمدی بخشی ہوئی ہے۔ یہاں میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ۔

فضل تیرے ناں لو ہے تر دے بھٹیاں دے سنگ جڑ کے
 کتے وی جنت جان محمد چنگیاں دے سنگ دل کے
 اگر تیری سنگت اچھے بندے کے ساتھ ہے تیری نسبت کسی ولی کے ساتھ
 ہے تو یہ تیری بخشش کا بہانہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے اور پھر فرمایا کہ جس کے ساتھ تیری محبت ہے تیرا حشر نثر اس

کے ساتھ ہی ہوگا حضرات یہ تو بخشش کے بہانے ہیں یہ بٹا رٹیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الّٰلِیْنَ اَسْرِفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر ۵۳) ”تم فرماؤ اے میرے وہ بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری رحمت سے مایوس نہیں ہوتے میری رحمت کے طلبگار رہتے ہیں گناہ ہو جانے پر میری طرف رجوع کرتے ہیں معافی مانگتے ہیں میں ان کو بخش دیتا ہوں۔ اس آیت مبارکہ میں بھی ان لوگوں کو نوید رحمت دی جا رہی ہے جو عمر بھر اپنے اوپر زیادتیاں کرتے رہے جن کے شب و روز فسق و فجور میں بسر ہوتے رہے جنہوں نے کفر و شرک کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بالکل برباد کر دیا ایسے لوگوں کو کہا جا رہا ہے کہ آؤ میری رحمت کا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہے اگر تم سچے دل سے تائب ہو کر نئی اور پاکیزہ زندگی شروع کرنے کا عزم کر چکے ہو تو تمہارے گناہ بے شمار اور نہایت سنگین ہی کیوں نہ ہوں وہ معاف کر دیئے جائیں گے اور تمہیں مایوس نہیں لوٹایا جائے گا۔ چند مشرک لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں لیکن ہم اس سے قبل ایسے ایسے اور اتنے گناہ کر چکے ہیں کہ جن کی معافی کی صورت نظر نہیں آتی۔ کیا ہمیں ہمارے ان گناہوں کی وجہ سے عذاب تو نہیں ہوگا۔ اگر اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ہم جہنم میں ہی جائیں گے تو پھر ہمیں اپنے آبائی دین کو چھوڑنے کی کوئی

ضرورت نہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر آیت مبارک (الزمر ۵۳) نازل ہوئی اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر فرمایا اس آیت کے عوض میں مجھے دنیا اور مافیہا کی دولت بھی دی جائے تو میں اس سودے کو پسند نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَرِدْهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضًى ثُمَّ نُنَجِّي الْمُنِيقِينَ اتَّقُوا وَنَذِرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثًا۔ (مریم ۷۲-۷۳) ”اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کا گزردوزخ پر ہوگا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب پر لازم ہے اور اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پھر ہم نجات دیں گے پرہیزگاروں کو اور رہنے دیں گے ظالموں کو دوزخ میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔“ یہاں مِنْكُمْ سے مراد نیک و بد، مومن و مشرک سب انسان ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر انسان کو خواہ وہ نیک ہے یا بد ہے۔ ایمان والا ہے کہ کافر و مشرک ہے اس کو دوزخ میں داخل ضرور کرے گا۔ ”ورود“ کے معنی داخل ہونا ہے۔ لوگوں نے جب ”ورود“ کے معنی ہیں اختلاف کیا کہ اس کا مطلب جہنم میں داخل ہونا ہے یا جہنم کے اوپر سے پس صراط پر سے گزرنے کا ہے تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بہرے ہو جائیں میرے یہ کان اگر میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو کہ ”سب نیک و بد آگ میں داخل ہوں گے لیکن آگ مومن کیلئے ٹھنڈی اور بے ضرر ہوگی جس طرح سے کہ حضرت امیر ایم علیہ السلام کے لئے ہوئی تھی یہاں تک کہ آگ شور مچائے گی کہ الہی ان لوگوں کی ٹھنڈک سے میری تمازت ختم ہو رہی ہے پھر اللہ تعالیٰ متقیوں کو وہاں سے نکال لے گا اور کافروہاں اوندھے پڑے رہیں گے۔“ اب یہ دیکھیں کہ دو مختلف باتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ

ہمیں بخشش کی نوید مل رہی ہے کہ اُمت محمدیہ بخشی ہوئی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ہر ایک کو جہنم میں ضرور داخل کرنا ہے ان میں تطہیق کس طرح کی جائے گی وہ اس طرح سے ہے کہ حضرت پیر کرم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب انسانوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا جس میں اُمت محمدی بھی ہوگی لیکن اُمت محمدی کے لئے آگ ٹھنڈی ہو جائے گی جس طرح سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ مومن بھی جہنم میں ہوں گے لیکن آگ ان کیلئے بے اثر ہوگی اور دوسرے جو ہیں کفار ہیں مشرکین ہیں وہ جل سڑ جائیں گے اور سخت عذاب میں ہی مبتلا رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے اُمت محمدی کے افراد کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ بات اصل ہے کہ ہم نے جہنم میں بھی جانا ہے لیکن ہم وہاں جلیں گے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں نے ہر نیک و بد۔ کافر و مشرک کو دوزخ میں داخل کرنا ہے تو یہ حکم الہی ہر صورت پورا کیا جائے گا۔ جن لوگوں کے عقیدے میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں ان کو آتش جہنم کبھی نہیں جلا سکتی بلکہ دوزخ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتی ہے کہ یا اللہ اس بندے کو جس کے عقیدہ میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں اس کو جلدی سے مجھ سے نکال لے میں اس کے نور سے ٹھنڈی ہو رہی ہوں۔ میں سمجھ رہی ہوں یہ عقیدہ رکھو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ جو شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے اسے بھی جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیہی لے کر حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مچھلی ہے بڑی مہنگی خریدی تھی تین روز سے اسے پکا رہا ہوں لیکن پکتی ہی نہیں ہے حالانکہ مچھلی بہت جلدی پک جاتی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دیکھیں کہ مچھلی کے ٹکڑوں سے پوچھا کہ اے مچھلی تو پکتی کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو کنکریوں سے کلمہ پڑھالیں۔ پتھر کو پانی پر تیرالیں۔ کوہ سے گفتگو فرمالیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے مچھلی تو کیوں نہیں پکتی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کشتی میں سوار دریا میں جا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہے تھے میں نے وہ درود شریف سن لیا ہے جس کی وجہ سے آگ مجھ پر اثر نہیں کر رہی ہے۔ فرمایا کہ اے مچھلی کیا تمہیں وہ درود شریف یاد ہے۔ جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد ہو گیا ہے۔ درود وہی اس درود شریف کا نام ہے اور کتب میں لکھا ہوا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے وہ درود شریف سناؤ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ درود شریف لکھ لو۔ جو کوئی اس درود شریف کو پڑھے گا اسے دروزخ کی آگ نہیں جلانے کی حضرات حکم ربی کے تحت دوزخ میں جانا ضرور ہے لیکن آتش جہنم سے بچنے کے لئے دوزخ میں محفوظ رہنے کیلئے درود شریف کو وظیفہ بنالیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دوزخ میں جانے سے متعلق لکھا ہے۔ فرمایا ۔

آستین رحمت عالم الٹے کمر پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو کوچہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

یعنی دوزخ میں جائیں گے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بچا لیں گے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”صاف“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ آگ اس پر اثر ہی نہیں کرے گی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ دوزخ میں داخل ہونا لازمی ہے اور بچنا بھی ہے۔ عرض یہ ہے کہ جہنم میں جانا ضرور ہے لیکن اے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کو مان جاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال دو درود شریف پڑھو نعت شریف پڑھو میلاد شریف کی محافل میں آؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مانو اللہ کی عطا سے علم غیب دان مانو۔ مالک و مختار مانو شفیع مانو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بھی عظمت قرآن مجید میں آئی ہے اسے مانو۔ جو عظمت احادیث مبارکہ میں آئی ہے اسے مان جاؤ پھر ان کی شفاعت کے امیدوار ہو جاؤ۔ نیک اعمال کی طرف آؤ اللہ کی رحمت اور بخشش کے حق دار بن جاؤ ہم گنہگار ہیں۔ گناہوں کی اتنی فراوانی ہے کہ قرآن مجید اعلان فرماتا ہے کہ اگر گناہوں کی وجہ سے بندوں کی گرفتاری شروع ہو جائے تو شام تک بندے تو بندے رہے تمام چہرہ پرند جانور بھی پکڑے جائیں گے۔ بندوں کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے جانور پرندے بھی پکڑے جائیں گے۔ ہم گنہگار ہیں لیکن جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں درود شریف پڑھتے ہیں نعت شریف پڑھتے ہیں وضو کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں قربانی کرتے ہیں، محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے ہیں تو ہمارے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں یا مٹ جاتے ہیں۔ عقیدہ

درست رکھو گناہ ہم کرتے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین ہیں
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اعمال کرو لیکن
سہارا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر رکھو۔

کیونکہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

کھڑیا نوالہ کے قریب ایک عورت ہے وہ بڑی صاحب نظر ہے اس کو
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت شیر خدا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ
اور بھی بزرگوں کی خواب میں زیارت ہوتی ہے۔ لوگ اس کو سوال دیتے ہیں کہ ان
کا جواب لے دیں۔ جب کسی بزرگ کی زیارت ہوتی ہے تو وہ اس سوال کا جواب
ان سے پوچھتی ہے اور وہ جواب عطا کرتے ہیں میں نے بھی اسے ایک سوال بھیجا
تھا۔ سوال یہ تھا کہ ایک بندہ میلا دالتی صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہے نعت بڑے شوق
سے سنتا ہے اور نعت خواں کو بہت داد بھی دیتا ہے اور اس کی خدمت بھی کھلے دل
سے کرتا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اوصاف حمیدہ کو مناتا ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مناتا ہے شفیق مانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو
مانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار مانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب
خدا مانتا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات کو مانتا ہے۔ لیکن وہ گنہگار
ہے۔ اس کے اعمال میں کوتاہی ہے کیا ایسا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفاعت سے سیدھا جنت میں چلا جائے گا یا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی بد اعمالیوں کی سزا دی جائے گی اور پھر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس عورت کی جس ہستی سے ملاقات ہوئی وہ حضرت پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ سوال ہے آپ اس کا جواب عطا فرمائیں۔ حضرت پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصال فرمائے ہوئے پانچ چھ سال ہو چکے ہیں اور یہ اگست 2010ء کی بات ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں انہوں نے فرمایا کہ اسے جہنم میں ڈالا جائے گا لیکن جہنم کی آگ اسے نہیں جلائے گی جس طرح سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود نے نہیں جلا یا تھا۔ بلکہ دوزخ پناہ مانگے گی کہ یا اللہ اسے جلدی سے باہر نکال دے اس کی وجہ سے میری تپش ختم ہو رہی ہے میری آگ بجھ رہی ہے اب مسئلہ یہ ہے جب کوئی دین کی بات سنو۔ جس طرح سے کہ یہ دین کی بات ہے کہ گنہگار کی جو بخشش ہوتی ہے وہ جہنم کے راستہ سے گزر کر ہوتی ہے یا اس کے بغیر ہوتی ہے۔ ہر شخص ایسے مسئلہ کا حل نہیں بتا سکتا۔ یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کیا کوئی آیت مبارکہ یا حدیث شریف ایسے مسئلہ کو حل کر رہی ہے یا اجتہاد سے اس کی بنیاد بن سکتی ہے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ اس کو چھوڑ دو۔

آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

04-06-10

سنیت ہی وسیلہ نجات ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى الْكَوَاكِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

نبیوں کے بعد سب سے بہتر کا صدق
فاروق، ذوالنورین و حیدر کا صدق
فاطمہ حسن و حسین و معاویہ کا صدق
جن کا قدم ولیوں کی گردن پہ ہے ان کا صدق
کرم کی ایک نظر ہم پر خدا یا رسول اللہ
یہی ہے ایک جینے کا سہارا یا رسول اللہ
خدا اس کا نہیں ہوتا خدا کا وہ نہیں ہوتا
جسے ہوتا نہیں آیا تمہارا یا رسول اللہ
صحابہ اور اہل بیت کی الفت عطا کر دو
سفینہ پار ہو جائے ہمارا یا رسول اللہ

حضرت پیر طریقت راہبر شریعت جناب محترم ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب
دامت برکاتہ العالیہ سابقہ ڈین یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد و دیگر محترم و مکرم

سامعین کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سب سے پہلے تو میں قبلہ ڈاکٹر صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ یہ اس ناچیز کو بہت زیادہ عزت بخشے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی دونوں جہاں میں عزت بخشے۔ مجھے اس لحاظ سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ یہ دین حق کی تبلیغ و اشاعت، سچے دین کے پھیلانے کی کوشش میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ گزشتہ چار پانچ محافل میں انہوں نے مجھ سے اسی موضوع پر بیان کروایا کہ اہل سنت میں اگر کسی کا عقیدہ ٹھیک ہو تو کیا ایسا فرد براہ راست جنت میں داخل ہو گا یا وہ پہلے جہنم میں داخل کیا جائے گا پھر وہاں سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ آج ہی میں ایک حدیث شریف پڑھ رہا تھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور اپنی اُمت کی بخشش کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کا تیسرا حصہ مجھے عطا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں شکر کے طور پر سجدے میں گر گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سوال کیا اور اپنی اُمت کی بخشش کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کا تیسرا حصہ اور مجھے عطا کر دیا میں نے پھر سجدہ شکر ادا کیا میں نے تیسری مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی اُمت کی بخشش کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ساری اُمت ہی عطا کر دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی ساری اُمت ہی عطا کر دی ہے (کنز الاعمال میں بھی یہ حدیث شریف موجود ہے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حوالے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں ان سے سلوک کریں تو پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہمیں جہنم میں نہیں پھینکیں گے۔

بات یہ ہے کہ پہلے آپ عقیدہ اہل سنت کو سمجھیں کہ یہ ہے کیا۔ عقیدہ اہل سنت مسلمانوں کی اکثریت کا عقیدہ ہے۔ یہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اور جو اکثریت کا عقیدہ ہوتا ہے وہی درست عقیدہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔
 وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ (البقرہ ۱۳) ”اور جب ان سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے ہیں“ یعنی جب منافقین سے یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے ہی ایمان لاؤ جیسے کہ عوام الناس ایمان لائے ہیں۔ عام مسلمان ایمان لائے ہیں جس طرح سے کہ مسلمانوں کی اکثریت ایمان لائی ہے تو وہ کہتے ہیں۔
 قَالُوا أَنْتُمْ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ (البقرہ ۱۴) ”تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں“۔ منافق لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم اس طرح سے ایمان لے آئیں جس طرح سے بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ (البقرہ ۱۵) ”بے شک وہی بے وقوف ہیں“ اس لئے مسلمانوں کی اکثریت کو بے وقوف کہنے والا خود بے وقوف ہوتا ہے اور بے وقوف وہ ہوتا ہے کہ جس کی عقل میں فتور ہو۔ اور جاہل وہ ہوتا ہے کہ جس کو بات کا علم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی بے وقوف ہیں لیکن وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ (البقرہ ۱۶) ”مگر وہ جانتے نہیں“۔ یہی بے وقوف ہیں لیکن ان کو علم نہیں ہے ایک تو وہ جاہل ہیں اور دوسرے یہ کہ بے وقوف بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دو ڈگریاں دی ہیں جو عام مسلمانوں کو بے وقوف کہنے والے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اہل سنت کا جو عقیدہ ہے وہ عقل مندوں کا عقیدہ ہے، یہ عقل کا عقیدہ ہے جہالت کا عقیدہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی بات کو ارشاد فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ نبی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئی تھی میری امت بہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے اِلَّا وَاحِدٌ سِوَايَ اِیْکَ کے وہ ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ آج ہر فرقہ والے یہی کہتے ہیں کہ ہم جنتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ وہ کون سا گروہ ہے جو جنت میں جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَنَا عَلَیْہِمْ اَصْحَابِیْ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اکثریت میں تھے اور منافق اقلیت میں تھے۔ منافق وہ ہوتا ہے کہ جس کو کوئی اپنا لالچ ہو اپنا مطلب ہو۔ اس وقت لالچی لوگ کم تھے۔ وہ مسلمان مجبوراً بنے مجبوراً انہوں نے عقیدہ اختیار کیا صرف اپنے مطلب کیلئے اور اپنے مفاد کے لئے مسلمان ہوئے ایسے لوگ تھوڑے تھے ان کی تعداد بہت کم تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والسلام کے صحابہ اکثریت میں تھے اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہی حق اور سچ ہے۔ سچا عقیدہ وہی ہے جو عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اب دیکھیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے کہ جو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”یا“ کا لفظ استعمال کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارنا ہی درست اور صحیح ہے اور یہی عقیدہ درست ہے عام مسلمان میلا و شریف مناتے ہیں تو یہ سچا عقیدہ ہے۔ عام مسلمان گیارہوں شریف مناتے ہیں ایصال ثواب کرتے ہیں تو یہ سچا عقیدہ ہے عام مسلمان اولیاء اللہ کا عرس مناتے ہیں تو یہ سچا عقیدہ ہے۔ ذکر کی محافل مناتے ہیں میلاد کی محافل سجاتے ہیں تو یہ سچا عقیدہ ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت جو بھی اعمال کرتے ہیں وہ سارے سچائی

پر مبنی ہیں کوئی اس میں جھوٹ اور بدعت نہیں ہے۔ بدعت وہ ہے کہ جو عام مسلمانوں کے عمل سے ہٹ کر ہو۔ لوگ ہمیں ہر بات پر بدعتی کہہ دیتے ہیں پہلے وہ بدعت کا معنی اور مطلب تو سمجھ لیں۔ بدعت وہ ہوتی ہے کہ جس کے کرنے سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی سنت ختم ہو جائے کوئی سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ناپید ہو جائے، بدعت کا یہ معنی خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ وہ بدعت جو گمراہی ہے اور وہ بدعت جہم میں لے جائے گی۔ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں بدعت پیدا ہو جاتی ہے اس میں سے میری سنت ختم ہو جاتی ہے۔ جس عمل سے سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھ جائے وہ بدعت ہے۔ ہم جب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو کون سی سنت اٹھ جاتی ہے اگر ہم گیارہویں شریف مناتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کون سی سنت اٹھ جاتی ہے جب ہم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کون سی سنت اٹھ جاتی ہے۔ اگر جب ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات بیان کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کون سی سنت اٹھ جاتی ہے۔ اہل سنت جو بھی اعمال کرتے ہیں ان سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی سنت اٹھتی نہیں ہے۔ جس عمل سے کوئی سنت اٹھ جائے وہ بدعت ہے لوگوں نے تو بدعت کے معنی میں بھی گڑبڑ کی ہے۔ یہ ایک معیار ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت جس عمل کو اچھا سمجھتی ہے وہ سچا عقیدہ ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اکثریت جس عمل کو اچھا سمجھے وہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھا ہے یہ عقیدہ اہل سنت ہے یہ مسلمانوں کی اکثریت کا عقیدہ ہے یہ عین وہی عقیدہ ہے جو خود

سرکارِ دو عالم صلی علیہ وسلم کا عقیدہ ہے مسلمانوں کی اکثریت کا عقیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ سے الگ نہیں ہے۔ اس میں بال برابر بھی فرق نہیں ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جس کا عقیدہ درست ہے لیکن وہ گناہ گار ہے تو کیا ایسا مسلمان سیدھا جنت میں داخل ہو گا یا پہلے دوزخ میں پھینکا جائے گا اور پھر وہاں سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ابھی محترم ڈاکٹر صاحب فرما رہے تھے کہ دونوں قسم کی احادیث ہیں کچھ میں یہ ہے کہ ایسا مسلمان سیدھا جنت میں جائے گا اور کچھ ایسی احادیث ہیں کہ جن کی رو سے تمام نیک و بد کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور پھر وہاں سے نکال کر جنت میں بھیجا جائے گا ہم ہر ایک حدیث شریف کو مانتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ حق اور سچ ہے لیکن حدیث شریف یہ بھی ہے کہ جب مومن جہنم میں جائے گا تو اس کے ایمان کی وجہ سے جہنم کی آگ اس کے لئے ٹھنڈی ہو جائے گی اور سلامتی والی ہو جائے گی۔ جس طرح سے کہ حضرت سیدنا امیرِ ایم علیہ السلام کے لئے آتشِ نمرود ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی۔ اس دنیا میں بھی واقعات ہوئے ہیں کہ ایمان والے کو آگ نے نہیں جلایا پچھلے دنوں ضلع شیخوپورہ میں کے ایک گاؤں میں شیعہ اور سنی کا مباہلہ ہوا۔ مباہلہ کا یہ مطلب ہے کہ دونوں نے شرط لگائی کہ دونوں آگ میں کود جائیں جس کا مذہب عقیدہ سچا ہے اس پر آگ اثر نہیں کرے گی اور جس کا مذہب جھوٹا ہے اس کو آگ جلا دے گی۔ شیعہ اور سنی دونوں ہی آگ میں چلے گئے اللہ تعالیٰ نے سنی کو آگ سے محفوظ رکھا اور شیعہ جل گیا۔ اس سے چند سال پہلے محمد پناہ سلطانی جو لاڑکانہ کے رہائشی تھے ان کا مناظرہ اور مقابلہ اہل حدیث سے ہو گیا کہ آیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں کہ نہیں ہیں۔

دونوں نے مہلبہ کی شرط منظور کر لی۔ دونوں آگ میں چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد پناہ سلطانی کے لئے آگ کو گل و گلزار کر دیا۔ اور جوان کے مد مقابل بد عقیدہ تھا وہ جھلس گیا۔ آج بھی اگر کوئی مومن ایمان والا اپنے عقیدہ کی سچائی کے لئے آگ میں جاتا ہے وہ آگ اس پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ جہنم کی آگ کا بھی یہی معاملہ ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن جب جہنم میں جائے گا تو آگ اس کے لئے ٹھنڈی ہو کر گل و گلزار بن جائے گی جہنم کی آگ اس کو کچھ نہیں کہے گی۔ ہم اہل سنت ہیں ہم دونوں اقسام کی احادیث کو ماننے والے ہیں جو عقیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہی عقیدہ ہمارا بھی ہے۔ مومن کو جہنم میں بھیجا جائے گا تو یہ دراصل ان کی شان و عظمت کے اظہار کے لئے بھیجا جائے گا۔ کہ مومن کی شان کیا ہے سچے عقیدہ کی شان کیا ہے۔

سرکار کا گدا ہوں میں جہنم تو بھی سن لے
وہ کیسے چلے جو کہ غلام مدنی ہو
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کیسے جل سکتا ہے۔
میں غلام مصطفیٰ ہوں میری عظمتیں نہ پوچھو
مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آگیا پینہ

ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کو سچا ماننے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات سچی ہے۔ حضرت سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسلمانوں کے بہت بڑے امام ہوئے ہیں۔ ایک روز حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے اور زبردست پینہ سے شرابور تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت

صاحب کیا بات ہے خیر تو ہے کہ آپ کو اس قدر پینہ آیا ہوا ہے فرمایا کہ ابھی ابھی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں ان سے چند مسائل میں بات ہوئی ہے انہوں نے مجھے ایسا جواب کر دیا ہے کہ مجھے پینہ آ گیا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ اس پتھر سے بنے ہوئے ستون کو کہہ دیں کہ یہ سونے کا ہے تو وہ اس کو ثابت کر دیں گے کہ یہ واقعی سونے کا ہے۔ ایک دفعہ ایک ایسا مسئلہ پیدا ہو گیا کہ ایک شوہر نے اپنی بیوی سے کہہ دیا اگر تو نے مجھ سے پہلے بات نہ کی تو تجھے طلاق ہے۔ بیوی نے کہا کہ میرے سر میں درد نہیں ہے مجھے بھی تمہارے ایسے شوہر کے پاس رہنے کا کوئی شوق نہیں ہے جب تک تم مجھ سے بات نہیں کرو گے میں بھی تم سے بات نہیں کروں گی۔ اب دونوں خاموش ہو گئے۔ لیکن اس خاموشی سے زندگی کیسے بسر ہو۔ علماء سے مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر خاوند بیوی کے بلانے سے پہلے بات کرتا ہے تو پھر کیا طلاق ہو جائے گی سب نے فتویٰ جاری کر دیا کہ طلاق ہو جائے گی حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ مسئلہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں میاں بیوی بڑے شوق سے آپس میں باتیں کریں کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم بھی تھے اور پیر صاحب بھی تھے ان کو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فتویٰ کا پتہ چلا تو بہت غصہ میں آئے اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ کیسے مسئلے بیان کر رہے ہیں اور کیسے فتوے جاری کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر رہے ہو، طلاق واقع ہو گئی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا بات ہوگئی ہے کون سا مسئلہ درپیش ہوا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ وہی مسئلہ ہے جو ایک میاں بیوی لے کر آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ نے شوہر سے کہہ دیا کہ بڑے شوق سے باتیں کرو کوئی طلاق نہیں ہوگی۔ فرمایا کہ میں نے مسئلہ ٹھیک ہی بتایا ہے غلط تو نہیں بتایا ہے۔ شوہر نے کہا ہے کہ اگر تیرے بلانے سے پہلے میں بلاؤں یا یوں کہہ لیں کہ اگر تو نے مجھے پہلے نہیں بلائے گی تو تجھے طلاق ہے اور جو بیوی نے کہہ دیا کہ مجھے تیرے پاس رہنے کا کوئی شوق نہیں ہے میں بھی تجھے نہیں بلاؤں گی تو کیا بیوی نے یہ بات شوہر کے بات کرنے سے پہلے کی ہے کہ نہیں کی ہے۔ کہنے لگے بات تو کی ہے۔ فرمایا کہ پھر خاوند کی شرط تو ختم ہوگئی بیوی نے پہلے بات کر لی ہے اب طلاق کس بات پر ہوگی۔ بات تو بیوی کر چکی ہے شرط تو وہ توڑ چکی ہے اب اس کو طلاق کس بات کی ہے۔ پھر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا دماغ آپ کی سوچ و فکر جہاں تک جاتی ہے ہماری وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ پرانے زمانے کے حکمرانوں کو زیادہ فکر اس بات کی ہوتی تھی کہ ہم نے اسلام کو کس طرح سے پہچانا ہے آج کل کے حکمرانوں کو فکر ہوتی ہے کہ کرسی کس طرح پہچانی ہے۔ جیسے کہ محترم ڈاکٹر صاحب کو فکر لگی رہتی ہے کہ ہم نے سنیت کو کس طرح سے پہچانا ہے حالانکہ یہ پیر ہیں اور پیروں کو سنیت سے کیا واسطہ ہے ان کو تو صرف نذرانوں کی فکر ہوتی ہے بس نذرانے آنے چاہئیں مرید کی جیب سے ان کا تعلق اور رشتہ رہے آج کل کے اکثر پیروں کا یہی حال ہے لیکن اس کے برعکس محترم ڈاکٹر صاحب کو یہ فکر ہے کہ ہم نے سنیت کو کس طرح سے پہچانا ہے لوگوں کو بدعتیہ دینی سے کس طرح سے پہچانا ہے ان کی طرح پرانے زمانے کے

بادشاہوں کو اسلام بچانے کی فکر رہتی تھی ان کی ساری کوشش اورنگ و دو اس بات پر صرف ہوتی تھی کہ ہم نے دین کو کس طرح سے بچانا ہے۔ وہ غیر مسلمانوں کو دعوت دیتے تھے کہ آؤ اسلام پر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو ہمیں بتاؤ ہم اس کا جواب دیتے ہیں اور مذہب اسلام سے متعلق تمہارے جو اعتراضات ہیں جو تمہارے شبہات و شکوک ہیں ہم ان کو دور کرتے ہیں۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرے تین سوال ہیں وہ غیر مسلم تھا غیر ملک کا باشندہ تھا اور سفارتی تعلقات کی بنا پر آیا تھا۔ اس لئے اس کی عزت افزائی کی گئی اور بادشاہ کے برابر کرسی پر بٹھایا گیا۔ اس کو اتار پر وٹو کول دیا گیا اس نے کہا کہ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ یہ بتائیں کہ خدا سے پہلے کیا تھا؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ خدا کس طرف ہے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ اس وقت خدا کیا کر رہا ہے۔ درباری علماء جو تھے وہ سب خاموش ہو گئے کسی کو کوئی جواب نہ آیا۔ ایک درباری نے بتایا کہ بادشاہ سلامت ان سوالوں کے جواب دینا آپ کے درباری علماء کے بس میں نہیں ہے کوفہ میں ایک نوجوان عالم دین ہیں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام ہے آپ ان کو بلائیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از خود کسی غرض سے بادشاہوں کے درباروں میں تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ بادشاہوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بادشاہ وقت نے بڑی کوشش کی کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی طرح سے ان کے دربار سے منسلک ہو جائیں لیکن سب بے سود آپ نے کوڑے کھانے منظور کر لئے۔ زہر کا پیالہ پینا منظور کی لیا لیکن بادشاہی دربار سے آپ نے کوئی تعلق نہیں جوڑا۔ اب چونکہ یہ دین اسلام سے متعلق مسئلہ تھا اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم نے سوال کیا ہے تو اس کا جواب میں نے دینا ہے۔ آپ کی

حیثیت اس وقت شاگرد کی ہے اور میری حیثیت استاد کی ہے۔ مذہب کوئی بھی ہو مسلک کوئی بھی ہو اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن درجہ کے لحاظ سے استاد اوپر ہوتا ہے اور شاگرد نیچے ہوتا ہے میں مسلمان ہوں آپ غیر مسلمان ہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے بات اس وقت استاد اور شاگرد کے درجہ کی ہے اس لئے آپ بلند جگہ پر نہیں بیٹھ سکتے اگر سوال پوچھنے ہیں تو اپنی جگہ سے نیچے آ جاؤ۔ میں اوپر بیٹھوں گا اس نے اس دلیل کو مان لیا اور خود نیچے آ گیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر تشریف فرما ہو گئے پھر پوچھا کہ ہاں اب بتاؤ تمہارا کیا سوال ہے اس نے کہا کہ میرا سوال یہ ہے کہ خدا سے پہلے کیا تھا۔ فرمایا کہ کیا تمہیں گنتی آتی ہے۔ جی ہاں آتی ہے۔ فرمایا سناؤ۔ اس نے گنتی شروع کر دی ایک دو تین چار۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ ایک سے پہلے کیا ہے کہنے لگا کہ ایک سے پہلے تو کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک سے پہلے کچھ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ تو تمام کیوں کا ایک ہے اس سے پہلے کیا ہو سکتا ہے۔ گنتی کے ایک سے پہلے کچھ نہیں ہے تو جو ہے ہی ایک، ہر لحاظ سے ایک ہے، ذات کے لحاظ سے ایک ہے۔ صفات کا اعتبار سے ایک ہے۔ اعمال کے لحاظ سے ایک ہے احکام کے لحاظ سے ایک ہے اس کا کوئی شریک ہے ہی نہیں، وہ ہر معاملہ میں ایک ہے تو اس سے پہلے۔ کیا ہو سکتا ہے۔ دوسرا سوال یہ کہ خدا کس طرف ہے آپ نے فرمایا کہ اس کمرے کے اندر ایک شمع جلائی جائے۔ جب شمع جل اٹھی تو آپ نے فرمایا کہ بتاؤ اس کی روشنی کس طرف ہے۔ کہنے لگا کہ روشنی تو ہر طرف ہے۔ فرمایا کہ یہ جو ایک کمرے کا نور ہے یہ کمرے کے ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف نور ہے تو جو زمین و آسمان کا نور ہے وہ کیوں ہر طرف نہیں ہوگا۔ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ جو زمین و آسمان کا نور ہے وہ کیوں ہر طرف نہیں ہوگا۔ تیسرا سوال کہ اللہ تعالیٰ اس وقت کیا کر رہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت کا مہو بڑے بڑے کر رہا ہے لیکن اس کا ایک چھوٹا سا کام جو اس نے ابھی کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے مجھے کرسی پر بٹھایا ہے اور آپ کو کرسی سے نیچے اتارا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک اور آدمی آیا اور کہنے لگا کہ خدا تو ہے ہی نہیں اس نے بہت لوگوں کو صرف اسی بات پر گمراہ کر دیا تھا اس سے پوچھا گیا کہ بھئی یہ زمین کیسے بن گئی۔ آسمان کس طرح سے بن گئے۔ سورج چاند ستارے کس طرح سے بن گئے وہ کہنے لگا کہ یہ تمام چیزیں از خود ہی بن گئی ہیں ان کو بنانے والا کوئی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے اس دلیل پر ہزاروں لوگوں کو گمراہ کیا ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ تنہائی میں اکیلے بات نہیں کروں گا بلکہ ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں کروں گا تاکہ سب کو علم ہو جائے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اس نے مان لیا۔ وقت اور جگہ سے متعلق طے ہو گیا کہ فلاں جگہ فلاں وقت پر مناظرہ ہوگا۔ اس کا اعلان کر دیا گیا وقت مقررہ پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے۔ جو دہریہ تھا وہ وقت مقررہ پر پہنچ گیا وہ خدا کا منکر تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دیر سے آئے۔ آپ وقت پر تشریف نہ لائے تو مد مقابل نے باتیں بنانا شروع کر دیں کہ مسلمانوں دیکھو کہ تمہارے امام کا یہ حال ہے اس کو وقت کی قدر نہیں ہے اس کو اپنے وعدے کا بھی کوئی پاس نہیں ہے۔ جو وعدہ خلائی کرے وہ امانت کے لائق نہیں ہوتا۔ اس کی ایسی باتیں سن کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو پیروکار تھے ان کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے اور جو اس دہریے کے حامی تھے ان کے چہرے کھلے ہوئے تھے وہ خوش تھے۔ لوگوں نے بہت انتظار کیا لیکن آپ تشریف نہ لائے اب یہ اعلان

ہونے ہی والا تھا کہ چونکہ ایک فریق آیا ہی نہیں ہے وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اس لئے جو فریق حاضر تھے وہ مناظرہ جیت گیا ہے۔ اس اعلان سے قبل آپ تشریف لے آئے تو اس دہرے نے کہا کہ آپ مسلمانوں کے امام ہیں آپ کو وعدے کا پاس ہی نہیں ہے اس لئے آپ امامت کے لائق تو نہیں ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے تحمل سے اس کی بات سنی اور فرمایا کہ مجھے یاد تھا میں نے ہی وقت مقرر کیا تھا، اور میں نے ہی یہ تجویز دی تھی کہ مناظرہ عوام الناس کے سامنے ہوگا لیکن ایک عجیب و غریب واقعہ میرے سامنے پیش آ گیا میں اس کو حیرت سے کھڑا دیکھتا رہا۔ اور میں اس میں اتنا مگن ہوا کہ مجھے وقت کا احساس ہوتے ہوئے بھی میں نہ آسکا۔ پوچھا کہ ایسا کون سا واقعہ آپ نے دیکھ لیا، فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک درخت جس کو کوئی کاٹنے والا موجود نہیں تھا وہ درخت از خود ہی کٹ کر گرا۔ اس کے تختے پٹانے والا کوئی نہیں تھا لیکن اس درخت کے خود بخود ہی تختے بن گئے ان تختوں کو کوئی جوڑنے والا موجود نہیں وہ از خود ہی جڑ گئے اور ان سے ایک کشتی بن گئی۔ اس کشتی کو کوئی چلانے والا نہیں تھا وہ کشتی از خود ہی چل کر دریا میں اتر گئی اس کا کوئی ملاح نہیں تھا وہ خود بخود ہی دریا میں چل پڑی۔ لوگ اس میں سوار ہوتے ہیں تو وہ ان سے کرایہ بھی خود ہی وصول کرتی ہے اور دریا پار کرا دیتی ہے اس دہرے نے کہا کہ ایک تو تم نے وعدہ خلافی کی ہے اور پھر دوسرے یہ کہ جھوٹ بھی بول رہے ہو۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ جس درخت کو کوئی کاٹنے والا نہ ہو وہ خود ہی کٹ کر نیچے گر پڑے اس کے تختے بھی بن جائیں اور ان تختوں سے از خود ہی کشتی بھی بن جائے اور وہ کشتی بغیر ملاح کے دریا میں تیرتی بھی پھرے۔ اگر بالفرض کشتی بن بھی جائے تو وہ ملاح کے بغیر چل نہیں سکتی اگر چل بھی جائے تو

وہ سیدھی اپنی منزل مقصود کی طرف نہیں جائے گی کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھٹکتی پھرے گی۔ وہ ہوا کے زیر اثر ہو جائے گی ہوا جدھر چاہے اسے لے جائے۔ وہ مناظر کہنے لگا کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ کواہ ہیں میں نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اب چونکہ میں نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس لئے بیان کر دیا ہے۔ مناظر نے پھر کہہ دیا کہ یہ جھوٹ ہے آپ نے تیسری مرتبہ پھر کہہ دیا کہ میں نے یہ واقعہ دیکھا ہے اس لئے بیان کر دیا ہے مناظر نے پھر کہا کہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ سب سے بڑے جھوٹے ہو۔ جب آپ نے اس کو اس بات پر پکا کر لیا تو پھر فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک درخت سے کشتی خود بخود دنہ بن سکے تو پھر یہ کائنات اور اس میں زمین و آسمان اور باقی ہر چیز خود بخود کیسے بن گئی۔ اس پر وہ مناظر لا جواب ہو گیا۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست اور عقل مندی تھی۔ آپ کا فہم و ادراک تھا۔ ایک دفعہ آپ کے استاد محترم بھی تشریف فرما تھے کہ کسی نے مسئلہ پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کا کیا جواب ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ موجود تھے۔ انہوں نے اپنے استاد محترم سے عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔ فرمایا کہ ہاں آپ بتادیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مسئلہ بتا دیا۔ جو بھی مسئلہ تھا اس کا حل فرما دیا۔ آپ کے استاد محترم بڑے حیران ہوئے اور فرمایا کہ تم نے یہ مسئلہ کہاں سے لیا۔ عرض کیا کہ حضور آپ نے جو مجھ سے حدیث شریف بیان فرمائی تھی اس سے ہی میں نے یہ مسئلہ لے لیا۔ آپ کے استاد محترم دنگ رہ گئے اور حیران ہو گئے اور فرمایا کہ مجھے یہ

حدیث شریف روایت کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں لیکن آج تک مجھے اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر فرمایا کہ ہم تو پٹناری لوگ ہیں ہمارا کام تو دواؤں کو جمع کرنا ہے ہمارا کام تو احادیث مبارکہ کو جمع کرنا ہے لیکن طبیب ہم لوگ ہوتے ہیں پتہ ہے کہ کون سی مرض کی کون سی دوا ہے۔ ہم احادیث کو بیان کرنے والے ہیں اور تمہیں پتہ ہے کہ یہ حدیث شریف کون کون سے مسائل کا حل بیان کرتی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فراست کی باقی تمام آنے والے کو ابھی دی ہے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ فقہ میں تمام آنے والے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال بچے ہیں اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا ادب کیا کہ جب بھی آپ ان کے مزار پر آئے تو آپ نے وہاں رفع یدین نہیں کیا حالانکہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک میں رفع یدین ہے۔ کسی نے پوچھ لیا کہ حضور یہ کیا بات ہو گئی کہ آپ نے رفع یدین نہیں کیا ہے فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے اجتہاد پر عمل کروں آج یہاں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر عمل کرنا ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں یا شاید کسی دوسرے بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے تین سوال کئے تھے ایک سوال یہ تھا کہ خدا اگر موجود ہے تو وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا۔ دوسرا سوال تھا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا ہے۔ قیامت کے روز جب اسے جہنم میں ڈالا جائے گا تو آگ آگ کے ساتھ ملے گی تو اس کا کیا بکڑے گا۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ سب کچھ خدا ہی کرتا ہے تو پھر جنت و دوزخ کس لئے بنی ہے۔ جزا اور سزا

کس بات کی ہے۔ پھر بندہ مجرم کیوں ہے۔ یہ تین سوال اس کے تھے، وہ آدمی بڑے بڑے بزرگوں کے پاس یہ سوال لے گیا کہ مجھے ان کے جواب دیں اب یہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یا کوئی اور بڑے بزرگ تھے۔ یہ مجھے یاد نہیں ہے۔ البتہ اس بزرگ نے ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھا کر زور سے اس سوال کرنے والے کے سر پر مار دیا۔ اس بزرگ کی بڑی جلالت تھی کوئی ان کے سامنے بول نہیں سکتا تھا۔ ویسے ہی بعض افراد کی ہیبت دہشت ہوتی ہے اس کے سامنے کوئی بات کرنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اس آدمی کو سخت چوٹ لگی اور سخت درد ہوئی وہ قاضی صاحب کے پاس چلا گیا اور دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے مجھے ناحق مارا ہے اگر ان کو مسئلہ کا حل نہیں آتا تھا سوالوں کے جو سب نہیں دے سکتے تھے تو پھر ان کو مجھے مارنے کا تو کوئی حق نہیں تھا۔ انہوں نے مجھے بلا وجہ مارا ہے میری داد رسی کی جائے۔ آج کل تو انصاف کا حصول بہت مشکل ہے اس وقت ہر شخص کی رسائی انصاف تک ہوتی تھی۔ اور مقدمے ساہا سال تک نہیں چلتے رہتے تھے قاضی نے ان بزرگوں کو بلا لیا۔ وہ بزرگ قاضی کی عدالت میں حاضر ہو گئے۔ قاضی صاحب نے پوچھا کہ کیا اس بندے نے آپ سے سوال پوچھے تھے۔ جی ہاں پوچھے تھے۔ پھر آپ کو اگر ان سوالات کا جواب نہیں آتا تھا تو کہہ دیتے کہ مجھے علم نہیں ہے اسے مارنے کا کیا حق تھا۔ فرمایا کہ میں نے اس کو مارا نہیں ہے بلکہ میں نے اس کو اس کے سوالوں کے جواب دیئے ہیں پوچھا کہ یہ کس طرح سے سوال کا جواب ہے۔ فرمایا کہ اس کا پہلا سوال تھا کہ اگر خدا ہے تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتا۔ آپ اس سے پوچھیں کہ میں نے جو اس کو ڈھیلا مارا ہے اس سے اس کو درد ہوئی ہے کہ نہیں اس کو تکلیف پہنچی ہے کہ نہیں اس نے کہا کہ درد تو ہوتی ہے۔

فرمایا کہ ہمیں تو آپ کی در نظر نہیں آتی۔ آپ ہمیں درد دکھادیں میں آپ کو خدا دکھا دیتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ چیز موجود ہوتی ہے لیکن نظر نہیں آتی کئی چیزیں دنیا میں ایسی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔ اللہ رب العزت موجود ہے لیکن نظر نہیں آتا۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ شیطان آگ سے بنا ہے جب آگ میں ڈالا جائے گا تو آگ پر آگ کا اثر کس طرح ہوگا۔ شیطان کا کیا بگڑے گا۔ آگ پر آگ تو اثر نہیں کرتی۔ فرمایا کہ اے بندے تو کس چیز سے بنا ہے کہا کہ مٹی سے۔ فرمایا کہ میں نے مٹی کو مٹی سے مارا ہے تو کیا فرق پڑا۔ مٹی کو مٹی سے مارا گیا ہے تو اے بندے تیرا کیا بگڑا ہے۔ اگر تیرا کچھ بگڑ گیا ہے تو پھر شیطان کا بھی بگڑ جائے گا۔ پھر تیسرا سوال یہ کہ جب خدا ہی سب کچھ کرتا ہے تو بندہ مجرم کیوں ہے۔ اللہ کے حکم کے سوا ایک پتا بھی نہیں ہوتا ہے تو خدا کے حکم کے سوا یہ مٹی کا ڈھیلا اس کو کس طرح لگ گیا ہے۔ سب کچھ خدا ہی کرتا ہے تو یہ میں نے اس کے تینوں سوالوں کا جواب دیا ہے اب مجھے آپ سزا دلوانے کے لئے کیوں عدالت میں لائے ہو۔ تم نے مجھے کیوں مجرم قرار دیا ہے مجھ پر مارنے کا الزام کیوں آیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے بڑے امام ہیں کہ جن کی جلالت علمی پر امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کشف سے دیکھا ہے کہ باقی جو تین تھمیں ہیں وہ ندی نالے کی طرح ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھم سمندر کی مانند ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ شریف گئے اور دربان سے فرمایا کہ آج رات میں بیت اللہ شریف کے اندر عبادت میں گزارنا چاہتا ہوں اس نے عرض کیا کہ حضور آج تک ہم نے کسی کو اجازت نہیں دی کہ وہ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہو کر عبادت کرے لیکن

آپ مسلمانوں کے امام ہیں اس لئے آپ کو اجازت ہے۔ آپ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہو جائیں اور رات بھر اندر رہیں۔ آپ بیت اللہ شریف کے اندر چلے گئے اور ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ صبح ہوئی تو عرض کیا کہ یا اللہ میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ اے امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم نے تجھے بھی بخش دیا اور قیامت تک کے لئے جو تیرے سلسلے میں داخل ہوگا ہم نے اسے بھی بخش دیا۔ یہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان فرمائی ہے۔ یہ روایت بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم حنفی ہیں۔ لہذا ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخشے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بشارت عطا فرمائی ہے اور ہم ان کے سلسلہ سے منسلک ہیں لہذا ہم انشاء اللہ جنت میں جائیں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت عظیم المرتبت ہستی ہیں کوئی معمولی شخصیت تو نہیں ہیں۔ ایک روز آپ نے اپنے کشف سے دیکھا کہ لوگ آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ بہت پریشان ہوئے۔ استغفار پڑھنی شروع کر دی کہ لوگ مجھے کیوں سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ کو الہام ہوا کہ اے میرے پیارے یہ تجھے سجدہ نہیں کر رہے ہیں آج ہم نے بیت اللہ شریف کو تمہاری زیارت کیلئے بھیجا تھا۔ لوگ بیت اللہ شریف کو سجدہ کر رہے تھے اور آپ نے سمجھ لیا کہ شاید تمہیں سجدہ ہو رہا ہے۔ آپ نے بعد میں اس جگہ کی نشان دہی فرمائی کہ جہاں بیت اللہ شریف آیا تھا۔ وہاں ایک کنواں ہے جس میں آب زم زم جیسا ہی پانی ہے اور وہ کنواں آج تک موجود ہے۔ اتنی بڑے روحانی شخصیت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک قبرستان میں سے میرا گزر ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی عالم دین قبرستان میں سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قبرستان سے چالیس روز کے لئے عذاب اٹھالیتا ہے۔ اب میرے اس قبرستان میں آنے کی وجہ سے عذاب اٹھایا گیا ہے کہ نہیں۔ ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ آپ کو الہام ہوا کہ ہم نے تیرے یہاں آنے کی وجہ سے قیامت تک کے لئے اس قبرستان والوں سے عذاب اٹھالیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں بہت ہی گنہگار ہوں۔ جتنی بڑی شخصیت ہو، جتنا بڑا زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب ہوا اتنا ہی زیادہ وہ اپنے آپ کو بڑا گنہگار سمجھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ میں بہت گنہگار ہوں پتہ نہیں کہ میرا کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ہم نے آپ کو بھی بخش دیا اور قیامت تک کیلئے جو آپ سلسلہ سے منسلک ہو جائے گا آپ کا براہ راست مرید ہو جائے گا یا آپ کے مرید کا مرید ہو جائے گا ہم اس کو بھی بخش دیں گے۔ الحمد للہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم حقیقی بھی ہیں اور مجہودی بھی ہیں اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مریدی لَا تَخَفْ اے میرے مرید تم ڈرو نہیں۔ اَللّٰهُ رَبِّیْ اللہ میرا رب ہے اَفْعَلْ مَا تَشَاءُ جو تمہارے حق میں آئے وہ کرو۔ وَالْاِسْمُ عَلٰی اُوْر میرا نام بہت بڑا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منسلک ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم ان سے منسلک ہیں اس لئے ہماری بخشش تو انشاء اللہ یقینی ہے اور ہمارے لئے جنت مکی ہے۔ مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لارہے تھے آپ کی طبیعت بہت سادہ تھی۔ کرتہ اور دھوتی پہنی ہوئی اور ایک

چادر کندھے پر رکھی ہوئی اور سر پر رومال باندھا ہوا تھا، بظاہر شکل و صورت سے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ ایک بہت بڑے عالم دین ہیں۔ ایک دوسرے عقیدے کا عالم دین ان سے پوچھتا ہے کہ جی کیا آپ وہاں پاکپتن شریف حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر گئے تھے۔ فرمایا کہ ہاں گیا تھا۔ پوچھا کیا جہشتی دروازہ سے گزر کر آئے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں گزر آیا ہوں۔ کہنے لگا کہ آپ تو پھر جنتی بن گئے ہیں فرمایا کہ بالکل میں جنتی ہوں۔ اس نے آپ کے جسم کو سونگھنا شروع کر دیا اور کہا کہ آپ جنتی نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا عقیدہ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم غیب نہیں ہے پھر تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں جنتی نہیں ہوں تمہیں اتنا علم غیب کہاں سے آ گیا۔ کہنے لگا کہ میں حدیث شریف کی رو سے کہہ رہا ہوں۔ پوچھا ایسی کون سی حدیث ہے کہنے لگا کہ جنتی کے کپڑوں سے خوشبو آئے گی فرمایا کہ پوری حدیث شریف پڑھو تا کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ جنتی کے کپڑوں سے خوشبو آئے گی لیکن جو جنتی ہو گا اسے خوشبو آئے گی۔ اب تمہیں چونکہ خوشبو نہیں آ رہی ہے لہذا آپ اپنا انجام خود ہی اندازہ کر لو۔ حضرت بابا فرید گنج شکر کے قدموں میں جو جہشتی دروازہ ہے اس کا بھی ایک عجیب واقعہ ہے۔ آپ کے پیرومرشد نے آپ کو بازار سے کوئی چیز لانے کے لئے بھیجا۔ آپ چیز لینے کے لئے گئے تو بہت دیر کے بعد واپس لوٹے۔ پیرومرشد نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔ عرض کیا کہ حضور میری طرف سے تو کوئی دیر نہیں ہوئی۔ وہ دکاندار کہیں گیا ہوا تھا۔ فرمایا کہ وہ کہاں چلا گیا تھا۔ عرض کیا کہ اللہ کا کوئی نیک بندہ تھا اسے الہام ہوا تھا کہ آج جو کوئی بھی ان کی زیارت کر لے گا وہ جنتی ہے تو انہوں نے سوچا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا بھلا

ہو جائے اگر کوئی میری زیارت کرنے سے جنتی بن جاتا ہے تو مجھے کیا تکلیف ہے اس لئے انہوں نے اعلان کراویا کہ آؤ میری زیارت کرو جس نے جنتی بننا ہو وہ آج میری زیارت کر لے۔ وہ دکاندار بھی ان کی زیارت کے لئے گیا ہوا تھا۔ پیر و مرشد نے فرمایا کہ کیا تمہیں جنت کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ کیوں اس بزرگ کی زیارت کرنے نہیں گئے۔ عرض کیا حضور اصل مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی مجھے آپ سے محبت ہے اور اگر آپ سے محبت کرنے کے صلہ میں مجھے جنت نہیں ملے گی تو مجھے ایسی جنت کی ضرورت نہیں ہے۔ پیر و مرشد نے جب یہ بات سنی تو وجد میں آگئے فرمایا کہ ان بزرگوں کو تو ایک دفعہ الہام ہوا ہے کہ جو تمہاری زیارت کرے وہ جنتی ہے لیکن میرے قدموں میں ایک دروازہ ہوگا۔ قیامت تک جو بندہ اس میں گزر جائے وہ جنتی بن جائے گا۔ قیامت تک لوگ اس میں گزرتے رہیں گے اور جنتی بنتے رہیں گے۔ ہمارے تمام سلاسل تو جنت والے ہی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تو انشاء اللہ بچے جنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرما دو کہ اے میرے وہ غلامو۔ غلام کئی قسم کے ہیں ایک غلام ایسے ہیں جو نیکو کار ہیں اور ایک غلام وہ ہیں جو گنہگار ہیں تو یہ اعلان ان غلاموں سے متعلق ہے کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ غلام جو گنہگار ہیں ان سے فرماؤ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (الزمر ۵۳) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تم نہ ہو جانا۔ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا (الزمر ۵۳) بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سارے

ہی گناہ بخش دے گا۔ جَمِيعًا كَافِرًا ہے۔ جس کا مطلب سارے کے سارے یہ نہیں فرمایا کہ وہ حقوق اللہ تو بخش دے گا لیکن حقوق العباد نہیں بخشے گا۔ لوگ ہمیں تو ڈراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا حق تو بخش دے گا لیکن لوگوں کے حقوق نہیں بخشے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سارے ہی بخش دے گا۔ لوگ یہ بھی ڈراتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے گناہ بخشے جائیں گے لیکن بڑے گناہ نہیں بخشے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وہ سارے ہی گناہ بخش دے گا۔ اور پھر جہنم میں تو اسے ہی داخل کیا جائے گا جس کے ذمہ کوئی گناہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ سارے ہی گناہ معاف کر دے گا تو پھر جہنم میں داخلہ کس وجہ سے ہوگا۔ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (النمر ۵۳) بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور رحمت ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں پر ہوتی ہے۔ کافروں پر ہمیشہ کے لئے رحمت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا صحیح فہم عطا فرمائے اور اس کے مطابق اپنے عقائد اور اعمال درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ مجھے ابھی ابھی ایک حدیث شریف یاد آگئی کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے۔ اے لوگو! اگر تم گناہ نہ کرو گے تو تمہیں ختم کر دوں گا اور ایسی قوم بھیجوں گا جو گناہ کرنے کے بعد توبہ کرے گی۔

خطاب حضرت علامہ محمد حبیب امجد صاحب

برہان شہد تنویر صاحب

05-06-10

مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا پیغام

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
 اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
 تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
 وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! آپ کے شہر فیصل آباد کے بہت بڑے فقیہ مفتی محمد امین
 صاحب دامت برکاتہ العالیہ ہیں بجا طور پر ان کو فقیہ عصر کہا جاتا ہے۔ یعنی آج کے دور
 کے آج کے زمانہ کے وہ بہت بڑے عالم فقیہ اور مفتی ہیں۔ آپ کی بے شمار
 تصنیفات ہیں۔ کتب ہیں کتابچے ہیں۔ لٹریچر ہے۔ پمفلٹ ہیں ان تمام کو اختصار
 سے پیش کیا جائے تو صحیح عقیدہ حاصل ہوتا ہے ایک بات وہ بار بار لکھتے ہیں اور اس پر
 پورا زور دیتے ہیں کہ ایک نوجوان بیت اللہ شریف خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے
 ہوئے وہ صرف درود شریف ہی پڑھ رہا ہے۔ موقعہ محل کے لحاظ سے مسنون دعائیں
 نہیں پڑھتا تھا۔ ہر مقام کی ایک علیحدہ دعا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 بھی موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اے نوجوان تو کیا کر رہا ہے ہر جگہ درود شریف
 پڑھ رہا ہے۔ فلاں مقام پر فلاں دعا پڑھو فلاں مقام پر فلاں دعا پڑھو جو کہ مسنون

دعائیں ہیں۔ نوجوان نے جواب دیا کہ مجھے اپنا کام کرنے دیں آپ اپنا کام کریں۔
 میرے کام میں مداخلت نہ کریں۔ میں درود شریف کی افادیت دیکھ چکا ہوں۔ آپ
 مجھے مت ٹوکو۔ میں جو کچھ بھی پڑھ رہا ہوں مجھے پڑھتے ہی رہنے دیں۔ انہوں نے
 فرمایا کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔
 نوجوان نے کہا کہ آپ اگر اپنا تعارف نہ کراتے تو میں آپ کو کبھی بھی نہ بتاتا۔ لیکن
 اب آپ سینے کہ میں ہر جگہ درود شریف ہی کیوں پڑھ رہا ہوں۔ اس نے بتایا کہ میں
 اپنے والد کے ہمراہ حج کرنے کی نیت سے آ رہا تھا۔ میرے والد صاحب راستے میں
 فوت ہو گئے اور مرتے ہی ان کا چہرہ بدل کر گدھے جیسا ہو گیا اور چہرے کی رنگت سخت
 سیاہ ہو گئی۔ میں بہت گھبرا گیا کہ اب کس طرح سے ان کو غسل، دوں کفن، دوں، کس
 سے اس کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ قبر کون کھودے گا کون اس کو دفن کرے گا۔ میں اسی
 پشیمانی کے عالم میں تھارات کافی ہو گئی تو ایک نہایت حسین و جمیل نورانی صورت والی
 ہستی آئی انہوں نے میت کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ انسانی شکل و
 صورت والا بن گیا اور نورانی ہو گیا۔ میں خوش ہو گیا کہ ایک بہت بڑی مصیبت ٹل گئی
 اب میں اس کے کفن دفن کے انتظامات کر لوں گا۔ میں نے اس ہستی سے عرض کیا کہ
 آپ کون ہیں، فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ عرض کیا کہ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد صاحب کا چہرہ کیوں تبدیل ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ
 یہ سود کھایا کرتا تھا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اتنا کرم کیوں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کو درست فرمادیا۔
 فرمایا کہ مجھ پر درود شریف اور نعت شریف بھی پڑھتا تھا۔ مفتی امین صاحب دامت

برکاتِ العالیہ نے یہ واقعہ بار بار بیان فرما کر ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جو کام آنے والی چیز ہے وہ درودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لاکھ جتن کر لو جو چاہو سو کر لو لیکن جس کی وجہ سے کرم ہوتا ہے وہ درود شریف ہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں صرف سنی عقیدہ نے ہی جانا ہے جس کی پہچان نعتِ مصطفیٰ اور درودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہی مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے بھی نچوڑ نکالا ہے کہ اگر پڑھتا ہی چاہتے ہو تو ہر وقت درود شریف ہی پڑھا کرو پھر آپ نے خود ہی سوال کیا ہے اور خود ہی جواب دیا ہے کہ آپ یہ کہیں گے کہ میں ہر دم درود شریف ہی پڑھوں اور کوئی کام نہ کروں فرمایا کہ ہاں صرف درود شریف ہی پڑھتے رہو۔ آپ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کیا کیا عبادات کرتے ہو۔ کیا کچھ پڑھتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے اوقات کے تین حصے کئے ہوئے ہیں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں ایک حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں اور ایک حصہ آرام کر لیتا ہوں۔ فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آدھے حصے وقت کے درود شریف پڑھ لیا کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ کر لو اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین چوتھائی حصہ درود شریف پڑھ لیا کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمادیا کہ درود شریف زیادہ کر لو اچھے رہو گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے معلوم ہوتا

ہے کہ میں سارا وقت صرف درود شریف ہی پڑھا کروں فرمایا کرا کر ایسا کر لو گے تو تمہارے گناہ بھی مٹ جائیں گے اور تیرے تمام کام بھی سنور جائیں گے اگر تم بھی کام سنوارنا چاہتے ہو تو مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا یہ پیغام ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے کہ اگر پڑھنا ہی ہے تو نعت مصطفیٰ اور درود شریف ہی پڑھو۔ اسی نے کام آتا ہے۔ برصغیر کے سب سے بڑے جو محدث بلکہ محدث اعظم حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نمازیں بھی پڑھی ہیں تلاوت بھی کی ہے دوسرے اعمال بھی کئے ہیں زکوٰۃ ادا کی ہے قربانیاں دی ہیں لیکن مجھے ان پر انحصار نہیں ہے۔ مجھے کوئی امید نہیں ہے کہ میرے یہ اعمال میری بخشش کا ذریعہ بن جائیں گے۔ مجھے اپنی بخشش کا بہانہ صرف وہ درود و سلام نظر آتا ہے جو میں پڑھتا ہوں۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا بھی یہی پیغام ہے کہ اگر پڑھنا ہی ہے تو پھر درود و سلام ہی پڑھا کرو۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھا کرو۔ اس سے تیرا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا اور جو کوئی بھی یہ عمل کرے گا اس کا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ یہ تمہاری بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔ پھر مفتی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ فی زمانہ بڑی تبلیغ ہے۔ بڑے طبقے ہیں بڑے فرقے ہیں کوئی بستر اٹھائے پھرتے ہیں۔ کوئی پگڑی لئے کوئی چہرے پر داڑھی سجائے اور کوئی ٹوپی پہنے پھرتے ہیں۔ کئی قسم کے رنگ ہیں اور یہ تمام یہی کہتے ہیں کہ بس صرف عمل سے ہی جنت ملتی ہے سنتوں کا اجماع کرلو۔ سنتوں کو سجالو۔ سنتوں کو اپنالو۔ اعمال کرلو۔ لیکن مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں اور ان کی یہ تاکید ہے کہ جو یہ کہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے وہ خارجی ہے منافق ہے جو یہ رٹ لگائے کہ عمل

سے جنت۔ عمل سے جنت۔ عمل سے جنت یہ منافق کی بولی ہے اور جو یہ کہے کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت ملے گی وہ مومن ہے۔ یہ مفتی صاحب برکاتہ العالیہ کی تعلیمات کا نچوڑ ہے اگر بخشش ملتی ہے تو وہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہی ممکن ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا عقیدہ رکھو اور پھر اپنی بخشش کی امید رکھو۔ سب سے زیادہ عمل کرنے والی کون سی ہستی ہے اگر اعمال پر ہی انحصار ہے اور اعمال نے ہی پار لگانا ہے تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ اعمال کس کے ہیں۔ وہ خلیل اللہ ہیں دوسرے بھی انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ہماری تو بات ہی کیا ہے لیکن کوئی نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہ ادھر نہ ادھر ہوتا ہے۔ حشر کے دن تمام انبیاء علیہم السلام بھی چپ ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے بول نہیں سکیں گے۔ رک جائیں گے وہ چل نہیں سکیں گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ان کا خطیب ہوں گا میں ان کا راہبر ہوں گا۔ وہ میرے در پر حاضر ہو کر جھولی پھیلا لیں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو آج ہماری بخشش ہوگی۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا حال ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سب سے زیادہ اعمال کرنے والے ہیں وہ بھی جھولی پھیلا کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کھڑے ہوں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات کی ہے کہ۔۔۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے نچوڑ نکال کر ہماری راہنمائی فرمادی ہے کہ اعمال کرو اور ضرور کرو۔ لیکن اعمال پر انحصار نہ کرو سنت رسول چہرے پر سجاؤ۔ بجدے کرو۔ ٹوپی پگڑی رکھو کعبہ شریف جاؤ۔ حج کرو۔ قربانی دو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ لیکن ان کو اپنی بخشش کا ذریعہ نہ سمجھو ان پر انحصار نہ کرو۔ اگر انحصار ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت پر ہے۔ مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شفاعت بھی اس کے لئے ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے۔ شفاعت اور زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نصیب ہوگی جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہوگا۔ یہ مفتی صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تعلیمات ہیں آپ کا پیغام ہے آپ کا احسان ہے۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے نعت شریف پڑھتا ہے تو وہ میری قبر اقدس میں ہوتا ہے۔ میں اسے دیکھتا بھی ہوں میں اس کو سنتا بھی ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وصال شریف کے بعد بھی ایسا ہوگا۔ فرمایا کہ ہاں وصال شریف کے بعد بھی ایسا ہوگا۔ میری امت مشرق میں ہوگی مغرب میں ہوگی لیکن جب وہ درود شریف اور نعت شریف پڑھیں گے تو وہ میری قبر اقدس میں ہوں گے میں ان کی بات سنوں گا۔ اور انشاء اللہ ان کی شفاعت بھی کروں گا۔ یہ ساری بہاریں مفتی

صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے ہمیں بتلائی ہیں لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت نہیں کر سکتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عطا نہیں کر سکتے ان کے تو اپنے پلے کچھ نہیں ہے۔ ان کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جائیں گے کہ نعوذ باللہ جہنم میں جائیں گے یہ تمام تر باتیں ہو رہی ہیں ان کا پرچار ہو رہا ہے اور اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ ہو رہی ہے لیکن مفتی صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے فرمایا کہ حشر کے دن ایسا ہوگا کہ لوگوں کو پینہ آ جائے گا۔ کسی کے منٹوں تک کسی کے گھٹنوں تک کسی کی کمر تک۔ کسی کے چھاتی تک اور کسی کے سر سے بھی اوپر نکل جائے گا۔ اتنا پینہ آئے کہ اگر اس میں کشتی یا جہاز بھی چلانا چاہیں گے تو آسانی سے چل جائیں گے اور اتنا گرم پینہ کہ کوشت گل جائے گا ہڈیاں پگھل جائیں گی۔ لوگ تنگ ہو جائیں گے آج جو انکاری ہیں یا اقراری ہیں سبھی اس روز پکاریں گے کہ کوئی شفیع ڈھونڈو۔ خیال آئے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلیں وہ ہمارے بابا جان ہیں وہ ہماری مدد کریں گے۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور شفاعت کے لئے عرض کریں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں کہ تمہاری شفاعت کر سکوں آپ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی انکاری ہو جائیں گے اور فرمائیں گے کہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی انکاری ہوں گے کہ وہ بھی آج شفاعت نہیں کر سکتے۔ کسی اور کے پاس جاؤ۔ ایک لاکھ جو بیس ہزار انبیاء علیہم السلام سے ہوتے ہوئے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے کہ شفاعت تو میں بھی نہیں کر سکتا۔ میں

اس قابل نہیں ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ آج کون شفاعت کر سکتا ہے اور وہ ہیں
 حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر
 آجائیں گے۔ شفاعت کے لئے جھولیاں پھیلا لیں گے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
 والسلام فرمائیں گے کہ انا لہم شافع بنی تمہارے لئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر بٹھا کر ان کی تعریف کریں گے اور ان کے لئے نعت پڑھیں
 گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود پر تشریف رکھتے ہوئے لوگوں کی شفاعت
 فرمائیں گے۔ اذان کے بعد پانچ وقت یہ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو مقام محمود عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود عطا کرنا ہی
 ہے آپ بھی اس میں اپنا حصہ ڈال لو۔ اور دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو مقام وسیلہ عطا فرما دے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے
 میرے لئے مقام وسیلہ کی دعا کی میں اس کے لئے شفاعت کروں گا۔ یہ مفتی محمد امین
 صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا خاص کرم ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اس بات
 کو بہت اجاگر کیا ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ جب جان نکلتی ہے تو یہ بہت ہی
 مشکل اور دردناک مرحلہ ہوتا ہے۔ جان کئی کے عالم میں اتنی درد ہوتی ہے کہ جس
 طرح سے ایک سولکواریں یکدم کسی جسم پر ماردی جائیں تو جتنی درد ہوگی۔ ایک مثال
 مفتی صاحب نے اور بھی بیان فرمائی ہے کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس
 آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ مردے زندہ کر دیتے ہیں جو حال میں مرے
 ہوتے ہیں کسی پرانے دیرنیہ مرے ہوئے کو بھی تو زندہ کر دیں۔ فرمایا کہ مجھے لے چلو
 اور جس پرانے سے پرانے مرے ہوئے بندے کی نشان دہی کرو میں اس کو بھی زندہ

کر دیتا ہوں۔ لوگ آپ کو ایک بہت بوسیدہ اور پرانی قبر پر لے گئے کہ آپ اس کو زندہ کریں۔ اس مردے کو پورے کروڑ سال گزر چکے تھے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو بھی زندہ کر دیا۔ زندہ ہونے والا حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ وہ قبر سے باہر نکلا تو بہت کانپ رہا تھا۔ پوچھا کہ اب بتاؤ کہ تمہاری جان کس طرح سے نکلی تھی۔ بتانے لگا کہ موت کی تکلیف جو مجھے پہنچی تھی آج اسے ایک کروڑ سال ہونے کو آئے ہیں لیکن وہ تکلیف بدستور قائم ہے۔ منافق بندے کی جان بھی اسی طرح سے ہی نکلتی ہے فرمایا کہ جو مومن ہوگا۔ درود شریف پڑھنے والا ہوگا اس کی جان اس طرح سے نکلتی ہے کہ جس طرح سے پھول سے خوشبو نکلتی ہے۔ لکھن سے بال نکالنے میں بھی ذرا زور تو لگتا ہے لیکن مفتی صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے جو مثال دی ہے فرمایا کہ مومن کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پھول سے اس کی خوشبو نکلتی ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری جان بھی اتنی آسانی سے نکلے تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا کرو۔

موت آئے تو میرے لب پہ مہکتا ہو درود
آخری وقت یہی ساتھ کمانی جائے
حسرتیں ناز کریں دل کا یوں ارمان نکلے
لب پہ ہو صلی علیہ میری جان نکلے

آپ بھی دعا کیا کریں کہ موت آئے تو تمہارے لبوں پہ درود شریف ہو۔
پھر تمہاری جان بھی ایسے ہی نکل جائے گی کہ جس طرح سے پھول میں سے خوشبو نکلتی ہے۔ یہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا پیغام ہے۔ آپ اس کو سنیں سمجھیں

اور اس پر عمل کریں۔ فرمایا کہ جو اصل چیز ہے وہ عقیدہ ہے عقیدے کے بغیر کوئی بات نہیں اور نہ ہی بخشش ہے عقیدہ جڑ ہے اعمال شاخیں ہیں۔ یہ پتے ہیں اور اسی سے پھول ہیں اگر عقیدہ درست ہے تو پھر اسی سے ہی یہ تمام بہاریں ہیں۔ پھول ہیں پتیاں ہیں کوئلیں ہیں اور اگر عقیدہ صحیح نہیں ہے تو پھر تمام کچھ جل سڑ جائے گا۔ مفتی صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے ایک مثال بیان کی ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ اقدس میں ایک جنگ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہیں ایک بندہ مسلمانوں کی طرف سے جنگ میں شریک ہے بڑی جنگ وجدل کر رہا ہے قتل کر رہا ہے بڑی جوانمردی کا مظاہرہ کر رہا ہے بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے اس کی بہادری اس کے جنگ و قتال کو نہ دیکھو لوگ بڑے پریشان ہیں کہ بڑا جوان مرد ہے کفار کو قتل کر رہا ہے اللہ کے دین کو بلند کر رہا ہے۔ اللہ کے لئے اپنی جان کی بازی لگا رہا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ جہنمی ہے۔ جنگ میں وہ زخمی ہو گیا اور اپنے زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اپنے پیٹ میں خود ہی خنجر مار کر خودکشی کر لی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے خودکشی کر لی ہے۔ فرمایا کہ میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ وہ جہنمی ہے۔ وہ منافق ہی تھا۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس سے اتنا اچھا کام کیوں لیا گیا۔ فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہ چاہے تو چڑیوں سے کام لے لے چاہے تو منافق سے بھی کام لے لے وہ ہر کسی سے کام لے سکتا ہے لیکن عقیدے کے بغیر وہ جنت عطا نہیں کرتا۔ اتنا بڑا کام اس سے لیا گیا کہ اس کو جنگ

میں شریک کر کے اس سے کافروں کو قتل کرایا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک عقیدہ صحیح نہ ہو منافق ہے۔ وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ جو کہتے ہیں کہ عمل سے جنت ملتی ہے وہ بتائیں کہ جہاد سے بھی افضل کون سا عمل ہے۔ جہاد افضل و اعلیٰ عمل ہے لیکن یہ عمل بھی منافق کے کام نہیں آیا۔ کیونکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق اس کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ ایک جنازہ آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہ پڑھائیں یہ بہت گنہگار ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ ایسے گنہگاروں کا بھی جنازہ پڑھائیں گے تو یہ ایک بڑی قابل اعتراض بات بن جائے گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا کوئی اور شخص بھی اس کے متعلق کو ابی دے سکتا ہے کہ یہ کیسا بندہ تھا۔ ایک شخص کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے علم میں ہے کہ فلاں جنگ میں ایک رات اس نے مجھے کہا تھا کہ آؤ ہم دونوں مل کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمے کا پہرہ دیں کہ اگر کوئی شب خون مارے یا رات کو حملہ کرے تو ہمیں تلواریں لگ جائے چوٹ آجائے۔ تیر لگ جائے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی تکلیف نہ آئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آؤ اس کا جنازہ پڑھیں پھر میں بعد میں تمہیں اس سے متعلق بتاؤں گا۔ نماز جنازہ پڑھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہو کر قسم کھاتا ہوں کہ یہ جنتی ہے اس نے مجھ پر جان دارنے کی تمنا کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے جنت عطا فرمادی ہے۔ تو جنت کس طرح سے ملی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جان ثاری کرو گے تو جنت ملے گی۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
 جس کو ہے میری لاج وہ لچال بڑا ہے
 ایک طالب علم تھا وہ راول پنڈی میں کسی درس میں تعلیم حاصل کر رہا تھا وہ
 کلٹرہ شریف حاضر ہوا۔ باؤجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا۔ آپ نے اس بچے سے
 پوچھا کہ بیٹا کہاں پڑھتے ہو۔ اس نے بتایا کہ جی میں فلاں درس میں پڑھتا ہوں۔
 فرمایا کہ اس مدرسہ کو چھوڑ دو۔ اچھے رہو گے عرض کیا کہ پھر میں کہاں داخلہ لوں۔ فرمایا
 کہ ملتان حضرت احمد سعید شاہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخل ہو جاؤ۔
 وہاں اچھے رہو گے۔ پوچھا کہ وہاں کیسے اچھا رہوں گا فرمایا کہ تمہیں خود ہی علم ہو جائے
 گا۔ وہ طالب علم سمجھ دار تھا اس کی خوش بختی کہ ملتان شریف چلا گیا۔ حضرت احمد سعید
 شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ بہت اچھا ہوا تم وہاں سے چھوڑ کر آ گئے
 پوچھا کہ حضرت صاحب میں یہاں کیسے اچھا رہوں گا۔ جو تعلیم اور جو کورس یا نصاب
 تعلیم اس درس میں تھا وہی نصاب یہاں بھی ہے وہاں بھی قرآن مجید کی تعلیم اور تفسیر
 اور یہاں بھی وہی تعلیم وہاں بھی احادیث مبارکہ کا درس اور یہاں بھی وہی کچھ ہے میں
 یہاں کس طرح سے اچھا رہوں گا۔ فرمایا کہ تمہیں خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی
 فرمائیں گے۔ رات ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بہت اچھے رہے جو یہاں آ گئے عرض کیا
 کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلٹرہ شریف والی سرکار بھی یہی کہہ رہے تھے کہ اچھے
 رہو گے۔ یہاں بھی شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھے رہو گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
 فرما رہے ہیں کہ میں یہاں اچھا رہوں گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ

وسلم فرمائیں کہ میں کس طرح سے اچھا رہا ہوں یا اچھا رہوں گا۔ فرمایا کہ تم جہاں پہلے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے وہاں میری شان میری عظمت میں نقص نکالے جاتے تھے لیکن یہاں اس مدرسہ میں میری شان بیان کی جاتی ہے اس لئے تم یہاں اچھے رہو گے۔ صبح ہوئی تو وہ طالب علم مدرسہ میں حاضر ہوا۔ حضرت احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا اب تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ تم کس طرح سے اچھے رہے ہو اب تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود تمہیں بتا دیا ہے۔ اس لئے بتانے والی بات اور سننے والی بات یہ ہے کہ جہاں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہیں پر ہی ایمان ہے۔ منافق کی نماز تم سے بہتر ہے اس کی طہارت تم سے بہتر ہے۔ تلاوت آپ سے بہتر ہے لیکن پھر منافق کیوں ہے کہ وہ کہتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت نہیں کر سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عظمت نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقام نہیں ہے۔ ہمارے ہی جیسے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے۔ منافق نے شان شفاعت نہیں مانی۔ شان عظمت نہیں مانی۔ علم غیب کا انکار کیا لیکن جو ان صفات کو مانے گا وہ مومن بن جائے گا۔ ایک آدمی کا یہ بڑا مشہور قصہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں۔ ذوی الخویصرہ تہمی نامی ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کیجئے۔ عدل کیجئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میں نے ہی عدل نہیں کرنا ہے تو پھر اور کون کرے گا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلواریں نکال لی کہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رہنے دو اس کو چھوڑ دو اس کی بڑی لمبی نسل ہوگی۔ ان کی نمازیں آپ سے بہتر

ہوں گی ان کی طہارت آپ سے بہتر ہوگی۔ ان کا طواری آپ سے بہتر ہوں گے ان کی تلاوت آپ سے بہتر ہوگی لیکن ان میں سے ایمان ایسے نکل جائے گا جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے جیسے بندوق میں سے کوئی نکل جاتی ہے۔ ان میں ایمان کی ایک رتی بھی نہیں ہوگی۔ اور آپ دیکھیں کہ لوگ فی زمانہ کیا کہہ رہے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی بدتر ہے نماز میں ان کا خیال آنے سے بہتر ہے کہ گدھے کا خیال آ جاتا۔ ان کے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے وہ کسی اختیار کے مالک نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غروب شدہ سورج کو واپس کر رہے ہیں چاند کے دو ٹکڑے کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کے پلے میں کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ کیا کوئی سورج واپس کر سکتے ہیں ہاں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے ہیں۔ دنیا کی تمام طاقتیں بھی اس کر چاند کے ٹکڑے نہیں کر سکتیں لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت مبارکہ کا ایک اشارہ ہی یہ کام کر سکتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کھائی ان کی ذبح کی ہوئی بکری جو پکائی جا چکی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی بوٹیاں کھالی تھیں اس کی ہڈیوں کو اکٹھا کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم فرمایا کہ اے بکری کھڑی ہو جا تو وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بیٹوں کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ فرمایا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ منافق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص ہی نظر آتے ہیں حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی نقص نہیں ہے لیکن منافق کو پھر بھی نقص ہی نظر آتے ہیں یہ حضرت

مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی بات میں نے کی ہے اب محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنیں۔ پہلے ذرا مفتی صاحب کی ہی ایک بات سن لیں۔ لوگ اس زمانہ میں ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ نماز ہی تو پڑھنی ہے جس مسجد میں چاہو نماز پڑھ لو۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جہاں دل چاہے اس کو ادا کر لو۔ ہر مسجد میں وہی قرآن ہے جو پڑھا جاتا ہے۔ ہر جگہ نماز باجماعت ادا ہو رہی ہے۔ مساجد ایک جیسی ہیں وہی ممبر وہی محراب وہی مینار ہر طرح سے ایک ہی ڈیزائن میں ایک ہی طرز میں ہیں صفوف یکجہی ہوئی ہیں قبلہ رخ نماز ادا ہو رہی ہے پھر اس میں کیا فرق ہے۔ یہ نماز یہاں نہ پڑھو وہاں نہ پڑھو۔ نماز میں رکوع جو دشہد بھی ایک ہی طرح سے ادا ہوتے ہیں پھر یہ تفرقے بازی اور تفاوت پیدا کرنے والی کون سی بات ہے مفتی صاحب نے فرمایا کہ اس سے بڑا فراڈ دنیا بھر میں نہیں ہے۔ سب سے بڑا فراڈ سب سے بڑا دھوکہ یہ ہے کہ سب فرقے برابر ہیں۔ تمام جنتی ہیں۔ فرمایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے بہتر جنہی ہوں گے ان کے پاس کلمہ شریف بھی ہوگا۔ نماز بھی ہوگی روزے، حج زکوٰۃ قربانی بھی ہوگی۔ تفسیر بھی ہوگی جہاد اور شہادت بھی ہوگی۔ لیکن وہ ان تمام اعمال کے باوجود منافق ہوں گے۔ وہ جہنمی ہوں گے۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنتی فرقہ کا کیا نام ہوگا۔ فرمایا اہل سنت و جماعت۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نشانی کیا ہوگی فرمایا کہ اس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اب یہ ذرا غور کرو کہ ایک بہت نمایاں نشانی جو صرف ایک فرقے میں ہے اور باقی کسی فرقے میں نہیں

ہے۔ ٹوپی، واڑھی، مصلیٰ، تلاوت، نماز، امامت ہر مسجد میں ہے لیکن ایک چیز ایسی ہے جو صرف ایک فرقہ میں ہے باقی سب اس سے خالی نظر آتے ہیں وہ صرف نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ درود شریف بھی وہ پڑھ لیتے ہیں لیکن نعت شریف وہ نہیں پڑھتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ممبر شریف پر بٹھایا اور خود نیچے فرش پر قشرف فرما ہوئے اور نعت شریف سنی۔ یہ نشانی ہے جو اہل سنت و جماعت کو باقی تمام فرقوں سے الگ کرتی ہے۔ یہ اس حق پر ہونے والے فرقے کی نشانی ہے جسے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے یہ اہل سنت و جماعت ہیں اس کی نشانی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر موقع مل جائے تو کسی اہل حدیث کی مسجد میں جا کر نعت شریف پڑھو تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ فرقہ کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا ہے۔ ہماری گلی کا ایک چوکیدار ہوا کرتا تھا۔ وہ نعت خوان تھا۔ نعت پڑھا کرتا تھا ہماری محفل میں بھی آیا کرتا تھا۔ اسے نعت شریف پڑھنے کا بڑا شوق پیدا ہوا وہ اس قرعی مسجد میں چلا گیا وہاں نعت شریف پڑھنے لگا تو اس مسجد والوں نے اسے دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ وہ یہاں میرے پاس آیا کہنے لگا کہ انہوں نے مجھے مارا ہے اور مجھے اس مارکی وجہ سے درد ہو رہی ہے یہ ان کی نشانی ہے کہ ان کی مسجد میں نعت شریف پڑھنے والے کی پٹائی ہو جاتی ہے۔ حشر کے دن آخری پروگرام کیا ہوتا ہے وہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دن ایسی نعت شریف پڑھیں گے جو اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق ہوگی۔ پھر حکم ہوگا کہ اب کھڑے ہو کر صلوٰۃ والسلام پڑھو کچھ لوگوں کی ناگوں میں کیل لگ جائیں گے وہ کھڑے ہی نہیں ہو سکیں گے۔ جو کھڑے ہو کر سلام پڑھ

رہے ہوں گے ان پر نور کی بارش ہو رہی ہوگی۔ وہ جو بیٹھے رہیں گے وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمیں بھی اٹھنے کی توفیق اور ہمت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ توفیق صرف ان کو ملتی ہے جو دنیا میں کھڑے ہو کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا کرتے تھے یہ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تعلیمات ہیں۔ مجھے صحیح طور سے بیان کرنے اور تمہیں صحیح طریقے سے سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ یہ بتائیں کہ جو کچھ میں نے عرض کی ہے کیا یہ باتیں تمہیں اچھی لگی ہیں اگر اچھی لگی ہیں تو ہاتھ کھڑے کریں (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں)۔ اب وہ ہاتھ کھڑے کریں جن کو یہ باتیں اچھی معلوم نہیں ہوئیں (کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہوتا) یہ سوال میں نے اپنی ذات سے متعلقہ نہیں کیا ہے کہ میں نے بہت اچھی تقریر کی ہے۔ بلکہ یہ میں نے حضرت محدث اعظم علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق پوچھا ہے فرمایا کہ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کی جائے وہ بندے کو اچھی لگے اس کے دل کو بھاجائے اس کا دل کھل جائے تو وہ مومن ہے آپ نے ہاتھ کھڑے کر کے اپنے مومن ہونے کی تصدیق کی ہے اپنے ایمان کی نشانی بتائی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس عقیدے پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَتَوْفَّقَنَا مَعَ الْآبِرَارِ۔ (آل عمران 193) ”اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔“ اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ تَوَفَّقْنِي مُسْلِمًا وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ (یوسف 101) ”مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔“ یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے موت دے تو صالحین کے ساتھ دے اس دعا کے

کرنے سے کیا ملے گا۔ ایک ولیہ عورت فوت ہوگئی۔ اس کے جنازے میں ایک کفن چور بھی شامل ہوا اس نے دیکھا کہ بڑا قیمتی کفن ہے۔ رات کو اس نے اس ولیہ کی قبر کو ایک طرف سے کھولا اور کفن چوری کرنے کے لئے ہاتھ اندر ڈالا۔ تاکہ کفن کو کھینچ لے۔ اس ولیہ نے ہاتھ پکڑ لیا۔ یہ بات بھی حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب میں لکھی ہے اور میں اس لئے اس کو بیان کر رہا ہوں کہ مفتی صاحب کی بات بڑی ثقہ بند ہوتی ہے اور مجھے جو ان کی بات میں جاتی ہے تو یہ میرے بیان کے سچ ہونے کی دلیل بن جاتی ہے۔ مجھے اپنی بات کی تصدیق میں جاتی ہے تو میں کہہ رہا تھا کہ اس ولیہ نے کفن چور کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہنے لگی کہ یہ کیا بات ہوئی کہ ایک جنتی مرد جنتی عورت کا کفن اتار رہا ہے۔ چور نے کہا کہ اے بی بی پہلے تو مجھے یہ حیرانی ہے کہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں جنتی کس طرح سے ہو گیا ہوں میں تو کفن چور ہوں کئی سالوں سے کفن چوری کر رہا ہوں۔ مردوں کو بنگا کر رہا ہوں۔ لیکن آپ تو ہو سکتا ہے جتن ہوں گی۔ اس عورت نے کہا کہ کیا تم نے حدیث شریف نہیں سنی کہ جو کوئی کسی بخشے ہوئے کی نماز جنازہ میں شامل ہو جائے وہ بھی بخش دیا جاتا ہے اس لئے کہتے ہیں کہ تَوَفَّيْنِي مَعَ الْاَبْرَارِ فَاَنْتَ تَوَكَّلْ لَوْ كُنَّ کے ساتھ شامل ہو جائے گا تو تیرا بیڑہ بھی پار ہو جائے گا۔ گندم میں جب جو شامل ہو جائے تو اس کی قیمت بھی گندم کے برابر ہو جاتی ہے۔ حالانکہ گندم بہت مہنگی ہوتی ہے اور اس کے مقابلہ میں جو کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ دودھ کا نرخ زیادہ ہے اور اگر اس میں پانی مل جائے تو اس پانی کی قیمت بھی دودھ کی قیمت کے برابر ہو جاتی ہے اگر دودھ چالیس روپے مل رہا ہے تو اس میں شامل پانی بھی چالیس روپے کل مل رہا ہے اور

لوگ خرید رہے ہیں اصل قدر و قیمت دودھ کی ہے اور پانی جب اس میں مل جاتا ہے تو پانی کی بھی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے پانی بھی چالیس روپے کلو تک رہا ہے۔ اسی طرح سے جب ہم نیک لوگوں کے ساتھ مل جائیں گے تو ہم بھی نیک ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو مدینہ منورہ میں فوت ہو تو پھر تم بھی جنتی ہو جاؤ گے کیونکہ اہل اہل بیت کو بتانے والی اہل بیتی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں موجود ہیں۔ جب ان کے قدموں میں مریں گے تو جنتی ہو جائیں گے یہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا پیغام ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعمال ضرور کرو۔ اعمال کی معافی نہیں ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے آپ کو اعمال صالحہ سے سجاؤ لیکن ان کا سہارا نہ لو۔ بخشش اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ہونی ہے۔ یا اللہ تیری رحمت اور فضل کون ہیں فرمایا کہ میرا فضل اور میری رحمت میرا حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر بخشش لینا چاہتے ہو تو وہ اس طرح سے ملے گی۔ اگر نہیں تو خواہ ٹوپی پہن لو۔ خواہ پگڑیاں باندھ لو۔ خواہ سبز رنگ کی ہوں خواہ سواری رنگ کی ہوں کہ کبھی رنگ کی ہوں۔ خواہ بستر اٹھائے پھر خواہ ماتم کر لو جو کچھ چاہو کر لو لیکن بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بخشش صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے ظلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

مفتی صاحب کا یہ پیغام ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی

یہی پیغام ہے اور میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی فرمان ہے۔ پھر یہی ہے کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

ایک شخص کسی دیوبندی مدرسہ میں گیا اور پوچھا کہ جب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیا جائے تو اس پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا جائز ہے کہ نہیں۔ انہوں نے کہا تو بہ کرو کوئی اس عمل کی بنیاد نہیں کوئی اس کا ثبوت نہیں یہ سب بدعت ہے۔ وہ شخص پھر مفتی صاحب کے پاس حاضر ہوا اور ان سے بھی یہی سوال کیا تو مفتی صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اس عمل کے ثبوت اور جواز میں کئی احادیث مبارکہ بیان فرمائیں اور فرمایا کہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب لیا جائے یا سنا جائے تو اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کی بہت فضیلت ہے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ اس کو حضرت آدم علیہ السلام نے شروع فرمایا اور پھر ان سے ہوتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نام پر انگوٹھے چوم رہا ہے جو کوئی یہ عمل کرے گا وہ جنتی ہو جائے گا اور جو کوئی یہ عمل نہیں کرتا وہ کسی طرح سے عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ یہ عمل مستحب ہے۔ نہ فرض ہے نہ واجب ہے پھر جو کوئی یہ عمل نہ کرے تو اس کا یہ کفر کس طرح سے شمار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کسی بزرگ نے یہاں تک کہہ دیا کہ جو کوئی انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر نہیں لگاتا وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ بتو یہ فرض ہے نہ ہی واجب ہے البتہ مستحب ضرور ہے تو پھر اس پر کفر

کس طرح سے لازم آ جاتا ہے۔ مفتی صاحب خود کسی بزرگ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہ پوچھا کہ انگھوٹھے نہ چومنا کفر کس طرح سے ہے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ وہ بندہ اس لئے کافر ہو جاتا ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر جل جاتا ہے سڑ جاتا ہے کڑھتا ہے جب کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر جلتا ہے تو اس پر کفر لازم آتا ہے یہ مفتی صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تعلیمات کا نچوڑ ہے اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب درود شریف پڑھتا ہو تو اس کی تعداد مقرر کر لو۔ ہزار بار، دو ہزار بار، تین ہزار بار، چار ہزار بار آپ جتنا مقرر کر لیں گے وہ پورا پڑھا بھی جائے گا اگر آپ تعداد مقرر کئے بغیر پڑھیں گے تو پھر نہیں پڑھا جائے گا اس میں کوتاہی ہو جائے گی۔ اس میں ناغہ ہو جائے گا۔ ایک آدمی گیارہ سال سے نیویارک میں ٹیکسی ڈرائیور تھا۔ یہ اس کا پیشہ تھا اس نے مفتی صاحب کو فون کیا تو آپ نے اس کو فرمایا کہ تم داڑھی رکھ لو اپنے چہرے پر سنت رسول سجالو اچھے رہو گے وہ آدمی کہتا ہے کہ جونہی میں نے داڑھی رکھی تو مجھے اتنا حیا آیا شرم آئی کہ میں اس ماحول کو چھوڑ کر پاکستان آ گیا۔ وہ معاشرہ مجھے اتنا غلط نظر آنے لگا کہ مجھے خود ہی شرم آنے لگی داڑھی رکھنے سے مجھے یہ چیز عطا ہوئی۔ مفتی صاحب کے حکم سے میں نے داڑھی رکھی تو میں متقی اور پرہیزگار بن گیا۔ اب وہ ان کی مسجد میں ہی رہتا ہے۔ یہ ان کے ارشاد پر عمل کرنے کا صلہ ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ

12-11-2009

بیت اللہ شریف

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

میرے نہایت ہی واجب التحريم قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب اور من جملہ
احباب کرام۔ میں نے سورت آل عمران سے ایک آیت مقدسہ کی تلاوت کی ہے اور
ایک حدیث شریف جو میں ابھی پڑھ کر آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آیات قرآنی اور احادیث
نبوی کی برکات سے ہماری محفل کو شرف قبولیت بخشے اور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی عمر میں
علم میں عمل میں ہر طرح خیر و برکت عطا فرمائے۔ صاحب خانہ کی تمام نیک اور جائز
حاجات پوری فرمائے۔ حاضرین محفل میں جن کے دلوں میں کوئی حاجات ہیں
مناجات ہیں اللہ تعالیٰ وہ بھی قبول اور مشکور فرمائے آمین۔

حضرات گرامی! آیت مقدسہ کے جو چند الفاظ تلاوت کئے ہیں کہ
قِسْمِ اَيْتِ بَيْتِ اَلْاٰمِرَانِ (۹۷) اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ اس میں واضح
نشانیاں ہیں آیات جمع ہے آیت کی اور آیت کے معنی ہوتے ہیں نشانی۔ اَيْتِ بَيْتِ
اس میں اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں ہیں۔ یہ نشانیاں کس میں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر
میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں۔ پھر فرمایا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اَمِنًا۔

(آل عمران ۹۷) ”اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس کا حج کرنا ہے۔“ لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے۔ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (آل عمران ۹۷) ”جو اس تک چل سکے“ جو اس کے راستے کی طاقت رکھے۔ یہ اس آیت مبارکہ کے چند الفاظ ہیں اور ان کا ترجمہ ہے۔ اور سرور کون و مکان آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنَ السَّرْيَاضِ الْجَنَّةِ فرمایا کہ میرے گھر سے لے کر میرے منبر تک جتنی جگہ ہے یہ جنت کا باغ ہے۔ یہ جنت کا حصہ ہے۔ یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے حکم فرمایا ہے کہ کیا ہم جنتی ہیں کہ نہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو یہاں آجائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنتی بنا دے گا۔ اگر دنیا میں کوئی اعمال صالحہ نہیں کر سکا۔ لیکن مدینہ طیبہ میں حاضری دے دی تو وہ جنتی ہو گیا۔ جو ریاض البحت میں داخل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرما دے گا۔ جو آیت مقدسہ میں نے تلاوت کی ہے اس کے تحت چند ملفوظات عرض کرتا ہوں وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ کی اس میں نشانیاں ہیں۔ یہ خانہ کعبہ شریف سے متعلق فرمایا۔ اس میں کون کون سی نشانیاں ہیں۔ سب سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کا طواف کیا ہے۔ کوئی نبی علیہ السلام ایسا نہیں ہوا کہ جس نے بیت اللہ شریف کا طواف نہ کیا ہو۔ مطاف شریف میں حاضر ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں اور اب بھی دونی علیہ السلام اپنے جسم اور اپنی روح کے ساتھ ہر سال حج کے موقعہ پر تشریف لاتے ہیں اور طواف خانہ کعبہ کرتے ہیں ان میں ایک حضرت

ایسا علیہ السلام ہیں اور دوسرے حضرت خضر علیہ السلام ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی سے متعلق فرمایا کہ یہ وہ پتھر ہے کہ جو جنتی ہے اس پتھر کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس لگے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پتھر کو اپنے دست مبارک سے چھوا ہے۔ جس طرح سے کہ حجر اسود سے متعلق فرمایا کہ یہ ایک جنتی پتھر ہے اسی طرح سے ہی رکن یمانی سے متعلق بھی اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تک رکن یمانی کے پتھر کی رنگت میں فرق نہیں آئے گا۔ جس طرح کی رنگت میں اسے نصب کر رہا ہوں قیامت تک ایسی ہی رنگت میں رہے گا۔ حجر اسود سیاہ ہو جائے گا اس کا رنگ کالا ہو جائے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کی رنگت کیوں بدل جائے گی فرمایا کہ میرے امتی اس کا بوسہ لیتے رہیں گے تو وہ ان کے گناہوں کو چوس چوس کر کالا ہو جائے گا۔ وہ سیاہ ہو جائے گا۔ لیکن رکن یمانی کی رنگت میں فرق نہیں آئے گا۔ میں نے از خود مشاہدہ کیا ہے کہ خانہ کعبہ کے باقی تمام پتھروں سے رکن یمانی کا پتھر بالکل الگ اور منفرد نظر آتا ہے۔ قریب جا کر دیکھ لیں یا دور سے ہی اس کو دیکھ لیں۔ دن کو دیکھ لیں خواہ رات کو دیکھ لیں وہ باقی پتھروں سے علیحدہ ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت تک اس کی رنگت تبدیل نہیں ہوگی یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے جس کو اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نسبت ہے۔ رکن یمانی کے دائیں اور بائیں دونوں طرف حضرت آدم علیہ السلام کا مصلیٰ رہا ہے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام صغی اللہ

کی جائے عبادت رہی ہے۔ اس وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہاں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دعائے مانگے گا تو اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا جائے گا۔ رکن یمانی سے حجر اسود تک کی درمیانی دیوار کو دیوار مستجاب کہتے ہیں۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے کونوں سے لے کر پیچھے برآمدے تک جتنی بھی جگہ ہے وہ مستجاب ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو یہاں حاضر ہوگا اور دعائے مانگے گا تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو یہاں کھڑا کرے گا جو اس کی دعا پر آمین کہیں گے۔ اس لئے اس کو دیوار مستجاب کہتے ہیں۔ اس لئے حکم ہے کہ جب تمہارا طواف کا کوئی چکر ختم ہو رہا ہو اور آپ دیوار مستجاب کے سامنے سے گزر رہے ہو تو پھر آپ دعائے مانگو۔ رَبَّنَا اِنَّا فِي الْغَيَاةِ حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَيْنَاكَ الْغَنَاءَ النَّارِ۔ (البقرہ ۲۸۰) وَادْخِلْ جَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ اس کے علاوہ جو بھی دیگر آپ کو دعائیں یاد ہوں وہ دعائیں کیونکہ آپ اس جگہ سے گزر رہے ہیں اس جگہ آپ پہنچ چکے ہیں جہاں جو بھی دعائیں مانگی جائیں اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہاں ستر ہزار فرشتے موجود ہیں جو حاجی کی دعا پر آمین کہہ کر مہر ثبت کر رہے ہیں کہ یا اللہ یہ تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہے اس کے گناہ معاف کر دے اس کی حاجات پوری فرما دے۔ دیوار مستجاب کے آخر پر حجر اسود آتا ہے اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ حجر اسود کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیسی نسبت ہے۔ ان تمام نسبتوں میں سے صرف ایک نسبت بیان کرنا ہوں کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پتھر کا بوسہ لیا۔ اسے چوما۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا کہ

اے حجر اسود اس بات پر فخر نہ کرنا کہ تجھے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوم رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے میں تو تمہیں صرف اس لئے چوم رہا ہوں کہ تجھے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چوما ہے۔ جس پتھر کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوسہ دیا ہے اس کو چوما ہے بے شک وہ ایک پتھر ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے دنیا جہان والو تم میں سے جو کوئی بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو پورا کرے گا۔ حجر اسود کو بوسہ دے گا یا اس کا استلام کرے گا۔ اس کو ہاتھ لگا لے گا یا صرف چھڑی ہی لگا لے گا چھڑی تو آجکل وہاں نہیں ہوتی لیکن میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھڑی مبارک بھی لگائی ہے۔ فرمایا کہ اگر کوئی بوسہ نہ دے سکے صرف ہاتھ سے چھو لے یا استلام ہی کر لے۔ تو حجر اسود کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت عطا فرمائے گا۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کیا ہم جنتی ہیں کہ نہیں ہیں۔ میری عرض ہے کہ جو شخص طواف کعبہ کر کے آئے اسے اس کے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس سے دعا کراؤ اور وہ یہ عرض کر دے کہ یا اللہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو معاف کر دیتا ہے اور جنت عطا کر دیتا ہے۔ حجر اسود کے کونے سے اس کے سامنے فرش پر ایک الگ سی لکیر بنائی گئی ہے جو برآمدے تک جاتی ہے۔ رنگ دار پتھروں سے بنائی گئی ہے تاکہ واضح رہے اور یہاں سے ہی طواف کی ابتداء بھی ہوتی ہے۔ اور طواف کی انتہا بھی ہوتی ہے۔ یہ نشان کیوں باقی رکھا گیا ہے باقی سارے فرش سے اسے علیحدہ رنگ میں کیوں بنایا گیا ہے۔ اور پھر اسے یہاں مخصوص جگہ پر ہی کیوں بنایا گیا ہے کسی دوسرے کونے میں بھی رکھا جاسکتا تھا۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ضرور کونہ سے ہی

طواف کی ابتداء کی جاتی۔ کہیں سے بھی ہو سکتی تھی۔ جہاں طواف شروع ہوتا وہیں آ کر ختم ہو جاتا۔ چار کونے میں کسی بھی دوسرے کونے میں یہ نشان بنا دیتے۔ حجر اسود کے سامنے ہی اس کو کیوں بنایا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں تشریف فرماتے ہوئے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے لئے دعا مانگنے کے لئے اپنے دست مبارک بلند کر دئے اور اپنی جھولی اٹھالی اور اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا کہ میرے محبوب کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے پوچھئے کہ آج کتنا کچھ لینا چاہتے ہیں کہ اپنی جھولی اٹھا کر مانگ رہے ہیں آج میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا لینا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی مبارک اٹھا کر لینے کی نسبت سے یہ جگہ خاص بن گئی۔ ورنہ طواف کی ابتداء کسی اور جگہ سے ہو سکتی تھی۔ رکن یمانی سے کر دیتے رکن شامی سے کر دیتے باب فتح سے کر دیتے۔ باب عمرہ سے کر دیتے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جھولی اٹھالی ہے آج کیا تمنا ہے آج کیا مانگنا چاہتے ہیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں سینوں کے راز بھی جانتا ہوں لیکن یہاں اللہ تعالیٰ کیوں پوچھ رہے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ کیا مانگنا چاہتے ہیں یہ ویسی ہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ نہیں کہا کہ یا اللہ تجھے علم نہیں ہے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ بلکہ عرض کیا۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ أَهْشُبُ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِي فِيهَا

مَسَارِبُ الْاُخْرٰی (طہ ۱۸) عرض کی کہ یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ساری باتیں بتا دیں کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا مبارک سے کیا کیا کام لیتے ہیں یا یہ کہ کیا کیا کام لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ پوچھا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں یہ انداز صرف اس لئے اختیار کرتا ہوں کہ اے دنیا والو کسی دھوکہ میں نہ رہنا یہ مسئلہ خدا کا ہے اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور اس کے انبیاء علیہم السلام کا ہے تم کسی دھوکہ میں نہ رہ جانا کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم نہیں ہے جب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جھولی پھیلائی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم ہیں غلام ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج جھولی ہی پھیلا دی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جھولی اس لئے پھیلا دی ہے کہ میں اپنے رب سے آج یہ مانگنا چاہتا ہوں کہ جب قیامت کا دن ہو تو اس دن میری اُمت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سنی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرائیل پھر جاؤ اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرو کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح سے کیوں مانگتے ہو۔ سب کا حساب تو احکم الحاکمین نے لینا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں عرض کرتے ہیں کہ میری اُمت کا حساب

میرے ہاتھ میں دے دیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رو کر دعا کی کہ
یا اللہ یہ اس لئے مانگتا ہوں کہ میری اُمت کے گناہوں کا میرے سوا کسی غیر کو پتہ ہی نہ
چل سکے۔ بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کا دن ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام
موجود ہوں گے ان کے اُمتی بھی ہوں گے تو کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی کوئی خاص نشانی ہوگی کیا ان کی کوئی خاص پہچان ہو
گی کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری اُمت کی خاص
پہچان ہوگی کہ میری اُمت کے وضو والے سارے اعضاء نور سے چمک رہے ہوں
گے اس سے میری اُمت کی پہچان ہو جائے گی۔ اس نسبت سے اس تعلق سے دیکھو
کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نعلین پاک کی خاک کے طفیل جنتی بنا دیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
حجر اسود کے سامنے یوں دعا فرمائی۔ حجر اسود کے بعد پھر ملتزم شریف آتا ہے۔ ملتزم
شریف بیت اللہ شریف کے دروازے کو کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اس کے ساتھ چٹ کر دعا مانگی۔ ہاتھ بلند کر کے دیوار کے ساتھ پھیلا کر دعا مانگی۔
یہ ہماری تعلیم کے لئے ہے کہ ملتزم شریف کے ساتھ ہاتھ پھیلا کر دعا مانگو اور جو بھی کوئی
دعا مانگے گا وہ قبول ہو جائے گی۔ میں نے اس کی بھی تحقیق کی ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ دعا ہر جگہ ہی قبول ہے لیکن خصوصی طور سے ملتزم کے ساتھ ہاتھ پھیلا کر جو
دعا بھی مانگی جائے گی وہ قبول ہوگی۔ اس دروازے کے اندر ایک اور دروازہ ہے۔

اس دروازہ کی کسی کو زیارت نہیں ہوتی۔ یہ خانہ کعبہ کے اندر ہے۔ اس دروازے کے اندر پھر ایک دروازہ ہے۔ جو دائیں طرف کھلتا ہے اس دروازے کا نام باب توبہ ہے فرمایا کہ دروازہ بند ہی رہتا ہے لیکن جب یہ دروازہ کھلتا ہے تو اس کا تختہ باب ملتزم کے ساتھ آکر ملتا ہے تو پھر اس وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی بھی امتی جو کچھ بھی مانگے وہ اس کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کے اندر سجدہ کیا۔ اگر خوش قسمتی سے آپ کو بیت اللہ شریف کے اندر کی وڈیو کیسٹ مل جائے تو آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سجدہ کے نشان کو دیکھ سکتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ کا نشان آج تک موجود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشت مبارک کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے نشان ثبت کر دیئے اور فرمایا کہ قیامت تک کے لئے آتے رہو اور خلیل اللہ علیہ السلام کے ان قدموں کی زیارت کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے دعا کرنے کے لئے لگے ہیں۔ بیت اللہ شریف میں اور بھی ہزاروں پتھر تھے جن پر سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام گزرتے رہے لیکن کسی پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشان نہیں لگے۔ لیکن جس پتھر پر کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا اللہ تیرا گھر تو تیرے حکم سے میں نے بنا دیا ہے اب اس کو آباد کرنے کے لئے بڑی عظمت و شان والا رسول بھیج دے اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان لگ گئے۔ فرمایا کہ یہ بھی میں نے نشان بنا دیئے ہیں کہ اے حجاج کرام آؤ اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کی زیارت کرو میں بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں کوئی شاعر نہیں ہوں اور نہ ہی شاعری سے مجھے کوئی لگاؤ ہے اس لئے میں نے کبھی نہ شاعری کی ہے اور نہ ہی کبھی کوئی شعر کہا ہے۔ شعراء کے لکھے ہوئے کلام کو ضرور پڑھتا ہوں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے اشعار ضرور پڑھتا ہوں۔ بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھے ہوئے کچھ الفاظ میرے ذہن میں آتے رہے اور میری زبان سے نکلتے رہے تو میں نے اپنی کاپی پر پنسل سے وہی الفاظ لکھنے شروع کر دیے تو وہ الفاظ از خود ہی شعروں میں ڈھلتے گئے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اللہ کا گھر دیکھا معبود کا در دیکھا
کعبہ و صفا و مروہ ہر شام و سحر دیکھا
انوار کی بارش ہے آنکھوں سے جدھر دیکھا
رحمت کی بہاروں میں گل رنگ و ثمر دیکھا
لیک ہے ہر لب پر ہر آنکھ کو تر دیکھا
ہر سو ہے طلب تیری مسجد میں جدھر دیکھا
گردش میں ستارے ہیں مرکز میں قمر دیکھا
شاہوں کو گداؤں کو اک ساتھ ادھر دیکھا
آقا نے جسے چوما جنت کا وہ حجر دیکھا
ہم نے بھی اسے چوما جب قول عمرؓ دیکھا
میزاب کے سایے میں رحمت کا اثر دیکھا

بابائے رسل کے دو پاؤں کا اثر دیکھا
 مروہ کی سعی کرتے حاجرہؓ کا اثر دیکھا
 اعجازِ ذبح اللہ زم زم کا اثر دیکھا
 جاری ہے جو صدیوں سے وہ چشمہ تر دیکھا
 معراج کی نسبت سے ہانیؓ کا وہ گھر دیکھا
 جب کوہ صفا پہنچے ارقم کا وہ گھر دیکھا
 رحمت کا حسین منظر اللہ کا گھر دیکھا
 صد شکر خدا تیرا ہم نے یہ گھر دیکھا

میں عرض کر رہا تھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف
 میں جو سجدہ کیا تھا اس کا نشان اب تک موجود ہے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ میں کیا پڑھا
 تھا۔ کیا آپ نے ان میں سے کچھ سنا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے یہ سنا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ
 میں عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے اَللّٰهُمَّ الْغُفْرٰنَ لِلنَّبِيِّ
 اُمت کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام
 قیامت کے دن معاملہ تیری رضا کے مطابق ہوگا۔ یہ ہمارے جنتی ہونے کی کتنی بڑی
 دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب میں تمہیں راضی کروں گا جب
 آپ راضی ہو جائیں گے تو میں بھی راضی ہو جاؤں گا۔ یہ قرآن مجید میں بھی ہے۔
 وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰهُ (الحج ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا

رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام
میں تمہیں اتنا عطا کروں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض
کرتے ہیں کہ میں اس وقت راضی ہوں گا جب آپ میری امت کو بخش دیں گے۔
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

سیالکوٹ میں ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ شعر پڑھا گیا۔
وہاں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے اور وہ اس محفل کی صدارت کر
رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ شعر سنا تو آپ کی کیفیت وجدانی ہو گئی اور فرمایا کہ
جہاں آپ یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر پڑھ رہے ہو وہاں میرے بھی
دو شعر پڑھ دو۔ آپ نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ

بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

تماشہ تو دیکھو کہ جہنم کی آتش

لگائے خدا اور بجائے محمد ﷺ

ملتان کے ساتھ یہ پوری دیوار ہے۔ یہ حجر اسود سے لے کر حطیم کعبہ تک اس
کو عربی میں دیوارِ حضر کہتے ہیں۔ حضر کے معنی ہیں گارا اس دیوار کے ساتھ خانہ کعبہ
کی تعمیر کیلئے میٹرل تیار کیا گیا تھا اس لئے اس دیوار کو حضر کے نام سے بلایا گیا۔
یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں مٹی کی ”گھانی“ بنائی گئی تھی جو خانہ کعبہ کی تعمیر میں استعمال

ہوئی تھی۔ فرمایا کہ اس دیوار کے ساتھ آ کر مل جاؤ اور دعا مانگو۔ پھر جو بھی دعا مانگو گے وہ قبول ہو جائے گی۔ دیوار حضر کے بعد دیوار حطیم آتی ہے وہاں نفل ادا کئے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وہاں نماز ادا فرمائی ہے۔ نوافل ادا فرمائے ہیں۔ اسی دیوار پر میزاب رحمت ہے۔ میں نے تحقیق کی ہے اور دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ حطیم کعبہ میں حضرت سیدنا اسماعیل ذبح اللہ علیہ السلام کا مزار ہے۔ یہ عین پرنا لے کے نیچے ہے۔ اور میں نے یہ بھی تحقیق کی ہے کہ حطیم کعبہ کا رخ اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ انور عین برابر ہے۔ میزاب رحمت کے بالکل سامنے ایک ستون ہے جو مطاف شریف میں ہے اس ستون پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ فرمایا کہ جب تم طواف کرتے ہوئے اس ستون کے قریب سے گزرو تو تھوڑی دیر کے لئے رک جاؤ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا چہرہ کر لو۔ تمہاری ایک طرف میزاب رحمت ہو گا اور دوسری طرف لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا تو وہاں آپ پڑھو الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِنَا رَسُوْلَ الْوَحْدَةِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں کواہ ہو جاؤں گا کہ اس نے میرے سامنے مجھ پر درود شریف پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب حضرت علامہ محمد پناہ صاحب

برہانش بشیر احمد بٹ صاحب 09-01-10

قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا (دوم)

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
 جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! میں اوپر پروفیسر صاحب میچر ہیں شاید اور بھی کوئی تشریف
 فرما ہوں سوال امتحان، مارکنگ، پاس فیل کرنا ہمارا کام ہے۔ آئیں ذرا غور کریں قبر

کے سوال جواب دیکھیں کہ وہاں کیا ہوگا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کا گڑھا ہے ان دونوں میں سے ایک چیز ضرور بنے گی۔ قبر اپنی صورت میں قبر نہیں رہے گی یہ جنت کی باغ بن جائے گی یا پھر جہنم کا گڑھا بن جائے گی جنت کا باغ کس کے نصیب میں ہے یا گڑھا کس کے لئے بن جائے گی اس کے تین سوال ہیں ان کے جواب دینے پر یہ جنت کا باغ بھی بن سکتی ہے اور جہنم کا گڑھا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال پیشگی ہی بتائے ہیں اور ان کے جوابات بھی سکھا دیئے ہیں ہم ان کی روشنی میں ابھی سے دیکھ لیتے ہیں بلکہ سمجھ لیتے ہیں اور یاد کر لیتے ہیں کہ قبر کس طرح سے جنت کا باغ بنے گی اور کس طرح سے جہنم کا گڑھا بھی ہو سکتی ہے پہلا سوال ہوگا مَنْ رَبُّكَ تبارک و تعالیٰ کون ہے یہ سوال پاس یا فیل کرنے کے لئے نہیں ہوگا یہ بندوں کی چھانٹی کرنے کے لئے ہوگا۔ دہریئے کمیونسٹ سامراجی ہندو، سکھ یہ کہتے ہیں کہ رب کا کوئی وجود نہیں ہے۔ رب نام کی کوئی ہستی نہیں ہے یہ کائنات از خود ہی معرض وجود میں آئی ہے اس کا بنانے والا کوئی نہیں ہے مَنْ رَبُّكَ کسب کون ہے اس سوال کے جواب یہ کہیں گے کہ میرا رب کوئی نہیں تو ان کو باقی تمام مخلوق سے الگ کر دیا جائے گا۔ ان کی قبور جس رنگ میں بھی ہیں وہ جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔ اس پہلے سوال پر کہ مَنْ رَبُّكَ تبارک و تعالیٰ کون ہے اس کے جواب پر ان کی قبور جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔ آج اس دنیا میں یہ رب کے قائل نہیں ہیں یہ چینی ہیں روسی ہیں اور بھی کئی لوگ Aetheist ہیں۔ دہریئے ہیں دنیا کی آبادی میں نصف سے زائد یہ لوگ ہیں جن کی قبور جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔

دوسرا سوال ہوگا کہ مادی ٹک تیرا دین کیا ہے تیرا مذہب کون سا ہے۔ جو لوگ کوئی دین رکھتے ہیں مذہب والے ہیں وہ تین ہیں ایک مسلمان دوسرے عیسائی اور تیسرے یہودی یہ اپنے مذہب سے متعلق جواب دیں گے۔ عیسائی کہیں گے کہ ہمارا دین عیسائیت ہے تو یہ بھی الگ کر دیئے جائیں گے اور ان کی قبور بھی جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔ یہودی کہیں گے کہ میرا دین یہودیت ہے میرا مذہب یہودیت ہے تو ان کو بھی الگ کر دیا جائے گا۔ اور ان کی قبور بھی جہنم کا گڑھا بن جائیں گی کیونکہ اعلان نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ تو عیسائیت ہی کوئی مذہب ہے اور نہ ہی یہودیت۔ اللہ تعالیٰ کو جو دین پسند ہے وہ دین اسلام ہے۔ مسلمان اس دوسرے سوال کے جواب میں کہیں گے کہ میرا دین میرا مذہب اسلام ہے تو اس مذہب اسلام والوں کو ایک طرف الگ کر دیا جائے گا۔ دین اسلام اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کو ماننے والا بڑی عزت و عظمت والا ہوتا ہے۔ جو دین اسلام کو نہیں مانتے ان کی قبور تو جہنم کا گڑھا بن ہی جائیں گی لیکن ان کو اس دنیا میں رہتے ہوئے ہی جہنم ملتی شروع ہو جاتی ہے جس کی جہنم اس دنیا سے ہی شروع ہوگی پھر آگے قبر حشر تمام اس کے لئے جہنم ہی جہنم ہے اب مسلمان باقی بچیں گے تو ان کے تہتر فرتے ہیں اب ان میں سے جنتی اور جہنمی علیحدہ کئے جائیں گے ان میں کس طرح سے تفریق پیدا کی جائے گی کہ یہ پاس ہے اور یہ قیل ہے۔ یہ جنت کے باغ والے ہیں اور یہ جہنم کے گڑھے والے ہیں اس کیلئے ایک تیسرا سوال ہوگا مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو ہستی تیری قبر میں جلوہ افروز ہے۔ ان سے متعلق تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ ان سے

متعلق تو دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا ہم جو سر شام سے نعت خوانی کر رہے ہیں یہ اس امتحان کی تیاری کر رہے ہیں اس سوال کا جواب وہاں دینا پڑے گا اس کے لئے ہی ہم تیاری کر رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مرتبہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے یہ اپنی قبور کو جہنم کا گڑھا بنا رہے ہیں۔ توحید کی ایسی تعریف جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو وہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اس طرح سے بیان کرنا کہ جس سے انبیاء علیہم السلام اور خصوصی طور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہو وہ کفر ہے۔ اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ تیرا باپ چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے تو اسے کتنی تکلیف پہنچے گی اس کو کتنا دکھ ہوگا اور وہ کتنا ناراض ہوگا۔ کسی کو کہا جائے کہ تیری ماں چوہڑی ہے تو اسے اتنی تکلیف اور غصہ آئے گا کہ وہ کہنے والے کو قتل کرنے کے درپے ہو جائے گا۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ تمہارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے تو پھر آپ کیا کریں گے اور کیا کہیں گے۔ ایسا کون کہتے ہیں یہ اہل حدیث وہابی اور دیوبندی کہتے ہیں اور پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دنیا آخرت کی کھتی ہے جو یہاں بوڑھے وہی وہاں کاٹھو گے۔ یہ اہل حدیث وہابی ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے ان کو ایسا کہنے پر آخرت میں کیا ملے گا۔ اور جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرتے ہیں ان کو کیا ملے گا آج بس اتنی ہی بات کرنی ہے۔ قبر میں تین سوال ہوں گے اور ان کے جواب پر پتہ چل جائے گا کہ آدمی جنتی ہے تو وہ جنتی ہی رہے گا اور جو جہنمی

ہے وہ جہنمی ہی رہے گا پہلا اور آخری امتحان یہی قبر والا ہی ہے۔ اگر اس میں پاس ہے تو آئندہ کے لئے پاس ہے اور اگر اس میں فیل ہے تو پھر آئندہ کے لئے بھی فیل ہے۔ قبر میں اعمال سے متعلق کوئی سوال نہیں ہوگا۔ وہاں صرف عقیدے کی بات ہے وہاں پوچھا جا رہا ہے مَنْ رَبُّكَ تبارک کون ہے۔ مَا دِیْنُکَ کیا دین کیا ہے۔ مَا تَقُولُ فِی حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس ہستی کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی اور دوزخی میں تفریق کرنے والی میری ذات ہے جو کہے کہ چوہڑے چمار سے کم تر ہے تو اس کی قبر جہنم کا گڑھا بن گئی اور جو کہے گا کہ یہ وہ ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کی نعلین مبارک کے نشان والی مٹی کی بھی قسم اٹھاتا ہے تو اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ جو کچھ ہم یہاں کر رہے ہیں نعت شریف پڑھ رہے ہیں کہ ۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

انشاء اللہ قبر میں بھی ہمارے منہ سے یہی باتیں نکلیں گی تو ہماری قبور جنت کا باغ بن جائیں گی۔

تیرے جوڑیاں دے ذرے توں شالا
میں فلک دے شمس و قمر وار دیواں
میری نگاہ فلک کے شمس و قمر سے ہٹ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

جوڑے مبارک کے نیچے لگی ہوئی مٹی پر آ جاتی ہے یہ قبر کو جنت کا باغ بنانے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرح صدر سے مانتے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلمانوں کے بہتر فرقے ایسے ہیں کہ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے تو ان کی قبور جہنم کا گڑھا بن گئیں۔ وہ جو کہتے ہیں جو علی ہے جو نبی ہے اس کو تو کوئی اختیار ہی نہیں ہے یہ بھی اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا بنانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سراج المنیر ہے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ نور نہیں ہیں۔ ان کی لڑائی براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے ان کی قبور بھی جہنم کا گڑھا بن جائیں گی وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ ان سے اپنی پناہ میں رکھے یہ جن کی بولیاں ہیں اور ایسے لوگوں سے بچائے جن کی یہ تعلیمات ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے یہ بھی اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا بنانے والی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھائے۔ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف جانا حرام ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو قبر کو جہنم کا گڑھا بناتا ہے اور جس کی قبر نے جنت کا باغ بن جانا ہے اس کا کیا عقیدہ ہے آؤ ذرا ان کی طرف بھی دیکھیں۔ وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا حبیب ہے۔ اب دیکھیں حبیب کون ہوتا ہے۔ کلیم کون ہوتا ہے۔

خلیل کون ہوتا ہے۔ خود آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح فرمائی ہے۔ صفی
 نجی، کلیم اور خلیل اور ایسے ہی دوسرے انبیاء علیہم السلام وہ ہیں کہ جو اعمال اس لئے
 کرتے ہیں کہ ان سے ان کا رب راضی ہو جائے اور حبیب وہ ہے کہ جس کو اس کا
 رب خود راضی کرے۔ آپ اپنے محبوب کی تعریف کس طرح سے کریں گے کہ آپ
 اپنے محبوب کے بالوں کی تعریف کریں گے اس کی زلفوں کی تعریف کریں گے اس
 کے چہرے کے خدو خال کی تعریف کریں گے اس کی گردن کی تعریف کریں گے اس
 کی کمر کی تعریف کریں گے آپ کمر سے نیچے اعضاء کی تعریف نہیں کریں گے۔ اس
 کی ٹانگوں کی اس کے پاؤں کی تعریف نہیں کریں گے لیکن میرا رب وہ ہے جو اپنے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کے نشان کی بھی قسم اٹھاتا ہے یہ کتنی بڑی
 تعریف ہے لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ جَلُّ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد ۱-۲) ”مجھے
 اس شہر مکہ کی نہیں قسم صرف اس لئے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں رہتے
 ہیں“ کسی عاشق نے کسی محبت نے اپنے محبوب کی ایسی تعریف نہیں کی۔ جو میرا
 رب اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کر رہا ہے کسی کو یہ توفیق ہی نہیں ہوئی کہ وہ
 اپنے محبوب کے پاؤں کے نقش قدم کو دیکھے اگر یہ ہے تو یہ صرف میرے اللہ تعالیٰ کو
 ہے اور وہ ہمیں تعلیم دے رہا ہے کہ اے کلمہ کو۔ اے نمازیو۔ اے روزہ رکھنے
 والو۔ اے حج کرنے والو جب تک تم نقش پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معترف
 نہیں ہوتے اس کا اعتراف نہیں کرتے تمہاری کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے۔ نہ
 تیرا کلمہ قبول ہے نہ نماز قبول ہے نہ روزہ قبول ہے۔ نہ حج قبول ہے نہ جہاد نہ
 شہادت قبول ہے مجھے تو صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت مقصود

ہے اگر یہ تیرے دل میں نہیں ہے تو مجھے تیری کوئی پرواہ نہیں مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے تیری قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ قرآن مجید میں سنکڑوں بار نماز پڑھنے کا حکم ہے روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ تو حید کا بیان ہے پھر اس میں یہ بیان کرنے کی آخر کیا ضرورت ہے کہ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ مجھے اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے راہ گزر کی قسم۔ یہ ہمیں سبق سکھایا جا رہا ہے ہمیں تعلیم دی جا رہی ہے کہ اے لوگوں میں بے نیاز رب ہو کر یہ قسم اٹھا رہا ہوں اور اگر تم مخلوق ہو کر بھی یہ نہیں مانو گے تو مجھے تمہاری کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے اگر تیرے عمل کی قبولیت ہے تو صرف اس لئے ہے کہ تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ کلام دیکھیں فرماتے ہیں فَلَاكَ اَبِيَّ وَاُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان۔ وہ کیوں یہ کہہ رہے ہیں کیا ماں باپ سے بڑھ کر کوئی رشتہ ہے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اسے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کر رہے ہیں ذرا اس طرز کو تو دیکھیں۔

میں عربی توں دل تے جگر وار دیواں

میں اکھیاں وچھا کے تے نظر وار دیواں

میں نے ذرا اس میں ترمیم کی ہے کہ

میں عربی توں جند تے ماں تے پدر وار دیواں

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کافرا مان ہے۔ ان کا طرز کلام ہی یہی

تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ مجھے تمہارے نقش قدم کی قسم۔ تیرے راہ گزر کی قسم۔ ان قدمین شریفین کے نشان نے کیا کیا ہے آپ ذرا غور کریں اگر بیت اللہ شریف کو کوئی عزت و عظمت ملی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین سے ملی ہے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطاف میں قدم مبارک نہ لگاتے تو کسی کا طواف قبول ہی نہ ہوتا۔ اگر یثرب مدینہ بنا ہے تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کے لگنے سے بنا ہے۔ یثرب بیماری کا گھر تھا۔ الریحی تھی پیٹ کی بیماریاں تھیں۔ واری کا بخار تھا۔ یثرب کے معنی ہی بیماری کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام بیماریوں کا کیا علاج کیا۔ کہ وہاں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین لگوا دئے تو دارالامراض یثرب جو تھا وہ دار الشفاء مدینہ منورہ بن گیا۔ مدینہ منورہ دار الشفاء کس سے بنا ہے یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین سے بنا ہے۔ عرش بڑی اعلیٰ چیز ہے اس کی بہت عظمت ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج عرش کے قریب ہوئے تو خیال فرمایا کہ یہ بہت اعلیٰ مقام ہے میں اپنے نعلین مبارک اتار دوں۔ عرش رونے لگا اور عرض کی کہ یا اللہ یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنے جوڑے مبارک اتار رہے ہیں لیکن یا اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے عزت ہی تب دوں گا جب میرا حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جوڑے سمیت مجھ پر آئیں گے اور مجھے عرش سے عرش معلیٰ بنا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے ہی رکھیں

اور ان کے سمیت عرش پر آجائیں تاکہ میں عرش کو عرش معلیٰ بنا دوں۔ عرش کو عرش معلیٰ بنانے والی چیز نعلین مبارکہ ہوں تو جس کے قدموں میں یہ نعلین ہے اس کی عظمت کیا ہوگی۔ سب سے بڑے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں وہ فرشتوں کے سردار ہیں لیکن دیکھو کہ معراج کی رات وہ کیا کر رہا ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کی تلیوں پر بوسہ دے رہا ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عظمت سمجھے گا اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی اور اس کے بعد جتنے بھی مراحل ہیں وہ ان میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔ ہر مرحلہ پر جنت اس کا استقبال کرے گی اور اس کے ساتھ ساتھ رہے گی۔ پس صراط ہے میزان ہے۔ ہر جگہ پر وہ اس نظریہ اور عقیدہ کی وجہ سے کہ جس سے اس کی قبر جنت کا باغ بنی ہے وہ پاس ہوتا جائے گا اور سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حشر میں اندھیرا ہے کھائیاں ہیں کھڈے ہیں ٹھوکر ہیں گرتے ہیں لیکن یہ جس کی قبر جنت بن چکی ہے اس کے صرف ایک درود شریف کے طفیل اللہ تعالیٰ اتنی روشنی عطا فرمائے گا کہ اگر وہ روشنی پوری مخلوق میں بانٹ دی جائے تو وہ سب کو روشن کر دے گی۔ جنتی قبر والا روشنی میں چل رہا ہے اور جہنمی قبر والا اندھیرے میں ٹھوکر میں کھا رہا ہے۔ یہ قبر کو روشن اور جنتی باغ بنانے والی چیز ہے اور یہ شان مصطفیٰ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے حاصل ہوتی ہے اگر تو صرف ان کے خاک پائے کی عظمت کو دل میں سالیٹا ہے تو قبر بھی تیرے لئے روشن ہے حشر بھی تیرے لئے روشن ہے۔ پس صراط پر تمہارے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنا پر بچھا دیں گے اور تو ان کے پر مبارک سے گزر کر پس صراط کو پار کر لے گا۔ نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی شان ماننے سے قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے اور اس کے انکار سے قبر دوزخ کا گڑھا بن جاتی ہے۔ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے لیکن ایک بات اور بھی ہے کہ لوگ ایسے بھی ہیں جو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا ہی پتہ نہیں ہے کہ ان کا انجام کیا ہوگا تو شفاعت انہوں نے کیا کرنی ہے یہ ان لوگوں کی بولی ہے جن کی قبر جہنم کا گڑھا ہے یہ منافق کی بولی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کر سکتے۔ ان کو علم غیب نہیں ہے۔ ان کی کوئی عظمت نہیں ہے ہم عزت والے مدینہ شریف پہنچ کر ان بے عزتوں کو مدینہ شریف سے نکال دیں گے یہ ہمارا جوٹھا کھا کھا کر موٹے تازے ہو گئے ہیں یہ رئیس النافقین کی بولی ہے یہ لوگ اپنی قبور کو جہنم کا گڑھا بنانے والے ہیں۔ شعر پڑھا گیا ہے۔

لوگ تو حسن عمل لے کر چلے یوم حساب

سروراں ہم تو فقط تیرے سہارے ہوں

ہم میں سے زیادہ تر تو گنہگار ہیں اور کچھ نیک لوگ بھی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی شفاعت فرمائیں گے۔ سب سے زیادہ نیک اعمال کرنے والی ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہیں ان میں سے جس کا ذکر تاریخ نے محفوظ کیا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کا ہر زمانہ ریکارڈ ہے، تاریخ نے اپنے اندر سمویا ہوا ہے کہ یہ کہیں لوگوں کے ذہنوں سے مٹ نہ جائے۔ آپ نے بت توڑے ہیں تو یہ کارنامہ تاریخ میں محفوظ ہے آپ نے کورنمنٹ کے سارے بت توڑ دیئے آپ پر مقدمہ چلا فیصلہ ہوا کہ ان کو زندہ آگ میں جلا دیا

جائے۔ آگ کو اللہ تعالیٰ نے گل و گلزار بنا دیا۔ آپ کو ملک بدر کر دیا گیا اسی نوے سال کی عمر میں بیٹا پیدا ہوا تو حکم ہوا کہ اسے جنگل میں چھوڑ آؤ۔ آج جہاں آب زم زم کا کنواں ہے وہاں چھوڑ گئے ان دنوں یہ آج والی رونق اور آبادی نہیں تھی یہ جنگل بیابان تھا قرآن نے اس کو غیر ذی زرعہ فرمایا ہے نہ کوئی پانی کا نشان نہ کوئی چرند پرند تھا۔ جب بیٹا ذرا بڑا ہوا تو حکم ہوا کہ اے ابراہیم اپنی پیاری چیز کی قربانی پیش کرو آپ نے بھیڑ بکریاں ذبح کر دیں۔ پھر حکم ہوا کہ کوئی پیاری چیز قربان کرو آپ نے گائیں ذبح کر دیں۔ پھر حکم ہوا کہ کوئی پیاری چیز ذبح کرو آپ نے اونٹ ذبح کر دیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانوروں کے بڑے بڑے ریوڑ تھے۔ پھر حکم آ گیا اپنی پیاری چیز کی قربانی پیش کرو آپ نے سوچا کہ اب تو بیٹا ہی باقی رہ گیا ہے اس کو جنگل میں لے گئے۔ نیچے لٹا دیا۔ ہاتھ پاؤں باندھ دیئے آنکھوں پر پٹی باندھ لی چھری تیز کر لی اور بیٹے کے گلے پر چلا دی اگر بیٹا ذبح نہیں ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلوص میں کوئی کمی نہیں تھی یہ قربانیاں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو راضی کرنے کیلئے کی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جب آپ قربانی کریں گے تو جتنا ثواب تمہیں ملے گا اتنا ہی ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی جائے گا اور قیامت تک جاتا رہے گا۔ اب دیکھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پلے میں کتنا ثواب ہے اور کتنا ان کا اپنا عمل ہے۔ پھر ان کی دعا ہے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (۳۱)

اے ہمارے رب مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور تمام مومنوں کو بخش دے جس دن حساب کتاب پیش ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھ کر ان کی روح کو ایصالِ ثواب کرو۔ اب آپ اندازہ کر لو کہ کتنا ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نامہ اعمال میں ہے۔ حشر کے دن یہ اپنے اعمال اور ثواب والے حضرت ابراہیم علیہ السلام، میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہو کر جھولی پھیلا رہے ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں تو میری بخشش ہو گی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر فرمایا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جنت میں داخلہ کے لئے حسن عمل نہیں چاہئے۔ نہیں چاہئے۔ نہیں چاہئے۔ تو پھر کیا چاہئے صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئے۔ کوئی کہے کہ پھر میری نماز کیا ہوئی۔ روزے کہاں گئے میرے اعمال کہاں گئے۔ تین لاکھ روپے جج پر خرچہ کیا ہے وہ کہاں گیا۔ میں نے حفظ کیا۔ دو تین سال لگائے وہ میری محنت کہاں گئی۔ جہاد کیا اس کا ثواب کہاں گیا۔ یا اللہ کیا ان اعمال کا کوئی ثواب نہیں ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عمل سے جنت نہیں دینی ہے میں نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ میرا نبی رحمۃ للعالمین ہے۔ فرمایا کہ جنت میں داخلہ ان کی شفاعت سے ہوگا اور جنت میں جانے کے بعد تیرے

اعمال کام آئیں گے بر عمل کا پھل جنت میں ملے گا۔ جنت میں تیرا کیا درجہ ہوگا یہ تیرے اعمال کی بنا پر ہوگا۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت صرف ہم عام انسانوں کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی ہے۔ وہ بھی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی جنت میں جائیں گے حشر کے روز اللہ تعالیٰ اسم مختم کے ساتھ جلوہ گر ہوگا۔ جو آج کہتے پھرتے ہیں کہ صرف اللہ سے ہی مانگو وہ بھی حشر کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کریں گے وہ بھی شفاعت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ڈھونڈیں گے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اس طرف نہیں جائیں گے۔ کسی کے لئے کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام چپ ہو جائیں گے بول نہیں سکیں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں گا۔ ان کی طرف سے بات کروں گا، ان کی وکالت کروں گا۔ وہ رک جائیں گے کوئی قدم نہیں اٹھا سکیں گے اور میں ان کا راہبر ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر کیوں نہیں ہے، فرمایا کہ فخر وہ کریں جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ یہ میاں مقبول حسن صاحب کا گھر ہے ان کی اجازت کے بغیر کوئی اندر نہیں آ سکتا اگر کوئی زبردستی داخل ہوگا تو دفعہ 452 کا مجرم ہوگا جس کی سزاسات سال قید بامشقت ہے لیکن اگر اجازت سے اندر آئیں گے تو مجھے کرسی پر بٹھا دیں گے آپ خواہ نیچے دری پر ہی بیٹھ جائیں گے۔ جنت کس کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت دوزخ کی چابیاں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں۔ دنیا و جہاں کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے کریم ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چاہیاں
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا
فرمادی ہیں۔ ان کو جنت کا مالک بنا دیا ہے اور جنت کا کثرت جاری کرنے کے لئے
حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرما دیا ہے۔ یہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم ہے یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ اس کو ماننے کی توفیق عطا
فرمائے۔ اعمال ضرور کرو۔ لیکن صرف اس لئے کرو کہ ہم سے نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم راضی ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ یا اللہ کیا آپ بھی اپنے حبیب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرتے ہیں۔ فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح: ۴)
اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے تیرا ذکر تیرے لئے بلند کر دیا ہے۔ میں
اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے اس کا ذکر بلند کرتا ہوں۔
یا اللہ تو نے کائنات کیوں بنائی فرمایا کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے
بنائی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں
فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں اپنا رب
ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ حضرات اعمال ضرور کرو لیکن وہ اس شکرانے میں کرو کہ اللہ تعالیٰ
نے ایسا عظمت والا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر
دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ اور ایسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہونا دنیا
و کائنات میں سب سے بڑی نعمت ہے اور جو اس کے بعد نعمت مل سکتی ہے وہ یہ ہے
کہ بندہ اہل سنت و جماعت میں سے ہو۔ حضرت مفتی امین صاحب دامت برکاتہ
العالیہ، اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آپ نے نصیحت لکھی ہے جو

اپنی اولاد کے لئے لکھی ہے اور اس کی ایک نقل مجھے بھی بھیج دی ہے۔ یہ ان کی مہربانی ہے ان کا کرم ہے۔ نصیحت نامہ کافی طویل ہے لیکن اس میں جو نمایاں طور پر ہیں وہ یہ ہیں فرمایا کہ بیٹے مانا کہ تم حافظ ہو۔ تم نمازی ہو تم با عمل ہو شریعت کے پابند ہو لیکن اگر تم سنی عقیدہ نہیں ہو تو پھر کچھ بھی نہیں ہو۔ بڑی خوش قسمتی ہے کہ بندہ سنی ہوتے ہوئے ہی فوت ہو جائے۔ دوسری بات انہوں نے فرمائی ہے کہ اگر اپنے ساتھ کچھ لے جانا ہی چاہتے ہو تو درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی لے جاؤ اور یہ بھی نصیحت فرمائی کہ زبانی نہ پڑھنا گنتی کے بغیر نہ پڑھنا، گن کر پڑھنا تسبیح پر پڑھنا۔ کم از کم روزانہ ایک ہزار مرتبہ کی نیت کر کے پڑھنا تو پھر پڑھا جائے گا اگر دو ہزار کی نیت سے پڑھو گے تو وہ بھی پڑھا جائے گا اگر اس سے بھی زیادہ کی نیت کر کے روزانہ پڑھو گے تو وہ بھی پڑھ سکے گا اگر ایک لاکھ مرتبہ روزانہ کی نیت سے پڑھو گے تو وہ بھی پڑھ لو گے اگر ایک کڑوڑ مرتبہ روزانہ کی نیت کرو گے تو وہ بھی پڑھ لو گے۔ یہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ انسپکٹر پولیس ہیں، یہ آج اس شخص کی زیارت کر کے آئے ہیں کہ جس کے پاس بیٹھنے والے دو۔ دو ارب مرتبہ روزانہ پڑھ رہے ہیں۔ اگر آپ بھی شوق رکھتے ہیں تو اسی سستی کا پتہ مجھ سے پوچھ لیں اور اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تم بھی روزانہ دو ارب دفعہ پڑھنے والے بن جاؤ گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر میں اور جنت میں میرے قریب ترین وہ بندہ ہوگا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا۔ کسی بھی اور عمل کو اتنی پزیرائی نہیں ہے جتنی کہ درود شریف کو ہے۔ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ برصغیر میں حدیث کا علم لائے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفظ بھی کیا ہے میں نے تفسیر بھی پڑھی ہے مسجد نبوی میں

بھی رہا ہوں بیت اللہ شریف خانہ کعبہ میں بھی رہا ہوں۔ درس بھی دیئے ہیں نمازیں بھی پڑھی ہیں روزے بھی رکھے ہیں۔ حج بھی کئے ہیں قربانی زکوٰۃ سب کچھ کیا ہے لیکن مجھے میرے کسی عمل پر بھروسہ نہیں ہے لیکن میں نے جو درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا ہے اور کھڑے ہو کر جو میں نے سلام پڑھا ہے مجھے امید ہے کہ وہ میری بخشش کا بہانہ بنے گا۔ حضرت داتا گنج بخش بخویری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک پیغام ہے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم و عطا سے روحانی طور پر معراج ہوئی جب آپ بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے کہ جہاں میں پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا کہ نہیں یہ اعلیٰ مقام نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ تیرے قرب میں بیٹھا ہوا ہوں کیا یہ بھی اعلیٰ اور آخری مقام نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی اعلیٰ وارفع مقام کون سا ہے فرمایا کہ مدینہ شریف چلے جاؤ اور اس کی گلیوں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ یہ سب سے بڑی بات ہے۔ یہ بات حضرت داتا بخویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں دو جگہ پر لکھی ہے۔ اس لئے حضرات معراج اور کمال میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہے۔

کو کہ سدرہ ہے دو قدم لیکن
میری منزل تو پاؤں تیرے ہیں
اللہ تعالیٰ ان قدمین شریفین تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔
تیرے لکھوں کا دھوون ہے آب حیات
ہے جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

یہ بولی ان لوگوں کی ہے جن کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔

کون دیتا ہے دینے کو متہم چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَلْبُ الْعَالَمِ

صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے عطا کرنے کے لئے دو

دروازے نہیں کھولے ہیں کہ آپ خود بھی دے رہا ہو اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے بھی دلوں پر ہوا۔ ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔

دیتا خدا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں

دیتا ہے مگر وہ نعمتیں محمد پہ وار کے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک کا پانی

زمین پر نہیں گرنے دیتے اپنے ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں

جس کو نہیں ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ملا کر گیا کر لیتا ہے اور اپنے چہرے پر مل

لیتا ہے۔ اس وضو کے پانی میں کیا نعمت پوشیدہ ہے اس میں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم کے قدمین شریفین کی مثل ہے۔ یہ وہ مثل ہے کہ جس سے دنیا کا ہر حسن بنتا ہے۔ یہ

ادب ہے جو آپ کر لیں اللہ تعالیٰ ان میں رکھے جو باادب ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں جو

باادب ہیں اور ادب والوں کے ساتھی ہیں۔ یہ چند چیزیں ہیں جو قبر کو جنت کا باغ بناتی

ہیں اور دوسرے وہ ہیں کہ جن سے جب پوچھا جائے گا کہ اس بستی کے بارے میں تو دنیا

میں کیا کہتا تھا تو وہ کہے گا ہائے لا اذریٰ۔ لا اذریٰ میں تو ان کو نہیں جانتا میں تو

ان کو نہیں جانتا تو ان کی قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ یہ نہ جاننے والے نہ پہچاننے والے

آپ کے پاس بہت آئیں گے بس عمل کرو۔ بس عمل سے جنت یا جہنم ملے گی۔ اعمال کرنے والوں میں سرفہرست حضرت سرکا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں بڑے مجاہد ۷۷۷ کئے ہیں چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے ہر رات ایک قرآن مجید ختم کیا ہے۔ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کیا یہ اعمال آپ کو جنت میں لے جانے کے لئے کافی رہیں گے فرمایا کہ بالکل نہیں میں تو دعا کرتا ہوں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ ظَرَحْنَا
يَا حَبِيبَ اللَّهِ لِمَنْ قَالَ
اَنْتَ قِيَّ بِحَرِّ غَمَمٍ مُفَرَّقٍ
خُلَيْبِي سَهْلًا ثَقَلْنَا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کر فرمائیں گے تو میرا بیڑہ پار ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری دستگیری فرمائیں گے تو میں غم کے سمندر سے باہر نکلوں گا۔ یہ ان کی دعا ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں اور یہ سارے ادب والے ہیں اور جو نہیں جانتے سمجھتے وہ بے ادب ہیں۔ بھیرہ شریف والوں کا ایک خلیفہ صاحب ہیں یہاں موڑوے کوٹ مومن کے قریب ان کا آستانہ ہے میں نے ان سے سوال کیا کہ شاہ صاحب بخشش کے کیا بہانے ہیں فرمایا کہ اگر میں محتاجین سے جواب لے کر دوں تو کیسا رہے گا میں نے کہا کہ پھر تو کیا بات ہے۔ فرمایا کہ تبلیغی جماعت کا جو پرانا نصاب تھا اس میں ایک واقعہ لکھا ہوا تھا کہ ایک ماجھا گاما قسم کالڑ کا تھا وہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آگیا۔ لوگوں نے پڑھا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَىٰ الْكَوَاكِیْبِ وَأَصْحَابِکَ

يَا مَسِيحِي يَا حَبِيبَ الْمَلِكِ نوجوان نے نہایت بلند آواز سے یہ درود شریف پڑھا کہ درود شریف کی کونج پڑ گئی۔ وہ نوجوان فوت ہو گیا کسی صاحب نظر نے دیکھا کہ وہ جنت میں پھر رہا ہے پوچھا کہ تُو یہاں کیسے پہنچا ہے کہنے لگا کہ میں تھا تُو بہت گنہگار لیکن جو میں نے درود شریف کی کونج ڈالی تھی وہ میرے کام آگئی اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے مجھے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف کی کونج ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ جو دو چار گھنٹے نعت خوانی ہوئی ہے یہ دراصل قبر کے سوال کے جواب کی رہبر سل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ یہ سبق یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کب چھڑایا نہیں ہم کو غم سے کب مصیبت کو ڈالا نہیں ہے
کڑی دھوپ میں مصطفیٰ نے کیا سایہ کملی کا ڈالا نہیں ہے

قبر میں یہی جواب دے دے گا تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔

ہے یہ حقیقت کتنی درخشاں

نیک و بد پہ ہے رحمت یکساں

ہر اک کو میرے نبی نے

کیا جنت میں ڈالا نہیں

انبیاء علیہم السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے ہی جنت میں جائیں گے اور جو گنہگار ہیں وہ تو لازمی طور سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے سے ہی جنت میں جائیں گے ان کا تو اس کے علاوہ کوئی اور نہ سہارا ہے نہ گزارہ ہے جس کا کوئی Merit ہی نہیں ہے وہ سفارش کے بغیر تو چل ہی نہیں سکتا۔ خود چلنے والے انبیاء علیہم السلام میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے چل رہے ہیں

گنہگاروں کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنسو بہائے ہیں جدے کئے ہیں جو بھی جنت میں جائے گا وہ صرف میرے نبی پاک الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہی جائے گا۔ قادیانوں سے کیا غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں مانا تو ان کی قبر بھی جہنم کا گڑھا بن بنے گی۔ سینوں میں اور جنتیوں میں سب سے زیادہ علم والا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جب آپ فوت ہونے لگے تو وصیت فرمائی کہ جب میرا جنازہ پڑھا چکے تو مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کرنے والے ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں آپ نے جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ تالا از خود کھل گیا کنڈی کھل گئی۔ دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سو رہا ہے اور جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کو شرک کہتے ہیں ان کی قبر جہنم کا گڑھا بن رہی ہے۔ یہ فرق ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی قبور کو جنت کا باغ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بد نصیب ہیں وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کر کے جہنم میں جا رہے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وسیلہ نہ ہو۔ پھر بندہ مر جائے جہنم میں چلا جائے لیکن قرآن بھی ہے احادیث مبارکہ بھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم گناہ کر لو تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جاؤ اور معافی مانگ کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم شفاعت فرمائیں پھر جب وہ تیری شفاعت فرمائیں گے تو میں تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا اور تیری بخشش کر دوں گا۔ کیا یہ قرآن نہیں ہے یہ ان کو نظر کیوں نہیں آتا۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں آجائے اسے قرآن بھی نظر نہیں آتا۔ سورت حجرات میں ہے کہ اگر کسی کی آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہو جائے تو اس کے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور اس کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔ اگر اعمال اکارت چلے جائیں لیکن شعور ہی باقی رہ جائے تو پھر بھی کبھی ہدایت پا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اس کا شعور ہی ختم کر دیتے ہیں اسے عقل ہی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مودب خدمتگار رہنے کی توفیق عطا فرمائے آپ کی شفاعت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

جسے وسیلہ بتایا تمام نبیوں نے

اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

کیا آج کی بات چیت تمہیں اچھی لگی ہے جسے اچھی لگی ہو وہ ہاتھ کھڑا کرے (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ محدث اعظم حضرت مولانا سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے سایہ میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اچھی لگے وہ مومن ہے اس کی قبر جنت کا باغ ہے اور جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت اچھی نہ لگے اس کا دل مرجھا جائے وہ جل سڑ جائے تو وہ منافق ہے اس کی قبر جہنم کا گڑھا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانس میاں مقبول حسن صاحب 28-10-10

جے خالق نوں راضی کرنا

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
 اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
 تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
 وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! سرور نے نعت شریف پڑھی ہے کہ

جے خالق نوں راضی کرنا تے مھلاں کر سرکار دیاں
 ہر غم کولوں بچ جاویں گا گلاں کر غمخوار دیاں
 اپنے ورگا او بے علماں سمجھ نہ بیٹھیں سوہنے نوں
 سوہنا بیٹھا فرش تے دیوے خبراں عرشوں پار دیاں
 میں کوئی تے کملی نوں محل چڑھایا سائیاں نے
 نوکر رکھ لیا مالکاں مینوں میں کیڑے کم کار دی آں
 من وچہ پیار دا بونا لا لے جاناں ایہہ معمول بنا لے
 بھیج درود سلام نی تے گلاں چھڈ سنسار دیاں

فرمایا کہ جے خالق نوں راضی کرنا تے مھلاں کر سرکار دیاں۔ سوال ہے
 کہ اگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جائے تو کیا اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔
 آپ میلاد شریف منار ہے ہیں محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منار ہے ہیں تو کیا

اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو رہا ہے۔ اگر وہ راضی ہے تو آخر کتنا راضی ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ راضی ہوتے ہیں۔ ابولہب ایک کافر کہ جس کی مذمت میں قرآن مجید میں ایک پوری سورت نازل ہوئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابولہب کی خادمہ نے آکر اسے خوشخبری دی کہ آپ کے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا ہے تو ابولہب نے خوش ہو کر اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ خادمہ جو غلام تھی وہ آزاد ہو گئی۔ ابولہب نے ساری زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں گزاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تنگ کیا قرآن مجید میں اس کی مذمت آگئی کہ اس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ ”تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ۔ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ اب دھنستا ہے پیٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گتھاسر پر اٹھاتی۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رس۔ (سورت الہب ۱۵) اس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اس کا عمل بے کار جائے اس کی بیوی کو پھانسی لگ جائے۔ ابولہب فوت ہو گیا۔ قبر میں چلا گیا ان کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں ملا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ بھائی صاحب تمہارا کیا حال ہے۔ کہنے لگا کہ بہت برا حال ہے چاروں طرف آگ ہی آگ ہے۔ بری طرح سے جل رہا ہوں سخت پیاس میں مبتلا ہوں۔ لیکن بھائی صاحب جو لوگ دنیا میں ابھی زندہ ہیں ان کو میرا پیغام دے دینا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی میں جس انگلی سے میں نے اشارہ کر کے

اپنی خادمہ کو آزاد کیا تھا ہر سوموار کو اس انگلی سے شربت نکلتا ہے وہ میں پی لیتا ہوں تو میری ہفتہ بھر کی پیاس بھی بجھ جاتی ہے اور میرے عذاب میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے ابولہب نے قبر سے پیغام بھیجا ہے کہ اے لوگو اگر دنیا سے کوئی عمل لے کر آنا ہے تو وہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پروفیسر صاحب بیٹھے ہیں یہ بڑے ماہر ہیں۔ فزکس کیمسٹری جغرافیہ جانتے ہیں۔ اگر ساری دنیا کے سمندروں، دریاؤں اور تھیلوں کے پانی کو جہنم میں ڈالا جائے تو کیا جہنم بجھ جائے گی یا یہ سارا پانی بخارات بن کر اڑ جائے گا۔ جی سرکار یہ پانی بخارات بن کر اڑ جائے گا اور جہنم ٹھنڈی نہیں ہوگی۔ سورج جو اس کائنات کا ایک ستارہ ہے اس کا درجہ حرارت ڈیڑھ کڑوڑ ڈگری سنٹی گریڈ اندازہ کیا گیا ہے اور یہ زمین سے نو کڑوڑ بیس لاکھ میل دور ہے اتنی دوری سے یہ سمندر کے پانی کو آبی بخارات میں تبدیل کرتا رہتا ہے۔ جہنم کا درجہ حرارت تو اندازے سے باہر ہے۔ دنیا کا سارا پانی بھی اگر جہنم میں ڈال دیا جائے تو یہ فوراً بخارات بن کر اڑ جائے گا۔ لیکن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں جو شربت ابولہب کی انگلی سے نکلتا ہے اسے جہنم کی آگ بھی نہیں جلا سکتی۔ اس لئے خدا کے بند اگر کوئی عمل کرنا چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ اہل حدیث کا عالم ہے صدیق حسن بھوپالی اس نے ہمارے عقیدے کے خلاف بڑی باتیں کی ہیں لیکن ایک بات وہ حق کی کر گیا ہے اس نے لکھا ہے کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ منائے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی نہ کرے وہ کافر ہے ہمیں اس کا یہ فتویٰ منظور ہے قبول ہے کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی نہ کرے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں فیصل آباد میں ایک آدمی تھا اس نے مسجد بنوائی اس میں مدرسہ بھی بنایا۔ حفاظ اور قاری حضرات علما حضرات متعین بھی فرمائے۔ بچوں کو پڑھانے کا مکمل انتظام کیا مسجد میں چٹائیاں اور دریاں اور دیگر ضروریات بھی پوری کیا کرتا تھا مسجد اور مدرسہ کی بڑی خدمت کرتا تھا اس نے چند محافل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد بھی کیا۔ وہ شخص فوت ہو گیا اور اپنے بیٹے کو خواب میں ملا۔ بیٹے نے پوچھا کہ ابا جان کون سا عمل آپ کے کام آیا جس نے آپ کی مدد کی ہو۔ کہنے لگا کہ بیٹا صرف دو عمل ہی کام آئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ میں نے بیعت کر لی تھی وہ کام آگئی ہے دوسرا یہ کہ میں نے جو محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائی تھی وہ میرے کام آگئی ہے آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ یہ محفل آج اپنے گھر میں منا رہے ہیں۔ یہ محفل بھی آپ کے کام آئے گی لوگ کہیں گے کہ جی ابولہب کی بات کر کے اور ماسٹر فضل صاحب کی بات کر کے آپ نے اپنی طرف سے ہی مسئلہ بنالیا ہے کہ جی میلاد شریف بڑا اچھا ہے اور قابل قبول عمل ہے۔ آئیے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا آپ کو کتنا پسند ہے۔ اب اس سے متعلق حدیث شریف سنو کہ جب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے تو اس سے نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ اس نور کو دیکھ کر اس خوشبو کو سونگھ کر اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں اور محفل کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ بے شمار فرشتے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب سے آ جاتے ہیں اور محفل کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور جب محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے

بارگاہ عالیہ میں چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو۔ اللہ تعالیٰ عظیم ہے، خیر ہے، ہر چیز کو جاننے والا ہے، اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے، پھر بھی فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کیوں پوچھتا ہے وہ اس لئے کہ ہمیں پتہ چل جائے کہ اصل بات کیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم محمد جاوید کے گھر سے آ رہے ہیں وہاں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی تھی۔ طویل حدیث شریف ہے کہ وہ کیا مانگ رہے تھے۔ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے اور آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے محفل میں شریک ہونے والوں کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ سب ہی تو محفل کے لئے نہیں آئے تھے ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے آیا تھا ایک پیسے لینے کے لئے آ گیا تھا۔ ایک صرف روٹی کھانے کے لئے آ گیا۔ ایک سی آئی ڈی کا آ گیا تھا کہ کہیں کورنمنٹ کے خلاف تو کوئی بات نہیں ہو رہی ہے۔ یہ سب تو محفل کے لئے نہیں آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی تو محفل کے لئے آیا ہوگا اس کے ساتھ بیٹھنے والا جہنمی نہیں رہتا بلکہ جنتی بن کر محفل سے اٹھتا ہے۔ حضرات میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا پروانہ ہے اللہ تعالیٰ یہ منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر عمل کے لئے خلوص کی ضرورت ہے۔ نماز کے لئے خلوص، روزہ کے لئے خلوص قربانی کے لئے خلوص کی ضرورت ہے ان میں ریا کاری نہ ہو دھوکہ بازی نہ ہو۔ محض دکھلاوہ نہ ہو۔ خلوص نیت سے جو بھی عمل کیا جائے گا وہ قبول ہوتا ہے لیکن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عمل ہے کہ اگر کوئی کھوٹی نیت سے بھی آ جاتا ہے پھر بھی جنتی بن جاتا ہے۔ فرشتے اگرچہ عرض کرتے ہیں کہ فلاں اپنی کسی غرض سے

آیا تھا اس کا اپنا کوئی کام تھا وہ محفل کے لئے نہیں آیا تھا لیکن جب اس پر نور اور خوشبو پڑتی ہے تو اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے آپ حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیں یا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کے نام کی بھی منقبت پڑھی گئی ہے۔ سیف الملوک کے مصنف حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہر ہندے نئے میل اندر دی جاندی

جب حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیں تو باطن کی ساری میل اتر جاتی ہے اور تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیا جائے تو پھر کیا ہو جائے گا۔ آپ کہیں گے کہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پڑھ رہا ہے تو یہ گناہوں کی معافی ہو گئی یہ کس طرح سے ممکن ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ذکر صالحین پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو رحمت برسنے شروع ہو جاتی ہے اور جس جس پر اس رحمت کا قطرہ پڑ جاتا ہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے اگر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جائے تو پھر کیا ہوتا ہوگا۔ صالحین کے ذکر پر گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کریں تو بخشش ہو جاتی ہے۔ اور جب تو محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھ کر گھر جائے گا تو جو بھی راستے میں تجھے ملیں گے ان کی بخشش بھی ہو جائے گی اور گھر پہنچے گا تو تیری زیارت سے تیرے گھر والے بھی بخشے جائیں گے۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا

جے کوئی بخیا مل پوے تے توں وی بخیا جا

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے فرید تو اٹھ اور باہر جا اگر کوئی تجھے بخشا ہو ابندہ مل گیا تو اس کی زیارت سے تو بھی بخش دیا جائے گا بخشے ہوئے کی زیارت سے تیری بھی بخشش ہو جائے گی۔ حدیث شریف یہ بیان فرماتی ہے کہ جب کوئی بندہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتا ہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے کی توفیق عطا فرمائے آپ کو شوق دلانے کیلئے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیر خدا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا کیا فائدہ ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان چاروں کی بات اور فرمان بالکل ایسا ہی ہے کہ جس طرح سے میرا فرمان ہے اور اس پر عمل کرنا ایسے ہی لازم ہے کہ جس طرح سے میرے فرمان پر عمل کرنا لازم ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک درہم خرچ کرنا کويا کہ جنت میں اپنا گھر میرے گھر کے ساتھ بنوانا ہے۔ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک درہم جو کہ آج کل بائیں پچیس روپے کا ہے وہ خرچ کر دے تو اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ اگر جنت میں گھر چاہتے ہو جنت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑوسی بننا چاہتے ہو تو پھر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ آپ نے جو نعت خواناں کی حوصلہ افزائی کی ہے یہ بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنے کے ہی مترادف ہے جو لنگر تیار کیا گیا ہے یہ بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی خرچ ہوا ہے۔ یہ

جھنڈیاں لگائی ہیں، روشنیاں کی ہیں یہ بھی میلا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی خرچ ہوا ہے۔ یہ ایسا عمل ہے کہ جو اس کو کرتا ہے اس کا گھر جنت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے ساتھ بن جاتا ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ Certified جنتی ہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ ہیں اول نمبر پر ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس خوش نصیبوں کو جنتی ہونے کی بشارت دی ہے ان میں اول نمبر پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو اسلام کو زندہ رکھنا چاہتا ہے تو پھر میلا والتبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو بدری بننا چاہتا ہے جنگ بدر میں شریک ہونے کا ثواب لینا چاہتا ہے جنگ بدر کا غازی اور مجاہد بننا چاہتا ہے تو پھر محفل میلا والتبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ اس سے تو بدری بن جائے گا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر بدری جنتی ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ ہر بدری پر جنت خود ہی عاشق ہے۔ میلا والتبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جنت عاشق ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو اپنا خاتمہ بالخیر چاہتا ہے تو پھر میلا والتبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ ایک حدیث شریف سنیں پروفیسر صاحب نے حساب کتاب لگایا ہے کہ اگر کوئی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار میں لاکھ سال متواتر ایک ہی خط مستقیم پر پرواز کرے تو وہ جنت کے کنارے پہنچ جائے گا جنت میں داخل نہیں ہوگا لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو جنت چل کر تیرے قدموں میں آ جاتی ہے۔ یہ جاوید کا گھر اس وقت جنت بنا ہوا ہے جس میں آپ سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ حدیث شریف کی رو سے آپ جنت میں بیٹھے ہوئے

ہیں۔ میں نے علما کرام سے پوچھا ہے تو انہوں نے تصدیق فرمائی ہے کہ جہاں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ جب اس کیاری میں جلیا کرو تو وہاں پھل کھایا کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاری کہاں ہوتی ہے فرمایا کہ جہاں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے اب دو مسئلے ہیں کہ جو علماء کرام سے پوچھے ہیں ایک تو یہ کہ جنت جب بن گئی تو یہ کچی ہے کہ پکی ہے فرمایا کہ پکی ہے دوسرا یہ کہ یہ گھر جو جاوید صاحب کا گھر ہے یہ اب جنت کی کیاری بن چکا ہے تو کیا یہ قیامت تک اسی طرح سے ہی رہے گا۔ فرمایا کہ جو جگہ جنت بن جاتی ہے وہ مستقل طور سے بنتی ہے اس میں ناپائیداری والی بات کوئی نہیں ہے۔ جو عقیدہ رکھے کہ یہ جنت کی کیاری ہے پھر آ کر اس میں بیٹھ جائے تو انشاء اللہ جنتی بن جائے گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جنت کا ملنا کیا اتنا ہی آسان ہے۔ ہاں جنت آسانی سے ہی ملے گی۔ اگر مشکل سے جنت لینا چاہتے ہو۔ محنت مشقت سے جنت لینا چاہتے ہو تو وہ آپ کی مرضی ہے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال لو۔ آپ جتنے مرضی اعمال صالحہ کر لیں لیکن جنت تو صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتی ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہیں اور جنت آپ کے گھروں میں بھیج دیتے ہیں پچھلے دنوں حضرت خواجہ نور محمد کھل رحمتہ اللہ علیہ نے پیغام بھیجا ہے کہ تمہاری جماعت سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہے اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہیں۔ آستانہ عالیہ پر بڑے جلی حروف میں حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف آویزاں کی گئی ہے کہ جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہوتا ہے۔ نعت اور درود شریف پڑھا جاتا ہے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ساری محفل میری قبر اقدس میں ہوتی ہے۔ میرے سامنے ہوتی ہے۔ میں تمہیں دیکھتا ہوں میں تمہاری باتوں کو سنتا ہوں۔ پھر اب بتائیں کہ اس حدیث شریف کی رو سے ہم کہاں ہیں۔ جنت سے بھی بڑھ کر مدینہ منورہ کا درجہ ہے اور اس سے بھی بڑھ کر درجہ روضہ رسول کا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر درجہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اقدس کا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اپنی قبر اقدس میں بلا لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں ہر ایک کی بات سن رہے ہیں۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ میلاد منانے کی توفیق عطا فرمائے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے طریقہ سے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود میلاد منایا ہے۔ آپ جھنڈیاں لگا لیتے ہیں تو شرک اور بدعت کے فتوے لگ جاتے ہیں لیکن جس روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے خود بڑے بڑے جھنڈے بھیجے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک جھنڈا خانہ کعبہ پر لگا دو۔ ایک جھنڈا جائے ولادت باسعادت پر لگا دو ایک جھنڈا مشرق میں اور ایک جھنڈا مغرب میں لگا دو۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اس نے اپنی شان کے مطابق بڑے بڑے جھنڈے لگوائے۔ ہم بہت چھوٹے ہیں ہم نے بہت چھوٹے جھنڈے یا جھنڈیاں لگائی ہیں۔ یہ چھوٹی ضرور ہیں لیکن یہ سنت الہی ہے۔ آپ نے چند بلب لگائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کے سارے ستارے نیچا تار دئے اور لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ کہیں یہ ستارے ان کے اوپر ہی نہ گر جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمرہ مبارک سے اتنا نور نکلا کہ تین

چار ہزار میل دور بصرہ کی گلیاں اور شام کے محلات روشن ہو گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے وہ سب دیکھ لئے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نورانا را۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منا رہا ہوں تم بھی خوشیاں مناؤ۔ آپ نے جو بلب لگائے ہیں یہ سنت الہی ہے ان میں سے نور اور روشنی نکل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بھی زیادہ روشنیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ولادت با سعادت کے موقع پر فرشتے اتر آئے۔ جنت سے حوریں آ گئیں۔ آپ جو آج اس محفل میں آئے ہیں یہ فرشتوں کی سنت ہے۔ خواتین بھی آئی ہوئی ہیں تو یہ جنت کی حوروں کی سنت ہے۔ جنت سے حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں۔ یہ سب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں آئی تھیں۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا ان بیبیوں کی سنت ہے۔ فرشتے در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ ابھی اس محفل کے خاتمہ پر درود و سلام کھڑے ہو کر پڑھیں گے تو یہ فرشتوں کی سنت ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت سے پوچھا کہ آپ کون ہیں میں نے آپ کو پہچانا نہیں ہے وہ کہنے لگی کہ میں حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں پوچھا کہ آپ تو جنت میں ہیں۔ فرمایا کہ ہاں میں جنت سے ہی آئی ہوں۔ پوچھا کہ جنت جیسی اعلیٰ جگہ کو چھوڑ کر آپ یہاں مکہ کے ایک چھوٹے سے مکان میں کیوں آ گئی ہیں فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ مجھے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر وہاں بھیج دے۔ پوچھا کہ جنت کی بہاریں چھوڑ کر یہاں آنے کی دعائیں کیوں کی۔ فرمایا کہ میرے

یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم سے لغزش ہوگئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ان کی شان کے مطابق لغزش ہوگئی۔ یہ خدا اور خدا کے نبی حضرت آدم علیہ السلام کا معاملہ ہے ہم اس میں کچھ نہیں کہہ سکتے یہ ان کا اپنا تعلق ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے ہمیں اس میں دم مارنے کی کوئی جرأت نہیں ہو سکتی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت سے نکال دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سری لیکا اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جدہ میں اتارا۔ جدہ کے معنی دادی کے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ ہمارا گھر اجڑ گیا۔ ہم میں دوری پیدا کر دی گئی۔ میاں کہاں اور میں کہاں۔ ایک دوسرے کی کوئی خبر نہیں۔ رابطہ نہیں۔ نہ مکان نہ روٹی نہ پانی صرف رونا دھونا ہی رہ گیا تین سو سال تک روتے رہے۔ تین سو سال کے بعد حضرت آدم علیہ السلام عرفات کے میدان میں جبل رحمت پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام ایک فقرہ بول تا کہ میں تیری بخشش کر دوں تجھے معاف کر دوں۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ فرمادیں کہ میں کیا عرض کروں میں نے تو سجدے بھی کئے طواف بھی کئے آنسو بہائے معافی مانگی لیکن کوئی بات نہیں بنی۔ فرمایا کہ ایک فقرہ بول۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ فقرہ عطا فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ کہہ دو کہ یا اللہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھے بخش دے۔ الہی حرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معاف کر دے جیسے ہی حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فقرہ بولا تو اللہ تعالیٰ نے اسی لمحہ بخش دیا۔ حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی ان کے سامنے کھڑا کر دیا۔ ان دونوں کی ملاقات ہوگئی۔ عرفات اسی وجہ سے بولا جاتا ہے کہ دونوں کا تعارف ہو گیا۔ ان کی ملاقات ہوگئی معافی مل گئی۔ گھر آباد ہو گیا۔ جنت میں واپس داخل کر دئے گئے۔ فرمایا کہ ہم تباہ ہو

گئے تھے پھر جس نام نامی اسم گرامی کے صدقے ہمیں معافی مل گئی ہماری بخشش ہو گئی
میرادل چاہتا تھا کہ میں اس ہستی کا دیدار کروں میں آج اس لئے حاضر ہوئی تھی کہ
جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائیں تو سب سے پہلے میں ہی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں۔ اسی طرح سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے باقی عورتوں سے بھی ان کے آنے کی وجہ پوچھی تو سب نے اپنی اپنی غرض
بیان کی۔ آخر میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنت کی حوروں سے پوچھا۔
ایک نے کہا کہ میں جنتی حوروں کی سردار ہوں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
اس سے آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میں بہت خوبصورت ہوں۔ بہت نورانی
ہوں لیکن مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہوں۔ کائنات
کی ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنی ہے۔ مجھے اپنے حسن پر
بڑا ناز تھا۔ میرادل چاہتا تھا کہ میں اس ہستی کا دیدار کروں جس کے نور سے میں بنی
ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ہستی اس وقت اس محفل میں بھی موجود ہے کیا یہ ان کا
کرم نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی قبر انور میں بلا لیں تو ان کی مرضی اگر یہاں تشریف لے
آئیں تو ان کی مرضی۔ حوروں کی سردار تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے آئی لیکن یہ
کرم دیکھو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔
آپ اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کرو۔ وہ کم ہے وہ محفل میں آ جائیں تو ان کی مرضی
اور اگر وہ ہمارے دلوں میں آ جائیں تو ان کی مرضی۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

آہوئے ماز نام مصطفیٰ است

انسان کے قریب ترین دو چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہے اور اس سے بھی زیادہ قریب ہماری روح ہے۔ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میری روح سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ لیکن یہ کرم صرف میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں پر ہوتا ہے۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ بھی اپنی شان کے مطابق تشریف لاتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی آتے ہیں انبیاء علیہم السلام آتے ہیں۔ اولیاء اللہ بھی آتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی نظر عطا فرمائے کہ جو ان کو دیکھ سکے۔ مجھے ان بندوں کی زیارت ہے کہ جنہوں نے یہ ساری ہستیاں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل میں دیکھی ہیں۔ جتنا کرم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اتنا کرم کسی اور محفل پر نہیں ہوتا۔ بے شک ریا کاری ہی ہو۔ محض دکھلاوہ ہی ہو لیکن یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا بیڑ ہوا جاتا ہے۔ مسجد میں گئے ریا کاری سے نماز پڑھی تو سجدے بھی گئے محض ٹکریں ہیں نماز نہ ہوئی۔ ریا کاری سے روزہ رکھا قبول نہ ہوا ریا کاری سے قربانی کی کسی کام نہ آئی دس بیس ہزار روپیہ جو قربانی پر خرچ کیا وہ بھی رائیگاں گیا۔ دواڑھائی لاکھ روپیہ خرچ کر کے حج کیا تو ریا کاری سے وہ بھی رائیگاں گیا۔ خلوص نہیں ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی بھی گئی۔ حتیٰ کہ شہادت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ ریا کاری سے کی گئی صدقہ خیرات سخاوت بھی ختم ہو جاتی ہے تبلیغ ریا کاری سے کی ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ قیامت کے روز تین آدمیوں کا کیس پیش ہوگا۔ ایک عالم دین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم کون ہو۔ عرض کرے گا کہ میں عالم دین ہوں۔ کیا کام کرتے رہے ہو۔ میں نے دین اسلام کی بہت تبلیغ

کی۔ بہت سے کافروں کو مسلمان کیا۔ فرمایا جائے گا کہ جہنم میں ڈال دو۔ یہ بہت بڑا علامہ بننا چاہتا تھا۔ اس کی تبلیغ کی غرض دین اسلام کی اشاعت نہیں تھی بلکہ خود نمائی تھی۔ یہ چاہتا تھا کہ لوگ اس کو علامہ کہیں۔ دوسرا شخص پیش ہوگا۔ پوچھا جائے گا کہ تم کون ہو۔ عرض کرے گا میں نجی ہوں۔ میں نے بڑی سخاوت کی ہے۔ عالم دین تو صرف زبانی کلامی ہی خدمت کرتا تھا لیکن میں اپنے خون پیدہ کی کمائی دیتا تھا لوگوں کی مدد کرتا تھا۔ غریبوں ناداروں کی مالی معاونت کرتا تھا۔ فرمایا جائے گا کہ اسے جہنم میں ڈال دو کہ یہ ریا کاری کرتا تھا۔ مخلص نہیں تھا بلکہ یہ حاتم طائی ثانی بننا چاہتا تھا تیسرا شخص پیش ہوگا۔ پوچھا جائے گا کہ تم کون ہو۔ عرض کرے گا کہ میں شہید ہوں میں نے بڑے کافروں کا قتل کیا ہے۔ عالم دین نے زبانی کام کیا ہے نجی نے اپنی دولت استعمال کی ہے لیکن میں نے تو دین اسلام کی خاطر اپنی جان کی قربانی دی ہے فرمایا جائے گا کہ اسے جہنم میں ڈال دو کہ یہ بڑا مجاہد اور غازی بننا چاہتا تھا۔ اب دیکھیں کہ ریا کاری ہوئی تو علم بھی گیا۔ سخاوت بھی گئی اور شہادت بھی گئی لیکن اگر وہی ریا کاری کرنے والا بندہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جائے اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس کا بھی بیڑہ پار کر دیتا ہے۔ ادھر علم، سخاوت اور شہادت سب رائیگاں جا رہے ہیں ادھر گناہ گار سے بھی گناہ گار بن جاتا جا رہا ہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو اتنا زیادہ پسند ہے اور وہ اس سے اتنا زیادہ راضی ہوتا ہے۔ اس لئے اس نے اس کا اہتمام بھی بہت زیادہ کیا ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے تعارف کے لئے جلسہ کیا۔ فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ ہاں یا اللہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ اس جلسہ میں تمام ہی

انسان شامل تھے کیا کافرو تو کیا مسلمان، یہودی، عیسائی سارا جی ہر قسم کی مخلوق شامل تھی۔ کوئی نہیں چھوڑا سب سے یہی منوایا کہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعارف کے لئے جلسہ منعقد کیا۔ اس میں صرف انبیاء علیہم السلام کو ہی بلایا گیا۔ کوئی ایسا شخص اس جلسہ میں شامل نہیں تھا کہ جو نبی علیہ السلام نہ ہو۔ تمام جنتی ہی تھے۔ علماء کرام نے وضاحت کی ہے کہ صرف انبیاء علیہ السلام ہی کیوں بلائے گئے تھے دوسروں کو کیوں نہیں بلایا گیا۔ جس طرح سے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف انہیں ہی بلایا جاتا ہے جو جنتی ہوتے ہیں۔ دوسروں کو آنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور شان کے مطابق فرشتوں کے سامنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ رہا ہے۔ برصغیر کے ایک بہت عالم اور محدث حضرت عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حدیث شریف کا سارا علم برصغیر میں لانے والے وہی ہیں۔ آپ نے احادیث مبارکہ کا ترجمہ کیا اور یہاں لوگوں کو اس کی تعلیم دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کلمہ بھی پڑھا میں نے نمازیں بھی پڑھیں ہیں میں نے روزے بھی رکھے ہیں زکوٰۃ بھی ادا کی ہے۔ حج بھی کیا قربانی بھی دی ہے تلاوت بھی ہے تبلیغ بھی ہے۔ لیکن مجھے ان میں سے کسی چیز پر بھی بھروسہ نہیں ہے کہ وہ میری بخشش کا بہانہ بن جائے گی لیکن مجھے قوی امید ہے کہ جو میں کھڑے ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اور سلام پڑھتا ہوں وہ میری بخشش کا بہانہ ضرور بنے گا۔ اگر انہوں نے اپنی بخشش کا سہارا لیا ہے تو محفل میں کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے کا لیا ہے اور حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر متنازعہ شخصیت ہیں تمام فرقے ان کو مانتے ہیں ان کا یہ فرمان ہے کہ بخشش کا بہانہ نعت مصطفیٰ

اور میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ باقی اعمال کا کوئی علم نہیں ہے کہ وہ قبول بھی ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتے ہیں لیکن درود و سلام والی ہر چیز اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ ایک دفعہ آپ درود شریف پڑھیں تو دس مرتبہ اللہ تعالیٰ تم پر درود بھیجتا ہے۔ دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو تو نے کئے ہیں۔ دس نیکیوں کا اضافہ ہو جاتا ہے جو تم نے کی نہیں ہیں اور دس درجے بلند ہو جاتے ہیں اور دس ہزار مرتبہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام درود اس بندے پر بھیجتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارا درود شریف کا پڑھنا ناقص ہے ہمارا تلفظ صحیح نہیں ہے۔ ہماری نیت نیک نہیں ہے۔ ہم توجہ سے نہیں پڑھتے۔ لیکن دس مرتبہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ ہمارا تلفظ ناقص ہماری طہارت ناقص ہماری نیت ناقص ہر طرح سے ناقص ہی ناقص ہے لیکن دس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے درود شریف پڑھا اور دس ہزار مرتبہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درود شریف بھیجا ہے وہ تو ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔ یہ میلا دمنانے والے ہی پڑھتے ہیں جن کا درود شریف ہزار نقص کے باوجود قبول ہوتا ہے لیکن گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درود شریف صحیح طریقہ سے پڑھا گیا بھی قبول نہیں ہوتا۔ اگر عقیدہ درست ہو تو پھر زندگی میں صرف ایک بار پڑھا ہوا درود شریف بھی قبول ہے اور وہ بندہ جنتی بن جاتا ہے۔ دوسرے فرقوں والے نماز میں درود ابراہیمی پڑھتے ہیں لیکن وہ قبول نہیں ہے۔ میں حیران ہوں کہ جب درود شریف ہر حال میں قبول ہوتا ہے تو پھر ان کا درود شریف قبول کیوں نہیں ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے ایک حوالہ سے بیان فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ گستاخ ہو جاتا ہے تو وہ بے ایمان ہو جاتا ہے اس لئے جب بندہ بے ایمان ہے تو اس کا درود شریف

قول نہیں ہوتا۔ کیونکہ درود شریف پڑھنے کا حکم ایمان والوں کو ہے بے ایمان کو نہیں ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** ایمان والو تم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ ایمان والوں کی ہر عبادت ہر عمل درود پاک کے صدقے میں قبول ہو جاتی ہے اگر اعمال میں کوئی کمی یا کوئی خامی رہ بھی جاتی ہے تو درود شریف ہی اس کا بیڑہ پار کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم مرنے سے پہلے جنت میں اپنا گھر دیکھنا چاہتے ہو تو پھر مجھ پر درود شریف پڑھا کرو تو مرنے سے پہلے تم جنت میں اپنا گھر دیکھ لو گے۔ فرمایا کہ حشر میں اور جنت میں میرے سب سے زیادہ قریب وہ بندہ ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہر حال میں قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر محفل کرنے کی۔ بہتر نعت خوانی کرنے کی۔ بہتر تلاوت کرنے کی اور بہتر بات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سنیوں کی نشانی درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور سلام بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

خطاب برہانش محمد جاوید صاحب

13-06-10

اسلام کیسے پھیلا

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے

معزز حاضرین! لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلواریں سے پھیلا ہے۔ تلواریں تو اسلام پھیل گیا
اگر تلواریں نہ ہوتی، طاقت نہ ہوتی، فوج نہ ہوتی تو اسلام بھی نہ پھیلتا۔ یورپ والے
مغرب والے یہ الزام لگاتے ہیں۔ چند واقعات عرض کرتے ہیں جو ان کے نظریے کو
غلط ثابت کرنے کے لئے کافی ہوں گے اور ان واقعات کی روشنی میں آپ خود بھی
فیصلہ کر لیں کہ اسلام کس طرح پھیلا ہے۔ شعر پڑھا گیا ہے کہ

ان کی رحمت کا کیا ہے ٹھکانہ
دیکھ لے سوئے طائف زمانہ
پتھر کھاتے ہوئے بھی لب پر
کیا دعا کا اجالا نہیں ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے۔ اہل طائف نے کوئی بات نہ سنی بلکہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے غنڈے لگا دیئے کہ ان کو پتھر مارو اور یہاں سے بھگا دو۔ انہوں نے اتنے پتھر مارے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر خون آلود ہو گیا، زخمی ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلین مبارک بھی خون مبارک سے تر ہو گئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک فرشتے کو لے کر حاضر ہو گئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے اس میں اتنی طاقت ہے کہ پہاڑ کو اٹھا کر لوگوں کے سروں پر مار کر ان کو تباہ و برباد کر دیتا ہے، ان کو ختم کر دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اجازت فرمائیں تو یہ ابھی پہاڑ کو اٹھا کر طائف والوں پر مار دے گا اور اس پہاڑ کے نیچے دب کر مر جائیں گے۔ اب دیکھیں کہ اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کتنی طاقت ہے۔ فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے کا منتظر ہے کہ جو نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرمائیں تو میں پہاڑ اٹھا کر طائف والوں پر مار دوں کہ سب ہلاک ہو جائیں اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔ نہیں فرمایا ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جان سے مارنے کیلئے تشریف نہیں لائے ہیں بلکہ ان کو ایمانی زندگی عطا کرنے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ لوگوں کو ملیا میٹ کرنے کیلئے تشریف نہیں لائے بلکہ ان کو ایمان عطا کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے ہیں، خون مبارک نکل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے اس نے فرشتہ بھیج دیا ہے، یوں سمجھ لو کہ ایٹم بم آگیا ہے۔ طائف والوں کی تباہی کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہو چکا ہے۔ بس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اک اشارہ کرنے کی دیر ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھا دیئے ہیں دعا کی ہے کہ یا اللہ یہ مجھے سمجھتے نہیں ہیں ان کو میری سمجھ اور پہچان عطا فرما دے۔ اگر یہ نہیں تو ان کی آئندہ آنے والی تسلیس مسلمان ہو جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت ہونے کے باوجود پورا اختیار ہونے کے باوجود طائف والوں کو تباہ نہیں کیا بلکہ ان کو بچایا ہے۔ جنگ بدر میں دیکھیں کہ ایک ہزار کفار پورے سامان حرب سے لیس ہیں اور ان کے مد مقابل صرف تین سو تیرہ مسلمان ہیں۔ خالی ہاتھ ہی ہیں۔ نہ ٹکڑے، نہ تیرے، نہ بھالے، نہ کوئی اور جنگی ہتھیار ان کے پاس ہیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ کمان پانچ ہزار فرشتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے منتظر ہیں۔ ایک فرشتہ میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر چاہے تو سورج کو مروڑ کر رکھ دے۔ چاند کو لپیٹ کر دور پھینک دے تو پھینک سکتا ہے۔ فرشتے بڑی طاقت اور پاور کے مالک ہیں۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہے تو بدر میں آئے ہوئے ایک ہزار کیا پوری دنیا کے کفار کو جان سے مار دیتے۔ اتنی طاقت موجود ہے لیکن کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مروا دیا ہے نہیں بلکہ فرمایا کہ صرف ستر ہی مرے گئے تاکہ کفار کی آنکھیں کھل جائیں ان کو ہوش عقل سمجھ آ جائے کہ وہ مسلمانوں کی مخالفت ترک کر دیں بلکہ مسلمانوں سے خائف ہو جائیں۔ ورنہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چاہے تو پورے ہزار کے ہزار ہی تہ تیغ کر دیئے جاتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی طاقت حاصل تھی۔ یہ نہ سمجھیں کہ مسلمان کے پاس صرف چھ ٹکڑے ہیں۔ آٹھ زر ہیں تھیں۔ دو گھوڑے تھے اور تین اونٹ تھے۔ سامان حرب کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہے

کہ کوئی کافر ہو کر مر جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ یہ مومن ہو کر
 مرے۔ جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی خوشی ہوتی ہے۔
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بندے پر بہت خوش ہوتے ہیں کہ جس کی تبلیغ سے
 کوئی بندہ راہ راست پر آ جائے، ہدایت پا جائے۔ بدر میں فرشتوں کے ہاتھوں میں
 خدائی تلوار تھی ان کے صرف ایک اشارہ سے ہی تمام کفار کٹ کر گر جاتے لیکن نبی
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود جنگ سے ایک روز قبل ستر کفار کے مرنے کی جگہ کی
 نشان دہی فرمادی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر سے زیادہ کفار مارنے کے حق میں نہ
 تھے اور نہ ایسی کوئی اجازت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور دیکھیں کہ اگر گرفتار بھی
 کئے ہیں تو صرف ستر ہی گرفتار کئے ہیں۔ ستر کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قید میں ہیں
 ان سے جیسا مرضی سلوک کریں۔ ان قیدیوں کے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے تھے تو وہ
 رات بھر نہیں سوئے، تکلیف میں تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تکلیف
 کا اتنا احساس تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساری رات نہ سوئے۔ اگر کسی کے چہنچہ
 چلانے کی آواز آتی ہے تو فرماتے ہیں کہ اس کی رسیاں ڈھیلی کر دو، کسی کی آہ نکلتی ہے تو
 فرماتے ہیں کہ اس کی رسی ذرا نرم کر دو، ان قیدیوں کی تکلیف کا اگر کسی کو احساس ہے تو
 وہ یا ان کی مائیں ہیں یا پھر میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان قیدیوں کو مروا دیا ہے ایک قیدی کو بھی قتل نہیں کیا ہے۔ بلکہ فرمایا کہ
 معمولی فدیہ دے کر آزاد ہو جاؤ۔ اگر فدیہ نہیں دے سکتے تو ہمارے بچوں کو پڑھنا لکھنا
 سکھا دو، ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا
 ہے۔ کسی قیدی پر کوئی ظلم و ستم نہیں ہوا۔ کسی کی مار پیٹ نہیں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ

وہ علم کے حسن اخلاق سے وہی قیدی واپس جا کر اسلام پھیلانے کا سبب بنے ہیں۔ ان قیدیوں میں سے ایک کا کوئی رشتہ دار آیا اس سے قتل اس نے مکہ مکرمہ کی ایک پہاڑی پر بیٹھ کر اپنے ساتھی سے باتیں کیں کہ ہماری بڑی بے عزتی ہوئی، ہماری بڑی کرکری ہوئی ہے ہمیں بڑی ذلت آمیز شکست ہوئی ہے۔ ہمارے ستر لیڈر جوان مرد قتل ہو گئے اور ستر قیدی بنائے گئے اب کوئی ایسا حربہ کیا جائے کہ ہماری کچھ عزت رہ جائے ہمارا کچھ تو بھرم رہ جائے۔ کہنے لگا کہ اگر کوئی میرے بچوں کی کفالت کا ذمہ لے اور جو مجھ پر قرضہ ہے وہ اتارنے کا وعدہ کرے تو میں جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی قتل کر دوں۔ اس سے ہمارے زخم مندمل ہو جائیں گے۔ ہمیں ٹھنڈ پڑ جائے گی۔ دوسرے نے کہا کہ میں تیرا قرضہ بھی اتار دوں گا اور تیرے بچوں کی کفالت بھی کروں گا تم اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ۔ اس نے خنجر لیا اسے زہر آلود کر لیا اور مدینہ شریف پہنچ گیا۔ صحابہ کرام نے دیکھا کہ یہ تو فلاں نوسر باز ہے اسے پکڑ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا۔ کہنے لگا قیدیوں میں میرا رشتہ دار ہے میں اسے لینے آیا ہوں فرمایا کہ پھر یہ خنجر لے کر کیوں آئے ہو حالانکہ خنجر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ چھپایا ہوا ہوتا ہے فرمایا کہ خنجر کیوں لے کر آیا ہے اور اسے زہر آلود کیوں کیا ہوا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب جانتے ہیں کہ اس نے خنجر چھپایا ہوا ہے اس کو زہر آلود بھی کیا ہوا ہے۔ فرمایا کہ تُو نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ تُو نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا ہے۔ تیرا یہ ارادہ ثابت ہو گیا ہے کہ نہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑوا نہیں رہے ہیں، اسے قتل نہیں کروا رہے ہیں اس نے بہانہ بنایا کہ نہیں جی میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ نہیں کیا۔ فرمایا

کہ پہاڑی پر ٹوٹنے فلاں بندے سے جو بات چیت کی تھی کہ تو مجھے قتل کرے گا اور وہ تیرے بچوں کی کفالت بھی کرے گا اور تیرا قرضہ بھی اتارے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل تو نہیں کرایا حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اپنے دفاع کی خاطر اسے قتل کر سکتے تھے وہ تو ارادہ قتل سے آیا تھا۔ دفعہ 307 کا مجرم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دفاع میں اسے قتل کراتے تو کوئی دفعہ بھی نہ لگتی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہیں کہا۔ وہ شخص پھر مان گیا کہ نہ تو میں نے کسی کو بتایا اور نہ ہی میرے ساتھی نے کسی کو بتایا ہے۔ میں واقعی قتل کے ارادہ سے آیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ کیا یہ تکوار سے مسلمان ہوا ہے۔ یہ اخلاق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متاثر ہو کر مسلمان ہوا ہے۔ بدر کے قیدیوں کو بھی اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تو قتل کر دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پوری طاقت اور اختیار تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ طاقت قدرت اور جواز رکھتے ہوئے تکوار نہیں چلائی۔ یہ صرف اس لئے کہ یہ ایمان لے آئیں، مسلمان ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طاقت لوگوں کو ختم کرنے کے لئے استعمال نہیں فرما رہے ہیں بلکہ ان کو اسلام لانے میں مدد فرما رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں ننگی تکوار لئے آ رہے ہیں دوپہر کا وقت ہے اور لٹکار رہے ہیں، اعلان کر رہے ہیں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا ہے کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ کوئی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ارادہ قتل دفعہ 307 کا مقدمہ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مقابلہ

کرنے کے لئے تیار نہیں ہو رہے ہیں اپنے دفاع کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھا رہے ہیں۔ نہ اس سے کوئی ڈر خوف محسوس کر رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا، نہ ہی اپنی حفاظت کے لئے کسی کو مقرر کر رہے ہیں، نہ ان کیلئے کوئی بددعا ہی کر رہے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا فرما رہے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک کو ایمان نصیب فرما اور ایسا ایمان عطا فرما جو اسلام کی عظمت کا باعث بنے۔ دوسرے ہی لمحہ یہی بندہ جو دفعہ 307 کا مجرم ہے (تعوذ باللہ) وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھ رہا ہے کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکوار کے زور سے کلمہ پڑھا ہے نہیں بلکہ اخلاق اور دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ اسلام تکوار سے نہیں اخلاق سے پھیلا ہے، کسی بھی جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی طرف سے زیادتی نہیں ہونے دی بلکہ دفاعی نقطہ نظر سے ہی جنگیں لڑی گئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بندے قتل کرنا نہیں بلکہ انہیں راہ راست پر لانا ہوتا تھا تا کہ وہ بت پرستی اور شرک چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی واحدانیت پر ایمان لے آئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ تھوڑی دیر سستانے کے لئے آرام کرنے کی غرض سے ایک درخت کے نیچے استراحت فرمانے لگے اور اپنی تکوار اس درخت سے لٹکا دی۔ ایک کافر ادھر آ نکلا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکوار پکڑ لی اور نیام سے باہر نکال لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے تو دیکھا کافر تکوار لئے سرہانے کھڑا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قتل کرنے ہی والا ہے لیکن اسے کیا خبر کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سوتے نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا ہی رہتا ہے۔ فرمایا کہ میں سوتے

میں بھی دیکھتا ہوں۔ کافر کو پتہ چل گیا کہ آپ ہوشیار ہو گئے ہیں تو کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تجھے میرے ہاتھوں سے کون بچائے گا۔ بظاہر دنیاوی لحاظ سے اسے اس وقت اتنا یقین تھا کہ اب اس کے ہاتھوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نہیں بچا سکتا، کوئی رکاوٹ نہیں تھی، کوئی اس کو پکڑنے والا نہیں تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذرا بھی نہیں گھبرائے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ ”میرا اللہ“ مجھے بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوں ہی اللہ کا نام لیا تو اس کافر پر اتنی دہشت اور لرزہ طاری ہو گیا کہ اس کے ہاتھ کاپٹنے لگے اور تلواریں اس کے ہاتھوں سے گر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار پکڑ لی۔ فرمایا کہ اب بتاؤ کہ تمہیں میرے ہاتھوں سے کون بچائے گا۔ کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی، میری زندگی بخش دیں۔ فرمایا کہ میں نہیں بلکہ تمہیں بھی مجھ سے میرا اللہ ہی بچائے گا۔ اس کافر نے اسی لمحہ کلمہ شریف پڑھ لیا۔ کیا اس نے کلمہ تلوار کے خوف سے پڑھا ہے۔ تلوار تو جلی ہی نہیں۔ پہل اس نے کی ہے، شرارت اس نے کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفاع میں کر رہے ہیں۔ تلوار تو دونوں طرف سے نہیں چلی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار چلائی نہیں بلکہ اسے ایمان عطا فرما دیا۔ کیا یہ کافر تلوار سے مسلمان ہوا۔ نہ جانے لوگ کیوں کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بھی نہیں فرمایا کہ تم ایمان لے آؤ ورنہ میں تمہیں قتل کرتا ہوں، اس نے بھی اخلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کلمہ پڑھا ہے۔ بڑا مشہور واقعہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی ایک گلی میں ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہے اس کے پاس ایک وزنی گٹھری ہے جو اس سے اٹھائی نہیں جاتی اور وہ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو غزوہ بالند گالیاں دے رہی ہے۔ بُرا بھلا کہہ رہی ہے کہ وہ ہمارے خداؤں کو بُرا کہتا ہے۔ اللہ اس کا بیڑہ غرق کرے نقل کفر، کفر نہ باشد۔ ایک نوجوان آیا پوچھا کہ مائی کیا بات ہے کہنے لگی کہ میں نے مکہ مکرمہ میں نہیں رہنا ہے ساتھ والے گاؤں میں چلے جانا ہے یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہتا ہے میں نے اس شہر کو چھوڑ دینا ہے۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت تنگ آ گئی ہوں، میرا کوئی اور ایسا مرد رشتہ دار نہیں جو میرا یہ بوجھ اٹھا کے لے جائے اور مجھے وہاں چھوڑ آئے اس نے رونا شروع کر دیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ چلو مائی میں تمہارا بوجھ اٹھا لیتا ہوں اور تو جہاں جانا چاہتی ہے میں تمہیں وہیں چھوڑ آتا ہوں، اس نے وہ گٹھری اٹھالی۔ اور آگے آگے چل دیا۔ اس کے پیچھے پیچھے وہ عورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی ہوئی جا رہی ہے۔ مسلسل بُرا بھلا کہتی جا رہی ہے۔ دو چار میل دور پہنچ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا بس یہی میری منزل ہے، میں نے یہیں آنا تھا اس نوجوان نے اس کا بوجھ اس کی منزل کے سامنے رکھا تو وہ اس کو بہت دعائیں دینے لگی تو بہت اچھا ہے۔ اللہ تیری لمبی عمر کرے لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جانا اس سے ملاقات نہ کرنا۔ وہ ایسا ہے وہ دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مائی میں ہی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اس نے کلمہ پڑھ لیا اور کہا کہ مجھے واپس مکہ مکرمہ ہی لے چلو۔ کیا اس عورت نے نکوار کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے۔ اس نے اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمہ پڑھا ہے۔ ایک اور واقعہ ہے کہ اس کی مثال شاید دنیا میں کوئی پیش نہ کر سکے ایسا بے مثال واقعہ ہے۔ مکہ مکرمہ فتح ہوا ہے، دس ہزار جانثار مجاہدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ کمان ہیں پورے شہر مکہ مکرمہ پر قبضہ ہے۔ کفار و مشرکین سر جھکائے کھڑے ہیں اور یہ

وہی ہیں کہ جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے بنائے تھے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح بن کرا سی شہر میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ بتاؤ اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں۔ آپ ذرا غور کریں کہ بٹش اپنے دشمنوں اور مفتوحین اور جنگی قیدیوں سے کیا سلوک کرے گا۔ ٹوٹی بلتر کیا سلوک کرے گا۔ آپ ذرا جنگی علاقوں میں جا کر دیکھیں۔ بوسینیا، عراق، افغانستان میں دیکھیں کہ چار چار سو پانچ پانچ سو، ہزار ہزار بندوں کی اجتماعی قبور کھودی جا رہی ہیں اس قدر انسانوں کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ بوسینیا میں دیکھیں کہ اب بھی قبور تیار ہو رہی ہیں۔ ویت نام میں کیا ہوا۔ جاپان ہیروشیما میں کیا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طاقت میں تھے، پاور میں تھے، غلبہ میں تھے، فاتح بن کر آئے تھے اگر مکہ مکرمہ کے رہائشی تمام کافرین، مشرکین کے سراڑا دیتے تو کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھا دیئے تھے۔ تین سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چبانے والے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ کہنے لگے کہ جو ایک کریم بھائی اپنے دوسرے بھائی سے کرتا ہے۔ فرمایا تو پھر میں آج کریم بن کر ہی تم سب کو معاف کرتا ہوں۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے بھی معاف کرتا ہوں، جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے وہ بھی امان میں رہے گا۔ جو بیت اللہ شریف مسجد الحرام میں آجائے وہ بھی امان میں ہے۔ چند

منٹوں میں پورے مکہ مکرمہ کے رہائشی مسلمان ہو گئے۔ کیا وہ تلواریں کے زور سے ایمان لائے ہیں مسلمان ہوئے ہیں۔ تلواریں تو جلی ہی نہیں۔ کیوں جی پروفیسر صاحب کیا مکہ مکرمہ میں تلواریں جلی ہے، جی نہیں یہ کریم کی ہے کرم نوازی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ میں کوئی کافر، مشرک نہیں رہا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اخلاق ہے یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی طاقت ہے۔ اگر بغیر اسلمہ کے کوئی فتح حاصل کر سکتا ہے تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلمہ کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق مہربانی اور کرم اتنا اعلیٰ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی کفر کی حالت میں مر جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو شیطان کے لئے بھی کریم ہیں۔ اسے پکڑ لیا، فرمایا کہ اب تو بس کر دے، ہم تبلیغ کرتے ہیں۔ لوگوں کو ہدایت عطا کرتے ہیں اور تلواریں اُلٹے راستے پر ڈالتا رہتا ہے، لوگوں کو اور غلاتا رہتا ہے یہ کام چھوڑ دو اس نے کہا کہ اچھا جی آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے معافی لے دیں تو میں یہ اپنا کام بند کر دوں گا۔ اسے پکڑا ہوا ہے اگر چاہتے تو اسے ختم ہی کر دیتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ شیطان معافی کا خواستگار ہے۔ آپ مہربانی فرما دیں اسے معاف کر دیں۔ فرمایا کہ اس نے میری گستاخی کی ہے، میں نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن اس نے حکم عدولی کی ہے۔ اس نے میری نافرمانی کی ہے اور تکبر کیا ہے کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں، اب اس کا کفارہ یہ ہے کہ یہ آج بھی حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر دے تو میں اسے معاف کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی شفاعت کر دی تھی اگر اب بھی مان جاتا تو معاف کر دیا جاتا۔ لیکن اس کی یہ

بدقسمتی کہ اس نے کہا کہ جی میں نے اس کو زندہ حالت میں تو سجدہ کیا نہیں ہے اب اس کی قبر کو کیسے سجدہ کر لوں، لوگ آج بھی قبر پر جانے سے منع کرتے ہیں حالانکہ قبر سے بہت کچھ ملتا ہے۔ ظاہری حالت میں اگر کوئی اہل قبر ایک گنا دیتا ہے تو قبر میں جا کر وہ دس گنا زیادہ عطا کرتا ہے۔ لیکن ایسے بدقسمت ہیں کہ شیطان کی طرح اڑے ہوئے ہیں۔ اگر نہیں جاتے تو نہ جائیں۔ آج بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کا لفظ فرمایا ہے۔ پروفیسر صاحب مَن کون کون آتے ہیں سرکار جو بھی چلا جائے کوئی تخصیص نہیں ہے۔ عربی آئے تو عجی نہ آئے۔ کور آئے تو کالا نہ آئے۔ نیک آئے تو گناہ گار نہ آئے۔ بلکہ جو بھی قبر اقدس پر حاضر ہو جائے فرمایا کہ میں اس کی شفاعت کروں گا اور اسے جنتی بنا دوں گا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ۔ جس نے میری قبر اقدس کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں، کسی سے اگر ہو سکے تو میرے شہر میں مرے وہ بخش دیا جائے گا۔ ابھی پچھلے ہفتے (اکتوبر 2010ء) میں ایک بات سنی ہے کہ ایک باپ اور اس کا بیٹا مدینہ شریف میں مقیم تھے باپ کی زبردست خواہش تھی کہ اس کا انتقال مدینہ شریف میں ہو اور وہ یہیں پر ہی مرے وہ مدینہ شریف سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ اتفاق ہے کہ پاکستان میں اس کے کسی عزیز کا انتقال ہو گیا اسے اس کے جنازہ میں شرکت کے لئے بلایا گیا تو اس نے اپنے بیٹے کو بھیج دیا اور خود نہ آیا کہیں اسے پاکستان میں موت نہ آ جائے۔ اس کی والدہ نے اسے فون کیا کہ تم خود جلدی پہنچو اگر نہیں آؤ گے تو میں تمہیں دودھ نہیں بخشوں گی۔ اسے پاکستان آنا پڑا اتفاق دیکھئے کہ اس کا بھی پاکستان میں ہی انتقال ہوا۔ جنازہ ہوا، دفن

ہوا۔ اس کا بیٹا واپس مدینہ شریف چلا گیا۔ اسے ایک کتاب کی ضرورت پڑی۔ وہ کتب فروش کے پاس گیا اپنی مطلوبہ کتاب مانگی تو اس دکاندار نے جو کتاب اس کو دی وہ کھولی تو حیران رہ گیا کہ کتاب اس کے والد صاحب کی تھی وہ جو پڑھتے تھے اپنی یاد دہانی کے لئے اس پر اپنے قلم سے نشان کر دیا کرتے تھے اور ان کا یہ فرمان تھا کہ جب میں مروں یہ کتاب میری قبر میں رکھ دی جائے وہ کتاب غالباً درود شریف سے متعلقہ تھی۔ لڑکے نے دکاندار سے پوچھا کہ یہ کتاب آپ نے کہاں سے لی ہے۔ اس نے بتایا کہ یہاں ایک جنازہ پڑھا گیا تھا اس میت کے سر ہانے یہ کتاب رکھی تھی، میں نے وہاں سے اٹھا لی۔ زیادہ جستجو سے پتہ چلا کہ یہ جنازہ عین اس وقت ہی ہو رہا تھا جب کہ پاکستان میں اس مرنے والے کا جنازہ پڑھا گیا تھا۔ یوں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کی نیت کو پورا فرما دیا تھا۔ حضرات یہ چند مثالیں ہیں اپنے ذہن میں رکھیں تاکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت تمہارے دلوں میں جاگزیں ہو جائے کہ کس طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تبلیغ فرماتے اور انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال فرماتے۔ مسلمان جہاں بھی جاتے تھے اپنے اخلاق سے ہی لوگوں کو اسلام لانے کی ترغیب دیتے تھے۔ جہاں جنگیں بھی ہوئیں ہیں وہاں ضرورت سے زیادہ افراد کو قتل نہیں کیا گیا اور مفتوحین کے ساتھ مسلمان حکمران ایسا حسن سلوک کرتے تھے کہ وہ لوگ خود ہی اسلام قبول کر لیتے تھے کہ اب ہم امان میں آ گئے ہیں۔ ایران، روم کے ساتھ جو جنگیں ہوئیں ان میں بھی غنیمت غالب نظر آتا ہے کہ مسلمان فاتح حکمران کے عدل و انصاف، غریب پروری، رعایا پروری اور حسن سلوک سے ہی مفتوح قومیں اور افراد ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اسلام کموار سے پھیلا یہ محض ایک الزام ہے۔

اسلام نگاہ نبوت اور نگاہ ولایت سے پھیلتا ہے لہذا سے نہیں پھیلتا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ حضرت داتا گنج بخش چوہدری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق یہ ہے۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت

مہر ما از دم تو تابندہ گشت

داتا صاحب آپ کے قدم لگنے سے پنجاب کی سر زمین مسلمان ہو گئی۔ کیا سومنات کا قلعہ لکوار سے فتح ہوا تھا سلطان محمود غزنوی نے سولہ حملے کئے لیکن سومنات کو فتح کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ پھر تیاری شروع کی تو کسی اہل نظر نے مشورہ دیا کہ کسی بزرگ سے اپنی کامیابی کے لئے دعا کراؤ وہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنی غرض بیان کی انہوں نے اپنی قمیض مبارک دے دی فرمایا کہ یہ لے جاؤ جب مشکل پیش آئے تو اس کا واسطہ دے کر دعا کرنا تیرا کام بن جائے گا۔ وہ پھر حملہ کرنے کی غرض سے آیا تو ہندوستان میں بھی خبر ہو گئی کہ وہ پھر آ رہا ہے تو ہندوستان کے تمام راجہ مہاراجہ اکٹھے ہو گئے تمام نے اپنی افواج بھیج دیں کہ بہت تنگ کر رہا ہے اس کی دفعہ یہ فتح کر نہ جائے تاکہ ہم آئندہ سکون سے رہ سکیں۔ تمام افواج اکٹھی ہو کر آ گئیں اور حضرت سلطان محمود غزنوی کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ جب حضرت سلطان محمود غزنوی کو اپنے گھیراؤ کا علم ہوا تو آپ نے وہ قمیض نکال لی سجدہ کیا اور سر پر رکھ کر دعا کی کہ یا اللہ اس قمیض کا صدقہ اور واسطہ مجھے فتح عطا فرما دے تو ہر ہندو سپاہی کو دوسرا ہندو سپاہی مسلمان نظر آیا وہ اسے قتل کرے وہ اسے مارے وہ آپس میں ہی قتل ہو کر مر کھپ گئے جو بچے بھاگ گئے اور حضرت سلطان محمود غزنوی کو فتح ہو گئی سومنات فتح ہو گیا یہ فتح کس سے ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی کی بھی

ابھی تکوار چلی ہی نہیں۔ اگر چلی ہے تو کسی ولی اللہ کی نگاہ چلی ہے پروفیسر صاحب تاریخ جانتے ہیں بتائیں کہ کیا سومات تکوار سے فتح ہوا ہے یا کہ حضرت ابوالحسن فرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض مبارکہ سے فتح ہوا ہے۔ تکوار چلی ہے یا کہ حضرت ابوالحسن فرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض مبارک کا واسطہ چلا ہے۔ رات خواب میں حضرت سلطان محمود غزنوی کو حضرت ابوالحسن فرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کرائی۔ بڑے غصہ میں تھے فرمایا کہ محمود تو نے میری قمیض کی کوئی قدر نہیں کی۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب میں نے اسے سر پر رکھا اس کی عزت تعظیم کی۔ سجدہ میں اس کا واسطہ دے کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح عطا فرمادی اب میں نے اسے خوشبو لگا کر صندوق میں رکھا ہوا ہے فرمایا کہ تو نے کچھ بھی نہیں مانگا صرف سومات کی فتح مانگی اگر تو یہ کہتا کہ یا اللہ پوری دنیا میں کوئی کافر نہ رہے تو کوئی بھی کافر کافر نہ رہتا۔ یہ اسلام پھیلنے کا گر ہے۔ مورخ تو اپنی ہی باتیں بتاتے رہتے ہیں خواہ مخواہ کا الزم لگاتے رہتے ہیں۔ وہ جان بوجھ کر روحانیت کو دبائے رکھتے ہیں کہ یہ روحانیت لوگوں کے دلوں پر قبضہ نہ کر لے۔ سلطان محمود غزنوی کون سی تکوار لے کر آیا تھا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کون سی تکوار ہاتھ میں لے کر آئے تھے۔ ان کا کل اثاثہ یہ تھا کہ ایک چادر کبل قسم کی تھی۔ ایک سرمہ دانی تھی۔ ایک مسواک ایک لوٹا۔ ایک سوئی اور ایک مصلی تھا اب بتائیں کہ ان میں سے اسلحہ حرب کون سا تھا۔ ایک عورت آپ کے جائے قیام کے پاس سے دودھ لے کر جاتی آپ پوچھتے ہیں کہ تو روزانہ کہاں جاتی ہے کہتی ہے کہ کورز کے ہاں دودھ دینے جاتی ہوں اگر اسے دودھ نہ دینے جاؤں تو ہماری بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون نکلتا شروع ہو جاتا ہے فرمایا کہ یہ دودھ مجھے دے جاؤ۔ کہنے لگی

کہ نہیں دودھ آپ کو نہیں دوں گی اگر دے دوں تو ہماری بھینسیں بیمار ہو جائیں گی۔
 فرمایا کہ یقین کر لو بھینسیں بیمار نہیں ہوں گی بلکہ دودھ پہلے سے بھی زیادہ دیں گی چلو
 کورز کو آپ مفت میں دودھ دے کر آتی ہو مجھے قیمتا دے دو۔ آپ نے اس سے
 دودھ خرید لیا۔ اس کی بھینسوں کا دودھ واقعی پہلے سے زیادہ ہو گیا اس نے دوسری
 عورتوں کو بھی بتا دیا کہ میں دودھ ایک باباجی کو فروخت کر کے آتی ہوں اور ہمارے
 دودھ میں بہت برکت ہو گئی ہے۔ ایک دو، تین چار تمام عورتوں کو پتہ چل گیا تو سارا
 دودھ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہنچنا شروع ہو گیا اور وہاں تو
 دودھ کی سبیل لگ گئی۔ وہی دودھ کی سبیل اب تک لگ رہی ہے۔ ہر جمعرات کو بھی لگتی
 ہے اور سالانہ عرس مبارک پر تو بہت زیادہ لگتی ہے۔ یہ دودھ کی سبیلیں اسی دودھ کی
 روایت ہیں ان لوگوں کا اب بھی عقیدہ ہے کہ اگر دودھ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
 دربار پر بھیجا جائے تو دودھ زیادہ ہو جاتا ہے جو کورز تھا را جو صاحب اس کو دودھ ملنا بند
 ہو گیا اس کا یہ کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ وہ آیا کہ باباجی آپ کہاں سے آ گئے ہیں چلو اٹھو
 یہاں سے اپنی راہ لٹو نے میرے کاروبار کا بیڑہ غرق کر دیا ہے میں آپ کو جا دو کے اثر
 سے جلا دوں گا بھسم کر دوں گا اور اپنی برتری ثابت کرنے کیلئے ہوا میں اڑنے لگا۔ اتنی
 طاقت اس کے استدراج میں تھی۔ لاہور کا وہ کورز ہے لاہور اس کے قبضہ میں ہے
 لوگ اس کے مطیع ہیں اس سے ڈرتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
 نے اپنی جوتی کو حکم دیا کہ ذرا اس کے مرمت کرے۔ جوتی ہوا میں اڑی اور اس کورز
 صاحب کے سر پر پڑنے لگیں جب دو چار جوتیاں سر پر پڑیں تو نیچے اتر آیا اور اور کلمہ
 پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ لاہور میں جتنے ہندو تھے بد مذہب تھے وہ سب مسلمان ہو گئے

ایمان لے آئے۔ کیا یہ تلواری سے خائف ہو کر مسلمان ہوئے؟ انا صاحب بخویری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تلواری تو تھی ہی نہیں یہ اسلام حضرت انا صاحب بخویری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ سے پھیلا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جب چشت نگر تشریف لے گئے تو وہاں پانی کی بڑی قلت تھی۔ پانی نایاب تھا صرف ایک بڑا سا تالاب تھا جو اس وقت کے راجہ کے قبضہ میں تھا۔ رائے چھوڑا غالباً اس کا نام تھا۔ آپ نے اپنے خادم کو بھیجا کہ جاؤ ایک لوٹا پانی لے آؤ تا کہ وضو کر لیں۔ خادم گیا تو راجہ کے ملازموں نے اس تالاب کے گمرانوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا کہ یہ تالاب راجہ کی ملکیت ہے اس سے پانی بالکل نہیں مل سکتا خادم نے کہا کہ ہمارے حضرت صاحب نے وضو کرنا ہے صرف ایک لوٹا پانی درکار ہے مہربانی کرو تو مجھے ایک لوٹا پانی دے دو انہوں نے پھر جواب دیا کہ ہم مجبور ہیں ہم پانی بالکل نہیں دیں گے ہمارا پانی پلید ہو جائے گا۔ راجہ کو پتہ چلے گا وہ ہمیں سزا دے گا۔ جب اس خادم نے زیادہ اصرار کیا کہ اگر ایک لوٹا پانی دے دو گے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ بہر حال گمران مان گئے کہ ایک لوٹا پانی دے دیں گے۔ اب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھیں کہ جب خادم نے تالاب میں لوٹا بھرنے کیلئے ڈالا تو تالاب کا سارا پانی اس لوٹے میں آ گیا اور تالاب بالکل خشک ہو گیا کہ جیسے کبھی اس میں پانی تھا ہی نہیں۔ گمران سٹ پٹانے لگے کھلبلی مچ گئی کہ پانی کہاں چلا گیا وہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے منت سماجت کی کہ حضرت صاحب ہماری تو نوکری ہی نہیں زندگی کا مسئلہ ہے راجہ کو پتہ چلے گا تو وہ ہماری گردنیں اڑا دے گا۔ فرمایا کہ جب تم سب اکٹھے ہو جاؤ گے دنیا آ جائے گی تو ہم تمہارا

پانی واپس کر دیں گے پورے ہندوستان میں شور مچ گیا کہ پورے تالاب کا پانی ایک
لوٹے میں سا گیا ہے اور اب واپس بھی کیا جائے گا۔ اس علاقہ کے تمام رہائشی، محل کے
مکین، فوج وغیرہ جو بھی اس تالاب سے مستفید ہونے والے تھے تمام اکٹھے ہو گئے۔
کئی لاکھ ہندو اکٹھے ہو گئے آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
تشریف لے گئے اور اپنے لوٹے سے پانی کے ابھی چند قطرے ہی تالاب میں ڈالے
تھے کہ تالاب پانی سے لبالب بھر گیا۔ تمام ہندوؤں نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی
تو سب نے کلمہ پڑھ لیا۔ مسلمان ہو گئے ایمان لے آئے۔ اب بتائیں کہ کون سی تلوار
جلی تھی۔ بات صرف حسد کی ہے کہ یہ لوگ ان بزرگوں کی عظمت کو مٹانے کے لئے ان
کا نام نہیں لیتے بلکہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ اکبر بادشاہ ہندوؤں کے
ہتھے چڑھ گیا تھا اور اس نے ایک نیا ہی اسلام، دین الہی کے نام سے جاری کر دیا تھا۔
وہ خود جھرو کہ یعنی کھڑکی میں بیٹھ جاتا اور رعایا آ کر اس کو سجدہ کرتی تھی۔ یہ دین الہی
تھا۔ اور بادشاہ کے دماغ میں ایسی بے ہودگی ڈالی گئی کہ وہ کہنے لگا کہ جو آذان میں
اللہ اکبر بولا جاتا ہے وہ اکبر میں ہی ہوں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس
دین الہی کا مقابلہ کیا تو آپ کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ اکبر بادشاہ کہتا تھا کہ مجھے سجدہ
کرو۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سجدہ نہیں کیا جیل میں چلے گئے۔
جیل میں جتنے بھی قیدی تھے وہ آپ کی تبلیغ و کرامات دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور آپ
کے مرید ہو گئے ان مریدین میں سے دو تین افراد کہیں جا رہے تھے کہ شہزادہ جہانگیر
ان کے ہاتھ لگ گیا۔ انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اکبر کو علم ہوا تو وہ خود وہاں پہنچا۔ ان
مریدوں نے جہانگیر کو قید کرنے کی خوشی میں جشن منایا۔ شامیانے لگے ہوئے تھے

آمدھی آگئی تو اس کی ایک کھوٹی یعنی کلمہ نکل کر اکبر بادشاہ کے سر میں لگا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ جہانگیر کو ان مریدوں نے گرفتار کر لیا۔ اور اسے تب رہائی ملی کہ جب اس نے دین الہی کا نام و نشان منادیا۔ خود صحیح مسلمان ہو گیا اور نقشبندی ہو گیا بعد میں اس خاندان سے آنے والے تمام بادشاہ نقشبندی ہوئے ہیں۔ شاہجہان بھی نقشبندی تھا۔ اورنگ زیب نقشبندی تھا۔ کہاں دین الہی اور کہاں سلسلہ نقشبند لیکن ایسا کرم ہوا کہ تمام بادشاہ نقشبندی ہوئے۔ اب بتائیں کہ اکبر بادشاہ اور اس کے دین کو مٹانے کے لئے کون سی تلوار چلی تھی کوئی تلوار نہیں چلی بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ عنایت نے ہی دین الہی کو ختم کیا اس کے بنانے والے اکبر بادشاہ کو بھی ختم کیا۔ یہ اسلام پھیلنے کی اصل روح ہے۔ باقی اس کے مددگار چھوٹے موٹے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہاؤد کے قریب حضرت شہاب الدین غوری صاحب کا مزار ہے ان کے مزار پر ایک تاریخی واقعہ تحریر کیا گیا ہے کہ شہاب الدین غوری افغانستان کے صوبہ غور کے رہنے والے تھے ان کو خواب میں ایک بزرگ نے زیارت کرائی کہ تم جتنی تھوڑی سی بھی فوج اپنے ساتھ لاسکتے ہو وہ لے آؤ اور ہندوستان پر حملہ کر دو میں تمہیں فتح دلاؤں گا۔ اس کے پاس جو حاضر فوج تھی وہ لے کر چل پڑا۔ غالباً پانی پت کے میدان میں جنگ ہوئی غوری کے پاس چند سو افراد تھے اور مقابلہ میں مرے بڑے ہزاروں کی تعداد میں تھے لیکن شہاب الدین غوری کو فتح نصیب ہوئی۔ جنگ ختم ہوئی تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کسی بزرگ کی زیارت کرنی چاہئے لوگوں نے بتایا کہ یہاں سے قریب ہی اجمیر شریف میں بزرگ ہیں وہ چلا گیا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہی بزرگ جنہوں نے اسے خواب میں زیارت کرائی تھی اور حملہ آور ہونے کی دعوت دی

تھی وہ شریف فرمائی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ کیا یہ فتح غوری صاحب نے کی یا اس کی تلوار نے۔ کیا غوری صاحب کو فتح ہوئی ہے یا اس کی فوج کو فتح ہوئی ہے۔ فوج تو اس کے پاس تھی ہی نہیں۔ یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ عنایت سے فتح ہوئی۔ یوں اسلام پھیلا ہے۔ شہاب الدین غوری کو بعد میں کیانی خاندان والوں نے شہید کر دیا تھا اور جہاں آج اس کا مزار ہے وہیں شہید کیا گیا تھا۔ کیانی ایرانی تھے ان کے ساتھ اس کا کوئی اختلاف ہو گیا تھا۔ سارا ہندوستان اولیاء اللہ کے کرم سے مسلمان ہوا ہے۔ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح حیات ”افضل الصدیقین“ کا مطالعہ کرو جو ابھی تازہ ہی چھپ کر آئی ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں بیٹھے ہوئے ہر محاذ جنگ پر مسلمان مجاہدین کی پوری کمانڈ فرما رہے ہیں ایسے لگتا ہے کہ جس طرح پوری جنگ آپ کی نظروں کے سامنے ہو رہی ہے اور آپ حکم فرما رہے ہیں کہ اب آپ دو حصوں میں بٹ جاؤ۔ ایک حصہ فوج فلاں سمت سے حملہ کرے اور دوسرا حصہ فوج فلاں سمت سے حملہ آور ہو جائے۔ اب تم دونوں حصے فوج اکٹھی ہو جائے اور فلاں مقام کی طرف کوچ کر جائے اس طرح سے حکم جاری فرما رہے ہیں کہ جس طرح سے آپ خود میدان جنگ میں اپنی نگرانی میں فوج کلزارہے ہیں لیکن آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے دور خلافت کے دو سو دو سال میں اٹھائیس یا تیس جنگیں لڑی گئی ہیں اور آپ پروفیسر صاحب سے پوچھ لیں کہ کس طرح سے وہ خود فوج کی کمان سنبھالے ہوئے ہوتے تھے۔ جس طرح سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف میں جمعہ کے روز خطبہ میں ممبر رسول پر بیٹھے ہوئے ایران

کے محاذ پر ہزاروں میل دور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی فوج کے کمانڈر کو حکم فرمایا تھا **يَا مَسَارِيَةَ الْجَبَلِ** یا یہ پہاڑ کے پیچھے دیکھو۔ انہوں نے جب پہاڑ کے پیچھے دیکھا تو دشمن کی فوج اس طرف سے ان پر حملہ کرنے ہی والی تھی۔ یہ اسلام کے پھیلنے کا اصل وسیلہ ہے اصل وجہ ہے اب اگر کوئی غلط فہمی سے یا جان بوجھ کر حسد کی بنا پر الزام تراشی کرے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے تو یہ اس کی اپنی بے وقوفی یا نادانی ہے۔ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا ہے بلکہ یہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی نگاہ سے پھیلا ہے۔

علم کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

اللہ تعالیٰ اس نگاہ کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اس نگاہ میں فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ جس فرقہ میں یہ نگاہ نہیں ہے اس میں اسلام بھی نہیں ہے۔ اس میں ولایت بھی نہیں ہے۔ ایک واقعہ ہے جو پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا ایک عیسائی پادری نے مسلمانوں کو چیلنج کر دیا کہ تمہارے قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے کہ ہمارے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور تمہارے قرآن مجید میں یہ کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ تمہارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے کو زندہ کیا ہو اس لئے ہمارے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام افضل و اعلیٰ ہیں وہ مدتیں پہنچاؤں ادنیٰ کو چھوڑ کر اعلیٰ کا کلمہ پڑھ لو۔ تم عیسائی ہو جاؤ مسلمان چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ یہ بات حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو آپ نے اس

پادری کو مناظرہ کرنے کا چیلنج دے دیا۔ فرمایا کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مردے زندہ کئے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مردہ دونوں بچوں کو زندہ فرمایا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذبح کی ہوئی بلکہ کھائی جا چکی ہوئی بکری کو بھی زندہ فرمایا۔ یہ الگ بات ہے کہ عیسائی ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات ارشادات احادیث کو نہ مانتا ہو صرف قرآن میں سے حوالہ دیتا ہو۔ الغرض مناظرے کا دن اور وقت طے کر لیا گیا۔ وقت مقررہ پر بہت زیادہ تعداد میں عیسائی اکٹھے ہو گئے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پادری سے فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں میں اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں اگر میں کسی مردے کو زندہ کر دوں تو پھر کیا تو ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مان لے گا۔ کہنے لگا کہ اگر ایسا ہو جائے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ فرمایا کہ پھر قبرستان چلتے ہیں تم جس قبر پر بھی ہاتھ رکھو گے میں اسی کو زندہ کرتا ہوں۔ قبرستان پہنچے تو پادری نے ایک نہایت پرانی قبر پر ہاتھ رکھا کہ اس کو زندہ کر دو۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مردے کو زندہ کرتے وقت آپ کے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کیا فرماتے تھے۔ جی وہ کہتے تھے۔ قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ کے حکم سے کھڑا ہو گا فرمایا کہ میں کہوں گا قُمْ بِإِذْنِیْ کے حکم سے کھڑے ہو جائیے سن کر پادری اور بھی حیران ہو گیا۔ فرمایا کہ تمہیں یہ میں پہلے ہی بتا دوں کہ یہ قبر والا جو ہے یہ حضرت نوح علیہ السلام کا صحابی ہے اور یہ سارگی نواز تھا اس نے حضرت نوح علیہ السلام سے میری عظمت سن لی تھی اسے میری ملاقات کا بے حد شوق تھا آج جب یہ قبر سے نکلے گا تو نکلتے ہی مجھے عرض کرے گا

کہ کیا آپ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مجھے بیعت فرمائیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سب کچھ بتا دیا پھر قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قُمْ بِاَذْنِی۔ قبر پھٹ گئی اس میں مردہ سارگی بجاتے ہوئے نمودار ہو گیا اور باہر نکلتے ہی کہا کہ کیا آپ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں مجھے بیعت فرمالیجئے۔ پادری نے جب یہ دیکھا تو اس نے پڑھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وہ مسلمان ہو گیا اور اسے دیکھ کر اس کے ساتھ آئے ہوئے تمام عیسائی بھی مسلمان ہو گئے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کو دیکھ کر کم و بیش ایک لاکھ عیسائی مسلمان ہو گئے۔ اس طرح سے اسلام پھیلتا ہے اسلام نکوار سے کبھی نہیں پھیلا۔ نگاہِ ولایت سے ہی اسلام پھیلا ہے اور اسی سے ہی انشاء اللہ قیامت تک پھیلتا رہے گا اسی سے ہی اس کی آیاری ہوتی رہے گی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ یہودیوں جیسا لباس پہن کر آج یہودیوں کے جلسہ میں بیٹھ جاؤ۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ یہودیوں کا ایک بہت بڑا جلسہ تھا اور اس میں ان کے بڑے راہب نے تقریر کرنا تھی۔ جس کو سننے کے لئے یہودی اکٹھے ہوئے تھے۔ جلسہ شروع ہوا۔ راہب نے تقریر شروع کی لیکن وہ کچھ بول نہ سکا۔ اس نے کئی موضوع بدلے لیکن اس سے بات نہ بنی۔ یہودی کہنے لگے کہ ہم دور دراز سے آپ کی تقریر سننے کے لئے آئے ہیں لیکن آپ سے کوئی بات جم نہیں رہی ہے آخر کیا بات ہے اس راہب نے کہا کہ آج ہمارے اس جلسہ میں ضرور کوئی محمدی آیا بیٹھا ہے جس نے میرا سارا علم سلب کر لیا ہے اور میں کوئی بات کرنے کے قابل نہیں رہا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اس محمدی کو ڈھونڈو اور اسے باہر نکال دو۔ راہب نے کہا کہ اے محمدی تو جہاں کہیں بھی بیٹھا ہے تجھے

تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ ہے تو کھڑا ہو جا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ راہب نے کہا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ فرمایا کہ میں تم سے کوئی بات کرنے آیا ہوں تم مجھ سے پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو راہب نے آپ سے سوال کرنے شروع کر دیئے۔ کوئی ایک سو سوال پوچھے۔ آپ نے تمام سوالوں کے جواب دیئے اور ہر سوال کے جواب میں راہب نے کہا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ وہ کون جھوٹے ہیں جو جنت میں جائیں گے اور کون سچے ہیں جو دوزخ میں جائیں گے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جھوٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھینٹ دیا گیا ہے۔ بعد میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو معاف کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو معاف کر دیا۔ ان کی بخشش فرمادی اور وہ اب جنت میں جائیں گے راہب نے کہا کہ آپ ٹھیک فرما رہے ہیں اور سچے یہودی اور عیسائی ہیں جو دوزخ میں جائیں گے۔ پوچھا کہ وہ کیسے؟ فرمایا کہ جب یہودی عیسائی کو کافر کہتا ہے تو وہ سچ بول رہا ہوتا ہے اور جب عیسائی یہودی کو کافر کہتا ہے تو وہ بھی سچ بول رہا ہوتا ہے لیکن یہ دونوں دوزخ میں جائیں گے راہب نے کہا کہ آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ اب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے اتنے سوال کئے ہیں اور سب کے درست جواب ہونے کی تصدیق بھی خود ہی کی ہے میں بھی آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں وہ یہ کہ بتاؤ کہ جنت کی چابی کون سی ہے۔ راہب نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جنت کی چابی کون سی ہے لیکن میں وہ اس بھرے جلیے میں نہیں بتاؤں گا۔ اگر بتاؤں گا تو یہ لوگ مجھے جان

سے مار دیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے اتنے سوال پوچھے اور انہوں نے بلا خوف و خطر جواب دیئے ہیں اب انہوں نے صرف ایک سوال پوچھا تو آپ خطرہ محسوس کر رہے ہیں ہم آپ کو کیوں ماریں گے آپ کو جو سچی بات کہنی ہے وہ کہہ دیں۔ تو راہب نے کہا کہ اب خواہ آپ مجھے جان سے ہی مار دیں لیکن میں آپ کو سچ بتا دیتا ہوں کہ جنت کی چابی ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ باقی یہودیوں نے جب اپنے عالم اپنے راہب کو کلمہ پڑھتے سنا تو وہ بھی سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اب بتائیے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کون سی نکوار چلائی۔ یہ صرف آپ کی نگاہ کا ہی کرم تھا۔ اب دیکھیں کہ یہودی راہب جانتا تھا کہ وہ جھوٹا ہے اس کا مذہب جھوٹا ہے۔ اسلام سچا مذہب ہے اور مسلمان ہونا ہی دراصل کامیابی اور بخشش و نجات کا ذریعہ ہے پھر وہ آج تک مسلمان کیوں نہ ہوا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ آج ایک ولی کامل حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس پر پڑ گئی تھی۔ اس کو شعور عطا ہو گیا تھا۔ اس کو سمجھ عطا ہو گئی تھی۔ یوں اسلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کردہ نگاہ ولایت سے پھیلا ہے نکوار سے نہیں۔

نہ سے نہ صراحی نہ دور پیا نہ
فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جانا ناں
آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 10-10-07

لکن خوبصورت

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
 تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ
 وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
 در حبيب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو ان کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
 اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی
 اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے
 معزز حاضرین! کل صاحب نے بڑی خوبصورت نعت لکھی اور پڑھی ہے۔ لکن خوبصورت۔

وہ فرمان شاہ زمن خوبصورت وہ انداز و طرز سخن خوبصورت
امامت ولایت کا مرکز و محور بہار نبی کا چمن خوبصورت
وہ رنگین و تاباں نگوں کی جھلمل میرے مصطفیٰ کا بدن خوبصورت
یہ اعجاز احمد سے کم تو نہیں ہے حبیب خدا کا چلن خوبصورت
فراق نبی میں رلاتی ہے مجھ کو میرے درد دل کی دھن خوبصورت
مبارک تمہیں عاشقان پیہر دلوں کو میسر لگن خوبصورت
جسے دیکھ کر شاہ انجم ہو نام رخ مصطفیٰ کی کرن خوبصورت
وہ پاکیزہ دم سوئے کرٹیں چلا ہے ہے تیغ علیٰ زب تن خوبصورت
ستاروں سے افضل ہیں اصحاب ان کے شہد دین کی ہے انجمن خوبصورت
ہے ان ہی کے دم سے بہار دو عالم غذا کی قسم بیچ تن خوبصورت
کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں یادوں کے نشتر کہ ہوتی ہے جن کی جیہن خوبصورت
قیامت تک جو نہ میلا ہو بیل ملے اس طرح کا کفن خوبصورت
حضرات ان کا شعر ہے کہ ان کی لگن خوبصورت ہے آخر کتنی خوبصورت
ہے۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ لگن ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبت ہو جائے تو یہ کتنی سی خوبصورت ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر
خدمت ہوئے اور عرض کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تو کوئی تیاری نہیں ہے میرے پاس کوئی
ایسے اعمال بھی نہیں ہیں۔ پھر تمہارے پاس کیا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم مجھے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تجھے جس سے محبت ہے حشر کے روز تو اسی کے ساتھ ہوگا۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت ہے تو ان کے ساتھ ہوگا۔ یہ لگن اتنی خوبصورت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلن خوبصورت۔ بہت ہی خوبصورت کہ اس کے بیان کے لئے ہمارے پاس کوئی علم نہیں کوئی الفاظ نہیں ہم رات بھر سو سو کر تھک جاتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا قیام فرماتے ہیں کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے ہیں اور ان سے خون نکلنے لگتا ہے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشنے ہوئے ہیں بلکہ بخشوانے والے ہیں فرمایا کہ میں اپنے رب کا شکر ادا نہ کروں کہ جس نے مجھے سب کچھ عطا کیا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلن ہے۔ اگر ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو جائے تو جنت میں جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے وہیں پر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ یہ اتنی خوبصورت لگن ہے۔ لیکن یہ لگن عطا کون کرتا ہے۔ یہ ہم میں سے کسی کی کوشش سے نہیں ملتی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی محبت از خود ہمارے دلوں میں پیدا فرماتے ہیں خود ہی اس کا ثواب بھی عطا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلا تے ہیں کہ جلدی سے آؤ۔ وہ حاضر ہوتے ہیں کہ یا اللہ کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں بندے سے محبت ہو گئی ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ صرف اللہ کی محبت دل میں رکھو اس کے علاوہ کسی اور کی محبت رکھنا شرک

ہے اللہ تعالیٰ خوفناک ہے ہیں کہ اے جبرائیل علیہ السلام مجھے دانا ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے۔ مجھے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے۔ مجھے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے مجھے اہل بیت سے محبت ہے۔ مجھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت ہے مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے یہ شرک نہیں ہے بلکہ یہ اس کو شرک کہنے والے خود شرک ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے محبت کرنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے بابا فرید گنج شکر سے محبت ہو گئی ہے۔ مجھے بیل شمش سے محبت ہو گئی ہے جو نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی محبت کرتے ہیں۔ آپ آج یہاں محفل میلاد النبی صلی اللہ علی وسلم میں کیوں آئے ہیں۔ آپ سب کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کھینچ کر لائی ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ اے جبرائیل مجھے فلاں شخص سے محبت ہو گئی ہے تو بھی اس سے محبت کرو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھے بھی اس سے محبت ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب آسمانوں میں چلے جاؤ اور وہاں منادی کرو کہ اللہ تعالیٰ اور جبرائیل علیہ السلام کو فلاں شخص سے محبت ہو گئی ہے اے آسمان والو تم بھی اس شخص سے محبت کرو۔ تمام آسمانوں والے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اے جبرائیل اب زمین پر چلے جاؤ اور وہاں منادی کرو کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اور تمام آسمانی مخلوق کو فلاں شخص سے محبت ہو گئی ہے اے اہل زمین تم بھی اس محبت کرو۔ جب یہ اعلان ہوتا ہے تو تمام زمین والوں کو اس ہستی

سے محبت ہو جاتی ہے۔ یہ محبت ایک بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ محبت کا ایک قطرہ ہزار ہا خامیوں کو دور کر سکتا ہے۔ لیکن ہزار ہا اعمال صالحہ بھی محبت کی کمی کو دور نہیں کر سکتے۔ خواہ کتنے ہی اعمال ہوں ان سے بخشش کی کوئی اُمید نہیں ہے لیکن محبت کا ایک ذرہ بھی جنت میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لے جاتا ہے۔ یہ اتنی اچھی لگن ہے۔ بات جو آج کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ عرفان نے یہ اپنا مکان نیا تعمیر کیا ہے۔ کیا یہ جنت بن سکتا ہے۔ یہ مکان ابھی زیر تعمیر ہے آدھا حصہ مکمل ہو چکا ہے اور آدھا باقی ہے آپ نے دونوں حصے دیکھے ہیں مکان ابھی نامکمل ہے کیا اس کے باوجود بھی یہ جنت بن سکتا ہے۔ عرفان صاحب اگر یہ آپ کا مکان ابھی سے ہی جنت بن جائے تو کیا یہ اچھا نہیں ہے اس سے نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کے ہمسائیوں کو بھی فائدہ ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان کو جنت بنا دیجئے۔ کیا اللہ اللہ کرنے سے یہ جنت بن جائے گا۔ کیا یا حی یا قیوم جنت بنانے کرنے سے یہ جنت بن جائے گا۔ کیا مُبَحَّانَ رَبِّیْ الْاَعْلٰیُّو مُبَحَّانَ رَبِّی الْعَظِیْمُ کہنے سے بن جائے گا۔ یا اللہ کیا تیرا ذکر کرنے سے یہ مکان جنت بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بالکل نہیں بنے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہاں میرا ذکر ہو۔ مُبَحَّانَ اللہ ہو یا حی یا قیوم ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو اس بندے کا اور اس جگہ کا جنت میں حصہ ہی نہیں ہے۔

ذکر حق چاہو نجدیو ذکر مصطفیٰ کے بغیر

یہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا فتویٰ ہے پروفیسر صاحب جانتے

ہیں فرمایا کہ اگر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ذکر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں بلکہ یہ جہنم کی کنجی ہے آپ بے شک کسی عالم دین سے اس شعر کا مطلب پوچھ لیں یہ بڑا دفاع ہے یہ بڑا فتویٰ ہے صرف اللہ کا ذکر کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ذکر اللہ بھی صرف اسی صورت میں قبول ہوتا ہے کہ جب اس کے ساتھ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے یہ جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہنا چاہئے ان کو علم ہونا چاہئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی قبول ہوتا ہے لیکن تو اسے شرک کہتا ہے۔ اور اس کا تارک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا ذکر نہ ہو بے شک نہ ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو تو وہ بھی میرا ہی ذکر ہے۔ صبح سے محفل جاری ہے تلاوت میں صرف دو آیات پڑھی گئی ہیں اور باقی سارا وقت نعت خوانی میں گزرا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت بیان ہو رہی ہے۔ ہر کوئی نثر یا نظم اپنے اپنے رنگ میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کر رہا ہے۔ تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمائیں کہ اس سے کیا حاصل ہو جائے گا۔ چار احادیث مبارکہ ہیں بار بار عرض کی ہیں اور پھر بھی پروفیسر صاحب کی اجازت سے عرض کرتے ہیں کہ یہ Repetition ضرور ہے مگر ہمارے فائدے کی ہے جتنی بار بھی ان احادیث کو دہرایا جائے وہ کم ہے کہ اس میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتی ہے۔ پروفیسر صاحب ہر دفعہ روکتے ہیں کہ جی صرف ایک بات بار بار آ رہی ہے۔ مجھے آتی ہی صرف ایک بات ہے لیکن وہ اتنی اچھی ہے کہ جب بھی دہرائی جائے تو اس کا انعام تیا ہی ملتا ہے۔ بات پرانی انعام تیا۔ پہلی حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جیسے یہ آج ہو رہی ہے میں آ جانے سے میں لاکھ بری محفلوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ محفل چھوٹی ہو بڑی ہو عرفان اکیلا بیٹھ کر بھی محفل کر لے پھر بھی کافی ہے جتنے بندے آئے ہیں اتنے اور بھی بلا لے پھر بھی اور سارا شہر آ جائے پھر بھی۔ ایک ہی بندہ ہو پھر بھی کافی ہے محفل کا تعلق حاضرین کی تعداد سے نہیں ہے اس کا تعلق ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ کوئی بندہ جسم سے نہیں بلکہ روح سے بنتا ہے اگر روح نکل جائے تو لوگ جلدی کرتے ہیں کہ جسم کو دفن کر دو، یہ کہیں کوئی مصیبت نہ بن جائے۔ اصل چیز روح ہے۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اصل چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر وہ نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جو ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جائے میں لاکھ بری محفلوں کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ جتنے بھی گناہ کر کے آئے ہو وہ آج سب مٹ گئے۔ اگر کہو کہ نہیں ایسا نہیں ہے تو پھر ذرا اپنا امتحان دے کر دیکھ لینا۔ جس کا امتحان ہو گیا جس کا حساب کتاب کھل گیا وہ ہلاک ہو گیا وہ مارا گیا وہ جہنمی ہو گیا۔ یہ بھی حدیث شریف میں ہے۔ دوسری حدیث شریف یہ فرماتی ہے کہ جب ہم آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں۔ کیا آپ پورا تول کرتے ہیں کیا آپ پورا ناپ کرتے ہو کیا عدالتوں میں سچی کوای دیتے ہو کیا رجسٹری ٹھیک لکھی جاتی ہے کیا جو پوشیدہ طور سے ہاتھ میں دے دیتے ہو وہ کیا ہوتا ہے۔ صرف پتواری خانہ ہی نہیں تمام ادارے ایسے ہی ہیں۔ ہم کوئی پاک صاف نہیں ہیں اس حمام میں سب ننگے ہیں۔ ہم بھی جھوٹی کوای دینے والوں میں سے ہیں۔ ہم رشوت خور بھی ہیں اور رشوت دینے والے بھی ہیں ہم جانتے بھی ہیں کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں

جہنمی ہیں پھر بھی یہ کام ہو رہا ہے اور ہمیں پارسا بننے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں اپنے کردار کا علم ہے جو کچھ ہم اپنی عملی زندگی میں کرتے ہیں وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ پاک صاف اور پارسا ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے اگر ہمیں کوئی سہارا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کا سہارا ہے اور کوئی سہارا نہیں ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم محفل میں آتے ہو تو گناہ لے کر آتے ہو جب تم محفل میں بیٹھ جاتے ہو تو تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ گناہ نیکیاں بن جاتی ہیں پروفیسر صاحب نے ایک اندازہ بتایا ہے کہ جنت کتنی دور ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جسم اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ہی خط مستقیم میں متواتر پرواز کرے تو وہ تیس لاکھ سال میں جنت کے کنارے پہنچ جائے گا جنت کے اندر داخل نہیں ہوگا۔ لیکن جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو جنت چل کر ہمارے قدموں میں آ جاتی ہے اب پروفیسر صاحب آپ خود ہی بتائیں کہ ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہیں کہ نہیں۔ ہم نے کئی علماء سے پوچھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جنت عطا کرتا ہے تو یہ کیسی ہوتی ہے کہ کچی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ جنت دیتا ہے تو یہ کچی ہی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ جو جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ اسی میں رہتا ہے۔ زندگی کچی دی ہے صحت کچی دی ہے لیکن جب جنت عطا کی ہے تو وہ کچی عطا کی ہے۔ اب ہم جنت میں بیٹھے ہیں ایک اور حدیث شریف ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ جب تم جنت کی کیاریوں میں جایا کرو تو جنتی پھل کھایا کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کہاں ہیں۔ فرمایا کہ جہاں

میرے اللہ کا اور میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے لیکن اس کیاری سے اس جنت سے بھی افضل ایک چیز ہے اس کی طرف کوشش کرو۔ وہ کیا ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

اس قسم کی ہزاروں جنتیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار عالیہ پر قربان ہیں۔ جنت کہتی ہے کہ یا اللہ مجھ سے جنت والی تمام صفات واپس لے لے اور مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی مٹی بنا دے۔ خانہ کعبہ کو حشر کے روز آزاد کر دیا جائے گا اور اسے حکم ہوگا کہ میدان عرفات میں چلے جاؤ۔ وہاں حساب کتاب ہوگا اور تو نے شفاعت بھی کرنی ہے حجرا سود کو بھی ساتھ ہی لے جاؤ۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ آپ نے مجھے چلنے کی طاقت عطا کر دی ہے تو پہلے مجھے مدینہ شریف کی حاضری دے لینے دے وہ مدینہ شریف میں حاضری دے کر پھر میدان عرفات میں جائے گا۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب آب کوثر میں 71 نمبر پر حدیث شریف درج کی ہے کہ جب محفل ذکر شروع ہوتی ہے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو وہ پوری کی پوری محفل قبر اقدس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پہنچ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو پہچان رہے ہیں۔ ہر ایک کے والد کو بھی جانتے ہیں ہر ایک کی ذات اور قبیلہ کو بھی جانتے ہیں۔ یہ پہچان کس سے ہوتی ہے۔ نعت تو بے ل صاحب نے پڑھی ہے ہم نے تو صرف سنی ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گئی

یہ وہ ذکر ہے یہ وہ عبادت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے اولیاء

کرام کا ذکر کفارہ گناہ ہے۔ حضرات یہ مکان اس طرح سے جنت بن گئی ہے۔ ایک

نعت شریف ہے۔ ریاض الدین ریاض صاحب کی نعت ہے۔

ثنائے محمد جو کرتے رہیں گے وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہے گے

وہ لحات بخشش کا سامان ہوں گے جو ذکر نبی میں گزرتے رہیں گے

حیات ان پر قربان ہوتی رہے گی جو عشق نبی میں مرتے رہیں گے

انہیں دیکھ کر جہاں کے نظارے نگاہوں سے میری اترتے رہیں گے

ہر ایک گام پر ہم کو معراج ہو گئی جوہر ان کے قدموں میں دھرتے رہیں گے

ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا تیرے بگڑے کام سنورتے رہیں گے

اگر آپ نے اپنے کام سنوارنے ہیں تو یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنوریں گے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین

آسلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانش محمد عرفان صاحب

28-12-09

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ

28

پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	بوسہ زن پر آستانے کا طے	۴
۴	شیخ المشائخ حضرت پیر نعمت اللہ قریشی المعروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶
۵	شان اولیاء اللہ	۴۱
۶	مرشد کمال کے دامن سے وابستگی	۵۹
۷	اونہوں سے خیراں نہیں	۷۰
۸	شفاعت اولیاء اللہ	۸۲
۹	شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۸۹
۱۰	قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا (دوم)	۱۱۳
۱۱	جنتی فرقہ	۱۳۶
۱۲	اسوۂ رسول - کردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۰
۱۳	Happy Birth Day	۱۶۱
۱۴	امت کی وکالت	۱۶۹

نعت شریف

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جائیں سیراب
 چچ سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا
 دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
 پلہ ہلکا ہی کبھی بھاری ہے بھروسہ تیرا
 ایک میں کیا میرے عھیاں کی حقیقت کتنی
 مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
 خوار و پیار خطا وار گناہ گار ہوں میں
 رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا
 میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
 محو و اثبات کے فتر پہ کڑوا تیرا
 تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
 کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا
 تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
 تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا
 تیرے صدقے مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
 جس دن اچھوں کو ملے جام پھلکا تیرا
 حرم طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
 جوت پڑی ہے تیری نور چھتا تیرا
 تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع

جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

پیش لفظ

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت شیخ المشائخ حضرت پیر نعمت اللہ قریشی المعروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ”میں نے تین پودے لگا دیئے ہیں کراچی میں افضل ہے کوئٹہ میں صوفی شریف ہے اور فیصل آباد میں ڈاکٹر علی ہے۔ جس طرح سے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یمن سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو آتی تھی مجھے فیصل آباد سے ڈاکٹر علی کی خوشبو آتی ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ ڈاکٹر علی میرے سلسلہ کو بڑے احسن طریقہ سے چلائے گا۔“

حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشین گوئی بالکل درست ثابت ہوئی شہر فیصل آباد اور بیرون شہر میں بیس پچیس محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت سیدی مرشدی حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ ہر ماہ منعقد ہوتی ہیں جن میں موصوف ادب مصطفیٰ محبت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے ہیں عقائد کی درستگی اور اصلاح کی جاتی ہے بدعتیہ کی نشان دہی اور اس سے بچنے کے طریقے سمجھائے جاتے ہیں آپ کے ان ارشادات کو کتاب وسیلہ نجات میں شائع کر دیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

وسیلہ نجات کا اٹھائیسواں (۲۸) حصہ حاضر خدمت ہے کتاب کی بہتر سے بہتر اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی 22-11-2010

بوسہ زن بر آستانے کا ملے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
الْعَلِيِّمِمْ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ
وَعَلَى الْكَوَاعِبِ يَا صَاحِبِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ ساری عمر تلاش میں رہا ہوں لیکن مجھے راہ
حق کی کوئی بات نہیں ملی۔ میں صرف ایک بات ہی سنا چاہتا ہوں، میں زیادہ تفصیل
میں نہیں جانا چاہتا تو پھر میں نے اسے یہ نصیحت کی کہ

بوسہ زن بر آستانے کا ملے

اگر تو کچھ جتنا چاہتا ہے اور اس مٹی کا سونا بنانا چاہتا ہے۔ اگر تو جہنمی کو جنتی بنانا چاہتا ہے
تو پھر کسی کال کے دروازہ کا بوسہ لے لے اس کی چوکھٹ کا بوسہ لے لے تو تیرا کام
بن جائے گا اگر تجھے یہ چیز نہ ملی تو پھر تجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نہیں ملیں
گے۔ اور خدا بھی نہیں ملے گا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کیما پیدا کن از مشتے گلے

بوسہ زن بر آستانے کا ملے

حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک لڑکا حاضر ہوا۔ وہ کسی
اپنی غرض سے مرید ہو گیا۔ غرض یہ تھی کہ میری شادی فلاں جگہ ہو جائے اس نے پانچ
روپے شیرینی کے لئے دیئے۔ بیعت کر لی۔ چند دنوں بعد حاضر ہوا کہ حضرت

صاحب اس لڑکی کی منگنی ہو گئی ہے اور شادی بھی عنقریب ہو جائے گی۔ میری تو غرض پوری نہیں ہوئی مجھے ایسی بیعت کا کیا فائدہ ہے آپ میری بیعت واپس کریں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کر دیں جو میں نے شیرینی کے لئے دیئے تھے۔ سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ روپے واپس کر دیئے اور فرمایا کہ تیری بیعت مجھ سے نہیں ہوئی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے بتاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر مجھے ڈراتے ہیں۔ آپ مجھے یہ دکھائیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ اگر ان سے بیعت ہوئی ہے تو پھر ٹھیک ہے اگر آپ سے ہوئی ہے تو پھر یہ بیعت ختم ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دست شفقت اس کی پشت پر رکھا تو اسے نظر عطا ہو گئی اس نے دیکھا کہ ایک ماہ قبل وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہا ہے اس لئے اگر ایک مرشد کامل مل جائے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مل جاتے ہیں اور جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مل جائیں تو خدا بھی مل جاتا ہے۔ جھنگ کا رہائشی ایک آدمی تھا اس نے بھی مرشد کامل کے لئے بہت تلاش کی وہ حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پڑھا کرتا تھا کہ

طالب حق بود من حاضرم

تاں رساںم روز اوّل با خدا

جو مجھے پہلے ہی دن اللہ تعالیٰ سے ملائے گا میں نے اس کی بیعت کرنی ہے ورنہ میں نے بیعت ہی نہیں کرنی ہے۔ وہ کئی ایک بزرگوں سے ملا اس کی تمنا پوری نہ ہوئی۔ آخر کار وہ دادو شریف حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

وہاں بھی یہی شعر پڑھا اور عرض کیا کہ میں پہلے ہی روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنی چاہتا ہوں فرمایا کہ بیعت کی چند شرائط ہیں وہ پوری کرو۔ بیعت ہو جاؤ۔ حضرت صوفی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار کو جروئی وہاں موجود تھے ان سے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور ذکر سکھا دو۔ اسی ذکر کے دوران پہلے روز ہی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نعمت اللہ قریشی کا کرم ہے کہ میں پہلے ہی روز تمہیں اپنی زیارت سے نواز رہا ہوں اور انشاء اللہ تو اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھ لے گا جب تک مجھے نہیں پاؤ گے تو خدا کو بھی نہیں پاؤ گے آج میں تمہیں مل گیا ہوں تو تجھے اللہ تعالیٰ بھی مل جائیں گے۔ حضرات یہ نقطہ ہے کہ بوسہ زن بر آستانے کاٹے۔ تفاسیر کا مطالعہ کریں، احادیث مبارکہ پڑھ لیں قرآن مجید پڑھ لیں۔ نمازیں پڑھ لیں۔ روزے رکھ لیں۔ ایک جگہ بات کی گئی تھی کہ یہ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ایک متفق کا اُکارت جاتا ہے اس کو ان اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ریاضی کی رو سے یوں سمجھ لیں کہ کلمہ بھی صفر ہے، نماز بھی صفر ہے، روزہ بھی صفر ہے، حج بھی صفر ہے، تمام اعمال صفر ہیں جب تک ان کے ساتھ ایک نہ لگا ہوا ہو۔ اور وہ ایک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ہے۔ ایک شخص اسی محفل میں موجود تھا اسے یہ بات پسند نہ آئی یا سمجھ نہ آئی یا اس نے اس کی تصدیق چاہی اللہ ہی جانے کہ اس کی کیا غرض تھی۔ وہ دل میں سوچتا رہا کہ کلمہ بڑی چیز ہے۔ نماز اعلیٰ عمل ہے۔ روزہ اعلیٰ عبادت ہے، حج، زکوٰۃ بھی بڑی عظمت والی ہیں یہ تمام کس طرح سے صفر ہو جاتی ہیں اسے رات خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا۔ یہ جولائی 2010ء کی بات ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک

بات سنی ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ جو کچھ تم نے سنا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ لیکن میں اس میں ایک ترمیم کرتا ہوں وہ یہ کہ وہ ایک جو ہے وہ مرشد کریم ہے لیکن اسے لگانا میں ہوں۔ مرشد کریم کو کون بتاتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بتاتے ہیں مرشد کریم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب ہے۔ اگر یہ نائب نہ ملے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نہیں ملتے ہیں اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ملیں تو خدا بھی نہیں ملتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میری روح سے بھی قریب ہیں لیکن مجھے مل نہیں رہے ہیں کیا کروں تو اس کا علاج ہے کہ بوسہ زن بر آستانے کا ملے۔ کسی شیخ کامل کے دروازے کی چوکھٹ کا بوسہ لے لے تو تیرا کام بن جائے گا۔ کوئی یہ کہے کہ ساری باتیں بنی ہوئی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے ان میں کوئی قرآن وحدیث سے ثبوت نہیں ہے۔ خواہ مخواہ لوگوں کو پھنسانے کے لئے TRAP کرنے کے لئے یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ آئیے ہم قرآن مجید میں دیکھتے ہیں کہ حشر کا دن ہے لوگ جمع ہیں تمام مخلوق حاضر ہے اب ان کی چھانٹی کرنی ہے کہ جنت میں کون جائیں گے اور جہنم میں کن کو داخل کیا جائے گا۔ کیا یہ آواز آئے گی کہ کلمہ کو ایک طرف ہو جائیں نہیں یہ آواز نہیں دی جائے گی نمازیو آجاؤ یہ بھی نہیں۔ اے حاجیو آجاؤ یہ بھی نہیں۔ کسی عمل کی بنیاد پر آواز نہیں دی جائے گی بلکہ اس روز آواز دی جائے گی کہ اے فلاں کے مریدو آجاؤ اور اپنے پیر کے ساتھ لگ جاؤ۔ یَوْمَ نَلْعَنُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (اسرائیل ۱۷) جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ ہر شخص کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلایا جائے گا۔ قرآن مجید

اعلان فرما رہا ہے کہ اس روز تمام بندوں کو آواز دی جائے گی کہ اپنے پیر کے ساتھ لگ جاؤ۔ ہر شخص اپنے اپنے پیر کے ساتھ وہ پیر اپنے پیر کے ساتھ اور وہ پیر اپنے پیر کے ساتھ لگ جائے گا اور ہوتے ہوتے تمام لوگ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اور لواء الحمد کے جھنڈے تلے پناہ میں آ جائیں گے آج یہ شامیانہ ہم پر سایہ کئے ہوئے ہے اس روز کوئی سایہ نہیں ہوگا اگر کوئی سایہ ہوگا تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا سایہ ہوگا۔ اس سایہ میں ہم کس طرح سے پہنچیں گے یہ صرف وسیلہ مرشد کامل ہوگا کہ جس سے لواء الحمد کے نیچے پہنچیں گے۔ کسی بھی اہل سنت و جماعت کے مفسر کی تفسیر پڑھ لیں امام کے لفظ کا مطلب وہ بتاتے ہیں کہ یہ پیر و مرشد ہے جو تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پناہ میں لاتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث شریف ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کی بیعت نہیں ہے وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ علماء سے پوچھا ہے کہ جاہلیت کی موت کیسی ہوتی ہے فرمایا کہ یوں ہی سمجھ لیں کہ جس طرح سے کہ ابو جہل مر گیا۔ ابو جہل کی طرح وہ بندہ مر گیا کہ جس کا کوئی پیر نہیں ہے۔ ہم حقیقی ہیں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و کار ہیں وہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ قرآن کی ہر آیت کا شان نزول جانتے ہیں۔ اس کے معنی اس کی تفسیر جانتے ہیں۔ نسخ منسوخ جانتے ہیں۔ احادیث مبارکہ کی تشریح جانتے ہیں۔ فقہ خود بتائی ہے۔ ہر مسئلہ کا حل جانتے ہیں۔ ان جیسا کوئی عالم نہیں ہوا وہ بڑی عمر میں ہو کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہوئے۔ کسی نے کہہ دیا کہ حضرت صاحب آپ تو خود عالم ہیں، مفسر ہیں، محدث ہیں، قرآن کو

سمجھتے ہوا حدیث کو جانتے ہوتے نہیں مرید ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ کوئی جاہل بے علم آدمی بیعت کرے کہ اس کو کوئی ہدایت کوئی راہنمائی مل جائے گی آپ تو پہلے ہی عالم ہیں آپ نے اور کیا سیکھنا ہے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے جو عالم دین ہیں سمجھ دار ہیں۔ سمجھ جانتے ہیں قرآن وحدیث کا مکمل فہم ان کو ہے وہ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر بیعت نہ ہوتا تو ہلاک ہو گیا ہوتا۔ یعنی جہنمی ہو گیا ہوتا میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے تے میں وی آکھاں راہ دے

بنا مرشداں راہ نہیں لہناتے رل مرسلں وچہ راہ دے

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم ہیں۔ اگر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی عالم ہوئے ہیں تو وہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ قرآن وحدیث کا فہم رکھنے والے علم رکھنے والے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہیں پورا قرآن وحدیث کا علم تفسیر و شرح مثنوی روم میں اشعار کی صورت میں بیان فرما دی ہے وہ فرماتے ہیں۔

مولوی ہر گر نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

فرمایا کہ جب تک میں پیر صاحب کی غلامی میں نہیں آیا میں کچھ بھی نہ تھا۔

حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تبیع پھری تے دل نہ پھریا کی لینا تبیع پھڑ کے ہو

علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کی لینا علم نوں پڑھ کے ہو

چلے کدھے تے کچھ نہ کھٹیا کی لینا چلیاں وڑ کے ہو
 جاگ بنا دو دھندے سائیں بھاویں لال ہوں کڑھ کڑھ کے ہو
 لکھن نہیں نکلے گا۔ ایمان نصیب نہیں ہوگا۔ جنت نہیں ملنی اگر پیر و مرشد نہ
 ہوئے۔ یہ صرف ایک ہی نقطہ ہے اسے یاد کر لیں اگر تمہیں پیر کامل نہ ملیں۔ اگر تمہیں
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ملیں تو مجھے پکڑ لینا میں اپنے پیر و مرشد کا دامن پکڑ لوں گا
 اللہ تعالیٰ ہر ایک کو کامل مرشد نصیب کرے دنیا و کائنات سے اگر کوئی سب سے بڑی
 چیز آپ اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں تو وہ پیر کامل کا دامن ہے اس سے بڑی کوئی نعمت
 نہیں ہے۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام صغریں جب تک ان کے ساتھ ایک نہیں لگتا
 ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں بنتی۔ وہ ایک تمہارا پیر ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
 لگاتے ہیں۔ وہ آدمی جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اسے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ وہ ایک تیرا مرشد ہے اور لگانا میں ہوں اسی خواب
 میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک منقبت بھی عطا فرمائی۔ وہ
 سرائیکی زبان میں نعت ہے اس کی طرز بھی سکھائی اس کو پڑھنے کا طریقہ بھی سکھایا
 وہ حافظ گل محمد صاحب ہیں۔ لاہور میں مقیم ہیں وہ جب صبح بیدار ہوئے تو ان کو
 خواب میں جو منقبت عطا فرمائی گئی تھی وہ کچھ یا درہی کچھ بھول گئی۔ آپ نے اپنا
 سر ہانہ اٹھایا تو پوری نعت لکھی ہوئی اس کے نیچے پڑی تھی گدو صاحب تشریف
 لاتے ہیں اور آپ کی اجازت سے آپ کی خدمت میں وہ منقبت پیش کرتے ہیں
 جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہے۔

سوہنے پیر دے رنگ رنگیواں شالا میں وی سہاگن تھیواں
 جدوں وقت نزع دا آوے سوہنی صورت پیر وکھاوے

لے نام تیرا میں ٹھرساں میں تاں مرشد مرشد کرساں
 تیرا ہو کے جگ تے میں جیواں شالا میں وی سہاگن تھیواں
 سوہنا پیر کرم کماوے آ سکدیاں نو گل لاوے
 ایہدے ناں داہو کے میں جیواں شالا میں وی سہاگن تھیواں
 میرے ساہ ساہ دے وچہ خاں کرو غلطیاں معاف تمامی
 جام عشق شراب میں پیواں شالا میں وی سہاگن تھیواں
 حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے جو وہ بار بار پڑھا
 کرتے تھے اور پڑھنے کی بار بار تاکید فرمایا کرتے تھے کہ

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں
 جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں
 ہر کسی کا ستارہ صرف مرشد کے مے خانے میں ہی چمکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
 کرے کہ ہر بندے کو مرشد کامل نصیب ہو جائے۔ تو پھر وہ کیا تحفہ دیتے ہیں
 غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحفہ دیا ہے۔ ہر مرشد کامل نے بھی تحفہ دیا ہے
 حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیا ہے فرمایا

مُرِيدِي لَا تَحْظَكُہ کے تسلی دی غلاموں کو
 حشر تک رہے بندہ بے خوف غوث الاعظم کا

اے مرید جب تو میرا مرید ہو گیا ہے تو پھر جہنم کا خوف نہ رکھ جہاں جنت
 میں تیرا پیر ہوگا وہیں تو بھی اس کے ساتھ ہوگا۔ یہ کوئی گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے۔
 بلکہ یہ کرم اور رحمت ہے جو پیر کامل کا دامن پکڑنے سے ملتی ہے کوئی یہ کہے کہ یہ تو سرکار
 غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے یہ کوئی قرآن یا حدیث تو نہیں ہے۔ قرآن مجید

میں ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۱۲)

”خبردار جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم۔“ اولیاء اللہ کو جہنم کا کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی اسے اپنے دوست کا کوئی غم ہے خوف اپنے لئے ہوتا ہے حزن دوست کے لئے ہوتا ہے ولی کو نہ اپنا خوف ہے اور نہ ہی اپنے دوست کا۔ اس لئے تیرا پیروہ ہے جسے تو دل سے تسلیم کرے کہ یہ میرا پیر و مرشد ہے اس کی قدم بوسی بھی دل سے کرنے کہ صرف دکھلاوے کے لئے ریا کاری کے لئے ہو۔ دست بوسی کرنے والے بے شمار ہوتے ہیں۔ قدم بوسی والے بہت کم ملتے ہیں اور چوکھٹ کو بوسہ دینے والے اور بھی بہت کم ہیں۔ چوکھٹ کو بوسہ دینے والے بن جاؤ۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اسی لئے تو فرماتے ہیں بوسہ زن بر آستانے کا طے دست بوسی سے جو کچھ ملتا ہے قدم بوسی سے اس سے زیادہ ملتا ہے اور چوکھٹ پر بوسہ دینے سے اور بھی زیادہ مل جاتا ہے میں اکناکس کی بات کر رہا ہوں اگر زیادہ لینا چاہتے ہو تو چوکھٹ پر بوسہ دے دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں کی خاک کی تعریف کی ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ کلمہ پڑھو، نماز پڑھو ٹھیک ہے۔ روزہ رکھو لیکن یہ کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راہ گزر کی قسم اس کا کیا مطلب ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں نی پاکی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین پاک کی خاک کی عظمت نہیں ہے وہ بے ایمان ہے جو کچھ خاک سے ملتا ہے وہ اور کہیں نہیں ملتا علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

منا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہئے
کہ دانہ خاک میں مں کر گل و گلزار ہوتا ہے
اگر دانہ فرش پر پڑا رہے گا تو وہ اگے گا ہی نہیں۔ پودا نہیں بنے گا، درخت

نہیں بنے گا۔ نہ اس کو پھول لگیں گے نہ پھل لگے گا۔ لیکن وہی دانہ مٹی میں ڈال دیا جائے گا تو وہ اپنی ہستی کو اپنی شناخت کو ختم کر دے گا اس سے پودا نکلے گا پودا بڑا ہو جائے گا اسے پھول پھل لگ جائیں گے۔ حضرات اگر پیر کمال سے کچھ لینا چاہتے ہو تو اس کی قدم بوسی کرلو۔ تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔ یہ پیر و مرشد سے لینے کا طریقہ ہے ایک شخص تھا وہ اپنے مرشد خانہ میں جب جانا تھا تو چوکھٹ کو بوسہ دیتا تھا۔ پیر صاحب کے صاحبزادے اسے کہنے لگے کہ ابا جان آپ کو بہت نوازتے ہیں تیری تعریف ہی کرتے رہتے ہیں ہم ان کے بیٹے ہیں وہ ہماری بات ہی نہیں کرتے۔ فرمایا کہ میں غلام بن کر حاضر ہوتا ہوں اور آپ صاحبزادے بن کر جاتے ہیں اس لئے دونوں میں فرق تو ہونا چاہئے۔ فرمایا کہ ہمیں بھی بتاؤ کہ ہم کس طرح سے حاضر ہوا کریں۔ فرمایا کہ میرے ساتھ آ جاؤ ان کو ساتھ لیا اور فرمایا کہ چوکھٹ کو بوسہ دے دو۔ انہوں نے چوکھٹ پر بوسہ دے دیا پھر فرمایا کہ پیر صاحب کی جوتی کا بھی بوسہ دے دو۔ انہوں نے وہ بھی کر دیا۔ جب بیٹے نے یہ کر دیا تو پیر صاحب نے فرمایا کہ تمہیں کسی نے آج کوئی سبق دے دیا ہے تم آج بیٹے نہیں ہو بلکہ اور ہی نظر آتے ہو کیا آپ بھی کچھ اور ہی بننا چاہتے ہو تو اس کا کیا طریقہ ہے کہ بوسہ زن بر آستانے کا ملے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ہے جو بڑا سبق آموز ہے۔ آپ کئی سال سے ہر رات اپنے پیر و مرشد کے ساتھ گزارتے تھے ایک روز جب آستانہ عالیہ پر جا رہے ہیں کہ راستے میں عصر کا وقت ہو گیا تو آپ وضو کرنے کے لئے ایک نہر کے کنارے بیٹھے تو پانی میں اپنا عکس نظر آیا کہ آپ ایک واسکٹ پہنے ہوئے ہیں دیکھا تو حیران ہوئے کہ یہ تو میرے پیر و مرشد کی واسکٹ ہے جب اپنے ہاتھ دیکھے تو وہ بھی اپنے پیر و مرشد کے ہاتھ نظر

آئے پانی میں اپنا چہرہ دیکھا تو سوچا کہ یہ تو میرے پیر و مرشد کا چہرہ ہے۔ آپ گھبرا گئے کہ آپ کا سارا حلیہ سارے کپڑے سارا جسم اپنے پیر و مرشد کا ہو گیا ہے اب جدھر دیکھیں اپنا پیر و مرشد ہی نظر آئے۔ آپ آستانہ عالیہ پر پہنچے اور عرض کیا کہ حضرت آج تو عجیب و غریب واقعہ ہو گیا ہے میرا لباس بدل گیا۔ میرا چہرہ بدل گیا میری ٹوپی بدل گئی میری شکل و صورت بدل گئی۔ فرمایا کہ مبارک ہو تو اپنے پیر میں فنا ہو گیا ہے۔ فنا فی الشیخ ہو گیا ہے۔ جو روزانہ حاضری دیتا ہے وہ اپنے پیر میں فنا بھی ہو جاتا ہے وہ پھر خود آپ نہیں ہوتا بلکہ کوئی اور ہی ہوتا ہے اسی اور میں میرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آ جاتے ہیں اور اسی اور میں میرا رب بھی آ جاتا ہے۔ فنا فی الشیخ ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ بوسہ زنیر آستانے کا ملے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشہ معنی ہیں غم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میر
شبائی سے کلیسی دو قدم ہے

اگر تو اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو پھر خواہ تو بھیڑیں بھی چرانے والا ہے جنگل میں جانور چرانے والا ہے تو کسی پیر کامل کا دامن پکڑ لے تو وہ تجھے اللہ تعالیٰ سے ملا دے گا۔ پنجاب میں جو سب سے بڑی گدی ہے چشتیاں شریف میں آستانہ ہے قلمیہ عالم حضرت نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اپنے پیر و مرشد کی بکریاں جانور چرایا کرتے تھے آپ کے پیرخانہ میں سالانہ جلسہ دستار فضیلت ہو رہا ہے۔ بڑی رونق ہے بڑی چہل پہل ہے جن بچوں نے اپنا تعلیمی نصاب مکمل کر لیا ہے ان کو دستار

فضیلت عطا ہونے والی ہے کسی نے درس نظامی مکمل کر لیا ہے اور وہ عالم دین بن گیا ہے کسی نے فقہ پڑھ لی ہے تو فقیہ بن گیا ہے کسی نے حفظ کر لیا ہے تو حافظ بن گیا ہے جلسہ شروع ہو گیا ہر بچے کو نام لے کر پکارا جا رہا ہے اور اسے خلعت اور دستار باندھی جا رہی ہے۔ حضرت نور محمد صاحب بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر ایک کونے میں بیٹھے سارا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ پیر و مرشد کی نظر پڑ گئی فرمایا کہ نور محمد تم نے بھی کچھ لینا ہے تم نے بھی کچھ بنا ہے عرض کیا کہ سرکار میں تو بکریاں چرانے والا ہوں میں نے کون سی تعلیم حاصل کی ہے کہ میں بھی کچھ بن سکوں۔ بچوں نے تعلیم حاصل کی ہے کوئی عالم بنا ہے کوئی حافظ بنا ہے کوئی کچھ بنا ہے۔ انہوں نے محنت کی ہے اور آج ان کو ان کی محنت کا پھل مل رہا ہے۔ فرمایا کہ نور محمد چھوڑو تعلیم کو جو انہوں نے حاصل کر لی ہے میں تمہیں قبلہ عالم بناتا ہوں۔ آپ قبلہ عالم بن گئے اور پنجاب سندھ میں 360 گدیاں ان کے غلاموں کی چل رہی ہیں جن میں کلڑہ شریف ہے۔ سیال شریف ہے تو نہ شریف ہے لیکن یہ سب کس طرح سے بنے ہیں ایک ولی کامل کی نگاہ سے بنے ہیں فرمایا کہ میں تمہیں قبلہ عالم بناتا ہوں تو وہ قبلہ عالم بن گئے تو بھی ایسا کام کر کہ تیرے لئے بھی تیرے پیر و مرشد کی زبان سے کوئی کلمہ خیر نکل جائے تو پھر تو بھی بن جائے گا اور وہ کون سا ایسا کام ہے وہ ادب ہے برابری نہیں ہے صرف دست بوسی نہیں ہے بلکہ قدم بوسی ہے اور چوکھٹ بوسی ہے یہ میری عرض ہے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْإِبْلَاحَ الْمُبِينِ

خطاب دوسری سالانہ محفل برآستانہ عالیہ حضرت غلام محی الدین صاحب

شیخ المشائخ حضرت پیر

نعمت اللہ قریشی المعروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالتَّحَمُّدُ لِلَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى

أَهْلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (توبہ ۱۷۴) ”خبردار سن لو کہ جو اللہ کے

دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم“۔ اولیاء اللہ کو اس بات کا ذرا بھی خوف نہیں

ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے وہ جنتی ہیں اور جنت میں ہی جائیں گے اور انہیں اپنے

دوستوں کا بھی کوئی غم نہیں ہے کہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ جو اولیاء اللہ کے دوست

ہیں وہ بھی انشاء اللہ اولیاء اللہ کے ساتھ ہی جنت میں جائیں گے۔ اس آیت مبارکہ

میں دو باتوں کا ذکر ہوا ہے۔ ایک اولیاء اللہ ہیں اور دوسرے ان کے دوست ہیں۔ ولی

کیا ہوتا ہے فی زمانہ ولی کس طرح سے بنتا ہے۔ ایک تو یہ ہے اسے نبی پاک علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت ہو جائے تو بندہ ولی بن جاتا ہے اس میں ہمارا تو

کوئی زور نہیں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ وہ جسے چاہیں نواز دیں

دوسری بات یہ کہ کسی کی گردن پر حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک

آجائے تو وہ بندہ ولی بن جاتا ہے اس میں بھی ہمارا تو کوئی زور نہیں، کوئی حصہ نہیں،

کوئی استحقاق نہیں ہے یہ بھی حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عطا ہے کہ وہ جسے چاہیں نواز دیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ چالیس سال تک کرنا کاتبین و فرشتے جو ہمارے کندھوں پر تشریف فرما ہیں وہ ہمارا کوئی گناہ نہ لکھ سکیں۔ یعنی بندہ چالیس سال تک گناہوں سے بچا رہے اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ رقم نہ ہو۔ ہم سے تو یہ بھی ممکن نہیں ہے چالیس سال تو بڑی مدت ہے ہم تو چالیس منٹ بھی گناہ کے بغیر نہیں گزارتے۔ آنکھوں سے گناہ کرتے ہیں کانوں سے گناہ کرتے ہیں۔ زبان سے گناہ کرتے ہیں۔ ہاتھ اور پاؤں سے بھی گناہ کرتے ہیں الغرض ہم تن گناہوں میں ہی ملوث رہتے ہیں۔ گناہوں کی اتنی فراوانی ہے کہ قرآن مجید اعلان فرماتا ہے کہ اگر گناہوں کی وجہ سے پکڑ ہونے لگے تو شام تک انسان تو انسان رہے چرند، پرند، درند، حیوانات سب ہی پکڑے جائیں اور جیل بند کر دیئے جائیں اس لئے گناہوں سے بچنا بھی مشکل ہے۔ لہذا آسان طریقہ ہے کہ ولی کے دوست بن جاؤ۔ کسی شیخ کمال سے نسبت قائم کر لو۔ کسی ولی اللہ کی بیعت کر لو۔ ولی اللہ کا دامن پکڑ لو۔ ان سے محبت کرو تو پھر جہاں ولی اللہ ہو گا وہیں تم بھی ہو گے کیونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اس کا حشر نشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔

مریدی لا تخف کہہ کے تسلی دی غلاموں کو

حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

آج میں ایک شیخ کمال ولی کمال حضرت پیر نعمت اللہ قریشی المعروف

حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہی کچھ گزارشات آپ کے کوش گزار

کروں گا کہ جن کی یاد میں یہ محفل منعقد کی گئی ہے۔ ایک بات ذہن میں رہے کہ ولی کو جو طاقت اور تصرف ملتا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ملتا ہے۔ ماضی حال مستقبل ہر زمانہ میں ولی تصرف رکھتا ہے۔ پیدائش کے قبل سے لے کر حیات قبر حشر نشر تمام زمانے ولی کی نگاہ میں ہوتے ہیں۔ سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص اپنی ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت آپ مجھے بیعت فرمالیں حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بیعت فرمایا سبق اسباق دے دیئے۔ دو تین روز کے بعد پھر آ گیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب عمر زیادہ ہو گئی ہے زندگی کا اعتبار کوئی نہیں آپ مجھے سارے اسباق ایک ہی دفعہ دے دیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مجھے خلافت بھی عطا کر دیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو ابھی تیرے پرانے گناہ دھورہا ہوں اور تو خلافت کا متمنی بن کر آ گیا ہے۔ عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب میں نے بڑی پاکیزہ زندگی گزاری ہے گناہوں سے بہت پرہیز کیا ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ میرے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے میرا نامہ اعمال صاف ہے۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تو اٹھارہ سال کی عمر کا تھا تو فلاں نامی لڑکی جو کنویں پر پانی بھرنے آئی تھی تو نے اس کا بوسہ لے لیا تھا میں تو ابھی وہی دھورہا ہوں۔ وہ شخص بڑا شرمندہ ہوا اور سوچنے لگا کہ جب وہ اٹھارہ سال کا تھا اس وقت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ تو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یہ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اپنی پیدائش سے بھی قبل یہ دیکھ رہے تھے کہ ان کا ہونے والا مرید کیا کر توت کر رہا ہے حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب کرامات تھے مستجاب الدعوات تھے صاحب بصارت اور صاحب بصیرت تھے کسی بیمار کے لئے دعا کر دی اسے شفا ہو گئی۔ کسی مقروض کے لئے دعا کر دی وہ صاحب مال و دولت ہو گیا۔ کسی کی ملازمت کے لئے دعا فرمادی تو اسے حسب منشا ملازمت مل گئی۔ کوئی جیل میں بند ہو گیا اس کی رہائی کے لئے ہاتھ اٹھا دئے تو اسے رہائی مل گئی۔ کسی کے لئے اولاد دینے کی دعا فرمائی تو وہ پوری ہو گئی۔ ایک نوجوان حاضر ہوا اور اس نے پانچ روپے شیرینی کے لئے دئے اور عرض کیا کہ سرکار مجھے بیعت فرمائیں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بیعت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب میری ایک عرض ہے کہ مجھے میری کزن سے محبت سے آپ دعا فرمائیں کہ میری شادی اس سے ہو جائے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ وہ نوجوان چند روز کے بعد حاضر ہوا کہنے لگا کہ جی میری کزن کی شادی کسی اور جگہ ہو گئی ہے اب مجھے بیعت کا کیا فائدہ ہے آپ میری بیعت توڑ دیں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کر دیں۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ روپے واپس کر دئے فرمایا کہ یہ تمہارے پانچ روپے ہیں یہ لے لو اور بیعت آپ نے مجھ سے نہیں کی وہ آپ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی ہے وہ میں نہیں توڑ سکتا۔ وہ تیرا معاملہ ان کے ساتھ ہے۔ نوجوان کہنے لگا آپ مجھے مل رہے ہیں مجھے خواہ مخواہ بتا رہے ہیں میں نے تو بیعت آپ سے کی تھی اور اگر میں نے بیعت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی ہے تو مجھے دکھائیں۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ وہ دروازے کی کنڈی لگا کر آؤ وہ دروازے کی کنڈی لگا کر آیا تو دیکھا کہ جہاں حضرت سرکار

دادوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے وہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور اس نوجوان کو بیعت فرما رہے ہیں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے گزرا ہوا زمانہ واپس بلا کر اس نوجوان کو دکھا دیا۔ ولی اللہ کا وقت پر قبضہ ہوتا ہے وہ گزرے ہوئے وقت کو واپس بلا سکتے ہیں انہیں یہ طاقت تصرف حاصل ہوتا ہے اور دوسری بات یہ کہ جب کوئی بندہ کسی ولی سے بیعت کرتا ہے تو وہ دراصل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کرتا ہے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کو جرہ شریف تشریف لائے ہوئے تھے آپ کے دو تین مرید شیخوپورہ سے آپ کی زیارت کے لئے چلے۔ دوران سفر وہ آپس میں نفس سے متعلق باتیں کرتے رہے۔ جب وہ کو جرہ شریف پہنچے اور حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ جو تم نفس سے متعلق باتیں کر رہے تھے وہ ہمیں بھی سناؤ۔ وہ مریدین بڑے حیران ہوئے کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کیسے علم ہو گیا کہ ہم نفس سے متعلق باتیں کرتے آ رہے تھے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کی حیرانگی کو محسوس کیا تو فرمایا کہ جب کوئی مرید میری ملاقات کے لئے گھر سے چلتا ہے تو میں اسے جانتا ہوں پہچانتا ہوں کہ کون آ رہا ہے حتیٰ کہ میں اس کے پاؤں کی آہٹ کو بھی سنتا ہوں یہ تھے حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مرشد کریم۔ مرشد کامل کی نگاہ ہمہ تن اپنے ہر مرید پر رہتی ہے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ تھے وہ خیبر میل سے کراچی جا رہے تھے گاڑی میں بہت رش تھا۔ انہیں ذبہ کے اندر جگہ نہ ملی تو وہ دروازہ سے باہر ہی پائیدان پر کھڑے ہو گئے اور دروازے کے لمبے چنڈل پکڑ لئے۔ سردی

کا موسم تھا اور خبر میل اپنی پوری تیز رفتاری سے جارہی تھی۔ ان کے ہاتھ سن ہو گئے اور وہ اپنی گرفت مضبوط نہ رکھ سکے اور گر گئے۔ جب ہوش آیا تو وہ نواب شاہ کے ہسپتال میں تھے اور لوگ دوست احباب ان کی خیریت دریافت کر رہے تھے۔ یہ پوچھ رہے تھے۔ مجھے کیا ہوا ہے کہ مجھے ہسپتال میں داخل کرایا ہے۔ بتایا گیا کہ آپ گاڑی سے گر گئے تھے وہ کہنے لگے کہ مجھے تو میرے مرشد کمال نے اپنے بازوؤں میں تھام لیا تھا اور نیچے گرنے ہی نہیں دیا تھا۔ پھر جب وہ دادو شریف سلام کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آئندہ اس طرح سے لٹک کر سفر نہیں کرنا ہے اور جب بھی کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کر لیا کرو میں تمہاری مدد کو پہنچ جایا کروں گا۔ مرشد کمال ہر مشکل میں ساتھ نبھاتے ہیں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک نے کہہ دیا کہ حضرت صاحب کیا بجلی پر بھی آپ کا کنٹرول ہے۔ فرمایا کہ ہاں ہے۔ پٹکھا چل رہا تھا آپ نے انگلی سے اشارہ فرمایا تو پٹکھا رک گیا اور پھر آپ نے انگلی گھمائی تو پٹکھا چلنے لگا۔ بجلی تو بجلی رہی کائنات کی ہر چیز ولی کمال کے تابع ہو جاتی ہے کہ وہ جو کہہ دے وہ ہو جاتا ہے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف القلوب حاصل تھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ اگر مرید کے دل میں ہی کوئی خیال آیا کہ میں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھوں گا تو آپ نے اس کے پوچھنے سے پہلے ہی اسے سوال کا جواب دے دیا۔ میاں شیر محمد صاحب شریوری نے ایک آدمی کو حضرت دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے اپنے لئے دعا کراؤ۔ وہ شخص حاضر ہوا آپ نے دعا فرمائی تو اس کے تمام سبق اسباق طے ہو گئے اور قلب جاری ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

اپنے مرشد کمال کے تصور سے اگر ذکر کیا جائے تو قلب جاری ہو جاتا ہے۔ اور اپنے مرشد کمال کے تصور اور توسط سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا۔ اس نے اپنے دوست احباب کو بتایا کہ میں نے حضرت پیرِ نعمت اللہ قریشی دامت برکاتہ العالیہ کی بیعت کی ہے تو مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا دیا ہے۔ کسی نے کہا کہ اگر آپ کو زیارت ہوئی ہے تو اس میں تیرے پیرِ حضرت نعمت اللہ قریشی دامت برکاتہ العالیہ کا کیا حصہ ہے ان کا کیا کردار ہے یہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مرضی ہے وہ جسے چاہیں نواز دیں۔ دو تین روز کے بعد اس مرید کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ میں نے تجھے تیرے پیر و مرشد کی سفارش پر ہی زیارت کرائی تھی اس میں ان کا یہ حصہ ہے۔ پیر و مرشد اگر خوش ہو جائیں اور سفارش فرمادیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمادیتے ہیں اپنی زیارت سے نواز دیتے ہیں۔ محمد حیات جمالی نامی ایک بڑا چور تھا وہ ایک رات حضرت مخدوم بلاول شہید کے مزار پر بیٹھا تھا کہ رات ذرا ڈھل جائے تو اپنے کام سے نکلے۔ صاحبِ مزار کا تصرف تھا کہ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اسے ایک کڑوڑ روپیہ مل جائے تو میں چوری کے پیشے سے توبہ کر لوں گا۔ اسے ادگھ آئی تو اسے ایک بزرگ دکھائے گئے کہ ان کے پاس چلے جاؤ۔ یہ تمہیں کروڑ روپیہ بھی دیں گے اور تمہیں گناہوں سے بھی بچائیں گے۔ آنکھ کھلی تو سوچا کہ اتنے بڑے علاقہ میں ان بزرگوں کو کس طرح تلاش کروں۔ چند روز کے بعد وہ پھر حضرت

مخدوم بلاول شہید کے مزار پر ہی بیٹھا تھا کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ از خود وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ کیا حیات جمالی تو ہی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ جی میں وہی ہوں۔ فرمایا کہ میرے پاس دادو شریف پہنچ جاؤ تمہیں دونوں چیزیں مل جائیں گی۔ وہ دادو شریف حاضر خدمت ہوا حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بیعت فرمایا سبق اسباق دیئے ذکر سکھایا۔ اب ہدایت تو اسے مل گئی تھی۔ لیکن بیوی بچوں کے خرچ اخراجات کا مسئلہ یوں ہی تھا۔ کوئی رقم خرچہ وغیرہ پاس نہ تھا۔ اس نے پھر اپنے اس مسئلہ کے حل کے لئے دو تین مرتبہ چوری کی نیت کی لیکن جہاں جاتا وہاں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کو موجود پاتا، واپس چلا آتا۔ ایک روز عرض کی کہ سرکار اب چوری تو آپ کرنے نہیں دیتے میرا کڑوڑ روپیہ تو مجھے دے دیں تاکہ اپنے اہل خانہ کا پیٹ تو پال سکوں۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ دروازے کہ کنڈی لگا کر آؤ۔ جب واپس آیا تو جہاں سے اٹھ کر گیا تھا وہاں ایک کڑوڑ روپیہ پڑا ہوا تھا۔ اولیاء اللہ کسی سے مانگتے نہیں ہیں بلکہ عطایا کرتے ہیں جس کی جو ضرورت ہوتی ہے وہ پوری کر دیتے ہیں۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کیلئے گیا اس نے سن رکھا تھا کہ جو کوئی مسجد نبوی میں سب سے پہلے داخل ہوتا ہے اسے ایک ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے وہ اسی غرض سے گیا اور جونہی مسجد نبوی کا دروازہ کھلا تو یہی سب سے پہلے داخل ہو گیا اور دیکھا کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی سے باہر تشریف لارہے ہیں حالانکہ وہ ان دنوں دادو شریف میں تھے۔ دادو شریف میں ایک دھولی تھا وہ جوا کھلا کرتا تھا۔ وہ اپنی ساری پونجی جوئے میں ہار گیا اور بالکل کنگال ہو

گیا۔ دو وقت کی روٹی بھی میسر نہ آتی تھی۔ وہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا کہ میں ان سے کوئی تعویذ حاصل کر کے جوئے کی ایک بھاری رقم جیت جاؤں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکتالیس روز میرے پیچھے نماز پڑھو تو پھر تمہیں تعویذ دیں گے اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ مرتا کیا نہ کرتا اسے تو اپنی غرض تھی۔ چند روز بعد اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی تو وہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میں جوئے سے باز آ گیا مجھے جو نعمت عطا ہوئی ہے آپ دعا فرمائیں کہ یہ ہمیشہ قائم رہے۔ دادو شریف کے ایک انٹیشن ماسٹر تھے وہ روزانہ عشاء کی نماز آستانہ عالیہ نقشبندیہ اشرفیہ میں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی افتاء میں پڑھتے تھے ایک روز سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج تم گھر نہ جاؤ بلکہ یہیں پر سو جاؤ۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ صبح گھر پہنچا تو تالے ٹوٹے ہوئے تھے سامان بکھرا پڑا تھا اور میز پر ایک تیز دھار چھرا پڑا ہوا تھا۔ اس کا صرف ایک Pen غائب تھا۔ حالات سے اسے معلوم ہوا کہ رات کوئی اسے قتل کرنے کی غرض سے آیا تھا لیکن حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی چشم بینا نے اسے پہچالیا تھا۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے ان کی زیارت سے دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ سیاہ باطن روشن ہو جاتے ہیں انسان گناہوں سے توبہ تائب ہو جاتا ہے نیکیوں کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ نے چور کو قطب بنا دیا۔ یہی وصف حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوا تھا۔ آپ ایک روز اپنے آستانہ عالیہ کے بیرونی بڑے دروازے پر کھڑے تھے کہیں جانے کا ارادہ تھا کہ ایک شخص

کا وہاں سے گزر رہا وہ آپ کو دیکھ کر وہیں رک گیا اور کہنے لگا حضرت صاحب کیا آپ یہیں رہتے ہیں فرمایا کہ ہاں میں یہیں رہتا ہوں۔ کہنے لگا کہ میں دس منٹ بعد حاضر ہوتا ہوں۔ دس منٹ کے بعد حاضر ہو گیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت فرمائیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بیعت فرمایا سبقِ اسباق دیئے ذکر سکھا دیا آپ نے پوچھا کہ وہ جو آپ دس منٹ کا وقت لے کر گئے تھے اس کی کیا مصلحت تھی۔ عرض کیا کہ میں کرائے کا قائل تھا آدمی رقم پیٹنگی لے لیتا تھا اور قتل ثابت ہونے پر باقی رقم وصول کرتا تھا اس روز بھی میں آدمی رقم پیٹنگی لے کر ہی کسی کو قتل کرنے کی نیت سے ہی جا رہا تھا کہ آپ پر میری نظر پڑ گئی میرے دل میں خیال پیدا ہو گیا کہ تو نے کتنی عورتیں بیوہ کی ہیں کتنے سہاگ لوٹے ہیں کتنی ماؤں کے بیٹے قتل کئے ہیں کتنے بچے یتیم کئے ہیں کتنے بوڑھے ماں باپ کا سہارا تو نے چھین لیا ہے میں نے دل میں توبہ کر لی تو آپ سے میں نے دس منٹ کا وقفہ مانگا تھا اس میں وہ رقم واپس کرنے گیا تھا جو میں نے پیٹنگی وصول کی تھی۔ اب مجھے ہدایت مل گئی ہے آپ میرے لئے نجات اور بخشش کی دعا کریں۔ میرے پیر و مرشد دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ اس قائل سے پوچھا تھا کہ بیعت ہونے کے بعد تیرا کیا مقام ہے کہنے لگا کہ اب میں آسمانوں کی سیر کرتا ہوں۔ ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے فلاں لڑکی سے محبت ہو گئی ہے آپ دعا فرمائیں کہ میری اس سے شادی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہو جائے گی۔ چند روز بعد وہ پھر آیا عرض کیا کہ سرکار اس لڑکی کے منگنی کہیں اور ہو گئی ہے فرمایا شادی تمہارے ساتھ ہوگی۔ چند روز بعد وہ پھر حاضر ہوا کہ سرکار

اس کی شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی ہے فرمایا کہ شادی تمہارے ساتھ ہوگی وہ پھر حاضر ہوا کہ سرکار اب تو اس کی بارات آتیوالی ہے۔ فرمایا کہ شادی تمہارے ساتھ ہوگی۔ وہ چلا گیا۔ بارات آئی تو دلہا کے ایک درخت کے نیچے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس درخت سے ایک سانپ گرا اور اس نے دلہا میاں کو ڈس لیا جس سے اس کا انتقال ہو گیا اب بارات آئی ہوئی تھی شادی وغیرہ کے جولوازمات ہوتے ہیں وہ سب مکمل تھے، دلہن کی تیاری بھی تھی تو بزرگوں نے آپس میں مل بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ جو ہونا تھا سو ہو چکا یہ حکم ربی ہے اب بارات خالی ڈولی واپس نہ جائے۔ اسی نوجوان کی طرف سب کی نظر گئی اور سب نے کہا کہ اسی نوجوان سے نکاح کر دیتے ہیں اس طرح سے اس نوجوان کی شادی حسب منشا ہو گئی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نفوذ باللہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی یہ تھی کہ وہ دلہا مر جائے تو میرے مرید کی شادی ہو جائے۔ نہیں بلکہ حضرت دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی چشم بینا مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کو دیکھ رہی تھی۔ کہ ایسا ہوگا حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے بھی باخبر ہوتے تھے اور ان کا علم رکھتے ہیں۔ آپ کو اپنے انجام کا بھی علم تھا کہ آپ جنتی ہیں اور اپنے دوستوں مریدوں کے انجام کا بھی علم تھا۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد میں قیام پذیر تھے ہم تیرہ چودہ افراد آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ گھر سے ایک سالن کا چھوٹا ڈونکہ اور اس کے ساتھ چند روٹیاں ہمارے لئے آتی تھیں بظاہر دیکھنے میں وہ لنگر اتنے افراد کے لئے نا کافی نظر آتا تھا لیکن جب ہم کھانا کھاتے تو کوئی بھی بھوکا نہ رہتا خوب سیر ہو کر کھاتے تھے یہ کھانے میں برکت ہوتی

تھی۔ انہی دنوں ایک روز میں اور پروفیسر محمد رفیق لودھرا صاحب حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا اس کا نام رفیق ہے یہ جنت میں بھی میرا رفیق ہوگا۔ ولی اللہ کو اپنے انجام کا بھی پتہ ہوتا ہے کہ وہ جنتی ہے اور اپنے دوستوں کے انجام کا بھی علم ہوتا ہے کہ یہ بھی جنت میں میرے ساتھ ہوں گے یہ جو میں نے شروع میں آیت مبارکہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا وہ یہی تھی کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی اپنا خوف ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دوستوں کا کوئی غم ہوتا ہے۔ حضرت غلام محی الدین صاحب دامت برکاتہ العالیہ فرمایا کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا تھا کہ لودھرا ناجی ہے اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پانچ علوم ایسے ہیں جو صرف میرے پاس ہیں وہ میں کسی کو نہیں دیتا ہاں جس کو چاہوں عطا کر دوں وہ پانچ علوم کون سے ہیں کون کب کہاں مرے گا۔ قیامت کب آئے گی۔ بارش کب ہوگی ماں کے پیٹ میں کیا ہے، ایک شخص حاضر ہوا عرض کیا کہ حضرت صاحب میری بیوی امید سے ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذرا توقف فرمایا اور پھر فرمایا کہ اس دفعہ تو لڑکی ہے پھر بعد میں دیکھیں گے۔ یعنی حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ آپ کی زندگی کرامات سے بھرپور ہے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا عرض کیا کہ سرکار ہماری زیر زمین کا پانی کڑوا ہے جہاں بھی ٹلکا لگاتے ہیں پانی کڑوا نکلتا ہے۔ پینے کے لئے میٹھا پانی میسر نہیں ہے مہربانی فرمائیں ہماری زمین پر تشریف لے جائیں اور نشان دہی فرمادیں کہ جہاں ٹلکا

لگائیں تو میٹھا پانی نکل آئے حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے ایک جگہ چھوٹا سا کول دائرہ اپنی چھتری مبارک سے کھینچ دیا فرمایا کہ یہاں نلکا لگالو۔ وہاں نلکا لگایا تو پانی میٹھا نکل آیا۔ اگر لعابِ دہن مبارک سے کھاری کنویں میٹھے ہو سکتے ہیں تو اسی عطا سے جہاں ولی اللہ کی چھتری لگ جائے وہاں کڑوے پانی میٹھے ہو جاتے ہیں۔ ہر ذی روح کو موت آنی ہے یہ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے اس سے فرار ممکن نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے ولی کو اپنی موت کا اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے تو اپنی واپسی اختیار کرے۔ 1994 میں حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ہے۔ وصال سے غالباً تین سال قبل حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ حضرت صاحب آپ کا اس دنیا میں قیام کرنے کا وقت ختم ہو چکا ہے آپ واپس تشریف لے چلیں تو حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی رہنے دو قبر میں تو کوئی کام نہیں ہوگا صرف لیٹنا ہی ہوگا۔ اس دنیا میں ابھی میرے کام باقی ہیں۔ رشد و ہدایت کا کام باقی ہے اصلاحِ احوال کرنے ہیں اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے۔ پھر 1994 میں آئے اور جوان کا کسی ولی اللہ کو لے جانے کا طریقہ ہے وہی اپنایا کہ حضرت صاحب کیا آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اب اس سے کس کو انکار ہے فرمایا کہ ہاں تو پھر فرمایا کہ آؤ چلیں تو حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے مجھے میرے پیر و مرشد دامت برکاتہ العالیہ نے حکم دیا کہ حضرت سرکارِ دادوی کا وصال ہو گیا ہے تم جلدی دادو شریف روانہ ہو جاؤ۔ میں وہاں پہنچا تو ایک میں تھا ایک فیصل آباد سے محمد افضل صاحب جو لاری اڈا میں سپر پارٹس کا

کاروبار کرتے ہیں کوجرہ شریف میں بیعت ہیں اور میرا ہم نام عبدالغفار جو کراچی حضرت محمد افضل صاحب کا مرید تھا۔ ہم تینوں نے مل کر حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کھودی تیار کی چاروں طرف پختہ اینٹوں سے دیوار چنی گئی نیچے فرش بھی پختہ اینٹوں کا ہی بچھایا گیا تو اتنے میں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد شیخ المشائخ حضرت سائیں محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت حیات تھے تشریف لے آئے۔ انہوں نے قبر کا معائنہ فرمایا تو تمام پختہ اینٹیں باہر نکلوا دیں کچی اینٹوں سے دیواریں چنی گئیں نیچے فرش پر نہ کوئی چٹائی نہ کوئی روئی بچھائی گئی اور قبر کے اوپر کچی اینٹوں سے ہی ڈاٹ لگائی تھی۔ یہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی آرامگاہ تھی۔

سرکار مدینہ کی الفت میں جو مرتے ہیں

اللہ کے وہ بندے زندہ ہیں مزاروں میں

ولی جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کا تصرف دس گنا زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

1995 میں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے سالانہ عرس مبارک پر حاضری کیلئے میرے پیر و مرشد دامت برکاتہ العالیہ نے مجھے اور حضرت حاجی غلام محی الدین صاحب کو بھیجا۔ حضرت صاحبزادہ والا شان حضرت پیر خنی عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے خوش خبری دی کہ سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فیصل آباد ڈاکٹر علی کی جماعت میں سے صرف دو آدمی آئے ہیں لیکن میں نے ڈاکٹر علی اور اس کی پوری جماعت کی حاضری قبول کر لی ہے۔ یہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر انور سے فرما رہے ہیں۔ وصال شریف کے بعد بھی وہ جانتے

ہیں کہ میرے عرس پر کون آیا ہے کہاں سے آیا ہے اور کس کس کی حاضری قبول ہوئی ہے۔ ایک واقعہ عرض کرنا جاؤں کہ میں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پانچویں کی طرف بیٹھ گیا اور ذکر شروع کر دیا۔ قبر کی ساخت جو بتائی گئی تھی وہ میں نے صرف اسی لئے ہی عرض کر دی تھی۔ جب میں نے ذکر شروع کیا تو حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ قبر مبارک بہت روشن ہے صرف بلب ٹیوب وغیرہ سے نہیں بلکہ نور سے نورانی روشنی ہے دس بارہ فٹ گہری ہے قبر کافی وسیع ہے دیواروں پر پلستر ہوا ہے نیچے فرش بھی سینٹ سے پلستر ہے دیواروں پر چونا سفیدی کی گئی ہے۔ فرش پر رتی (دری) بچھی ہوئی ہے اس کو سلونٹس پڑی ہوئی ہیں جیسے کوئی ابھی یہاں سے اٹھ کر گیا ہو۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ اندر تشریف نہیں رکھتے۔ باہر درگاہ شریف کے صحن میں محفل جاری تھی۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ قبر کی دیوار میں تین سیڑھیاں نمودار ہوئیں اور ان سے اترتے ہوئے حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ سفید پگڑی لکھ دار سر پر ہے۔ سفید لباس ہے سیاہ رنگ کی واسکٹ زیب تن ہے اور نوک دار تلے والا کھمبہ پاؤں میں ہے۔ جراب برنگ Off white پہنے ہوئے ہیں آپ ماشاء اللہ طویل قامت تھے پھر بھی قبر مبارک کی چھت سے کوئی تین فٹ نیچے تھے۔ میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور پوچھا علی کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ جی خیریت سے ہیں سلام عرض کرتے تھے۔ اتنے میں آپ نیچے کی طرف دیکھنے لگے کہ جیسے کسی چیز کی تلاش میں ہوں اور قبر بند ہو گئی۔ آپ کا لباس یہ ظاہر کر رہا تھا کہ آپ محفل سے اٹھ کر آ رہے ہیں۔ یہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کا قبر میں

قیام ہے میں کیسے کہوں کہ مر گئے مجھے تو مشاہدہ ہوا ہے میرے ساتھ آپ نے بات کی ہے۔ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور دنیاوی حالات واقعات سے باخبر بھی ہیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ کے وصال شریف کے فوری بعد آپ کی سوانح حیات لکھنے کا حکم ملا۔ آپ کی زندگی کے واقعات سے متعلق ہمیں مواد ملا ہم نے کتاب لکھنا شروع کر دی۔ چند روز گزرے تو دو اصحاب میرے پاس تشریف لائے کہ جی آپ یہ کتاب نہ لکھیں مواد ہمیں دیدیں ہم اس کتاب کو جدید خطوط کے مطابق لکھیں گے میں نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ دادو شریف صاحبزادہ والا شان حضرت پیر خجی عبدالرحمن دامت برکاتہ العالیہ سے رابطہ کریں۔ میں نے ان سے رابطہ کیا اور انہیں صورت حال سے اطلاع دی۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ابا جان (حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ ڈیوٹی ڈاکٹر علی کی لگائی ہے اور وہی یہ کتاب لکھے گا۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر میں ہماری بات سن بھی رہے ہیں اور اس کا جواب بھی عطا فرما رہے ہیں۔ ہم نے وہ کتاب پھر لکھنی شروع کر دی جب کتاب کا مسودہ مکمل ہو گیا تو وہ دادو شریف حضرت صاحبزادہ والا شان حضرت پیر خجی عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی خدمت میں پیش کر دیا کہ اس کو پڑھ لیں اور اس میں اگر کوئی کمی بیشی ہے تو اس کی نشان دہی فرمادیں تاکہ کتاب چھپ سکے۔ حضرت صاحبزادہ والا شان نے وہ کتاب پڑھنے کی بجائے حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر رکھ دی اور عرض کیا کہ ابا جان یہ آپ سے متعلق ہی لکھا گیا ہے آپ خود ہی پڑھ لیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے

قبر سے فرمایا کہ میں نے کتاب پڑھ لی ہے مجھے پسند آئی ہے اس کو چھو ادیں۔ پھر وہ کتاب حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ذکر مرد کامل کے عنوان سے چھپی ہے اب تک دو دفعہ چھپ چکی ہے جس صاحب نے ابھی تک نہ پڑھی ہو وہ کتاب لے کر پڑھے پتہ چل جائے گا کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کس ہستی کے بزرگ تھے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک سے کوئی تین چار سال بعد کی بات ہے کہ ہماری پیر بہن اپنے گھر میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرانا چاہتی تھی اس کے گھر میں یہ پہلی محفل تھی وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی کہ نہ جانے کتنی حاضری ہو لوگ آئیں گے بھی کہ نہیں آئیں گے۔ لنگر کتنا پکانا ہوگا۔ خواتین کہاں بیٹھیں گی مردوں کا انتظام کہاں ہوگا۔ نعت خواں کتنے آئیں گے ان کی کیا خدمت کرنا ہوگی یہ سارے انتظامات کس طرح سے طے پائیں گے۔ دریاں، قناتیں، شامیانے لگانے ہوں گے کہ نہیں وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی اور دعا کر رہی تھی کہ یا اللہ یہ میری محفل کامیاب ہو جائے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر اس کے گھر تشریف لے آئے فرمایا کہ بیٹا میں تیرا دادا مرشد نعمت اللہ قریشی المعروف سرکار دادوی ہوں۔ تجھے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ محفل میں حاضری میں پوری کروں گا۔ نعت خوانی میں کراؤں گا۔ تقریر میں کراؤں گا۔ تجھ سے جتنا لنگر پک سکے وہ پکا لے اس کو میں پورا کروں گا۔ وہ محفل بڑی یادگار محفل ہوئی۔ ہمارے پیر و مرشد فرمایا کرتے ہیں کہ ساڑھے تین سو عورتیں تھیں مردوں کا آپ خود اندازہ لگالیں جو نعت خوانی اس روز ہوئی وہ دوبارہ نہیں سنی۔ جو تقریر اس روز مجھ سے ہوئی وہ میں بھی دوبارہ نہیں کر سکا۔ تھوڑا سا لنگر

پکایا گیا تھا وہ نہ صرف بچ رہا بلکہ لوگ اپنے ساتھ گھروں کو بھی لے کر گئے۔ یہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے کرم کی بات ہے جو بعد از وصال بھی وہ فرماتے ہیں۔ فیصل آباد میں ایک سید زادی ہے ہماری پیر بہن ہے ابھی کوئی دو سال ہوئے حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے گھر ظاہری طور سے تشریف لائے اور باقاعدہ کھانا تناول فرمایا۔ پھر ہم کیسے کہیں کہ مر گئے وہ تو مر کر بھی زندہ سے زیادہ تصرف رکھتے ہیں اور اپنے مریدین کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ اسی سال (2010) کے جولائی اگست کی بات ہے کہ اسلام آباد میں ہمارے ایک پیر بھائی ہیں حافظ قرآن ہیں پہلے وہابی عقیدہ تھے اور ان کے خاندان والے اب بھی وہابی عقیدہ ہیں۔ حافظ صاحب کے ماموں کا انتقال ہو گیا۔ وہ اپنے دو چار پیر بھائیوں کے ہمراہ فاتحہ خوانی کے لئے چلے گئے تو اہل خانہ نے کہا کہ خبردار آپ نے ہاتھ اٹھائے یا کوئی دعا کی خبردار کہ تم نے کوئی فاتحہ خوانی کی۔ ہم نہ اس کے قائل ہیں اور نہ ہی کرنے دیں گے۔ فوت ہونے کے بعد اپنے ہی اعمال کام آئیں گے کسی کی کوئی دعا میت کیلئے کارگر نہیں ہوتی۔ حافظ صاحب پریشان ہوئے کہ میرے ساتھ میرے دوست بھی ہیں وہ کیا کہیں گے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ وہاں ظاہری طور سے تشریف لائے فرمایا کہ تم ہاتھ بھی اٹھاؤ۔ دعا فاتحہ خوانی بھی کرو ان کا علاج میں ابھی کر دیتا ہوں حافظ صاحب خوش ہوئے دعا مانگی ہاتھ بھی اٹھائے فاتحہ خوانی بھی کی۔ اتنے میں جوان میں زیادہ جب زبان تھا زبان درازی کر رہا تھا اس کی لمبی داڑھی تھی جیسی کہ ان کی ہوتی ہے وہ پانی والی موٹر چلانے لگا تو اس کی داڑھی موٹر کی بیلٹ میں پھنس گئی اور وہ بیلٹ اس کی تھوڑی کے سارے بال نوچ کر

لے گئی اور وہ بلیٹ ساتھ ہی تھوڑی سے کھال بھی اتار کر لے گئی اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ پھر تشریف لے آئے فرمایا کہ ایسے گستاخوں کا علاج ہم اسی طرح سے کرتے ہیں۔ یوں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر سے بھی ہماری مدد کر رہے ہیں۔ ابھی چند روز ہی ہوئے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ والا شان حضرت پیر خنی عبدالرحمن دامت برکاتہ العالیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ابا جان آپ کس کے انتظار میں ہیں آپ نے اپنے دو تین خلفاء کے نام لئے کہ ان کے انتظار میں ہوں وہ آجائیں تو ان کو لے کر جنت میں چلا جاؤں۔ صاحبزادہ والا شان نے پوچھا کہ ابا جان آپ نے ڈاکٹر علی کا نام نہیں لیا کیونکہ صاحبزادہ صاحب بھی جانتے ہیں کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کو ڈاکٹر علی سے کتنا پیار تھا۔ پیار سے فرمایا کرتے تھے ”میرا علی“۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے (ڈاکٹر علی) تو میں نے پہلے ہی جنت میں بھیج دیا ہے۔ جس طرح سے کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد میں قیام پذیر تھے اور ہم تیرہ چودہ افراد آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ اسی ملاقات میں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں نے تین پودے لگا دیئے ہیں کراچی میں محمد افضل ہے، کوجرہ میں صوفی شریف ہے اور فیصل آباد میں ڈاکٹر علی ہے اور مجھے قوی اُمید ہے کہ ڈاکٹر علی میرے سلسلہ کو خوب اچھی طرح سے چلائے گا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کس طرح

سے سچی ثابت ہو رہی ہے۔ فیصل آباد اور بیرون شہر میں بیس پچیس ماہانہ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں ہمارے مرشد کریم ادب مصطفیٰ، محبت مصطفیٰ اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے ہیں عقائد کی اصلاح فرماتے ہیں بدعتیہ کی نشان دہی فرماتے ہیں اور اس سے بچنے کے طریقے اور تلقین فرماتے ہیں میں بہت خوش نصیب ہوں کہ آپ نے مجھے اس قابل بنادیا ہے کہ میں آپ کے ارشادات عالیہ کو ایک کتابی شکل وسیلہ نجات کی صورت میں چھپوا کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کہ جو بدیں وجہ مصروفیت محافل میں شریک نہیں ہو سکتے وہ گھر بیٹھے ہی اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یمن سے حضرت ابولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو آتی تھی مجھے فیصل آباد سے ڈاکٹر علی کی خوشبو آتی ہے۔ حضرات آجکل ایک عام لفظ بولا جاتا ہے قحط الرجال جس کے عام فہم میں یہ معنی ہیں کہ اولیاء اللہ کا قحط پڑ گیا ہے فی زمانہ اولیاء اللہ نہیں ملتے پرانے زمانے میں اولیاء اللہ ہوا کرتے تھے اب نہیں ہیں۔ میرا یہ نظریہ یا عقیدہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قحط الرجال کبھی نہیں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ چاہے جتنا مرضی کفر پھیل جائے پھر بھی ایک وقت میں کم از کم چھ نفوس مومن رہتے ہیں چھ نفوس ایمان والے ہوتے ہیں تو پھر قحط الرجال تو نہ ہوا۔ اولیاء اللہ کی کوئی کمی نہیں ہے جس دن اولیاء اللہ مفتوح ہو جائیں گے قیامت آجائے گی ولیوں کے دم قدم سے ہے قائم یہ کائنات۔ اگر کائنات ابھی تک قائم ہے تو پھر اولیاء اللہ کا بھی وجود قائم ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ نہیں

ملنے میں تو دیکھ رہا ہوں کہ کم از کم چھ سات تو اس وقت آپ کی اس مسجد میں تشریف فرما ہیں جن کی زیارت سے میں اور آپ مستفید ہو رہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ والا شان حضرت پیر خجی عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنی کسی غرض کی دعا کی درخواست کی۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا بیٹا عبدالرحمن زندہ قلندر ہے جاؤ اس سے دعا کرو اگر اس نے تمہارے لئے ہاتھ اٹھائے تو تیرا کام بن جائے گا۔ زندہ قلندر آج ہماری خوش قسمتی سے ہم میں موجود ہیں آپ بھی اپنی کسی حاجت کے لئے ان سے دعا کرنے کی عرض کر دو۔ تمہارا بیڑہ بھی پار ہو جائے گا میرے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ تشریف فرما ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک صاحب نے فرمایا کہ آپ کے پیر و مرشد کا کیا مرتبہ ہے کیا درجہ ہے میں نے عرض کیا کہ جہاں تک میری نظر جاتی ہے وہاں تک تو نظر نہیں آتے اس سے کہیں اوپر درجہ پر ہی قائل ہیں۔ حضرت پیر خوشی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ بھی تشریف فرما ہیں۔ حضرت صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہ العالیہ جو آج کے عرس کے میزبان ہیں۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت قریبی معتمد جان ثار خلیفہ ہیں حضرت پیر حاجی غلام محی الدین صاحب دامت برکاتہ العالیہ بھی تشریف فرما ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ قحط الرجال ہو گیا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ قحط المریدین ہو گیا ہے۔ صدق دل والے مرید نہیں ملتے۔ صرف دنیاوی اغراض لے کر ہی آتے ہیں۔ سر میں درد ہے دم کر دیں۔ میرا بیٹا پڑھتا نہیں ہے دم کر دیں۔ دعا کر دیں کہ میں مقدمہ جیت جاؤں دعا کر دیں کہ

میں انکیشن جیت جاؤں تو کیا پیر و مرشد صرف ایسی دعاؤں کے لئے ہی ہیں کبھی کسی نے آکر یہ کہا مجھے زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو جائے إِلَّا مَا شَاءَ اللہ بھی تو ایک جیسے نہیں ہوتے۔ پیر بے عمل نہیں ہوتا نہ ہی بے عملی کا درس دیتے ہیں یہ مرید ہوتے ہیں کہ جو بے عمل ہو جاتے ہیں حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کچہری میں جایا کرتے تھے اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے ایک روز جب آپ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کچہری میں تشریف لے گئے تو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے قریب بیٹھنے سے منع فرما دیا اور پیچھے بٹھا دیا فرمایا کہ تم کیسے پیر ہو کہ تمہارے ایک مرید نے داڑھی چھوٹی کرادی ہے۔ مرید کی اتنی سی بے عملی سے پیر صاحب کی باز پرس ہو گئی اور وہ اپنی نشست سے معزول ہو گئے۔ اس نے تو داڑھی چھوٹی کرائی اور یہاں مجھے ایسے نظر آ رہے ہیں کہ جن کی سرے سے داڑھی ہے ہی نہیں۔ مرید کی بے عملی پیر صاحب کے لئے وبال بن جاتی ہے آج کل ایک اور ہی طرز اپنائی جا رہی ہے اگر کسی کو کہتے ہیں کہ بیعت بہت ضروری ہے حشر کے روز پیر صاحب کے نام پر آواز دی جائے گی۔ تو وہ کہتے ہیں کہ وہ پیر صاحب کو آرائیں گے ان کو ٹٹ کریں گے کیونکہ پرانے سیانے عقلمند لوگ کہا کرتے تھے کہ پانی پیو پن کے اور پیر پکڑو جن کے۔ کبھی کسی شیخ کامل کو ٹٹ کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس میں تمہاری بھلائی ہے ویسے بھی آپ کس زاویہ سے کس علم سے کس عقل سمجھ سے پیر کو ٹٹ کریں گے۔ جہاں عام انسان کی عقل سمجھ سوچ فکر اور علم کی انتہا ہو جاتی ہے۔ وہاں سے تو ولی کا مقام شروع ہوتا ہے پھر تیرے پاس کون سا علم ہے کون سا آلہ ہے کہ جس

سے تو کسی شیخ کمال کو ٹٹ کرے گا۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب میرے دشمن بہت ہیں وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہیں آپ مہربانی فرما کر مجھے ایسا تعویذ دے دیں کہ کوئی بھی مجھ پر اثر نہ کرے۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے تعویذ دے دیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تعویذ تو محض کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی یہ صرف مرشد کریم کی زبان یا قلم کا اثر ہوتا ہے کہ وہ جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ بہر حال وہ آدمی تعویذ لے گیا اس نے سوچا کہ میں ٹٹ تو کر لوں کہ تعویذ کام بھی کرتا ہے کہ نہیں۔ اس نے وہ تعویذ ایک مرغے کے گلے میں ڈال کر اسے کوئی ماری۔ وہ کوئی مرغے کے سینے سے ٹکرا کر نیچے گر گئی وہ بڑا خوش ہوا۔ اس نے مرغے کے گلے سے تعویذ اتارنا چاہا تو تعویذ غائب تھا پھر بہت کچھ بتایا۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب وہ تعویذ گم گیا ہے مہربانی فرمائیں مجھے ایک تعویذ اور عنایت کر دیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ غصے میں آ گئے فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ کے کلام کو کوئی مارتے ہو۔ دفع ہو جاؤ تمہیں اور تعویذ نہیں ملے گا۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں جمال، جلال اور مزاج شال تھا۔ جب غصے کی حالت میں ہوتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور کوئی آپ کے چہرے کی تاب نہ لاسکتا تھا۔ جمال میں ہوتے تو چہرے پر حسین مسکراہٹ پھیل جاتی اور سفید دندان مبارک سے نور نکلتا نظر آتا۔ کبھی کبھی سنت نبوی سمجھ کر مزاج بھی فرمایا کرتے تھے۔ آخر میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ہندو آیا۔ کہنے لگا کہ آپ کا

خدا نظر تو نہیں آتا ہے آپ اسے کس طرح سے راضی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بہت آسان ہے ہم اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر لیتے ہیں تو ہمارا خدا ہم سے راضی ہو جاتا ہے اس نے کہا کہ آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو اب نہیں ہیں آپ ان کو کس طرح سے راضی کر لیتے ہیں فرمایا کہ یہ بھی بہت آسان ہے ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی پیارے کو راضی کر لیتے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے راضی ہو جاتے ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ آپ ان کے پیارے کو کس طرح سے راضی کر لیتے ہیں فرمایا کہ یہ ذرا مشکل کام ہے۔ ان کا پیارا ہمارا مرشد کریم ہی ہوتا ہے وہ مزارانے تجھے تحائف دھن دولت سے راضی نہیں ہوتا۔ ورنہ امیر آدمی تو انہیں راضی کر لیں اور غریب ویسے ہی رہ جائیں۔ پھر فرمایا کہ اپنے پیر و مرشد کو راضی کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ۔ آؤ جاؤ، آؤ جاؤ، آؤ جاؤ۔ آپ نے ایک سانس میں اتنی بار فرمایا کہ سانس ٹوٹ گئی۔ یعنی اپنے مرشد کریم کی حاضری دیتے رہو۔ اس میں مرشد کریم راضی ہوتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کریم کے بتائے ہوئے ذکر اذکار، ورد و وظائف پورے صدق دل سے پوری توجہ سے ادا کرتے رہو۔ فرمایا کرتے تھے کہ مرید کو اپنے پیر و مرشد کے سامنے ایسے ہونا چاہئے کہ جس طرح سے غسل کے ہاتھوں میں مردہ ہوتا ہے۔ وہ اسے جدھر چاہے موڑ دے۔ آپ اکثر شعر پڑھا کرتے تھے کہ ۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

میرے مرشد کریم حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ فرمایا کرتے

ہیں کہ سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ملاقات سے قبل ہی خواب میں زیارت کرا دی تھی۔ جب وہ فیصل آباد میں تشریف لائے تو میں بھی ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ میں نے تمہیں خواب میں زیارت کرا دی تھی حالانکہ آپ نے مجھے اس سے قبل دیکھا ہوا نہیں تھا۔ یہ میں نے اس لئے کیا تھا کہ تمہیں یہ سمجھا دوں کہ اگر کسی کو دیکھا ہوا نہ بھی ہو پھر بھی اس کی زیارت خواب میں ممکن ہے۔ لوگ تم سے سوال کریں گے کہ چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دیکھا ہوا نہیں ہوتا اس لئے ان کی زیارت خواب میں ممکن نہیں اگر ہو بھی جائے تو چونکہ دیکھا ہوا نہیں ہوتا اس لئے یہ وثوق اور یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔ اب آپ کو یقین ہو گیا کہ جس کو دیکھا نہ ہو اس کی بھی زیارت برحق ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

عرض گزارش پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

برآستانہ عالیہ حضرت صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہ العالیہ

پندرہویں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

چک نمبر 36 ج ب کلاں فیصل آباد

31-10-10

شان اولیاء اللہ

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اَلَا
 اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ صَلَٰتُ اللّٰهِ مَوْلَانَا
 الْعَظِيْمِ وَمَوْلَانَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ وَرَوْفٌ رَّحِيْمٌ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا
 بِالْقُرْآنِ وَزَيِّنْ اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْآنِ وَادْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِالْقُرْآنِ وَنَجِّنَا مِنَ
 النَّارِ بِالْقُرْآنِ. قَالَ اللّٰهُ وَتَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى شَانِ حَبِيْبِهِ مُخْبِرًا وَ
 اَمْرًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِىِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا
 عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبِ
 اللّٰهِ اغْنِنِىْ وَادْرِ كُنْىْ يَا سَيِّدِىْ يَا نُوْرَ اللّٰهِ. مَوْلَا يَا صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا
 اَبَدًا عَلٰى رَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ خَيْرِ خَلْقٍ كُلِّهِمْ هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِىْ
 تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوٰلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَضِجِ.

حمد و صلوة کے بعد گرامی منزلت آج کی یہ پروقاہ خوبصورت بزم جو ہے
 ہمارے بزرگوار جناب صوفی محمد سرور صاحب نے اپنے شیخ طریقت پیر طریقت
 راہبر شریعت حضرت سائیں نعمت اللہ قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے لئے
 سجائی ہے۔ اور اس کی صدارت فرما رہے ہیں مجاہد اہل سنت پیر طریقت حضرت پیر
 سائیں عبدالرحمن صاحب اور مہمان خصوصی حضرت پروفیسر ڈاکٹر علی محمد صاحب
 ہیں اور مجھ سے پہلے خطاب فرما رہے تھے جناب پروفیسر عبدالغفار صاحب۔ دعا
 ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محفل کا ایک ایک لمحہ قبول فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ برکات

بنائے اور بزرگوں کا فیضان ہمارے شامل حال فرمائے موضوع تو کوئی اور لے کر
 آیا تھا۔ ایمان تقویٰ۔ بیعت اور نماز سلوک یہ چار باتیں تھیں جن کے متعلق میں
 نے عرض کرنا تھی لیکن پروفیسر عبدالغفار صاحب کی تقریر سن کر میں بھی اب ولایت
 پر ہی رہوں گا۔ آیت کریمہ کی اگر تفسیر کریں تو اس کے لئے بہت وقت چاہیے میں
 نے صرف لفظ ولی پر تقریر کرنی ہے۔ لفظ ولی پر بات کرنی ہے کہ ولی کیا ہوتا ہے ولی
 کا معنی کیا ہے قرآن نے معنی کئے ہیں کہ وَلِیَ الْیَتِیْمِ الْمَشْهُوْرَہِ
 ایمان والوں کا۔ قرآن نے ولی کا معنی مددگار کیا ہے اب بزرگوں سے پوچھ لیتے
 ہیں کہ ولی کیسا مددگار ہوتا ہے حضرت عبدالواحد درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
 ولی عالم ارواح میں ہو وہ اپنے تعلق والوں کو دیکھتا ہے اور ان کی مدد کر سکتا ہے ولی
 عالم دنیا میں بھی اپنے تعلق والوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو دیکھتا ہے۔ ولی عالم
 برزخ میں چلا جائے تو اپنے تعلق والوں کو دیکھتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے ولی عالم
 آخر میں ہو گا تو اپنے تعلق والوں کو دیکھے گا اور ان کی مدد کرے گا۔ ہر آدمی کی
 زندگی کے چار دور ہیں جب آپ پیدا نہیں ہوئے تھے تو آپ عالم ارواح میں
 تھے تو ولی وہاں بھی آپ کو دیکھتا اور مدد کرتا ہے۔ یہ عالم دنیا ہے اس میں بھی ولی
 اپنے تعلق والوں کو دیکھتا اور ان کی مدد کرتا ہے۔ جب کوئی قبر میں چلا جاتا ہے وہ
 عالم برزخ ہے ولی عالم برزخ میں بھی اپنے تعلق والوں کو دیکھتا ہے اور ان کی مدد
 کرتا ہے پھر جب قیامت آئے گی تو ہم سب عالم آخرت میں ہوں گے۔ قیامت
 کے دن بھی ولی اپنے تعلق والوں کو دیکھے گا ان کو پیچانے گا اور ان کی مدد کرے
 گا۔ حضرت عبدالواحد درانی رحمۃ اللہ علیہ یس طالب علم تھے۔ بخارا میں حضرت امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں آپ بخاری لے کر بیٹھے ہوئے تھے آپ وہاں پڑھا کرتے تھے حضرت عبدالواحد درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فوت ہوئے کئی سال ہو چکے اب وہ زندہ ہوتے تو وہ یہاں بیٹھے ہوتے اور ہم ان سے بخاری پڑھتے بس میرے دل میں ابھی یہ خیال ہی پیدا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ محراب کے اندر مدینے والے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر ہیں اور پوری مسجد بقیعہ نور بن جاتی ہے۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عبدالواحد درانی تو امام بخاری سے میری حدیث پڑھنا چاہتا ہے میں تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھے حدیث پڑھاتا ہوں۔ حضرت عبدالواحد درانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سر کی آنکھوں سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرماتے ہیں کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تو ایک حدیث نہیں پڑھائی۔ دو احادیث نہیں پڑھائیں بلکہ بخاری شریف کا پہلا پورا پارہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھا دیا۔ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے العزیز کے اندر لکھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی بندہ مومن کو خواب کے اندر ایک لح کے لئے ایک سیکنڈ کے لئے مدینے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے تو وہ ولایت کے (3999) تین ہزار نو سو ننانوے درجے ایک لح میں طے کر جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ولایت کے ایک لاکھ بیس ہزار درجے ہیں فرمایا کہ جس کو یہ نصیب ہو جائے تو پھر وہ آدمی نماز مدینے میں میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑھتا ہے۔ حضرت عبدالواحد درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی عالم ارواح میں کیا ہے جو ولی ابھی پیدا ہی نہیں

ہوا اور وہ ولی اپنے تعلق والوں کی مدد کر رہا ہے۔ کتاب کا نام ہے فوائد الفوائد شریف جو میرے پاس موجود ہے اور یہ حضرت دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوقاف کے دفتر سے شائع ہوئی۔ اور اس وقت اوقاف کا ڈائریکٹر یوسف طلائی تھا یہ دوسرے فرقہ کا ہے اس کی زیر نگرانی یہ کتاب شائع ہوئی ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ تاجدار پاکین حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ وعظ فرما رہی ہیں اور اپنے وعظ میں فرمایا کہ جب سے میرا یہ بیٹا فرید میرے شکم میں آیا ہے میں نے کسی مشتبہ چیز پر ہاتھ نہیں بڑھایا۔ آپ کی والدہ تشریف فرما تھیں اور دوسری تمام عورتیں چلی گئیں تو آپ کی والدہ نے آواز دی کہ اے فرید ادھر آؤ میں تقریر کر رہی تھی۔ وعظ کر رہی تھی اور میں حقیقت بیان کر رہی تھی تو تم مسکرائے کیوں تھے۔ عرض کرتے ہیں کہ امی جان میں تو یونہی مسکرا دیا تھا۔ فرمایا کہ نہیں تیرے مسکرانے میں ضرور کوئی راز تھا۔ پوچھا کہ امی جان کون سا راز ہے۔ فرمایا کہ بتاؤ کہ کیا راز ہے کیونکہ اس میں راز ضرور ہے عرض کیا کہ امی جان میں عالم ارواح میں تھا مجھے آپ کے شکم میں آئے ہوئے سات ماہ ہوئے تھے آپ اپنے گھر میں چہل قدمی کر رہی تھیں ہمارے ہمسائے کے گھر میں پیری کا درخت تھا اس کا ایک ٹہن ہماری طرف تھا اس سے دو بیر نیچے گرے آپ وہ اٹھا کر کھانے ہی والی تھیں لیکن پھر چھوڑ دئے اور وہ بیر نہ کھائے تھے۔ فرمایا کہ بیٹا مجھے یاد آ گیا ہے میں جب وہ بیر کھانے لگی تھی تو میرے پیٹ میں درد ہوا مجھے بیر کھانے بھول گئے اور میں اندر جا کر لیٹ گئی۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنی والدہ ماجدہ کے پاؤں پکڑ لئے اور عرض کیا کہ امی جان مجھے معاف کر دیں وہ گستاخی میں نے کی تھی میں نے دیکھا کہ جب میری والدہ

کسی غیر کی میری کے میر اس کی اجازت کے بغیر کھانے والی ہیں تو میں نے آپ کے پیٹ میں حرکت کی۔ میں نے جنبش تو ضرور کی یہ میری گستاخی تھی لیکن میں نے آپ کو ایک مشتبہ چیز کھانے سے بچالیا تھا۔ اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے آپ کی عمر شریف آٹھ دس سال کی تھی آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ بیٹا تم پر میرا بڑا احسان ہے میں نے تجھے پاک دودھ پلایا ہے اور تجھے پروان چڑھا رہی ہوں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امی جان آپ پر بھی میرا ایک احسان ہے۔ فرمایا کہ تیرا کون سا احسان ہے تو نے کون سا ایسا کام کیا ہے کہ جس کا احسان مجھ پر آ گیا ہے۔ عرض کیا کہ امی جان میں عالم ارواح میں تھا میں آپ کے شکم میں تھا میں ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ آپ گھر میں اکیلی تھیں ایک بھکاری آیا اس نے آ کر روٹی مانگی۔ آپ نے اپنے ہاتھ پر رومال لیٹا۔ چہرے پر نقاب کیا اور روٹی لے کر دروازے پر گئیں اس بھکاری نے دیکھا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے اس نے آپ کے ساتھ دست درازی کرنے کی کوشش کی تو پھر آپ کو پتہ ہے کہ کیا ہوا تھا۔ فرمایا کہ بیٹا تو ہی بتا دے کہ کیا ہوا تھا۔ عرض کیا کہ ہمارے گھر کے ایک کونہ سے شیر نمودار ہوا اور اس شیر نے اس آدمی کو حیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ کیا امی جان یہ واقعہ ہوا تھا فرمایا کہ ہاں بیٹا ایسا واقعہ ہوا تھا۔ اور شیر غائب ہو گیا تھا۔ عرض کیا کہ امی جان وہ شیر کون تھا۔ فرمایا کہ بیٹا تو ہی بتا دے تو آپ نے عرض کیا کہ امی جان وہ میری روح تھی۔ میں نے عالم ارواح میں دیکھا کہ یہ ظالم میری والدہ پر دست درازی کرنا چاہتا ہے تو میری روح شیر بن کر آئی اور اس شخص کو حیر پھاڑ دیا۔ اور آپ کو اس کی ناپاک حرکت سے بچالیا۔ یہ دو واقعات میں نے عرض کر دیئے

ہیں میں اولیائے کرام کے ایسے درجنوں واقعات بیان کر سکتا ہوں۔ ہر کوئی اپنی کتابوں کی بات کرتا ہے ہم بھی ان کی کتابوں کی بات کر لیتے ہیں۔ کتاب کا نام ہے ”حیات ولی“ یہ کتاب دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوئی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات لکھی گئی ہے۔ ”حیات ولی“ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی اپنے صحن میں بیٹھے ہوئے روٹی کھا رہے تھے ان کی بیوی روٹیاں پکا رہی تھیں اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی والدہ کے شکم میں ہی تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے آ کر روٹی مانگی تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی نے اسے ایک روٹی دے دی۔ وہ روٹی لے کر دروازے پر گئی تو شاہ صاحب نے اسے پھر بلایا وہ واپس آئی تو شاہ صاحب نے اسے دو روٹیاں اور بھی دے دیں وہ جب دروازے پر پہنچی تو شاہ صاحب نے اسے پھر واپس بلایا جب وہ واپس آئی تو شاہ صاحب کے پاس جتنی بھی روٹیاں تھیں وہ ساری روٹیاں اسے دے دیں۔ شاہ صاحب کی بیوی نے عرض کیا کہ شاہ صاحب آپ نے یہ کیا کیا۔ پہلے ایک روٹی دی پھر بار بار واپس بلایا اور کبھی دو روٹیاں دیں اور پھر ساری کی ساری اٹھا کر دے دیں۔ فرمایا کہ میں کیا کروں جب وہ آئی اس نے روٹی مانگی میں نے ایک روٹی دے دی لیکن تیرے شکم میں جو بچہ ہے اس کا نام میں نے ولی اللہ تجویز کیا ہے اس نے کہا کہ ابا جان یہ بیوہ عورت ہے اس کو زیادہ روٹیوں کی ضرورت ہے میں نے اسے دو روٹیاں دے دیں وہ جارہی تھی کہ تیرے شکم میں جو موجود ہے اس نے کہا کہ ابا جان اس کے تین چھوٹے چھوٹے یتیم بچے ہیں ان کو بھوک لگی ہوئی ہے تو پھر میں نے اس عورت کو بلا کر

ساری روٹیاں دے دیں۔ ہمارے سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ جاگتے ہیں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جاگتے ہیں حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جاگتے ہیں۔ ہمیں وہ لوگ مشرک کہتے ہیں ہم پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں اور اپنا پیرا بھی پیدا بھی نہیں ہوا اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ باہر سے آنے والی عورت بیوہ ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کو روٹیوں کی ضرورت ہے اور یہ لوگ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق یکو اس کرتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو کتابوں کی باتیں ہیں۔ آئیے ہم قرآن مجید کی بات کر لیتے ہیں۔ سورت مریم کی تفسیر پڑھ لیں۔ عربی کی تمام تفاسیر کا مطالعہ کر لیں اردو، فارسی کی تمام تفاسیر دیکھ لیں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام سیدہ حہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور آپ کی خالہ کا نام سیدہ ایشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ حضرت حہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منت مانی کہ یا اللہ جو کچھ بھی میرے شکم میں ہے جب یہ بچہ پیدا ہوگا تو میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی جب وضع حمل ہوا تو لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ حضرت سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ نے بیٹی کو اٹھایا اور بیت المقدس میں لے گئیں کہ میں نے منت مانی ہوئی ہے کہ جو کچھ بھی پیدا ہوگا میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی۔ اس وقت جو برگزیدہ ہستیاں بیت المقدس میں عبادت کے لئے موجود تھیں ان میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے۔ حضرت حہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان

کے خالو کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اس کی پرورش کرو یہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مجھے دے دو۔ دوسروں نے کہا کہ یہ ہمیں دے دو۔ الغرض قرآن کہتا ہے کہ انہوں نے اپنی قلمیں جن کے ساتھ وہ توریث اور زبور لکھتے تھے وہ نہر میں ڈال دیں کہ جو قلم آتے پانی کی طرف یعنی Up stream چلا جائے۔ وہی قلم والا حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرورش اور تربیت کرے گا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم اوپر کی طرف چلا گیا تو آپ نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرورش فرمائی۔ جب آپ نوجوان ہوئیں پوری شباب پر ہیں تو ایک روز وہ اپنی خالہ حضرت ایشاء کو ملنے کے لئے آئیں حضرت ایشاء نے آپ کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے مریم میں تیرے ساتھ ایک عجیب بات کرنا چاہتی ہوں میری عمر پچاسی (85) سال ہو چکی ہے اور تیرے خالو کی عمر پچانوے (95) سال ہے۔ اس شجر پر پھل آنے کا موسم بھی گزر چکا ہے۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ میں اپنے پیٹ میں بچہ محسوس کرتی ہوں اگر اب اس عمر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے۔ کہ اس عمر میں بچہ پیدا ہوا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ خالہ جب آپ تندرست ہیں شادی شدہ ہیں اور بچہ پیدا ہو جائے تو یہ تعجب کی بات نہیں ہے تعجب تو یہ ہے کہ مجھے آج تک کسی انسان نے چھوا نہیں ہے کسی بشر نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا لیکن میں بھی یہ محسوس کرتی ہوں کہ میرے پیٹ میں بچہ ہے وہ یہ بات کر کے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ مفسر بتاتے ہیں کہ جب دوسرا دن ہوا تو حضرت ایشاء نے کہا کہ بیٹی مریم تجھے رونے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ

تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ کوئی عام بچہ نہیں ہے جب تو سامنے آتی ہے تو میرے پیٹ والا بچہ تیرے پیٹ والے بچے کو سلام بھی عرض کرتا ہے اور تعظیمی سجدہ بھی کرتا ہے جس کو میں محسوس بھی کرتی ہوں۔ کیونکہ حضرت ایشاء کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ صرف نبی علیہ السلام ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں اور جو بچہ حضرت سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں ہے وہ نبی بھی ہے وہ رسول بھی ہے اور صاحب کتاب بھی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام عالم ارواح میں بھی ہو کر اپنے تعلق والوں کو پہچانتے ہیں اور ان کی مدد بھی کرتے ہیں کہ جب اللہ کا بندہ فرائض نماز سنن ادا کرنے کے بعد نفلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ نفل زیادہ پڑھتا ہے۔ نفلی عبادت کے اندر جو کچھ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو علم سکھاتا ہے یہ بھی نفلی عبادت ہے کسی کو کھانا کھلاتا ہے یہ بھی نفلی عبادت ہے کسی کے ساتھ مسکرا کر بات کرتا ہے یہ بھی نفلی عبادت ہے یعنی وہ نفلی عبادت زیادہ کرتا ہے۔ ہمارے پیر حضرت خلی عبد الرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی ہے۔ علماء کرام بتاتے ہیں کہ یہ ہر وقت ہی مسکراتے رہتے ہیں۔ یہ بھی صدقہ ہی ہے یہ بھی عبادت ہے ان کا ہمتا بھی عبادت ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ جو نفلی عبادت زیادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور جب وہ میری بارگاہ میں کسی قسم کا سوال کرتا ہے ادھر زبان سے بات نکالتا ہے ادھر میں اس کو پوری کر دیتا ہوں۔ لاہور سے مطبع نبویہ

سے تفسیر نبوی شائع ہوئی ہے وہ پنجابی میں ہے اس میں انہوں نے ایک عجیب بات لکھی ہے اللہ تعالیٰ کے ولی کی۔ کو جرنوالہ میں میرے شیخ طریقت حضرت علامہ ابو زاہد محمد صادق صاحب وہ آج کل بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ان کو سلامت رکھے جس مسجد میں آپ ہوتے ہیں اس کا نام زینت المساجد ہے لیکن وہاں عام مشہور ہے ”روڈے والی مسجد“ اس کا نام روڈے والی مسجد کیوں مشہور ہوا کہ شروعات میں جب کو جرنوالہ اتنا پھیلا نہیں تھا ہر طرف کھیت ہی کھیت ہوتے تھے تو ان میں یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی اس میں ایک درویش رہتا تھا مانگ رہتا تھا اس کا نام روڈے سائیں تھا۔ اس روڈے سائیں سے متعلق مولانا بنی الوسانی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر نبوی کے ذریعہ سے بہاولپور سے لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ روڈے سائیں جا رہے تھے اور ایک عورت اپنے شوہر اور اس کے بھائیوں کے لئے کھانا لے کر جا رہی تھی جو کھیتوں میں مل وغیرہ چلا رہے تھے جب اس نے سائیں روڈے کو دیکھا تو کہنے لگی سائیں جی آپ بھی کھانا کھالیں فرمایا کہ اچھا ہم بھی کھانا کھا لیتے ہیں۔ سائیں بابا نے کھانا کھایا سی پی اور مکھن بھی کھایا۔ سائیں جی خوش ہو گئے فرمایا کہ بیٹی جو کچھ مانگنا چاہتی ہے وہ مانگ لے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے جو ہر چیز دینے پر قادر ہو۔ اس عورت نے کہا کہ بابا جی ہماری زمین تو بہت ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا نہیں کی تو آپ نے فرمایا۔

بابا چلا سی کم بھر راہ وچہ پے گیا کڑھم

دنیا جم دی اے نویں مہینے توں اج ای جا کے جم

اس نے اپنے شوہر کو کھانا کھلایا اور واپس گھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا

فرمایا۔ کیونکہ یہ حدیث قدسی ہے بخاری شریف کی حدیث ہے مدینے والے آقا
 فرماتے ہیں کہ جب اللہ کا بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے تو پھر وہ جب اللہ تعالیٰ
 کی بارگاہ میں کوئی بھی سوال کرتا ہے تو اللہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ شہنشاہ بغداد
 حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق شاہ المعالی لاہور والے کی کتاب
 ہے ”تحفہ قاضی“ اس کتاب میں ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ حج
 کے لئے جا رہے ہیں اور مریدین آپ کے ساتھ ہیں۔ مریدین نے عرض کیا کہ ہم
 نے حلوہ کھانا ہے۔ حلوہ چیز ہی ایسی ہے کہ خواہ حلوے کا مکر ہو یا حلوے کو ماننے والا
 ہو جب حلوے کا نام آتا ہے تو منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ مریدین نے عرض کر دیا کہ
 سرکار ہم نے حلوہ کھانا ہے فرمایا کہ چلو آگے چلتے ہیں شہر سے چینی خریدتے ہیں
 سوچی بھی خریدتے ہیں گھی بھی خریدتے ہیں تو حلوہ بنا کر تمہیں کھلائیں گے۔ عرض
 کیا سرکار بھوک تو اس وقت لگی ہوئی ہے اور حلوہ کھانے کو دل چاہتا ہے۔ حضرت
 شاہ ابو المعالی لاہور والے غوث زمان تھے آپ فرماتے ہیں اپنی کتاب تحفہ قاضیہ
 میں کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک ریت کا ٹیلہ ہے مٹی کا
 پہاڑ ہے فرمایا **يَا جَبَلُ كُنْ حُلُوًا** فے پہاڑ حلوے کا بن جا۔ اسی وقت وہ پہاڑ
 حلوے کا بن گیا۔ کیونکہ حدیث قدسی ہے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اللہ
 فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو پھر وہ میری بارگاہ سے جو بھی
 مانگتا ہے ادر وہ سوال کرتا ہے ادر میں اس کو پورا کر دیتا ہوں۔ وہ جو مانگتا ہے میں
 اسے عطا کر دیتا ہوں دنیا میں تو اولیاء کرام کی بے شمار کرامات آپ نے سنی ہوں
 گی۔ ولی جب قبر میں چلا جاتا ہے تو وہ اپنے تعلق والوں کو دیکھتا ہے اور ان کی مدد

کرتا ہے۔ سلطان العاشقین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو خواب آئی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے عرش کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا ہے وہ بہت حیران ہوا کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی۔ دل میں سوچا کہ بسطام شریف چلتا ہوں اور اس خواب کی تعبیر پوچھتا ہوں جب وہ بسطام شریف پہنچا تو دیکھا کہ سامنے سے ایک جنازہ آ رہا ہے اس نے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے کسی نے بتایا کہ سلطان العاشقین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے اور یہ ان کا جنازہ ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے کہ ایک دن آپ بسطام سے بغداد شریف جا رہے تھے اور بغداد شریف سے ایک قافلہ بسطام شریف کی طرف جا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ کہنے لگے کہ بسطام میں ایک بزرگ حضرت بایزید بسطامی ہیں ہم ان کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں آپ نے یہ نہیں بتایا کہ میں ہی بایزید بسطامی ہوں فرمایا کہ چلو میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ راستے میں جہاں قافلے والے ٹھہرتے ہیں آپ خود آنا کوندھتے ہیں پانی بھرتے ہیں جو بوڑھے آدمی قافلے میں ہیں آپ ان کی باتیں دباتے ہیں۔ قافلے والے کہنے لگے کہ بڑا عمدہ قسم کا بابا مل گیا ہے قافلے میں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں اس قافلہ میں بھی ایک بڑا بد معاش اور عیاش قسم کا آدمی تھا۔ اس نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑا اور شہر میں جا کر انہیں فروخت کر دیا۔ اور خود پھر قافلے میں آ گیا۔ جس نے خریدا تھا وہ آپ کو لے کر اپنے گھر گیا اس شخص کی بیٹی اپاچ تھی آپ نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے بتایا کہ یہ اپاچ ہے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ بیٹی پاس لائی گئی تو آپ نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو وہ

مدرسہ ہو گئی اس شخص نے کہا کہ حضور آپ میرے غلام نہیں ہیں بلکہ آپ میرے
 آقا ہیں میں آپ کو آزاد کرتا ہوں۔ فرمایا کہ ایسے نہیں مجھے آزادی نامہ کاغذ پر لکھ
 کر دے دو اس نے آزادی نامہ لکھ کر دے دیا اور آپ پھر قافلہ میں آ گئے۔ جس
 نے آپ کو بیچ دیا تھا اس نے دیکھا تو پھر آپ کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو دوڑ آیا ہے اگر تو
 نے قافلہ والوں کو بتایا کہ میں نے تمہیں بیچا تھا تو میں تیری جان نکال دوں گا۔
 فرمایا کہ اللہ کے بندے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ میں وہاں سے دوڑ کر نہیں آیا یہ
 دیکھو میرے پاس آزادی نامہ ہے اس شخص نے مجھے آزاد کر دیا تھا۔ کہنے لگا کہ یہ
 ٹھیک ہے اب آپ قافلہ کے ساتھ چلو لیکن کسی کو بتانا نہیں ہے۔ قافلہ چلتے ہوئے
 بسطام پہنچا تو آپ قافلہ والوں سے الگ ہو کر اپنے دارالعلوم اپنے آستانہ میں چلے
 گئے۔ لوگوں سے قافلہ والوں نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کی رہائش گاہ
 کہاں ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کے بہت درویش ہیں بہت طالب علم ہیں وہاں
 ان کا آستانہ ہے۔ قافلہ والے وہاں پہنچے تو طلباء سے پوچھا کہ تمہارے استاد کہاں
 ہیں بتایا کہ وہ ابھی آئے ہیں اور اپنے کمرے میں تشریف رکھتے ہیں جب وہ لوگ
 کمرے میں گئے تو دیکھا کہ وہی بابا جوان کا پانی بھرتا آیا تھا جوان کا کھانا پکاتا آیا
 تھا ان کی روٹیاں پکاتا آیا تھا وہی وہاں بیٹھا ہوا ہے وہ آپ کے قدموں میں گر گئے
 اور کہا کہ حضور ہمیں معاف کر دیں۔ وہ شخص کہ جس نے مارا تھا اور بیچ دیا تھا۔ وہ
 رونے لگا اور معافی مانگنے لگا حضور مجھ سے غلطی ہوئی مجھے معاف کر دیں فرمایا کہ تو
 اب معافی مانگ رہا ہے جب تو مجھے مار رہا تھا تیرا ہاتھ مجھ تک بعد میں پہنچتا تھا
 میں تجھ اس سے پہلے ہی معاف کر دیتا تھا۔ فرمایا کہ ولی کے اندر دو صفات یہ بھی

ہوں کہ وہ ستار بھی ہو اور غفار بھی ہو۔ یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں ولی معاف کرنے والا بھی ہو۔ وہی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہ ان کا وصال ہوا جنازہ جا رہا ہے آپ کا مرید آتا ہے جنازے کو کندھا دیتا ہے اور آپ عالم برزخ میں ہیں۔ مرید کے دل میں خیال آیا۔ کہ میرے خواب کی تعبیر کیا ہوئی۔ حضرت بایزید بسطامی نے کفن میں سے فرمایا کہ بیٹا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تیرے خواب کی تعبیر پوری ہو گئی ہے کہ تو میرے جنازے کو کندھا دے رہا ہے حضرت علامہ اشرف علی سیالوی نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی حضرت فخر الدین سیالوی کی بیوی بلا ناغہ قصیدہ غوثیہ پڑھا کرتی تھیں وہ قصیدہ غوثیہ کی عالمہ تھیں۔ ایک روز قصیدہ غوثیہ پڑھنا یاد نہ رہا۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے گھر کے صحن میں آپ کے دالان خانہ میں جہاں کوئی آدمی نہیں جاسکتا وہاں ایک حسین بابا سفید کپڑے چادر اوڑھے ہوئے دستار باندھے ہوئے آئے۔ آپ حیران ہوئیں کہا کہ آپ کون ہیں اور ادھر کہاں آ گئے ہو یہاں تو ہماری عورتیں ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ بیٹی میں کوئی غیر نہیں ہوں میرا نام شیخ عبدالقادر جیلانی ہے۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تو روزانہ میرا قصیدہ غوثیہ پڑھتی ہے آج تو نے نہیں پڑھا میں تجھے یہ یاد کرانے کے لئے آیا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ صرف اپنے اولیاء اللہ اور اپنی کتابوں کی ہی بات کرتا ہے تو آئیے جو اولیاء اللہ کے منکر ہیں اولیاء اللہ کی شان کو نہیں مانتے ان کی بھی بات کر لیتے ہیں۔ کتاب کا نام ہے ”الصالح“ اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ میرا دادا فوت ہو گیا اور جو دادی ہے وہ اپنے کمرے کی کنڈی لگا لیتی ہے اور اندر کوئی چیز کھاتی ہے جب پتہ کیا تو معلوم ہوا

کہ وہ روز جلیبیاں کھاتی ہے۔ پوچھا کہ یہ جلیبیاں کہاں سے آتی ہیں اس نے بتایا کہ تمہارا جو دادا فوت ہو گیا ہے وہ روزانہ رات کو آتا ہے اور مجھے جلیبیاں دے جاتا ہے ہم اگر کہیں کہ بابا سائیں آگئے تو کہتے ہیں کہ شرک ہو گیا۔ اور اپنے دادا کے متعلق کہتے ہیں کہ دادی کے پاس بھی آتا ہے دادی کو خوش بھی کر جاتا ہے اور اسے جلیبیاں بھی دے جاتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارے سائیں بابا آئے تو کہتے ہیں کہ یہ کیسی بات کرتے ہیں یہ تو شرک ہو گیا ہے۔ ولی اللہ عالم ارواح میں بھی ہو تو اپنے تعلق والوں کو دیکھتا بھی ہے اور ان کی مدد بھی کرتا ہے۔ عالم دنیا میں ہو عالم برزخ میں ہو پھر بھی اپنے تعلق والوں کو دیکھتا ہے اور ان کی مدد بھی کرتا ہے۔ اب ولی اگر عالم آخرت میں ہو۔ حدیث پاک ہے کہ قیامت کے روز ولی جنت میں جا رہے ہوں گے ایک آدمی جہنم کی طرف لے جایا جا رہا تھا کہ وہ دوڑ کر ایک بزرگ سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے مجھے پہچانا فرمایا کہ نہیں وہ کہے گا کہ میں نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا آپ میری شفاعت کریں۔ ان بزرگوں کی شفاعت سے وہ آدمی بخش دیا جائے گا۔ ولی عالم ارواح میں ہو عالم دنیا میں ہو عالم برزخ میں ہو کہ عالم آخرت میں ہو وہ اپنے تعلق والوں کو دیکھتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے شرط یہ ہے کہ ہماری عقیدت سچی ہو پھر تم جو بھی مانگو گے خدا کی قسم وہی ملے گا۔ میں اپنی بات کر دیتا ہوں حالانکہ کرنی تو نہیں چاہئے۔ قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب جانتے ہیں کہ میں نے سات آٹھ سال پہلے تین چار مدرسین رکھ لئے طلباء کی تعداد سو تھی میرے نائب قاری اسلام اختر تھے۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ لڑکے کہتے ہیں کہ روزانہ دال ہی پک رہی ہے بکرا کوئی نہیں آ رہا ہے۔ آپ بکرے کا انتظام کر

دیں میں نے کہا کہ میں کیسے انتظام کر دوں۔ پھر میں نے کہا کہ عشاء کی نماز مجھے پڑھ لینے دو پھر مجھے دانا صاحب چھوڑ آؤ۔ لوگ دانا صاحب جمعرات کو جاتے ہیں لیکن میں جمعرات کو نہیں جاتا بلکہ اتوار اور پیر کی درمیانی رات کو جاتا ہوں آپ اتوار تک انتظار کریں۔ میرے لئے اتوار اور پیر کی درمیانی رات لیلة القدر سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ یہ میرے آقا کی ولادت کی رات ہے میں دانا صاحب حاضر ہوا۔ رات جو کچھ میں نے پڑھنا تھا وہ پڑھا صبح میں نے عرض کی کہ حضور والا صبح کا ناشتہ تو میرے باورچی نے طلبا کو دے دینا ہے لیکن دوپہر کا کھانا میں نے نہیں دینا خواہ بچے بھوکے ہی مر جائیں۔ باورچی سے کہہ دیا ہے کہ دوپہر کا کھانا بچوں کو نہیں دینا ہے۔ آپ صبح کا ناشتہ دے کر اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کر دیا کہ حضور والا صبح کا کھانا ہم نے طلبا کو دینا ہے کئی روز سے دال کھا رہے ہیں اور کل سو مواری کی دعوت آپ کے ذمہ ہے آپ کھلا دیں گے تو کھالیں گے ورنہ میں یہیں آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ صبح ہوئی میں نے چند کتب خریدیں اور واپس چلا اور ڈیڑھ بجے میں اپنی مسجد میں پہنچا ہماری مسجد کے باہر تین ٹرک کھڑے تھے ایک ٹرک خوبانیوں سے بھرا ہوا تھا اور اس پر برف کا بلاک لگا ہوا ہے ایک آموں سے بھرا ہوا ہے اور اس پر برف کا بلاک لگا ہوا ہے ایک آلو بخارے سے بھرا ہوا ہے اور اس پر بھی برف کا بلاک لگا ہوا ہے۔ ایک طالب علم آیا اور مجھے بتایا کہ جی یہ شیخ صاحب آئے ہیں یہ نو (9) بکرے بڑے بڑے دہی لے کر آئے ہیں۔ تین بکرے کاٹ کر وہ خود بھون رہے ہیں۔ دہی گھی کا حلوہ پکا رہے ہیں روغنی نان کا آرڈر دے دیا ہے آپ شیخ صاحب سے مل لیں میں کہا کہ میں نے شیخ کو نہیں ملنا ہے، میں نے شیخ کو ملنا ہے

میں شیخ کوں کر آ رہا ہوں وہ شیخ صاحب کہنے لگے کہ میں نے یہ کھانا کھلا کر یہ فروٹ کھلا کر جانا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ سب کچھ شیخ صاحب نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ میرے شیخ حضرت داتا گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کر رہے ہیں اس لئے حضرات عقیدت پکی رکھو پھر جو مانگو گے مل جائے گا۔ خدا کی قسم یہیں بیٹھے ہوئے مدینہ شریف سے مانگو تو مدینے والے پیارے آقا بھی عطا کرتے ہیں۔ جہانگیر نے ہندوستان میں شاہی مسجد بنوائی آج بھی اس میں نشان موجود ہے آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں لوہے کی گرل بھری ہوئی ہے بادشاہی مسجد بنوا کر دروازے پر سپاہی کھڑے کر دئے کہ کوئی آدمی اس مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس مسجد میں کسی کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ بات کیا ہے مسجد بنوائی لیکن اس میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ مسجد کی صفائی باقاعدگی سے ہوتی ہے تالاب میں روزانہ تازہ اور صاف پانی ڈالا جاتا ہے لیکن کسی کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے چند دن گزرے آدمی رات کا وقت ہے بادشاہ جہانگیر اپنے محل سے ننگے پاؤں بھاگا آ رہا ہے اور پہرے داروں سے کہا کہ مسجد کے تالے کھول دو آج صبح اس میں آزان ہوگی اور نماز باجماعت بھی ہوگی۔ پوچھا کہ ہوا کیا ہے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں مسجد کے اندر گئے تو دیکھا کہ تالاب پر ابھی کسی نے تازہ وضو کیا ہے اور اس کے قدمین شریفین کے نور کنکانات جگہ جگہ لگے ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ جن تختیوں پر یہ نشان ہیں ان تختیوں کو نکال لو یہ مدینے والے میرے آقا نے قدم مبارک لگائے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں وضو مبارک فرمایا ہے اور یہاں دو نفل ادا فرمائے ہیں۔ جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو نفل ادا فرمائے تھے

اس جگہ کو محفوظ کر لیا گیا ہے اس کے گرد جالی لگا دی گئی ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسجد کا افتتاح فرمایا ہے۔ پھر بادشاہ جہانگیر نے بتایا کہ مسجد تو میں نے بنوادی تھی لیکن میں نے یہ کہا تھا کہ اس میں نماز تب ہی ہوگی جب مدینے والا میرا آقا اس مسجد کا افتتاح فرمائیں گے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی عقیدت کو پکا کریں تو پھر مدینے والے بھی آجاتے ہیں دادو والے بھی آجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عقیدت پکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب حضرت علامہ باغ علی صاحب

پندرہویں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بر آستانہ عالیہ صوفی محمد سرور صاحب

چک نمبر 36 ج ب کلاں فیصل آباد 10-10-31

یا رسول اللہ

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

یا اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی قَبْرِیْہِمْ بِیْتِنَا مُسْتَبْرَاً اَبَیْہِمْ وَاصْحَابِہِمْ وَبَارَکْ وَسَلِّمْ

بعد مرنے کے جگہ میں اُجالا ہوگا

عشق سرکار کی اک شمع جلاں دل میں

بھیمان نظر

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چیمہ پوری دامت برکاتہ العالیہ

یہ محفل میلاد شریف قری مجاہد سے ہر ماہ تیسرے ہفتے بروز جمعہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

وسیلہ نجات فری لائبریری

برائے ایصالِ ثواب

میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

طالعین مرحومین و اشرافین کی قبر 10 نمبر 10 محل آباد فون 8882351 سہاں 7149243-0301

مرشد کامل کے دامن سے وابستگی

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَهٖ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى الْيَكِّ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

نہایت ہی واجب القدر پیر طریقت راہبر شریعت ڈاکٹر علی محمد صاحب
دامت برکاتہ العالیہ اور معزز سامعین و حاضرین اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تمام تعریف اور
حمد و ثناء کے بعد جناب رسول معظم شفیع مکرم تاجدار کائنات حضور پر نور شافع یوم النشور
والی دو جہان فخر کون و مکان فخر آدم و نئی آدم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وبارک وسلم آپ کے شاہانہ و بارہ مقدس میں درود و سلام پیش کرنے کے بعد
قرآن حکیم فرقان مجید کی سورت النساء پارہ پانچویں کی ایک آیت مبارکہ نمبر 69 جو
بڑی معروف ہے تلاوت کرنے اور آپ سب حضرات کو جس کے سننے کی سعادت
نصیب ہوئی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نعمت اعلیٰ پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں
کہ ہمیں قرآن کریم پڑھنے سننے احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے سننے کی توفیق
عطا فرمائی اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اسی لئے فرمایا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاک اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ تاری ہے

اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے ذمے جو موضوع لگایا گیا ہے۔

کیوں فکر کر دے او ماشہ اگیرے وا

اونہوں سے خیراں نہیں جیہدا سائیں مگر ہووے

وہ نہایت ہی مشکل ترین ہے اور اگر اس کو عمیق نگاہ سے دیکھا جائے تو پھر یہ

مشکل نہیں بلکہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ہمارے لئے یہ سعادت ہے کہ ہمیں نیکوں کا

دامن نصیب ہوا ہے ہم نیکوں کے دامن سے وابستہ ہیں یہ خوش خبری ہے یہ کوئی غلط فہمی

نہیں ہے اور بے عقلی نہیں ہے بلکہ بِحَمْلِهِ تَعْتَظُ نَفْسِی ہے۔ سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اہل بیت تمہارے لئے سفینہ نوح کی

مثال ہے جو ان کے دامن سے وابستگی حاصل کرے گا اسے دونوں جہانوں میں

سرخروئی اور کامیابی ہوگی۔ اب یہاں نماز کا ذکر نہیں ہے روزے کا ذکر نہیں ہے

اہل بیت کے ساتھ وابستگی اور ان کا دامن تھام لینے کے متعلق آقا دو جہاں صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ جو اہل بیت کے دامن سے وابستگی

حاصل کرے گا وہ نماز بھی پڑھے گا روزے بھی رکھے گا اور اتقاء ہونا بھی اسے

نصیب ہوگا۔ متقی ہونا نصیب ہوگا اس لئے یہ گلستانِ سعدی میں فرمایا گیا کہ۔

الہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کئی خاتمہ

اگر دعوتِ رد کئی ور قبول من و دست دامن آل رسول

میرے محترم جناب ڈاکٹر صاحب نے جو فرمایا ہے ان دو اشعار نے ہی اس کا معاملہ

طے کر دیا ہے۔ قیامت کے دن ہمارے اعمال درجہ قبولیت تک نہیں پہنچ سکیں گے تو

ہم اہل بیت کے دامن کو تھام کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزاریں گے کہ

یا اللہ ان نیکوں کی برکت سے جو تیرے محبوب کے محبوب ہیں ان کی برکت سے ہمیں
معاف فرما تو ان کے دامن کی یہ برکت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ راضی ہو جائیں گے۔

الہی حق بنی قاطمہ کہ بر قول ایمان کئی خاتمہ

اگر دعوتِ روکنی و رقبول من و دست دامن آل رسول

شنیدم کہ در روز امید و بیم

بداں را بہ نیکان بہ بخشد و کریم

یہ نیکوں کے دامن سے وابستگی کا معاملہ ہے یہ نیکوں کے دامن تھامنے کا
معاملہ ہے کہ ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے ایک نیک پاک اولادوں کے باپ نیک
صالح بندوں کے دامن سے ہمیں یہ خیرات ملتی ہے اور اسی خیرات سے اس دنیا میں
بھی اور آخرت میں بھی سرخروئی اور کامیابی حاصل کرو گے اس لئے شیخ سعدی شیرازی
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم

بداں را بہ نیکان بہ بخشد و کریم

اس شعر کے مطابق جو میرے محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے یہ ہماری
خوش قسمتی ہے غلط فہمی نہیں ہے کوئی کم عقلی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اسی موضوع کو بیان
کرتے ہوئے فرمایا جو میری اور میرے محبوب کی اطاعت کرے گا اور پھر آگے جس
جماعت کا ذکر فرمایا ہے کہ جو ان کی اطاعت کرے گا ۔ اطاعت کے معنی یہ کہ ان کے
راستے پر چلے گا ۔ ان کے حکم کے مطابق چلے گا ان کے دامن سے وابستگی حاصل کرے
گا ۔ فرمایا کہ یہ ایسے ساتھی ہیں کہ ان کی برکت سے اس دنیا میں بھی کامیابی ہے اور

آخرت میں بھی کامیابی ہے۔ اَلَا خِلَاءَ يَوْمَئِذٍ لَهُمْ لِبَعْضِ عِلْمِ الْاٰلِ الْاٰتِیْنَ ۝ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ (الزخرف 67-68)

”گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔ ان سے فرمایا جائے گا کہ اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو۔“ ایک جنگ کے موقع پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ ایک جنگل کو طے کرنا چاہتے تھے اس جنگل سے آگے جا کر جو کچھ فرمایا گیا تھا اس پر عمل کرنا تھا ایک صحابی کو قضاے حاجت کی اشد ضرورت ہوئی تو وہ اس غرض سے بیٹھنے لگے تو دوسرے صحابی نے کہا کہ تم قافلے سے پھڑ جاؤ گے اور یہ جنگل بیابان ہے یہاں درندوں اور ایسے دوسرے خونخوار جانوروں کا خطرہ ہے وہ تمہیں حیر پھاڑ دیں گے تمہیں ختم کر دیں گے تمہیں کھا جائیں گے تو اس صحابی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میرے پیچھے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس لئے مجھے کوئی جانور چھیڑ نہیں سکتا کوئی مجھے ہلا نہیں سکتا۔ تم چلتے رہو میری فکر نہ کرو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ میرا پختہ ایمان ہے اور عقیدہ ہے کہ اگر میں قافلے سے پھڑ جاؤں گا تو میرے پیچھے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پھر معاملہ بھی پیش آ گیا۔ آپ جب فارغ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شیر سامنے آ گیا ہے وہ شیر یہ چاہتا تھا کہ اس کو کھا جاؤں یہ میرا قلم ہے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے شیر میرے نزدیک ذرا سوچ سمجھ کر آنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں مجھے اس غلامی پر ناز ہے، میرے پیچھے میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ذرا

خیال کر کے میرے نزدیک آنا جب حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا تو وہ شیر دم ہلانے لگا۔ ایک پنجابی کے شاعر کہتے ہیں۔

شیر کیا سفینے تائیں کل راہی راہ ول جانمے

جیوے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام انہاں دے

دوستانِ محترم یہ تو بڑی وضاحت کے ساتھ بات سامنے آتی ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے اس طرح وابستگی حاصل کر چکا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان کو سرخروئی حاصل ہے لیکن آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں اللہ تعالیٰ نے یہ شان عطا کر دی ہے۔ کتب میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی پیچھے ہاتھ رکھے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اسے نصیب ہوتی ہے وہ دستِ مقدس کس کا ہوتا ہے وہ ہاتھ کس کا ہوتا ہے جس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ تمہارے پیر و مرشد ہیں وہ تمہارے راہبر ہیں۔ جو تمہیں نیکی کی طرف مائل کرتے ہیں تمہیں بدکاری کی طرف جانے نہیں دیتے اس لئے کہ ان کے دستِ برحق پر تمہاری بیعت ہوتی ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی چلے جائیں انہیں خطرہ اس لئے نہیں ہوتا کہ میرا ہاتھ ایک نیک آدمی کے ہاتھ میں ہے ایک پیر کاں کے ہاتھ میں ہے جس کی وجہ سے میں جہاں بھی چلا جاؤں گا مجھے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے چنانچہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی شہبازِ لامکانی غوثِ صدانی کی شان ہی بڑی اعلیٰ ہے آپ کا مرتبہ بھی بڑا اعلیٰ ہے لیکن سرکارِ غوث الاعظم محبوب سبحانی آپ عبادت کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یعنی سجدہ پر سجدہ۔ نوافل پر نوافل۔ اللہ کی

تبیحات پر تبیحات کرتے ہیں تو شیطان نے کہا کہ میں ان کو ورغلا دوں ان کی ساری چیزیں ضائع ہو جائیں لیکن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد محترم نے مجھے سکھایا کہ کسی وقت ایسے مکبر میں نہ آنا اگر کوئی ایسا معاملہ ہو جائے تو پھر خیال رکھنا کہ میرا ہاتھ اور میری دعا تمہارے پیچھے ہوگی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے ہر ممکن کوشش کر لی کہ میں کسی نہ کسی طریقہ سے ان کے زہد اور تقویٰ پر ڈاکہ ڈال دوں لیکن آپ نے فرمایا کہ میرے مرشد کامل اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی برکت ہے کہ تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ اور بالآخر وہ کہتا ہے اے عبدالقادر جیلانی تجھے تیرے علم نے بچا لیا ہے فرمایا کہ نہیں مجھے میرے علم نے نہیں بچایا مجھے میرے رب کریم کے فضل نے بچا لیا ہے۔ دوستان معظم اسی طرح حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے حضرت خواجہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر علم پڑھایا تقاریر کیں وعظ بیان کی لوگوں کو نصیحت کی جب ان کا آخری وقت آیا تو شیطان نے چاہا کہ ڈاکہ ڈال کر ان کو ایمان سے فارغ کر دوں۔ وہ آیا اور کہنے لگا کہ رازی یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے فرمایا کہ ہاں ایک ہے وہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کہتا ہے کوئی دلیل دو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے 360 دلائل پیش فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ہے۔ شیطان نے 360 دلائل رد کر دیں اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کو وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ نہیں مانتا اگر کوئی اور دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت نجم الدین کبریٰ

رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی جبکہ وہ دنیا سے جا چکے تھے عرض کیا کہ شیطان مجھے ایمان سے فارغ کرنا چاہتا ہے۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی کہ تو یہ کیوں نہیں کہتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی دلیل کے وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ ہوں جب آپ نے یہ فرمایا تو وہ شیطان مبہوت ہو گیا وہ حیران ہو گیا وہ پھر کچھ نہ کہہ سکا اس لئے حضرت رازی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ولی کامل سے نسبت تھی ایک ولی کامل کا دست مقدس اس کے پیچھے تھا اس کی نسبت سے ان کے دامن سے وابستگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی حفاظت فرمائی اس لئے سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کی ہویا جے بت دور گیا دل ہرگز دور نہ تھیوے ہو
سے کوہاں نے میرا مرشد و سدا مینوں وچہ حضور دسیوے ہو
یہ دست کامل کی برکت ہے اس لئے کوئی کم عقلی نہیں ہے اس میں کوئی DOUBT نہیں ہے اس لئے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے ساتھ ملنے والا وہ کتاب جس نے بیٹھ کر اولیاء اللہ کا ادب کیا قرآن مجید کہتا ہے کہ وہ زانو بچھا کر بیٹھا رہا اس نے کوئی نماز نہیں پڑھی کوئی روزہ نہیں رکھا صرف اولیاء اللہ کی سنگت میں رہا۔ ہمیں یہ طریقے بتائے کہ اے لوگو اگر تم اپنے کامل مرشد سے کچھ لینا چاہتے ہو تو ادب سے ان کے پاس بیٹھ جا۔ جس طرح سے کہ وہ کتاب ادب سے بیٹھا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کئے کا ذکر کر دیا جو اولیاء اللہ کے ساتھ تھا۔ ان کی تعداد بتاتے ہوئے فرمایا کہ وہ تین تھے تو چوتھا ان کا کتاب۔ وہ پانچ تھے تو چھٹا ان کا کتاب تھا۔ وہ سات تھے تو آٹھواں ان کا کتاب تھا۔ آٹھ تک کا ذکر ہے فرمایا کہ اولیاء اللہ

کے ساتھ مل گیا قیامت کے روز وہ اولیاء اللہ کی برکت سے کتا نہیں رہے گا وہ آدمی کی شکل میں ہو کر جنت میں داخل ہوگا اس لئے یہ ہماری کم عقلی نہیں ہے بلکہ خوش قسمتی ہے کہ پیر کامل کے دامن سے وابستگی ہے اگر کتا اولیاء اللہ کے ساتھ وابستگی حاصل کرتا ہے تو وہ کتا نہیں رہتا بلکہ آدمی کی شکل میں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت پیر سیال غریب نواز خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید تھے اور وہ خلفاء میں شامل تھے اسے مجذوب کہا جاتا تھا آپ کی کتب میں موجود ہے کہ آپ کے غلام آپ کے مرید کہیں جنگل میں چلے گئے جیسے لوگ لکڑیاں لینے چلے جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شیر آ گیا تو کويا کہ اس کو اس کا لقمہ مل گیا تھا اس نے چاہا کہ میں ان کو کھا جاؤں لیکن جب شیر قریب آنے لگا تو مرشد کامل سیال شریف اس وقت لوٹے سے وضو فرما رہے تھے اور آپ کا ایک غلام آپ کو وضو کرا رہا تھا آپ نے اس مرید کے ہاتھ سے لوٹا پکڑا اور زور سے مارا کہ وہی لوٹا اس شیر کے منہ پر لگتا ہے۔ شیر کو پتہ نہیں چل رہا ہے کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہو گیا ہے۔ شیر زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ حضرت پیر سیال کا غلام بخیریت اور بآسانی واپس آ گیا اور وہ لوٹا اٹھا کر لایا۔ جب سیال شریف پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ غلام جو وضو کرا رہا تھا وہ اسی وقت سے رو رہا تھا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی کہ پیر صاحب نے مجھ سے لوٹا چھین لیا ہے اور زور سے مار دیا ہے۔ جنگل والا مرید لوٹا اٹھا کر لے آیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب اس وقت شیر مجھ پر حملہ کرنے والا تھا کہ یہ لوٹا پتہ نہیں کہاں سے آ کر اس کے منہ پر لگا ہے، میں یہ لوٹا اٹھا کر لے آیا ہوں۔ حضرت پیر سیال فرماتے ہیں کہ خدا کہ شکر ادا کرو

کہ تیرا ہاتھ مرشد کامل کے ہاتھ میں تھا اور آج تو شیر کا لقمہ بننے سے بچ گیا ہے۔
 یہ لوٹا تیرے مرشد کریم کا ہے جو تو جنگل سے اٹھا کر لے آیا ہے اس لئے جب
 مرشد کریم ولی کامل کرم کرتے ہیں تو اس دنیا میں بھی سرخروئی ہوتی ہے اور
 آخرت میں بھی سرخروئی ہوتی ہے۔ حضرت پیر پٹھان غریب نواز فرماتے ہیں کہ
 ہمیں تو کوئی خطرہ نہیں، ہمیں تو کوئی خطرہ نہیں، ہمیں تو کوئی خطرہ نہیں۔ تین دفعہ
 ارشاد فرمایا کہ ہمیں نہ اس دنیا میں کوئی خطرہ ہے اور نہ ہی آخرت میں کوئی خطرہ
 ہے۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آگے آگے ہوں گے۔
 فرشتے ہمیں روکیں گے کہ جنت میں نہیں جاسکتے تو ہمارے مرشد کامل جب ان
 کی طرف ذرا غصہ میں دیکھیں گے تو فرشتے عرض کریں گے کہ تمہیں اجازت ہے
 جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ہم پوچھیں گے کہ اے فرشتو اب اجازت کیوں دی ہے
 کہیں گے کہ حضرت نور محمد مہاروی کا چہرہ غصہ میں ہماری طرف ہو گیا ہے اور
 فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو، ایک ولی کامل نے ہماری طرف نگاہ کر لی ہے۔ یہ وہ نگاہ
 ہے کہ جس کے متعلق فرمایا:

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
 بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی
 نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
 اگر ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

یہ ہماری خوش قسمتی ہے، یہ ہمارا کوئی وہم نہیں ہے، کوئی خیال نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ
 بے شک نمازیں تب ہیں، روزے تب ہیں کہ جب پاک لوگوں سے وابستگی ہے اس

پر اللہ بھی راضی ہے اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہیں۔ مرشد کامل ہاتھ اٹھا دیں گے تو اللہ کریم ہمارے مرشد پاک کی برکت سے مرشد کامل کی برکت سے فرمائے گا کہ تمہارے لئے آج اس کے ہاتھ اٹھ گئے ہیں جو میرا دوست ہے اس دوستی کا ذکر کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: **آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** (یونس ۶۲) ”سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔“

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (یونس ۶۳) ”وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔“ **لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ** (یونس ۶۴) ”انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔“ یہ ہے اگر نیک آدمی کے ساتھ، ولی کامل کے ساتھ، مرشد برحق کے ساتھ تعلق ہے تو اس تعلق کی وجہ سے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سرخروئی ہے جب وہ نگاہ اٹھاتے ہیں تو خدا کی قسم اس نگاہ میں جو آ جاتا ہے تو وہ تو ایک انسان ہے لیکن یہ تو دیکھو کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ کتب میں موجود ہے کہ آپ جب وعظ فرمایا کرتے تھے تو ایک کتا آپ کے وعظ میں دور ہو کر بیٹھ جایا کرتا تھا۔ آپ کی محفل میں وہ اکیلا کتا آ کر بیٹھ جاتا تھا اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھتا رہتا تھا، ایک دن ایسا آیا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتے کی طرف دیکھ لیا تو پھر یہ ہوا کہ جب وہ کتا چلتا ہے تو کئی اور کتے اس کے ساتھ پیچھے پیچھے چلتے ہیں جب وہ کہیں بیٹھ جاتا ہے تو دوسرے کتے اس کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتے کی طرف نگاہ

کی تو اس کتے کا مقام دوسرے کتوں میں بہت بڑا ہو گیا۔ اگر کامل مرشد کاملیت کی نگاہ سے دیکھے تو بے شک وہ مرید کتنا ہی گرا ہوا کیوں نہ ہو تو اپنے مرشد کامل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ اس لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری نیکوں کے دامن کے ساتھ وابستگی ہے۔ اس وابستگی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَٰزِقًا (سورہ النساء ۶۹) ”اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔“ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَٰلِمًا (۷) ”یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔“ اللہ کریم ہمیں قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرشد کامل کے ساتھ وابستگی اور ان کے دامن کے ساتھ ہمیشہ لگے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فضل تیرے تھیں لوہے تر دے پھٹیاں دے سنگ جڑ کے
کتے دی جنت جان محمد چنگیاں دے سنگ لگ کے

وما علینا الا البلاغ المین

خطاب حضرت علامہ محمد پناہ صاحب

برہانش بشیر احمد بٹ صاحب 06-10-10

اوہنوں سے خیراں نہیں

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! پیر طریقت راہبر شریعت حضرت پیر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب
دامت برکاتہ العالیہ کی زیر صدارت یہ ماہانہ محفل انعقاد پذیر ہے جس میں مجھ جیسے
فقیر کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ کون سی ہستی ہے کہ جس سے متعلق کہا گیا کہ اس کو
”سے خیراں نہیں جیہد سائیں مگر ہووے“ اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن وحدیث
کے مطابق ہمارا یہ سائیں کون ہے اور اگر سائیں ہمارا ہے تو اس کی شان کیا ہے
اور کس قدر اس کو مان کر آدمی کا مان بڑھ جاتا ہے کہ مجھے اب سے خیراں نہیں۔
پہلی بات تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے گناہ گاروں کو اپنا محبوب امام الانبیاء
سید الانبیاء مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا۔
ایک لاکھ چوبیس ہزار کم بیش پیغمبر آئے مگر کسی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ نہیں کہا گیا
کہ بِالسُّؤْمِنِينَ رَأَوْفٌ رَحِيمٌ (توبہ ۱۲۸) مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ یہ
صرف ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ ان سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا کریم ہے اتنا رحیم ہے کہ مومنوں پر بڑا ہی وہ

مہربان ہے اور شفیق ہے اور رحیم ہے یہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ کتنا رحیم ہے کتنا شفیق ہے کہ قبر کا عذاب تو در کفار میدان حشر تو در کفار اب کائنات کے کسی خطے میں اگر امتی کو ذرا تکلیف پہنچتی ہے تو گنبد خضرا والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہو جاتا ہے۔ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کروں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت پر کتنا مہربان ہے اور اس کی امت کتنی ہے یہ ساری کائنات شجر و حجر جمادات حیوانات، نباتات، فلکیات، فرشتے، جن و بشر فرشتے سے عرش معلیٰ تک میں جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے ان سب کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حدیث شریف میں ہے مخلوق میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وَأَنَّ مَنْ شَيْءٍ إِلَّا لَيَعْلَمَنَّ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا الْإِنْسَانُ وَلَئِنْ كُنْتُ إِلَّا لَيَعْلَمَنَّ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا الْإِنْسَانُ اور جن کے ”انسان اور جنات سے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے إِلَّا كَلِمَةً استعمال فرمایا۔ إِلَّا بمعنی مگر یا سوائے انسان اور جن تھوڑے سے خردماغ ہیں۔ لیکن ایک حدیث بڑی مشہور ہے کہ ایک شکاری یہودی نے ایک ہرنی کو جال میں پھنسا لیا تو اس ہرنی نے کہا کہ اَغْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ وسلم اس ہرنی نے کیا کہا تو آپ بھی کہہ دو اَغْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ وسلم اس ہرنی نے صرف اتنا ہی کہا اب میں اس حدیث سے متعلق کہ وَأَنَّ مَنْ شَيْءٍ إِلَّا لَيَعْلَمَنَّ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ عَلَيَّ وسلم کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کوئی یہ کہے کہ ہرنی کو کیسے علم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود یہ فرما رہے ہیں کہ کوئی

چیز کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے جانتی نہ ہو۔ اب ہرنی نے یہ جان لیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہرنی کا یہ کہنا ہی تھا کہ اَغْنِنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ تو اس جنگل میں تیرے اور میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمت بن کر تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے کہ نہیں آگئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ہرنی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بچے بھوکے ہیں وہ میرے انتظار میں ہوں گے آپ مجھے آزاد کرادیں میں وعدہ کرتی ہوں کہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی شکاری سے فرمایا کہ اس ہرنی کو آزاد کر دو میں اس کا ضامن ہوں کہ یہ واپس آ جائے گی۔ یہودی نے کہا کہ کہیں گیا ہوا شکار بھی واپس آیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ واپس آئے گی۔ کچھ بحث تجھیں کے بعد یہودی نے ہرنی کو آزاد کر دیا وہ چھلانگیں مارتی ہوئی جنگل میں غائب ہو گئی تو یہودی نے کہا کہ میں نے آپ کے کہنے پر اسے آزاد کر دیا ہے اب وہ بھلا کہاں واپس آئے گی آپ نے میرا شکار گنوا دیا ہے تھوڑی دیر گزری کہ وہ ہرنی اپنے بچوں سمیت حاضر ہو گئی۔ یہودی نے جب یہ دیکھا تو ہرنی کو بچوں سمیت آزاد کر دیا اور خود کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ انہوں نے خیراں میں جہد سائیں مگر ہووے۔ اب تھوڑا سا آگے چلیں وَبِالْمُؤْمِنِينَ رِءُوفٌ رَّحِيمٌ کسی امتی کو کہیں بھی ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے روضہ اطہر میں پریشان ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت دیکھیں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرماتے ہیں اس لئے ہمیں ناز ہے دنیا سے لے کر قبر تک اور قبر سے لے کر حشر تک ہمیں تو ماشہ جتنا بھی فکر نہیں

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کیا ہے جو بِالْمُؤْمِنِينَ رُءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ حدیث نبوی سے ایک مثال دیتا جاؤں کہ وہ کتنا رحیم ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک اعرابی عرب کے صحرا سے گزر رہا تھا اور مکہ مکرمہ کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک فاختہ کا بچہ اپنے گھونسلے سے گراتا اس اعرابی نے اسے پکڑ کر اپنے کپڑے میں چھپالیا اور دل میں یہ سوچنے لگا کہ یہ جو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، یہ فرش سے لے کر عرش کی خبریں دیتا ہے، میں اس فاختہ کے بچے کو اپنی آستین میں چھپالیتا ہوں اور میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتحان لیتا ہوں، ان سے پوچھتا ہوں کہ بتائیے میرے آستین میں کیا ہے اور میں اکثر اپنی تقاریر میں یہ کہا کرتا ہوں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ بھی پوری حیات طیبہ میں فرمایا ہے وہ حدیث بن گئی ہے۔ اب ہمیں اس پر تحقیق کرنے کی یا سوچنے کی یا Research اور جستجو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس کے ٹٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک لفظ ٹٹ ہو کر ہم تک پہنچا ہے، وہ اعرابی چل پڑا۔ ہمیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر اعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ اعرابی غیر مسلم ہے وہ اعتراض کر رہا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو ٹٹ کر رہا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ٹٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ بھی پڑھیں اور اسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر اعتراض بھی کریں۔ وہ اعرابی اگر علم نبی پر اعتراض کرے تو کوئی افسوس نہیں ہے کہ وہ کافر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوت کا انکاری ہے۔ وہ اعرابی چل پڑا تو اس فاختہ کے بچے کی ماں نے دیکھ لیا کہ اس نے میرا بچہ آستین میں چھپا لیا ہے اور جا رہا ہے۔ وہ اپنا بچہ اس اعرابی سے چھین تو سکتی نہیں تھی۔ لیکن وہ بے چین تھی کہیں آرام سے بیٹھ نہیں سکتی تھی کہ آخر وہ ماں تھی، یہ اس کی مجبوری تھی کہ نہ بچہ چھین سکتی ہے اور نہ ہی چھین سے درخت پر بیٹھی رہ سکتی ہے۔ وہ اعرابی اپنے راستے پر چلتا رہا اور فاختہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے سر پر اڑتی جا رہی ہے۔ وہ اعرابی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچا اور فاختہ جا کر سامنے دیوار پر بیٹھ گئی۔ وہ اعرابی کہنے لگا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ تو میرا کیا امتحان لینا چاہتا ہے۔ کہنے لگا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں فرش پر بیٹھا عرش کی خبریں دیتا ہوں۔ فرمایا خدا کے بندے میں تو حبیب خدا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، یہ دعویٰ تو میرے غلام بھی کر سکتے ہیں۔ یہ تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جانتے ہیں، وہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مَسْلُونِيْ اَنْ ذُوْنَ الْعَرْشِ مَجْھ سے عرش سے بھی آگے کی خبریں پوچھ لو۔ فرمایا کہ جس کے غلام کی یہ شان ہو اس کے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کیا ہوگی۔ پوچھو تم کیا پوچھتے ہو۔ کہنے لگا کہ بتائیے میری آستین میں کیا چھپا ہوا ہے۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دریا ئے رحمت جوش میں آیا فرمایا کہ تُو تو یہ پوچھ رہا ہے کہ میری آستین میں کیا چھپا ہوا ہے۔ میں تو تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ جو کچھ تیرے ساتھ بیت رہی تھی، اس کی تجھے بھی خبر نہیں تھی۔ تجھے علم بھی نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا تھا۔ کہنے لگا کہ یہ تو عجب بات ہے۔ آپ وہ بھی بتادیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو درخت کے نیچے بیٹھا فاختہ کا بچہ نیچے گرا وہ تُو نے اپنی آستین میں چھپا لیا۔ فرمایا کہ جب تو آ رہا تھا تیرے سر کے اوپر اس فاختہ کے

بچے کی ماں بھی تیرے ساتھ ساتھ پرواز کر کے آ رہی تھی جس سے تو بے خبر تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما تھے وہ ہر لمحہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے رہتے تھے کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا کہ شمع تو ہو لیکن پروانے نہ ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اس لئے بیٹھے رہتے تھے کہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے الفاظ نکلیں تو ہم سنیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس اس وقت کھلتی ہے کہ جب کوئی قرآن کی آیت بنتی ہے یا پھر حدیث شریف بنتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو درخت کے نیچے بیٹھا اوپر سے فاختہ کا بچہ گرا تو نے آستین میں چھپالیا تیرا ارادہ تھا کہ چل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لیتے ہیں لیکن تجھے یہ علم نہیں ہے کہ اس بچے کی ماں آئی وہ درخت پر بیٹھی تجھے دیکھ رہی تھی لیکن تم سے اپنا بچہ چھین نہیں سکتی تھی تو جب وہاں سے چل تو وہ بھی تیرے اوپر اوپر پرواز کرتی آئی وہ دیکھو کہ وہ سامنے دیوار پر بیٹھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا تو اس اعرابی نے دیکھا۔ اس اعرابی نے فاختہ کے بچے کو آ زاد کر دیا اور خود کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صحابہ یہ اس اعرابی کا سوال تھا اب اس کو جواب مل گیا ہے اور تمہیں ثبوت دینے کیلئے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اے میرے غلامو جتنا یا ایک ماں کو اپنے بچے سے ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے اس کا کوئی کنارہ نہیں ہے یہ بے لوث محبت ہے اس سے ستر گنا زیادہ مجھے میری امت کے گناہ گاروں سے پیار ہے۔ **وَبِالْمُؤْمِنِينَ رِءْءٌ وَفَرِحَ بِكُمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ** والسلام ماں کے پیار سے بھی ستر گنا زیادہ پیار اپنے امتی سے کرتے ہیں جو اولیاء اللہ

ہیں جو دن رات میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ہر وقت وہاں پر ہی رہتے ہیں ان کا کیا مقام ہو گا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کتنا پیار ہو گا میرے شیخ کامل علی پور شریف والے حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے میں نے یہ ایک اشارہ کیا ہے ہمارے کئی بزرگ حضوری والے گزرے ہیں جو ہر وقت ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری میں رہتے تھے حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب خانوال کی طرف جارہے تھے وہ فرماتے ہیں کہ راستہ میں ایک میلہ لگا ہوا تھا آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے بتایا گیا کہ حضور یہ میلہ لگا ہوا ہے فرمایا کہ میلہ کون لگاتا ہے عرض کیا کہ جی وہاں ایک عورت ہے وہ کہتی ہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوتی ہے میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پکھری میں جاتی ہوں وہ میلہ لگاتی ہے فرمایا کہ چلو بھی دیکھتے ہیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پکھری میں جاتی ہے وہ بڑی کرماں والی ہوگی۔ آپ جب گئے اور اس عورت سے ملاقات ہوئی تو حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھی میں نے اسے کبھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پکھری میں دیکھا تو نہیں ہے یہ کون کہہ رہا ہے جو خود ہر وقت وہیں موجود رہتا ہے یہ اولیاء اللہ کی شان ہے جو کہتے ہیں کہ ۔

اونوں ماشہ وی فکر نہیں اگیرے دا

اونوں ستے خیراں میں جہدے سائیں مگر ہووے

فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری پشت پر ہوں، پیار کرنے والے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں، عظمت والے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں تو ہمیں ستے

خیراں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کو بھی بڑی عظمتیں عطا کی ہیں، ایک جنگ میں مسلمانوں کا نصرانیوں سے مقابلہ ہو گیا کچھ صحابی قیدی بن گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سارے کے سارے عالم دین تھے۔ مفکر تھے، موڈب تھے۔ صحابہ کرام مجاہدین کی جماعت میں سے دیکھ رہے تھے کہ ایک نصرانی پہلوان نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا سر جسم مبارک سے الگ کر دیا۔ صحابی کو شہید کر دیا، پھر کہنے لگا کہ تمہارا قرآن کہاں گیا جو تم پڑھتے تھے کہ شہید زندہ ہوتا ہے۔ شہید کو مردہ مت کہو کہ وہ زندہ ہے، میں نے تجھے قتل کر دیا ہے، تمہارا سرتن سے جدا کر دیا ہے لیکن تم بڑے دعوے کرتے تھے کہ شہید زندہ ہوتا ہے جب اس نصرانی نے یہ کہا تو جو مجاہد شہید ہو چکا تھا اس کا سرتن سے جدا ہو چکا تھا اسے وجد آ گیا اس کا سر ہلنے لگا وجدانی کیفیت میں آ کر اس کا سر ہلا اور ہوتوں سے آواز آئی کہ بلی نعم بلکہ ہاں او نصرانی میرے قرآن پر اعتراض کرنے والے یہ دیکھ کہ میرا سرتن سے جدا ہے لیکن میں پھر بھی قرآن پڑھ رہا ہوں یہ ثبوت ہے کہ مومن مجاہد شہید ہو کر بھی زندہ ہے۔ اس نصرانی نے اپنی تلوار دور پھینک دی اور اس مجاہد کے قدموں کو بوسہ دیتے ہوئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ جنگ کے بعد ایک صحابی نے اس نصرانی سے کہا کہ تو وہی ہے جس نے جنگ میں فلاں بزرگ کو شہید کیا تھا تو اس صحابی کا قائل ہے اب تو ہمارے درمیان کیسے آ گیا ہے مسلمان کیسے ہو گیا ہے، تجھے کس نے کلمہ پڑھایا ہے کہنے لگا کہ مجھ سے شہید نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہے جس کو میں نے قتل کیا تھا۔ جو صحابہ قیدی ہو گئے تھے ان کو نصرانیوں نے زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ رات کا وقت آیا، آدھی رات گزر گئی تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آیت مبارکہ یاد

آگئی۔ وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَءَوْفٌ رَحِيمٌ نے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا اور عرض کرنے لگا۔ قَانُصُرْنَا يَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ علیہ وسلم۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد فرمائیں۔ آقا ہم مدینہ منورہ سے دور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم سے دور نہیں ہیں۔ قَانُصُرْنَا يَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اب ہمیں اور کس کا سہارا ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کس کی بارگاہ میں جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کس کو پکاریں وہ صحابی بھی کہتے رہے کہ ان کی آنکھ لگ گئی تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت پھیرا تو تمام قیدیوں کی زنجیریں کھل گئیں، ٹوٹ گئیں اور جو ان کے پہرے دار تھے انہیں سے نکواریں چھین کر ان کو قتل کر کے فی النار کیا اور یہ سارے صحابہ اپنی جماعت میں جا کر شامل ہو گئے۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ سب تو قیدی بن گئے تھے۔ دشمن کی قید میں آ گئے تھے آپ کیسے یہاں پہنچ گئے ہیں کہنے لگے کہ دشمن نے ہمیں قید کر لیا تھا لیکن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں آزاد کرادیا۔ اونٹوں سے خیراں میں جہدے سائیں مگر ہووے۔ میں نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ولی کی آنکھ بن جاتا ہوں، اس سے محبت کرتا ہوں تو بات یہ ہے کہ آدمی جب اللہ سے محبت کرتا ہے اس کا کوئی معیار نہیں ہے کہ یہ کیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کر سکتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو آدمی خدا سے محبت کرتا ہے اس سے پہلے خدا اس شخص پر رحمت کی نظر کرتا ہے پھر اس کے دل میں خدا کی محبت آ جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا قطرہ کسی شخص پر نہ ڈالے وہ اپنے کرم کی نظر نہ ڈالے تو خدا کا

بندہ خدا سے محبت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح سے جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کو بوسہ دیتے ہیں تو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت بھی جوش میں آ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو اب میرا ہو گیا ہے اب تمام اولیاء اللہ بھی تیرے ساتھ ہیں اور اب میں بھی تیرے ساتھ ہوں۔ اونٹوں سے خیراں میں جہدے سائیں مگر ہووے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنا پر ہٹا صراط پر بچھا دیں گے اور اُمت محمدی ان کے پر کے اوپر سے گزرے گی۔ حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اور ہوں گے جو انتظار کریں گے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پر بچھائیں گے تو ہم ہٹا صراط سے گزریں گے لیکن آپ نے مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے عرض کیا کہ آقا ہم نے نہ تو جبرائیل علیہ السلام کے پروں کو دیکھنا ہے۔ نہ ہی انتظار کرنا ہے کہ کب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پر بچھیں اور ہم گزریں۔ ہم نے تو صرف نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنا ہے۔ حالانکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے پر بچھائے ہوئے ہوں گے اور چاہیے تو یہ تھا کہ ان کے پروں پر سے گزر جاتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نورانی پر ہیں پھر خطرہ کیا تھا۔ ہٹا صراط بال سے زیادہ باریک ہے اور تلواریں سے زیادہ تیز ہے۔ اس پر جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے پر بچھا دیں گے تو ان میں اتنی طاقت ہے کہ سب ان کے پروں پر سے دوڑتے ہوئے چلے جاتے لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پروں کو دیکھیں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہمارا تعلق ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ ہماری وہ

محبت جوان سے ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ ہم تو ساری عمر یہ کہتے آئے ہیں کہ اونٹوں سے خیراں میں جہدے سائیں مگر ہووے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تو ہمارا سائیں نہیں ہے۔ ہم نے تو اپنے سائیں سے عرض کرنی ہے کہ ۔

پلہ سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو

جبرائیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

ہمیں تو پلہ پر سے سائیں آ کے گزاریں گے۔ فرمایا۔ ۔

رضا پلہ سے اب وجد کرتے گزریے

کہ ہے رَبِّ صَلِّمْ صَلِّمْ صَلِّمْ مُحَمَّد

حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں انہوں نے اپنے پر پلہ صراط پر بچھا دیے ہیں لیکن کب بچھائے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دعا کرائی کہ مجھے یہ اعزاز نصیب ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے پاؤں میرے پروں پر آ جائیں۔ ۔

پلہ سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو

جبرائیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کیوں کہ اگر سائیاں تیری نظر ہو گئی تو جبرائیل علیہ السلام کو خبر بھی نہ ہوگی کہ سرکار کے غلام کب گزر بھی گئے ہیں اونٹوں سے خیراں نے جہدے سائیں مگر ہووے۔ آج میں اسی حوالے سے کہتا ہوں کہ ہر مرید ہی یہ کہتا ہے کہ میںوں سے خیراں میں جے سائیں مگر ہووے لیکن مرید کے معنی کیا ہوتے ہیں۔ مرید وہ ہوتا ہے کہ جب وہ ہاتھ میں ہاتھ دے تو اپنے سارے ارادے اپنے شیخ کامل کی جھولی میں ڈال